ذاہب الکتب الاربعۃ

تفسیر الحسنات

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

پارہ

۱-۵

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ کراچی پاکستان

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145

شعبہ ناظرہ: 200

درسِ نظامی: 105

شعبہ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ

شعبہ درسِ نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2

خادم: 4

چوکیدار: 2

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:0050002565700 3 - branchcode:0050

@markazuloloom

waseem ziyai

www.waseemziyai.com

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

تفسیر الحسنات

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

جلد اوّل

علامہ ابوالحسنات سیّد محمّد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ
۱ ــــ ۵

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

تفسیر الحسنات کے جملہ حقوق اشاعت بحق جامعہ حسنات العلوم محفوظ ہیں

نام کتاب	تفسیر الحسنات (جلد اول)
مفسر	علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
ایڈیشن	بار یازدہم
تاریخ اشاعت	دسمبر 2017ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	QT21

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔37225085-37247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-32212011-32630411۔فیکس:۔021-32210212

e-mail: info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

جامعہ حسنات العلوم کے تمام اراکین تہہ دل سے محترم سلیم شاہد صاحب، والدین وعزیز واقارب (مبشر الیکٹرک سٹور نشتر روڈ لاہور) کے مشکور ہیں کہ انہوں نے تفسیر الحسنات کے سلسلہ میں جامعہ حسنات العلوم کے ساتھ تعاون کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔آمین۔دعا گو

ناظم اعلیٰ جامع حسنات العلوم

الحاج عبدالقیوم قادری اشرفی

www.waseemziyai.com

فہرست مضامین

علوم قرآن پر محققانہ بحث	19	سورۂ فاتحہ کے مسائل	79
علم حدیث پر محققانہ بحث	43	مفصل تفسیر سورۂ فاتحہ باقوال حسنات	80
تفسیر قرآن سینٹرل جیل لاہور میں	57	اعمال واوراد سورۂ فاتحہ	124
تقریظ	58	شان نزول	125
تبصرہ	59	مضامین	125
تقریظ	61	مختصر تفسیر الحمد	125
گذارش احوال	62	تحقیق لفظ ضالین	127
ترتیب واضافات	64	تعارف سورۂ بقرہ	128
تفسیر تعوذ	65	خلاصہ تفسیر سورۂ بقرہ	129
تفسیر تسمیہ	66	تحقیق اسماء سور	129
فضائل بسم اللہ	68	خواص سورہ مبارکہ	129
تفسیر باقوال حسنات	68	شان نزول	130
بامحاورہ ترجمہ سورۂ فاتحہ	69	حروف مقطعات	130
حل لغات	69	حل مقطعہ	131
مختصر تفسیر سورۂ فاتحہ	69	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	131
تفسیر رب العالمین	70	حل لغات	131
تفسیر رحمن ورحیم	71	مختصر تفسیر پہلا رکوع	132
جزاوسزا	71	تعریف تقویٰ	133
عبادت	71	مراتب تقویٰ	133
استعانت	72	قرآن کریم ساتوں مراتب کا ہادی ہے	134
صراط مستقیم	74	تعریف ایمان بالغیب	135
انعام پانے والے	75	غیب کی تفسیر میں ایک قول	135
گمراہوں کا راستہ	76	صلوٰۃ کے معانی پر بحث	136
لفظ ضل کی تحقیق	76	نماز کے حقوق	138
سبع مثانی۔ مفصل بحث	76	مالی قربانی	138
مختصر فضائل سورہ مبارکہ	79	آسمانی کتابوں پر ایمان	138

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مسائل	138	شرک کی ممانعت	160
قیامت پر ایمان	139	قرآن حکیم کی صداقت	160
کامیاب لوگ	140	قرآن کریم کا چیلنج	160
کفار	140	مومنوں کو خوشخبری	161
شان نزول	141	شان نزول	162
کفر کا انجام	141	قرآن کریم کی مثال	162
باسحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	142	مثالوں کا اثر	162
حل لغات	143	تعریف فاسق	163
مختصر تفسیر دوسرا رکوع	145	اللہ عزوجل کے وجود سے انکار	164
منافق	145	اللہ عزوجل کے وجود کی نشانی	165
شان نزول	145	باسحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع	166
منافقوں کا ایمان کا دعوی	146	لفظی ترجمہ	167
منافقوں کا دھوکہ	146	مختصر تفسیر چوتھا رکوع	169
نفاق کا مرض	147	تحقیق لفظ خلیفہ	170
منافقین کی مفسدانہ چالیں	147	فرشتوں علیہم السلام کی تسبیح کا دعوی	170
منافقوں کا تمسخر	149	فرشتوں علیہم السلام کو جواب	170
شان نزول	150	علم کی برتری	170
گمراہی اور خسارہ	150	آدم علیہ السلام کا فرشتوں سے مقابلہ	171
منافقوں کی مثال	151	علم کی فتح	171
منافقوں کا انجام	151	فرشتوں علیہم السلام کا سجدہ	172
شان نزول	151	تحقیق سجدہ	173
منافقوں کا تذبذب	152	حضرت آدم علیہ السلام جنت میں	174
شان نزول	153	شجر ممنوعہ	174
تعریف لفظ شے	155	قلم کی توجیہ	174
خلاصۂ مضمون	155	حضرت آدم علیہ السلام کی خطا	175
باسحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	155	جنت سے نکلنے کا حکم	176
لفظی ترجمہ	157	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ	176
مختصر تفسیر تیسرا رکوع	158	تعریف توبہ	176
عبادت کا مطالبہ	159	وحی کی ضرورت	177

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

منکرین وحی کا انجام	177	لفظی ترجمہ	196
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	178	مختصر تفسیر ساتواں رکوع	197
لفظی ترجمہ	179	بارہ چشمے	197
مختصر تفسیر پانچواں رکوع	179	بنی اسرائیل کی بے صبری	198
بنی اسرائیل پر انعامات	180	یہود پر غضب الٰہی عزوجل	199
دعوت قرآن	180	غضب کا سبب	199
شان نزول	181	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	200
آیات الٰہی عزوجل کا مول	181	لفظی ترجمہ	201
حق کو چھپانے کی ممانعت	181	مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	203
نماز وزکوٰۃ کا اتحاد	181	ایمان اور عمل صالح کا اجر	203
شان نزول	182	شان نزول	203
صبر ونماز سے مدد	182	کوہ طور کا بلند ہونا	204
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	183	قانون کی خلاف ورزی کی سزا	204
لفظی ترجمہ	185	صورتیں مسخ ہو جانا	205
مختصر تفسیر چھٹا رکوع	187	سرمایۂ عبرت	205
بنی اسرائیل کی حقیقت	187	ذبح گاؤ کا حکم	206
حشر کے دن کیا کام آئے گا	188	اللہ عزوجل کے حکم میں حجت	207
بنی اسرائیل پر مصائب	188	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع	209
فرعون کی غرقابی	189	لفظی ترجمہ	210
بچھڑے کی پرستش	190	مختصر تفسیر نواں رکوع	212
معافی کا اعلان	191	مردے کا زندہ ہونا	213
کتاب اور فرقان	191	یہود کی سنگدلی	213
شرک کی سزا	191	کلام اللہ میں تحریف	214
بنی اسرائیل کا ایک اور مطالبہ	191	یہود کی منافقت	215
موت کے بعد زندگی	193	جھوٹی آرزوئیں	215
من وسلویٰ	193	جنت کے ٹھیکیدار	217
بنی اسرائیل کی شہری زندگی	194	جنت اور دوزخ	217
کلام الٰہی عزوجل کی تحریف کی سزا	195	بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع	218
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع	196	لفظی ترجمہ	219

MARKAZ-E-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر دسواں رکوع	220	کھانے والا سودا	241
بنی اسرائیل کا عہد	220	بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع	241
خونریزی اور جلاوطنی	222	لفظی ترجمہ	242
عہد شکنی اور نافرمانی	222	مختصر تفسیر تیرہواں رکوع	244
بعض احکام کی اطاعت	223	شان نزول	244
آخرت کے بدلے دنیا	223	کفار کا تعصب	245
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع	224	شان نزول	245
لفظی ترجمہ	225	آیات کی تنسیخ	245
مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	227	شان نزول	246
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد	228	نبی سے سوالات	246
خودغرضی اور قتل انبیاء علیہم السلام	229	شان نزول	247
بنی اسرائیل کا تعصب	230	حسد کفار	247
جان بوجھ کر کفر	230	شان نزول	247
ضد اور تعصب کا نتیجہ	231	آخرت کا توشہ	248
ایمان سے انکار	231	جنت کا مستحق	248
گئوسالہ پرستی	232	بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	249
موت کی تمنا	232	لفظی ترجمہ	250
لمبی عمر کی حرص	233	مختصر تفسیر چودھواں رکوع	252
بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	233	شان نزول	252
لفظی ترجمہ	234	مساجد کو ویران کرنے والے	252
مختصر تفسیر بارہواں رکوع	236	شان نزول	252
شان نزول	236	ہر طرف اللہ عزوجل ہی کا جلوہ ہے	253
حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دشمنی	236	شان نزول	253
یہودیوں کی عہد شکنی	237	اللہ عزوجل کی کوئی اولاد نہیں	254
کتاب اللہ عزوجل کی مخالفت	237	کن فیکون	254
جادو کے عمل	238	نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری	255
شان نزول	238	یہود و نصاریٰ کی خواہش	255
ہاروت ماروت	239	کتب سابقہ میں تائید	256
سفلی عملیات کے خراب اثرات	240	شان نزول	256

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

باحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع	256
لفظی ترجمہ	257
مختصر تفسیر پندرہواں رکوع	259
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش امامت	259
بیت اللہ شریف کی اہمیت	260
مکہ معظمہ امن والا شہر	263
امت کے لئے حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہم السلام کی دعا	264
حضور اکرم ﷺ کی چار خصوصیات	265
باحاورہ ترجمہ سولہواں رکوع	265
لفظی ترجمہ	267
مختصر تفسیر سولہواں رکوع	269
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصیت	269
حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت	270
اپنے ہی عمل کام آئیں گے	270
شان نزول	270
تمام انبیاء علیہم السلام پر لانا	270
اللہ عزوجل کافی	271
اللہ عزوجل کا رنگ	271
شان نزول	271
الحمدللہ پہلے پارہ ختم ہوا	272
پارہ دوم	
باحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	273
لفظی ترجمہ	274
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع	275
شان نزول	276
قبلہ کی تعریف	276
اعتدال پر مداومت	276
شہید کے معنی	276
تبدیلی قبلہ کی حکمت	279
رضائے مصطفیٰ ﷺ سے تبدیلی قبلہ کی تحقیق	280
تبدیلی قبلہ	280
اہل کتاب کی ہٹ دھرمی	283
اہل کتاب اور پیغمبر اسلام	284
باحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	285
لفظی ترجمہ	286
مختصر تفسیر دوسرا رکوع	287
خانہ کعبہ اتمام حجت	287
خصائص مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء	288
ذکر شکر	289
باحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	290
لفظی ترجمہ	291
مختصر تفسیر تیسرا رکوع	293
شہید کی تعریف	294
شہید کا اخروی درجہ	294
شہید زندہ ہوتا ہے	294
امتحان آزمائش کا درجہ	294
صبر کرنے والوں کا صلہ	295
شان نزول	297
توبہ کی شرائط	298
کفر کی موت	298
باحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع	299
لفظی ترجمہ	299
مختصر تفسیر چوتھا رکوع	301
اللہ عزوجل کے وجود کے نشان	301
کفار کی غیر اللہ سے محبت	302
باحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	304
لفظی ترجمہ	305

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر پانچواں رکوع	306	ماہ رمضان المبارک کی فضیلت	323
حلال رزق	306	مہینہ کی تعریف	323
برائی اور بے حیائی	307	قرآن حکیم کی فضیلت	324
کفار کی اندھی تقلید	308	فرض روزہ کا حکم	324
حرمت غذا پر مفصل بحث	308	اللہ عزوجل آسانی چاہتا ہے	325
ما اهل به لغير الله پر مفصل بحث	308	تکمیل روزہ، ذکر الٰہی عزوجل	325
اضطراری حالت کا بیان	308	اللہ تعالیٰ عزوجل کی یاد کا طریقہ	325
علماء سوء کی سزا	309	یاد کے شرائط	325
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع	310	شان نزول	326
لفظی ترجمہ	311	ماہ رمضان المبارک میں بیوی شوہر کے	
مختصر تفسیر چھٹا رکوع	313	تعلقات پر حکم	326
اچھے معاملات پر بحث	313	مباشرت کا مقصود	327
نماز، زکوٰۃ	313	روزہ کے افطار کے اوقات	327
ایفائے وعدہ	313	شان نزول	328
صبر اثبات	313	اعتکاف کے احکام	329
تفصیل ایمان	314	ناحق مال	329
قصاص	315	رشوت کی حرمت	329
معروف احسان	315	شان نزول	330
قصاص میں زندگی ہے	315	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	330
شان نزول	315	لفظی ترجمہ	331
وصیت پر مفصل بحث	316	مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	333
وصیت میں تبدیلی	317	چاند کا حساب	333
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع	317	شان نزول	333
لفظی ترجمہ	318	جاہلیت کی رسم	334
مختصر تفسیر ساتواں رکوع	320	شان نزول	334
روزوں کا حکم	321	جہاد فی سبیل اللہ	334
مریض و مسافر کو رعایت	322	جہاد جلاوطنی	335
روزے کا فدیہ	322	فتنہ قتل سے بدتر ہے	335
روزے کی برکتیں	322	بیت اللہ شریف کا احترام	335

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

قتال کی حد۔ جہاد کا مقصد	336	لفظی ترجمہ	350
حرمت والے مہینے	336	مختصر تفسیر دسواں رکوع	351
انفاق فی سبیل اللہ	336	بنی اسرائیل سے عبرت	351
احکام حج	337	مومنوں کا مذاق نہ اڑاؤ	352
تعریف حج	337	امت واحدہ	352
حج، عمرہ کے چار طریقے ہیں	337	آزمائش	353
سرمنڈانا	338	خرچ کے احکام	354
حج، عمرہ کی قربانی کے احکام	338	شان نزول	354
تلبیہ یہ ہے	339	مقابلہ کا حکم	354
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع	339	بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع	355
لفظی ترجمہ	341	لفظی ترجمہ	356
مختصر تفسیر نواں رکوع	343	مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	358
تجارت کی اجازت	344	سات قانون کا حکم	358
شان نزول	344	شان نزول	358
عرفات۔ مشعر الحرام	345	کافروں کا حال	360
مساوات کا حکم	345	کافروں کی کوشش	360
طریق حج کا مختصر حال	345	مرتد کی سزا	360
مناسک حج کے بعد کے احکام	346	جہاد، ہجرت، ایمان پر بحث	361
دنیا کے لالچی	346	شراب، جوا کے احکام	361
دنیا و آخرت کے طالب	346	شان نزول	361
حج کے ایام	346	مالی قربانی	363
قسمیں کھانے والے جھگڑالو	347	غور و فکر کی دعوت	363
شان نزول	347	یتیموں کی اصلاح	364
جھوٹا وقار	347	یتیموں کے بارے میں احکام	364
اللہ عزوجل کی رضا چاہنے والے	347	مشرک عورتوں سے نکاح	365
اسلام میں مکمل داخل ہو جاؤ	348	مسلمان لونڈی کا درجہ	365
شان نزول	348	شان نزول	366
جان بوجھ کر غلطی نہ کرو	348	مشرک مرد سے نکاح کے احکام	366
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع	349	بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	367

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ	368	عدت کے احکام	387
مختصر تفسیر بارہواں رکوع	369	نکاح ثانی کا پیام	388
شان نزول	370	بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع	388
حیض کی حقیقت، اس کے احکام	370	لفظی ترجمہ	389
بیوی کے درجات	371	مختصر تفسیر پندرہواں رکوع	390
قسموں کا غلط استعمال	371	شان نزول	391
شان نزول	371	طلاق ومہر کے احکام	391
ایلاء قسم کی بحث	372	نمازوں کی پابندی کے احکام	392
طلاق کی ابتداء	372	بیوہ کے لئے وصیت	393
شان نزول	373	شان نزول	393
عدت کے احکام	373	بامحاورہ ترجمہ سولہواں رکوع	394
شان نزول	375	لفظی ترجمہ	395
بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع	376	مختصر تفسیر سولہواں رکوع	397
لفظی ترجمہ	376	شان نزول	398
مختصر تفسیر تیرہواں رکوع	378	قرض حسنہ کے احکام	398
شان نزول	378	حضرت طالوت کا قصہ	400
رجعی طلاق کے احکام	379	سپہ سالار کا انتخاب	400
خلع کے احکام	379	سپہ سالار کی خصوصیات	401
دوطلاق کے بعد رجوع کے احکام	379	تابوت سکینہ	401
حلالہ کی تعریف	379	بامحاورہ ترجمہ سترہواں رکوع	402
شان نزول	380	لفظی ترجمہ	403
طلاق بائن کے احکام	380	مختصر تفسیر سترہواں رکوع	404
شان نزول	381	مجاہدوں کی آزمائش	405
بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	381	کامیابی اور ناکامی کثرت وقلت پر موقوف نہیں	405
لفظی ترجمہ	382	صبر واستقامت	405
مختصر تفسیر چودھواں رکوع	384	گزشتہ نشانیاں	406
شان نزول	384	تیسرا پارہ سورۂ بقرہ وآل عمران	407
دودھ پلانے کی مدت	385	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	407
دودھ پلانے کے قانون	385	لفظی ترجمہ	407

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر پہلا رکوع	408	اللہ عزوجل کے وعدے اور انعام	439
رسولوں علیہم السلام کے درجات	408	خیرات کیسے کی جائے	439
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	409	نذر کی مفصل تعریف	440
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع	410	خیرات کا اجر	441
لفظی ترجمہ	411	شان نزول	442
مختصر تفسیر دوسرا رکوع	412	بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع	443
آیت الکرسی پر مفصل بحث	413	لفظی ترجمہ	443
فضائل آیت الکرسی	416	مختصر تفسیر چھٹا رکوع	445
دین میں جبر نہیں	417	شان نزول	446
شان نزول	418	سود حرام ہے	446
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	419	سود اور خیرات کا موازنہ	448
لفظی ترجمہ	420	شان نزول	449
مختصر تفسیر تیسرا رکوع	422	قرض دینے کے فضائل	450
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود	423	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع	450
حضرت عزیر علیہ السلام کا سو برس کے بعد زندہ ہونا	424	لفظی ترجمہ	451
مردوں کو زندہ کرنا	426	مختصر تفسیر ساتواں رکوع	453
ایک شبہ کا ازالہ	427	شہادت کے احکام	453
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع	428	گواہی کے احکام	454
لفظی ترجمہ	429	رہن کی ہدایات	456
مختصر تفسیر چوتھا رکوع	431	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	457
اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال	431	لفظی ترجمہ	458
خیرات ضائع نہ کرو	431	مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	459
اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے کی ایک اور مثال	431	اجزائے ایمان	460
ریاکاری سے خرچ کرنے کی مثال	433	شان نزول	460
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	435	دعائیں	461
لفظی ترجمہ	436	سورۂ بقرہ کے فضائل	462
مختصر تفسیر پانچواں رکوع	438	سورۃ آل عمران مدنیہ	
اللہ عزوجل کی راہ میں اچھی چیز دو	438	بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	463
شان نزول	438	لفظی ترجمہ	464

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر پہلا رکوع 465
اللہ تعالیٰ عزوجل کی صفات 467
قرآن کریم اور کتب سابقہ 467
عقیدہ باطلہ کی تردید 468
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع 469
لفظی ترجمہ 471
مختصر تفسیر دوسرا رکوع 473
اللہ تعالیٰ عزوجل کی نصرت 474
فانی اشیاء سے محبت 475
متقیوں کے لئے اجر 475
متقین کی صفات 475
الوہیت اللہ کی گواہی 476
دین اسلام 477
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع 479
لفظی ترجمہ 480
مختصر تفسیر تیسرا رکوع 482
عیسائیوں کے عقائد 483
اللہ تعالیٰ عزوجل کی قدرت 485
شان نزول 485
کافروں سے دوستی کی ممانعت 487
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع 488
لفظی ترجمہ 490
مختصر تفسیر چوتھا رکوع 492
اتباع واطاعت پر بحث 492
شان نزول 492
شان نزول 493
حضرت مریم کی پیدائش 494
تحقیق عمران 494
فوائد، حضرت مریم کی پرورش، حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا 496
حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش 496
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع 498
لفظی ترجمہ 500
مختصر تفسیر پانچواں رکوع 502
حضرت مریم کا درجہ 503
حضرت مسیح کی بشارت 504
بغیر باپ کے بیٹا 504
حضرت مسیح کی تعلیم 506
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری 509
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ
کیونکر ہوا 510
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع 511
لفظی ترجمہ 512
مختصر تفسیر چھٹا رکوع 513
نیک لوگوں کا اجر 513
شان نزول 514
مباہلہ 515
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع 516
لفظی ترجمہ 517
مختصر تفسیر ساتواں رکوع 518
اہل کتاب کو تنبیہ، شان نزول، حضرت ابراہیم
کا ملک 519
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع 520
لفظی ترجمہ 522
مختصر تفسیر آٹھواں رکوع 524
شان نزول 524
حریصوں کی سزا 526
شان نزول 526

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اہل کتاب کی دھوکہ دہی	527	مختصر تفسیر گیارہواں رکوع	552
شان نزول	527	تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم	552
نبی کی تعلیم	528	اعتصام بحبل اللہ	552
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع	528	اتحاد اخوت اللہ کی نعمت ہیں	552
لفظی ترجمہ	530	تبلیغ دعوت الی الخیر	553
مختصر تفسیر نواں رکوع	532	فرمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	554
انبیاء علیہم السلام سے عہد	532	منکرین کا احکام الٰہی عزوجل میں اختلاف	554
مقام انبیاء علیہم السلام	534	نورانی اور سیاہ چہرے	555
تمت بالخیر	538	بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع	555
پارہ چہارم	539	لفظی ترجمہ	557
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع	539	مختصر تفسیر بارہواں رکوع	559
لفظی ترجمہ	540	بہترین امت	559
مختصر تفسیر دسواں رکوع	541	شان نزول	560
راست گوئی کی فضیلت	541	اہل کتاب پر عتاب	560
قربانی کے مال کا معیار	542	سب اہل کتاب برابر نہیں	561
بنی اسرائیل میں حلال و حرام	542	شان نزول	562
شان نزول	542	انفاق مال	563
یہود کا اللہ تعالیٰ عزوجل پر بہتان	543	شان نزول	564
ملت ابراہیمی کا اتباع	543	غیر مسلموں کو راز دار نہ بناؤ	564
سب سے پہلا گھر	544	شان نزول	565
شان نزول	544	منافقین کی مسلمانوں سے دشمنی	565
حج بیت اللہ کا حکم	544	بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع	567
تاریخ بیت اللہ و مکہ معظمہ	544	لفظی ترجمہ	568
فرضیت حج کی تاریخی تفصیل	546	مختصر تفسیر تیرہواں رکوع	569
اہل کتاب کو کلام الٰہی عزوجل سے انکار	547	غزوۂ احد	570
بنی اسرائیل کی اسلام سے عداوت	548	جنگ کا اجمالی خاکہ	572
شان نزول	548	جنگ کا نقشہ بدل گیا	572
بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع	549	حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	573
لفظی ترجمہ	550	جنگ بدر	574

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

فرشتوں کی مدد	574	شان نزول	598
جنگ بدر کے اسباب	575	مسلمانوں کی آزمائش	598
کفار کا انتقام	575	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	599
تاریخ غزوۂ بدر	576	آزمائش کا مقصد	601
صحابہ علیہم رضوان کا جذبۂ جہاد اور شوق شہادت	576	حضرت طلحہ اور صحابہ کرام علیہم رضوان کے مجاہدانہ کارنامے	602
مقام بدر میں مجاہدین کی صف آرائی	577	نبی محترم کے حکم میں کوتاہی اور اس کا نتیجہ	602
سماع موتی کی دلیل	578	نصرت الٰہی عزوجل کا نزول	603
بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	578	وساوس شیطانی	603
لفظی ترجمہ	579	عام معافی کا اعلان	603
مختصر تفسیر چودھواں رکوع	581	بامحاورہ ترجمہ سترھواں رکوع	604
سود کے احکام اور اس کی سزا	581	لفظی ترجمہ	606
اطاعت کا حکم	582	مختصر تفسیر سترھواں رکوع	609
متقی کی صفت	582	زندگی موت کا مالک	609
متقی کی خصوصیات اور اس کا اجر	582	تعریف مشورہ	611
حق کو جھٹلانے والوں کا انجام	585	شان نزول	611
زمین کی سیر کا حکم	585	حضور نبی اکرم ﷺ کی رفعت شان	611
ایمان والوں کا غلبہ	586	تعریف توکل	612
اللہ عزوجل کی راہ میں تکلیف و امتحان	587	خیانت کی سزا حدیث کی روشنی میں	612
بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع	588	شان نزول	613
لفظی ترجمہ	588	احسان مومن	614
مختصر تفسیر پندرھواں رکوع	590	خصائص مصطفیٰ ﷺ	614
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذاتی و صفاتی نام	590	مومن منافق میں فرق	615
فضائل و خصائص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	591	شہید زندہ جاوداں ہے	616
دین کا اتباع لازمی ہے	592	شان نزول	616
انبیاء کرام علیہم السلام کے رفقاء	593	شہید کے فضائل حدیث کی روشنی میں	616
بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع	594	بامحاورہ ترجمہ اٹھارھواں رکوع	618
لفظی ترجمہ	595	لفظی ترجمہ	619
مختصر تفسیر سولھواں رکوع	597	مختصر تفسیر اٹھارھواں رکوع	621
کافروں کا اتباع نہ کرو	598		

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

شان نزول	621	شان نزول	647
ایمان کامل۔ مومن کی شان	622	صبر کے معنی اور فضائل	648
اللہ تعالیٰ عزوجل کا فضل	624	سورۃ النساء	649
اقوامیوں کی تردید	624	با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع	649
ایمان کے بدلے کفر	625	لفظی ترجمہ	650
نجس پاک کا فرق	625	مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۃ نساء	652
بخل کی تعریف	626	تخلیق انسانی	652
با محاورہ ترجمہ انیسواں رکوع	627	حضرت آدم علیہ السلام کا خواب	653
لفظی ترجمہ	628	یتیم کا مال	654
مختصر تفسیر انیسواں رکوع	630	شان نزول	654
شان نزول	630	تعدد ازواج	655
یہود کی گستاخیاں	630	حق مہر کے احکام	655
شان نزول	631	یتیموں کی پرورش	655
یہود کی تردید	631	میراث اور ترکہ کا حق دار	656
موت کا مزہ	632	تقسیم میراث	656
مال و جان کی آزمائش	633	یتیم کو اپنی اولاد سمجھو	656
شان نزول	634	شان نزول	657
خود پسندی	635	با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ نساء	659
شان نزول	636	لفظی ترجمہ	660
با محاورہ ترجمہ بیسواں رکوع	636	مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۃ نساء	662
لفظی ترجمہ	638	مرد عورت کے حصوں کا تناسب	662
مختصر تفسیر بیسواں رکوع	640	شان نزول	662
آیات کریمہ میں غور و فکر	640	تعریف کلالہ	664
شان نزول	641	مختصر خلاصہ مسائل فرائض	664
دعا	642	عصبات، ذوالارحام	666
نیکوکاروں کا اجر	643	با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع	666
دنیا متاع قلیل ہے	645	لفظی ترجمہ	667
شان نزول	646	مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورۃ نساء	669
اصول کامرانی	646	بدکار۔ سرکش عورتوں کی سزا	669

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

توبہ	670	شان نزول	692
زمانہ جاہلیت کی رسومات کی تردید	671	سرکش عورتوں کی اصلاح کا حکم	692
شان نزول	671	ثالثی مصالحت کے احکام	692
سوتیلی ماں سے نکاح کی ممانعت	672	حقوق العباد	693
زمانہ جاہلیت کے واقعات	672	فرمان نبوی ﷺ	695
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ نساء	673	شان نزول	696
لفظی ترجمہ	673	ریاکاری	697
مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورۃ نساء	674	بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ النساء	698
محرمات بالصہر کا بیان	675	لفظی ترجمہ	699
جہاد میں دو بہنوں کی ملک کا حکم	676	مختصر تفسیر ساتواں رکوع	701
پانچواں پارہ	677	نشہ کی حالت میں نماز	701
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع	677	شان نزول	702
لفظی ترجمہ	677	طریقہ تیمم	702
مختصر تفسیر چوتھا رکوع	678	شان نزول	703
شان نزول	679	یہودیوں کی سازشیں	703
نکاح کے شرائط	680	یہود کو دعوت ایمان	704
لونڈیوں سے نکاح	681	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع	705
لونڈیوں کے اقسام	681	لفظی ترجمہ	706
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	682	مختصر تفسیر آٹھواں رکوع	708
لفظی ترجمہ	683	عذاب دوزخ	708
مختصر تفسیر پانچواں رکوع	684	شان نزول	709
شان نزول	685	امانتیں۔عدل وانصاف	710
مسلمان کی جان ومال	685	شان نزول	710
ناجائز مال کھانے والے کی سزا	685	اللہ تعالیٰ عزوجل رسول مکرم واولی الامر کی اطاعت	711
حسد	686	شان نزول	712
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع	688	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع	712
لفظی ترجمہ	689	لفظی ترجمہ	714
مختصر تفسیر چھٹا رکوع	692	مختصر تفسیر نواں رکوع	715
مرد کو عورتوں پر فضیلت	692	شان نزول	716

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

بخشش ومغفرت کی بشارت	717	لفظی ترجمہ	738
شان نزول	718	مختصر تفسیر تیرہواں رکوع	739
اللہ تعالیٰ عزوجل کے منعم یافتہ بندے	719	قتل مسلم کی سزا	740
شان نزول	719	شان نزول	741
بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع	720	ضرور کے مشترک المعنی ہونے کی تصریح	742
لفظی ترجمہ	721	جہاد میں قتال کی احتیاط کا حکم	742
مختصر تفسیر دسواں رکوع	722	شان نزول	742
جہاد کا حکم	722	شان نزول	744
شان نزول	723	بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع	745
بامحاورہ ترجمہ گیارھواں رکوع	724	لفظی ترجمہ	746
لفظی ترجمہ	725	مختصر تفسیر چودھواں رکوع	747
مختصر تفسیر گیارھواں رکوع	728	مظلوموں کی ہجرت	747
جہاد سے خوف	728	شان نزول	747
موت سے بچنا ممکن نہیں	728	بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع	749
اطاعت رسول اللہ ﷺ کا حکم	730	لفظی ترجمہ	750
شان نزول	730	مختصر تفسیر پندرھواں رکوع	751
صداقت قرآن کی دلیل	731	سفر میں نماز قصر	751
افواہوں کی تردید	731	نماز خوف	751
شان نزول	731	مدت سفر	752
جہاد کی ترغیب	732	شان نزول	752
بامحاورہ ترجمہ بارھواں رکوع	733	جہاد میں ہتھیار اتارنے کے شرائط	753
لفظی ترجمہ	733	شان نزول	755
مختصر تفسیر بارھواں رکوع	735	نماز کے سوا ذکر الٰہی عزوجل	755
ایمان کا معیار	735	دشمن کو ڈھیل نہ دو	755
منافقوں سے مقابلہ کا حکم	735	بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع	756
شان نزول	735	لفظی ترجمہ	757
صبح کلیوں سے جنگ	736	مختصر تفسیر سولھواں رکوع	758
شان نزول	737	شان نزول	758
بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع	737	غیر جانبدارانہ فیصلہ	759

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ سترہواں رکوع	760	مختصر تفسیر انیسواں رکوع	776
لفظی ترجمہ	761	بیویوں کے ساتھ حسن سلوک	776
مختصر تفسیر سترہواں رکوع	761	شان نزول	776
شان نزول	762	بیویوں کے ساتھ عدل شرط ہے	777
دشمنان رسالت مآب ﷺ کا انجام وسزا	764	شان نزول	777
بامحاورہ ترجمہ اٹھارہواں رکوع	765	شان نزول	778
لفظی ترجمہ	766	خدا عزوجل کا خوف	778
مختصر تفسیر اٹھارہواں رکوع سورۃ النساء	768	بامحاورہ ترجمہ بیسواں رکوع	779
شان نزول	768	لفظی ترجمہ	780
شرک ناقابل معافی ہے	768	مختصر تفسیر بیسواں رکوع	782
یَدْعُوْ کی تحقیق	769	منافقین کی حالت	783
شیطان کے ہتھکنڈے	770	بری مجالس میں جانے کی ممانعت	784
سچا وعدہ	771	بامحاورہ ترجمہ اکیسواں رکوع	785
شان نزول	771	لفظی ترجمہ	786
ملت ابراہیمی	772	مختصر تفسیر اکیسواں رکوع	787
شان نزول	773	منافقین کی پہچان	787
بامحاورہ ترجمہ انیسواں رکوع	773	کفار کی دوستی کی ممانعت	788
لفظی ترجمہ	774	نجات کی راہ مغفرت	789

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پانچواں پارہ بفضلہٖ تعالیٰ مکمل ہوا

اظہار تشکر: تفسیر الحسنات بآیات بینات کے کام میں میرے جن مخلص کرم فرماؤں نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا ان میں فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ قاری پروفیسر مشتاق احمد صاحب ایم۔اے نے نظر ثانی اور استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت علامہ عبدالغنی عثمانی نے بڑی کاوش اور محنت سے تصحیح کا کام انجام دیا۔ کتابت کے اخراجات میں محترم جناب چوہدری الحاج عبداللطیف صاحب، جناب محترم الحاج محمد ارشد صاحب نعیم، جناب محترم الحاج محمد افضال صاحب، جناب محترم الحاج صوفی بشیر احمد صاحب، جناب محترم الحاج سید ناصر علی شمس مرحوم نے مالی تعاون فرمایا۔ مکتبہ ضیاء القرآن حضرت صاحبزادہ الحاج حفیظ البرکات صاحب نے طباعت واشاعت کا انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب سید یوم النشور قاسم عالم ﷺ کے صدقے میں اس خدمت کو قبول فرمائے اور ہم سب کے لئے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔

امین بحرمت نبی سید المرسلین صلوٰۃ والسلام علیہ تسلیمات

فقیر قادری امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی

www.waseemziyai.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علوم قرآن پر محققانہ بحث

از حضرت مفسر قرآن علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تمام اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ فیض اور انسان کے جسمانی و روحانی اصلاح و فلاح کا ماخذ جمیع علوم اسلامیہ و عربیہ کا مرجع و مرکز مسلمانوں کی ترقی و تمدن اور تانق کا راز سربستہ عالم کی تاریکی و جہالت کو فنا کر دینے والا آفتاب درخشاں نوع انسان کو سعادتِ ابدی اور نجات سرمدی کی منزل مقصود تک پہنچانے والا ہادی برحق صرف اور صرف قرآن مجید فرقان حمید ہے۔

واقعات متعلقہ نزولِ قرآن

حضور سید یوم النشور ﷺ کو بعثت اور نزول قرآن سے پہلے اولاً رویائے صادقہ نظر آئے۔ پھر ایک روز جب کہ حسب عادت حضور ﷺ غار حرا میں محو عبادت تھے۔ فرشتہ حاضر آیا جو وحی لایا۔ جس میں حکم ملا پڑھ۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتہ نے حضور ﷺ کے قریب آ کر آپ کو اپنے سینہ سے لگا کر زور سے معانقہ کیا اور کہا پڑھ حضور ﷺ نے پھر وہی جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِئٍ تین بار جب یہی جواب ہوا تو فرشتہ نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ

ترجمہ: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ معہ افادات "پڑھو اپنے رب کے نام سے (یعنی قرآت کی ابتداء ادباً اللہ کے نام سے ہو) جس نے پیدا کیا (تمام مخلوق کو) انسان کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو (دوبارہ پڑھنے کا حکم تاکید کے لئے ہے) اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا (اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی) آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (آدمی سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور جو انہیں سکھایا اس سے مراد علم اسماء ہے اور ایک قول میں اس سے مراد سید عالم ﷺ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جمیع اشیاء کے علوم عطا فرمائے (معالم و خازن)

حضور ﷺ نے متلوہ آیات کو اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا اور فرشتہ نظروں سے غائب ہو گیا یہ ہے نزول قرآن پاک کی ابتداء۔ یہ واقعہ ماہ رمضان المبارک کے آخری ایام میں پیش آیا۔ اس پر آیت کریمہ خود شاہد ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔ خاص اس رات کے تعین میں اختلاف رواۃ ہے جس میں آغاز نزول ہوا۔ بعض کے نزدیک ۲۵ رمضان ہے اور ان کی تحقیق میں حضور ﷺ کی اظہار نبوت کا زمانہ بھی اسی تاریخ سے ہے اور بعض نے سترہ رمضان لکھی، بعض نے ۲۴ بتائی۔ اکثر نے ستائیسویں شب رمضان تسلیم کی۔

www.waseemziyai.com

اس کے بعد چند ایام وحی کا نزول رکا رہا کہ سورۂ مدثر نازل ہوئی۔ پھر نجما نجما قرآن کریم حسب ضرورت باوقات متفرقہ تیئیس (۲۳) سال نازل ہوتا رہا۔ بعض سورتیں ایسی ہیں جو یک دم بیک وقت آئیں۔ جیسے سورۃ الفاتحہ، سورۃ الکوثر اور اس میں آخری سورت سورۃ التوبہ ہے اور آیتوں میں سب سے آخری آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ ہے جس کے نوروز بعد وفات قیامت آیات ہوئی۔

مکی مدنی آیات کیا ہیں؟

نزول قرآن کریم کے لئے کوئی مقام یا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ اس لحاظ سے نزول کی شان یہ رہی کہ جب تک حضور ﷺ کا قیام مکہ معظمہ میں ہوا نزول بھی مکی رہا اور جب مدینہ میں ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔ اس اعتبار سے آیات قرآنی مکی مدنی کہلائیں۔ چنانچہ ۹۳ سورتیں مکہ معظمہ میں نازل ہوئیں اور ۲۱ سورتیں مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام میں نازل ہوئیں۔ پھر آیات مکیہ میں عموماً آپ کو سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے حالات ملیں گے اور آیات مدنی میں مسلمانوں کے لئے معاملات اور ضروری احکام پائے جائیں گے۔

آیات مکیہ میں زیادہ تر کفر و شرک سے اجتناب خدائے واحد کی طرف رجوع کرنے، حشر و نشر پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔

آیات مدنیہ میں اوامر و مناہی کا مکمل قانون ہے۔

مکی آیتوں میں مخاطبہ کفار سے کہیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ فرما کر کہیں یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ کہہ کر کہیں یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

آیات مدنیہ میں عام طور پر مسلمان مخاطب ہیں۔ اس لئے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یا کہیں کہیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ بھی استعمال ہوا ہے۔

تقسیم قرآن کریم

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف سے قرآن کریم ۱۱۴ سورتوں میں منقسم ہے ہر سورت بجائے خود ایک مستقل فصل ہے اور مختلف تعداد کی آیات پر مشتمل قرآن کریم میں کل چھ ہزار آیتیں ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں سات منزلوں میں تقسیم کر دیا تا کہ ایک ہفتہ میں تمام قرآن کریم ختم کر سکیں۔

عہد حجاج بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ میں قرآن کریم تیس (۳۰) پاروں اور ہر پارہ ربع، نصف اور ثلث میں تقسیم کیا گیا اور رکوع وقف وغیرہ علامات بعد میں مقرر ہوئے۔

سورتوں کا آغاز

سورتیں دس طریقوں سے شروع ہوئیں۔

۱۔ چودہ سورتوں میں شروع حمد و ثناء الٰہی ہے۔ ان میں سے پانچ الحمد کے ساتھ ہیں۔ دو تبارک کے ساتھ، اور سات لفظ سبحان اور اس کے مشتقات کے ساتھ شروع ہوتی ہیں۔

۲۔ انتیس سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہیں جیسے الٓمّٓ۔ الٓمّٓرٰ۔ الٓرٰ۔ الٓرٰقٓ۔ کٓهٰیٰعٓصٓ، یٰسٓ، حٰمٓ، حٰمٓ

www.waseemziyai.com

عَسَقَ وغیرہ۔

۳۔ دس سورتیں بلفظ ندا شروع ہوتی ہیں۔ ان میں سے پانچ میں حضور ﷺ بالفاظ مختلف مخاطب کئے گئے ہیں اور پانچ میں امت مرحومہ کو ندا کی گئی۔ حضور ﷺ کے مخاطبہ والی یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہیں اور امت کے مخاطبہ میں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وغیرہ الفاظ ہیں۔

۴۔ تئیس سورتیں جملہ خبریہ سے شروع ہوتی ہیں۔ جیسے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ یا بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وغیرہ۔

۵۔ پندرہ سورتوں کو قسم کے ساتھ شروع کیا گیا جیسے وَالضُّحٰی، وَالَّیْلِ، وَالتِّیْنِ، وَالْعَصْرِ وغیرہ۔

۶۔ سات سورتوں کی ابتدا حرف شرط سے ہوئی جیسے اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وغیرہ۔

۷۔ چھ سورتیں صیغہ امر سے شروع ہیں جیسے قُلْ اُوْحِیَ، قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وغیرہ۔

۸۔ سات سورتیں بصیغہ استفہام سے شروع ہیں۔ جیسے ھَلْ اَتٰی، عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ، ھَلْ اَتٰکَ۔ اَلَمْ نَشْرَحْ۔ اَلَمْ تَرَ وغیرہ۔

۹۔ تین سورتیں توبیخ کے ساتھ شروع ہیں جیسے وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ، وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔

اس تفصیل سے ۱۱۴ سورتوں کی تصریح ہے۔

آیاتِ احکام

آیاتِ احکام کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن بلحاظ صراحت ان کی تعداد ۱۵۰ ملتی ہے اور باعتبار اقتضاء حکم پانچ سو آیات موجود ہیں۔

شانِ نزول کی تصریح

قرآن کریم کی بعض آیتیں کسی خاص سوال کے جواب میں یا کسی خاص واقعہ کے پیش آجانے پر نازل ہوئیں۔ یہی سوالات یا واقعات آیات متعلقہ کا شانِ نزول کہلاتا ہے۔ ہر چند باتفاق جمہور صحابہ وتابعین آیہ کریمہ کے مفہوم عام کو شان نزول کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاتا۔ لیکن تاہم علمائے مفسرین نے شان نزول کی طرف بھی پوری توجہ مبذول فرمائی ہے تاکہ ان کے بیان کرنے سے آیت کے معانی اچھی طرح سمجھ میں آجائیں۔

ترتیب قرآن کریم

یہ امر تو ظاہر ہو چکا ہے کہ قرآن کریم نجما نجما متفرق طور پر تئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اور بعض سورتیں وہ ہیں جو بیک وقت نازل ہوئیں اور اکثر وہ ہیں۔ جو تھوڑی تھوڑی نازل ہوتی رہیں اور ایک عرصہ کے بعد مکمل ہوئیں۔

ایسا بھی ہوا کہ ابھی ایک سورت ختم ہونے نہ پائی تھی کہ دوسری سورۃ نازل ہونی شروع ہوگئی۔ بعض موقعہ پر دو مختلف

www.waseemziyai.com

سورتوں کی آیتیں ایک ہی وقت میں نازل ہوتی جاتی تھیں۔ اس سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم موجودہ ترتیب کے ساتھ نازل نہیں ہوا حالانکہ یہ غلط ہے۔

یہی وہ چیز ہے جسے بعض جماعتیں بلیوں پر اٹھائے اور انواع اقسام کی بدگمانیاں عوام میں عام کرتی رہی ہیں لیکن موجودہ ترتیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اپنی رائے سے نہیں کی بلکہ یہ ترتیب آیات حضور ﷺ نے بحکم الٰہی خود بتائی۔

قرآن کریم میں ترتیب دو قسم کی ہے۔

اول:۔ ترتیب آیات قرآنی دوم:۔ ترتیب سُوَر قرآنی

ترتیب آیات بالاتفاق حضور ﷺ نے حسب منشاء الٰہی فرشتہ وحی کے بتانے سے فرمائی اور اس کی احتیاط اس درجہ ملحوظ رکھی گئی کہ بوقت نزول وحی فوراً کسی کاتب وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور فرما دیا کرتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورۃ میں فلاں موقعہ پر لکھی جائے۔

رہی ترتیب سُوَر اس کے متعلق کچھ اختلاف ہے لیکن علمائے محققین کی یہی تحقیق ہے کہ یہ بھی حضور ﷺ کی مقرر کردہ ہے۔ تصریح آگے ملاحظہ کریں۔

امام احمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ توریت کے بدلے مجھے سبع طوال اور زبور کے عوض مئین اور انجیل کے بدلے مثانی عطا ہوئیں اور یہ میری فضیلت ہے کہ ان سب سے علاوہ مجھ کو مفصل بھی عطا کی گئیں۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ

سُوَر کی ترتیب عہد رسالتمآب ﷺ میں ہو چکی تھی کیونکہ اس حدیث میں جس ترتیب سے سورتوں کا بیان ہے۔ وہ اسی ترتیب پر ہے جو ترتیب اس وقت قرآن کریم میں سورتوں کی ہے۔ اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

سبع طوال سے مراد ابتدائی وہ سات بڑی سورتیں ہیں جو بقرہ سے شروع ہوتی ہیں اور یونس پر ختم۔

مئین سے مراد کم و بیش سو سو آیتوں کی وہی سورتیں جو یونس سے فاطر تک موجود ہیں۔

مثانی سے مراد یٰسٓ سے ق تک وہ سورتیں ہیں جن میں مضامین مکرر سکرر بیان کئے گئے اور مفصل سے مراد وہ چھوٹی سورتیں ہیں جو سورہ ق سے سورۂ ناس تک ہیں۔

بنا برایں واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کی ترتیب آیات سُوَر دونوں سرکار ابد قرار صاحب وحی الہ الابصار کی نگرانی میں ہوئی اور اس میں کسی قسم کا تبدل و تغیر کسی ہاتھ اور کسی قلم کے ذریعہ پورا نہ ہوا اور ہونا بھی نہیں چاہئے تھا۔ اس لئے قرآن کریم میں خود ارشاد ہے۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں غیر واقعی بات نہ آ سکے۔ آگے کی طرف سے آ سکتی ہے نہ اس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہم نے ہی ذکر یعنی قرآن نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

www.waseemziyai.com

ربطِ آیات وربطِ سُوَر

آیات قرآن کریم اور سُوَر فرقان عظیم میں ایسا لطیف ربط اور حیرت انگیز تسلسل ہے کہ دنیا میں دنیا کی کسی اور کتاب میں ملنا محال ہے۔ سچ ہے قرآن پاک کلام خالق ہے اس کی خوبیوں کو مخلوق کا کلام کیسے پہنچ سکتا ہے۔

کَلَامُ الْمَلِکِ مَلِکَ الْکَلَامِ

جس طرح اس کلام معجز نظام کی فصاحت و بلاغت ارفع و افضل ہے۔ اسی طرح اس کی آیتوں سورتوں کا باہمی تناسب و تسلسل بے مثال ہے۔ طاقت بشری اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جو طبقہ قرآن کریم کی بے ترتیبی محسوس کرتا ہے۔ وہ یقیناً نادان کم فہم کم علم ہے۔ نقادان یورپ فن عربی میں مہارت حاصل کر کے جب اس کلام معجز نظام کو دیکھتے پڑھتے ہیں تو باوجود متعصب عیسائی ہونے کے کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ رسول عربی ﷺ جو اُمی تھے ان کا یہ کلام نہیں ہوسکتا۔ درحقیقت یہ کلام تو خالق انام ہی کا ہے کہ ترتیب کلام میں وہ لطافت نہیں جو اس کلام کی بے ترتیبی میں ہے۔ اسی کو لف ونشر غیر مرتب کہتے ہیں۔ ماہر فن ہی اس سے کچھ لذت کش و بہرہ اندوز ہوسکتا ہے۔

اندھیری رات میں جب ہم اپنے پلنگ پر لیٹ کر گلشن سماوی کے نورانی پھولوں کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو ان کی چمک دمک، خوبصورتی و دلآویزی ہماری عقل کو حیران کر دیتی ہے۔ مگر ان کی بے ترتیبی سے ان کا بکھرا ہوا ہونا دل کو سخت کوفت پہنچاتا ہے۔ اسی وقت جی چاہتا ہے کہ جس طرح انگریزی باغوں میں پھولوں کی کیاریاں دل آویز ترتیب سے سجی ہوتی ہیں۔ اگر اسی طرح یہ بھی ہوتے تو ان کی جاذبیت دوبالا ہوتی۔ یہ بھی کوئی خوبی ہے کہ ایک بڑا ستارہ یہاں ہے تو دوسرا وہاں۔ ایک کونہ میں کہیں ایک گچھ ہے تو کہیں پلنگ بچھا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا قدرت نے نور کی کلیاں مٹھی میں بھر کر اچھال دی ہیں اور وہ نہایت بے ترتیبی سے بکھری ہوئی پڑی ہیں۔

لیکن ایک ہیئت دان ماہر علوم نجوم سے پوچھو تو وہ بتائے گا کہ ان بکھرے ہوئے پراگندہ ستاروں میں باہمی تناسب کیا ہے اور ان کا توازن وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ کے ماتحت بحر و بر میں کس کس شان کی راہنمائی کر رہا ہے۔ ایسے ہی مخالفین نادان اور معاندین انسان نما حیوان اگر ربط آیات کو نہیں سمجھ سکتے تو وہ معذور ہیں۔ چاہئے تو نہیں یہ تھا کہ ماہرین فن سے رجوع کرتے تو ان کی آنکھیں کھل جاتیں۔

علامہ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے البرہان فی مناسبت ترتیب سُوَرُ القرآن ایسے ہی غلط کاروں کی اصلاح کے لئے تالیف کی۔ بہت سی تفاسیر اس خاص عنوان پر لکھی گئیں۔ ان میں آیات کا باہمی ربط ہی دکھایا گیا۔ تفسیر اسرار التنزیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس فن میں ایک معتبر تفسیر ہے۔ اردو میں تفسیر حقانی نے بھی اس مبحث کو واضح کیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا۔ علامہ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف نظم الدرر فی تناسب الآیہ والسور ہی اگر سمجھ کر پڑھ لی جائے تو اندھوں کی آنکھ روشن ہو جائے۔

اور اس کے بعد تو اب سُوَر اور مقاطع کی مناسبت دیکھ کر محو حیرت ہو جانا پڑے گا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع اور علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عجائب قابل ملاحظہ ہیں۔

www.waseemziyai.com

مسئلہ کتابت وجمع القرآن

حضور اکرم ﷺ پر جب نزول ہوتا تو علی الفور آپ کاتب وحی کو بلا کر لکھوا دیا کرتے اور یہ محکمہ کاتبان وحی کا چند منتخب معتبرین معتمدین صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھا۔ مکہ معظمہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولا علی شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ پر مشتمل تھا۔ یہ ہر سہ حضرات رضی اللہ عنہم اس خدمت پر مامور تھے۔

مدینہ منورہ میں یہ محکمہ ان ہر سہ افراد کے علاوہ بڑھا دیا گیا۔ چنانچہ مدینہ میں کاتبان وحی یہ تھے۔ حضرات صدیق، عثمان، علی اسد اللہ، زبیر بن العوام، حنظلہ بن الربیع، ابی بن فاطمہ، زید بن ثابت، عبداللہ بن ارقم، عبداللہ بن رواحہ، معاویہ بن سفیان، خالد بن معید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مختصر یہ کہ حضور ﷺ نے قرآن کریم اول سے لے کر آخر تک سب بالترتیب لکھوا دیا تھا۔ پھر آپ ہی کے عہد مبارک میں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس کی بہت سی نقلیں لے لیں۔ البتہ یہ نقلیں اس زمانہ کے کاغذوں، پتھر کی تختیوں، بکری دنبہ کی پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہ میں تھیں۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حافظے نہایت تیز تھے۔ انہیں تلاوت قرآن کریم کا شوق بھی بے حد تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں ہی بڑے بڑے مہاجرین وانصار نے قرآن کریم حفظ بھی کر لیا تھا اور اس طرح حفاظ کی ایک معتد بہ جماعت بھی بن گئی تھی مگر باوجود ان تمام امور کے عہد نبوت تک اوراق قرآن کریم مجموع نہ تھے بلکہ کچھ کہیں، کچھ کسی کے پاس موجود تھے۔

اس حالت میں یہ عہد نبوت گزرا۔ عہد صدیقی آیا۔ مسیلمہ کذاب نے اپنے تین لاکھ ساتھی منظم جمع کر رکھے تھے۔ جب اسے مایوسی ہو چکی تھی کہ خلافت کی مسند اسے ہرگز نہیں مل سکے گی اس نے بغاوت کر ڈالی۔ ادھر سے دفاعی نظام کے لئے جانبازان اسلام بڑھے۔ مختصر یہ کہ اس جنگ میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے۔ یہی وہ جنگ ہے جسے جنگ یمامہ کہتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے گئے تو قرآن کریم کی حفاظت میں بہت دقت ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں قرآن کریم زیادہ محفوظ کرنے کا مشورہ پیش کیا۔ چونکہ یہ مشورہ وہ تھا جو من جانب اللہ فاروق کے دل الہام منزل میں القاء ہوا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ادنیٰ غور وتدبر کے بعد اس مشورہ سے اتفاق فرمایا۔ نیز سیاست مذہبی بھی اس کی مقتضی تھی۔

چنانچہ حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس امر کا حکم دیا اور بحمد اللہ تعالیٰ سارا قرآن عظیم یکجا ہو گیا۔ ہر سورت ایک جدا صحیفے میں تھی۔ وہ صحیفے تا حیات صدیقی حضرت خلیفہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے بعد حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ام المومنین حفصہ بنت الفاروق زوجہ حضور سید المرسلین ﷺ کے پاس رہے۔

تجوید وقرأت قرآن کریم کے اختلافات

عرب میں ہر قوم وقبیلہ کی زبان بعض الفاظ کے تلفظ میں مختلف تھی۔ مثلاً حرف تعریف میں کوئی الف ام کہتا تھا۔ کوئی الف میم چنانچہ اس لغت پر حضور ﷺ نے ایک قبیلہ کے آدمی کو اس طرح اس کی لغت میں حدیث فرمائی لَیْسَ مِنْ اَمْبِرِ اَمْصِیَامُ

www.waseemziyai.com

فِی اَمْسَفْرٍ جومحاورہ قریش میں لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ تھا۔اسی طرح بعض قبائل علامات مضارع حروف اتین کو مفتوح پڑھتے اور کوئی مکسور۔ماشبہ بہ لیس کی خبر کوکوئی منصوب کرتا کوئی مرفوع اِنْ و اَنْ وغیرہما کے اسم کوکوئی نصب دیتا کوئی رفع پر رکھتا۔بعض قبائل ہر جگہ سب کوم بولتے اورم کوب۔تاء رحمۃ ونحوہا کو حالت وقف میں کوئی ہ کہتا کوئی ت منصوب منوّن پر کوئی الف سے وقف کرتا کوئی حرف سکون سے۔بعض مرفوع ومجرور پر بھی واؤ اور یا سے وقف کرتے۔بعض قومیں حروف مدہ سے حرکات موافقہ پر قناعت کرتیں۔اَعُوْذُ کو اَعُذْ نعالی وغیرہ ذالک کہتیں۔اس قسم کے بہت سے تفاوت لہجہ طرز ادا کے تھے۔جیسا کہ ہمارے محاورہ میں آم کوام کہتے ہیں اور بعض امب اور بعض انبہ بولتے ہیں۔اگرچہ اس قسم کے تفاوت سے اصلی معنی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی تھی۔لیکن چونکہ قرآن کریم خاص لغت قریش پر اترا تھا اور صاحب قرآن حبیب الرحمان ﷺ بھی قریشی تھے شعر

گلن تو کہ زگلزار قریشی گل کرد زاں سبب آمدہ قرآن بہ زبان قرشی

زمانہ اقدس حضور پرنور ﷺ میں جبکہ قرآن کریم نیا نیا اترا تھا اور ہر قوم وقبیلہ کو اپنی مادری لہجہ وقدیمی عادت کا دفعۃً بدل دینا دشوار تھا۔آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم عرب اپنے طرز ولہجہ میں قرأت قرآن کرلے۔

زمانہ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا کہ جس لہجہ ولغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی میں قرآن کریم نازل ہوا ہے اور یہی درست ہے۔حتیٰ کہ زمانہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر باہم جنگ وجدل اور زدوکوب کی نوبت پہنچی۔ایک کہتا کہ قرآن اس لہجہ میں ہے دوسرا کہتا نہیں بلکہ اس لہجہ میں ہے۔ہر ایک اپنی لغت پر دعویٰ کرنے لگا۔جب یہ خبر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچی تو آپ نے سب کو بلا کر فرمایا تم لوگوں میں ابھی سے یہ اختلافات پیدا ہونے لگ گئے تو آئندہ کیا ہوگا۔اس کا سدباب کرنا لازمی ہے۔لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسداللہ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ارکان صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے فیصلہ کیا کہ اب ہر قوم کو اس کے لب ولہجہ میں پڑھنے کی اجازت دینا مصلحت نہیں بلکہ اس سے فتنہ اٹھتا ہے۔لہٰذا تمام امت کو خاص لغت قریش پر جس میں قرآن عظیم نازل ہوا ہے جمع کردینا اور باقی لغات سے روکنا لازمی ہے۔

چنانچہ حکم ہوا کہ صحیفہ خلیفہ رسول اکرم ﷺ کو جو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ ہے منگوا کر اس کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام میں بھیج دیں تاکہ سب اس لہجہ کا اتباع کریں۔اس کے خلاف اپنی اپنی طرز ادا کے مطابق جو مصاحف یا مصاحف بعض لوگوں نے لکھے ہیں دفع فتنہ کے لئے تلف کر دیئے جائیں۔اسی رائے صائب کی بناء پر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہلا بھیجا کہ صحیفہ صدیقی جو حضور ﷺ نے جمع کرا کر صدیق کی حفاظت میں دے دیئے تھے بھیج دیجئے تاکہ ہم ان کی نقلیں لے کر بلاد اسلامی کو بھیجیں اور اصلی آپ کو واپس کردیں۔

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھیج دیئے۔امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نقلیں کرنے کا حکم دیا۔وہ نقلیں شام، یمن، مکہ معظمہ، بحرین، بصرہ وکوفہ بھیج دی گئیں اور ایک نقل مدینہ طیبہ میں رہی اور اصلی صحیفے جمع فرمودہ صدیق جس سے یہ نقلیں

www.waseemziyai.com

ہوتی تھیں واپس حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیج دی گئیں۔ جیسا کہ اتقان میں ہے اس کی اصل مفصل صحیح بخاری میں یوں ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابن شهاب ابن الحسن بن مالک حدثه ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان وکان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیه واذربائیجان مع اهل العراق فافزع حذیفة اختلافهم فی القراءة فقال حذیفة لعثمان یاامیر المومنین ادرک هذه الامة قبل ان یختلفوا فی کتاب اللّٰه.

موسیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے ابراہیم نے کہا انہیں ابن شہاب نے فرمایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت اہل شام فتح آرمینیہ اور آذربائیجان سے اہل عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے تو حضرت حذیفہ اختلاف قرأت سے گھبرائے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی۔ امیر المومنین امت کو اختلاف میں پڑنے سے پہلے سنبھال لیجئے ورنہ کتاب اللہ میں اختلاف کا سخت خطرہ ہے۔

معترضین کا محض وہم یا ظن معاذ اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کرا دینے کا محض وہم ہی ہے۔ خالص کذب اور صریح جھوٹ ہے۔ وہ مبارک صحیفے خلافت عثمانی پھر خلافت مرتضوی اور پھر خلافت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک بعینہا محفوظ تھے۔ حتی کہ مروان نے انہیں لے کر چاک کرڈالا۔

بالجملہ اس حقیقت میں کوئی گنجائش وہم نہیں کہ اصل جمع قرآن بحکم رب العزۃ حسب الارشاد حضور پرنور سید الانبیاء سید المرسلین ﷺ ہو گیا تھا۔ سب سورتوں کا یکجا کرنا باقی تھا سو وہ امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع کر دیا۔ پھر بھی جمع صدیقی کی نقلیں بصورت مصاحف امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمشورہ امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاد اسلام میں شائع کر دیں اور تمام امت کو اصلی لہجہ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلاتے ہیں۔ ورنہ حقیقتاً جامع رب العزت تعالیٰ شانہٗ ہے کما قال اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ اور بنظر ظاہر اس کے جامع حضور سید المرسلین ﷺ ہیں اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب سے پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ مستدرک میں بشرط بخاری و مسلم رحمہم اللہ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔

قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نُؤَلِّفُ الْقُرْاٰنَ فِی الرِّقَاعِ.

یعنی ہم زمانہ اقدس حضور سید عالم ﷺ قرآن پارچوں میں جمع کرتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتقان میں فرماتے ہیں۔

قَدْ کَانَ الْقُرْاٰنُ کُلُّهٗ کُتِبَ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَیْرَ مَجْمُوْعٍ فِیْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ وَلَا مُرَتَّبَ السُّوَرِ.

یعنی قرآن کریم تمام کا تمام عہد رسالت مآب ﷺ میں لکھ لیا گیا تھا لیکن غیر مجموع تھا۔ ایک جگہ جمع نہیں تھا اور

www.waseemziyai.com

اس کی سورتیں غیر مرتب تھیں۔

ابوداؤد شریف میں سید حسن عبد خیر رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں۔

قال سمعتُ عَلِیًّا یقُوْلُ اَعْظَمُ النَّاسِ فِی الْمَصَاحِفِ اَجْرًا اَبُوْبَکْرٍ رحمۃ اللّٰہ عَلٰی اَبِی بَکْرٍ ھُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ کِتَابَ اللّٰہِ۔

مصاحف میں سب سے زیادہ ثواب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے سب سے پہلے انہیں نے قرآن جمع فرمایا۔

اس بناء پر امام اجل عارف باللہ حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتابت قرآن کریم کو سنت سنیہ مصطفیٰ ﷺ فرمایا اور اس کے لکھنے لکھانے کے متعلق فیصلہ کیا کہ یہ بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

حَیْثُ قَالَ فِی کِتَابِہٖ فَھُمْ اَلسُّنَنِ کتابۃُ القراٰنِ لَیْسَتْ بِمُحْدَثَۃٍ فَاِنَّہٗ ﷺ کَانَ یَاْمُرُ بِکِتَابَۃِہٖ۔

قرآن کریم کا لکھنا تو زمانہ اقدس سرور عالم ﷺ میں بحکم اقدس ﷺ ہو چکا تھا۔ یہ آج کوئی نئی بات نہیں۔ نقلہ فی الاتقان۔

پھر ابوبکر بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ سند صحیح سے حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔

قال قال علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ لَا تَقُوْلُوا فی عُثْمَانَ اِلَّا خَیْرًا فَوَاللّٰہِ مَا فَعَلَ الَّذِیْ فَعَلَ فِی الْمَصَاحِفِ اِلَّا عَنْ مَلَاٍ مِنَّا قَالَ فَمَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ھٰذِہِ الْقِرَاٰتِ فَقَدْ بَلَغَنِی اَنَّ بَعْضَھُمْ یَقُوْلُ اِنَّ قِرَاْتِی خَیْرٌ مِنْ قِرَاْتِکَ وھذا یکادُ یکون کُفْرًا قُلْنَا فَمَا تَرٰی قَالَ اَرٰی اَنْ نَّجْمَعَ النَّاسَ عَلٰی مُصْحَفٍ وَّاحِدٍ فَلَا یَکُوْنُ فُرْقَۃٌ وَّلَا اخْتِلَافٌ قُلْنَا فَنِعْمَ مَا رَاَیْتَ۔

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں سوا کلمہ خیر کے کچھ نہ کہو خدا کی قسم مصاحف میں انہوں نے جو کچھ کیا ہم سب کے مشورہ اور اتفاق سے کیا انہوں نے ہم سے کہا کہ تم ان مختلف لہجوں میں کیا کہتے ہو۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ لوگوں سے کہتے ہیں میری قرأت تیری قرأت سے اچھی ہے اور یہ بات اور کے قریب تک پہنچی ہے۔ ہم نے کہا بھلا آپ کی کیا رائے ہے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ سب لوگ ایک مصحف پر جمع کر دیئے جائیں تا کہ پھر نزاع اور اختلاف نہ ہو۔ ہم سب نے کہا آپ کی رائے بہت خوب ہے۔

اور عہد مروان میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صحیفہ ضائع کر دینے کی سند امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

فکانتْ عِنْدَھَا حَتّٰی تُوُفِّیَتْ فَاَخَذَھَا مَرْوَانُ حِیْنَ کَانَ یَا اَمِیْرَ اَخَلَّی الْمَدِیْنَۃَ قَبْلَ مُعَاوِیَۃَ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فَاَمَرَ بِھَا فَشُقَّقَتْ وَقَالَ۔

وہ صحیفہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا حتیٰ کہ وفات پائی تو اسے مروان نے اس وقت لیا جبکہ وہ امیر مدینہ ہوا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اور اس نے اس کے چاک کر دینے کا حکم دیا اور کہا۔

www.waseemziyai.com

انما فعلت هذا کانی خشیت ان طال بالناس زمان ان یرتاب فیها مرتاب رواہ ابن ابی داؤد۔

پھر قرآن کریم نے نہایت لطیف پہلو سے ابتدا قرآن کریم میں ہی جامعین قرآن کی طرف اشارۃ وضاحت فرمادی جو زبر و بینات میں مقطعات کے ذریعہ معنی تاویلی سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں سورہ بقرہ کا شروع الٓمٓ ہے۔ یہ حروف مقطعات سے ہے جس کے معنی میں مفسرین کرام نے عموماً اللہ اعلم بمرادہ فرمایا ہے لیکن اگر اس کے معنی تاویلی رنگ میں ایسے حاصل ہو جائیں کہ کتاب وسنت سے منطبق ہوں تو مقبول ہونے چاہئیں۔

بایں خیال بغرض تفریح خاطر مندرجہ ذیل معنی ملاحظہ ہوں۔ اس سے کلام پاک کی جامعیت پر مزید مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ الف، لام، میم بقاعدہ ابجد الف کا عدد ایک ہے اور لام کے تیس ۳۰۔ میم کے چالیس ۴۰۔ گویا رب العزت جلت ومجدعزاسمہ نے ان تین حروف میں بتایا کہ وہ واحد لم یزل نے بے مثل کلام عدیم النظیر ذات مصطفی ﷺ پر تیس پاروں میں چالیس سال کی عمر میں نازل فرمایا۔ پھر اس کے جامع بتائے اور اس طرح ان کا تعارف کرایا کہ ل کے تیس ۳۰ عدد۔ م کے چالیس ۴۰ عدد دونوں جمع کئے جائیں تو ستر ۷۰ کا عدد حاصل ہوگا۔ گویا فرمایا واحد لم یزل نے بے مثل کلام عدیم النظیر مصطفیٰ ﷺ پر جو نازل فرمایا ہے، عالم اسباب میں اس کے ظاہری جامع خلفائے راشدین سے وہ ہوں گے جن کے اسمائے گرامی کا پہلا حرف ع ہوگا۔ چنانچہ جامع قرآن عبداللہ ابن ابی قحافہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق وعثمان ذی النورین مولائے کائنات علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی ہوئے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

مضمون بالا کے مطالعہ سے ہر سنجیدہ شخص کا خیال اس امر پر مرتکز ہو جائے گا کہ موجودہ مصحف مقدس بالکل مصحف عثمانی ہے اور مصحف عثمانی بعینہٖ مصحف صدیقی ہے اور مصحف صدیقی بلاکم وکاست اور بغیر ایک حرف کی کمی وبیشی کے وہی تھا جو ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہو کر عہد نبوت میں ہی لکھا اور پڑھا گیا۔ اس پر تمام کا اجماع ہے۔ معاندین ومخالفین اسلام بھی اس کے قائل ہیں۔

قرآن کریم کا اسلوب بیان

زمانہ جاہلیت میں بھی اہل عرب کو فصاحت وبلاغت کا ایک قدرتی مذاق حاصل تھا۔ مرد عورت، چھوٹے بڑے، غلام آقا سب ہی تو اس چاشنی سے بہرہ مند تھے اپنی فصاحت وبلاغت کے مقابلہ میں غیر عرب کو عجمی یعنی گونگا خیال کرتے تھے۔

ان کے شعراء وخطبا خاص طور پر ماہر فن اور قادر الکلام ہوتے تھے۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں اس زور وشور سے قصائد کہا کرتے کہ اس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ اولی میں نہیں ملتی۔ انہیں اپنی خلافت زبان سلاست بیان پر اتنا ناز تھا کہ میدان فصاحت وبلاغت میں کون لمن الملک بجائے اور هل من فصیح هل من شاعر کے آوازے لگاتے تھے۔ اپنی نظمیں اپنے خطبے دیوار کعبہ پر آویزاں کر کے طلب معارضہ کرتے۔ لیکن جب قرآن پاک نازل ہوا تو اس کے اسلوب بیان کو دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے۔ کیونکہ ترکیب کی نزاکت کلمات کی طاقت، مضمون کی جامعیت، فصاحت وبلاغت فطرت عرب سے کہیں بالاتر تھی۔ باوجود اس کے کہ قرآن کریم نے بار بار فصحاء وبلغاء عرب سے مطالبہ کیا کہ قرآن جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ مگر کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ بھی فرمایا اور لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا کہہ کر بھی انہیں اکسایا وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کا بھی اعلان ہوا مگر بقول اعلیٰ حضرت یہ حال ہو گیا۔

www.waseemziyai.com

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

ایک دفعہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے شعراء عرب کے دکھانے کو اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ لکھ کر دیوار پر لٹکا دی شعراء نہایت غور وخوض سے پڑھتے تھے لیکن دم نہ مار سکے۔ آخر ایک نامی گرامی شاعر آیا اور اس کے آگے لکھ دیا۔ مَا هٰذَا مِنْ كَلَامِ الْبَشَرِ۔

سکاکی جو فن معانی و بیان کا مسلم الثبوت امام تھا کہتا ہے کہ قرآن کریم کا اعجاز ایک ذوقی اور وجدانی کیفیت ہے جو طبیعت کو محسوس ہوتی ہے لیکن زبان سے بیان نہیں ہو سکتی۔ اس کا طرز بیان ایسا موثر ہے کہ بہت سے شدید ترین کفار عرب کے سنگین دل محض چند قرآنی آیتیں سن کر موم ہو گئے اور انہیں آخر ایمان لانا پڑا۔

یہ بھی اسلوب قرآنی کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ ایک طرف جاہل سے جاہل اس کو بے تکلف سمجھ سکتا ہے تو دوسری طرف علامہ دھر کی عقل بلند وفہم اس کے علمی معانی ومضامین کے سامنے کوتاہ نظر اور قاصر الفہم ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کی تفسیر میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالو تو بھی تمام اسرار منضبط نہیں ہو سکتے اور سیدھے سادھے معنی بیان کرو تو محض ترجمہ چند فوائد ضروریہ کے لئے کافی ووافی ہے۔

اس کے الفاظ میں وہ جاذبیت وحلاوت ہے کہ جو معنی نہیں سمجھ رہا وہ بھی محظوظ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی ضخیم کتاب کا حفظ کر لینا عالم اور جاہل کے لئے آسان ہے۔

مضامین قرآن عظیم

قرآن کریم میں بظاہر آپ کو تین قسم کے مضامین ملیں گے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتنزیہہ۔ توحید وتمجید۔
۲۔ امم سابقہ کے حالات اور انبیاء علیہم السلام سابقہ کے قصص۔
۳۔ احکام متعلقہ معاش ومعاد

اس کی وجہ یہ ہے کہ

۱۔ حمد ومعرفت الٰہی حاصل ہونے سے انسان اپنے خالق برحق رازق مطلق کی طرف رجوع ہو سکتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ کسی اور کے آگے گردن جھکانے کو آمادہ نہیں ہو سکتا۔
۲۔ قصص امم سابقہ کے بیان کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ ان کے حالات سن کر عبرت حاصل ہو اور کفر وشرک گناہ و عصیان سے بچ کر صراط مستقیم پر چلنے کی طرف میلان بڑھے جو قرآن کریم کا مقصد اصلی ہے۔
۳۔ احکام کے بیان کا یہ فائدہ ہے کہ انہیں سن کر انسان سمجھ سکے گا کہ اسے دنیا میں کیا کیا کام کرنے چاہئیں اور کیا کیا نہیں۔ کس طرح اس کی زندگی گمراہی سے محفوظ ہو سکتی ہے۔ ضلالت سے وہ کیسے مجتنب رہ کر منزل مقصود حاصل کر سکتا ہے۔ آخرت میں وصال الٰہی کا شرف اسے کیسے مل سکتا ہے۔ اب آپ آیات قرآنیہ سے نوعیت مضامین ملاحظہ فرمائیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي

www.waseemziyai.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (حشر:22-24)

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (بقرہ:255)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

لِمٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (عمران:186)

هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

لِمٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۚ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۚ

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (عمران:26)

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (عمران:73)

اور ایسی ہی بہت سی آیات کریمہ ہیں۔

انبیاء کرام اور امم ماضیہ کا ذکر

قرآن کریم میں حضرات آدم، ادریس، نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، لوط، یوسف، موسیٰ، ہارون، ہود، صالح، یونس، شعیب، داؤد، سلیمان، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، ذوالکفل، الیاس، ایوب علیہم السلام کا ذکر ہے۔

اور امم سابقہ میں سے قوم نوح، عاد، ثمود، اصحاب حجر، اصحاب سبا، اصحاب سبت، بنی اسرائیل، قوم تبع، قوم شعیب، اصحاب الایکہ، اصحاب الرس، اصحاب الاخدود، اصحاب کہف وغیرہ کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ فرعون، شداد، قارون وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے۔ اور جو ہم نے اس مختصر میں بیان کیا اسی پر منحصر نہیں ہے بلکہ اور بھی مذاکرات ہیں۔

کتب سماویہ

کتب آسمانی سے زبور، توریت، انجیل، صحف، ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کا بیان ہے اور قرآن کریم ان کی تائید فرماتا ہے، تصدیق کرتا ہے اور جن لوگوں میں ان کا نزول ہوا ان کی تعریف کا بیان بھی فرماتا ہے۔

حضور پرنور ﷺ کی شان میں جو آیات آئیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر پیش ناظرین ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (اعراف:157)

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (بقرہ:119)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (بقرہ:143)

www.waseemziyai.com

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء:107)

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (توبہ:129)

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور:63)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:21)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (احزاب46-45)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب:56)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:31)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (آل عمران:32)

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا (نساء:۱۴)

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (نساء:59)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (نساء:65)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء:80)

اس کے علاوہ کافی آیات کریمہ نعت رسالت مآب ﷺ میں وارد وصادر ہیں۔ خوف ضخامت سے اس مجالہ میں ہم پورے طور پر تعلیمات قرآن کریم بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ بطور اختصار تیمناً تبرکاً کچھ پیش کر رہے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کتاب انسانی تو کتاب انسانی ہے کوئی کتاب آسمانی بھی تعلیمات ربانی میں اس مقدس کتاب کی جامعیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اب سترہ آیات جو آپ پڑھ چکے ہیں ان کا ترجمہ مع مختصر تفسیر کے ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ آیات نمبر ۱۔ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی (یہاں رسول سے بہ اجماع مفسرین سید عالم ﷺ مراد ہیں) آپ کا ذکر وصف رسالت سے فرمایا گیا کیونکہ آپ ﷺ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ فرائض رسالت ادا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی وشرائع واحکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی توصیف میں یہ فرمایا گیا اس کا ترجمہ جو غیب کی خبریں دینے والا کیا گیا۔ یہ نہایت صحیح ہے کیونکہ نبا خبر کو کہتے ہیں۔ جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا قل ھو نباء عظیم ایک جگہ فرمایا تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ایک جگہ فرمایا فلما

www.waseemziyai.com

اَنْبَاءَ هُمْ بِاَسْمَاءِ هِمْ اور مکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنی میں وارد ہوا ہے۔ پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں ہوگا۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ غیب کی خبریں دیتے ہوئے اور دونوں معنی کو قرآن کریم سے تائید پہنچتی ہے۔ پہلے معنی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے نَبِّیْ عِبَادِیْ دوسری آیت میں فرمایا قُلْ ءَ اُنَبِّئُکُمْ اور اسی قبیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کا بیان جو قرآن کریم میں ارشاد ہوا اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اور دوسری صورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے نَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اور حقیقت میں انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے کہ آپ ﷺ کے وصف میں ہی فرمایا کیونکہ نبی ہونا اعلیٰ واشرف مراتب میں سے ہے۔ اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجے رکھنے والے اور اس کی طرف سے خبر دینے والے ہیں۔ اُمّی کا ترجمہ بے پڑھے جو کیا گیا یہ بھی بالکل سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے مطابق ہے اور یقیناً اُمّی ہونا آپ کے معجزات میں سے ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں کسی سے پڑھے نہیں۔ جو کچھ سیکھا اپنے رب سے سیکھا جو پڑھا اپنے خالق سے پڑھا۔ علامہ شدید القوی اس دعویٰ پر برہان ساطع ہے پھر کتاب وولائے جس میں اولین وآخرین اور غیبوں کے علوم ہیں (خازن) شعر

خاکی و براوج عرش منزل امی و کتاب خانہ دردل

فیض کہتا ہے

امی و دقیقہ دانِ عالم بے سایہ و سائبانِ عالم

(بقیہ ترجمہ) جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں (یعنی توریت اور انجیل میں آپ ﷺ کی نعت و صفت ونبوت لکھی پائیں گے) وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ (یعنی سخت تکلیفیں) اور گلے کے پھندے (یعنی احکام شاقہ) جو ان پر تھے وہ اتارے۔

آیت نمبر ۲: بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

آیت نمبر ۳: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا۔ سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو (دنیا وآخرت میں)۔

آیت نمبر ۴: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

آیت نمبر ۵: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (محمد مصطفیٰ ﷺ عربی قرشی جن کے حسب ونسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کی نہایت چاہنے والے۔ مسلمانوں پر کمال مہربان۔

آیت نمبر ۶: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھیراؤ جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (رسول اللہ ﷺ کو ندا کرے تو ادب وتکریم اور توقیر وتعظیم کے ساتھ آپ ﷺ کے معظم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ اور متضرعانہ لہجہ میں یا نبی اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ ﷺ کہہ کر)۔

آیت نمبر ۷: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہو (ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الٰہی کی پیروی کرو)

www.waseemziyai.com

آیت نمبر ۸: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر (شاہد کا ترجمہ)۔

حاضر و ناظر نہایت بہتر ترجمہ ہے۔ مفردات راغب اصفہانی میں ہے:

اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ۔ (ابوالسعود، جمل)

یعنی شہود اور شہادۃ کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ یا بصارت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔

اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (یعنی ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو عذاب جہنم کا ڈر سناتا) اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا (یعنی خلق کو طاعت الٰہی کی دعوت دیتا) اور چمکا دینے والا آفتاب) (سراج کا ترجمہ آفتاب بالکل قرآن حکیم کے مطابق ہے جیسا کہ سورہ نوح میں وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا فرمایا اور سورہ عم میں وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا کہا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ذات مصطفیٰ ﷺ ہزاروں آفتابوں سے زیادہ ضوفگن اور منور ہے۔ آپ کے نور نبوت کی تابانی نے شمس و قمر کو نورانی کیا اور آپ ﷺ کے نور ہدایت سے ظلمت کفر و شرک مٹا کر معرفت توحید بخشی۔)

آیت نمبر ۹: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو (یہی وجہ ہے حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے۔)

آیت نمبر ۱۰: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا (یعنی آپ کے سینہ مبارک کو ہم نے کشادہ اور وسیع کیا۔ ہدایت و معرفت و موعظت و نبوت اور علم و حکمت کے لئے یہاں تک کہ عالم غیب و شہادہ روشنی کی وسعت میں سما گئے اور علائق جسمانیہ انوار روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے اور علوم لدنیہ و حکم الٰہیہ سینہ پاک میں جلوہ نما ہوئے) اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پشت توڑی تھی (اس بوجھ سے مراد یا وہ غم ہے جو آپ کو کفار کے ایمان نہ لانے سے رہتا تھا۔ یا امت کے گناہوں کا غم جس میں قلب مبارک مشغول رہتا تھا۔ مراد یہ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو مشغول الشفاعت کر کے دوبارہ غم دور کر دیا ہے) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو (اسی کے فضل کے طالب رہو۔ اسی پر توکل کرو)

آیت نمبر ۱۱: اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی۔ نبوت بھی، کتاب بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت امت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی۔ کثرت فتوح بھی) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

آیت نمبر ۱۲، ۱۳: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۳) تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔

آیت نمبر ۱۴: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ جس میں ہمیشہ رہے گا۔

آیت نمبر ۱۵: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

www.waseemziyai.com

آیت نمبر ۱۶: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ حکم تم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

آیت نمبر ۱۷: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اس سے قبل جو دس آیات صفات الٰہی میں پیش ہو چکی ہیں۔ ان کا ترجمہ معہ مختصر تفسیر کے ملاحظہ کریں ہو ہذا۔

ترجمہ آیت نمبر ۱: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ نہاں وعیاں کا جاننے والا (موجود کا بھی اور معدوم کا بھی۔ دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی) وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ (ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک وحکومت ہے اور اس کی مالکیت ومنفعت دائمی ہے جسے زوال نہیں) نہایت پاک (ہر عیب سے تمام برائیوں سے) سلامتی دینے والا (اپنی مخلوق کو) امان بخشنے والا (اپنے عذاب سے اپنے فرمانبردار بندوں کو) حفاظت فرمانے والا۔ عزت والا، عظمت والا، تکبر والا، اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔ وہی ہے اللہ بنانے والا۔ پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا (جیسی چاہے) اس کے ہیں سب اچھے نام (ننانوے جو حدیث میں وارد ہیں) اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

۲۔ اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (اس سے اس کی مالکیت اور نفاذ امر وتصرف کا بیان ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں رد شرک ہے کہ جب سارا جہان اس کی ملک ہے تو شریک کون ہو سکتا ہے۔)

۳۔ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

۴۔ روز جزا کا مالک ہے۔

۵۔ پالنے والا جہان والوں کا۔

۶۔ دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

۷۔ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا (یعنی واجب الوجود اور عالم کا ایجاد کرنے والا اور تدبیر فرمانے والا۔)

۸۔ تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے (ربوبیت، والوہیت میں صفات عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے۔ مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں) اللہ بے نیاز ہے (ہر چیز سے نہ کھائے نہ پیئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے) نہ اس کی کوئی اولاد (کیونکہ اس کا کوئی مجانس نہیں) نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ (کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے) اور نہ کوئی اس کے جوڑ کا (یعنی کوئی اس کا ہمتا وعدیل نہیں۔)

۹۔ تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

۱۰۔ تم فرمادو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے۔

۱۱۔ امر اظہر من الشمس ہے کہ انسان کی تین حالتیں ہیں۔

طبعی، اخلاقی، روحانی اور قرآن کریم نے ان تینوں حالتوں کے لئے جدا جدا تین مبدء قرار دیئے ہیں۔ پہلا یہ کہ اس کی طبعی حالت کو درست کرنا یعنی اس کی نشست و برخاست، خورد ونوش، بود وباش، معاشرت ومعاملات، توالد وتناسل وغیرہ

www.waseemziyai.com

امور طبیعہ کے صحیح طریقے سکھلا کر بے تمیز وحشی انسان کے درجہ سے باادب اور شائستہ انسان کے مرتبہ کو پہنچا دینا۔

دوسرے یہ کہ اس کی اخلاقی حالت کی اصلاح کرنا یعنی اخلاق رذیلہ عادات قبیحہ کی بیخ کنی کر کے اسے اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرنا۔

تیسرے یہ کہ اس کی روحانی حالت کا تزکیہ کرنا تا کہ انسان اپنے خالق برحق معبود مطلق کی طرف رجوع کر سکے اور اس کی محبت و رضا میں محو ہو سکے۔ یہی وہ حالت ہے جس کو قرآن پاک نے اسلام کے نام سے تعبیر کیا اور وہی تعلیم کے کامل ہو جانے پر آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ کی بشارت ملی اور قرآن پاک میں یہ تینوں باتیں خاص طور پر واضح کی گئیں۔ ہم مشتے نمونہ از خروارے۔ انسان کی اصلاح طبعی کے احکام پیش کرتے ہیں۔ اس سے بقیہ احکام کا بھی موازنہ ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۪ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ (نساء:23)

تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری حقیقی پھوپھیاں اور تمہاری سگی خالائیں اور تمہاری حقیقی بھتیجیاں اور تمہاری حقیقی بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا۔ یعنی رضاعی ماں اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری ساس یعنی تمہاری بیویوں کی حقیقی ماں اور تمہاری بیویوں کی پہلے خاوند سے لڑکیاں جن سے تم ہم صحبت ہو چکے اور اگر ہم صحبت نہیں ہوئے تو کوئی گناہ نہیں (یعنی قبل از خلوت صحیحہ اگر طلاق دے دی تو اس کی لڑکی سے نکاح جائز ہے اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں یعنی بہو اور حقیقی دو بہنیں بیک وقت مگر ایک کے مرنے کے یا مطلقہ ہو جانے کے بعد۔

لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (نساء:19)

جبراً عورتوں کے وارث نہ بنو۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (نساء:22)

ان سے نکاح نہ کرو جو تمہارے باپوں کی بیویاں تھیں مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔

اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ (مائدہ:5)

تمہارے لئے پاک عورتیں حلال ہیں یعنی مومنہ۔

وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (مائدہ:5)

محصنہ یعنی پاک دامن عورتیں تم میں سے یا پہلے کے اہل کتاب میں سے تمہارے لئے حلال ہیں کہ ان سے شادی

www.waseemziyai.com

کرو۔ لیکن جب مہر قرار پا کر نکاح ہو جائے بدکاری نہیں اور نہ خفیہ ناجائز تعلق۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

خودکشی نہ کرو۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ (بنی اسرائیل:31)

اپنی اولادوں کو قتل نہ کرو۔

خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (بنی اسرائیل:31)

اپنی اولادوں کو خوف تنگدستی سے قتل نہ کرو۔ ہم سب کے رازق ہیں۔ تمہیں بھی ہم رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی۔

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (نور:27)

غیر کے گھر میں بلا اجازت نہ داخل ہو جب تک موانست رغبت سے سلام کلام نہ کرلو۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ (نور:28)

اگر اس گھر میں کوئی نہ پاؤ تو جب تک مالک خانہ اجازت نہ دے اس گھر میں داخل نہ ہو اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔

وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا--- الخ

اور گھروں میں دیوار پھاند کر نہ جایا کرو (جیسے زمانہ جہالت کا طریقہ تھا) بلکہ گھروں میں آیا کرو گھر کے دروازہ سے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (نساء:86)

اگر تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر اسے جواب سلام دو (اگر السلام علیکم کوئی کہے تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو۔)

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ:90)

جزا یں نیست کہ شراب اور قمار اور بت پرستی اور شگون لینا (ان پر یقین کرنا) یہ سب پلید اور شیطانی کام ہیں۔ ان سے اجتناب کرو اور اپنے کو تلویث سے بچاؤ۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۚ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (مائدہ:3)

تم پر مردار حرام کیا گیا اور خنزیر کا گوشت اور بتوں کے نام لے کر ذبح کیا ہوا اور گلا گھونٹا ہوا منکقہ لاٹھی سے مارا ہوا موقوذہ (خواہ وہ جھٹکا ہی کیوں نہ ہو) سینگ لگنے سے مرا ہوا متردیہ درندے کا پھاڑا ہوا نطیحہ اور جو درندہ پکڑ کر کھائے مگر ذبح کر لیا گیا ہو اور جو بتوں پر چڑھایا جائے۔

www.waseemziyai.com

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ (مائدہ:4)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہے۔ فرمادو دنیا کی تمام پاک چیزیں تم پر حلال کی گئیں۔

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (مجادلہ:11)

اگر تمہیں کہا جائے کہ کشادہ ہوکر بیٹھو تو کشادہ ہوکر بیٹھو اللہ تمہیں کشادگی عطا فرمائے گا اور اگر تمہیں کہا جائے اٹھ جاؤ تو بلا چون و چرا اٹھ جاؤ۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

کھاؤ پیو مگر اسراف بے نتیجہ کاموں میں خرچ نہ کرو۔

اس قسم کے شاندار آداب انسانی ہیں جو قرآن کریم ہمیں سکھلاتا ہے ان کا مذاہب غیر کی تعلیمات سے اگر مقابلہ کیا جائے۔ تو لیل ونہار کا فرق پایا جاتا ہے۔ اس بناء پر ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیمات صرف اسلام ہی میں ہیں۔ جو اصلاح انسانی کا معیار ہے اس کے سامنے بڑے بڑے مدعیان مذہب وتہذیب برہنہ نظر آتے ہیں۔

قرآن کریم تمام علوم اسلامیہ کا مرجع اور مرکز ہے

ادنیٰ غور وخوض کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن پاک ایسا مخزن علوم وفنون ہے۔ اس شان کا منبع اسرار وحقائق ہے ایسا سرچشمہ اصول دین ہے کہ کوئی کتاب آسمانی بھی اس خصوص میں اس کے مقابلے کی نہیں۔ یہی وہ جامع کتاب مقدس ہے کہ اہل علم وفضل نے سینکڑوں عنوانات پر بے شمار تفاسیر لکھ ڈالیں لیکن ابھی اس کے اسرار وحقائق کا احصار نہ ہوسکا ؎

دفتر تمام گشت بہ پایاں رسید عمر ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں خود صاحب قرآن فرمارہا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (لقمان:27)

اگر روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی ہو جائے پھر اس کے بعد ساتوں سمندر اس کی مدد کو آئیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر اتقان میں علوم قرآنی اسی شمار کئے۔ پھر علمائے اسلام نے ان علوم پر مستقل کتابیں تصنیف کیں۔ پھر جس قدر مسلمانوں کے علم ہیں اگر بغور دیکھا جائے تو وہ سب قرآن کریم سے ہی نکلے ہیں۔

اسلام سے قبل حجاز میں کل سترہ آدمی خواندہ تھے۔ یہ قرآن پاک ہی کی برکت تھی کہ ایک قلیل عرصہ میں اس فن نے کس قدر ترقی کرلی۔

زمانہ جہالت میں لغت، خطابت، شعر صرف تین علوم تھے۔

عہد اسلامی میں منطبق طبیعیات، ریاضیات، الٰہیات، تاریخ جغرافیہ ایجاد ہوئے۔

شرعی علوم میں تفسیر حدیث فقہ وغیرہ ایجاد ہوئے۔

لسانی علوم میں صرف نحو علم البلاغت وغیرہ ایجاد ہوئے۔

www.waseemziyai.com

علوم لسانیہ اور شعر وخطابت سب کو ملا کر علوم عربیہ اور علوم ادب کو ادبیات کہا گیا۔

منطق وفلسفہ کو معقولیات کے نام سے شہرت ہوئی۔ علوم شرعیہ کو منقولیات کے ساتھ ظاہر کیا۔

علم تفسیر کی قرآن کریم کے معانی احادیث صحیحہ اور آثار معتبرہ کے مطابق صحیح طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ضرورت ہوئی۔

سیر ومغازی چونکہ قرآن کریم میں حضور ﷺ کی ذات پاک کو مجسم اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا اور اس میں مسلمانوں کے اکثر واقعات کا ذکر ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کے حالات وواقعات غزوات وسرایا کی مفصل تاریخ منضبط رکھنے کے لئے علم سیر ومغازی کے مدون کرنے کی ضرورت ہوئی۔

علم الحدیث وعلم الرجال

حضور ﷺ کے افعال واقوال اور احکام قرآنیہ کی تفصیل وتشریح سے مملو ہے۔ چنانچہ حقائق واوامر ونواہی اچھی طرح سمجھنے کے لئے تدوین فن کی احتیاج ہوئی اور جب صحیح اور موضوع حدیث کا جھگڑا پڑا تو اس میں امتیاز کرنے کے لئے رواۃ کے حالات جاننے کے واسطے علم الرجال مرتب کیا گیا جو کسی جماعت اور سوسائٹی کے اندر سوا اسلامیات کے ملنا مشکل ہے۔

ادب ولغت:۔ چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ اس لئے اس کے سمجھنے کے لئے عربیت سے واقف ہونا لابدی ہے۔ لہٰذا علم ادب ولغت مدون ہوئے۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی آیت کے معنی نہ سمجھ سکو تو محاورات عرب کی طرف رجوع کرو۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ.

قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے آیہ قرآنی ہمارے رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔ ارباب علم کی طرف جو حضور کی تعلیم لئے ہوئے ہوں تاکہ وہ اس کا مغز سخن تمہیں بتا سکیں۔

صرف ونحو:۔ اعراب کی ذرا سی غلطی سے معانی میں زمین وآسمان کا فرق آجاتا ہے۔ اَنْعَمْتَ کو بجائے زبر کے اَنْعَمْتُ پیش کے ساتھ اگر پڑھ لیا جائے تو مخاطب متکلم بن جائے۔ ''تو نے انعام کیا'' کی بجائے ''میں نے انعام کیا'' معنی ہو جائیں۔ اہل عرب تو اپنی زبان میں غلطی نہیں کر سکتے تھے لیکن ہم عجمی تو قدم قدم پر ٹھوکر کھا سکتے تھے۔ اس لئے سہولت کے لئے جملہ کی صحت کے واسطے تعلیلات صرفی اور اعراب کی صحت کے لئے قواعد نحوی کی تدوین ہوئی۔

معانی وبیان:۔ چونکہ قرآن کریم معیار فصاحت وسرچشمہ بلاغت ہے۔ اس لئے فصاحت وبلاغت کے تمام اصول اس کی مدد سے معلوم ہوتے ہیں اور اس لئے علم بیان ومعانی مدون ہوا۔

فقہ واصول فقہ:۔ آیات قرآنی واحادیث نبوی ﷺ سے احکام شرعیہ مستنبط کرنے کے لئے علم فقہ اور اجتہاد واستنباط مسائل میں غلطی سے بچنے کے لئے یہ فن مدون ہوئے۔

علم کلام:۔ فلاسفہ ومناطقہ کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے یہ علم وضع کیا گیا۔

قرآن کریم کے زبان عربی پر اثرات

پہلا اثر: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب میں زبان کے مختلف لب ولہجہ تھے۔ ہر قبیلہ کے محاورات میں فرق تھا مگر چونکہ قریش کی زبان افصح اللسان تھی اور قرآن کریم اسی زبان میں نازل ہوا تھا۔ اس لئے اسلام کی بدولت زبان قریش

www.waseemziyai.com

کی ایسی اشاعت ہوئی کہ دوسرے قبائلی لب ولہجہ کی کوئی حقیقت نہ رہی اور شمع قرآن کے سامنے کسی زبان کا چراغ نہ جل سکا دَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا کا مفہوم مکمل ہوگیا۔

دوسرا اثر: قبل از اسلام عربی جزیرہ عرب کی چار دیواری میں محدود ومحصور تھا لیکن فتوحات اسلامی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ کے ماتحت ممالک فارس، روم ومصر وغیرہ تک پہنچے۔

تیسرا اثر: اسلام کے بعد زبان کے اغراض ومقاصد اور زیادہ وسیع ہوگئے۔ حیات بدویہ کی آئینہ داری، خانہ بدوشی، صحرا نوردی، جدال وقتال کشت وخون کے مقابلہ میں انتقام ولکم فی القصاص حیات کے اعلان سے تحریک وتحریص، جہد وفخر ومباہات کے مقابلہ میں وسیع اخلاقی اور عقائد دینی احکام، شرعی امور سیاسی وغیرہ اقتصادی مباحث پر بھی غور ہونے لگا۔

دفاتر صدر اسلام میں تین قسم پر منقسم ہوئے۔

اول: دفتر عسکری اس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے حضرت عقیل بن ابی طالب، مخرمۃ بن نوفل، حبیب بن معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مرتب فرمایا۔ جو عربی میں تھا۔

ثانیاً: دفتر انشا یعنی خطوط نویسی کا صیغہ یہ بھی عربی میں تھا۔

ثالثاً: دفتر خراج یعنی صیغہ مال یہ صرف عربی میں نہیں بلکہ ہر ملک کا دفتر خراج وہاں کی مقامی زبان میں رکھا گیا۔ مثلاً ایران کا فارسی میں، شام کا سریانی میں اور مصر کا قبطی میں اور چونکہ ابتدا میں مسلمان ان غیر زبانوں سے پورے واقف نہ تھے۔ اس لئے ان دفتروں کو جوں کا توں ہی رہنے دیا اور مقامی اہلکاروں سے کام لیا جاتا رہا۔ حتیٰ کہ ولید کا زمانہ آیا جو خلفائے بنی امیہ سے تھا تو حجاج بن یوسف نے صالح نامی ایک نوجوان سے جو عربی فارسی جانتا تھا۔ فارسی دفتر کو عربی میں ترجمہ کروایا۔ حتیٰ کہ عجمی عملہ کی طرف سے صالح مترجم کو ایک لاکھ درہم کا لالچ دیا، یا رشوت اس کام سے روکنے کے لئے دینی چاہی مگر صالح صالح ہی تھا اس لالچ میں نہ آیا۔

اسی طرح دفتر ایران کی زبان عربی ہوگئی۔

اسی ولید کے عہد میں سلیمان بن سعید کاتب کے ذریعہ سریانی قلم کے دفتر کو عربی میں کرایا گیا اور ابن یرقوع تاسی باشندہ حمص کے ذریعہ حاکم مصر عبداللہ نے دفتر قبطی کو عربی میں بدلا۔

اور دور امویہ میں تدوین علوم اور تصنیف کتب کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔

چوتھا اثر: مشاہدات ومعقولات کی وسعت وفسحت سے معانی الفاظ میں کافی وسعت ہوئی۔

پانچواں اثر: الفاظ واسالیب میں بڑا تغیر وتبدل ہوا۔ اگرچہ عربی اصطلاحات زیادہ تر دور عباسی میں مقرر ہوچکی تھیں مگر صدر اسلام میں بھی بہت سے الفاظ وضعی معنوں کے علاوہ خاص معنی میں مستعمل ہوتے تھے۔ اس طرح اصطلاحات کا سلسلہ آغاز اسلام ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ مثلاً صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، مومن، کافر، فاسق، منافق، رکوع، سجود، حج، امیر المومنین، کاتب، عامل، قاضی، بیت المال، عشور ثغور وغیرہ اسلام سے قبل یہ الفاظ لغوی معنی میں مستعمل تھے۔

پھر اسلوب گفتگو میں بھی بہت کچھ تبدیلیاں ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطال اللہ بقائک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دعا میں فرمایا نَوَّرَ اللّٰهُ مَضْجَعَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ کہا نَوَّرَتْ مَسَاجِدَنَا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے

www.waseemziyai.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا میں فرمایا۔ اس طرح کے مہذب دعائیہ الفاظ استعمال کرنے کا رواج زمانہ جہالت میں نہ تھا۔ خود رحمت دو عالم ﷺ سے الفاظ کی بندشیں بھی مروی ہیں۔ جنہیں سب سے پہلے حضور ﷺ نے ہی استعمال فرمایا جیسے مات حتف انفسه حُمّی الوطیس لایلدغ المؤمن من جحر مرتین وغیرہ اس سے عربی ادب میں بڑی ترقی ہوئی۔ ایسے ہی بہت سے محاورات جو زمانہ جہالت میں مروج تھے اسلام کے ذریعہ متروک ہو گئے مثلاً مرباع غنیمت کا چوتھائی حصہ جو فوج کا افسر لیا کرتا تھا۔ فضلہ مقام مفتوح سے قبل از فتح جو راستہ میں مل جائے۔ فضول تقسیم کے بعد مال غنیمت سے جو بچ رہے۔

مکس ایک قسم کا ٹیکس جو زمانہ جہالت میں جاری تھا۔

اسی طرح انعم صباحا صبح کے وقت کا سلام تھا۔ جس کی انگریزی گڈ مارننگ ہوئی اور انعم ظلاما جس کی انگریزی گڈ ایوننگ بنی یا بادشاہ کو ابیت اللعن کہنا یا غلام کا اپنے آقا کو ربی کہہ کر مخاطب کرنا یہ سب جملے اسلام میں متروک ہوئے۔

چھٹا اثر: تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تلفظ حبشی تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فارسی حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رومی تھا۔ اس لئے کہ یہ غیر ملکوں کے باشندے تھے۔ جب تک اہل عرب کو عجمیوں کے ساتھ اختلاط کا موقعہ نہ ہوا۔ ان میں نحوی غلطیاں شاذ و نادر ہوتی تھیں لیکن جب اشاعت اسلام کی وجہ سے عجمیوں کو عربی سیکھنی پڑی تو لحن کی بیماری بڑھ گئی۔ اس لئے اس کا علاج عہد اموی میں علم نحو کے ذریعہ کیا گیا۔

علم القرأت

لغت میں قرأت کے معنی محض پڑھنے کے ہیں مگر علم القرأت سے مراد قرآن پڑھنے کا علم اصطلاح شرع میں مقرر ہو گیا اور یہ علم اس مفہوم میں اسی وقت مان لیا گیا، جبکہ قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ ابتداء میں ہر خواندہ قرآن پڑھنے والا قاری کہلاتا تھا اور خواندہ ناخواندہ کا امتیاز اس سے ہوتا تھا۔

پھر عہد رسالت مآب ﷺ میں لفظ قاری ان لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو قرآن پڑھنے پڑھانے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ خذو القران من اربعة من عبدالله ابن مسعود و سالم و معاذ و ابی ابن کعب قرآن لو ان چار صحابہ سے عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ و ابی ابن کعب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

ان کے علاوہ بہت سے قاری صحابہ علیہم رضوان میں تھے۔ غزوہ بیر معونہ میں جو شہید ہوئے وہ سب قاری تھے۔ ان کی تعداد ستر ۷۰ تھی۔ راشدین میں قرأت کسی فن کی شکل میں مقرر نہیں ہوئی۔

عہد بنو امیہ میں قرأت نے خاص فن کی شکل اختیار کی۔

جس کے مباحث اختلاف قرأت متواترہ مخارج حروف کیفیت ادا محاسن قرأت ترتیل، وصل وقف، مد، قصر، ادغام، اخفاء، امالہ، حروف ہوا، ہوف وغیرہ اصطلاحات کے ساتھ یہ سات قرأتیں مقرر ہوئیں جو سات ائمہ قرأت کی طرف منسوب ہیں۔

عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ	شامی	متوفی ۱۱۸ھ
عبداللہ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ	مکی	متوفی ۱۲۰ھ

www.waseemziyai.com

عاصم رحمۃ اللہ علیہ	کوفی	متوفی ۱۲۸ھ
یزید بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ	مدنی	متوفی ۱۳۲ھ
ابوعمرو بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ	بصری	متوفی ۱۵۵ھ
حمزہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ	بصری	متوفی ۱۵۶ھ
نافع بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	مدنی	متوفی ۱۶۹ھ

بعض نے یزید بن القعقاع کو ابوالحسن علی بن حمزہ کوفی المعروف بہ کہائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۹ھ لکھا ہے۔

مندرجہ بالا ہفت قراء میں سے تین یا چار عہد عباسی کے ہیں۔ یہ ساتوں قرأتیں جائز ہیں۔ ان سب کا سلسلہ اسناد طریقہ صحیحہ و متواترہ سے حضور سید عالم ﷺ تک پہنچتا ہے اور ان سے قرآن کریم کے تواتر میں کوئی خلل نہیں آتا اور نہ معانی و مطالب میں کسی قسم کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ اس فن میں تالیفات کا سلسلہ عہد عباسی میں شروع ہوا۔ اس سے قبل سینہ بسینہ ہی اس کا اجراء تھا۔

تفسیر

عہد نبوی ﷺ میں علم تفسیر مدون نہیں ہوا اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ اس لئے کہ اصحابہ کا دور دورہ تھا۔ وہ زبان کے اعتبار سے مفہوم سمجھتے تھے۔ ہر آیت کی شان نزول کا انہیں علم تھا۔ بایں ہمہ کسی حکم کی وضاحت حاصل کرنے کی احتیاج ہوتی تو خود سرکار جلوہ افروز تھے۔ پھر خلفائے کرام کا عہد تربیت مہد تھا۔

آخر جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور کثرت سے غیر عرب اسلام میں داخل ہو گئے تو ان کو قرآن کریم سمجھنے کے لئے مشکلات واقع ہونے لگیں تو تفاسیر کی تالیف ان عجمی مسلمانوں کی مشکلات رفع کرانے کے لئے قرآن کریم کے مشکل الفاظ و جملات کی بجائے نسبۃً سہل الفاظ اور فقروں سے اس کا مفہوم سمجھانے کے لئے تفسیر کی احتیاج ہوئی۔ عہد اموی کے آخر تک اگرچہ علم تفسیر کی باقاعدہ تدوین نہیں ہوئی مگر اس کی بنیاد عہد نبوی ﷺ میں ہی قائم ہو گئی تھی۔

اس لئے کہ صحابہ کرام علیہم رضوان میں بھی مطالب قرآنی کے سمجھنے سمجھانے میں تمام صحابہ علیہم رضوان یکساں نہ تھے اور ایسا ہو بھی کیونکر سکتا تھا۔ اس لئے ذہانت ذکاوت، فہم فراست قرب صحبت درجہ فضیلت کے اعتبار سے ان میں بڑا فرق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن لینے کے لئے حضور ﷺ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت سالم عبداللہ بن مسعود معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام فرمایا۔ خاص صحابہ علیہم رضوان میں ایک جماعت وہ تھی جو معانی بیان کرنے میں مرجع انام تھی۔ جن میں مذکورہ چار اصحابہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن زبیر، انس بن مالک، ابوہریرہ، جابر عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تفسیری مضامین اگرچہ ہیں لیکن نسبتاً بہت کم مروی ہیں اس لئے کہ ان پر امور خلافت کی ذمہ داری اتنی زیادہ تھی کہ درس تدریس کی فرصت کم ملتی تھی۔

عہد اسد اللہ کرم اللہ وجہہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفسیر اصحاب ثلاثہ کی نسبت زیادہ ہے اور ان سے زائد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۳ھ سے مروی ہے۔ غرضیکہ سب سے زیادہ تفسیری جملات صحابہ میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ فقہاء صحابہ میں مانے ہوئے تھے۔ آپ کی وفات ۶۸ھ میں ہوئی۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المفسرین کے ثقہ راوی علی ابن ابی طلحہ ہاشمی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۴۳ھ ہیں۔ جن پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اعتماد کیا ہے اور ضعیف سلسلہ روایت کلبی عن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

صحابہ کرام علیہم رضوان کے بعد تعلیم قرآن کے دو مرکز ہو گئے۔ مکہ معظمہ اور کوفہ۔

مکہ میں سید المفسرین ابن عباس کے شاگرد مجاہد، سعید بن جبیر عکرمہ، طاؤس بن کیسان، عطا ابن ابی رباح وغیرہم تھے۔

اور کوفہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، شعبی ابراہیم نخعی وغیرہم تھے۔

ان کے علاوہ ابو العالیہ رفیع ابن مہران متوفی ۹۰ھ۔ عطیہ بن سعید العوفی متوفی ۱۱۱ھ، ضحاک بن فراحم، قتادہ بن دعامہ التوفی ۱۱۷ھ، حسن بصری التوفی ۱۲۱ھ رحمۃ اللہ علیہ طبقہ تابعین میں سے قابل ذکر ہیں۔

صدر اسلام میں تفسیری روایات صرف زبانی نقل ہوتی تھیں۔

سب سے پہلے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۱۰۴ھ نے تفسیر لکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عرضت القران علی ابن عباس ثلثین عرہ آپ کی تفسیر نہایت درجہ معتبر ہے اور امام بخاری، امام شافعی رحمہما کی معتمد علیہ ہے لیکن آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ تفسیر ہم میں موجود نہیں۔

یہ بھی مشہور ہے کہ سب سے پہلے حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر لکھی جو موجود ہے اور تمام تفاسیر کا ماخذ یہی تفسیر ہے۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تدوین کتب شروع ہوئی تو خلیفہ عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے پہلی صدی ہجری میں سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کی تفسیر لکھی اور عطاء ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ عطا رحمۃ اللہ علیہ کو یہ تفسیر شاہی خزانہ سے ملی انہوں نے اسے اپنے نام سے شائع کر دیا۔

تابعین کے بعد ان کے شاگردوں نے تفاسیر لکھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ سفیان بن عیینہ، وکیع ابن الجراح شعبہ، یزید بن ہارون، عبدالرزاق، آدم بن ابی ایاس، اسحاق بن راہویہ، روح بن عبادہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حتیٰ کہ پھر اس قدر تفسیریں لکھی گئیں کہ شمار نہیں کیا جا سکتا۔

تیسری صدی ہجری میں امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تفسیر لکھی۔ جو احسن التفاسیر کے لقب سے مشہور ہے۔ اس لئے کہ زمانہ مابعد کی تمام تفاسیر کا ماخذ یہی تفسیر ہوئی۔

www.waseemziyai.com

علم حدیث پر محققانہ بحث

علم حدیث وہ علم ہے جس سے حضور ﷺ کے اقوال وافعال اور احوال معلوم ہوتے ہیں۔

شریعت اسلامی کی بنیاد شروع سے ہی قرآن کریم پھر حضور ﷺ کے اقوال وافعال پر ہے اور اس پر عمل بتعمیل حکم قرآن مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کے مطابق ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بغیر حدیث قرآن پر عمل ناممکن ہے۔ مثلاً قرآن کریم مسلمانوں کو اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہہ کر نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس کی عملی کیفیت کی تفصیل کہ کتنی رکعت کس کس وقت اور کس طرح پڑھیں۔ اس میں کیا کیا پڑھیں یہ سب مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ کی تعمیل میں زبان مصطفیٰ ﷺ سے لیا گیا۔ یہی حضور ﷺ کا عمل کر کے بتانا اور ثناد تسبیح کی تعلیم دینا تشہد اور درود وغیرہ کی تاکید فرمانا اپنے اقوال و اعمال سے تصریح فرمانا اس کا نام حدیث ہے اور اس کی ضرورت نزول قرآن کے ساتھ ہی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کا حکم جب آیا تو تصریح زکوۃ زبان مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوئی کہ چالیسواں حصہ مال نامی سے دیا جائے۔ حولان حول کے بعد ہمیشہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ایسے ہی گائے، بیل، اونٹ، بکری، سبزی، پھلی پھولی ترکاریوں پر زکوۃ کی تصریح حدیث نبوی کے ماتحت ہی معمول بہ ہوئی اور ہمیشہ آیات قرآنیہ کے ساتھ ساتھ حضور سید یوم النشور ﷺ صحابہ کرام علیہم رضوان کو اپنا فرمان بھی سنایا کرتے تھے۔ بیرونی وفود حاضر ہوتے تو انہیں تصریح آیات قرآنی فرماتے۔ نماز و زکوۃ کے طریقے بتاتے اور حکم دیتے اِحْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْهُ مَنْ وَّرَآئَکُمْ ان تصریحات کو خوب یاد کر لو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں صحیح صحیح پہنچا دو۔ کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی قبیلہ مشرف بہ اسلام ہوتا تو حضور ﷺ اپنے صحابہ میں سے کسی کو اس قبیلہ کی تعلیم کے لئے بھیج دیتے۔ یہ لوگ انہیں نہ صرف قرآن کریم ہی سکھلاتے بلکہ حضور ﷺ کے اقوال وافعال بھی صحیح صحیح بیان کرتے۔ خود صحابہ میں بعض وہ ہوتے جنہیں جمعہ جمعہ حاضری میسر ہوتی اور بعض ایسے بھی تھے جو عیدین میں ہی جمال جہان آراء سے مشرف ہوتے تو دربار کی صحابہ انہیں جب وہ ملتے فرامین سید عالم ﷺ پہنچاتے۔ اس لئے کہ بغیر حضور ﷺ کے فرامین کے توضیح فرمان الٰہی ممکن ہی نہ تھی۔ اسی لئے قرآن کریم میں بھی قرآن کریم سمجھنے کے لئے حضور ﷺ ہی کی طرف رجوع کا حکم ہے۔ چنانچہ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ کا یہی مفہوم ہے۔ اور جسے زمانہ جا کر امت سید عالم نہ ملے اس کے لئے وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ فرما کر مِنْهُمْ کی قید سے مقید کر دیا کہ پھر علماء و مجتہدین سے سمجھنا ضروری ہے مگر اپنے دین کے علماء سے نہ کہ یہود و نصاریٰ و دیگر فرقوں سے۔

مختصر یہ کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ ہی فرمان نبی رحیم ﷺ بھی چونکہ حجت ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی بعثت سے ہی روایت حدیث کا سلسلہ قائم ہو چکا تھا اور عہد رسالت ﷺ میں ہی اشاعت حدیث شروع ہو گئی تھی۔ صحابہ کرام علیہم رضوان نے حضور ﷺ سے سنے ہوئے فرمان تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو سنائے۔ تابعین نے تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تک پہنچائے۔ اس طرح سلسلہ اسناد محفوظ ہوا اور صحت بیان نازل یوں ہوا کہ حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ منسوب کرے وہ اپنی خوابگاہ جہنم میں ڈھونڈ لے۔

www.waseemziyai.com

روایت حدیث میں سب صحابہ علیہم رضوان کا درجہ بھی برابر نہ تھا۔ اس لئے کہ بعض وہ تھے جو خدمت والا ﷺ میں حاضر رہتے اور بعض وہ جنہیں حاضری بارگاہ ﷺ کم میسر ہوتی۔ بعض فہم وفراست میں دوسروں سے بڑھے ہوئے تھے۔ پھر حافظہ کے اعتبار سے سب یکساں نہ تھے۔ غرضیکہ بلحاظ روایت حدیث صحابہ کرام علیہم رضوان میں فرق مراتب تھے۔ چنانچہ سب سے زیادہ حدیثیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حدیث یاد رکھنے اور بیان کرنے کا بہت شغف تھا مگر روایت حدیث میں حضرت فاروق اعظم، حضرت علی شیر خدا، حضرت عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، معاذ بن جبل، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا۔

علم حدیث کی تدوین

علم حدیث کی تدوین باقاعدہ تو عہد عباسی میں ہوئی لیکن احادیث کا قلمبند کیا جانا حضور ﷺ کے عہد میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ عہد رسالت مآب ﷺ میں حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت علی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کچھ حدیثیں لکھیں اور اس بیاض کا نام جس میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے سن کر احادیث جمع فرمایا کرتے تھے صادقہ رکھا تھا۔

پھر عہد خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں فقہ وحدیث کی نہایت کثرت سے اشاعت ہوئی اور جا بجا درس وتدریس کے حلقے قائم ہوئے مگر جو کچھ تھا زیادہ تر زبانی ہی تھا۔ اس لئے کہ ان لوگوں کے حافظہ قدرت نے ایسے قوی فرمائے تھے کہ انہیں لکھنے کی احتیاج ہی نہ تھی۔

جب عہد بنو امیہ آیا تو حکما، علماء سے وہ احادیث جمع کرائی گئیں۔ سب سے پہلے امیر معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن شریہ رحمۃ اللہ علیہ سے قدما کی تاریخ لکھوائی جس کا نام اخبار الماضیین رکھا گیا۔

پھر عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر سے تفسیر قرآن مرتب کرائی جو عطا بن دینار کے نام سے مشہور ہے۔

پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد میں تصنیف وتالیف کی طرف خاص توجہ مبذول کی اور ممالک میں حکم بھیج دیا کہ احادیث نبوی ﷺ قلمبند کی جائیں۔

تعمیل حکم میں سب سے پہلے سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ نے احادیث جمع کیں جو بہت بڑے محدث اور قاضی مدینہ منورہ تھے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۴ھ نے ایک کتاب مغازی پر لکھی جو اس فن کی پہلی تصنیف تھی۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے سرآمد علماء سے تھے لیکن افسوس کہ یہ کتاب اب موجود نہیں۔

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں خلیفہ منصور عباسی رحمۃ اللہ علیہ نے فن حدیث پر مستقل کتابیں تالیف کرائیں۔ سب سے پہلے جس نے حدیث میں کتاب تالیف کی وہ ربیع بن صبیح تھا۔

بعض کی تحقیق میں فن حدیث میں کتاب لکھنے والے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مؤطا آج تک علم حدیث میں مشہور ومعتبر ذخیرہ ہے۔

تصنیف وتدوین

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عہد جہالت میں نہ کوئی علم مدون ہوا۔ نہ کوئی کتاب تصنیف ہوئی اور اگر کوئی کتاب لکھی بھی

www.waseemziyai.com

گئی ہو تو تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ عربی میں سب سے قدیم کتاب قرآن کریم ہے۔ جس کی تعلیم نے عرب جیسی وحشی اور جاہل قوم کو تمام علوم کا استاد اور علم و ہنر کا امام بنا دیا لیکن یہ کتاب نہ تصنیف شدہ ہے نہ اس پر تدوین کے ہاتھ کا اثر ہے۔ یہ کتاب یقیناً قدیم ہے اور رب الارباب کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے بوسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نازل ہوئی۔ جیسا کہ ہم اول بھی بتا چکے ہیں کہ ظہور اسلام کے وقت قریش میں جنسے سب سے بڑا قبیلہ مانا گیا ہے صرف سترہ آدمی خواندہ تھے اور سب سے پہلے خود حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فن کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مندرجہ ذیل سرمایہ علاوہ قرآن کے تحریر میں جمع ہو چکا تھا۔

۱۔ وہ حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص یا حضرت علی و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قلمبند کیں۔

۲۔ تحریری احکام اور معاہدات اور فرامین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کے نام بھیجے۔

۳۔ وہ خطوط جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین و امراء کے نام ارسال فرمائے۔

۴۔ پندرہ سو صحابہ علیہم رضوان کے نام۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ علیہم رضوان میں تحریری ذخیرہ میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا تھا لیکن عہد صدیقی و فاروقی میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہیں ہوا۔ البتہ کتاب اللہ کا اہتمام علی وجہ الاتم موجود تھا۔ باقی احادیث وغیرہ کسی قسم کی تالیف و تصنیف کی احتیاج بھی نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ خیر القرون میں امور دینی و دنیوی کا مرجع و مرکز مسلمانوں کے لئے قرآن کریم ہی تھا اور اگر انہیں کوئی پیچیدگی پیش آتی تو اس کے حل کرنے کو فقہاء صحابہ اور خلفاء موجود تھے اور کافی تعداد میں وہ صحابہ حیات تھے جنہیں حرف بحرف احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یاد تھیں۔

پھر صحابہ و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد فضیلت مہد میں فقہ و حدیث کی کافی اشاعت تھی۔ بہت سے درس کے حلقے قائم تھے لیکن بوجہ اس کے کہ ان کا حافظہ بے حد غایت قوی تھا۔ یہ تمام تر درس و تدریس زبانی تھا۔ ان کے زمانہ کا حافظہ موجودہ زمانہ کا سا نہ تھا کہ ابھی جو بات سنی تو ایک گھنٹہ بعد اس کے الفاظ محو ہو گئے۔ حتیٰ کہ مضمون بیان ہی خبط ہو گیا۔

البتہ بنو امیہ کے عہد میں حکماً علماء سے علوم تصنیف کرائے گئے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کُنَّا نَکْرَہُ بِکِتَابِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَکْرَھَنَا عَلَیْہِ ھٰؤُلَآءِ الْاُمَرَآءُ۔ ہم لوگ علم کو تحریر میں ناپسند نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ ان امراء نے ہمیں مجبور کر کے تصنیفات کرائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبید بن شریہ رحمہ اللہ سے قدما کی تاریخ لکھوائی۔ جس کا نام کتاب الملوک اخبار الماضین تھا اور افسوس کہ یہ اب معدوم ہے۔ مختصر یہ کہ تصنیف و تدوین کا سلسلہ بھی خلافت امیہ کے آغاز سے ہی چلنا شروع ہو گیا۔ چنانچہ دور اموی میں علوم شرعیہ سے علم قرأت تفسیر فقہ حدیث وغیرہ مدون ہو گئے اور علوم لسانیہ سے نحو وغیرہ و علم تاریخ بھی مدون ہوا اور علوم یونانی کا ترجمہ بھی اس دور میں شروع ہو گیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ علوم و فنون کا وہ چمن جو دور عباسی میں پھلا پھولا وہ اس عہد اموی کا لگایا ہوا پودہ تھا۔ پھر ہمیں افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ اس دور کی مؤلفات ہم تک نہیں پہنچی۔ محض ان کا ذکر ہی ذکر ملتا ہے۔ البتہ صرف اور صرف ایک تفسیر ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ ملتی ہے۔ علاوہ شعراء اموی کا کلام بھی رواۃ کی منتشر روایات سے مل رہا ہے۔ اصل ان کی بھی معدوم ہے۔

www.waseemziyai.com

زبان

اس میں شک نہیں کہ زبان قوم کی عقل و فراست اور آداب و اخلاق کی آئینہ ہے۔ کسی اجنبی قوم کی زبان سے واقفیت حاصل کر کے اس کے اخلاق اور ذہنی حالات کا پتہ چلانا جتنا آسان ہو جاتا ہے۔ بغیر اس واقفیت کے اتنا ہی دشوار ہوتا ہے۔

جس قوم کی زبان سنسکرت تھی۔ اگرچہ اسے سینکڑوں برس ہوئے کہ وہ قریب قریب معدوم ہو چکی لیکن ویدکی مدد سے اس قوم کے دماغی، اجتماعی، اخلاقی، سیاسی حالات کا بہت کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ عام طور پر مشاہدہ ہے کہ قوم کی حالت بدلتی رہتی ہے لیکن ان کے آثار، اس قوم کی زبان میں ضرور محفوظ اور باقی رہا کرتے ہیں۔ جو ایک مؤرخ کو تاریخ نویسی کے وقت بہت کچھ مواد بہم پہنچا سکتی ہے۔

دانایان فرنگ نے اس فن کو اسی وجہ میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ مرتب و مدون کیا اور بہت سی مفید و کارآمد تالیفات شائع کیں۔

کتابت

کتابت کی دو صورتیں ہیں۔ خط بالقلم اور انشاء۔

اسلام سے قبل عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا۔ چند آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

نسخی اور خط کوفی عربی کی قدیم شکلیں ہیں۔ خط کوفی کو حیری بھی کہتے ہیں۔ خط حیری نے حجاز میں اشاعت پائی۔ ظہور اسلام کے وقت دس بارہ قریش لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ سب سے پہلے حضور رسالت مآب ﷺ نے اشاعت کتابت کی طرف توجہ فرمائی۔ چنانچہ ختم نزول قرآن تک کاتبین کی تعداد چالیس تک ہوگئی۔ پھر زمانہ راشدین رضی اللہ عنہم میں فتوحات اسلامیہ کی زیادتی کی وجہ میں لکھنے پڑھنے کا کام زیادہ ہوگیا۔ چنانچہ خط حیری یعنی کوفی میں لکھنے پڑھنے کا رواج بڑھ گیا اور اس خط نویسی میں کوئی جدت پیدا نہیں ہوئی اور بدستور اپنی وضع پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ اس میں نہ نقطے تھے نہ زیر و زبر کی علامات۔

پھر دور اموی میں اس کی اصلاح شروع ہوئی اور طرز تحریر چار صورتوں پر منقسم ہوگیا۔ قطبہ ایک شخص اس دور کا ایک مشہور کاتب گزرا ہے۔

ابوالاسود دؤلی رحمۃ اللہ علیہ نے حرکات وضع کیں۔ نصر بن عاصم اور یحییٰ بن نے حجاج کے حکم سے نقطے ایجاد کئے۔

انشاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سرکاری و خانگی۔ دوسری تصنیف و تالیف۔

خط و کتابت

خط و کتابت تمدن و تحضر کے لئے لازمی ہے۔ قبل از اسلام دول یمن وحیرہ و شام تمدن و نظام سے خالی نہ تھیں۔ ان کی خط و کتابت بھی ان کے تمدن و نظام کے مطابق ہوگی۔ لیکن افسوس کہ ہمیں ان کی تفصیل نہیں ملتی۔ صرف دولت حیرہ کے ایک کاتب عدی ابن زید کا نام تاریخ میں ملتا ہے۔

رہے بدو اور عرب خاص کر خانہ بدوش یہ جاہل محض تھے۔ انہیں اپنی بدوی زندگی میں خانہ بدوشی کے سوا کسی تعلیم و تعلم کی حاجت ہی نہ تھی۔

www.waseemziyai.com

قبل از اسلام حجاز میں صرف کتابت کا اتنا رواج ہو گیا تھا کہ جو شخص کسی کی طرف سے کسی کو خط لکھ دیتا وہ کاتب کہلاتا تھا اور یہ طریقہ پرانا تھا کہ عرب کے فصحاء بلغاء خود نہیں لکھتے تھے بلکہ کاتب سے لکھوایا کرتے تھے۔ ان کی نظیر بھی ہمیں نہیں ملی تا کہ ہم بتا سکتے کہ ان کا طرز تحریر کیا تھا۔

تحقیقات جدیدہ سے ایک طول وطویل وصیت نامہ ملا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تحریر اس طرح شروع ہوتی تھی۔ باسمک من فلان الی فلان امابعد.

ظہور اسلام کے بعد خط و کتابت نے ترقی کی

چنانچہ حضور ﷺ کے محررین چالیس تک ہو گئے۔

بنی امیہ کے دور میں فن انشاء ایک مستقل فن ہو گیا۔

کاتبین زمانہ راشدین رضی اللہ عنہما دو طرح کے تھے۔ کاتب مراسلات اور کاتب حساب۔

عہد اموی میں یہی محررین پانچ قسم کے ہو گئے۔ ان میں سے ایک قسم کاتب مراسلات تھی جسے کاتب السر یعنی پرائیویٹ سیکرٹری کہتے تھے۔

اس دور کی خطوط نویسی کی خصوصیات

۱۔ مراسلات میں مطالب ضروریہ بیان ہوتے تھے۔

۲۔ عبارت آرائی اور مبالغہ پسندیدہ نہ تھا۔

۳۔ فصاحت الفاظ بلاغت معنی کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا تھا۔

۴۔ ایجاز و اختصار۔ سب سے پہلے طوالت کلام کی بدعت عہد اموی میں عبدالحمید نے شروع کی۔

چند مُراسلات کے نمونے جو حضور ﷺ کی طرف سے روانہ ہوئے

مقوقس کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، من محمد عبداللہ ورسولہ الی المقوقس القبط سلام علی من اتبع الھدی امابعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم کل القبط یاھل اکتاب لعالوالی کلمۃ الخ۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام

سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو اما بعد فان کتابک جاء نی مع رسولک یخبرنی الی بنی الحارث قد اسلموا ان نقاتلقھم اجابوا الی مادعوتھم الیہ من سلام۔

ایسی ہی خلفائے راشدین کی تحریریں ہیں ملاحظہ ہوں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر دربارۂ خلافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما عھد ابوبکر خلیفۃ محمد رسول اللہ ﷺ عند اخر عھدہ

www.waseemziyai.com

بالذین و اول عهده بالاخره فی الحال التی یؤمن فیها الکافر ویتقی فیها الفاجر انی استعملت علیکم عمر ابن الخطاب فان تبرو عدل فذالک علمی ورائی فیه وان جارو بدل فلا علم لی بالغیب والخیر اردت ولکل امرئ ما اکتسب۔

مراسلہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنام عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ من الخلیفة عمر بن الخطاب الی عمرو بن العاص علیه السلام اللّٰه تعالیٰ وبرکاتهٗ، امابعد فان ادرکک کتابی هذا وانت لم تدخل المصر فارجع عنها واما اذا ادرکک وقد دخلتها اوشیئاً من ارضها فامض واعلم انی ممدک۔

قحط سالی میں غلہ بھیجنے کے لئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ مراسلہ روانہ فرمایا

من عبداللّٰه عمر امیر المومنین الی العمرو بن العاص سلام، اما بعد فلعمری یا عمر واوما تبالی اذا شعبت انت ومن معک ان اهلک انا ومن معی فیاغوثاه ثم یاغوثاه (جواب) الی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب من عمرو بن العاص اما بعد لبیک ثم لبیک قد بعثت بعیرا اوالها عندک اٰخرها عندی والسلام۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان افسروں کے نام

اما بعد فانکم حماة المسلمین وزادتهم وقد وضع لکم عمر مالم یغب عنابل کان عن ملاء مناولا یبلغن من احد منکم تغیر ولا تبدیل فیغیر اللّٰه مابکم ویستبدل بکم غیرکم فانظروا کیف تکونوا فانی انظر فیما الزمنی الیه النظر فیه والقیام علیه۔

مراسلات کی جامعیت اور خیر الکلام عاقل ودل کی شان منقولہ بالا مراسلات سے اہل علم پر واضح ہے اور عہد اموی میں تو کتابت ایک مستقبل فن ہو چکا تھا اور ماہرین فن کی تعداد بھی اچھی خاصی ہو چکی تھی۔

سالم جو ہشام بن عبدالملک کا کاتب تھا مشہور اسٹینو ہوا ہے۔

عبدالحمید بن یحییٰ مشہور منشی اور اصطلاح موجودہ کا نامور اسٹینو گزرا ہے۔

ابن المقفع بھی کسی طرح عبدالحمید سے کم پایہ نہ تھا۔ اگرچہ اسے عروج عہد عباسیہ میں نصیب ہوا۔

عبدالحمید بن یحییٰ شام کا رہنے والا، ابوالعلا سالم کا شاگرد تھا۔ شروع میں یہ لڑکے پڑھایا کرتا تھا اور تلاش معاش میں سرگردان رہتا تھا۔ حتیٰ کہ مروان بن محمد کے یہاں یہ منصب کتابت پر متمکن ہو گیا اور اس نے اس منصب جلیلہ کی خدمات اس قابلیت سے انجام دیں کہ اس کی فصاحت و بلاغت انشاء پردازی کا آوازہ تمام بلاد اسلامیہ میں پھیل گیا۔ حتیٰ کہ فن کتابت کا اسے استاد اول تسلیم کیا گیا۔ چنانچہ ادباء میں یہ مشہور ہے۔ فتحت الرسل بعبد الحمید وختمت بابن الحمید۔

www.waseemziyai.com

احادیث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

قرآن کریم کے بعد فصاحت و بلاغت حکمت و ہدایت میں احادیث نبی کریم ﷺ کا درجہ ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ افصح العرب والعجم نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدس ہے اور علوم اولین و آخرین سے بہرہ یاب آپ ﷺ کی معجز بیانی، لطافت لسانی فصاحت الفاظ بلاغت معانی اپنے پرایوں میں مسلم تھی۔

چند جامع کلمات معجز بیان تیمناً تبرکاً تازگی ایمان کے لئے ملاحظہ ہوں۔

مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔

جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور قوم کے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

صحیح مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہے۔

خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ۔

دو عادتیں مومن میں جمع نہیں ہوں گی کنجوسی اور بدخلقی۔

يَشِيْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَتَشِبُّ فِيْهِ خَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ۔

انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں حرص اور طول امل کی دونوں خصلتیں جوان ہوتی جاتی ہیں۔

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ۔

جو انسان کا احسان مند نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہوسکتا۔

مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ۔

جو انسان پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبُّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

مومن کامل تم میں نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند رکھو جو اپنے لئے پسند کرو۔

ہر چہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

اَلْعِدَةُ دَيْنٌ وعدہ بھی قرض ہے کما قال تعالیٰ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔

اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔

مشورہ دینے والا امین و صدوق ہونا چاہئے۔

اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ۔

www.waseemziyai.com

قناعت وہ خزانہ ہے جسے خزاں نہیں۔

اَلسَّعِیْدُ مَنْ وَعِظَ بِغَیْرِہٖ۔

نیک اور سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت لے۔

کَثْرَۃُ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔

زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ۔

ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے یعنی اپنی ماں کی خدمت جنت کا حقدار کر دیتی ہے۔

اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ الْاَقْدَامِ الْاَبَوَیْنِ۔

والدین کے قدموں تلے جنت ہے۔

اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ لِلسَّائِلِ صَدَقَۃٌ۔

سائل کو نرم اور ستھرا جواب دینا بھی صدقہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ السَّھْلَ الطَّلْقَ۔

اللہ تعالیٰ خندہ پیشانی، منکسر مزاج کو محبوب رکھتا ہے۔

طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ۔

مبارک ہے اسے جو اپنے عیب کی نگرانی میں دوسرے کی عیب جوئی نہیں کرتا۔

لَایَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ مِنْ دُوْنِ جَارِہٖ۔

مومن خود پیٹ بھر کر شکم سیر ہونا پسند نہیں کرتا۔ بغیر اپنے ہمسایہ کی خبر گیری کے۔

کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا۔

مومن کے لئے موت کا خیال بہترین واعظ ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ۔

عمل کا بدلہ نیت پر موقوف ہے۔

کلید در دوزخ آن نماز کہ بر پیش مردم گزاری دراز

عرب کا زمانہ جہالت

اہل عرب زمانہ جہالت میں اپنے ملک کے جغرافیائی حالات کی بناء پر خانہ بدوش صحرانورد تھے۔ آب و گیاہ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے۔ تمدن و تناسق کے اسباب اور تمول تنعم کے ذرائع سے محروم علم کی قدر سے جاہل شوق طلب تو کجا ان کی تجارت میں گرم بازاری تھی۔ نہ زراعت میں سرسبزی۔ امور سیاست و مملکت سے بے تعلق غارت گری، قزاقی، کشت وخون میں سرگرم عمل۔ بقول حالی ؎

وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

www.waseemziyai.com

یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان اغراض بدویت سے مملو ہے اور جذبات قتال وجدال سے پر۔ شعر وخطابت اگرچہ عرب جاہلیہ کا مایہ ناز فن تھا اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان کے قصائد وخطبات، فصاحت وبلاغت میں بے نظیر اور عدیم المثال ہیں۔ لیکن ان کے مضامین ادنیٰ غور کے بعد یہ واضح کر دیتے ہیں کہ ان کی شاعری وخطابت کا موضوع حیات بدویہ اور کارنامہائے جہالت کی آئینہ داری سے آگے نہ بڑھ سکی۔ ان میں مذہبی حقائق، ملی لطافت کی بو بھی نہیں تھی۔ البتہ زبان عربی میں فی نفسہ مذکورہ امور کی صلاحیت تھی لیکن اس سے عرب جاہلیہ اپنی جہالت وشقاوت اور قساوت شرک کے باعث کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

ہادیٔ برحق ﷺ کے ورود مسعود نے عرب کی کایا پلٹی

جب دنیا کا آخری ہادی لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کا اعلان کرتا ہوا اور شمع ہدایت قرآن اور اپنا بیان افصح اللسان ساتھ لایا تو اس کی پیروی سے عربوں میں جو جہالت تھی اسے ہدایت سے بدلا۔ جو ظلمت تھی اسے روشنی سے متبدل کیا۔ حتیٰ کہ ان خوف ریزوں کو آسمان کمال پر خورشید خاور کی طرح چمکا دیا۔ عرب جاہلیہ اور بارو پستی کی زمین سے بلندی اقبال جاہ وجلال کے آسمان پر متمکن ہوئے اسی کا نام تمدن اسلام ہے۔

اس تمدن نے ذرہ کو آفتاب بنایا۔ قطرہ کو دریا کیا۔ ایک قوم وحشی کو آداب واخلاق، فضل اور علم ہدایت وسعادت کا سرچشمہ بنا کر اقوام عالم کے سامنے پیش کر دینا یہ سب کچھ اس اُمی، لقمی، قرشی، عربی ابطحی ﷺ اور اس قرآن کریم کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہم ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم ہمارے نبی آخر الزمان ﷺ کا جیتا جاگتا وہ معجزہ ہے جو کسی سابقہ کو نہیں ملا۔

علم فقہ

فقہ کے لغوی معنی کسی شے کا سمجھنا ہے اور عرف شرع میں کلام الٰہی واحادیث نبوی ﷺ سے احکام ومسائل مستنبط کرنے کو فقہ کہتے ہیں۔

یہ فن عہد نبوی ﷺ میں بھی تھا۔ مگر اقسام احکام مخترع نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے کہ اس کی حاجت ہی نہ تھی۔ ہر صحابی رضی اللہ عنہ حکم کی نوعیت سمجھتا تھا۔ جانتا تھا کہ یہ حکم تشفیقی ہے تادیبی وجوبی ہے یا استحسانی۔ حضور ﷺ کے حکم کے ساتھ سننے والوں کا ذہن اس کی نوعیت کی طرف متبادر ہو جاتا تھا۔ جیسے طرز تکلم سے آج بھی اہل زبان سمجھ لیتے ہیں۔ مثلاً اگر کہا جائے۔ یہ کیوں کر رہے ہو؟ اس سے کیا فائدہ؟ اور یہ کیوں۔ کیا جواب دو اور یہ ہرگز نہ کرنا چاہئے تھا۔ تینوں طرز تکلم اپنی نوعیت کی اہمیت واضح کر رہے ہیں۔ فلاں کام نہ کرو تو اچھا ہے۔ فلاں کام ہرگز نہ کرنا۔ فلاں کام دیکھ لو، اگر ضروری ہے تو کر لو۔ اس سے مقصد قائل واضح ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام علیہم رضوان حضور ﷺ کے طرز تکلم سے سمجھ لیا کرتے تھے کہ اس طرز تکلم میں ممانعت ہے۔ اس میں رخصت ہے۔ اس میں اظہار ناپسندیدگی ہے۔ فرض واجب، سنت مستحب، حرام حلال، مباح خلاف اولیٰ مکروہ تحریمہ تنزیہی یہ اصطلاحات ہمارے سمجھانے کے لئے مقرر ہوئیں۔ اس کی ابتداء اس وقت ہوئی جب فتوحات اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہوا اور نئے نئے واقعات اس کثرت سے پیش آئے کہ سابقہ احکام پر قیاس کر کے اجتہاد واستنباط کی ضرورت پڑی۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ عہد صحابہ کرام ہی میں احکام و مسائل کا ایک دفتر مرتب ہو چکا تھا اور اخذ احکام کے طریقے قائم ہو گئے تھے۔

وہ صحابہ علیہم رضوان جو فقیہ مانے گئے ان کے نام خاص طور پر یہ ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان چاروں میں سے حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم زیادہ تر کوفہ میں رہے اور ان کے احکام کی ترویج اسی علاقہ میں ہوئی اور اسی وجہ سے کوفہ مرکز فقہ بن گیا۔

اور حضرت فاروق اعظم اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم حرمین شریفین میں رہے۔ ان کی وجہ سے حرمین دار العلوم بن گیا۔

رہے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ان کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے کہ ان کے مرتبہ تفقہ کو حدیث نبی علیہ السلام انا مدینة العلم و علیٌّ بابُها واضح کر رہی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث و فقہ میں کامل اور قرآن کریم کے سب سے زیادہ عالم تھے۔

طبقہ تابعین میں نو، دس ہستیاں ایسی گزری ہیں۔ جن کے ذریعے شمع اسلام کی روشنی افق عالم میں نور ریز ہوئی۔ سعید بن المسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، قاسم، عبیداللہ، عروہ، سلیمان، خارجہ علقمہ، اسود، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ حدیث و فقہ کے بہترین معلم تھے۔ ان کے تلامذہ بکثرت ہیں۔ خاص خاص کے نام یہ ہیں۔

اسود، عبیدہ، حارث، علقمہ رحمۃ اللہ علیہم۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ معلومات دینی میں اپنے استاد کے ہم پلہ مانے گئے۔ حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ان سے دریافت کرنے آتے۔ اسود رحمۃ اللہ علیہ کی قابلیت بھی بلند درجہ پر تھی۔

ان دونوں کے انتقال کے بعد ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کو بہت وسعت دی۔ یہاں تک کہ یہ فقیہ العراق کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ان کے عہد میں مسائل فقہ کا ایک مجموعہ تیار ہو گیا تھا۔ جس کا ماخذ احادیث نبوی ﷺ اور حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فتویٰ تھے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نہایت ممتاز تھے۔ حماد نے ۱۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔

ان کے بعد حضرت امام ہمام ابوحنیفہ النعمان مسند فقہ وارشاد پر متمکن ہوئے۔ امام صاحب کے زمانہ تک اگرچہ فقہ کے معتد بہ مسائل مدون ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ سابقہ تدوین صرف زبانی تھے۔ جو ایک مستقل فن کی حیثیت میں نہ تھی۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے استاد حماد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ۱۲۰ھ میں جبکہ تمدن اسلام وسیع ہو گیا تھا اور عبادات و معاملات کے متعلق اس کثرت سے واقعات پیدا ہو گئے تھے اور ہوتے جاتے تھے کہ ایک مرتب قانون کے مجموعہ بغیر کسی طرح کام چلنا دشوار تھا تدوین فقہ کا خیال فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اس مہتم بالشان کام کی تکمیل محض اپنی ذاتی رائے اور معلومات کی بناء پر نہیں کی بلکہ اس میں اپنے زمانہ کے نامور اور قابل تلامذہ بھی شریک کئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، قاضی

www.waseemziyai.com

ابو یوسف، داؤد الطائی، امام زفر، قاسم بن معنی، امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اس کام میں کم وبیش تیس برس کا زمانہ صرف ہوا۔ یعنی ۱۲۱ھ سے ۱۵۰ھ تک۔ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کا سن ہے۔ اس مدت یعنی ۳۰ سالہ میں عہد اموی کے گیارہ بارہ سال بھی شامل ہیں اور بقیہ مدت دور عباسی کی ہے یہی وجہ ہے کہ علوم فقہ کی تدوین کو عہد عباسی کا کارنامہ کہا جاتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ فقہ کو آج روایتاً اور نقلاً امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ کی تصانیف و تالیف سے لیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ امتداد زمانہ نے وہ مجموعہ فقہ جو امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ ہم سے اصالۃً معدوم کر دیا۔

علم مغازی

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مغازی پر سب سے پہلے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴ھ نے کتاب تالیف کی۔ بعض کی تحقیق ہے کہ فن مغازی میں سب سے پہلے عروۃ ابن زبیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۴ھ کی کتاب ہے۔ ان کی علاوہ شعبی المتوفی ۱۰۹ھ وہب بن منبہ المتوفی ۱۱۴ھ عاصم بن عمر قتادہ انصاری المتوفی ۱۲۱ھ یعقوب بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۸ھ بھی قابل ذکر ہیں۔ اس لئے کہ یہ حضرات عہد اموی تک ایسے عالم گزرے ہیں کہ مغازی و سیر میں نہایت وسیع المعلومات مانے گئے تھے۔

ان میں سے بعض حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے اس فن میں باقاعدہ تعلیم دیتے تھے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے دو ایسے ہیں جنہوں نے شہرت حاصل کی۔ ایک موسیٰ بن عقبہ المتوفی ۱۴۱ھ دوسرے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۵۰ھ۔ انہوں نے اس فن میں کتابیں بھی لکھیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سیرۃ ابن ہشام کے نام سے آج تک معتبر و مشہور مجموعہ ہے۔

علم تصوف

لفظ تصوف کی اصل وہی ہے جو لفظ صوفی کی ہے اور صوفی کی اصل کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ ایک قول ہے کہ صوفی صفا سے مشتق ہے جس کے معنی پاکیزگی کے ہیں۔

۲۔ صوفی صوف سے مشتق ہے جس کے معنی یکسوئی کے ہیں اور ظاہر ہے صفائی قلب یکسوئی خاطر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تو تصوف کی بنیاد پاکیزگی اور یکسوئی پر ہے۔

۳۔ لفظ صُفّہ صوفی کا مبدء اشتقاق ہے۔ اصحاب صفہ ان چند صحابہ کرام علیہم رضوان کو کہا جاتا ہے جو تارک دنیا ہو کر مسجد نبوی ﷺ کے پاس ایک چبوترہ یعنی صفہ پر آ کر بیٹھے تھے اور مشغول ذکر و فکر رہ کر صحبت نبوی ﷺ سے استفادہ و استفاضہ کرتے تھے۔ گویا اصحاب صفہ کے باقیات الصالحات نے صوفی کا لقب پایا۔ جن کے اسماء گرامی تذکرۃ الاولیاء میں مذکور ہیں۔ جن کے حالات سیر الاولیاء میں ہیں۔ جیسے عثمان ہارونی، غریب نواز سرکار ہند اجمیری قطب صاحب، بابا صاحب نظام الدین اولیاء۔ بہاؤالدین نقشبند، بہاؤالدین زکریا ملتانی، موسیٰ پاک شہید، داتا گنج بخش ہجویری لاہوری، حضرت ایشاں شاہ اسحاق گازرونی مسجد وزیر خاں اور متاخرین میں حضرت سرکار گولڑہ مخزن علوم و فنون حضرت مہر علی شاہ صاحب، سائیں توکل شاہ انبالوی، شاہ فضل الرحمان گنج مرادآبادی، سرکار تونسہ شریف، سرکار رسیل شریف قدس سرہم العزیز وغیرہ وغیرہ لاکھوں ہیں۔

www.waseemziyai.com

۴۔ بعض کی تحقیق میں صوفی کے اصل صفوی تھی۔ کثرت استعمال سے صوفی ہوگئی۔

۵۔ بعض نے کہا صوفی صوف یعنی پشمینہ سے مشتق ہے۔ چونکہ عی العموم صوفیاء کرام رحمہم اللہ کا لباس پشمینہ ہوتا تھا۔ جو بہ تقلید انبیاء کرام علیہم السلام یہ استعمال کرتے تھے۔ اس لئے صوفی کہلائے۔

اور غالباً نمبر ۵ کی توجیہ زیادہ صحیح ہو۔ اس لئے یہ لفظ حضرت حسن بصری المتوفی ۱۱۰ھ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مروج ہوا۔ ان کے زمانہ میں اور حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کے اقوال میں یہ لفظ اسی توجیہ سے مستعمل ہوا ہے۔

کتاب اخبار مکہ کی ایک روایت کے مطابق یہ لفظ عہد اسلام سے قبل کا مروج ہے۔ لیکن عہد نبوی ﷺ میں یہ مستعمل نہیں ہوا۔ بلکہ خلافت راشدہ میں بھی اس کا استعمال نہیں کیا گیا۔ اس پر قدرتاً یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ لفظ تصوف اور صوفی نہ عہد نبوی ﷺ میں مستعمل ہوا نہ خلافت راشدہ میں۔ تو یہ کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ تصوف کا ماخذ حضور ﷺ کی تعلیم ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کو حضور سرور عالم ﷺ کی ایمان لانے کے بعد صحبت میسر ہوئی۔ ان سب کو بلا تفریق صحابی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ یہ لفظ ایسا جامع فضائل ہے کہ اس میں جملہ مناقب و مکارم شامل ہیں۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد عام اولیاء کا درجہ ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو صحابی رضی اللہ عنہ کہہ دینے کے بعد حافظ، قاری، مفسر، محدث، فقیہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے بعد عامۃ المسلمین میں سے جو شخص جس فن میں صاحب کمال ہوا۔ وہ اسی فن کی اضافت سے موسوم ہوگیا۔ مثلاً جسے فن حدیث میں کمال ہوا وہ محدث کہلایا۔ جسے فن تفسیر میں دسترس ہوئی وہ مفسر کہلانے لگا۔ جسے فقہ میں شغف تھا وہ فقیہ کہلایا۔ علی ہذا البتہ صحابہ علیہم رضوان کے دیکھنے والے تابعی کے لقب سے ملقب ہوئے اور ان سے ملنے والے تبع تابعی ہوئے۔ اسی طرح جو ذکر الٰہی میں منہمک ہوئے۔ علائق دنیاوی سے مجتنب رہے وہ صوفی کہلانے لگے اور اس فن کی کتابیں کتب تصوف سے ملقب ہوئیں اور اس فن کو تصوف کہا گیا اور یہ حقیقت ہے کہ دوسری صدی کے ختم سے پہلے یہ اصطلاح عام ہوگئی تھی۔ اب حسب موقع یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اصحابہ طائفہ نے تصوف کی تعریف کیا کی۔

مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سوانح رومی رحمۃ اللہ علیہ میں بتایا ہے کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ شریعت، طریقت، حقیقت کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

شریعت ہمچوں شمعیت کہ راہ می نماید، چوں در راہ آمدی ایں رفتن تو طریقت است و چوں بمقصود رسیدی آں حقیقت است۔

شریعت ایک چراغ ہے جو راہ دکھاتی ہے۔ جب راہ میں آجائے تو اس پر چلنے کا نام طریقت ہے اور جب منزل مقصود کو پہنچ جائے وہ حقیقت ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

حاصل آنکہ شریعت ہمچوں علم کیمیا آموختن است از استاد یا از کتاب و طریقت استعمال کردن روباد مس اور کیمیا مالیدن و حقیقت زر شدن مس۔

یعنی شریعت مثل کیمیا کے ہے کہ اسے استاد سے سیکھے یا کتاب سے حاصل کرے اور طریقت علم حاصل کرکے اس کی دوا میں استعمال کرنا اور تانبہ پر ان ادویہ کو ملنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس تانبہ کا سونا بن جانا پھر تیسری مثال میں فرمایا:

www.waseemziyai.com

شریعت ہمچوں علم طب آموختن است وطریقت پرہیز کردن بموجب معلم طب ودارو خوردن، وحقیقت صحت یافتن۔
یعنی شریعت مثل علم طب سیکھنے کے ہے۔ طریقت اس علم کے مطابق پرہیز کرنا دوا کھانا ہے۔ حقیقت صحت یاب ہو جانا ہے۔

تمام مثالوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ شریعت علم ہے۔ طریقت عمل ہے۔ حقیقت اس عمل کا نتیجہ ہے۔ یا بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ اعتقاد اگر تقلید واستدلال سے پیدا ہو شریعت ہے اور اگر کشف وحال سے ہویدا ہو طریقت ہے اور کشف وحال کی قابلیت سلوک وتصوف مجاہدہ وریاضت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور اس کا نتیجہ حقیقت ہے تو واضح ہوا کہ شریعت وطریقت دو متضاد چیزیں نہیں بلکہ دونوں مثل جسم وجان کے ظاہر باطن اور پوست ومغز کی طرح ہیں۔

تصوف کی ساری بنیاد اس پر ہے کہ آداب شریعت کی پابندی کی جائے کسی بزرگ نے تصوف کی نہایت جامع مانع تعریف فرمائی۔

تصوف نام ہے خدا پر نظر رکھنا، خدا ہی کو اپنا مقصود بنانا اور ماسوا ولا یعنی مشاغل سے کوئی واسطہ نہ رکھنا۔ نیکیوں طاعتوں کی جانب خلوص نیت سے پیش پیش رہنا۔ بلائے الٰہی پر صابر قضاء الٰہی پر شاکر رہنا۔ مجاہدہ وریاضت میں لیل ونہار گزارنا۔

صحابہ کرام میں سب سے بڑے ارباب شریعت صاحب طریقت حامل حقیقت خلفائے اربع تھے

جو تمام صوفیوں، ولیوں، غوثوں، قطبوں، پیروں، مرشدوں کے سرگروہ اور پیشوا ہیں۔ ان چاروں میں سب سے زیادہ افضلیت اور بعد الانبیاء علیہم السلام تمام انسانوں پر فضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔ افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر الصدیق۔

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منصب جلیل ہے جن کے فضائل میں ارشاد ہوا۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب۔

پھر حضرت ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منصب ہے۔

پھر حضرت مولائے کائنات اسد اللہ شیر خدا باب مدینۃ العلم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منصب ہے۔ جن کی شان میں ارشاد ہوا۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

پھر حضرت شہزادہ گلگوں قبا شہید دشت کربلا امام حسن وحسین سید الشہداء کا منصب جلیل ہے۔

پھر اصحاب صفہ علیہم رضوان کا رتبہ ہے جو معاش دنیوی سے بے نیاز ہو کر اس شمع نبوت پر پروانہ وار لیل ونہار نثار تھے۔

پھر عام صحابہ علیہم رضوان پھر تابعین جن میں حضرت اویس قرنی المتوفی ۳۷ھ اور سعید بن مسیب المتوفی ۹۳ھ اور خواجہ حسن بصری المتوفی ۱۱۰ھ رحمہم اللہ ہیں۔

ان کے بعد تبع تابعین ہیں جن کا زمانہ عصر عباسی میں شامل ہے۔ تابعین میں مندرجہ ذیل صوفیاء کرام قابل ذکر ہیں۔

۱۔ امام جعفر صادق المتوفی ۱۴۹ھ
۲۔ امام ابوحنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ۔
۳۔ ابراہیم ادہم المتوفی ۱۶۱ھ
۴۔ داؤد طائی المتوفی ۱۶۲ھ۔

www.waseemziyai.com

۵۔ فضیل بن عیاض المتوفی ۱۸۷ھ ۶۔ جنید بغدادی المتوفی ۲۹۷ھ۔

۷۔ ابوبکر شبلی المتوفی ۳۳۵ھ رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

عہد اموی میں تصوف پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ پھر عہد عباسیہ کے اندر بزبان عربی اس علم میں جو کتابیں تالیف ہوئیں وہ یہ ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف کتاب	سنہ وفات
۱	رسالۃ القصد الی اللہ	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۷ھ
۲	کتاب اللمع	شیخ ابو النصر سراج رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۰ھ
۳	رسالہ قشیریہ	استاد ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۵ھ
۴	فتوح الغیب	غوث الثقلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۶۱ھ
۵	عوارف المعارف	شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	۶۳۲ھ
۶	فصوص الحکم	شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	۶۳۸ھ

علوم لسانیہ

اس علم سے مراد نحو صرف بیان بدیع معانی وغیرہ علوم ہیں۔ عہد اموی کے ختم تک ان علوم میں بجز علم نحو کوئی علم وضع نہیں ہوا۔

پھر علم تاریخ وجغرافیہ علوم وصیغہ کا ذکر چونکہ ہمارے موضوع سے زائد ہے۔ لہٰذا اب ہم اس مختصر کو ختم کرتے ہیں۔

اس لئے کہ طوالت مضمون بھی ناظرین کے لئے بار ہو جایا کرتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ رسالہ بعد مطالعہ آپ کی معلومات میں کافی اضافہ کا موجب ہوگا۔ لہٰذا ؎

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم

فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد قادری نور اللہ مرقدہ
سابق خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور
امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

www.waseemziyai.com

تفسیر قرآن سینٹرل جیل لاہور میں

(از ماسٹر تاجدین انصاری مرحوم مغفور)

مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات قادری نور اللہ مرقدہ نے پیرانہ سالی کے باوجود تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ملک گیر دورے کئے حکومت وقت کو پرامن طریق پر جمہور مسلمین کے مطالبات تسلیم کرنے کو کہا۔ حکومت نے آپ کو دیگر رفقاء کے ساتھ گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ ایک سال تک مختلف جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ کیونکہ آپ کو علم عرفان سے طبعی لگاؤ تھا۔ اس نے جیل میں بھی آپ کو فارغ نہ بیٹھنے دیا۔ آپ نے جیل میں قرآن پاک کی تفسیر لکھنا شروع کر دی۔ سینٹرل جیل لاہور میں مولانا ایک بڑ کے بہت پرانے درخت کے سایہ میں اپنی چارپائی بچھوا لیتے اور وہیں بیٹھ کر تفسیر کا کام کرتے۔ جب وہ فارغ ہو جاتے تو بڑے درد سے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگا کرتے تھے۔ دعا کے لئے میں بھی ہاتھ اٹھایا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے بے تکلفی میں عرض کیا کہ یہاں سے رہائی کے لئے دعا مانگئے نا۔ سال بھر ہونے کو آیا ہے۔ ہمیں موچی دروازہ یاد آ رہا ہے۔ مولانا فرمانے لگے بھئی انصاری باہر جا کر کیا لو گے۔ دیکھو میاں سب جمع ہیں۔ باہر نکلے تو سبھی اپنے اپنے گھروں کو چل دیں گے یہاں تفسیر بھی لکھی جا رہی ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا۔ ہاں ایک بات تو ہے کہ کم بخت جیل کی دیواریں بلند ہیں۔ اگر ان میں دروازہ لگ جائے تو پھر یہاں مستقل رہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ میں نے کہا مولانا دروازے لگ گئے تو دروازوں پر پہرہ بھی لگ جائے گا۔ یہ دعا مانگئے کہ یہ دیواریں ہی ڈھے جائیں۔ مولانا نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگنے لگے۔ ہاتھ میں نے بھی اٹھائے لیکن یہ ساعت اتنی مقبول تھی کہ دو سال بعد ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حکومت وقت نے سینٹرل جیل لاہور کو ختم کر دینے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ سب دیواریں ڈھے گئیں۔ جیل کی جگہ باغیچے، کوٹھیاں، بنگلے بن گئے، خوبصورت سڑکیں بن گئیں۔

کاش کہ آج مولانا ہوتے تو میں ان کو دکھاتا اور عرض کرتا کہ آپ کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور کتنی جلد مستجاب ہوئیں۔

۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ بروز جمعہ تفسیر الحسنات کے آخری پارے کی تفسیر مکمل فرما کر یہ اشعار فرمائے

کائنات عشق بس اتنی مریض غم کی تھی ایک ہچکی میں طلسم آرزو باطل ہوا

پھر کلمہ پڑھا پھر فرمایا۔

حافظ رند زندہ باش مرگ کجاؤ تو کجا توشد، فناحمد حمد بود بقائے تو

پھر جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آغوش میں دفن کیا گیا۔

تاریخ وصال

صابر، شاکر مفسر عالم دین متین بے نظیر بے میل و لاجواب ولاکلام

فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی الاحترام

۱۳۸۰ھ

www.waseemziyai.com

تقریظ

جناب نور دیدۂ غوثیت صاحبزادہ جسٹس سید شمیم حسین صاحب قادری جج ہائی کورٹ پنجاب کی تفسیر کے متعلق رائے گرامی۔

مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری مرحوم ومغفور کی تفسیر الحسنات میرے زیر مطالعہ رہی ہے سبحان اللہ۔ اللہ کے پاک بندے کلام اللہ کو جس طرح سمجھتے ہیں اور پھر مخلوق خدا کو سمجھاتے ہیں وہ بات ہی کچھ اور ہے میں نے اکثر تفاسیر دیکھی ہیں اور ان میں سے جس نے مجھے متاثر کیا وہ ام الکتاب سورۃ فاتحہ کی تفسیر مولانا آزاد نے لکھی ہے لیکن حضرت ممدوح مفسر قرآن خطیب اعظم علامہ ابوالحسنات کی تفسیر الحسنات نے اپنا انوکھا اثر مجھ پر چھوڑا ہے جو عجیب اور منفرد ہے۔

میں سمجھتا ہوں یہ ایسے عالم باعمل درویش صفت کے افکار اور خیالات کا مجموعہ ہے جس سے ہر مکتب فکر فیض حاصل کر سکتا ہے اور ایک مبتدی کے لئے رموز قرآن سمجھنے بہت آسان ہو گئے ہیں ایک عالم کلام اللہ کو جیسے سمجھتا ہے ویسے ہی اسے بیان کرتا ہے لیکن درویش کا طریقہ ہی نرالا ہوتا ہے اس کے کلام اور تصنیف سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور مراحل طے ہو رہے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں میں نے اکثر ان کے وعظ سنے اور قریب سے انہیں دیکھا اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا آپ علم کا ایک سمندر تھے اور جس کسی نے بھی پیاس کا اظہار کیا وہ فیض یاب ہوا۔ تفسیر پڑھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے قبلہ خود تشریح فرما رہے ہیں اور رموز ونکات کا حل پیش کر رہے ہیں۔ وعظ کا سا سماں معلوم ہوتا ہے۔

اللہ اللہ! اللہ کے بندے کس طرح دائم زندگی اختیار کر لیتے ہیں اور ان کی پردہ پوشی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے مترادف ہوتی ہے۔ ان کا فیض ان کے وصال کے بعد بھی روشنی کے مینار کی طرح دنیا کو منور کرتا ہے۔

مولانا کی طبع ہی درویشانہ تھی۔ آپ نے تمام زندگی سادہ گزاری اگرچہ اللہ کے فضل وکرم سے انہیں تمام آسائشیں جو ایک رئیس کو بھی مشکل سے میسر آتی ہیں سب ان کے پاس موجود تھیں جس طرح آپ نے تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور قربانی پیش کی وہ آپ ہی کا حصہ تھی۔ یہ اس دور اسیری کی صعوبتوں کا صلہ ہے کہ مولانا نے تفسیر کلام پاک لکھی جس سے عشق رسول عیاں ہے۔

آپ نے جہاد کشمیر میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قوم سے "غازی کشمیر" کا لقب پایا۔ تحریک پاکستان میں بھی آپ نے مسلم لیگ کے جلسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہ سب ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اللہ جسے چاہتا ہے سرفراز کرتا ہے۔ آپ مفسر قرآن وعلم حدیث وعلم فقہ، علوم نجوم وہندسہ کے ماہر اور فاضل طبیب تھے۔

میں سمجھتا ہوں مولانا کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور آپ کی تصانیف صحیح ہدایت ہیں۔ اللہ کریم ہم سب کو توفیق دے کہ ہم مرحوم ومغفور کی طرح اپنی زندگیاں گزاریں۔ میری دعا ہے کہ خداوند قدوس امین الحسنات حکیم سید خلیل احمد صاحب قادری کو مولانا کا مکمل طور پر مظہر بنائے۔ آثار خدا کے فضل وکرم سے کچھ ایسے ہی ہیں۔

اللہ کرے زور خطابت اور زیادہ

احقر العباد

سید شمیم حسین قادری

www.waseemziyai.com

تبصرہ

جناب سید انتظار حسین صاحب کا روزنامہ ''مشرق'' ۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۵ء میں تبصرہ

''تفسیر الحسنات'' بیش بہا دینی معلومات کا خزینہ ہے۔

مؤلف: علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مرکزی دارالتبلیغ، مکتبہ حسنات اکبری گیٹ لاہور۔

کلام پاک کی زیر نظر تفسیر ایک ایسی شخصیت سے منسوب ہے جنہیں ایک مستند عالم دین کا مرتبہ حاصل ہے۔ یہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ ہیں جنہوں نے اس تفسیر کا آغاز قید خانے کی تنہائی میں بیٹھ کر کیا۔ یہ ۵۳ء کا زمانہ تھا جب تحریک ختم نبوت ﷺ کے سلسلہ میں علامہ موصوف سیکورٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہوئے۔ جیل کی یہ زندگی مصائب سے پُر تھی۔ سکھر کی جیل میں آپ ایسے موسم میں منتقل کئے گئے جب وہاں درجہ حرارت عروج تک پہنچا ہوا تھا مگر اسی عالم میں انہوں نے قرآن کے معانی میں غور و تدبر کیا اور تفسیر لکھنے کا آغاز کیا۔ ایک سال میں اٹھارہ پاروں کی تفسیر مکمل ہوئی۔ اس کے بعد جب رہائی کی صورت پیدا ہوئی تو پھر بھی یہ فریضہ جاری رہا۔

یہ تفسیر اپنی اشاعت کے لئے چھ جلدوں کی متقاضی ہے جس میں سے ہر جلد پانچ پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے فی الحال دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ گویا دس پاروں کی تفسیر اب ہمارے سامنے ہے۔

تفسیر کی دوسری جلد میں علامہ مرحوم نے کچھ ایسے ابواب بھی دیباچے کے طور پر مکمل کئے ہیں جو کلام پاک کے تاریخ اور لسانی پس منظر کو سامنے لاتے ہیں۔ لسانی پس منظر کے ذیل میں ایسی معلومات بھی موجود ہیں جو ایک عام قاری کو قرآن کی تلاوت کے آداب سے آشنا کرتی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بحث بھی کی گئی ہے کہ کس طرح قرآن کی وجہ سے عربی زبان کے مختلف لہجوں میں ایک معیاری لب ولہجہ قائم ہوا اور کس طرح اس کے اثر سے اس زبان کی توسیع ہوئی اور پڑھنے اور لکھنے کے آداب قائم ہوئے اور روایتیں بنیں مثلاً علم القرآن۔

علامہ مرحوم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ کلام پاک پڑھنے میں مہارت تامہ رکھنے والے اصحاب تو عہد رسالت مآب ﷺ ہی میں پیدا ہو چکے تھے اور انہیں قاری کہا جانے لگا تھا۔ لیکن قرأت نے ایک فن کی شکل عہد بنو امیہ میں اختیار کی اور اس کے ساتھ قرأت کے ساتھ مکاتیب وجود میں آئے جو سات ائمہ قرأت سے منسوب ہیں۔

قرآن کس طرح سے قلمبند ہوا اور پھر کس طرح یک جا ہوا اس پر بھی علامہ مرحوم نے تحقیقانہ بحث کی ہے۔ علامہ موصوف علیہ الرحمۃ نے اس تاریخی جائزے کے ساتھ ساتھ عربی کے رسم الخط کے بارے میں بھی قابل قدر معلومات مہیا کی ہیں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا۔ نسخ اور خط کوفی عربی زبان کی قدیم صورتیں ہیں خط کوفی حجاز میں مروج تھا لیکن لکھنے کا رواج کم کم تھا۔ لکھنے نے قرآن کے واسطے سے فروغ پایا۔ ظہور اسلام کے وقت دس بارہ قریشی ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے انہیں میں سے کاتبان وحی منتخب ہوئے۔

www.waseemziyai.com

اول کاتبان وحی تین تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر ختم نزول قرآن تک کاتبان وحی کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی تھی۔ پھر جب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فتوحات ہوئیں تو لکھنے اور پڑھنے کی سرگرمی زیادہ ہوتی چلی گئی۔ لیکن اس کے باوجود عربی رسم الخط نقطوں اور اعراب سے نا آشنا تھا۔ عربی رسم الخط کی اصلاح دور اموی میں ہوئی۔ اعراب اور نقطے لگائے گئے اور تحریر کی چار صورتیں وجود میں آئیں۔

رسم الخط کے ساتھ ساتھ اسالیب بیان سے بھی بحث کی گئی ہے کہ ظہور اسلام کے ساتھ قرآن کے زیر اثر کس طرح رفتہ رفتہ مختلف اسالیب بیان وجود میں آئے۔ فن انشاء نے کیا صورت اختیار کی اور خط و کتابت کا کیا اسلوب قائم ہوا۔ اس ذیل میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے بھیجے گئے چند مراسلات بھی نقل کیے گئے ہیں۔

اسلام کے عروج اور قرآن کی اشاعت کے ساتھ علوم نے جو فروغ پایا اور قرآن ہی کے حوالے سے جو مختلف علمی روایتیں وجود میں آئیں ان پر سیر حاصل گفتگو کی ہے مثلاً علم حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف، علم مغازی، علم حدیث کے ذیل میں بتایا گیا ہے کہ احادیث اگرچہ آنحضرت ﷺ کے عہد ہی میں قلمبند ہونی شروع ہوگئی تھیں لیکن اس نے ایک علم کی شکل عہد عباسی میں اختیار کی۔

اس طرح زیر نظر تفسیر کلام پاک کی تفسیر کے ساتھ اس کا علمی پس منظر اور تاریخی گرد و پیش بھی مہیا کرتی ہے۔ اس پس منظر کے ساتھ اس تفسیر کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے یعنی آیات کی تفسیر کے ساتھ یہ وضاحت بھی ملتی ہے کہ قرآن کے نزول نے دینی سطح پر انقلاب کے ساتھ ساتھ علمی اور تہذیبی زندگی میں کیا انقلابات پیدا کیے۔ اس ایک کتاب نے عربی زبان کو دیکھتے ہی دیکھتے اتنا منقلب کیا کہ وہ پہلے محض بول چال کی زبان تھی، ایک عظیم الشان علمی روایت کی حامل بن گئی اور روحانی انقلاب کے جلو میں ایک ذہنی انقلاب بھی آیا۔ گویا یہ تفسیر قرآن کے دینی مرتبہ کے ساتھ ساتھ اس کے تہذیبی رول کو بھی آشکار کرتی ہے۔

کلام پاک کی آیات کی جس طرح تفسیر کی گئی ہے اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ عام آدمی کی سمجھ سوجھ کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جن لوگوں کا دینی مطالعہ واجبی واجبی ہے وہ بھی اس تفسیر سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

نیازمند
سید انتظار حسین

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA

www.waseemziyai.com

تقریظ

امام اہلسنت غزالی دوراں استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث علامہ

سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر الحسنات بآیات بینات مؤلفہ مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا سُبْحَانَ اللّٰہ، تفسیری محاسن کا حسین وجمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضل اجل عالم بے بدل حافظ قاری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قدس اللہ سرہٗ العزیز جو آبا عَنْ جَدٍ وارث علوم قرآن و حدیث ہیں۔ فنون متداولہ عقلیہ ونقلیہ کے ماہر قرآن کریم کے حافظ اور قاری تفسیر وحدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طب یونانی کے بھی عظیم فاضل طبیب حاذق صالح متقی شریعت وطریقت کے حامل تصنیف وتالیف میں بے مثال ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی میں جسے تفسیر کہا جاسکتا ہے۔ وہ تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ میں لغات قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کو آسان کر دیا۔ شان نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا۔ افسوس ہے کہ تا حال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحات اوراق پر جواہر پارے اور دریائے نایاب بکھرے ہوئے پائے سورۂ یٰسٓ تک حضرت مؤلف قدس سرہٗ تفسیر الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العٰلمین کی بارگاہ عظمت میں حاضری کا وقت آ گیا۔ اے کاش بقیہ تفسیر ہی مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب ہوتیں۔ ہر نوع اور جتنا بقضاء اللہ جو کچھ ہمیں ملا اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ کے لخت جگر صاحبزادہ سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ رکھا اور تفسیر الحسنات کو بحسن وخوبی کے ساتھ زیور تصحیح وترتیب سے آراستہ کر کے تشنگان علوم تک پہنچا دیا۔ اللہ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وعافیت کے ساتھ زندہ وسلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی چمکتی ہوئی نشانی ہیں۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

www.waseemziyai.com

گزارشِ احوال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْقَدِيْمِ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلٰی خَلْقِهٖ مِنْ عَظِيْمِ الْاَقْدَارِ سِهَامًا وَحَكَمَ عَلَيْهِمْ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ فَلَمْ يَتْرُكِ الْمَوْتُ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ دَمَامًا۔ وَشَتَّتَ بِهَاذِمِ اللَّذَّاتِ شَمْلاً وَفَرَّقَ نِظَاماً۔ فَتَرَكُوْا الْحَلَائِلَ اَوَامِلَ وَالْاَوْلَادَ اَيْتَامًا۔ اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَاَشْكُرُهٗ شُكْرًا اَنَالَ بِهٖ فَضْلًا وَاِنْعَامًا۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً مَنْ شَهِدَهَا نَالَ بِهَا عِزًّا وَّكِرَامًا۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الَّذِیْ كَانَ يَشْفِیْ بِرِيْقِهِ الشَّرِيْفِ اَسْقَامًا وَّزَلَامًا۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَحِبَّائِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ۔ فقیر حقیر درماندۂ نفس شریر ابوالحسنات قادری خطیب مسجد وزیر خاں صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان خلف حضرت امام اہل سنت ماحی بدعت حامی سنت محدث اعظم فقیہ اتم مولانا سید محمد دیدار علی حنفی قادری نقشبندی رضوی نور اللہ مرقدہ امیر حزب الاحناف زمانہ تحریک ختم نبوت میں جبکہ اپنے رفقاء کے ساتھ ۲۶، ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کو کراچی میں رات کے تین بجے ناظم الدین حکومت نے سیکورٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر کے ایک سال کے لئے کراچی جیل میں نظر بند کر دیا تو خیال آیا کہ اس اسیری کے لیل ونہار خدمت دین میں ہی گزار لئے جائیں۔ چنانچہ کافی غور وخوض کے بعد فیصلہ کیا کہ دور حاضر میں احناف کے لئے کوئی مفصل مدلل جامع تفسیر قرآن کریم اردو میں عوام کے سامنے پیش نہیں ہو سکی لہٰذا مجھے اس دور فرصت میں اس کام کو انجام دینا چاہئے۔

لیکن چونکہ ہمیں سی کلاس میں رکھا گیا تھا اور یہ کام بھی معمولی نہ تھا اس وجہ سے قید و بند کے دو تین ماہ اسی شش و پنج لیت و لعل میں گزر گئے۔

ادھر لخت جگر نور بصر اعز الاخص حکیم سید محمد خلیل احمد قادری صانہ اللّٰہ عَنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ بھی لاہور میں جامع مسجد وزیر خان سے تحریک کی قیادت کرتے ہوئے شاہی قلعہ لاہور میں ایسے محفی ہوئے کہ ان کی موت وحیات سے بھی لاعلمی رہی۔ حتیٰ کہ مختلف افواہوں اور پریشان کن خبروں سے پریشانی میں اضافہ ہوتا رہا اور تفسیر کا کام شروع نہ ہو سکا۔ بالآخر کراچی جیل سے ہم کو بمعہ رفقاء سکھر جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ آخر فقیر نے عزم صمیم کے ماتحت اس کام کو شروع کر دیا۔

اور اس کا نام تَفْسِيْرُ الْحَسَنَاتِ بِاٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ خُلَاصَةُ تَفْسِيْرِ اٰيَاتٍ بِاَقْوَالٍ حَسَنَاتٍ رکھا گیا۔

www.waseemziyai.com

ایک سال کے بعد جس میں بفضلہٖ تعالیٰ آٹھ پارے مکمل کر لئے گئے تھے۔ لاہور میں انکوائری کے سلسلہ میں آنا پڑا اور لاہور ہائی کورٹ نے ہمیں کارپس کے ذریعہ ہماری نظر بندی کو جس بے جا قرار دے کر بمعہ رفقاء رہا کر دیا۔ میں نے بعد رہائی بھی اس فریضہ کو جاری رکھا اور باوجود پریشانیوں کے بحمدہٖ تعالیٰ اس وقت تک چوبیس پارے مکمل کر چکا ہوں۔ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ مولا کریم اس اہم کام کو پورا فرمائے اور مقبول عوام کرے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

فقیر قادری ابوالحسنات محمد احمد قادری اشرفی

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

ترتیب واضافات

تفسیر الحسنات بآیات بینات اردو زبان میں حضرت والد مکرم علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عوام الناس کے لئے تحریر فرمائی۔ اہل علم، صاحب ذوق حضرات کے لئے بھی اس میں علمی ذخیرہ موجود ہے۔ اس تفسیر کے دس پارے سکھر اور لاہور کی سنٹرل جیلوں میں تحریر کئے تھے جو نہایت بلیغ زبان میں اور مختصر تھے۔ عوام الناس کی خواہش کے مطابق میں نے عام فہم زبان میں اضافات کے ساتھ پیش کیا۔

تاکہ ہر شخص اس تفسیر سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکے۔ اس نازک دور میں اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

استاد العلماء حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عبدالغنی صاحب عثمانی نے تصحیح اور نظر ثانی میں بڑی محنت کاوش سے تمام جلدوں میں فقیر کے ساتھ تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو سرمایۂ آخرت بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول کرے (آمین)۔ اس کے باوجود اگر ذی علم کسی مقام پر کوئی خامی یا کتابت کی غلطی پائیں تو ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ کے صدقہ میں اس سعی کو قبول فرمائے اور آخرت کی بخشش کا باعث کرے امین بحرمت نبی کریم ﷺ۔

فقیر قادری امین الحسنات محمد خلیل احمد قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد وزیر خان، امیر جامعہ حسنات العلوم لاہور

۱۹۷۶ء

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA AGRO TOWN

www.waseemziyai.com

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے

أَعُوْذُ۔ میں پناہ مانگتا ہوں، بِاللّٰهِ۔ اللہ کی مدد کے ساتھ، مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ شیطان، الرَّجِيْمِ۔ مردود سے

أَعُوْذُ۔ عَوْذٌ سے مشتق ہے۔ عَوْذ کے معنی التجا کرنا۔ پناہ مانگنا۔ مدد طلب کرنا۔

یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ التجا کرتا ہوں یا اس کی امداد چاہتا ہوں۔

شَيْطَان۔ شَطَنٌ سے مشتق ہے یا شَيْطٌ سے۔

شَيْطَنٌ کے معنی دور ہونا ہے۔ ابلیس چونکہ مقرب بارگاہ الٰہی ہو کر اس کی رحمت سے دور ہوا اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

شَيْط۔ کے معنی ہلاک ہونا۔

ابلیس سرکشی کی وجہ سے ہلاک ہوا۔

ارشاد باری ہے فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ جب تم قرآن کریم پڑھنے کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو راندے ہوئے شیطان سے۔

رَجِيْم۔ مَرْجُوْمٌ کے معنی میں ہے۔ رجم کے معنی نکالنے کے ہیں۔ شیطان چونکہ پہلے فرشتوں میں شامل تھا۔ تکبر و نافرمانی کی وجہ سے رجیم ہوا نکالا گیا۔ حکم ہوا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ تو قدسیوں کی اس جماعت سے نکل جا۔ بیشک تو مردود ہے۔ تجھ پر میری لعنت قیامت تک کے لئے ہے۔

عرض کرنے لگا اے پروردگار مجھے ایک وقت معلوم تک مہلت دے یعنی قیامت تک زندگی دے پروردگار عالم نے مہلت دی۔

تو اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم تیرے بندوں کو اغواء کروں گا اور ان کو سیدھی راہ سے بھٹکا دوں گا اور ان کی برائیوں کو ان کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاؤں گا تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا۔

ملائکہ اور حضرت آدم علیہم السلام میں مقابلہ ہوا اور آدم علیہ السلام کامیاب ہو گئے اور فرشتوں پر فضیلت علمی ظاہر ہوئی اور فرشتوں نے بھی تسلیم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا تمام فرشتے سجدہ میں جھک گئے سوائے ابلیس کے جس نے نافرمانی کی اور تکبر کیا بس اس وجہ سے وہ کافروں میں سے ہو گیا تھا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ تجھے کس چیز نے آدم کو سجدہ کرنے سے روکا تو کہنے لگا کہ کیا میں ایک بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے بجنی مٹی سے اور مجھے آگ سے اس لئے میں اس سے بہتر ہوں چنانچہ وہ ہمیشہ کے لئے مردود بارگاہ قرار دے دیا گیا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کے حضور اس طرح عرض کریں کہ وہ اس مردود کے شر سے پناہ میں رکھے کیونکہ یہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔

www.waseemziyai.com

دوسرے اس کا حربہ مخفی ہے جس کی اکثر حالات میں ہم کو خبر نہیں ہوتی۔

تیسرے اس کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے۔ شیطان آدمی کو دیکھتا ہے مگر انسان شیطان کو نہیں دیکھتا نہ اس کے حملہ سے آسانی سے بچاؤ کر سکتا ہے اس لئے ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ شیطان کے اثر سے پناہ مانگے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جس مقام پر آیت الکرسی پڑھی جائے وہاں شیطان اور چور کو دخل نہیں۔

اس سے بچنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا کثرت سے ذکر کیا جائے کیونکہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ عرش کے خزانوں میں سے نازل ہوتی ہے ظاہر ہے کہ جس کے پاس عرش کی امداد ہو شیطان کو کیا دخل ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ احادیث میں اعوذ کے فضائل بے شمار آئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

ایک شخص پر غصہ غالب تھا حتیٰ کہ منہ سے جھاگ نکل رہی تھی شافع محشر نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اعوذ پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے گی۔

سرکار ابد قرار رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا جو شخص روزانہ دس بار اعوذ پڑھ لیا کرے حق تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اسے شیطان سے محفوظ کر دیتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال قرآن کریم کی آیت فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ سے ہے۔ جبکہ امام احمد امام ثوری امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا استدلال اضافی ہے اور وہ اس آیت سے ہے۔ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (پ ۲۴) (اگر شیطان تجھے کوئی وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے)

اور ان روایات سے استدلال ہے جس سے حضرت جبریل علیہ السلام کا اس طرح پڑھنا منقول ہے اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ ؕ اَلسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اس کا جواب نص سے یہ ہے کہ حضرت حنہ بنت فاقوذا والدہ حضرت مریم رحمہم اللہ نے استعاذہ فرمایا تو ان کے الفاظ یہ تھے۔ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ پ ۳۔ تاہم دونوں طرح پڑھنے میں حرج نہیں۔ اضافہ باعث ثواب ہی ہے۔

مسائل:

قرآن کریم کی تلاوت سے قبل اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا سنت ہے۔ (خازن)

نماز میں امام اور منفرد کو سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے بعد آہستہ اعوذ پڑھنا سنت ہے۔ (شامی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

بِ۔ساتھ، اِسْمِ۔نام اللّٰهِ۔اللہ الرَّحْمٰنِ۔بہت مہربان

www.waseemziyai.com

الرَّحِیْمِ۔ نہایت رحم والا۔

عربی میں ب ملانے کے لئے آتی ہے۔

بسم اللہ کو ب سے شروع کیا گیا۔ عالم ارواح میں انسان نے سب سے پہلے لفظ بَلٰی بولا تھا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' سب نے عرض کیا بَلٰی یعنی ہاں۔ تو سب سے پہلے انسان کے منہ سے ب نکلی۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا کلام ب سے شروع فرمایا۔ تاکہ تلاوت کرتے وقت وہ عہد میثاق یاد آجائے۔

کفار اپنے ہر کام کو بتوں کے نام سے شروع کرتے تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بِسْمِ اللّٰتِ۔ بِسْمِ الْعُزّٰی۔ بِسْمِ مَنَاتِ۔ بِسْمِ نَائِلَةِ۔ کے نام سے اس چیز میں برکت ہو جائے گی۔

اس میں ہر مسلمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرے تاکہ لفظ اللہ سے برکت اور مدد حاصل ہو سکے۔

حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ ہر امر ذیشان بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کرو یہاں تک کہ دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لو، دیا بجھاؤ تو اللہ کے نام سے، برتن ڈھانپو تو اللہ کے نام سے، مشک کا منہ باندھو تو اللہ کے نام سے۔

یعنی ہر نیک کام بڑا ہو یا چھوٹا کرتے وقت اپنے خالق مالک حقیقی کا نام لے کر کرو تاکہ اس کی برکت سے مشکلیں آسان ہو جائیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ کھانے کی ابتداء بھی بسم اللہ سے کی جائے اور اگر نہ پڑھی جائے تو شیطان کھانے میں شامل ہو جاتا ہے اس لئے جب بھی یاد آئے تو یوں پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلُہٗ وَاٰخِرُہٗ اور روایات میں ہے کہ بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور کھانے کی برکت لوٹ آتی ہے۔

جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو ایک ابر شرق کی طرف روانہ ہوا۔ ہوائیں ٹھہر گئیں۔ دریا جوش میں آیا۔ جانوروں نے سننے کے لئے کان لگائے۔ آسمان سے شیاطین کو شعلے مارے گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ بسم اللہ جس شے پر پڑھی جائے میں اس میں برکت عطا کروں گا۔ (تفسیر عماد الدین ابوالفداء رحمۃ اللہ علیہ)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ جب تم وضو کرنے لگو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو جب تک تم وضو سے فارغ ہو گے فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

مسئلہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مستقل ایک آیت ہے۔ مگر سورت فاتحہ یا کسی سورت کا جزو نہیں اسی لئے نماز میں بآواز نہ پڑھی جائے۔

تراویح میں جو ختم کیا جاتا ہے اس میں ایک مرتبہ بسم اللہ بآواز ضرور پڑھی جائے تاکہ ایک آیت قرآن کی باقی نہ رہ جائے۔

قرآن کریم کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کی جاتی ہے سوائے سورت برأت کے۔ سورت نمل میں آیت سجدہ کے بعد

www.waseemziyai.com

جو بسم اللہ آتی ہے وہ مستقل آیت نہیں بلکہ جزو آیت ہے اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے۔

مباح کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا ممنوع ہے۔

حضرت امام اہل سنت عظیم البرکت محدث اعظم شاہ سید ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس طرح بیان فرمایا۔

حضرت ابوداؤد سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ شافع محشر تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نماز میں بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ مکہ کے لوگ مسیلمہ کو رحمن کہتے تھے مشرکین مکہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو معبود اہل یمامہ یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف بلاتے ہیں لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ بسم اللہ پوشیدہ پڑھا کرو۔ پھر تاوقت وصال کبھی نماز میں باآواز بسم اللہ نہیں پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باآواز پڑھتے تو مشرکین ٹھٹھا اور مذاق کرتے اور کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یمامہ کے مسیلمہ کی یاد کرتے ہیں جب بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ نماز میں بسم اللہ باآواز نہ پڑھی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ کو باآواز نماز میں بسم اللہ پڑھتے سنا تو فرمایا! بیٹا یہ بدعت ہے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان کو آواز سے بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔

فضائل بسم اللہ

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ تمام علوم اللہ کی کتابوں کے قرآن کریم میں موجود ہیں اور تمام علوم قرآن سورہ فاتحہ میں ہیں اور تمام علوم سورہ فاتحہ کے بسم اللہ میں ہیں اور خلاصہ تمام علوم کا بسم اللہ میں ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ سبا بلقیس کو خط لکھا تو اس میں لکھا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اس کی برکت سے بلقیس نکاح میں آئیں اور پورا ملک حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں آگیا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روم کے بادشاہ۔ شاہ ہرقل نے خط لکھا جس میں درد سر کی شکایت تھی۔ آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھ کر ٹوپی میں رکھ دی جب وہ ٹوپی پہن کر بیٹھتا سر درد کافور ہو جاتا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ پڑھ کر زہر پی لیا زہر نے اثر نہ کیا۔

تفسیر باقوال حسنات

بسم اللہ شریف میں تین نام اختیار کئے گئے ہیں۔ اللہ، رحمن، رحیم۔ ہر کام کے اندر مدد ان تین ناموں ہی سے حاصل کی جاتی ہے اور ان اسماء کے اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر کام خواہ دنیوی ہو یا اخروی تین ہی چیزوں پر موقوف ہے۔

اول: اس کے اسباب جمع کرنا یہ اسم اللہ کے تصرفات میں اس لئے کہ یہ اسم ذات ہے جس میں تمام صفات مضمر ہیں۔

دوسرے: اس کام کی بقاء ابتداء سے انتہاء تک ہونا اور یہ اسم رحمن کے مقتضیات سے ہے کہ وہ رحیم و کریم اپنے بندوں

www.waseemziyai.com

کی مساعی رائیگاں نہیں فرماتا۔

تیسرے ہر کام کی ترتیب ضروری ہے تاکہ باترتیب وہ کام انجام پذیر ہو اور یہ اسم رحیم کے مقتضیات سے ہے کہ وہ رحیم وکریم اپنے بندوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ۔ بیشک اللہ تم میں سے کسی کا عمل بھی ضائع نہیں کرتا۔

بامحاورہ ترجمہ سورۂ فاتحہ۔ پ ۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	تمام خوبیاں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	جو نہایت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝	وہ بدلہ کے دن کا مالک ہے۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝	ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور ہم تیری ہی مدد طلب کرتے ہیں۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝	تو ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت دے۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝	ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝	نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔

حل لغات سورۂ فاتحہ۔ پ ۱

اَلْحَمْدُ۔ تمام خوبیاں	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے	رَبِّ۔ پرورش فرمانے والا	الْعٰلَمِيْنَ۔ تمام جہانوں کا
الرَّحْمٰنِ۔ رحم کرنے والا	الرَّحِيْمِ۔ بڑا مہربان	مٰلِكِ۔ مالک	يَوْمِ۔ دن
الدِّيْنِ۔ بدلہ	اِيَّاكَ۔ صرف تیری	نَعْبُدُ۔ ہم عبادت کرتے ہیں	وَ اِيَّاكَ۔ اور تیری ہی
نَسْتَعِيْنُ۔ ہم مدد طلب کرتے ہیں		اِهْدِنَا۔ تو ہدایت دے ہم کو	الصِّرَاطَ۔ راستہ
الْمُسْتَقِيْمَ۔ سیدھا	صِرَاطَ۔ راستہ	الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں کا	اَنْعَمْتَ۔ تو نے انعام کیا
عَلَيْهِمْ۔ اوپر ان کے	غَيْرِ۔ نہ	الْمَغْضُوْبِ۔ غضب کیا گیا	عَلَيْهِمْ۔ جن پر
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	الضَّآلِّيْنَ۔ گمراہ ہوئے	

مختصر تفسیر اردو سورۃ فاتحہ۔ پ ۱

سورۃ فاتحہ: کھولنے والی۔ شروع کرنے والی۔

فاتحہ کے معنی ابتداء کرنے والی۔ یہ سورت قرآن پاک کی پہلی سورت ہے اس سورۃ سے قرآن عظیم شروع کیا جاتا ہے۔ اس سورۃ مبارکہ کا نام حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجویز فرمایا۔

الف لام: عربی زبان میں تمام اور خاص کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ الف لام استغراقی ہوگا یا عہدی۔

استغراقی کے معنی ہیں کہ ہر حمد ہر زمانے میں ہر حالت میں۔

www.waseemziyai.com

حمد کا عام ہونا الف لام سے حاصل ہوا۔ حمد کے عام ہونے سے حامد کا عموم حاصل ہوگا۔ حاصل معنی یہ ہوئے کہ کوئی بھی۔ کبھی بھی۔ کسی حالت میں بھی تعریف کرو وہ اللہ کی ہی تعریف ہوگی کیونکہ مصنوع کی تعریف صانع کی تعریف ہے۔ چاند، سورج، آسمان، زمین، گلشن، بہار، نبی، ولی، غوث، قطب، ابدال کی تعریف رب تبارک وتعالیٰ کی ہی تعریف ہے۔ کیونکہ ان سب کا خالق حقیقی وہی ذات ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دل سے متقی ہے۔

دوسرے الف لام عہدی ہو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ خاص حمد اللہ کی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر حمد رب تبارک وتعالیٰ کے حضور مقبول نہیں۔ صرف وہ حمد بارگاہ رب العزت میں مقبول ہے۔ جو انبیاء مرسلین علیہم السلام اور بالخصوص احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اسی لئے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی احمد رکھا گیا یعنی بہت حمد فرمانے والے۔

حمد کے معنی ہیں کسی کی اختیاری خوبی بیان کرنا۔

شکر کے معنی ہیں کسی کی اختیاری خوبی ظاہر کرنا۔

مدح کے معنی ہیں کسی کی خوبی بیان کرنا چاہے اختیاری ہو یا نہ ہو۔

لفظ حمد تینوں معنی کو شامل ہے۔ اسی لئے اللہ کے نام ذاتی اور اس کی کچھ صفتوں کا ذکر کیا گیا۔

لفظ اللہ نے حمد کے حقیقی معنی بیان کئے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نے شکر کے معنی بیان کئے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ نے مدح کے معنی بیان کئے۔

اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام حمدیں اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

لفظ رَبِّ کے تین معنی ہیں۔ مالک، سردار، پالنے والا۔

مالک تو اس لئے کہ تمام جہانوں کا خالق و مالک حقیقی ہے۔

سردار وہ ہے جو بلند مرتبہ و مقام رکھے بے شک حق تعالیٰ سب سے بلند و بالا ارفع و اعلیٰ ہے۔

پالنے والا تمام جہانوں کا جب سے عالم بنا اور جب تک رہے گا اسی کی ربوبیت ہے۔

دنیا میں پالنے والے ماں باپ بھی ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۔

لیکن جب بچہ باپ کی پشت میں ہو اور ماں کے رحم میں آجائے تو نطفہ سے جما ہوا خون بنا پھر گوشت کا لوتھڑا بنا پھر اعضاء بنے اور روح ڈالی گئی پھر اس کا رزق عمر اس کا عمل شقی یا سعید ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔

ان اوقات میں ماں باپ کو اس کی پرورش سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جب وہ پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ماں کے سینہ میں دودھ کی نہریں جاری کر دیں حالانکہ وہ بھی خون ہی تھا لیکن ماں کی مامتا نے وہ تاثیر پیدا کی کہ ماں کا خون دودھ کی شکل میں بچہ کی غذا بنی۔ بچہ کے لئے تونگری اور نشو ونما کا باعث بنا وہی ذات ہے جو رب العالمین کہلانے کی سزاوار ہے۔

الْعٰلَمِيْنَ۔ جمع عالم کی ہے عالم علم سے بنا جس کے معنی ہیں نشان۔ دنیا کو عالم اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر چیز

www.waseemziyai.com

اپنے خالق کی نشانی ہے صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔

مثلاً عالم ارواح، عالم اجسام، عالم امکان، عالم سفلی، عالم علوی، عالم ناسوت، عالم جنات، عالم انسان، عالم ملائک، عالم برزخ وغیرہ وغیرہ۔ یہ دنیا تو ان میں سب سے چھوٹی ہے۔

پھر یہ کائنات جو نظر آرہی ہے اس میں ہزاروں قسم کی مخلوق ہے صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف انسانوں کی ایک سو پچیس قسم ہیں۔

مردم خور انسان بعض وہ ہیں جن کی آنکھیں سینہ پر ہیں۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ لفظ رحمٰن اور رحیم رحم سے بنا۔ رحم کے معنی دل کا نرم ہونا یا کسی پر مہربانی کرنا جن لوگوں کا رحمی رشتہ ہوتا ہے وہ بھی ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں اسی لئے انہیں ذی رحم کہتے ہیں۔

حضرت رب العزت تبارک وتعالیٰ پاک ہے اس لئے فضل واحسان فرمانے والا ہے۔

رحمٰن اور رحیم کے معنی میں فرق

رحمٰن کے معنی سب پر عام رحم فرمانے والا۔

رحیم کے معنی خاص خاص پر خاص رحم فرمانے والا۔

پانی، ہوا، صحت، بارش، سورج کی روشنی بلا فرق سب کو عطا فرمائی یہاں رحمانیت کی جلوہ گری ہے۔

لیکن ایمان، ولایت، نبوت، حکومت، عبادت یہ سب کو نہ عطا کیا گیا بلکہ خاص خاص کو عطا کیا گیا ان میں رحیم کے معنی کا ظہور ہے۔

دوست، دشمن، مومن، کافر، گبر و ترسا سب کو اپنی رحمت سے نوازدیا یہ سب صفت رحمانی ہی کا ظہور ہے۔

لیکن آخرت میں صرف اور صرف ایمان والوں پر رحمت وکرم ہوگا۔ کافر و مشرک پر عذاب ہوگا یہ صفت رحیمی کا ظہور ہے۔

مٰلِكِ۔ اس لفظ میں اختلاف ہے بعض اسے مالک اور بعض ملک پڑھتے ہیں۔ ملک کا معنی بادشاہ اور مالک کا معنی مالک۔

مَلِک کے لفظی معنی تعلق۔ مضبوطی اور قوت کے ہیں۔ بادشاہ کو ملک اس لئے کہتے ہیں کہ اس کو اپنی مملوک رعیت سے تعلق ہوتا ہے اور اس پر قدرت بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا **مَلِک** پڑھنا بہتر ہے جس کے معنی ہوں گے قیامت کے دن کا بادشاہ۔

يَوْمِ الدِّيْنِ۔ عربی میں یوم دن کو کہتے ہیں۔ دن آفتاب کی حرکت سے ہوتا ہے قیامت کے دن اس آفتاب کو حرکت نہ ہوگی۔ اس لئے یہاں یوم سے مراد وقت یا زمانہ ہے۔ حق تبارک وتعالیٰ قیامت کے سارے وقت کا مالک ہے۔

دین کے دو معنی ہوئے بدلہ اور انصاف۔

اس دن تمام دینوں حق و باطل اور جملہ معاملات کا فیصلہ کردیا جائے گا۔

قیامت کو یوم الدین اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن دنیا کے تمام اعمال کی جزا دی جائے گی۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔ میں عبادت کا صریح حکم فرمایا گیا۔ گویا یوں فرمایا۔ کہ

www.waseemziyai.com

ہم نے تم کو پیدا کیا لہٰذا ہم تمہارے اللہ ہیں۔ خالق ہیں۔

پھر تمہاری پرورش کی لہٰذا ہم تمہارے رب ہیں۔

تم نے گناہ کیا ہم نے رحم کیا لہٰذا رحمٰن ہیں۔

تم نے توبہ کی ہم نے مغفرت اور بخشش کی لہٰذا ہم رحیم ہیں۔

جزا سزا کا دن آنے والا ہے ہم لہٰذا مالک ہیں۔

پس اے بندے تو ہماری عبادت کر لہٰذا اس طرح کہو کہ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

نَعْبُدُ۔ عبد سے بنا جس کے لغوی معنی اظہار عجز کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں عِبَادَةٌ یا عُبُوْدَةٌ سے بنا ہے۔ عبادت کے معنی عابد بننا عبودیت کے معنی عبد بننا۔

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔'' عبادت کے اصطلاحی معنی ہیں خالق کی اطاعت کرنا۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ یعنی ہماری عبادت کا مقصود صرف تیری ہی ذات ہے۔

عبادت کی روح یہ ہے کہ انسان دنیا کی تاریکی سے نکل کر حق کے نور اور مشاہدہ جمال میں پہنچ جائے۔ دنیا میں بے چینی ہے عبادت میں چین ہے۔ ارشاد باری ہے کہ

''اے محبوب ہم جانتے ہیں کہ کفار کی باتوں سے آپ کا دل مغموم ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۙ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ پس تسبیح کیجئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اور سجدہ کرنے والوں میں ہو جائیے۔ اور اپنے پروردگار کی بندگی کریں یہاں تک کہ انجام بخیر ہو۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ یہ عبادت دعا کا وسیلہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (اس کے قرب کے لئے کوئی وسیلہ ڈھونڈو)

عبادت کے مکمل کرنے میں تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔ یہاں مدد سے مراد یا تو صرف عبادت میں مدد مانگنا ہے یا تمام امور دینی و دنیوی میں یعنی اے اللہ جس طرح ہم عبادت میں مدد مانگتے ہیں اسی طرح ہر کام میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ بندے کو تعلیم ہے کہ وہ حق تعالیٰ پر ہی نظر رکھے اور اسی کو اپنا حقیقی مددگار جانے۔

انبیاء علیہ السلام و اولیاء رحمہم اللہ سے مدد مانگنا اور استعانت چاہنا حقیقت میں رب تبارک و تعالیٰ سے مدد مانگنا ہے۔ کیونکہ امداد دو طرح سے ہے بالواسطہ۔ بلاواسطہ۔

اللہ کے بندوں کی مدد اللہ تعالیٰ کے فیضان کا واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیر خدا سے امداد لینے کا خود حکم فرمایا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ یعنی مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے اور صبر اور نماز غیر خدا ہیں۔

ارشاد باری ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

ارشاد باری ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ مدد کرو ایک دوسرے کی بھلائی اور پرہیزگاری کے کاموں میں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۔ میرا مددگار کون ہے اللہ کی طرف۔

www.waseemziyai.com

قرآن عظیم نے جگہ جگہ استعانت غیر اللہ کا حکم فرمایا۔

صحابہ کرام علیہم رضوان کی ایک جماعت کا نام ہے انصار جس کے معنی مددگار کے ہیں یہ لقب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا تھا۔

انسان نے ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی طبیب کی مدد سے شفا پائی۔ اولیاء رحمہم اللہ انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد واستعانت تو رب تبارک وتعالیٰ جل شانہ کی ہے اور یہ حضرات اس کے مظہر ہیں۔

ارشاد باری ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ اے مسلمانو! تمہارا مددگار اللہ، رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں مگر رب تعالیٰ بالذات اور مسلمان بالعرض۔

مشکوۃ باب السجود میں ہے کہ

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا سَلْ۔ مانگ۔ میں نے عرض کیا میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کی معیت مانگتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کچھ اور مانگ۔ میں نے عرض کیا بس یہی مراد حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

فرمایا اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو خدا کے سوا بلکہ فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے اور پھر عطا بھی فرما دیا۔ بشارت بھی دے دی۔

تفسیر کبیر پارہ الٓمّٓ میں وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کوئی جنگل میں پھنس جائے تو کہے اَعِیْنُوْنِیْ عِبَادَ اللّٰہِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو رب تم پر رحم کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں (ص ۲۰) پر فرماتے ہیں جاننا چاہئے کہ کسی غیر سے مدد مانگنا اس طریقہ پر کہ اس کو مدد الٰہی نہ سمجھے حرام ہے اور اگر حق تعالیٰ سے توجہ سمجھے اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر جان کر مدد مانگے تو شریعت میں بھی جائز ہے اور اس کو انبیاء علیہم السلام واولیاء رحمہم اللہ کی مدد کہتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اللہ کے کام جیسے نرکا دینا، رزق بڑھانا، بیمار کو شفا دینا، مسلمان ان امور کو حکم الٰہی اس کی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے دوائیں، عقاقیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں جو رب سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی جُدْلِیْ بِجُوْدِکَ وَارْضَنِیْ بِرِضَاکَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ لِاَنَّنِیْ لَمْ یَکْفِنِیْ خَیْفَۃً فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

www.waseemziyai.com

نزہتہ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سید الشریف عبد القادر رضی اللہ عنہ مصنفہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (ص ۶۱) میں حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان مبارک نقل کیا ہے کہ

جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ سختی دور ہوگی جو کسی حاجت کے وقت مجھے اپنے رب کا وسیلہ بنائے اس کی حاجت پوری ہوگی۔

پھر نماز غوثیہ کی ترتیب بیان کی جس میں دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں ہر رکعت میں گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر ۱۱ بار صلوۃ وسلام پڑھے پھر بغداد کی طرف شمالی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں قَدْ جُرِّبَ ذَالِکَ مِرَارًا فَصَحَّ۔ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا۔ مفید پایا۔

دیوبند کے شیخ مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار پاروں کا حاشیہ لکھا۔ بقایا مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے حاصل کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت رب تبارک وتعالیٰ سے استعانت ہے۔

(نوٹ: استعانت پر مفصل ومدلل بحث جلد سوم پارہ ۱۴ میں ملاحظہ کریں)

اِھْدِ۔ ہدایت دے۔

ہدایت عربی زبان کا ایک بڑا لفظ ہے اس کے معنی میں کئی باتیں شامل ہیں۔ نمبر ۱ راستہ دکھانا نمبر ۲ راستہ پر چلانا۔ نمبر ۳ منزل مقصود پر پہنچا دینا۔

یعنی دعا یہ ہے کہ ہمیں اگر راستہ معلوم نہ ہو تو وہ دکھا دے اور جو راستہ کا علم رکھتے ہیں انہیں اس پر چلنے کی توفیق بخش جو نیک راستہ پر چل رہے ہیں انہیں اس پر قائم رکھ تا کہ اپنی کامیابی کی منزل حاصل کر سکیں کیونکہ یہ راہ ہم اپنے علم وعقل سے دریافت نہیں کر سکتے کیونکہ علم محدود اور عقل مسدود ہے۔

اس لئے ہم اسی ذات اقدس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ایسی راہ بتا دے جس میں کجی نہ ہو بلکہ مکمل اور استوار بھی ہو۔

یہ دعا ہم جمع کے صیغے نا میں اس لئے کرتے ہیں تا کہ ہر شخص کا ذاتی تعلق پوری امت سے قائم رہے اور آپس میں اتحاد و اتفاق رہے یہ تعلیم سوائے اسلام کے آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ہر نماز میں مقرر کر دی تا کہ صبح وشام رات دن ہر وقت انسان اپنی زندگی کے معاملات میں اللہ سے راہنمائی حاصل کر سکے۔

''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ یعنی چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔''

صراط۔ صرط سے بنا جس کے معنی ہیں نگل لینا۔ کیونکہ راستہ مسافر کو اپنے اندر اس طرح لے لیتا ہے جیسے کھانے والا لقمہ کو۔ اس لئے راستہ کو صراط کہتے ہیں۔

اصطلاح میں صراط شارع عام اس راستہ کو کہتے ہیں جس میں چند آدمی مل کر چل سکیں۔

www.waseemziyai.com

کیونکہ دعا سب کے لئے مانگی گئی ہے اس لئے صراط ہی فرمانا بہتر تھا۔ اس جگہ صراط اس لئے بولا گیا کہ پل صراط یاد آ جائے کہ اے اللہ ہمیں اس راستہ پر چلا جس سے پل صراط کو آسانی سے طے کر لیں۔

اَلْمُسْتَقِيْمَ۔ استقامت سے بنا اس کے معنی ہیں سیدھا ہونا۔ سیدھا راستہ وہ ہے جو بہت جلد آدمی کو منزل مقصود تک پہنچا دے۔ ٹیڑھا راستہ مسافر کو منزل تک پہنچا ہی نہیں سکتا۔ جو راستہ ذات الٰہی تک پہنچا دے وہ صراط مستقیم ہے۔

''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اے اللہ ہم ان کا راستہ مانگتے ہیں جن پر تو نے احسان فرمایا۔''

معلوم ہوا کہ سیدھے راستے کی پہچان یہ ہے کہ اس کو اللہ کے نیک بندے اختیار کریں۔

اَنْعَمْتَ۔ انعام سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں نعمت دینا۔ نعمت لغت میں نرمی کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں سرور و لذت کو نعمت کہتے ہیں جس میں راحت حاصل ہو۔

ایک نعمت یہ ہے کہ ایمان اور عمل سے جنت حاصل ہو جیسے مطیع و عابد بندہ کو۔

دوسرے بغیر عمل کے جنت حاصل ہو جیسے مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچے حدیث پاک میں آیا ہے کہ وہ ضد کر کے اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے۔

تیسرے بغیر کسی سبب کے جنت حاصل ہو جیسے حور و غلمان اور وہ مخلوق جو جنت کو پر کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہوا کہ

اے اللہ! ہم کو ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن کو تو نے دینی نعمتوں سے نوازا وہ لوگ وہ ہیں جن کا خود قرآن پاک میں ذکر فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ (پ ۵) وہ چار گروہ ہیں پیغمبر، صدیقین، شہداء اور اللہ کے نیک بندے۔

صدیقین کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو نبی علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق فرمانے والے ہیں صداقت قول، عمل و ایمان میں کامل تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو صحابی فرمایا اور متقی کا خطاب عطا کیا۔ ارشاد ہے اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ۔ جب فرما رہے تھے اپنے صاحب سے نہ غم کر۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾ اور عنقریب اس سے الگ کریں گے اس کو جو سب سے زیادہ متقی ہے اور اپنا مال دیتا ہے تاکہ ستھرا ہو۔

پہلے خدا کے انعام کا ذکر تھا اب غضب کا ذکر ہوا جس سے بندہ کو خوف پیدا ہو کیونکہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔

غَيْرِ۔ کے تین معنی ہیں۔ نہ، سوا، مگر۔

غضب کے لفظی معنی ہیں جوش، بدلنا۔

اصطلاح میں غضب اس حالت کا نام ہے جو دل میں بدلہ لینے کے خیال پر جوش پیدا ہوتا ہے جس سے اس کا حال پلٹ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل چونکہ دل سے اور حالت بدلنے سے پاک ہے اس لئے یہاں اس کے معنی ارادہ عذاب کے ہوں گے۔

www.waseemziyai.com

ضَالّ۔ ضَلَالٌ سے بنا جس کے معنی ہیں حیرت جو شخص حیران ہوا سے کہتے ہیں ضال۔

عام عرف میں ضال کے معنی گمراہی یعنی بدعقیدہ ہیں۔ قرآن پاک میں جہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ضلال فرمایا جیسے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ ۔ وہاں لغوی معنی وارفتگی یا حیرت کے ہوں گے جو شخص کسی نبی علیہ السلام کو گمراہ تصور بھی کرے وہ خارج از اسلام ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد قوم یہود اور الضَّآلِّيْنَ سے نصاریٰ مراد ہیں۔

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد بدعمل، فاسق فاجر بھی ہیں اور الضَّآلِّيْنَ سے مراد کفار ہیں جو خدا کے منکر ہیں۔

اٰمِيْن۔ قبول فرما۔

آمین۔ اسم فعل ہے اس کے معنی ہیں قبول کر۔ یہ قرآن پاک کی آیت نہیں۔ البتہ سنت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء ہے جو ہر دعا کے بعد کی جائے۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ فاتحہ کے لئے آمین ایسی ہے جیسے کہ کتاب کے لئے مہر جس طرح مہر کے بغیر کتاب مکمل نہیں ہوتی اسی طرح بغیر آمین سورۃ فاتحہ مکمل نہیں ہوتی۔

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آمین میں چار حرف ہیں آمین کہنے والے کے لئے چار فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب امام وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ کیونکہ فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے تمام گناہ بخش دیئے گئے۔

امام کے پیچھے آمین آہستہ کہنی چاہئے اور نماز کے علاوہ بھی آہستہ ہی کہنا بہتر ہے۔ ارشاد باری ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۔ یعنی اپنے رب سے عاجزی اور زاری کے ساتھ اور چپکے سے دعا کرو۔

آمین بھی ایک دعا ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا تو فرمایا اٰمِيْن وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ یعنی اپنی آواز پست کی۔ آمین آہستہ پڑھی۔

اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد طیالسی، طبرانی، دار قطنی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں روایت کیا اور فرمایا کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار چیزوں کو امام آہستہ کہے۔ ثناء (سبحانک اللھم) تعوذ، بسملہ، آمین۔

اس سورۃ مبارکہ کے کئی اور نام ہیں اور اس کے فضائل بھی بے شمار ہیں قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔

"وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ اور بے شک دیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو دہرائی جائیں اور قرآن عظمت والا۔"

یعنی سبع مثانی الحمد شریف کا نام ہے اور یہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اور بخاری مسلم میں ہے کہ اس سے مراد الحمد

www.waseemziyai.com

شریف ہی ہے۔

اور اس کے تقریباً ستر نام احادیث میں ملتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

سورۃ الحمد: اسلئے کہ اس کی ابتداء ہی حمد سے ہے۔

سورۃ الشکر: اس لئے کہ حمد کی بنیاد شکر ہے جس نے حمد کا طریقہ جان لیا اسے قواعد شکر بھی آ گئے۔ روایت میں ہے اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ۔ حمد شکر کا سر ہے۔

سورۃ الکنز: حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ یہ سورۃ مبارکہ اس خزانہ سے نازل ہوئی جو کنز عرش سے ہے اس بنا پر اس کا نام سورۃ الکنز ہوا۔

سورۃ المناجات: اس لئے کہ بندہ اس کے ذریعہ بارگاہ متعال میں مناجات کرتا ہے۔

سورۃ التفویض: بندہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر اپنے تمام امور حضرت حق کے سپرد کر دیتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ عَلٰى اِخْتِيَارِيْ۔

سورۃ الفاتحہ: پنجگانہ صلوۃ مفروضہ اور نافلہ میں ابتداء اسی سورۂ مبارکہ سے ہوتی ہے۔

سورۃ الوافیہ: اس کا پڑھنے والا کافی ووافی اجر پاتا ہے۔

سورۃ الشافیہ: حضور نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شِفَاءٌ بِكُلِّ دَاءٍ۔ الحمد تمام امراض کے لئے شفاء ہے اور فرمایا فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَآءٍ۔ اس بنا پر اس کا نام شافیہ ہوا۔

سورۃ الرقیہ: رقیہ کہتے ہیں منتر پڑھ کر دم کرنے کو جس سے مریض کا مرض دفع ہوتا ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے مرگی والے پر یہ سورۃ مبارکہ پڑھ کر دم کیا وہ شفایاب ہو گیا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حالت سفر میں مارگزیدہ کے لئے پانی پڑھ کر دم کیا اور پلایا وہ شفا پا گیا۔

سورۃ الاساس: نماز کی بنیاد اسی سورۃ پر ہے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بنا بریں اسے سورۃ الاساس فرمایا گیا۔

سورۃ الصلوٰۃ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جان مزکی سید الطیبہ علیہ التحیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے مابین تقسیم کیا ہے۔

جب بندہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے میرے بندے نے مجھے یاد کیا۔

جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری خوبیاں بیان کر رہا ہے۔

جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی وعظمت بیان کی۔

جب مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے اب یہ میری ملکیت تامہ ظاہر کر رہا ہے۔

جب کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تو ارشاد ہوتا ہے یہ قول میرے اور بندے کے مابین مشترک ہے عبادت میرا حق ہے اور استعانت بندہ کا حق ہے۔ اس نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہہ کر میرا حق ادا کیا اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر اپنا حق مجھ سے طلب کیا۔

جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

www.waseemziyai.com

وَلَا الضَّآلِّيْنَ حضرت جلت مجدہ فرماتے ہیں یہ مضمون تمام بندے کے حق میں ہے۔

میں اس کا مطالبہ پورا کروں گا۔ سیدھا رستہ دکھاؤں گا۔ مغضوب علیہم سے بچاؤں گا۔ گمراہی سے اسے محفوظ رکھوں گا۔

بنابریں اس سورہ مبارکہ کا نام سورۃ الصلوٰۃ ہوا۔

سورۃ سبع مثانی: چونکہ اس سورہ مبارکہ میں سات آیت ہیں بنابریں سبع ہوئی اور مثانی اس لئے کہ فرائض ونوافل میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ فرضوں میں ابتدائی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی ہو تو اس کا حکم آگے آرہا ہے اور منفرد پر واجب ہے کیونکہ یہ سبع مثانی کہی گئی۔

بعض نے فرمایا رب جل وعلا کی راہ کے سات راستے ہیں اور ہر راستے کے دروازے کی کنجی الحمد ہے ہر آیت ہر ایک دروازہ کی کنجی ہے۔

جب مصلی اس سورت مبارکہ کو پڑھ لیتا ہے تو ساتوں راستے کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ سات دروازے یہ ہیں۔

باب ذکر، باب شکر، باب رجا، باب خوف، باب اخلاص، باب دعا، باب انس۔

سورۃ قرآن عظیم: اس لئے اس کا نام ہے کہ سب سے اول یہ سورت قرآن کریم میں آتی ہے اور اس سورۃ مبارکہ کا اجر عظیم ہے۔

سورۃ تعلیم مسئلہ: اس لئے اس کا نام ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بندے کو سوال کرنے کے آداب بتائے ہیں۔

سورۃ کافیہ، اس لئے نام ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کی قرأت اجر میں تمام قرآن کے برابر ہے۔

سورۃ ام الکتاب: اسلئے فرمایا کہ تمام قرآن کریم اس سورۃ مبارکہ میں ہے جیسے تمام انسان بطن ام میں مخفی ہوتا ہے۔

سورۃ ام القرآن: بھی اس کا نام مذکورہ وجہ سے ہوا۔

سورۃ الرحمۃ: یہ سورۃ مجسمہ رحمت اس وجہ میں ہے کہ اس میں وہ سات حروف نہیں جو سات عذابوں کے لئے بیان ہوئے ہیں یعنی

ث، جیم، خا، زا، شین، ظا، فا

۱- ث سے عذاب ثبور ہے یعنی ہلاکت۔

۲- ج سے جحیم ہے۔

۳- خ سے خزی یعنی ہر طرح کا خسران۔

۴- ز سے زفیر جو آواز اعلیٰ جہنم ہے یا زقوم جو اہل جہنم کی غذا ہے۔

۵- ش سے مراد شہیق اہل نار ہے جیسا کہ ارشاد ہے لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝

۶- ظ سے مراد لظیٰ ہے کہ طبقہ جہنم کا نام ہے۔

۷- ف سے مراد فراق کہ ہر جہنمی علیحدہ علیحدہ وقید تنہائی میں ہو۔

www.waseemziyai.com

مختصر فضائل سورۂ مبارکہ

جو شخص اس سورت کو بخشوع وخضوع تلاوت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ساتوں قسم کے عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

انسان میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ شیطان ان کی مدد سے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اول شہوت: کہ اس کی وجہ سے ہر ظلم اس کے لئے جرم محسوس نہیں ہوتا۔

دوم حرص: کہ اس کی وجہ سے انسان اپنے رب کی نافرمانی کر گزرتا ہے۔

سوم غضب: کہ اس کی وجہ سے وہ غیر پر ظلم روا سمجھتا ہے۔

جو شخص اس سورۂ مبارکہ کو بہ نیت دعا پڑھتا ہے وہ ان تینوں بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاِطْلَاقُ ذَالِکَ عَلَی الْفَاتِحَةِ لِاَنَّهَا تُکَرَّرُ قِرَاءَتُهَا فِی الصَّلٰوةِ۔ اسے سبع مثانی اس وجہ سے کہا گیا کہ اس کا نماز میں دوبارہ پڑھنا لازم وواجب ہے۔

اور ایک قول حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے ہیں کہ اِنَّ اِطْلَاقَ الْمَثَانِیْ عَلَی الْفَاتِحَةِ لِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ اِسْتَثْنَاهَا وَاَدَّخَرَهَا لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ اس سورۂ مبارکہ پر مثانی کا اطلاق اس وجہ میں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مستثنیٰ کر کے اس امت کے لئے محفوظ رکھا فَلَمْ یُعْطِهَا لِغَیْرِهِمْ تو یہ سورۃ سوائے امت مرحومہ کسی کو نہ عطا کی گئی۔

اور قرآن عظیم جو اس کے بعد فرمایا اس کے متعلق بخاری ابی سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔

حضرت ابی سعد بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو میں تمہیں مسجد سے باہر جانے سے پیشتر قرآن حکیم کی ایک اہم سورۃ بتاؤں گا آپ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر چلے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ سورت الحمد ہے جس کی سات آیتیں ہیں اور وہ بہت بڑا ورد ہے جو مجھ کو عطا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل امین علیہ السلام حاضر تھے کہ ایک فرشتہ آسمان سے حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مژدہ ہو کہ آپ ﷺ کو خداوند تعالیٰ عزوجل نے دو نور عطا فرمائے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔

ایک سورۃ فاتحہ اور دوسرا سورۃ بقرہ

سورۃ فاتحہ کے مسائل

۱۔ ہر نماز میں اس سورت کا پڑھنا واجب ہے۔

www.waseemziyai.com

۴- امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنا سخت منع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا۔ جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموش رہو یعنی کان لگا کر سنو۔

لہٰذا جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے وہ اس آیت کے خلاف عمل کرتا ہے۔

مسلم شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔ جب امام تلاوت قرآن کرے تو تم خاموش رہو۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ امام کی قرأت یعنی قرآن پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔

مذہب حنفی میں یہی مسلک و مذہب ہے کہ امام کی اقتداء میں الحمد نہ پڑھی جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود اور تقریباً اسی جلیل القدر صحابہ علیہم رضوان نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہے پوری تحقیق کے لئے طحاوی، موطا امام محمد، شامی جلد اول باب القراءۃ کا پوری طرح مطالعہ کیا جائے۔

اس سورۃ مبارکہ کی سات آیتیں ہیں اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں جو شخص ان سات آیتوں کے پڑھنے کا پابند ہوگا انشاء اللہ اس پر دوزخ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

مفصل تفسیر اردو سورۃ الفاتحہ۔ پ ۱ باقوال حسنات

اَلْفَاتِحَة

شان نزول: سورۂ فاتحہ یہ ہے جو حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر المومنین اسد اللہ کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ

یہ سورۃ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی۔

اور کیفیت واقعہ یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں بسوئے صحرا جاتا ہوں ایک آواز سنتا ہوں کہ کوئی پکارتا ہے یا محمد اور ایک شخص نورانی دیکھتا ہوں کہ ایک تخت طلائی پر آسمان و زمین کے مابین معلق کھڑا ہوا ہے میں اس سے خوفزدہ ہو کر واپس آجاتا ہوں۔

جب یہ حادثہ مکرر سہ کرر ہوا تو ورقہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ سے جو ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ توریت و انجیل کے عالم تھے اور احبار نصاریٰ میں ممتاز تھے میں نے ان سے ذکر کیا۔

ورقہ نے سن کر عرض کیا۔ آئندہ جب آپ یہ آواز سنیں بجائے خوف زدہ ہونے کے ٹھہریں اور سنیں۔ کہ وہ کیا کہتا ہے۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا جب وہ آواز آئی اور کوئی پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں نے کہا لبیک میں حاضر ہوں تو وہ بولا اَنَا جِبْرِيْلُ وَاَنْتَ نَبِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ میں جبریل ہوں اور آپ اس امت کے نبی ہیں۔ پھر کہا فرمائیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر کہا۔ فرمائیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ یعنی تمام تعریف و ثنا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پروردگار

www.waseemziyai.com

فرمانے والا ہے۔

یہ سورۃ پاک بندگان الٰہی کی زبان پر نازل ہوئی۔

یعنی بندہ کو چاہئے کہ بحالت مناجات اور بوقت دعا اس طرح اپنے رب کی حمد کرے۔

اور صفت رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس لئے لائی گئی تا کہ تعریف وثناء ایک ہی ذات کے لئے مختص سمجھی جائے اس لئے کہ صفت ربوبیت سوائے ذات تعالیٰ شانہ کسی میں نہیں۔

اس لئے کہ ربوبیت پرورش کرنے کو کہتے ہیں اور پرورش کرنا یہ ہے کہ کسی شے کو بتدریج حد کمال تک پہنچانا۔ بلاشبہ یوں سمجھنا چاہئے کہ جیسے باغبان کہ بیج زمین میں بو کر اسے پانی دیتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پودہ بن کر بڑھنے لگتا ہے اور باغبان اس کی نگرانی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ برگ و بار نکال کر حد کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

ایسے ہی باپ اور ماں اپنی اولاد کے حق میں ربوبیت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

لیکن یہ ربوبیت کبھی خاص ہوتی ہے کہ صرف ایک دو بچوں تک محدود ہو۔

ایسے ہی باغبان کہ اس کی ربوبیت ایک دو باغ تک محدود ہوتی ہے۔

یا بادشاہ اور امیر کہ اس کی ربوبیت بھی متوسلین ولشکر تک محدود ہوتی ہے اس قسم کی ربوبیت پر کوئی رب قابل عبادت نہیں سمجھا جا سکتا اور ایسے رب کو موحد و مشرک کوئی بھی معبود نہیں مانتا۔

اور ایک ربوبیت عام ہوتی ہے جو ایک دو نوع یا چند انواع تک رہتی ہے۔

جیسے ربوبیت آفتاب و ماہتاب یا ربوبیت عناصر یعنی روحانیت جو عنصر کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جیسے جوالا کہ آگ سے متعلق ہے یا بھیروں کہ پانی سے تعلق رکھتا ہے۔

اس قسم کی ربوبیت کو عامہ مشرکین قابل عبادت جانتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں اور اشراقین کے مذہب میں اور فلاسفہ کے عقائد میں انہیں ارواح ونفوس کہتے ہیں اور اصطلاح اہل دعوت میں انہیں کو موکلات کہتے ہیں۔

لیکن یہ ربوبیت بھی اگرچہ عام ہو مگر عالموں میں سے ایک عالم تک محدود ہے۔

مثلاً ربوبیت آفتاب عالم میں حرارت و یبوست ہے۔

اور ربوبیت ماہتاب عالم میں برودت ورطوبت ہے۔

تو جب یہ ربوبیت بھی خاص ہی ہوئی تو اسے قابل عبادت ولائق ثناء نہیں مانا جا سکتا تو جو لائق ثنا وستائش ہے۔

وہ صرف ایک ذات واجب تعالیٰ شانہ ہے جس کا نام رب العالمین ہے۔

اس کی ربوبیت تمام عالم میں سائر وجاری ہے۔

چنانچہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (رب العالمین کون ہے) تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا (جو پرورش کرنے والا ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو ان کے درمیان ہے سب کی) یہ سن کر فرعون متعجب ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور وضاحت سے پھر فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ (وہ تمہارے باپ دادا جو پہلے گزر چکے ان کا بھی اور تمہارا بھی پرورش کرنے والا ہے)

www.waseemziyai.com

پہلے جواب میں ربوبیت مکانی کا بیان فرمایا پھر دوبارہ ربوبیت عامہ از منہ کی ظاہر کی اس لئے کہ فرعون اس قسم کی ربوبیت کو مستبعد سمجھتا تھا کہ ایک ذات از منہ متطاول پر امکنہ متعددہ پر کس طرح اظہار ربوبیت کر سکتا ہے اور اسی وجہ سے فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جنون کا وہم کرنے لگا۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیسری بار اور ربوبیت حقہ کو عام ظاہر فرمایا اور فرعون سے کہا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا (وہ مشرق اور مغرب اور جو ان کے درمیان ہے سب کا پرورش کرنے والا ہے) یعنی تو اسی صفت کو عقلاً محال جان رہا ہے حالانکہ اس ذات پاک کی ربوبیت امکنہ و ازمنہ میں اتنی عام ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ وہی قابل عبادت ولائق ثنا ہے کہ ہر چیز اس کی ربوبیت جنس ونوع وشخص کے ساتھ مقید نہیں اور ہر چیز اس کی محتاج ہے۔

اس تقریر سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اگر چہ ربوبیت غیر ذات واجب تعالیٰ شانہ کے لئے بھی بظاہر ثابت ہے لیکن حقیقت ربوبیت خاص وعام مختص بذات واجب تعالیٰ شانہ کے لئے ہے اس لئے کہ بَدَأَ الشَّيْءَ مِنَ الْعَدَمِ (اس نے عدم سے اشیاء کو ایجاد کیا) اور اسباب کا ظہور اور انتفاع و پرورش اور دفع موانع انتفاع سوائے اس ایک ذات کے کسی سے متصور نہیں۔

اس لئے کہ ارباب دیگر اول تو مخلوق ہیں دوسرے ان کی ربوبیت اور قدرت رفع موانع بلا عطاء الٰہی کسی کو نہیں اسی وجہ سے حضرت خلیل علیہ السلام نے ان ارباب کو اپنی نظر سے ساقط فرما دیا۔

اور ملت حنفی اختیار فرما کر کہا۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾ (میں نے اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ایک رخ ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں)

اور اس اعتراف واقرار کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرما کر آپ کو امام ملل اور خطیب الانبیاء اور خلیل اللہ کا خطاب بخشا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''۔ وہ رب العالمین بھی ہے اور رحمٰن ورحیم بھی۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ لوازم ربوبیت اور شرائط پرورش دو قسم کی رحمت پر ہیں۔

اول رحمت وہ ہے جو عین پرورش میں ہوتی ہے یہ رحمت اگر نہ ہو تو پرورش متصور ہی نہ ہو۔

اور اس رحمت کی حقیقت یہ ہے کہ

جس کی پرورش کی جاتی ہے اس کی طرف کامل توجہ۔ اس کی حاجتیں پوری کرنے اور اس کی ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے ہر آن اسے پرورش کیا جائے اور یہ رحمت اسم رحمٰن سے تعبیر فرمائی گئی۔

دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ بعد پرورش اس کے کمال کو مترتب کیا جائے مثلاً ایک شخص پودا لگا کر اسے درخت تک پہنچائے۔ اس کے بعد اس کے پھل پھول سے مرہا، اچار، مٹھائی، شربت وغیرہ حاصل کرے اور یہ فوائد اس سے غَلَبَ الظُّهُوْرِ حاصل کرے۔

www.waseemziyai.com

اس رحمت کو رحیم سے تعبیر کیا گیا۔

تو یہاں رحمان و رحیم دو نام لا کر اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ ربوبیت الٰہی تمام عالموں کے حق میں جب تک اس کا وجود ہے دوامی ہے اور جب دو فنا ہو جائے اس حال میں بھی وابستہ ہے اور

اسی کا نام معاش و معاد ہے۔

اور اگر ادنیٰ غور و تامل سے دیکھا جائے تو ذرات عالم کے ہر ذرہ میں معاش و معاد ہے۔

مثلاً کھانا ہے اسے انسان کھاتا ہے اس کی ابتداء دانہ کی کاشت سے شروع ہو کر اس کی غایت کیلوں تک ہے۔

اس کے بعد معاد یہ ہے کہ وہ پارۂ نان خون ہو کر جزو بدن ہوتا ہے اور اسی کا ایک جزو اخلاط ثلثہ کی صورت اختیار کرتا ہے اور اسی کا ایک حصہ فضلہ بن کر برز کی شکل میں بدلتا ہے۔

غرضیکہ اسی کے اجزاء آب بنی۔ لعاب دہن اور چرک چشم بنتے ہیں۔ اسی کے ایک جزو سے بال بن جاتے ہیں۔

وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا۔ غرضیکہ اسی طرح تمام اشیاء میں معاش و معاد متحقق ہے اور انتظام معاش تمام اشیاء عالم پر صفت رحمانیت سے وابستہ ہے۔

اور حسن معاد ہر شے کا عالم میں باقتضاء صفت رحیمی ہے۔

''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ مالک روز جزاء کا۔'' ایک قرأت میں مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ بھی آیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں'' بادشاہ روز جزا کا۔''

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ

مالک جمیع اشیاء ہر آن و ہر ساعت حق تعالیٰ عزوجل کی ذات پاک کے سوا حقیقتاً کوئی نہیں۔

اس لئے کہ خالق کل اشیاء وہی ہے تو مالک بھی وہی ہے ایسے ہی ملک یعنی بادشاہ بھی حقیقتاً ہونا اسی کا خاصہ ہے وہی ہر آن و ساعت ہر شے پر حکمران اور ہر شے کا حاکم ہے۔

لیکن روز جزا کا مالک ہونا اور ملک اس کا نظر خاص و عام میں حقیقت و مجاز ظہور فرما رہا ہے۔

اور حکمت الٰہی متقاضی ہے کہ مخلوق کو بھی مُلک و ملک کا کچھ حصہ عطا ہوتا ہو۔ تاکہ کارخانہ عمل صحیح ہو۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ انسان مستعد تکلیف و قبول احکام الٰہی پر بموجب اپنی جبلت کے ہے اس لئے اسے اس کام لئے پکڑا گیا ہے۔

لہٰذا بعض اشیاء اگر اس کی ملک میں نہ ہوتے اور بعض کا بعض پر بنی نوع سے اس کا حکم جاری نہ ہو تو اس کے اعمال طاعت و صنائع پر اس سے کس طرح بازپرس صحیح ہوتی۔

علی الخصوص وہ عمل جن کا تعلق مال اور ذبح حیوانات اور عطائے صدقات اور ادائے نفقات سے ہے اور اس قسم کے بہت سے اعمال ہیں جن کا تعلق رعیت و رائی سے ہے یہ بغیر حکمرانی ناممکن ہے۔

بنابرایں بمقتضاء حکمت اس دنیا میں بندے کو بھی حکومت و ملوکیت عطا کی گئی تاکہ روز جزاء میں بندہ اپنی معذوری اور بے علمی کا عذر نہ لا سکے اور اس کی ایسی حجتیں کلیۃً زائل ہو جائیں۔

www.waseemziyai.com

اور روز جزا جسے یوم الدین فرمایا گیا اس دن پاداش عمل درست ہو۔

اور اس دن کسی کی ملکیت اور کسی کا تصرف نہ رہے۔ اس لئے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرما کر مطلع کر دیا کہ اس دن جزا و سزا صرف اور صرف ہم ہی دینے والے ہیں۔

ویسے اس دن کو یوم القیامہ، یوم البعث و النشور وغیرہ بھی فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس دن صرف اور صرف ہماری ہی ذات ہوگی اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۚ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (آج کس کی بادشاہی ہے اللہ اکیلے زبردست کی) بھی فرما دیا۔

یہاں یہ سمجھ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حمد کو اول اسم ذات کے ساتھ متعلق فرمایا اس کے بعد تین صفتیں بیان فرمائیں۔

اول رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں صفت ربوبیت۔

دوسرے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں صفت رحمت۔

تیسرے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں صفت جزا۔

اس طریق بیان میں عجیب و دقیق نکتہ ہے وہ یہ کہ

جو بھی عالم میں کسی کی ثناء و ستائش کرتا ہے وہ تین حال سے خالی نہیں ہوتا۔

اول یہ کہ جس کی ثناء کر رہا ہے اس کا پرانا نمک خوار تھا اگرچہ اب نہ ہو اور آئندہ بھی اس سے امید نفع نہ ہو لیکن پرانے احسان کی وجہ میں یہ اس کی ثناء و ستائش کرتا ہے۔

یا یہ کہ پہلے منتفع نہیں تھا لیکن اب منتفع ہو رہا ہے اگرچہ مستقبل میں بھی امید نفع نہ ہو تاہم احسان مند ہوگا۔

تیسرے یہ کہ امید نفع ہو اگرچہ زمانہ سابق و حال میں اس سے منتفع نہ ہوا ہو۔

یہ تینوں صورتیں دنیا میں ہر ایک کو کسی نہ کسی کے ساتھ رہتی ہیں۔

تو رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ اگر بندہ غور کرے تو ہماری نعمتیں اس پر پہلے سے رہیں کہ اسے قطرہ سے علقہ اور علقہ سے مضغہ اور مضغہ سے جنین اور جنین سے طفل اور طفل سے بڑھا کر کیا کیا بنا دیا۔ اس حال میں اس پر حمد و ثناء واجب ہے کہ اس نے ہماری ربوبیت کی نعمتوں سے تمتع حاصل کیا۔

اور اگر وہ اپنے اوپر عاجل نعمتیں دیکھے تو ہم نے رحمٰن و رحیم کی صفات کا مظاہرہ فرما رکھا ہے۔

اور اگر انجام و آخر پر نظر کرے جسے کارخانہ جزا کہتے ہیں جسے یوم الدین کہا جاتا ہے تو بھی ہم ہی ثناء و ستائش کے حقدار ہیں اس لئے کہ اس دن فقیر سے قطمیر تک سب ہمارے حضور حاضر ہوں گے۔

پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ بندہ عرض کرتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ "الٰہی ہم تجھ ہی کو پوجیں۔"

یہ بندہ کا عرض کرنا اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اس کی ثناء و صفت غائبانہ کرتا ہوا اس کی نعمتوں اور ان عالموں کا مشاہدہ کرتا ہے جو مورد نعمت ہیں تو اس طرف متوجہ ہوتا ہے گویا غیبت سے حضور میں آ کر صاحب نعمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس یقین و مشاہدہ کے بعد وہ رتبہ خطاب پا کر بارگاہ الوہیت کو مخاطب کرتا ہوا لفظ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہہ کر کلام کرتا ہے اور عرض یہ ہوتا ہے

www.waseemziyai.com

کہ میں خاص تیری پوجا کرتا ہوں۔

اور حقیقت عبادت یہ ہے کہ

انتہاء مراتب تعظیم بجالائے اور اسی وجہ سے یہ عبادت متعدد اقسام پر منقسم ہے۔

بعض کا تعلق دل عبادت میں ظاہری ہوتا ہے۔

بعض اس عبادت میں باطنی تعلق رکھتے ہیں۔

وہ عبادت جس کا تعلق ظاہری ہوتا ہے وہ محض زبان سے ذکر و تلاوت اور تسبیح و تہلیل اور ادعیہ ماثورہ پڑھنے اور دعا کرنے تک محدود ہے۔

اور آنکھ سے مشاہدہ مقامات مقدسہ جیسے کعبہ شریف اور قرآن مجید اور زیارت بزرگان دین و اولیاء کاملین رحمہم اللہ اور زیارت مزارات صالحین جنہوں نے راہ حق میں اپنی جانیں فدا کیں اور دوسری مخلوق کا مشاہدہ جیسے آسمان، ستارے، دریا، کشتی اور ہزار ہا قسم کے نظاروں تک محدود رہتا ہے۔

ایسے ہی کان سے قرأت سننے، ذکر کی سماعت کرنے کے بعد شوق و ذوق اطاعت بڑھانے تک رہتا ہے حتی کہ کبھی رکوع میں کبھی سجدہ میں کبھی قیام میں کبھی قعدہ میں از خود رفتہ ہوتا رہتا ہے اور بس۔

لیکن جو عبادت کہ متعلق بباطن ہوتی ہے اس میں عابد کا فکر آیات و فرامین الٰہی کی طرف جاتا اور معانی قرآن اور حقیقت احکام شرعیہ تک عبور کرتا ہے اور یہ سب عبادت عقلی ہے۔

پھر عبادت نفس یہ ہے کہ صبر کرے اور ترک مالوفات پر جدوجہد کر کے روزہ و اعتکاف میں رہے اور ہر مصیبت و تکلیف میں جزع و فزع سے اجتناب کرے اور لذائذ حرام و معاصی سے پرہیز کرے۔

پھر عبادت قلب یہ ہے کہ محبوبان حق سے محبت رکھے اور مبغوض الٰہی کو قریب نہ آنے دے اور ثواب کا امیدوار رہتا ہوا عذاب الٰہی سے خائف رہے۔

اور عبادت روح یہ ہے کہ مشاہدۂ ذات کی آتش شوق کو تیز سے تیز تر کرے اور اس کی محبت و تصور میں مراقبہ کر کے لذت حاصل کرے۔

اور عبادت سر یہ ہے کہ معرفت الٰہی میں مستغرق ہو کر جتنا تعلق مال سے ہو وہ زکوۃ و صدقات و خیرات میں خرچ کرے اور جتنا تعلق اعضاء سے ہے وہ قوائے ظاہر و باطن کے ذریعہ جمیل حقیقی کی محبت میں مرضیات محبوب کی طرف مشغول کرے۔

اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر اپنے مالک حقیقی محبوب تحقیقی کے حضور عرض کرے کہ میں خاص تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ یہ لفظ اس لئے سکھایا اور زبان سے کہلوایا کہ عبادت و ریاضت و تخیل و تصور میں بڑھ کر بندہ کہیں عجب و نخوت کا شکار نہ ہو جائے۔

تو گویا وہ عرض کرے کہ الٰہی یہ جو کچھ عبادت و ریاضت مجھ سے ہو رہی ہے یہ سب تیری ہی معرفت و مدد سے ہے مجھ میں ان کے ادا کرنے کی ہمت اور طاقت کہاں تھی۔ لہٰذا تجھی سے اب بھی مدد طلب کر رہا ہوں تا کہ تیری مدد مجھے اس پر قائم رکھے اور چونکہ دنیا میں۔

تین قسم کی جماعتیں ہیں اور ہر جماعت مستعین سے علیحدہ علیحدہ عقیدہ رکھتی ہے لہٰذا ان سے بھی بچانا محفوظ رکھنا تیرا ہی

www.waseemziyai.com

کام ہے اور تیری جماعت میں رہنے کی توفیق تو ہی دینے والا ہے۔

ایک جماعت ہے جسے جبریہ کہتے ہیں۔

دوسری جماعت قدریہ کے نام سے موسوم ہے۔

تیسری جماعت سنیہ ہے۔

جبری کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ اختیار نہیں ہم تو مثل لکڑی اور پتھر کے ہیں جو کچھ کراتا ہے وہ اللہ ہی کراتا ہے۔ لہٰذا ہم پر عذاب ہے نہ ہمیں کوئی ثواب۔

قدری کہتے ہیں کہ ہم ہر قسم کا اختیار رکھتے ہیں اور ہر فعل وحرکت ہماری ایجاد وافعال سے ہے۔ اور ہم ہی سب کچھ کرتے ہیں۔

یہ دونوں جماعتیں اسلام میں مردود ونامحمود ہیں۔

چنانچہ پہلی جماعت کا رد تو احکام شرعیہ وتکلیفات قانونیہ سے کر دیا گیا تاکہ سب سمجھ سکیں کہ اگر ہم لکڑی پتھر کی مثال ہیں تو اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (نماز قائم کرو) کا امر کسے ہے۔ اگر مجبور محض ہیں تو اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (زکوۃ دو) کیوں فرمایا گیا۔

اور دوسرا فرقہ جو کارخانہ خالقیت میں دعویٰ شرکت کرتا ہے ان کے رد کے لئے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) فرما دیا جس سے درحقیقت جبریہ اور قدریہ دونوں کا رد کامل ہو گیا۔

اب رہا تیسرا فرقہ جسے سنی کہا جاتا ہے۔

وہ کہتا ہے بندگی وعبادت ہم کریں گے اور اس کی توفیق اللہ تعالیٰ سے طلب کریں گے۔

اور بعض عرفا تو یہ کہتے ہیں کہ اس جگہ نستعین سے مراد

طلب عون نہیں ہے بلکہ طلب عین معائنہ ہے یعنی اس کے یہ معنی ہیں کہ ہماری طرف سے عبادت ہے اور مرتبہ معائنہ عطا فرمانا اور عین الیقین تک پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

گویا نَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ (تو ایسے اللہ کی عبادت کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے) میں عبادت من جانب العبد ہے اور اراءۃ جمال جمیل یہ جمیل حقیقی کا فضل ہے۔

حضرت شیخ المشائخ سفیان الثوری رحمتہ اللہ ایک روز نماز شام میں تھے اور امام تھے قرأت فرماتے ہوئے جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر آئے تو بے ہوش ہو کر گر گئے۔

جب ہوش آیا مقتدیوں نے عرض کیا حضور کیا ہوا جو آپ بے ہوش ہو گئے فرمایا جب میں نے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا تو مجھے خوف طاری ہوا کہ اگر مجھ سے جواب طلب ہو گیا کہ جب ہم سے استعانت کرتا تھا تو طبیب سے دوا کیوں مانگی۔ حاکم سے اپنا وظیفہ کیوں طلب کیا۔ بادشاہ سے مددگار ومحافظ کیوں چاہے۔

چنانچہ بعض علما فرماتے ہیں کہ مراقبہ آگاہ کو چاہئے کہ اس سے شرم کرے کہ پانچ وقت مواجہ الٰہی میں کھڑا ہو کر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے اور غیر سے استعانت کرتا رہتا ہے۔

www.waseemziyai.com

یہ مسئلہ استعانت اس جگہ سمجھنا ضروری ہے۔

بات یہ ہے کہ استعانت بالغیر اگر اس عقیدہ سے ہو کہ اس پر مطلقاً اعتماد کرے اور اسے مظہر عون الٰہی نہ جانے تو فی الواقع ایسی استعانت حرام ہے جیسے کسی جاہل کا شعر ہے۔

اگر باب اجابت بند ہو جائے تو کیا غم ہے کھلا رہتا ہے در وازہ معین الدین چشتی کا (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ)

اس شعر میں جاہل شاعر نے باب اجابت سے بے پروا ہو کر باب غریب نواز کو معین معین ظاہر کیا اور یہ حرام ہے اور اگر التفات بجانب حق ہو تو اور جس سے استمداد و استعانت کر رہا ہے اسے مظاہر عون کا ایک مظہر جانتا ہے تو نظر بکارخانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ رکھ کر کسی خدا کے بندے سے مدد طلب کرتا ہے تو یہ بعید از عرفان نہیں اور ایسی استعانت بالغیر شریعت مطہرہ میں جائز ہے اور ایسی استعانت انبیاء و اولیاء کرتے رہے ہیں اور یہ استعانت بالغیر نہیں بلکہ استعانت بحضرت حق ہی ہے۔

اور اگر اس قسم کی استعانت بھی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے خلاف مان لی جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ بھی صحیح نہیں رہتا اور اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ بھی غلط قرار پائے گا اس لئے کہ صبر اور صلوۃ خدا نہیں۔ بلکہ ذریعہ قرب خدا ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ یعنی چلا ہمیں سیدھا راستہ''

یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ ہر شخص بعض امور میں راہ راست پر ضرور چلتا ہے۔

لیکن باوجود اس کے اسے طلب راہ راست کے بغیر چارہ نہیں اس لئے کہ ہر مرتبہ کمال کے بعد اس سے بالاتر مرتبہ ضرور ہوتا ہے تو جو نیچے درجہ کے مرتبہ پر ہے وہ لازمی طور پر اس سے اونچے درجہ کی راہ کا متلاشی رہے گا۔ بہ قول جامی علیہ الرحمۃ

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبحیات ضَاعَفَ اللّٰہُ بِہٖ کُلَّ زَمَانٍ عَطَشِیْ

(اس آب حیات سے سیر ہو جانا مصلحت کے خلاف ہے۔ اللہ ہر وقت اس کے ساتھ میری پیاس کو بڑھاتا رہے)

تو یہ ترقی الی غیر النہایۃ ہے۔

اور استقامت راہ بھی چند وجوہ پر ہوتی ہے۔

اول قرب راہ اس لئے کہ نزدیک راستہ لازماً راہ راست ہوگا بہ نسبت دور کے راستہ کے۔

دوسرے صفائی راہ اس راہ سے بہترین و مستقیم ہوگی جس میں پتھر روڑے اور کانٹے ہوں اور اسی معنی میں سعدی نے کہا۔

''راہ راست برو اگرچہ دور است۔''

تیسرے اس راستہ سے جو پر خطر ہو جس میں راہزن اور درندے ہوں یا جس راستہ میں آب و دانہ میسر نہ آئے وہ راستہ صراط مستقیم نہ کہا جائے گا اور جس میں امن ہو۔ آب و دانہ میسر آئے راہزنوں سے بے خوفی و امن ہو وہ صراط مستقیم ہے۔

بہر حال ہر سہ پہلو کے ماتحت راہ راست میں وصول پہ مطلوب شرط اول ہے۔

اگرچہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک کسی نہ کسی پہلو سے راہ راست پر ہوتا ہے لیکن راہ راست پر ہوتے ہوئے بھی کسی نہ کسی قسم کی راہ راست اس کے لئے لازم ہوگی۔ یعنی اگر وہ طے مراحل میں راہ راست پر ہے تو عوائق نفسانیہ سے علیحدہ ہو کر ذکر و استغراق کی راہ حاصل کرنا ضروری ہوگی۔ تاکہ مشاہدہ میں اقرب ہو اور راہ عبادت و فکر اور ورایت فی النفس عن اتباع

www.waseemziyai.com

شریعت کی راہ پر چل کر ہر قسم کے تو سوسات سے مصئون و مامون رہے اور رہبانیت کی راہ پر خسارے سے بھی بچا رہے۔

اسی وجہ سے استقامت کو تین قسم پر منقسم کیا ہے۔

استقامت اقوال۔

استقامت افعال۔

استقامت احوال۔

اس سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے ہر سہ استقامت سے اگر ایک استقامت حاصل ہو جائے تو دو استقامتوں کا بہر حال محتاج رہے گا۔

تو راہ راست کی طلب سے کوئی مبتدی ہو یا منتہی یا متوسط مستغنی نہیں لہٰذا بندہ کا فرض ہے کہ بوقت مناجات اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہہ کر ہر قسم کے افراط و تفریط سے اجتناب رکھے۔

افراط و تفریط عقائد میں بھی ہو سکتی ہے اور اعمال میں بھی۔

عقائد میں تو یہ کہ رب جل مجدہ و عز اسمہ سے کسی کی تشبیہ جائز رکھے اور اپنے معبود کو مخلوق کے رنگ میں پیش کرے اس کے لئے مکان اور جہت ثابت کرنے لگے اس کی ذات کو محتاج اسباب مانے۔ یہ مذہب اسلام میں بالکل باطل ہے۔

ایسے ہی اعمال کی شکل میں افراط و تفریط کہ نوافل میں اتنی کثرت کرے کہ دوامی اس پر عمل پیرا نہ رہ سکے۔ اسی بناء پر حضور کا ارشاد ہے خَيْرُ الْاَعْمَالِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهَا (بہترین عمل وہ ہے جس پر عامل ہمیشگی کرے) وقس علی ہذا۔

یہی وجہ ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے ساتھ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی بھی تصریح فرما دی۔ یعنی صراط مستقیم میرے گمان و خیال والی نہیں بلکہ وہ راہ جس راہ پر چلنے والوں پر تو نے انعام فرمایا۔

اس کی وضاحت دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے کہ

منعم علیہم چار فرقے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام، صدیق، شہید، صالح رحمہم اللہ۔

اس سے واضح ہو گیا کہ راہ راست ان چار فرقوں کی راہ ہے۔

بندہ کو چاہئے کہ دعا و مناجات کے وقت اپنے رب سے ان چار فرقوں کی راہ طلب کرے۔

چنانچہ سورۂ نساء میں ان چار کی یوں تصریح فرمائی گئی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ یعنی جو اطاعت اللہ و رسول کرے اور ان کے فرمان و احکام پر عمل پیرا رہے وہ ان لوگوں کے ساتھ محشور ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں سے اور یہ گروہ اچھا رفیق ہے۔

تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں راہ حق کی جستجو ہے اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں طلب رفیق راہ ہے جیسا کہ مقولہ ہے اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْقُ پہلے رفیق تلاش کر پھر راستہ پر چل۔

www.waseemziyai.com

یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ

عامۂ مومنین کو رفاقت علماء رحمہم اللہ لازم ہے۔

اور صالحین کو رفاقت شہداء رحمہم اللہ لازم ہے۔

اور شہداء کو رفاقت صدیقین رحمہم اللہ لازم ہے۔

اور صدیقین کو رفاقت انبیاء کرام علیہم السلام لازم ہے۔

اور اگر کسی کو عامۂ مومنین سے یہ خواہش ہو جائے کہ رفاقت انبیاء کرام علیہم السلام طلب کرے اسے درجہ بدرجہ ان تین کی رفاقت ناگزیر ہے۔

جیسے اگر کوئی بادشاہ تک رسائی چاہے تو وزراء حکومت کے بغیر اسے یہ رسائی ناممکن ہے۔

تو اس تقریر سے واضح ولائح ہو گیا کہ ہر درجہ، درجہ بدرجہ حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح طریق اہل اللہ میں داخلہ بلا توسل اولیاء رحمہم اللہ ممکن نہیں اور یہ اسلام و اہل اسلام میں محمود و پسندیدہ ہے۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ اصل راہ عالم غیب سے انبیاء کرام علیہم السلام کو تعلیم کی گئی۔

اور انبیاء کرام علیہم السلام سے صدیقان خاص رحمہم اللہ کو یہ تعلیم ملی۔

اور صدیقین سے شہداء رحمہم اللہ کو

اور شہداء سے صالحین رحمہم اللہ تک پہنچی۔

تو لازم آیا کہ اول معرفت انبیاء علیہم السلام حاصل ہو۔

اس کے بعد ان تین گروہ کی معرفت حاصل کی جائے تا کہ طالب کو ان کی رفاقت حاصل ہو جائے۔

اب یہ بھی سمجھ لیں کہ نبی علیہ السلام کی حقیقت کیا ہے۔

ارباب کلام بتاتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ایک ایسا انسان ہے جو قوت نظری سے اشیاء کو جان لیتا ہے۔

اور قوت عملی کے ذریعہ نیک کردار اس سے صادر ہوں۔

اور یہ ایسا انسان ہے کہ بلا واسطہ تربیت بشری کو کامل کر کے تاثیر نور القدس سے اسے ایسے ظاہر ہو کہ واہمہ غلطی اور شائبہ اشتباہ اس کی معلومات میں قطعاً نہ رہے وہ عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے جس میں شائبہ غفلت اور توسوس ہوتا ہے نبی علیہ السلام اس سے منزہ ہوتا ہے۔

اس کی قوت عملیہ میں وہ ملکہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اعمال صالحہ کی طرف بکمال رغبت مائل رہتا ہے۔ اور اعمال بد سے اسے کمال تنفر ہوتا ہے بلکہ خود اس سے محفوظ و مصئون ہوتا ہے۔

جب اس کے قوائے بدنی کمال کو پہنچ جاتے ہیں اور عقل تجربی اس کی منتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اسے تکمیل خلق کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔

پھر اس کی تصدیق معجزات کرتے ہیں۔

اور یہ معجزہ کبھی از جنس اقوال ہوتا ہے جیسے قرآن کریم۔

www.waseemziyai.com

اور کبھی از جنس فعل ہوتا ہے جیسے انگشتہائے مبارک سے پانی جاری کر دینا، ڈوبے سورج کو واپس لانا، چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، نکلی ہوئی آنکھ تندرست کر دینا، ٹوٹی پنڈلی جوڑ دینا وغیرہ وغیرہ۔

پھر ان معجزات کے ساتھ آیات عقلیہ بھی دی جاتی ہیں تا کہ عوام وخواص کے ایمان کا موجب ہو۔

چنانچہ معجزہ محض تحیر میں ڈالنے والا نہیں ہوتا بلکہ موجب ایمان عوام بھی ہوتا ہے۔

پھر یہ آیات عقلیہ چند قسم پر ہوتی ہیں۔

منجملہ ان کے اخلاص کریمہ

اور علوم صادقہ

بیان شافی

حجت واضح

انوار صحبت

جیسے نیچے درجے والے معجزات سے استدلال کرتے ہیں ارباب کمال کمالات نبوت سے استدلال کرتے ہیں علی الخصوص معالجہ امراض روحانیہ اور تکمیل نفوس ناقصہ اور فیضان اشعہ انوار حضور علیہ السلام کے صحابہ علیہم رضوان مشاہدہ کر کے یقین جازم ان کی نبوت کا حاصل کرتے ہیں۔ یہ مختصر تعریف نبی علیہ السلام کی ہے۔

ایسے ہی صدیق کی شناخت یہ ہے کہ اس کی قوت نظریہ مثل قوت نظریہ انبیاء علیہم السلام کامل ہوتی ہے۔

اور ابتداء عمر سے جھوٹ بولنا، دوغلی باتیں کرنا اس کی شایان شان نہیں ہوتا اور مقدمات دین میں اس کے اخلاق تام ہوتے ہیں۔

حتیٰ کہ حظ نفس ان میں بھی نہیں ہوتا اور اس کا نفس اصلاح پذیر ہوتا ہے۔

اور صدیق کی علامتوں میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ اپنا عزم وارادہ بلا تردد رکھے۔

اور نماز میں جو بھی حادثہ پیش آئے تو چپ وراست التفات نہ کرے۔

اور خفیہ وعلانیہ یکساں رہے۔

اور کسی پر لعن طعن کرنے سے مجتنب رہے۔

اور علم تعبیر ورویا کا خوب عالم ہو۔

اور شہید وہ ہے کہ اس کا قلب مشاہدہ میں متحقق ہو۔

اور انبیاء کرام علیہم السلام جو کچھ اسے پہنچائیں اس کے قبول میں کسی نہج سے انکار نہ کرے۔

حتیٰ کہ جان دینے میں امر دین کے لئے اسے اصلاً عذر نہ ہو۔

اور صالح وہ ہے جس کی قوت نظری وعملی مرتبہ کمال انبیاء علیہم السلام سے پست تر ہو لیکن بسبب کمال متابعت اپنا ظاہر معاصی سے پاک رکھے اور اس کا باطن اعتقادات فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک ہو۔

اور یاد الٰہی سے اس کا دل اتنا مملو ہو کہ اس میں کسی دوسری چیز کی گنجائش ہی نہ رہے۔

www.waseemziyai.com

اور ولی ہر چند کہ ان تین گروہ میں شامل ہے لیکن ولی صالحین سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ ولی وہ ہے جس میں مذکورہ چاروں افراد کی صفتیں ہوں۔

اور سب سے بڑی علامت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے اور اس کی روزی کا کفیل ہو اور لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت عام ہو اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت رکھ دیں گے۔

"غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ نہ راستہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔"

ان جملوں میں گویا یہ تعلیم دی گئی کہ طلب راہ مستقیم میں احتیاط کرنی چاہئے اور گمراہوں اور مغضوبوں کو جو بزعم خود اپنے کو بار یاب راہ مستقیم سمجھتے اور انبیاء علیہ السلام واولیاء رحمہم اللہ کے طریق مستقیم کو نہیں سمجھتے بلکہ ان کے راہ مستقیم سے احتراز کرتے ہوئے طریق باطل کو منظور کئے ہوئے ہوں۔

ان سے اپنے کو بچانے کے لئے بارگاہ حق میں دعا کرتے رہیں۔

یہاں یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ غضب آدمی میں کس کیفیت کا ہوتا ہے اور حق تعالیٰ شانہ کا غضب کس کیفیت کا ہوتا ہے خالق ومخلوق کے غضب کی نوعیت علیحدہ علیحدہ ہے۔

آدمی میں جو غضب ہوتا ہے وہ ایک کیفیت ہے جو دل میں خون کے جوش سے شروع ہوتی ہے۔ اور اس جوش کو روح حیوانی قہریت ومکروہات خارج کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے یہ کیفیت غضب رب الارباب جل وعلا شانہ کی نہیں۔

بلکہ غضب الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ مغضوب کے حق میں اسباب حکمت کا افاضہ روک دے تاکہ وہ منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے اور اس غضب کا مبدأ کفران نعمت ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝ (اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے)

اور اس کا اثر لعنت ومذمت ہے جس کا مقابلہ رضا سے ہے جس کی حقیقت اسباب حکمت کا پہنچانا ہے تاکہ بندہ منزل مقصود تک پہنچ سکے اس کا مبداء شکر ہے کما قال تعالیٰ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا) اس کا اثر ثناء وعطا ہے۔

اور ضلال کی تعریف یہ ہے کہ ایسا راستہ اختیار کرے جس کے ذریعے مطلوب تک نہ پہنچ سکے۔

اور گمراہی کبھی بسبب غفلت ہوتی ہے کہ دنیاوی لذتیں غالب آجاتی ہیں اور لذات روحانیہ نظر انداز ہو جاتی ہیں اور کبھی نفس امارہ خواہشات کی طرف مائل کر دیتا ہے اور یہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا نقد ہے۔ یہاں کے منافع نقد ہیں اور آخرت مؤخر ہے تو ادھار کے مقابل نقد سودا اچھا ہے حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ دس روپے ادھار ایک نقد سے بہتر ہیں بشرطیکہ اس ادھار کی وصولی کا یقین ہو تو مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔ (جو ایک نیکی لائے گا تو اسے دس گنا ملے گا) میں اخروی ادھار دس گنا وصولی پر ہے اور اس کے وصول کا یقین ہونا انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام اور علماء ذوی الاحترام رحمہم اللہ کی زبان سے ہے۔

اس پر منکرین مجرمین بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس پر ہمیں یقین نہیں۔ ہمارا تو ان وعدوں پر یہی کہنا ہے کہ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ

www.waseemziyai.com

رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ ۔(ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے صرف دھوکے کا وعدہ کیا) تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ دنیا میں اہل دنیا پر تقلید انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ لازم ہے اگرچہ ان کے ہاں براہین میں شک ہو۔ یہ بھی چند روز میں ختم ہو سکتا ہے اس لئے کہ مریض دوائی پینے میں اگر اس کے ذائقہ کی بناء پر شفا ہونے میں شک کرتا ہے لیکن اگر وہ طبیب کی تقلید نہیں کرتا تو بیمار رہے گا۔

اور اگر شک کرتا ہوا بھی تقلید طبیب میں دوا پی لے گا تو بعد صحت وہ شک خود بخود رفع ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ مریض دوائے تلخ پینے میں متنفر و منکر ہوتا ہے آخر اسے بہ اتباع طبیب دوا پینی پڑتی ہے۔ پھر شفایاب ہونے پر اس کی مدحت کرتا ہے۔

ایسے طبیب روحانی انبیاء علیہم السلام و اولیاء اور علماء رحمہم اللہ کے تجویز کردہ نسخے قبول نہ کرنے والے مریض روحانی ہوتے ہیں اس پر واجب ہے کہ طبیب کا اتباع کرے اگرچہ صحت یاب ہونے میں شک ہی رکھے لیکن بعد صحت یابی انہیں یقین ہوتا ہے کہ میرا شک غلط تھا اور ان کی ہدایت صحیح تھی۔

اور کبھی غلبہ خواہش نفسانی اس پر اتنا مستولی ہو جاتا ہے کہ عمل خیر سے دل تنگ ہو جاتا ہے اور اعمال بد کی طرف میلان تام بڑھ جاتا ہے۔ یہ مرض سخت مخوف ہیں۔

اس لئے کہ جب یہ حالت بڑھ جاتی ہے تو اس پر رین طاری ہو جاتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ ہے ان کے اعمال کی وجہ سے) عربی میں رین کہتے ہیں اَلرَّيْنُ صَدَأٌ يَعْلُوا الشَّيْءَ الْجَلِيْلَ۔ قَالَ بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَىْ صَارَ ذَالِكَ الصَّدَاءُ عَلٰى جَلَاءِ قُلُوْبِهِمْ فَعَمِيَ عَلَيْهِمْ مَعْرِفَةُ الْخَيْرِ مِنَ الشَّرِّ قَالَ الشَّاعِرُ۔

اِذَا رَايْنَ النُّعَاسَ بِهِمْ وَ قَدْ رَيْنَ عَلٰى قَلْبِهٖ

(رین وہ میل کچیل ہے جو کسی اچھی چیز پر چڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ ان کے دلوں پر میل ہے یعنی یہ میل چڑھ گئی ان کے صاف دلوں پر تو ان کو بھلائی برائی کی تمیز نہ رہی۔ شاعر نے کہا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اونگھ رہے ہیں حالانکہ ان کے دلوں پر زنگ آچکا ہے۔

تو گویا رین بمعنی زنگ اور حجاب مستعمل ہے تو آیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہوا کلا یہ بات نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد سے زنگ آگیا ہے۔

تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب نفس کی خواہشات اس درجہ غالب آجائیں کہ برے اعمال کا احساس بھی نہ رہے تو زنگ قلب کی وجہ سے انہیں برا فعل برا نظر نہیں آتا۔

پھر بڑھتے بڑھتے نوبت غشاء تک آتی ہے پھر دل پر مہر جہالت لگ جاتی ہے پھر عقل بھی تیرہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ پھر موت قلب واقع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ لَا يَنْفَعُ الْاٰبَاءُ وَالنُّذُرُ۔

ایسے ہی اس کے برخلاف صورت حال یہ ہوتی ہے کہ نفس کشادہ ہو کر حسنات کی طرف مائل ہوتا ہے۔ پھر انشراح صدر ہوتا ہے تو اول نزول سکون ہوتا ہے اور جب درجہ کمال حاصل کر لیتا ہے تو درجہ عصمت پر پہنچ جاتا ہے۔ اب یہ سمجھ لو کہ

www.waseemziyai.com

عدول طریق مستقیم دو طرح ہوتا ہے۔

پہلی قسم موجب غضب الٰہی ہو جاتی ہے خواہ حد کفر تک نوبت پہنچ جائے۔

اور دوسری قسم کو ضلال کہتے ہیں یہ بھی حد کفر تک پہنچے یا نہ پہنچے۔

تو مغضوب علیہم وہ جماعت ہوئی جو کفر کے ساتھ معاند بھی ہو اور ایسا عناد کرے کہ دیدہ و دانستہ احکام الٰہی سے انکار کرے اور عمداً مرتکب معاصی ہو۔

چنانچہ یہودیوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ عزاسمہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (وہ جن کو دی ہم نے کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ان میں سے ایک فرقہ حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں)

اور ارشاد ہے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ۔ (اور وہ یقیناً جانتے ہیں کہ جو اسے خریدے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے)

اور ارشاد ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور تم حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو)

گویا یہود کا طبقہ دیدہ و دانستہ حق سے منکر ہے۔

اور ضال وہ ہیں جو کفر میں اپنے آباؤ اجداد اور اپنے بڑوں کے پیرو ہیں۔

اسی وجہ سے نصاریٰ کے حق میں ارشاد ہے اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ (انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا اور خود بھی سیدھی راہ سے گمراہ ہوئے)

بحمداللہ تفسیر الحمد یہاں ختم ہوگئی۔

اب چند لطائف ونکات جن کا تعلق اسی سورۃ مبارکہ سے ہے عرض کرتا ہوں۔

اول یہ سمجھنا ضروری ہے کہ لطائف ونکات اس سورۃ مبارکہ کے دو قسم پر ہیں۔

ایک یہ کہ آیات کے ساتھ فرداً فرداً متعلق ہیں۔

دوسرے یہ کہ تمام سورۃ کے ساتھ مجموعی طور پر تعلق رکھتے ہیں۔

تو اول قسم میں الحمد کا تعلق بسم اللہ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام علوم جو توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم میں ہیں وہ تمام کے تمام الحمد میں ہیں اور الحمد شریف میں جتنے علوم ہیں وہ تمام بسم اللہ میں ہیں اور بسم اللہ کے تمام علوم حرف بسم اللہ کی ب میں ہیں۔

اس اجمال کی توضیح یہ ہے کہ

تمام علوم کا تعلق ذات واجب تعالیٰ شانہ سے ہے اور بسم اللہ اول اسم ذات ہے تو اس میں تمام علوم مضمر ہیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ بچے کی تعلیم کی ابتداء الف سے ہوتی ہے اور کتاب اللہ کی ابتداء حرف ب سے ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ الف بسبب تطاول تو مرتفع محل نظر رحمت نہ رہا۔

www.waseemziyai.com

اور رب بسبب انکسار و افتقار کی جناب کبریائی میں مقبول ہوگئی اور حدیث میں بھی آیا ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ جو اللہ کے حضور تواضع سے پیش ہو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔

اس کے علاوہ عام عادت ہے کہ بادشاہ جب کوئی شے خریدتے ہیں تو اس پر شاہی مہر لگا دیتے ہیں تاکہ کوئی چور اس پر جرأت نہ کرے ایسے ہی جب جانور خریدتے ہیں اور اصطبل شاہی میں داخل کرتے ہیں تو اس کی پشت پر مہر کا داغ لگا دیتے ہیں تاکہ رہزن وڈاکو اس پر قبضہ کرنے سے خائف رہیں۔

ایسے ہی جب بندہ عمل و طاعت کرتا ہے تو اس کی پیشانی پر مہر الٰہی لگ جاتی ہے سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (ان کے چہروں پر سجدے کے نشان ہیں)

اور یہی بسم اللہ کا مضمون ہے چنانچہ روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو طوفان میں خوف غرق سے نجات کے لئے آپ نے اس پر بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا لکھ دیا اور زبان مبارک سے بھی پڑھا۔ آپ کی کشتی غرق سے مامون رہی۔

تو جب بندہ اس کلمہ کو تمام عمر اپنی مواظبت میں رکھتا ہے تو کس طرح وہ نجات سے محروم ہو سکتا ہے۔

کہتے ہیں ایک عارف نے بسم اللہ لکھ کر وصیت کی تھی کہ یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میرے کفن میں رکھ دی جائے لوگوں نے وجہ پوچھی کہ حضرت یہ وصیت کس غرض سے فرمائی ہے۔

فرمایا میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر بلند دروازہ پر کھڑا ہو کر سوال کرنے لگا اسے تھوڑا سا مال دیا گیا وہ چلا اور تیشہ لا کر دروازہ توڑنے لگا صاحب خانہ آیا اور بولا یہ کیا کر رہا ہے؟ فقیر نے کہا یا دروازے کو اپنے قابل بنا کر بھیک دے یا بھیک دروازے کی بلندی کے مطابق دے۔

یعنی بلند و بالا دروازہ رکھا ہے تو بھیک بھی بلند دے اور اگر اس قابل نہیں تو اتنا بلند دروازہ نہ رکھ۔

روایت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف ہیں اور جہنم کے محافظ و موکل بھی ۱۹ ہیں۔ ہر حرف بسم اللہ کا ایک موکل سے بچاتا ہے اور بلاء جہنم سے محفوظ رکھتا ہے۔

ایک قول ہے کہ رات دن کی چوبیس ساعت میں پانچ ساعتوں کے لئے پنجوقتہ نمازیں مقرر ہیں۔ باقی انیس ساعتوں کے لئے یہ انیس حروف بسم اللہ ہیں تاکہ ہر نشست و برخاست اور حرکت و سکون میں ذکر الٰہی کے ساتھ بندہ مستغرق رہے۔

ایک قول ہے کہ سورۃ برأت مشتمل بر قتل کفار ہے اسی وجہ سے اسے بسم اللہ بغیر رکھا گیا اور ذبیحہ کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا جاتا۔ اس لئے کہ صورت ذبح صورت قہر ہے اور مقتضائے رحمت یہ نہیں کہ قہر ہو اور بسم اللہ میں تمام و کمال رحمت ہے اس لئے ذبح پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے۔

چنانچہ سب میں بڑی فضیلت بسم اللہ کی ہے کہ جو ہر وقت و ہر آن بسم اللہ زبان پر جاری رکھے یا کم از کم ستر بار فرائض پنجگانہ کے بعد پڑھ لے یقین ہے کہ وہ ہر وقت غضب و عذاب سے محفوظ رہے گا۔

علاوہ بریں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان جب بیت الخلاء کو جائے اسے چاہئے بسم اللہ پڑھے تاکہ اس کی شرمگاہ اور نظر جنیاں کے مابین حجاب ہو جائے۔

www.waseemziyai.com

اور جب یہ بسم اللہ دشمنان دنیوی سے حجاب بن جاتی ہے تو ایسے ہی عقبیٰ میں عذاب سے یقیناً حجاب ہوگی۔

اب الحمد شریف کے متعلق خاص نکات وظائف عرض ہیں۔

اس سورہ مبارکہ میں تین چیزیں ہیں۔

اول حمد۔

دوسرے مدح۔

تیسرے شکر۔

چنانچہ حمد محض زندہ کے لئے ہوتی ہے اور بعد احسان کی جاتی ہے اور یہ ہمیشہ جائز و مستحب ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ لَمْ يَحْمِدِ النَّاسَ لَمْ يَحْمِدِ اللّٰهَ جو لوگوں کی حمد نہیں کرتا اللہ کی تعریف بھی نہیں کرتا اور حمد بہر حال کی جاتی ہے خواہ نعمت ملے یا نہ ملے بلکہ ہر کمال ذاتی پر بس حمد کی جاتی ہے اسی وجہ سے حمد کو مدح اور شکر پر مقدم رکھا۔ گویا بندہ کو تعلیم دی گئی کہ وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے یعنی میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی حمد کرتا ہوں مگر چونکہ بندہ از بس عاجز ہے اس لئے وہ حمد تک نہیں پہنچ سکتا تو مافوق الطاقت مکلف کرنا رب تعالیٰ شانہ کو منظور نہ ہوا اس بناء پر الحمد فرمایا یعنی کمال حق حمد اور ملک اسی کے لئے ہے خواہ بندہ اس کی حمد کرنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا يَا رَبِّ كَيْفَ اَشْكُرُكَ الٰہی میں کیسے تیرا شکر ادا کروں اس لئے کہ شکر بھی تیری توفیق و تعلیم سے میں ادا کر سکتا ہوں اور یہ توفیق حمد و شکر تیرا دوسرا انعام ہے اس پر مجھے پھر شکر کرنا لازم ہے اور اس میں تسلسل لازم آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اے داؤد جب تم ہمارے شکر سے اپنے کو عاجز سمجھتے ہو تو تم نے ہمارا شکر ادا کر لیا۔

ایسے ہی جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو یہ کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ کہنے والا حمد کر رہا ہے حالانکہ وہ محمود قبل از حمد حامد محمود ہے اس لئے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی تمام اقسام حمد و ثنا اسی کو لائق و زیبا ہیں جو ازل سے ابد تک جتنے حامد ہیں سب سے اول و محمود تھا۔

اور جسے عموم کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نعمت مستحق حمد ہے۔

یہ بھی درحقیقت محمود اول کی حمد ہے مثلاً پیر کی حمد مرید کی طرف سے استاد کی حمد شاگرد کی طرف سے بادشاہ عادل کی حمد رعایا کی طرف سے اولاد کی طرف سے والدہ کی حمد یہ تمام انواع حمد کا حقدار حقیقی اور مالک حقیقی وہی ایک محمود اول ہے کیونکہ ہر نعمت جب کسی کو ملی اس کا منعم حقیقی وہی ایک ہی ہے۔

تو گویا در پردہ صورت انسان میں وہی ایک تعالیٰ شانہ جلوہ ریزی فرماتا ہے ہر دل صاحب نعمت میں ارادہ انعام پیدا کرنے والا وہی ہے اور وہ نعمت جس پر فرمائی گئی اس سے کسی کو متمتع کرنے کی توفیق بھی دینے والا ہے تو معلوم ہوا کہ انتفاع نعمت اور انقطاع نعمت یہ سب اسی واجب تعالیٰ شانہ کا فعل ہے چنانچہ ارشاد ہے وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ تو واجب تعالیٰ شانہ جتنے منعم مجازی ہیں سب مثل خدمت گار ہیں جو بحکم مالک حقیقی خوانہائے طعام دوسروں کو پہنچاتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس سے جو کچھ ملتا ہے وہ تو اس کی طرف دست سوال بڑھائے گا لیکن اگرچہ مجازاً وہ مجازی منعم و معطی مستحق حمد مجازی ہو

www.waseemziyai.com

مگر در حقیقت ہر نعمت پر وہی منعم حقیقی مستحق حمد ہے۔

نہ کس میدہاند نہ کس میدہد خدا ے دہاند خدا میدہد

یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ عام طور پر ہر جگہ تسبیح تحمید پر مقدم رکھی گئی ہے جیسے سبحان اللہ والحمد للہ وغیرہ میں سورہ فاتحہ میں تحمید کس لئے مقدم فرمائی گئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تقدیم تسبیح تحمید پر جب کی جاتی ہے جبکہ کلام میں دونوں کا ذکر ہو۔ یہاں فقط حمد کا ذکر ہے اس لئے تسبیح نہیں۔ دوسرے اکتفاء تحمید کے ساتھ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ

مضمون تسبیح تحمید میں موجود ہے اور مضمون تسبیح یہ ہے کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ اپنی صفات میں تمام نقصانات سے منزہ ہے۔

اور مضمون تحمید یہ ہے کہ کمال ونعمت جو ذہن وخیال بشر میں ہے وہ تمام اس جناب سے ہیں اور جب تمام کمالات ونعم اس ذات کی طرف سے اعتقاد بشر میں ہیں تو لازم آیا کہ اس کی ذات میں کوئی نقص نہیں۔

ایک لطیفہ عجیب اور ہے کہ لفظ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں آٹھ حرف ہیں یعنی الف، لام، ح، م، دال، ل، ہمزہ، ہ اور آٹھ ہی دروازے بہشت بریں کے ہیں۔

اور حمد کو دو چیز سے تعلق ہے اول ماضی سے کہ شکر نعمتہائے سابقہ کرے دوسرے مستقبل سے کہ وہ شکر ہے اور شکر مزید نعمت ہے جیسا کہ ارشاد ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔

تو بموجب تعلق اول دروازہ ہائے جہنم حمد کرنے والے پر مسدود ہو جاتے ہیں اس لئے کہ مواخذہ اور عتاب وعذاب بندۂ شاکر سے نہیں ہوتا۔

اور بموجب تعلق دوم شاکر عقلاً مستحق ہوتا ہے کہ اس پر ہشت درہائے بہشت کشادہ ہوں۔

ایک قول ہے کہ الحمد للہ ایک عظیم البرکت کلمہ ہے لیکن لازم یہ ہے کہ اسے اس کے موقعہ پر استعمال کیا جائے تا کہ اس کا ثمرہ بوجہ احسن حاصل ہو۔

حضرت سری سقطی قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار الحمد للہ کہا تو تیس سال استغفار کی۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک بار بغداد میں آگ لگی جس سے بازار اور دکانیں جل گئیں مگر میری دکان محفوظ رہی۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا تمام دکانیں جل گئیں مگر آپ کی دکان محفوظ رہی تو میں نے کہا الحمد للہ۔

پھر میں نے سوچا تو خیال آیا کہ یہاں الحمد للہ مجھے نہ کہنا چاہئے تھا کہ یہ دین ومروت کے خلاف تھا۔ اس لئے کہ تمام مسلمان اور احباء دین مصیبت میں پڑے اور میں محض اپنے قلیل ذلیل منافع پر خوش ہوا۔ اور میں نے الحمد للہ کہہ دیا۔

چنانچہ میں جب سے مشغول استغفار ہوں۔

قرآن کریم میں ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۔ اہل جنت کا آخر کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔

www.waseemziyai.com

اس سے ثابت ہوا کہ ابتداء انسان بھی حمد سے ہے اور اس کا خاتمہ بھی حمد پر ہے۔ تو بندہ پر لازم ہے کہ اپنا اول و عمل اور آخر اعمال کلہ حمد کے ساتھ ہی رکھے۔

اور مدح کبھی قبل از احسان ہوتی ہے اور کبھی بعد از احسان کی جاتی ہے اور یہ کبھی ممنوع بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَحْثُوا التُّرَابَ فِیْ وُجُوْہِ الْمَدَّاحِیْنَ خاک ڈالو مداحوں کے منہ میں۔ چنانچہ مداح قصیدہ گوؤں کے منہ میں خاک ڈالنے کا حکم ہے۔

اب رہا شکر یہ ہمیشہ اس کا کیا جاتا ہے جس سے اسے کوئی نعمت حاصل ہو۔

اب یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ

اس سورۃ مبارکہ کا نزول بندوں کی تعلیم کے لئے ہوا تا کہ وہ مناجات الٰہی کرتے وقت الحمدللہ اول کہیں۔ لیکن اس میں قُوْلُوْا مضمر رکھیں اور صراحتاً قولوا نہ کہیں اس لئے کہ اگر صراحتاً قولوا کہا جائے تو امتثال امر میں نہ کہنے والے قصور وار قرار پائیں گے اور قصور وار سزاوار عتاب ہو جاتا ہے مثلاً اگر باپ بیٹے کو کہے کہ فلاں کام کر اور وہ نہ کرے تو وہ بیٹا نافرمان حقوق والدین ہو جاتا ہے۔

برخلاف اس کے کوئی کہنے والا اگر کہے کہ فلاں اچھی چیز ہے اس پر اگر عدم امتثال ہو تو یہ عقوق و نافرمانی نہیں کہلاتا۔

تو الحمدللہ فرمانے میں رحمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ بطریق تلقین حضور الٰہی میں بیان کرے تا کہ حکم اطاعت اس عمل میں پورا ہو جائے۔

اب رب العالمین کے متعلق عرض ہے۔

رب العالمین میں عالم کا رب ہونا فرمایا گیا ہے۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ عالم میں دیکھی سنی تمام اشیاء دو حال سے خالی نہیں۔

یا وہ واجب لذاتہ ہوں گی یعنی خود بخود موجود ہوں گی اور ان کا نابود ہونا محال ہوگا۔ یہ صرف اور صرف ذات واجب تعالیٰ شانہٗ کی ذات ہے۔

یا وہ ممکن لذاتہ ہوں گی کہ اس کی ہر دو طرف وجود و عدم میں برابر ہوں۔

یا وہ بہ ایجاد الٰہی موجود ہو تو جو اس قسم کی اشیاء ہیں وہ عالم ہیں اور عالم علامت سے مشتق ہے اسی بناء پر اس کا نام عالم رکھا گیا۔ کہ یہ اسماء و صفات الٰہی ہے اس لئے کہ ہر فرد مظہر ہے ایک اسم الٰہی کا اور صفات سے ایک صفت ہے۔

اور یہ اجناس و انواع یہ مظاہر اسماء کلیہ اور صفات اطلاقیہ ہیں۔

پھر جملہ ہر فرد افراد عالم سے اسم کا مظہر ہے اسماء الٰہی سے تو عوالم غیر متناہی ہیں۔

لیکن جو کچھ شرائع میں مقرر ہے اس کا بیان یہ ہے کہ

جو کچھ عالم میں موجود ہے وہ یا ذات ہے یا صفات۔

ذات اسے کہتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی چیز کا محتاج نہ ہو جیسے آسمان و زمین۔

اور صفات اسے کہتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کا محتاج ہو جیسے رنگ، بو، مزہ وغیرہ۔

www.waseemziyai.com

اور ذات عرف معقولیاں میں جوہر کو کہتے ہیں۔

اور صفت کو عرض کہتے ہیں۔

پھر ذات بھی دو قسم پر ہے۔

ایک جسم۔

دوسرا روح۔

جسم وہ ہے جو ایک مقدار اور ایک شکل معین رکھے اور وہ اپنی مقدار و شکل کو کبھی نہ چھوڑے۔

اور روح چونکہ مقدار و شکل معین نہیں رکھتی۔

اسی وجہ سے اشکال مختلفہ اور مقدار متفاوتہ میں ظاہر ہوتی ہے۔

اور جسم کی بھی دو قسم ہیں۔

علوی اور سفلی۔

پھر علوی بھی بہت سی قسم رکھتا ہے۔

جیسے عرش، کرسی، سدرۃ المنتہیٰ، لوح، قلم، معدن بہشت معدن دوزخ اور ستارے ثوابت و سیارے اور ہفت آسمان۔

ایسے ہی سفلی بھی دو قسم ہے۔

بسیط جیسے عناصر اربعہ، زمین، پانی، ہوا، آگ ہے۔

دوسرے مرکب یہ بھی دو قسم پر ہے۔ اس لئے کہ یہ تمام عناصر سے مرکب ہے۔ بعض مرکب ہے بعض عناصر سے۔

پہلی قسم کو ناقص کہتے ہیں اور دوسری قسم کو تام۔

مرکب تام منحصر تین عالم پر ہے۔

عالم معادن، عالم نباتات، عالم حیوان۔ پھر یہ ہر ایک بہت سے عالموں پر مشتمل ہیں۔ ان کی تفصیل موجب تطویل ہے۔

اور مرکب ناقص بھی تین قسم پر ہے۔

بخار: یعنی آب و ہوا۔

غبار: یعنی خاک و ہوا۔

دخان: یعنی آگ و ہوا۔

ان تینوں سے بھی بہت سے عالم پیدا ہوتے ہیں۔

چنانچہ خالص غبار سے بہت سے بگولے بنتے ہیں اور ان کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

اور بخار سے بارشیں ہوتی ہیں اور جب بخار بہت بلندی پر چلا جاتا ہے تو سردی سے منجمد ہو کر ژالہ اور برف بن جاتا ہے۔

اور دھواں جب بلندی پر پہنچ جاتا ہے تو برق اور صاعقہ اور شہاب اور ستارہ دمدار اور بہت سی صورتوں میں متشکل

www.waseemziyai.com

ہوتا ہے۔

ایسے ہی بخار اور دخان جب منعکس ہو کر زمین میں محبوس ہو جاتا ہے تو زمین کو ہلا دیتا ہے۔ اسے زلزلہ کہتے ہیں۔

اور جب بخار زمین میں محبس ہو جاتا ہے اور ہوا کی قوت سے باہر آتا ہے تو چشمے جاری کر دیتا ہے۔

اور اگر بخار لطیف مائیں ہو اور ارض سردی کی وجہ سے منجمد ہو کر زمین پر گرتا ہے وہ شبنم کہلاتا ہے۔

اور اگر وہی بخار لطیف منجمد شدہ فضا میں پراگندہ ہو جائے اسے صقیع کہتے ہیں جس کا نام کہر ہے۔

اور بعض ملکوں میں بخارات لطیفہ منجمد ہو کر برنگ شعر سفید و سرخ زمین پر برس پڑیں تو اسے ژالہ اور آبگینہ خشک اور سن اور شیر خشت کہہ دیا جاتا ہے۔

یہ ہیں مختصر اقسام مرکب یا قص کے۔

اور یہی بخارات مختلف طرق عادت عجیب و غریب چیزیں پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں کتب عجائب مخلوقات میں اس کا مطالعہ کریں۔

اور روح یا محض نیک ہے اسے فرشتہ کہتے ہیں۔

یا خالص بد اور خبیث ہے اسے شیطان کہتے ہیں۔

یا مخلوط نیک و بد میں ہیں یہ دو قسم پر ہیں جنہیں جن یا ارواح بنی آدم کہتے ہیں۔

اور فرشتے بھی تین قسم پر ہیں۔

اول وہ فرشتے جو اجسام سے متعلق ہیں خواہ وہ اجسام علوی سے متعلق ہوں جیسے عاملان عرش اور خازنان کرسی اور واردغبائے بہشت و دوزخ اور ساکنان سدرۃ المنتہیٰ اور عمادران بیت المعمور اور کشیدن ستارہا اور محرکان سماوات اور دربانان سما۔

دوسرے وہ فرشتے جو اجسام سفلی سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ جو ابر و باد سے مربوط ہیں اور ہر قطرہ باراں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور دریا اور پہاڑ اور اشجار و بنی آدم پر موکل ہیں اور ان کے اعمال و ارادات و عزیمتوں کے ساتھ موکل ہیں۔ اسماء الٰہی اور عزیمت خوانان اور زکوٰۃ دہندگان سے ارتباط رکھتے ہیں۔

ایک قسم ان ملائکہ کی ہے۔

جو عبادت الٰہی میں مستغرق ہیں ان کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمانوں میں ان کی وجہ سے ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں ہے اور یہ تمام فرشتے آسمانوں میں قیام اور رکوع اور سجود میں ہیں۔

تیسری قسم ان ملائکہ کی ہے۔

جو مقربین خاص ہیں۔ ان کے سپرد تدبیر عالم ہے مثلاً وحی لے کر انبیاء کرام علیہم السلام پر آنا، احکام شرعیہ پہنچانا، ایصال رزق و دولت اور بندوں پر تصرف کرنا، کسی کو اٹھانا کسی کو ملک دینا، دولت بڑھانا گھٹانا قبض روح کرنا۔

اور چار فرشتے ان پر حاکم ہیں جنہیں رسول ملائکہ کہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

ہوتا ہے۔

ایسے ہی بخار اور دخان جب منعکس ہو کر زمین میں محبوس ہو جاتا ہے تو زمین کو ہلا دیتا ہے۔ جسے زلزلہ کہتے ہیں۔

اور جب بخار زمین میں محتبس ہو جاتا ہے اور ہوا کی قوت سے باہر آتا ہے تو چشمے جاری کر دیتا ہے۔

اور اگر بخار لطیف مابین سماء و ارض سردی کی وجہ سے منجمد ہو کر زمین پر گرتا ہے وہ شبنم کہلاتا ہے۔

اور اگر وہی بخار لطیف منجمد شدہ فضا میں پراگندہ ہو جائے اسے صقیع کہتے ہیں جس کا نام کہر ہے۔

اور بعض ملکوں میں بخارات لطیفہ منجمد ہو کر برنگ شکر سفید و سرخ زمین پر برس پڑیں تو اسے ترنجبین اور انگبین خشک اور من اور شیر خشت کہہ دیا جاتا ہے۔

یہ ہیں مختصر اقسام مرکب ناقص کے۔

اور یہی بطریق خرق عادت عجیب و غریب چیزیں پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں کتب عجائب المکلوقات میں اس کا مطالعہ کریں۔

اور روح یا محض نیک ہے اسے فرشتہ کہتے ہیں۔

یا خالص بد اور خبیث ہے اسے شیطان کہتے ہیں۔

یا مختلط نیک و بد میں ہیں یہ دو قسم پر ہیں جنہیں جن یا ارواح بنی آدم کہتے ہیں۔

اور فرشتے بھی تین قسم پر ہیں۔

اول وہ فرشتے جو اجسام سے متعلق ہیں خواہ وہ اجسام علوی سے متعلق ہوں جیسے حاملان عرش اور خازنان کرسی اور داروغہائے بہشت و دوزخ اور ساکنان سدرۃ المنتہیٰ اور مجاوران بیت المعمور اور کشیدن ستارہا اور محرکان سماوات اور دربانان سما۔

دوسرے وہ فرشتے جو اجسام سفلی سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ جو ابر و باد سے مربوط ہیں اور ہر قطرہ باراں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور دریا اور پہاڑ اور اشجار و بنی آدم پر موکل ہیں اور ان کے اعمال و اوراد اور عزیمتوں کے ساتھ موکل ہیں۔ اسماء الٰہی اور عزیمت خوانان اور زکوٰۃ دہندگان سے ارتباط رکھتے ہیں۔

ایک قسم ان ملائکہ کی ہے۔

جو عبادت الٰہی میں مستغرق ہیں ان کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمانوں میں ان کی وجہ سے ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں ہے اور یہ تمام فرشتے آسمانوں میں قیام اور رکوع اور سجود میں ہیں۔

تیسری قسم ان ملائکہ کی ہے۔

جو مقربین خاص ہیں۔ ان کے سپرد تدبیر عالم ہے مثلاً وحی لے کر انبیاء کرام علیہم السلام پر آنا، احکام شرعیہ پہنچانا، ایصال رزق و دولت اور امداد و تصرف کرنا، کسی کو اٹھانا، کسی کو ملک دینا، دولت بڑھانا گھٹانا، قبض روح کرنا۔

اور چار فرشتے ان پر حاکم ہیں جنہیں رسول ملائکہ کہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

وہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام ہیں۔
ان کے لشکر و اعوان اسی قسم میں داخل ہیں۔
اور ان کے حالات و مقدار سوائے رب العزت تبارک وتعالیٰ اور بعطائے الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہیں جانتا وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔
اور اس کے علاوہ بھی بہت سے عالم ہیں مثل مکان، زمان، کم، کیف، وضع اور نسبت جہت وغیرہ ان کی تعریف کتب متداولہ حکمت میں موجود ہیں۔
مختصر یہ کہ جو ان پر احاطہ اور ان کے احوال پر عبور چاہے اسے تفسیر رب العالمین پر غور کرنا چاہئے ہم نے یہاں مختصر عرض کر دیا ہے۔
اب الرحمٰن الرحیم سے جو متعلق ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں
حقیقت رحمت حق باری تعالیٰ میں ایصال خیر و دفع شر ہے
اور رحمت حق تعالیٰ شانہ کی دو قسم ہیں
ایک رحمت ذاتی دوسری رحمت صفاتی
پھر ذاتی کی دو قسم ہیں عام اور دوسرے خاص
عام تو وہ رحمت ہے جس کا افاضہ ہر موجود کے لئے ہے
اور خاص یہ کہ جسے استعداد تقرب الی اللہ بخش دی جائے اسے اس کے لئے مخصوص کر لیا جاتا ہے
ایسے ہی صفاتی بھی دو قسم پر ہے یعنی عام اور خاص
عام تو یہ ہے کہ ہر موجود کو اس کی صفات سے جتنا اس کے لائق ہو اسے دیا جائے
اور خاص یہ کہ ہر موجود کو کچھ دے کر اس کے ذریعہ دوسروں پر فضیلت بخشی جائے
اس تفصیل کے بعد معلوم ہوا کہ بسم اللہ میں رحمٰن و رحیم فرما کر
الحمد میں دوبارہ رحمٰن و رحیم فرمانا محض تکرار نہیں ہے بلکہ بسم اللہ میں رحمٰن و رحیم ذاتی ہے
اور الحمد میں رحمٰن و رحیم صفاتی ہے
اور ذاتی کی دو قسم ہیں عام اور خاص یہ دلالت کرتی ہیں بسم اللہ کے دو اسم رحمٰن و رحیم پر
اور صفاتی کی بھی دو قسم ہیں عام اور خاص یہ دلالت کرتی ہیں الحمد کے مذکورہ دو اسموں رحمٰن و رحیم پر
بعض نے کہا کہ ذکر رحمٰن و رحیم بسم اللہ میں
برائے تسکین مصیبت ہے کہ اسم اللہ کے ساتھ ہمت مضبوط کرے اور دل کو یہ نام مدہوش کر دے۔
اور الحمد میں بندوں کو امیدوار بنانے کے لئے اسم رحمٰن و رحیم لایا گیا تاکہ مالک یوم الدین کے خوف سے بے تاب نہ ہو اور آئندہ کلام میں عبادت مذکور ہے جو بندہ پر لازماً شاق ہے تو قائد رجا اور سائق خوف ساتھ دے دیا۔ کہ ہر مقام خوف و رجا پر یہ دو اسم رحمٰن و رحیم ساتھ رہیں کہ ایک تسکین مصیبت عوام کرے اور عوام کو امیدوار بنائے اور دوسرا اسم رحیم برائے

www.waseemziyai.com

خواص ہے۔

اور ایک روایت ہے کہ ظہور عالم کی ابتداء رحمت عام و خاص کے ساتھ ہوئی اور اس کی انتہاء بھی رحمت کے ساتھ ہے۔

چنانچہ بسم اللہ میں بشارت ابتداء رحمت کی ہے اور الحمد میں انتہاء رحمت پر ہے۔

اور ایک قول ہے کہ رحمن لفظ میں خاص ہے اور معنی میں عام اس لئے کہ یہ وصف سوائے ذات واجب تعالیٰ شانہ کسی غیر کے لئے نہیں ہوتا اگرچہ خالقیت و رزاقیت اور منفعت رسانی کے جو ہر قسم کے موجودات کو شامل ہے تو باعتبار معنی یہ عام ہے مگر باعتبار لفظ خاص۔ برخلاف رحیم کے کہ وہ لفظ میں عام ہے لیکن معنی میں خاص ہے اس لئے کہ مخلوقات کو اس وصف سے متصف کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں فلاں رحیم ہے کہ لطف و توفیق کو مدلول اسی اسم کا ہے مومنین کے لئے مخصوص ہے۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رحمٰن میں اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے کہ وہ مکان سماوی پر رحمٰن ہے اور رحیم میں اشارہ اللہ تعالیٰ کی اس نزول رحمت کی طرف ہے جو اہل زمین پر وہ فرماتا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رحمٰن وہ ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے دے اور رحیم اسے کہتے ہیں کہ جب اس سے سوال نہ کیا جائے تو غضب فرمائے۔

بعض نے کہا کہ دنیا و آخرت میں جتنے آثار رحمت ہیں وہ اسم رحمٰن کے مقتضیات سے ہیں اور دفع بلا و آفات دارین بمقتضائے رحمت رحیم ہے۔

بہرحال رحمٰن سے کمال رحمت کا اظہار ہے کہ جس سے تمام بڑی نعمتیں اور کلیات و اصول منافع حاصل ہوتے ہیں اور رحیم سے ہلکی اور حقیر نعمتیں اور جزئیات و فروع حاصل ہیں اور یہ دو اسم اس لئے لائے گئے تاکہ بندہ بلند نعمتیں مانگتے ہوئے حقیر نعمتوں کے سوال پر نہ شرمائے۔

گویا دو اسم ظاہر فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہم سے جو مانگنا چاہو بے محابا مانگو اور بڑی نعمتیں طلب کرتے ہوئے حقیر نعمتیں مانگنے پر وہم نہ کرو کہ اس رحمٰن سے ہلکی چیز مانگنا بے ادبی ہے۔

یہ بندہ کی جبلت ہے کہ بڑی چیزیں دے۔

اور ہلکی چیزوں کے سوال پر خشمگیں ہو جائے۔

ایک روایت ہے کہ کسی شخص نے دربار شاہی میں معمولی سوال کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سزا دی جائے کہ اس نے ہمارے حضور معمولی چیز کا سوال کیا۔ ایسا سوال تو اسے کسی معمولی آدمی سے کرنا تھا۔ اس نے ہماری توہین کی ہے۔

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی شان ارفع و اعلیٰ ظاہر فرماتا ہے

بندہ ہم سے جو مانگے ہم اسے ضرور دیں گے۔ اگر زندگی، قوت، شنوائی، بینائی، فرزند و زن مانگے گا ہم اسے دیں گے اور اگر نمک چارہ پاپوش کپڑا طلب کرے گا تو وہ بھی ہم اسے عطا فرمائیں گے تو گویا اگر ایسی چیز طلب کرے گا جو ہمارے سوا دوسرا نہ دے سکے تو بھی ہم بخشیں گے۔

اور اگر ایسی چیز مانگے گا جو بندہ بندہ سے طلب کرے تو بجائے ہم وہ بھی اسے عطا فرمائیں گے۔ مثلاً تشخیص مرض اور معالجہ و دوا کے ساتھ متعین کرنا، یا روزینہ مانگنا اور امور معاش میں یا معاد میں مدد طلب کرنا یہ سب ہم سے مانگ سکتا ہے حاجت کہ

www.waseemziyai.com

یہ کام بندہ بندہ سے بھی کرا سکتا ہے۔

گویا یہ فرمایا کہ ہم رحمٰن ہیں تو نے گندہ نطفہ ہمارے سپرد کیا۔

تو ہم نے تجھے مرد خوش قامت نیک منظر بنا کر تجھے عطا فرمایا اور سوکھا دانہ ہمارے سپرد کیا ہم نے اسے اپنی رحمت سے شاخ بابرگ و بار کر کے تجھے دیا۔ تو نے ناقص طاعت ہمارے پیش کی ہم نے اس کے بدلے بلند کوشک حور و قصور اشجار و انہار کے ساتھ عطا فرمائے۔

اور ہم رحیم بھی ہیں کہ جو کچھ تو ماں باپ خاوند اور مالک استاد اور پیر طبیب و عطار سے آقا و مربی سے حاصل کر سکتا تھا ان کا ہم سے امیدوار ہو تو وہ بھی ہم تجھے بخش دیں گے۔

یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ

جب اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے اور اس کے مقتضیات وہ ہیں جو بیان ہوئے تو پھر اس نے کس لئے اشیائے قبیحہ پیدا فرمائے اور افعال مذموم کیوں خلق کئے اور اخلاق رذیہ اور ہموم و غموم اور افکار و حاجات جو تخلیق فرمائے یہ کہاں رحمٰن و رحیم کے مقتضیات سے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ نہیں بلکہ کوتاہ نظری ہے۔

کہ مذکورہ اشیاء کو خلاف شان رحمٰن و رحیم سمجھا گیا اور صفت رحمٰن و رحیم کے مخالف جانا ایسے معترض کو سمجھنا چاہئے کہ اگر پدر مشفق اپنی اولاد کو تادیباً مارے تو یہ مارنا بہ اقتضائے رحمت ہے اگرچہ بظاہر یہ تادیب عذاب کی صورت میں ہے مگر بچہ پر عین رحمت ہے۔

اگر بچہ کو باپ صبح ہی پکڑ کر اسے استاد کے سپرد کرے جو بظاہر نہایت خشمگیں اور بے رحم ہے تو یہ سپرد کرنا عین رحمت ہے اس لئے فرمایا کہ والدین کے حق میں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾۔ (اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی) دعا کیا کرو۔

اگر بچے کو ایام تعلیم میں کھیل کود سے روک کر تعلیم دی جائے اور چھٹی کے روز جمعہ کو اسے نائی کے سپرد کر کے بال ترشوائے جائیں۔ گرم پانی سے غسل کرا کر میلے کپڑے اتار کر صاف پہنائے جائیں تو اگرچہ بظاہر بچہ پر یہ ظلم ہے کہ اسے کھیلنے سے روکا، آزادی سے گلگشت نہ کرنے دی، ہم چشموں میں آوارہ گردی سے باز رکھا لیکن اس نگہداشت اور تربیت کا نتیجہ جب اس پر روشن ہوتا ہے تو وہ صمیم دل سے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ کہہ کہہ کر والدین کے حق میں دست بدعا ہوتا ہے۔

ایسے ہی اگر احیاناً بچہ کو تخمہ ہو جائے اور بدہضمی سے اس کے معدہ میں زہر طعام پھیل جائے تو والدین اسے آب و دانہ سے روکتے اور ادویہ بدذائقہ کھانے کو مجبور کرتے ہیں تاکہ اس مرض سے وہ بچہ نجات پا کر جسیم و توانا ہو جائے۔ یہ سب صورتیں بظاہر عذاب ہیں مگر حقیقتاً عین رحمت ہیں۔

مَنْ لَمْ يُؤْدِبْهُ الْآبَوَانِ أَدَّبَهُ الْمَلَوَانِ (جسے ماں باپ ادب نہ سکھائیں اسے زمانہ ادب سکھاتا ہے) البتہ ناقص العقل بچہ ایام طفولیت میں اس تادیب کو عذاب سمجھتا ہے مگر کچھ بوجھ سیانی ہونے پر وہ والدین کا شکر گزار ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اس بناء پر اس رحمن ورحیم نے فرمایا عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۔ (ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)۔

یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ دنیا و آخرت میں مخلوق پر جو کچھ ہوتا ہے۔

اس کی چار قسمیں ہیں۔

اول یہ کہ اسے جو چیز ملی وہ نافع بھی ہے اور ضروری بھی۔ جیسے سانس کہ اگر ایک لمحہ کے لئے بند ہو جائے تو زندگی ہی ختم ہو جائے۔

یا معرفت الٰہی کہ آخرت میں اگر ایک لحظہ کے لئے دل سے زائل ہو جائے۔ تو مستوجب عذاب ابدالآباد بنا کر رکھ دے۔

دوسری قسم یہ کہ نفع دیتی ہے مگر ضروری نہیں جیسے مال دنیاوی اور کثرت علوم و معارف یا کثرت نوافل و طاعات کہ اس کا فائدہ آخرت میں ہے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ وہ ضروری ہے مگر نافع نہیں جیسے امراض شتی و آفات دنیا کہ یہ دنیا میں آتے ضرور ہیں لیکن ان کا نفع آخرت میں ہے دنیا میں نہیں۔

چوتھی قسم وہ ہے کہ وہ نافع بھی نہیں اور ضروری بھی نہیں جیسے تفاخر، غنا، تکبر کہ یہ اگر انسان میں ہو تو اس سے فائدہ بھی نہیں اور یہ ضروری بھی نہیں۔

اب مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

یہ فلسفہ ناقابل انکار ہے کہ مطیع و نافرمان موافق و مخالف محسن و بدخلق کے مابین بہ مقتضائے عدالت بین فرق ہے اور یہ فرق روز جزا کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اگر دنیا میں نیکوں کو نعمت و دولت اور عافیت دی جاتی اور بروں کو فقر و مصیبت اور محنت و مرض میں مبتلا کر دیا جاتا تو لوگ لازمی طور پر نیکی کی راہ قبول کرتے اور افعال مذموم سے بخوف مرض و محنت مجتنب رہتے اور حصول دولت و صحت و عافیت کے طمع میں سب نیک سے نیک ہوتے۔ لیکن ایمان و ایقان و اطمینان سے ان کا کوئی واسطہ نہ ہوتا اس کو تکلیف و محنت صعوبت و کربت کا خوف کار ہائے نیک کی طرف مضطرانہ صورت میں مجبور کرتا اور اعمال نیک اضطراری حالت میں بے اختیار ان سے ظہور میں آتے نہ کہ تعمیل حکم الٰہی سے وہ مائل بہ اعمال صالحہ ہوتے۔

اس لئے روز جزا کو روز عمل سے ممتاز فرمایا تاکہ

حقیقت تکلیف و معاد ہمارے فہم پر متحقق ہو۔

آیہ کریمہ میں قرأت متواترہ صحیحہ دو ہیں۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور ان دونوں قرأتوں پر پڑھنا اگرچہ درست ہے لیکن علمائے محققین نے ان میں سے ایک کو ترجیح دی ہے یعنی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ارجح بتائی ہے اور اس کی چند وجہ بیان فرمائیں۔

اول یہ کہ مالکیت مرد اور غیر مرد پر عام ہے اور ملک و شہنشہی خاص مردوں تک محدود ہے۔

www.waseemziyai.com

دوسرے یہ کہ مالک کو مملوک پر کمال قدرت حاصل ہے اگر وہ چاہے تو اپنے مملوک کو بیچ ڈالے اور جسے چاہے بخش دے برخلاف ملک و بادشاہ کے کہ اس کی قدرت صرف اور صرف رعایا پر ایا تک محدود ہوتی ہے اس لئے مالک یوم الدین ارجح ہے۔

تیسرے یہ کہ مالکیت کی نسبت ملکیت و بادشاہی سے قوی تر ہے اس لئے کہ مملوک و مملکیت مالک سے نکلنا ممکن نہیں برخلاف رعیت کے کہ وہ بادشاہ کا محکوم ہونے سے نکل سکتا ہے سلطنت بادشاہ سے نکل کر دوسری سلطنت میں چلا جائے تو اب وہ پہلے بادشاہ کی رعیت نہیں کہلائے گا گویا رعیت رہنا نہ رہنا باختیار رعیت ہوتا ہے۔

چوتھے یہ کہ مالک کا رتبہ مملوک سے افزوں تر ہوتا ہے اور بادشاہ کا رتبہ رعیت پر اس درجہ بلند نہیں ہوتا اس لئے کہ مملوک مالک کے حضور پست تر ہے رعیت سے۔

اور استیلاء قہر مالکیت میں جتنا عام ہے رعیت پر شاہی استیلاء اتنا نہیں اس لئے کہ غلام پر خدمت مالک واجب ہے اور رعایا پر واجب نہیں۔

دوسرے غلام بلا اذن مالک باختیار خود کسی کام کا مجاز نہیں برخلاف رعیت کے کہ اسے اپنے گھریلو معاملات میں اختیار ہے۔

تیسرے یہ کہ رعیت کا واسطہ ملک اور بادشاہ سے عدل و انصاف اور ہیبت اور سیاست تک ہے مگر غلام و مملوک کہ وہ اپنے مالک و مولا سے خوراک و پوشاک اور تربیت و رافت اور رحمت و حفاظت میں ہر حالت کے ساتھ مربوط ہے۔

تو قرأت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اقرب بہ امید ہے کہ بندہ اپنے مالک سے عفو و تربیت رافت و رحمت کا ہر حال میں امیدوار و محتاج مالک ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ اَكْسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اُكْسِكُمْ۔ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں روزی دیتا ہوں وہ شکم سیر ہے لہٰذا مجھ سے رزق طلب کرو تا کہ میں تمہیں روزی عطا کروں۔ اے میرے بندو تم سب برہنہ ہو مگر جسے میں کپڑا پہنا دوں تو تم مجھ سے ہی کپڑا مانگو تا کہ میں تمہیں کپڑا پہناؤں۔

بادشاہ وہ ہے جو اپنے موجودہ لشکر پر نگرانی رکھتا ہے اور ضعیف و شکستہ حال اور مریض و عاجز کو دیکھتا ہے تو خبر گیری کرتا ہے۔

اور مالک حاضر و غائب اپنے بندوں، غلاموں، ضعیفوں، مریضوں، بڈھوں پر انتہائی رحمت فرماتا ہے اور ان کے علاج میں مدد کرتا ہے۔

تو مالک کا رتبہ بادشاہ کے مرتبہ سے افزوں ہے ویسے بھی اگر

دیکھا جائے تو مالک میں ملک سے ایک حرف زائد ہے تو مالک کی بخشش بھی ملک سے افزوں تر ہے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ بروز قیامت بہت سے بادشاہ ہوں گے جو اپنی اپنی حالت میں گرفتار ہوں اور اس دن کوئی مالک نہ ہو سوا ایک مالک الملک ذوالجلال والاکرام کے۔

www.waseemziyai.com

تو مالک یوم الدین کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ مالک علی الاطلاق ہے قیامت کے دن کا کہ بادشاہ اور غلام آزاد اور احرار سب اس کے زیر حکم ہوں گے اور مالک الملک اسماء حسنیٰ میں بھی اسم الٰہی ہے اور ملک الناس بھی حقیقتاً اسی ذات واحد کا اسم ہے جیسا کہ سورۃ الناس میں مذکور ہے۔

اب یَوْمِ الدِّیْنِ کے متعلق بھی سمجھنا ضروری ہے۔

عرف عربی میں یوم کہتے ہیں ابتداء طلوع سے غروب تک کو اور شرعاً یوم کا اطلاق طلوع صبح صادق سے غروب تک پر ہے۔

اور کبھی روز کا اطلاق مطلق وقت پر بھی ہوتا ہے خواہ وہ دن ہو یا رات مہینہ ہو یا سال جیسے کہتے ہیں روز صفین ایسا ایسا ہوا یوم خندق یہ یہ ہوا۔ حالانکہ یہ ایک دن کا واقعہ نہیں بلکہ مہینے اور شب و روز کا واقعہ ہے تو ثابت ہوا کہ یَوْمِ الدِّیْنِ ایک دن نہیں بلکہ اس کی مدت نفخہ ثانیہ سے لے کر جنت دوزخ میں داخل ہونے تک کی ہے اس میں بہت سے وقائع اور کافی حالات واقع ہوں گے۔

اب یہ ذہن نشین کرنا بھی ضروری ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں دو مضمون ہیں۔

اول مضمون حمد و ثناء جو بندہ کی زبان سے جناب الٰہی میں عرض کیا گیا۔

دوسرا خواہش مطلب کہ بعد از القاب حمد و ثناء بندہ کرتا ہے۔

اور اس سورۂ مبارکہ میں پانچ نام اسماء حسنیٰ مذکور ہیں۔

اللہ، رب، رحمٰن، رحیم، مالک یوم الدین۔ یہ پانچوں نام اپنے مفہوم میں ارتباط کامل رکھتے ہیں اور سب مرادف اسم دیان ہیں۔

اس لئے کہ حمد باعتبار کمال ذاتی واجب تعالیٰ شانہ کی اس لئے کی گئی کہ لفظ اللہ کا مقتضی ہے دوسرے باعتبار افاضہ وجود و توابع وجود یہ مفاد ہے اسم رب کا۔

تیسرے باعتبار نعمت میسر اسباب معاش اور دنیا میں زندہ رہنا رحمٰن سے مفہوم ہوتا ہے۔

چوتھے باعتبار توفیق اصلاح معاد مضمون رحم ہے۔

پانچویں نعمت جزا پر ترتب اکمال حمد و شکر پر لِمٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہے۔

دوسرے پہلو سے یہ بھی واضح ہے کہ عبادت مقتضائے الوہیت ہے اور استعانت بمقتضائے ربوبیت ہے اور طلب ہدایت بمقتضائے رحمانیت ہے اور استقامت بمقتضاء اسم رحیم ہے اور یہ پانچ انعام بمقتضائے مالکیت ہیں۔

اب اِیَّاكَ نَعْبُدُ کے متعلق عرض ہے۔

عربی زبان میں تقدیم مفعول مفید اختصاص ہے جیسا کہ آیہ کریمہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم سوا تیرے کسی کی عبادت نہیں کرتے اور یہاں لفظ نعبد سے یہ اختصاص مفہوم نہیں ہوتا بلکہ وجہ اختصاص عبادت اس ذات پاک سے یہ ہے کہ حقیقت عبادت غایت تذلل ہے جو نہایت تعظیم کے لئے کی جاتی ہے۔

تو یہ عبادت اور تعظیم اگر تسخیر اً ہے یا تمسخر تو یہ عبادت اظہار تذلل کے لئے نہیں ایسے ہی اگر تذلل اضطراراً ہو تو وہ بھی

www.waseemziyai.com

عبادت نہیں اور اسے محسوب بعبادت نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ تسخیر تمسخرا یا اضطرارا جو عبادت ہوگی وہ بداہتہً کسی کے لئے مسلم نہیں ہوگی جب تک کہ وہ عبادت ایسے ہو کہ اپنے منعم کی طرف سے نعمت حاصل کر کے اظہار شکر کے لئے ادا کرے اور ایسا منعم حقیقی سوا اس ذات واجب تعالیٰ شانہ کے اور کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بندہ کے لئے تین حال ہیں۔

ماضی، حال، مستقبل۔

ماضی بندہ کی یہ ہے کہ وہ معدوم محض تھا اسے اس کے منعم حقیقی نے کتم عدم سے منصۂ شہود پر لا کر شرف وجود سے مشرف فرمایا جیسا کہ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝ ہم نے تجھے پیدا کیا۔ حال آنکہ پہلے تو کچھ بھی نہ تھا۔

نطفہ کی صورت میں جب تو مردہ تھا تو تجھے زندہ کیا وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۔ پھر زندہ ہو کر بھی جاہل تھا تو تجھے علم دیا اور اسباب علم حواس وعقل تجھے بخشے کما قال اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۔

اور زمانہ حال بندہ کا یہ ہے کہ اس کی حاجتیں حد سے زیادہ ہیں جو ابتدائے عمر سے آخر عمر تک اگر خیال کیا جائے تو اس کی گنتی نہیں اور پھر باوجود تقصیرات ومعاصی جو دمبدم اس سے سرزد ہوتی ہیں اس کا فضل واحسان منقطع نہیں ہوتا۔

اور مستقبل بندہ کا یہ ہے کہ موت کے وقت سے حشر ونشر تک محافظت عذاب وعقاب کی امید صرف اور صرف جناب رحمٰن ورحیم سے توقع رکھتا ہے۔

بہر حال بندہ کو سوائے ذات رحمٰن ورحیم کوئی بچاؤ وپناہ کسی حال میں احوال ثلاثہ سے نہیں۔

تو بندہ کی عبادت کا وہی مستحق ہے نہ کہ کوئی اور

جو کچھ عالم میں ہے دیدہ وشنیدہ ہے یا ہر وہ چیز جس سے انتفاع حاصل ہو وہ بتمامہ قبل از وجود تھا نہ بعد از موت ہوگا۔ مثل آفتاب وماہتاب اور دریا اور زمین اور پہاڑ کے یہ زمان ماضی میں نفع دیتی ہے اگرچہ ہمیں نہیں تو ہمارے آباؤ اجداد کو زمان ماضی میں دیتی رہی اور زمان حال میں دے رہی ہے اور زمانہ آئندہ میں دے گی اور ارواح طیبہ سے جو نفع ہوتا ہے یہ سب کچھ اس وقت واجب تعالیٰ شانہ سے ہے۔

لہٰذا اس صورت میں بھی وہی مستحق عبادت ہے۔

اسی وجہ سے ارشاد ہے وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (اور تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے ساتھ کیا مناسبت ہے کہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے بعد اِيَّاكَ نَعْبُدُ لایا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کے تین درجے ہیں۔

اول یہ کہ عبادت ثواب کے لئے ہو کہ اس کے بدلے میں حور وقصور جنات وانہار ملیں گے تو یہ عبادت درحقیقت ایک مزدوری ہے کہ محنت کے بدلے میں مال حاصل ہو۔ اس لئے کہ عاقل خوب سمجھتا ہے کہ دنیا کی انعم واطعمہ اور امتعہ فانی اور محض فانی ہیں لیکن عوض اخروی ابدی ہے اور فانی کے مقابل ابدی لامحالہ افضل واشرف ہے لہٰذا عبادت کا بدلہ اخروی بہتر ہے۔

www.waseemziyai.com

دوسرے یہ کہ عبادت خوف عذاب وعقاب سے ہو اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کی تعداد بعض روایات سے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے سب نے اعلان فرمایا اور قاطبۃً بتایا کہ اگر بندے عبادت الٰہی نہ کریں گے تو مستوجب عقاب و عذاب ہوں گے اور جبکہ محض ایک صادق وامین کی خبر مفید یقین ہوتی ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کی خبر پر کیونکر احتمال شک ہوسکتا ہے۔

لیکن یہ عبادت بھی مثل اطاعت غلام وکنیز کے ہے کہ خوف سزا سے ناچار خدمت مولا و مالک کرتے ہیں اور امید انعام و اکرام رکھتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ بندہ کی عبادت محض مشاہدۂ جمال جمیل کے لئے ہو یہ عبادت پہلے دو درجوں سے نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔

چنانچہ اسی عبادت پر ہمیں حضور ﷺ نے فرمایا تَعْبُدُ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے) اور اس قسم کی نماز کی نیت بھی یہ ہے کہ اُصَلِّیْ لِلّٰهِ وَالثَّوَابُ لِلّٰهِ وَالْخَلَاصُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ (میں اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہوں اور اس کا ثواب بھی اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے عذاب سے نجات بھی)

چنانچہ یہ عبادت کرنے والا عابد حالت سکر میں والہانہ کہہ گیا۔

امروز چوں جمال تو بے پردہ ظاہر است درحیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

تو ثابت ہوا کہ چونکہ ہر سہ مرتبہ والی عبادت کا تعلق روز جزا سے ہے لہٰذا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کو اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے ساتھ مرتب ہونا ضروری تھا۔ ایک واقعہ ہے جس سے ہمارے دعویٰ کی مکمل تائید ہوتی ہے۔

ایک شخص نامی گرامی پہلوان تھا۔ اس کی کشتی کسی کمزور آدمی سے مقرر ہوگئی جب دونوں اکھاڑے میں اتر کر کشتی کرنے لگے تو کسی نے اس پہلوان سے کہا تجھے معلوم بھی ہے تو کس سے کشتی کر رہا ہے۔ اس نے حیرت سے دریافت کیا لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ فلاں استاد ہے۔

یہ سنتے ہی وہ قوی الجثہ پہلوان گر گیا اور اس سے کشتی ہار گیا۔

تو جب ایک قوی الجثہ پہلوان پر ایک استاد پہلوان کا نام یہ رعب طاری کر سکتا ہے تو اس قوی ومتین کا نام کس درجہ موجب خشیت واجلال ہوگا۔

دوسرے یہ کہ بندے نے جب رحمٰن ورحیم کا نام سن لیا تو اس کی برکت سے ایک قوت اسے حاصل ہوگئی۔ جس نے ثقل عبودیت اس سے ہلکا کر دیا جیسے کسی سے جب زور کا کام لیا جاتا ہے تو اول اسے یاقوتی یا غذائے مقوی دیتے ہیں تاکہ اس کی غذائے لطیف اسے اس کا ثقل کو ہلکا کر دے۔

ایسے ہی جب نام الٰہی قبل از عبادت زبان پر لیا گیا تو بندہ کو حضور معنوی حاصل ہوگیا اور جیسے عاشق کو حضوری محبوب کے بعد کوئی کلفت نہیں رہتی ایسے ہی جمال جہاں آراء محبوب کے تصور سے عابد پر بھی کوئی بار نہیں رہتا چنانچہ ارشاد ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ (پرہیزگاروں کو جب کوئی شیطانی وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں)

www.waseemziyai.com

بنا بریں بندہ کو چاہئے کہ قبل از عبادت بھی اپنے معبود کا نام یاد کرے اس بناء پر اللہ اکبر تکبیر تحریمہ میں پکارا جاتا ہے تا کہ شیطان اس کی عبادت میں کسی غفلت کا نقصان نہ ڈالے اور وہ عبادت بحضور قلب ادا کرے۔

اب یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ عبادت کنندہ ایک ہوتا ہے اور الحمد ایاک نعبد صیغہ جمع کے ساتھ کس لئے استعمال ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بندہ اپنی ناقص عبادت کو کاملوں کی عبادت میں مخلوط کر کے حضور اقدس میں پیش کرتا ہے تا کہ رحمٰن ورحیم اپنے کرم سے کاملوں کی کامل عبادت کے ساتھ اس کی ناقص بھی قبول فرمالے اور عبادت اولیاء رحمہم اللہ وانبیاء وملائکہ علیہم السلام کے ساتھ اس بندہ کی ناقص عبادت بھی قبول ہو جائے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ

اگر کوئی شخص دس چیزیں فروخت کرے ان میں بعض ناقص بھی ہوں تو خریدار کو لازم ہے کہ تمام کی تمام ہی لے اگر ناقص واپس کر کے اچھی چھانٹ لے تو یہ بیع کے خلاف ہے۔

تو بارگاہ اکرم الاکرمین سے تو یہ کسی طرح متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اپنے کرم سے سب ہی قبول کر لیتا ہے۔

می پذیرند بداں را بہ طفیل نیکاں رشتہ واپس نہ دہد ہر کہ گہرے گیرد

موتیوں کی لڑی لینے والا دھاگہ بھی موتیوں کے ساتھ قبول کر لیتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ موتی قبول کر کے دھاگہ واپس کر دے۔

دوسرے صیغہ جمع کے ساتھ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صفت بھی فرمائی گئی حالانکہ قانت وحنیف صرف وہی تھے جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا (بے شک ابراہیم ایک جماعت تھے اللہ کے فرمانبردار اور ایک رخ)

اور اگر ایاک اعبد فرمایا جاتا تو بھی مضمون صحیح ہو جاتا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور ایک نعبد میں یہ عبارت ہوتی ہے کہ میں بھی ایک بندہ ہوں تیرے بندوں میں سے اور یہ مضمون زیادہ مناسب اور قریب ادب ہے۔ اس میں تواضع زیادہ ہے۔

اب اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے متعلق عرض ہے۔

نَسْتَعِيْنُ صیغہ جمع متکلم استعانت سے ہے اور حقیقت استعانت طلب معونت ہے۔

اور طلب معونت ہر کام میں چار طرح کی جاتی ہے۔

اول اس امر کی مدد چاہنا کہ اس کام پر اسے قدرت حاصل ہو جائے۔

دوسرے جو کام کرنا چاہتا ہے اس میں آسانی ہو جائے۔

تیسرے جو کام کرنا ہے اس میں اتنی مدد حاصل ہو جائے کہ وہ کام نزدیک ہو جائے۔

چوتھے جو کام کرنا چاہتا ہے اس کی طرف اتنی رغبت ہو جائے کہ عقل وہوش اور شعور دست و پا سب اس میں مصروف ہو سکیں۔

تو اس کی تقسیم اس طرح ہے کہ

عقل وشعور اور دست و پا بخشنا ہے عبادت کے لئے یہ قسم اول سے ہے۔

www.waseemziyai.com

اور رفع موانع اور اشتغال و فراغ خاطر دینا دوسری قسم سے ہے۔

اور اس کے دوائی کو دل میں ڈالنا اور اس کا پسندیدہ ہونا نظر عقل میں اور لذت عبادت اور انشراح خاطر بڑھانا قسم سوم سے ہے۔

اور کسی مرشد کو انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کی طرف سے پیدا کر دینا تا کہ پند و نصیحت سے عبادت کی طرف میلان بڑھے یہ قسم چہارم سے ہے۔

اور یہاں اِيَّاكَ کو نَسْتَعِيْنُ پر مقدم کرنا بھی مفید حصر و اختصاص ہے جس کے صاف معنی ہوئے کہ الٰہی تیرے سوا میں کسی سے مدد نہیں لینا چاہتا۔

پھر یہ استعانت عبادت کے لئے خاص ہوگی یا عام ہوگی تو تمام امور دنیا و دین کے لئے ہوگی۔

اگر خاص ہے تو اس استعانت میں یہ سر ہے کہ عبادت اگرچہ ہر چند بندہ کے کسب و عمل سے ہے۔ مگر بندہ بہ سبب خواطر نفسانی یہ عمل کرتا ہے اور اس میں بندہ کو خالص عبادت کا شعور بغیر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے کارگر نہیں۔

اور عقل کا کام یہ ہے کہ انجام پر نظر رکھے اور جو کچھ انجام کار بہتر نظر آئے اسے اختیار کرے اگرچہ اول اول اس میں مشقت لازم ہو اور نفس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ فی الحال جو نفع دے اسے اختیار کیا جائے اور عواقب کار اس پر پوشیدہ رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عقل اور نفس کی خواہش میں کشاکش اور تنازع رہتا ہے۔

اور لشکر ہوا و ہوس غلبہ کر کے اسے ہلاکت قلب تک پہنچا دیتا ہے اس کا سد باب سوائے عون الٰہی ممکن نہیں۔

اور عبادت بندہ پر آسان نہیں ہوتی۔

جب تک عوائق رفع نہ ہوں اور وہ چار ہیں۔

دنیا، خلائق، شیطان اور نفس امارہ۔

اور یہ چاروں دفع ہوتے ہیں جب ان کے عوارض دفع ہوں اور عوارض کے دفع کرنے میں مصائب و خطرات اور ہموم و غموم لازم ہیں۔ ان سے بندہ بے پرواہ جب ہوتا ہے جبکہ عبادت میں ریا و سمعہ اور عجب نہ آئے اور یہ تمام اس وقت تک دفع نہیں ہوتے جب تک بندہ میں خوف و رجا اور اشتیاق مشاہدہ حق پیدا نہ ہو اور یہ چاروں کیفیت بغیر عون الٰہی متصور نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ارباب تحقیق نے عبادت کو وسیلہ فرمایا اور استعانت کو حاجب کہا۔ کمافی تفسیر عزیزی۔

اور ظاہر ہے کہ وسیلہ حاجت پر مقدم ہے۔

تو جب استعانت اتمام عبادت کے لئے ہے تو چونکہ ہر چیز کا اتمام بعد شروع کرنے کے ہوتا ہے بنا بریں استعانت بعد شروع عبادت ہی ضروری ہوئی تو اِيَّاكَ نَعْبُدُ مقدم اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کو مؤخر لانا بالکل صحیح اور درست ہے۔

گویا بندہ کا بارگاہ حق میں یہ عرض کرنا ہے کہ

الٰہی میں تیرے حکم کی تعمیل میں عبادت کرتا ہوں لیکن اس کا اتمام میرے ہاتھ میں نہیں۔ مبادا کوئی مانع یا عارض پیش آ جائے تو تجھ سے استعانت کرتا ہوں کہ اتمام کو تو ہی پہنچانے والا ہے اَلسَّعْيُ مِنِّي وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ (کوشش میرا کام

www.waseemziyai.com

اور پورا کرتا اللہ تعالیٰ کا کام) میرا عقیدہ ہے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ (مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے)

اور اگر یہ استعانت عام ہے امور دنیا و دین میں تو اس کی وجہ اختصاص یہ ہے کہ جو اپنے غیر کی اعانت کرتا ہے تو اس کا منشا کار یہ ہے کہ اس کے دل میں داعیہ اعانت اس کے غیر کی ڈالتا ہے اور یہ فعل سوائے ذات واجب تعالیٰ شانہ کوئی نہیں کر سکتا۔

تو گویا بندہ بارگاہ الٰہی میں عرض پرواز ہے کہ الٰہی میری مدد سوائے تیرے کوئی نہیں کر سکتا مگر جس کو تو میری مدد کرنے کی اجازت فرما دے تو اسے جب اسباب اعانت بہم ہوں گے اور تو اس کے دل میں میری اعانت کا جذبہ ڈال دے تو غیر بھی میری مدد کرے گا۔

تو میں تیرے ہی حضور وسائط قطع نظر کرتا ہوں اور غیر کی اعانت بھی میں بہ نظر حقیقت تیری ہی اعانت دیکھتا ہوں۔

اس اجمالی تقریر کی وضاحت یہ ہے کہ بندہ کو بظاہر کچھ قدرت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے اسے ملی ہے تو اس قدرت کو دیکھ کر بندہ گمان کرتا ہے کہ کسی فعل کا کرنا نہ کرنا میرے اختیار میں ہے۔ لیکن ترجیح فعل اس کے ترک پر ہرگز اس کی قدرت میں نہیں ہے۔

اس لئے کہ اگر کوئی مرجع بندہ کی جانب سے ہوگا تو اس کا مرجع بھی لازمی ہوگا۔

اور اس میں تسلسل لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے۔

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مرجع سوائے ذات واجب تعالیٰ کوئی نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ مخلوق اپنی مطلوبات طلب کرتی ہے۔ حال آنکہ اس کی قدرت میں عقل و شعور اور کوشش اور جدوجہد میں کوئی کسر نہیں رکھتا۔ مگر اکثر و بیشتر وہ تمام مساعی بیکار جاتی ہیں اور مطلوب حاصل نہیں ہوتا اور بعض کو حاصل ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ انسان انسان سے اپنی مطلب براری کے لئے مدتوں سعی کرتا رہتا ہے مگر جس سے اسے کام ہے وہ اسے قبول نہیں کرتا کہ اچانک اس سے اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

اس جگہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے دل کو بدلنے والا وہی مقلب القلوب ہے۔

جو غیب سے اس کے دل کی کنجی کھول دیتا ہے اور اسی سے کام کرا دیتا ہے جس سے یہ مایوس تھا۔

تو مومن کو چاہئے کہ اپنے ابنائے جنس کی اعانت کو بھی اللہ کی اعانت سمجھے۔

اور شائبہ شرک سے مجتنب رہے اور سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو اپنا عقیدہ بنائے کہ

نہ کس میدہد نہ کس میدہد خدا می دہد نہ خدا سے دہد

تو اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا مفہوم واضح و لائح روشن اور ظاہر و باہر ہو گیا۔

چنانچہ خلیل علیہ السلام کو جب نمرود لعین نے ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں ڈالا تھا تو جبریل علیہ السلام پہنچے اور عرض کیا کہ آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے تو فرمائیے۔ خلیل علیہ السلام نے فرمایا اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا۔ جبریل تجھ سے کوئی حاجت نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ پھر اپنے رب سے عرض کیجئے خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا عِلْمُهٗ بِحَالِيْ حَسْبِيْ مِنْ

www.waseemziyai.com

مُسوَالِیُ۔ وہ دانائے نہاں وآشکارا ہے میرے عرض کرنے کی وہاں ضرورت نہیں۔

یہی نقشہ خلیل مومن کے لئے ظاہر میں ہے کہ جب نیت کر لیتا ہے تو دونوں پیر چلنے سے حرکت کرنے سے بند ہو جاتے ہیں دونوں ہاتھ بند ہو جاتے ہیں کسی چیز کے پکڑنے سے معطل ہوتے ہیں حتیٰ کہ زبان بھی سوا قرأت اور ثناء کے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ گویا کہ اسباب طلب و ہرب بے کار ہوتے ہیں تو اس وقت تمام اسباب کو بے کار دیکھ کر بارگاہ الوہیت میں عرض پیرا ہوتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور یہاں سے سر تقدیم نعبد، نستعین پر واضح ہو جاتا ہے۔

اس سورۂ مبارکہ میں دو مقام ہیں۔

ایک مقام معرفت ربوبیت دوسرا مقام معرفت عبودیت جب یہ دو مقام جمع ہو جاتے ہیں بندے کا معاملہ خدا تعالیٰ سے تمام ہو جاتا ہے۔

پھر اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ جلوہ گر ہوتا ہے۔

ابتداء سورت سے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تک مقام ربوبیت ہے۔

اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ بیان ابتداء مقام عبودیت ہے۔

اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں بیان کمال عبودیت ہے اور جب ہر دو جانب سے عہد پورا ہو گیا تو اس پر ثمرہ مترتب ہو گیا اور حسب موقع یہ بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عبادت و استعانت میں مشرکین اور اہل اسلام کے مابین کیا اختلاف ہے۔ وہ اختلاف یہ ہے کہ وہ اجسام معدنیہ کو پوجتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں جیسے پہاڑ، سیم و زر اور نباتات میں پیپل، تلسی اور روحانیت میں دیو، بھوت، جن، ملائکہ کو پوجتے ہیں اور انہیں اپنا مربی جانتے ہیں۔

حتیٰ کہ حرارت و برودت، رطوبت و یبوست کو بھی ایک روح سمجھتے ہیں اور اس سے استعانت کرتے ہیں اور چونکہ ارواح نظر سے مخفی ہوتے ہیں تو ان کی صورت اور تمثال بنا کر اسے پوجتے ہیں۔ اس کے آگے تفرع کرتے ہیں بعض وہ ہیں کہ افراد انسانی سے کامل ہستیوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

بعض وہ ہیں کہ اجسام بسیطہ کو خواہ وہ سفلی ہوں جیسے آگ کو مجوس آتش پرست اسے معبود اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ لطیف اور نورانی ہے لہٰذا معبود ہے۔

بعض آفتاب و ماہتاب کے پرستار ہیں بعض ستاروں کے پجاری ہیں بعض نور و ظلمت کے پجاری ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے مقابل اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا عقیدہ پیش فرمایا اور بتایا کہ عبادت و استعانت از غیر جس میں غایت تذلل اور نہایت تعظیم ہو وہ دین حنیف میں جائز نہیں بلکہ مخصوص بحضرت حق تعالیٰ شانہ ہے۔

لیکن وہ تعظیم و تکریم جو مادر و پدر استاذ و مرشد اور آقا و حاکم کے ساتھ ہوتی ہے وہ یہ سمجھ کر کی جاتی ہے کہ یہ مظاہر انعام حق ہیں۔ ان کی تعظیم و تکریم میں غایت تذلل و تعظیم متحقق نہیں۔ ویسی تعظیم و تکریم سے اتلاف حق مالک الملک علی الاطلاق لازم نہیں آتا اور اس میں تشابہ بالمشرکین نہیں۔

یا استعانت ویسی ہی ہے جیسے انسان بھوک کے دفع کرنے کو گندم چاول سے مدد لیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

پیاس بجھانے کو پانی، شربت، برف کی مدد حاصل کرتا ہے۔

دھوپ کی شدت گرمی کی حرارت سے راحت حاصل کرنے کو سایہ دار درخت وغیرہ کا سہارا لیتا ہے۔

دفع مرض کے لئے ادویہ عقاقیر سے مدد لیتا ہے۔

طبیب کی مدد سے ان ادویہ کا تعین کرتا ہے یہ استعانت بلا کراہت جائز ہے اس لئے کہ درحقیقت یہ استعانت نہیں اور اگر استعانت مان بھی لیا جائے تو اس میں مستعان حقیقی وہی ذات واجب تعالیٰ شانہ ہے اور باعتبار وسیلہ یہ استعانت بالغیر ہے۔

حکام و ارباب حکومت سے مالی مدد۔ اولیاء و بزرگان دین رحمہم اللہ سے دعائیں کرانا وغیرہ یہ سب استعانت مطلقاً جائز ہیں۔ اس لئے کہ ان سے استعانت انہیں مظاہر عون سمجھ کر کی جاتی ہے نہ کہ مالک الملک سمجھ کر برخلاف مشرکین کے کہ وہ بتوں سے جو استعانت کرتے ہیں وہ انہیں معین مطلق سمجھ کر کرتے ہیں اور روحانیات فلکیہ کو اور روحانیات عنصریہ کو مستقل بالذات معین جانتے ہیں جیسے بھوانی، پونا چماری، شیخ سدو وغیرہ ان سے استعانت عین شرک ہے اور اس قسم کی استعانتیں منافی ملت اسلامی ہیں۔

اب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے متعلق تصریح ملاحظہ ہو۔

یہاں اہدنا میں طلب ہدایت ہے اور ہدایت کا معنی یہ ہیں کہ مطلوب کا نشان دینا بہ الہام

جیسے بچہ اپنی والدہ کے پستان بلا کسی تعلیم کے چوسنے لگتا ہے حالانکہ اسے پیدائش کے بعد کوئی تعلیم نہیں ہوتی۔

پھر دودھ طلب کرنے کا طریقہ اس کے رونے سے القا ہوا یہ ہدایت القائی ہے ایسے ہی جب حواس انسانی بطور ظاہر و باطن قوت پکڑ لیتے ہیں تو اچھی بری چیز کا امتیاز کر لیتے ہیں۔

اور جن امور کو عقل مدرکہ نہیں سمجھ سکتی یا ادراک انسانی اس تک نہیں پہنچتا اس کے بتانے کے لئے پیغمبران اولوالعزم کو مبعوث فرمایا گیا اور یہی وہ ہدایت ہے جو ارسال رسل کرام و انزال کتب الہیہ سے متحقق ہوتی ہے۔

اس کی دو قسم ہیں عام اور خاص۔

عام ہدایت تو یہ ہے کہ خیر و شر کی راہ واضح کر دی جائے جیسا کسی شاعر نے کہا

خیر و شر سے تجھ کو واقف کر دیا اب تو اپنے فعل کا مختار ہے

اس کی بھی دو قسم ہیں تبیانی اور توفیقی۔

تبیانی یہ ہے کہ ما جاء الرسول کی شرح اس حد تک ہو کہ پھر شک و شبہ کا احتمال فہم سامع میں راہ نہ پائے۔

اور توفیقی یہ ہے کہ تمسک بہ ہدایت انبیاء علیہم السلام کسی کے حق میں فراہم ہوں اور اس پر تمسک آسان ہو جائے حتیٰ کہ وہ سعادت ابدیہ کے ساتھ واصل ہو کر مقام اصطفا پر مشرف ہو جائے اور اس توفیق کا منتہی آخرت میں بہشت ہو اور دنیا میں عرفان حق حاصل ہوتا ہے۔

اور خاص یہ ہے کہ ایک نور انوار نبوت سے اس کے علم ولایت میں مدرکہ قلب پر مشرق ہو اور پھر انکشاف حقائق علی ما ہی علیہ حاصل ہو جائے۔

www.waseemziyai.com

اور یہ بھی تین درجہ رکھتا ہے۔

پہلا درجہ مِنَ اللّٰہ ہے جس کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۔

دوسرا درجہ اِلَی اللّٰہ ہے جس کے متعلق تذکرہ ہے۔ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝

تیسرا درجہ باللہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

یہ اخص الخواص کے تین درجات ہدایت ہیں۔

اس میں سے جو درجہ بھی بندہ کی امداد میں منجانب اللہ حاصل ہو وہ اثنائے سیر سلوک میں حالاً فحالاً یکے بعد دیگرے حاصل ہوتا ہے۔

تو یہ آیہ کریمہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں ان درجات کو دیکھ کر کمال عجز و ناتوانی کے ساتھ عرض پیرا ہوتا ہے کہ الٰہی یہ راہ اتنی دشوار گزار ہے کہ محض اِرَاءَۃُ الطَّرِیْق میرے لئے کافی نہیں۔ بلکہ تیرا ہی فضل مجھے واصل الی المطلوب کر سکتا ہے لہٰذا اپنے فضل کو میرا رفیق مسافت بنا دے وہ میرا ہاتھ پکڑ کر بہ مقتضائے نعبد اور نستعین اور اہدنا مجھے ان میں ہی شامل کر دے جو ساجدین و حامدین ہیں تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں بھی مجھے تنہا نہ چھوڑ اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں بھی مجھے اپنے خواص میں داخل رکھ اور نَسْتَعِیْنُ میں بھی بصیغہ جمع مجھے سب میں شریک فرما۔

ورنہ تنہا میرا جانا مجھے ورطۂ ضلالت میں گرفتار کر دے گا اور کہیں نہ کہیں تو سوس شیطانی مجھے کسی مہلکہ میں ہلاک کر دے گا۔

مجھ پر بلائے قیل و قال اگر مستولی ہوگی تو میرا دل جنگ و جدل سے مکدر ہو جائے گا اور تیرا قرب اور مقام صداقت مجھ سے دور ہو جائے گا اس لئے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کے ساتھ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ بھی عرض کرتا ہوں۔

اس لئے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے تین قوتیں ودیعت ہیں۔

قوت نطقیہ کہ اسے قوت عقلیہ بھی کہتے ہیں۔

اس کی تعریف یہ ہے کہ اس کی مدد سے انسان اشیاء کو جانتا اور اس کے حقائق پر عبور کرتا ہے اور حقائق یا تو ذات و صفات باری تعالیٰ ہیں۔

یا اس کے افعال و آثار دنیا و آخرت میں اور اس علم کے جاننے کو علم الٰہی کہتے ہیں۔

اور اس میں افراط و تفریط یہ ہوتی ہے۔

کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ کی تحقیق میں پڑ کر ذات کے جاننے کے درپے ہو جائے۔

یا صفات الٰہی کی مطلقاً نفی کر دے اور ذات واجب تعالیٰ کی تنزیہ کرتے کرتے اثبات صفت میں نہج تشبیہ کی طرف مائل ہو کر خالق کو مخلوق کے ہمرنگ بنا دے۔ یہ توحید ناقص ہے۔

یا وہ صفات جنہیں شارع علیہ السلام نے ثابت کیا انہیں بتاویل باطل ٹھہرا کر انکار کر دے۔ مثلاً شاہد یا سمع و بصر اور رویت الٰہی اور رضا و غضب کے یا الٰہی افعال کو اپنے افعال سے تشبیہ دے جیسے نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کے ترجمہ میں منہ

www.waseemziyai.com

سے پھونک مار کر بتادے کہ ایسے اللہ تعالیٰ نے پھونک ماری اور یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ کے ترجمہ میں اپنا ہاتھ کسی پر رکھ کر کہہ دے کہ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ہاتھ رکھا۔

اس لئے کہ یداللہ وہ یداللہ ہے جس کی لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (اس کی کوئی مثال نہیں) شان ہے۔

تو ایسی تشبیہات دینا خالص زندقہ ہے اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ مِنَ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ الْمَائِلَةِ اِلٰی جَانِبِ الْاِفْرَاطِ (ایسے ہی اور عقائد باطلہ جو افراط کی طرف مائل ہوں)۔

اور علم نبوت جس کا تعلق ارواح وملائکہ وانبیاء واولیا علیہم السلام وائمہ دین رحمہم اللہ اور خلفاء راشدین علیہم رضوان سے ہے۔ اس میں افراط تفریط یہ ہے کہ ان مراتب کی اصلاح کرتے کرتے ان سے انکار کردے اور کہنے لگے کہ وہ ہمارے جیسے ہی تھے ان میں کوئی امتیاز تقرب الی اللہ کا نہیں۔

یا ان کی عقیدت اتنی بڑھائے کہ ان کی عصمت انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے برابر قرار دے اور نبیوں علیہم السلام کی طرح انہیں بھی خطا ونسیان سے محفوظ جان لے۔

اور رتبہ ائمہ واولیاء رحمہم اللہ کو رتبہ انبیاء علیہم السلام کے مساوی سمجھ لے۔

یا انبیاء کرام علیہم السلام کو لوازم الوہیت جیسے علم غیب ذاتی بلا عطا یا فریادرس بلا عطا قوت ہر ولی رحمۃ اللہ علیہ نبی علیہ السلام کو ماننا یا صور وتماثیل اور قبور وتعزیہ کو معبود اعتقاد کر لینا یہ خالص بے دینی وگمراہی ہے۔

یا اولیاء رحمہم اللہ انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کو بعطاء الٰہی بھی کسی امر میں متصرف نہ جاننا مجبور محض سمجھ لینا۔ قبور اولیاء رحمہم اللہ کو منی کا ڈھیر سمجھ لینا یہ بھی زندقہ والحاد ہے۔ ہمارا عقیدہ اور جمہور اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ علم غیب اور قوت تصرف اور غائبانہ سماعت ندا یہ سب بعطاء الٰہی غوث قطب ولی رحمہم اللہ نبی مرسلین کرام علیہم السلام کو حاصل ہے۔

اسی بناء پر بعض حدیثوں سے ثابت ہے اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔ جب تم اپنے کسی معاملہ میں پریشان ہو تو اصحاب قبور سے مدد لیا کرو۔

چنانچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ صراط مستقیم سے مراد اقتداء بہ انبیاء علیہم السلام ہے۔

اور اس کی قدر مشترک یہ ہے کہ انسان دل سے ان کی پیروی میں اس قدر منہمک ہو کہ ماسوا سے قطعاً اعراض کر لے اور اس کا دل بالکلیہ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو حتیٰ کہ اگر

حکم جناب باری آئے کہ اپنے لخت جگر کو ہماری راہ میں ذبح کر تو مثل ابراہیم خلیل علیہ السلام دل سے امتثال امر میں اپنے فرزند کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

اور اگر ارشاد ہو کہ اپنی جان ہماری راہ میں نثار کر تو کمال بشاشت اور انتہاء مسرت سے مثل حضرت اسماعیل علیہ السلام تیار ہو جائے۔

اور اگر فرمان ہو کہ اپنے کو دریا میں ڈال تو مثل حضرت یونس علیہ السلام اپنے کو دریا میں ڈال دے۔

اور اگر بعد بخشش وعنایت منصب اعلیٰ اور عطائے مراتب اشارہ فرمایا جائے کہ اپنے کو شاگردی کے رنگ میں ایک شخص کے آگے زانوئے ادب طے کر کے ایک دو باتیں سیکھ تو تعمیل حکم میں عار نہ ہو اور مثل حضرت موسیٰ کلیم اللہ خضر علیہم السلام کے

www.waseemziyai.com

سامنے پہنچ کر شکر گزاری اختیار کرے۔

حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم رضوان کو جب مکہ معظمہ میں کفار مکہ کی طرف سے اذیتیں پہنچیں تو بارگاہ رسالت ﷺ میں انہوں نے شکایت کی اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحبۃ اللہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ علیہم رضوان سے فرمایا کہ تم سے قبل اہل ایمان کو دست کفار سے بہت سی اذیتیں پہنچ چکی ہیں حتیٰ کہ

کسی کو آرے سے دو پھانکیں کر دیا جیسے حضرت زکریا علیہ السلام لیکن انہوں نے دین حق کی پیروی سے اصلاً انحراف نہ کیا۔

کسی کے جسم سے لوہے کی کنگھی کے ذریعہ گوشت نوچا گیا لیکن وہ اپنے دین پر قائم رہے۔

یہی وجہ ہے کہ صراط مستقیم چھوٹے سے چھوٹے خط کو کہتے ہیں۔

جو دو لفظوں کے مابین ہوتا ہے گویا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں بندہ اپنے رب کے حضور اپنی ناتوانی اور ضعف کا اظہار کرتا ہے عرض پیرا ہے کہ الٰہی میں طویل اور لمبے راہ کی عبور کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا مجھے صراط مستقیم کی مختصر راہ سے موصل الی المطلوب فرما دے کہ کمزور و نحیف راہ پیمائی کے وقت مختصر اور کم مسافت راہ کا متلاشی ہوتا ہے اور لمبے راہ سے بچنا چاہتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ بندہ جب تک دنیا میں ہے کشمکش مشیراں اور اختلاف راہ نما میں پھنسا رہتا ہے۔

چنانچہ بیوی بچے ایک راہ پر پہنچانا چاہتے ہیں۔

تو مادر و پدر ایک دوسری راہ پر چلانا چاہتے ہیں۔

استاد اور مشفق دوست ایک راہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

تو دشمن اور حاسد ایک دوسری راہ دکھاتے ہیں۔

نفس امارہ ایک راہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔

تو شیطان ایک دوسری راہ پر کھینچتا ہے۔

پھر شہوات ایک طرف پہنچانا چاہتی ہیں۔

تو غضبانیات ایک نئے راہ پر ڈالنے پر آمادہ ہوتی ہے۔

اعتقادیات اگر ایک راہ دکھاتے ہیں

تو عقل اسے ضعیف کر کے اس کی عمر کوتاہ دکھا کر عرصہ سعی تنگ کر دیتی ہے تو حیران و ششدر سا ہو کر در الٰہی پر دست بستہ کھڑا ہوا فریاد کرتا اور عرض کرتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

اب یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہو گیا تو ہدایت پا چکا۔ اب اِهْدِنَا کہنا تحصیل حاصل ہے۔

اور صراط مستقیم حاصل کر کے اس کی طلب کرنا بے معنی ہے۔

اس شبہ اور واہمہ کا یہ جواب ہے کہ

مراتب ہدایت بہت ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو بندہ ہر وقت ہدایت طلب کرنے سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

www.waseemziyai.com

جیسا کہ محققین نے کہا کہ علم آدمی کو کسی چیز سے حاصل ہوتا ہے تو اس سے زاید کی طرف

اس کی خواہش ہوتی ہے مثلاً معدنی کا انسان کو علم ہے تو اب اس کے اجزاء کی تحقیق کی طرف وہ جاتا ہے اور معلوم کرتا ہے کہ فلاں مٹی میں لوہا ہے فلاں مٹی میں شیشہ۔ اس مٹی میں تانبہ ہے اور اس مٹی میں سونا۔ اس میں چاندی ہے تو اس میں سکہ۔ اس میں جست ہے اور اس میں پلاٹینم حتی کہ ایک علم کے ساتھ زائد علم کی طرف رجحان لازمی ہے۔

پھر سوال بعد حصول یوں بھی ضروری ہے کہ جو علم حاصل ہوا ہے۔

وہ دوامی رہے دوسرے جیسے ایک دلیل سے حاصل ہوا ہے اس پر اور دلائل بھی حاصل ہوں۔ اس لئے کہ جو علم ایک دلیل سے حاصل ہوا ہے وہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا جو متعدد دلائل سے ثابت ہو اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ممکنات جتنے بھی عالم موجودات میں ہیں ان میں ہر ایک میں ایک دلیل ہے جو ذات پر اور علم وقدرت رحمت وحکمت من جانب اللہ ہر ایک میں ودیعت کی گئی ہے چنانچہ لبید نے کہا۔

وَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اور کسی نے کہا

ہر گیاہے از زمیں روئد وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ گوئید

کوئی کہتا ہے

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتر یست از معرفت کردگار

تو ثابت ہوا کہ علم آدمی کو ہر وقت زیادتی وترقی کی طرف مائل رکھتا ہے۔ بقول شاعر

در بند آں مباش کہ مضمون نہ ماندہ است صد سال مے تواں سخن از زلف یار گفت

چنانچہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اِهْدِنَا کی تفسیر یہ ہے ثَبِّتْنَا عَلَی الْهِدَایَةِ ہمیں ہدایت پر ثابت رکھ۔

اور قرآن کریم میں بھی گویا اس اِهْدِنَا کی تفسیر دوسری جگہ فرمائی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا اور اِهْدِنَا اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا میں اس حکمت کا مظاہرہ ہے کہ واجب تعالیٰ شانہ بندہ کو اپنے حضور تضرع وزاری کے ساتھ عرض پیرا رہنا پسند فرماتا ہے تاکہ اس کا نفس متکبر نہ ہو جائے اور اس کے ہر وقت سوال کرنے سے ہماری رحمت اس کی طرف مبذول رہے اس لئے کہ ہمارا قانون قدرت ہی یہ ہے کہ

تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن تا نہ گرید ابر کے خندد چمن

اور دعا وسوال اسی وجہ سے منافی رضا بالقضا نہیں ہے اس لئے کہ جو چیز جائز ہے اس میں رضا الٰہی ہے اور تذلل وزاری اللہ کو محبوب ہے اور عطا بعد طلب اس کا قانون ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

اب یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ سوال ہدایت استعانت پر متفرع ہے۔

اس لئے کہ ہدایت استعانت کی ایک قسم ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا تو مجاہدہ محتاج استعانت ہے اور مالک یوم الدین کا مفہوم بھی اس

www.waseemziyai.com

سے ظاہر ہو گیا اس سے کہ نفع ہدایت یوم دین ہی میں ظاہر ہوگا اور وہ بواسطہ ہدایت وعبادت کا ملہ ہی ہوگا اور یہ سب کچھ خواہ رحمت عام ہو خواہ رحمت خاص رب العالمین کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ ان کے ہی لئے ہے جو ثابت عَلَى الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہیں تو اب صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی بھی تفسیر ضروری ہے وہ یہ ہے کہ۔

حقیقت نعمت یہ ہے کہ وہ ایک ایسا نفع ہے جو بطور احسان کسی کو دیا جاتا ہے۔

اور دینے والا اس سے اپنے لئے نفع کا غرض مند نہ ہو تو منعم حقیقی اور ایسا منعم کہ بلا غرض منفعت کسی پر انعام کرے کوئی نہیں ہو سکتا سوا اس ذات منعم کے جل جلالہ وعم نوالہ ولا الہ غیرہ۔

اس لئے کہ مخلوقات کسی پر انعام کر ہی نہیں سکتی جب تک اس انعام واحسان میں

اس کا اپنا ذاتی فائدہ نہ ہو۔

پھر مخلوق میں سے جو بھی کسی پر احسان وانعام کیا جائے گا وہ وہی ہوگا جو وفادار اور خدمت گزار مطیع ہوگا یہ شان صرف اور صرف اسی منعم حقیقی کی ہے کہ مطیع ومنکر کافر وفاسق ملحد وجاحد مومن اور بے ایمان سب پر عام انعام اور روزی رساں ہے۔

اگر چہ کافر وفاسق کے حق میں وہ فراخی نعمت ورزق درحقیقت نعمت نہیں ہے۔

اس لئے کہ اس پر احسان منظور نہیں بلکہ وہ بصورت نعمت اور بمعنی اس کے لئے امہال ہے اس لئے سعدی کہتے ہیں۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب گبر و ترسا وظیفہ خوردارے
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری

تو کافر دمشرک اگر چہ دشمن ہے لیکن رب الارباب کا مربوب ضرور ہے۔

بنا بریں اسے ڈھیل دینے اور صم بکم عمی بنانے اور يَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ کا مظاہرہ کرنے کو بھی مرزوق بنایا گیا چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ (نہیں کوئی چلنے والا مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے)۔

اور منکروں کو دنیا میں وسعت وفراخی دینے کا اس طرح اظہار ہوا۔

وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۝ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ۝ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (زخرف)

(اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے تو (ساز وسامان دنیا ہمارے ہاں اتنا حقیر ہے کہ) جو لوگ اللہ سے کفر کرتے ہیں جو رحمن ہے ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی کرا دیتے اور (چھتوں کے علاوہ چاندی کے) زینے کہ ان پر چڑھتے اور ان کے دروازے چاندی کے اور تخت کہ ان پر تکیہ لگا کر بیٹھا کرتے اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ دنیا کی چند روز زندگی تک ہے اور اے محبوب اخروی نعمتیں تمہارے رب کے پاس ہیں جو پرہیزگاروں کے لئے ہیں)

اور ارشاد ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا

www.waseemziyai.com

نَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ۝ (شوریٰ پ ۲۵)

(جو آخرت کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اسے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہے تو ہم اسے دنیا دیں گے مگر اب آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں)

تو خلاصہ یہ نکلا کہ کافر و فاسق کو جو بطور فراخی رزق انعام فرمایا جاتا ہے وہ حقیقت میں انعام نہیں بلکہ اس کے لئے بلا و آفت ہے۔

گویا وہ دینا ایسا ہے جیسے زہر ہلاہل حلوے میں لپیٹ کر دیا جائے۔

یا لذیذ حلوا ایک بیوقوف دہقانی کو دیا جائے کہ وہ معدہ سے مستحیل ہو کر اخلاط میں زہر ہو جائے اور زہر ہلاہل کا اثر دکھائے۔

یا وہ لذیذ حلوا ایک بیوقوف دہقانی کو دیا جائے اور وہ ہضم کی مقدار سے اتنا زیادہ کھالے کہ بدہضمی کی وجہ سے تخمہ یا ہیضہ کر دے۔

اس لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ (پ ۴ ال عمران)

اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اس گمان میں نہ رہیں کہ ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لئے بہتر ہے ہم تو صرف انہیں ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ اور گناہ سمیٹ لیں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

اور نعمت الٰہی جن کے لئے خاص ہے وہ چار گروہ ہیں۔ انبیاء، صدیق، شہداء، صالحین۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ۝ (پ ۵، سورۃ نساء)

اور جو پیروی کرے اللہ اور رسول کی وہی ہیں جو جنت میں ان (منعم علیہم کے ساتھ) ہوں گے (جن پر اللہ نے بڑے بڑے احسانات کئے) یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جبل احد پر تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ صدیق اکبر، عمر فاروق اور ذوالنورین رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے اتنے میں احد لرزنے لگا۔ یعنی بھونچال آ گیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اُثْبُتْ یَا اُحُدُ اے احد ٹھہر تجھ پر نبی اور صدیق اور شہید ہیں۔

غرض کہ اس حدیث میں نبی اور صدیق اور شہید کی تفسیر فرما دی۔ چنانچہ صدیق اکبر شروع سے بلا طلب دلیل اور بلا انتظار معجزہ حضور پر ایمان لے آئے اور خدا نے انہیں ایسا پاک دل عطا فرمایا تھا کہ حضور کا نبی ہونا ان کی باتوں سے ان کے ذہن نشین ہو گیا تھا آپ کو صدیق کا خطاب اسی وجہ سے ملا۔ اور فاروق و عثمان کا شہید ہونا تواریخ و احادیث سے ثابت ہے۔

اگرچہ انعمت علیہم بظاہر عام ہے لیکن درحقیقت انہی چار کے لئے مخصوص ہے۔

یہاں بعض نے یہ نکتہ بیان کیا کہ حق تعالیٰ شانہ نے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ فرمایا اور صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ نہیں فرمایا اس لئے کہ من لغت عرب میں نکرہ موصوفہ ہوتا ہے تو اگر یہ فرمایا جاتا تو منعم علیہم جو معروف ہیں

www.waseemziyai.com

ان کا اختصاص نہ رہتا۔

اور اَنْعَمْتَ بصیغہ ماضی لانے میں بھی یہ مقصد ہے کہ کسی کو اس انعام میں شک نہ ہو جائے اس لئے کہ مستقبل محل شک ہے۔

اب ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے کہ صراط مستقیم ایک راستہ ہے۔

اور یہاں چار گروہ مختلف الطریق ہیں تو ایک راہ پر مختلف الطریق کیسے رہ سکتے ہیں پھر ہر نبی علیہ السلام اپنی شریعت اور وضع علیحدہ رکھتا ہے اور ہر ولی کا طریقہ ذکر و شغل علیحدہ ہے پھر باوجود طرق متعددہ چاروں گروہ طریق الی اللہ پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ طب یونان کو یوں سمجھا جائے کہ علاج میں راہ مستقیم ہے۔

لیکن بقراط کے دور سے جالینوس تک اور جالینوس سے لے کر عہد علوی خاں تک وہ راہ مستقیم علاج میں محفوظ و مسلوک رہی مگر طریق علاج بقراط اور جالینوس اپنے اپنے زمانہ میں علیحدہ رہا اور معالجات علوی خان اور حکیم گیلانی اپنے اپنے دور میں علیحدہ رہا ہے۔ علوی خان مفردات سے علاج کرتے اور فصد سے تنقیہ کرنا یا اسہال وغیرہ کرنا بحد غایت معیوب جانتے تھے۔

حکیم گیلانی مرکبات اور معاجین واشربہ کام میں لاتے تھے اور ہر مرض میں فصد و اسہال کو مقدم رکھتے تھے۔

لیکن اس طریقہ علاج کو منافی وحدت طریق کسی نے نہیں بتایا اور بعض اطباء یونانی واضح قواعد یونانی جدیدہ ہوئے اور بعض سلف کے مقلد بنے رہے لیکن یہ اختلاف بھی موجب اختلاف نہیں کہلاتا۔

دوسری مثال سے سمجھئے کہ ایک قافلہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں روانہ ہوا مگر ان میں بعض تاجر ہیں اور بعض حمال اور کرایہ کش ہیں اور بعض اس قافلہ کے پاسبان ہیں اگرچہ سب ایک راہ جا رہے ہیں لیکن کام سب کے مختلف ہیں سب اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ایسے ہی انبیاء علیہم السلام جس راہ سے گزر رہے ہیں اسی راہ سے صدیق و شہداء اور صالح بھی گزر رہے ہیں لیکن مرتبہ بمرتبہ رفیق سفر ہیں کوئی کسی کا ہاتھ تھامے گزر رہا ہے کوئی بار برداری کر رہا ہے کوئی قافلہ کی پاسبانی میں مصروف ہے۔

تو سب جانے والے منافی وحدت طریق نہیں۔

ایسے ہی انبیاء علیہم السلام وصدیقین وشہداء وصالحین رحمہم اللہ کے افعال مختلفہ وحدت نہیں بلکہ اپنے اپنے منصب و مرتبہ کے مطابق خدمات کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی معیت میں قطع منازل اور طے مراحل کر رہے ہیں۔

ایسے ہی اگر ایک طبیب حار المزاج کو موسم تابستان میں آبزن کر رہا ہے اور ادویہ بارده اور اغذیہ مرطبہ تجویز کر رہا ہے تو دوسرا طبیب مریض بارد المزاج کو موسم زمستان میں حمام کرانے اور ادویہ گرم کھلانے تو یہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہو سکتے۔

اس لئے کہ یہی دونوں طبیب بدل کر پہلے مریض کا یہ دوسرا معالج ہو اور دوسرے کا پہلا معالج ہو جائے تو اس کی تجویز بعینہ ایک دوسرے کے مطابق ہوں گی۔ چنانچہ یہی مفہوم حدیث سے نکلتا ہے کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ۔ یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام جو اپنے وقت کے اولوالعزم نبی ہیں آج میرے زمانہ میں ہوتے تو انہیں میری پیروی بغیر چارہ نہ تھا۔

www.waseemziyai.com

اب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب انعام الٰہی دنیا و آخرت میں بندہ کا حصہ ہو جاتے ہیں تو احتمال غضب و گمراہی تمام مراحل میں بندہ سے دور ہو جاتے ہیں۔ اس پر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر حاجت احتراز از غضب و گمراہی کس لئے اور غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ اپنی دعا میں کیوں؟

اس کا جواب اول بھی ہو چکا ہے کہ وہ جماعت جو اپنے کو اصحاب نعمت یعنی انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کی معیت سے نسبت کرتی ہے لیکن یہ شان بے نیازی بے نیاز ہے کہ ان میں بھی بعض ورطہ غضب و گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں مگر وہ اپنے کو اتباع انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کا گمان کرتے ہوئے غضب و ضلال میں پڑ جاتے ہیں۔

اس لئے بغرض دفع اشتباہ غیر المغضوب لایا گیا کہ استقامت علی الصبر والابتلاء بلا توفیق الٰہی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی اور اکثر مفسرین نے غیر المغضوب علیہم اور ضالین میں تعیین فرمایا ہے۔

چنانچہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مغضوب علیہم سے مراد عاصیان امت ہیں اور ضالین سے مراد جاہلان امت ہیں۔ اس لئے کہ نعمت الٰہی اس بندہ کے لئے ہے جو معرفت الٰہی اور عمل صالح دونوں کا اہل ہو۔

اور جسے یہ دونوں نصیب نہیں اس پر نعمت الٰہی بھی نہیں۔

اور جو معرفت حق تو رکھتا ہے مگر اعمال صالح سے محروم ہے وہ فاسق ہے اور مستحق الغضب اور جو رحمت حق سے محروم ہے مگر عمل صالح کرتا ہے وہ جاہل و گمراہ ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد دو فرقے ہیں۔

ایک کافر معاند کہ دیدہ دانستہ انکار امر حق ہے۔

دوسرا عاصی معتمد کہ دیدہ دانستہ ارتکاب گناہ کرتا ہے۔

ایسے ہی ضالین کے دو فرقے ہیں۔

ایک وہ جو کورانہ تقلید میں کفر میں پڑا ہے اس لئے کہ بوجہ قصور نظر حقیقت دین اس پر واضح نہ ہو۔

دوسرے ایسا گنہگار کہ اسے اعتماد کرم عفو پر اتنا ہو کہ ارتکاب معاصی کرے اور وجیہ بن جاوے۔

بعض نے کہا کہ مغضوب علیہم کافر ہیں ضال عام مبتدع ہیں۔

بعض نے کہا کہ مغضوب علیہم وہ ہیں جن سے یقیناً انتقام بروز قیامت لیا جائے گا۔

اور ضالین عام ہیں ان کے حق میں احتمال عفو بھی ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے فیض صحبت سے مشرف رہے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مغضوب علیہم اور ضالین کے معنی دریافت کئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مغضوب علیہم فرقہ یہود یاں ہے اور ضالین نصاریٰ اس پر تصدیق قرآن کریم سے بیان فرمائی کہ یہود کے لئے ارشاد ہے وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔

اور نصاریٰ کے حق میں ارشاد ہوا وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔

www.waseemziyai.com

اب یہ بھی معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ

نماز میں دو بار پڑھنی واجب ہے اور اس میں سات آیات ہیں۔

اور اعمال مخصوصہ نماز میں بھی سات رکن ہیں۔

وہ ارکان سبعہ نماز میں یہ ہیں۔

(۱) قیام (۲) رکوع (۳) قومہ، (۴) سجدۂ اولیٰ (۵) جلسہ بین السجدتین (۶) سجدۂ ثانیہ (۷) قعدہ۔

یہ سات عمل مثل ہفت اندام انسان کے ہیں۔

اندام جسم انسانی بھی سات ہیں۔

جسد بے روح۔ تو یہ سورۂ مبارکہ بمنزلہ روح ہے تو جب روح جسم سے متصل ہو جاتی ہے تو حیات اور زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو مقابل قیام تصور کرنا چاہئے اس لئے کہ قیام وجود ہر شے کا ظہور اسم الٰہی سے ہے۔

اور اس لئے بسم اللہ کے ساتھ ہی ہر کام کی ابتداء رکھی گئی اور فرمایا كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَّمْ یُبْدَءْ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ (جو کام بھی بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت ہے)۔

اور قیام نماز کے بعد آیۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔

جو رکوع کے مقابل ہے اس لئے کہ حمد میں بندہ کی نظر حق سبحانہ کی طرف بھی ہے اور مخلوق پر بھی اور منعم حقیقی کی طرف بھی اور نعمت منعم پر بھی۔

تو یہ حالت متوسط بین النظر والاستغراق ہوئی۔

چنانچہ رکوع کی ہی وہ کیفیت ہے جو متوسط ہے قیام و قعود و سجود کے مابین۔

یا یوں سمجھئے کہ جب بندہ حمد میں اپنے رب کی نعمتیں بے شمار دیکھتا ہے تو بار احسان سے اس کی پشت دوتا ہو جاتی ہے اور منحنی ہو کر رکوع کی صورت میں آ کر

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے جو قومہ ہے کہ ہر بندہ جب بلندی پاتا ہے تو اپنے رب کے حضور اپنے کو پست دیکھ کر علو کو پستی سے بدلتا ہے تو رحمت حق تعالیٰ اسے پہلی حالت علو کی طرف واپس لاتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ اور جو اللہ کے لئے جھکے گا اللہ اسے بلند کرے گا۔

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ مناسب سجدۂ اولیٰ ہے۔

جو دلالت کرتا ہے تجلی قہری و جلالی کی طرف جو موجب خوف شدید اور مشعر نہایت تذلیل و خضوع ہے اور خاک کی طرف اپنے کو پامال کرتا ہے اور اپنا چہرہ خاک پر ملنا عین فروتنی ہے چنانچہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

فروتنی است نشان رسید گان کمال — کہ چوں سوار بہ منزل رسید پیادہ شد

ایک اور شعر بھی اسی مضمون کا موید ہے۔

ہر کہ شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد — دانہ با خاک چو پیوست سرے پیدا کرد

www.waseemziyai.com

اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں يَوْمِ الدِّيْنِ درحقیقت موت کے بعد سے ہی شروع ہوتا ہے اس لئے کہ بعد موت بندہ اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے اور اصل مٹی ہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ (اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں نکالیں گے) میں یہی فلسفہ بیان فرمایا گیا ہے۔

پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مناسب قعدہ بین السجدتین سے اس لئے کہ ایاک نعبد میں سجدہ اولیٰ سے فراغت کا بیان ہے جس میں غایت تذلل مراد ہے اور دوسرے سجدہ کے لئے ایاک نستعین کہہ کر استعانت طلب کرتا ہے۔

اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں ایک اہم مطلب کا سوال ہے جو مناسب سجدہ دوم ہے اور یہی محل اجابت ہے

اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں حصول مطلب اور وصول انعام الٰہی کے ساتھ تفاول ہے تو یہ مناسب قعدہ ہے اس لئے دربار شاہی میں یہ طریقہ مستمرہ ہے کہ جب بندہ اور رعایا کا فرد غایت تواضع سے مجرا کر لیتا ہے تو اسے بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے اور شہنشاہ کے حضور بیٹھنا ہی خود ایک مرتبہ انعام واکرام ہوتا ہے۔

لہٰذا بعد از حصول مرتبہ تقرب شکر وثنا منعم حقیقی اور درود وسلام اپنے وکیل مقدمہ کے حضور پیش کرتا ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ایک خاص اور لطیف بحث اور ہے وہ بھی سمجھ لیجئے۔

سورۃ فاتحہ میں دس چیزیں ہیں پانچ صفات ربوبیت ہیں یعنی اللہ، رب، رحمٰن، رحیم، مالک۔

اور پانچ صفات عبودیت ہیں۔ عبادت، استعانت، طلب ہدایت واستقامت، طلب نعمت، پناہ از غضب الٰہی۔

عبادت اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے اور استعانت رب تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور طلب ہدایت اسم رحمٰن سے متعلق ہے اور طلب استقامت اسم رحیم سے متعلق ہے اور طلب نعمت و پناہ از غضب اسم مالک سے متعلق ہے۔

اور انسان بھی پانچ چیزوں سے مرکب ہے۔ بدن، نفس شیطانی، نفس سبعی، نفس بہیمی اور جوہر ملکی جسے عقل کہتے ہیں۔

تو جوہر ملکی کا متجلی اسم اللہ ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (خبردار! اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں)

اور نسبت انقیاد نفس شیطانی متجلی اسم رب ہے جیسا کہ ارشاد ہے رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ (اے میرے رب میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ لیتا ہوں)۔

اور اصلاح نفس سبعی متجلی اسم رحمٰن سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ (اس دن بادشاہی اس دن رحمٰن کی ہوگی)

اور اصلاح نفس بہیمی بہ تجلی اسم رحیم ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (اور اپنی رحمت سے بنائے اس نے تمہارے لئے دن اور رات تاکہ تم اس میں سکون پاؤ اور اس کا فضل تلاش کرو تاکہ تم شکر کرو)

اور ازالہ غفلت وکثافت بدن بہ تجلی حضرت مالکیت ہے جیسا کہ ارشاد ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

www.waseemziyai.com

الْقَهَّارِ ○ (آج کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ اکیلے زبردست کی)

اور جب انسان ان اسماء کی تجلیات سے بجمیع اجزاء صالح و مہذب ہو جاتا ہے تو

اس کا رجوع اس کے مطلب کی طرف ہوتا ہے اور اطاعت بدنی کے ساتھ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتا ہے۔

اور اطاعت نفس بھی ترک کر کے لذات و ارتکاب منکرات میں آسانی حاصل کر کے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے۔

اور خلاصی استیلاء نفس سبعی کی غرض سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ عرض کرتا ہے۔

اور دفع مکائد نفس شیطانی کے لئے استعانت بذات حق کر کے اصلاح جوہر ملکی کے لئے موافقت ارواح مقدسہ حاصل کرنے کو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کہتا ہے اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ کر منکرات سے دوری چاہتا ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں جن کی وجہ تسمیہ ہم اول لکھ چکے ہیں۔

یہاں اسماء سورہ مبارکہ کا اعادہ کئے دیتے ہیں اور وہ یہ ہیں اور وجہ تسمیہ پیش نہیں کریں گے۔

فاتحۃ الکتاب، فاتحہ، سورۃ الحمد، سورۃ الشکر، سورۃ الاساس، سورۃ الکنز، سورۃ المناجات، سورۃ وافیہ، سورۃ التفویض، سورۃ الشفاء، سورۃ الرقیہ، سبع مثانی، سورۃ قرآن عظیم، سورۃ تعلیم المسئلۃ، سورۃ کافیہ، ام القرآن۔

اب کچھ فضائل الحمد شریف بھی حسب موقع بیان کر دینے مناسب ہیں۔

مسند دارمی، مسند امام احمد اور ترمذی و نسائی اور سنن بیہقی اور صحیح ابن خزیمہ رحمہم اللہ میں سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَکَ سُوْرَةً لَمْ تُنْزَلْ فِی التَّوْرَاتِهِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا قَالَ اُبَیٌّ نَعَمْ بَعْدَهٗ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ هُوَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ۔ (کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں تجھے ایک ایسی سورت سکھاؤں کہ اس کی مثل کوئی سورت توریت، انجیل، زبور اور قرآن میں نہیں اتاری گئی تو ابی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ سورۃ ام القرآن ہے کہ ہر نماز میں اسے پڑھنا ہے)۔

اور صحیح مسلم اور نسائی اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ایک دن جبریل امین حضور ﷺ کے حضور حاضر تھے کہ آسمان سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی جبریل علیہ السلام نے بغور دیکھا اور فرمایا کہ یہ وہ فرشتہ ہے کہ آج ہی نازل ہوا ہے اس سے پہلے تخلیق آدم سے لے کر آج تک زمین پر نہیں آیا۔ پھر جب وہ فرشتہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کرنے لگا حضور ﷺ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک نور عطا فرمایا اور آپ سے قبل کسی کو نہیں دیا گیا۔ وہ سورۃ فاتحۃ الکتاب اور آمن الرسول سے آخر سورۃ البقرہ تک ہے اس کا ایک حرف اگر پڑھا جائے تو ثواب عظیم ہے۔

اور بخاری مسلم میں ہے اس کے علاوہ صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں بھی ہے کہ حضور ﷺ کے اصحاب علیہم رضوان اس سورۃ کو مار گزیدہ اور عقرب گزیدہ اور مصروعین و مجانین پر پڑھ کر دم کرتے تھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ مبارکہ کو پڑھ کر دم کرنا تجویز فرمایا اور ارشاد ہوا اَنَّهٗ فَاتِحَةُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ۔ (الحمد ہر بیماری کی شفاء ہے)

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو شخص اپنا پہلو زمین پر رکھ کر الحمد

www.waseemziyai.com

اور اخلاص پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے ہر بلا سے امن میں رہے۔ سوائے موت کے جو اس کے لئے مقدر ہو چکی ہو۔

عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ فاتحۃ الکتاب دو ثلث قرآن کریم کے ثواب کے برابر ہے۔

ابن مردویہ اور دیلمی اور ضیاء مقدسی رحمہم اللہ اپنی احادیث مختارہ میں راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں خزانہ عرش سے مجھے ملی ہیں اور کسی کو یہ نہیں ملیں۔ ام الکتاب، آیۃ الکرسی اور آخر سورۃ بقر اور سورۃ الکوثر۔

اور ابو نعیم اور دیلمی ابو درداء رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا الحمد ان سب چیزوں پر کفایت کرتی ہے جن پر تنہا قرآن کفایت نہیں کرتا اور اگر ایک پلہ میں الحمد اور دوسرے پلہ میں سات قرآن ہوں تو الحمد بڑھ جائے۔

اور ابو عبیدہ فضائل قرآن کریم میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا الحمد شریف جس نے تلاوت کی اس نے گویا توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم کی تلاوت کی۔

اور تفسیر مریسیع اور کتاب المصاف میں ابن انباری سے اور کتاب العظمۃ میں ابو الشیخ اور ابو نعیم سے روایت ہے کہ شیطان کو تمام عمر میں چار بار نوحہ کرتے ہوئے پایا اور خاک سر پر ڈالتے ہوئے دیکھا اول جبکہ اس پر اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (بے شک تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے) کا حکم ہوا۔ دوسرے جب اسے آسمان سے زمین پر ڈالا، تیسرے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، چوتھے جب سورۃ فاتحہ کا نزول ہوا۔

اعمال واوراد سورۃ الفاتحہ

ابو الشیخ کتاب الثواب میں فرماتے ہیں کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہئے کہ الحمد شریف پڑھے اور حاجت کے لئے دعا کرے۔ ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

ثعلبی فرماتے ہیں کہ ایک شخص علامہ شعبی کے دروازے پر آیا اور درد گردہ کی شکایت لایا۔ آپ نے فرمایا کہ اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کر۔ اس نے عرض کی اساس القرآن کیا ہے۔ فرمایا الحمد شریف۔

اور مشائخ کرام کے اعمال مجربہ میں مذکور ہے کہ سورۂ فاتحہ اسم اعظم ہے۔ اسے جس مطلب کے لئے پڑھا جائے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

اس کے پڑھنے کے دو طریق ہیں۔

اول یہ کہ نماز فجر کی سنتوں اور فرضوں کے مابین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی م کو الحمد کے لام سے ملا کر اکتالیس بار چالیس دن پڑھیں۔ جو حاجت بھی ہو وہ ضرور پوری ہوگی۔

اور اگر مریض کے لئے یا مسحور کے واسطے پانی پر دم کر کے پلائیں اسے شفا ہو۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قمری مہینہ کے پہلے یک شنبہ (اتوار) کو اکتالیس بار پڑھے جو حاجت ہو وہ پوری ہو جائے تو فبہا ورنہ دوسرے مہینہ ایسا ہی کرے اگر پھر بھی نہ ہو تو تیسرے مہینہ پھر کرے حاجت روا ہو۔

اگر چینی کے پیالہ میں گلاب، مشک اور زعفران سے لکھ کر مریض کو چالیس روز پلائیں، امراض مزمنہ سے شفایاب ہو۔

اور درد دندان، درد سر، درد شکم وغیرہ میں سات بار پڑھ کر دم کرے تو مجرب ہے۔

www.waseemziyai.com

اس سورۃ میں سات آیتیں، ستائیس کلمے اور ایک سو چالیس حروف ہیں۔

شان نزول

کے متعلق عمرو بن سرحبیل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں سنا کرتا ہوں جس میں (اقرأ) کہا جاتا ہے۔ ام المومنین نے یہ حال ورقہ بن نوفل کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا جب یہ ندا آئے آپ باطمینان سنا کریں۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ فرمایئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول میں یہ سورۃ مبارکہ پہلی سورۃ ہے مگر دوسری روائتیں اس امر کو ظاہر کرتی ہیں کہ باعتبار نزول پہلی سورت سورۂ اقراء ہے۔ مفسرین نے اس سورت کو مکہ معظمہ میں نازل ہونا بتایا اور بعض نے مدینہ میں اور بعض نے مکہ مدینہ دونوں میں۔

مضامین

اس سورۂ مبارکہ میں حمد الٰہی، ثناء الٰہی، ربوبیت ذات، رحمت خاص، مالکیت مستقلہ، استحقاق عبادت، بذات حق، توفیق خیر، ہدایت عبد، توجہ الی اللہ، اختصاص عبادت، استعانت، طلب رشد، آداب دعا، احوال صالحین سے موافقت، گمراہوں سے اجتناب ونفرت، جزاء اور روز جزا کا مصرح بیان ہے۔

مختصر تفسیر الحمد

ہر کام کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ کی طرح حمد الٰہی بھی ضروری ہے۔ حمد بھی واجب ہوتی ہے جیسے خطبہ جمعہ میں اور کبھی مستحب جیسے خطبہ نکاح ودعا میں اور ہر کھانے کے بعد پانی پی کر کبھی سنت موکدہ ہوتی ہے جیسے چھینک آنے کے بعد (طحطاوی)

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس لئے فرمایا کہ اس میں تمام کائنات کے حادث وممکن اور محتاج ومربوب ہونے کی طرف اشارہ ہے اور ذات واجب تعالیٰ شانہ کے واجب قدیم، ازلی، ابدی، سرمدی، حی وقیوم قادر وعلیم ہونے کا اعلان ہے جس ذات کے لئے صفت رب العالمین مستلزم ہے اس کے متعلق علم الٰہیات کے تمام اہم مباحث انہیں دو لفظوں میں طے ہو گئے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں ظہور مالکیت تام کا بیان ہے اور یہ دلیل ہے کہ جو مالک ہے وہی مستحق عبادت ہے کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ دنیا دار العمل ہے اور اس کیلئے ایک آخر ہے اس سلسلہ حیات کو ازلی اور قدیم کہنا باطل ہے اس لئے کہ اختتام دنیا کے بعد ایک یوم جزا بھی ہے اس سے واہمہ تناسخ بھی باطل ہو گیا۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ ذکر ذات وبیان صفات کے بعد یہ فرمانا اس امر کی طرف مشیر ہے کہ اعتقاد عمل پر مقدم ہے اور قبولیت اعمال صحت اعتقاد پر موقوف ہے۔

نَعْبُدُ میں صیغہ جمع لانا اس امر کی طرف بھی مشیر ہے کہ عبادات مفروضہ بجماعت ادا ہوں اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ عوام کی عبادتیں محبوبوں، مقبولوں کی عبادتوں کے ساتھ درجہ قبول حاصل کریں۔ اِيَّاكَ کے ساتھ نَعْبُدُ کہنے سے رد شرک

www.waseemziyai.com

بھی ہو جاتا ہے کہ سوائے ایک ذات کے کسی کی پوجا نہ کرنے کا اعتراف و اقرار ہے۔

وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بلا واسطہ بہر صورت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ مستعان حقیقی وہ ہے باقی اسباب و ذرائع آلات و خدام اور احباب وغیرہ اولیاء انبیاء علیہم الصلوۃ والتحیہ یہ سب مظہر عون الٰہی ہیں تو پھر لازم ہے کہ

ہر اعانت میں اس ذات پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء رحمہم اللہ و انبیاء علیہم السلام سے مدد چاہنا شرک ہے محض جہالت اور عقیدہ باطل ہے۔ اس لئے کہ مقربان حق کی امداد درحقیقت امداد حق ہے نہ کہ استعانت بالغیر۔

اگر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے یہ معنی ہوتے جو جہالت مآب سمجھے تو قرآن پاک میں اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اور اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ ہرگز وارد نہ ہوتا۔ اس لئے کہ صبر اور صلوۃ خدا نہیں اور ان دونوں سے مدد و استعانت کا حکم دیا جا رہا ہے اور قوت محضہ بھی خدا نہیں باوجود اس کے قوت سے بھی مدد حاصل کرنے کی تعلیم ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں بہت سے مقامات پر اہل اللہ و خاصان بارگاہ سے استعانت کی تعلیم دی گئی ہے اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ وغیرہ وغیرہ مذکور ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں معرفت ذات و صفات کے بعد عبادت وغیرہ کی تعلیم دے کر طریقہ دعا تعلیم فرمایا اور یہ بتایا کہ عبادت کے بعد بندے کو مشغول دعا ہونا چاہئے اور احادیث میں بھی بعد نماز دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔

(طبرانی فی الکبیر، بیہقی فی السنن)

صراط مستقیم سے مراد اسلام یا قرآن کریم یا خلق نبی رحیم یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ ﷺ کے اہل و اصحاب علیہم الرضوان ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراط مستقیم طریق اہل سنت ہے جس میں اہل بیت و اصحاب علیہم الرضوان اور سنت و کتاب کے ماتحت چلنا ہے اور سواد اعظم ہی اس صراط مستقیم پر ہے۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یہ پہلے جملے کی تفسیر ہے یعنی تفسیر القرآن بالقرآن، یعنی صراط مستقیم سے مراد وہ صراط اور راستہ ہے جو طریق مسلمین و مومنین ہے وہ راستہ مطلوب ہے جس پر چلنے والے منعم علیہم ہیں۔ جن پر تیرا انعام ہوا۔

اس سے مسائل تو بہت نکلتے ہیں لیکن بر سبیل اختصار یوں سمجھئے کہ وہ راستہ جس کے متعلق حضور ﷺ نے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ فرمایا۔ وہ طریق مستقیم اور وہ امور جن پر خاصان خاص اور برگزیدہ افراد کا عمل رہا ہو وہی درحقیقت صراط مستقیم ہے۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اس میں ہدایت ہے کہ جانب حق و ہدایت دشمنان الٰہی سے ضرور اجتناب کرے اور ان کی رسم و راہ و وضع و طور سے پرہیز رکھے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ مغضوب علیہم جن پر غضب ہوا ان سے مراد یہود ہیں اور ضالین جو راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ وہ نصاریٰ ہیں۔

www.waseemziyai.com

تحقیق لفظ ضالین

ضاد اور ظاء میں مباینت ذاتی ہے۔ اس میں مخارج اور ادا و تلفظ میں کسی صفت کا اشتراک دونوں کو متحد نہیں کر سکتا بنا بریں غیر المغضوب کو غیر المغظوب پڑھنا اگر بقصد ہو تو تحریف کلام اللہ کا جرم بن کر پڑھنے والوں کو کافر بنا دیتا ہے اگر بلا قصد ہو تو ناجائز ہے۔

جو ضاد کی جگہ ظاء پڑھے۔ اس کی امامت جائز نہیں (محیط برہانی)

اس کے بعد آمین کہنا سنت ہے خواہ نماز میں ہو یا خارج نماز، ہمارے امام ابوحنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نماز کے اندر آمین بالخفا کہنی چاہئے۔ احادیث پر نظر اور تنقید کے بعد یہی نتیجہ حاصل ہوا ہے۔ جہر کی روایتوں میں جو حدیثیں لائی جاتی ہیں۔ اس میں مَدَّ بِهَا کا لفظ ہے جس سے جہر ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور جن روایتوں میں جہر کا بیان ہے ان کی سند میں کلام و جرح ہے۔

بنا بریں آمین بالخفا ہی پڑھنا مذہب حنفی میں صحیح ہے جس کی تحقیق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ تفسیر الفاتحہ تمام ہوئی۔

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۶ء سنٹرل جیل لاہور

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (نور اللہ مرقدہ) خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور

وصدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان و امیر دار العلوم حزب الاحناف پاکستان

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

تعارف سورۃ بقرہ

اس سورۃ میں گائے کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اس وجہ سے اس کا نام سورۃ بقرہ رکھا گیا۔

قرآن کریم کی دوسری سورۃ ہے۔ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی یہ سورۃ قرآن پاک کی تمام سورتوں سے بڑی ہے اس میں ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔

اس میں عقائد و اعمال کے متعلق اہم ترین تعلیمات ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے سیکھنے میں کئی سال لگ گئے اس سے مراد الفاظ کا حفظ نہیں بلکہ اس کے احکام اور مسئلوں کا سمجھنا تھا۔

مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ

سب سے اول ان لوگوں کے لئے ہدایت کا ذکر ہے جن کے دلوں میں اللہ عزوجل کا خوف اور پرہیز گاری ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ قرآن حکیم سننے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے۔

اول مومن کامل جو دل کی گہرائیوں سے تصدیق کریں گے۔

دوم نافرمان کافر جو اس کے مخالف ہوں گے۔

سوم منافق جس کا ظاہر باطن یکساں نہ ہوگا۔

اس کے بعد عبادت کا حکم دیا گیا قرآن حکیم کی صداقت ثابت کی گئی ہے۔

چوتھے رکوع میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی خلافت ارضی کے مستحق ہونے کا ذکر ہے۔

پانچویں رکوع میں ایک خاندان بنی اسرائیل کا ذکر ہے اس خاندان میں کثرت سے نبی اور رسول علیہم السلام بھیجے گئے۔ ان کے حالات سبق آموز انداز میں بیان ہوئے آخر کار ان کا انجام بیان کیا گیا۔

پندرہویں رکوع تک بنی اسرائیل کی تاریخ کے کئی واقعات بیان ہوئے ہیں مثلاً ان کے عہد و پیمان کوہ طور پر جلوہ ربی، ہفتہ کے دن کا واقعہ، گائے کا واقعہ، قتل انبیاء علیہم السلام کے واقعات، سحر و جادو کی ناپاک سعی لاحاصل، انبیاء علیہم السلام کی توہین کے منصوبہ، نجات و بخشش کے غلط تصورات وغیرہ وغیرہ۔

سولہویں رکوع سے بنی اسرائیل کے مزید حالات کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے آخر الزمان امام الانبیاء سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر، خیر بیت اللہ شریف کا ذکر، شہداء کا ذکر اور ان کے درجات مراتب بیان ہوئے ہیں۔

بیسویں رکوع میں ذات باری تعالیٰ کی قدرت اور نشانات کا ذکر، حلال حرام کا ذکر ہے، نیکیوں کا ذکر ہے۔

چھبیسویں رکوع تک قصاص، میراث، روزہ، دعا، حج جہاد اور اللہ کی راہ میں مالی قربانی کے احکام مذکور ہیں۔

ستائیسویں رکوع سے معاشرہ، خاندانی زندگی کے مسائل مثلاً نکاح، حیض و نفاس، طلاق و ایلاء، عدت نکاح ثانی، بچوں

www.waseemziyai.com

کی تربیت، حق مہر وغیرہ وغیرہ۔

تیسویں رکوع میں طالوت کا جالوت سے مقابلہ، جہاد، فتح وشکست، سامان جنگ، لشکروں کی کمی زیادتی پر منحصر نہیں۔ قلت کثرت پر غالب آجاتی ہے۔

چونتیسویں رکوع میں انفاق فی سبیل اللہ، آیۃ الکرسی جس میں حی وقیوم ہونا اور دیگر صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسلام میں جبر نہیں ہے۔

انتالیسویں رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے چند سبق آموز واقعات مذکور ہیں۔

صدقہ وخیرات اور پرہیزگاری کے احکام، سود کی ممانعت، گواہی کے بارے میں ہدایات، قوانین کا بیان اور تجارت کے چند اصول بیان کئے گئے ہیں۔

آخر میں چالیسویں رکوع میں ایمان اسلام کا خلاصہ، جامع دعا، فرمانبردار اور نافرمان کا انجام بتایا گیا ہے مومن کی کامیابی کی بشارت اور کافر کی ناکامی کا وعدہ۔

یہ صرف افہام تفہیم کے لئے تحریر کیا گیا ہے ورنہ قرآن پاک کی جامعیت کمال کا الفاظ میں اظہار ناممکن ہے۔ اس سے قبل کل آسمانی کتابیں ایک سو تین نازل ہوئیں۔

پچاس صحیفے شیث علیہ السلام پر تیس ادریس علیہ السلام پر بیس ابراہیم علیہ السلام پر توریت موسیٰ علیہ اسلام پر زبور داؤد علیہ السلام پر انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر لیکن یہ ام الکتاب قرآن کریم جامع ہے۔ (روح البیان)

سورہ بقر مدنی ہے یہ دوسو چھیاسی آیتیں، چالیس رکوع ہیں۔

خلاصہ تفسیر سورۃ البقرۃ

مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتٌّ وَثَمَانِيْنَ اٰيَةٌ وَاَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

سورۃ بقر اس سورۃ کا نام ہے یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دوسو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں یہی سورت نازل ہوئی سوائے آیہ کریمہ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ کے یہ آیت حجۃ الوداع میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی (خازن)

اس سورۂ مبارکہ میں چھ ہزار اور ایک سو اکیس کلمے اور پچیس ہزار پانچ حرف ہیں (خازن)

تحقیق اسماء سور

صاحب جمل کی تحقیق ہے کہ قرآن پاک میں سورتوں کے نام نہ لکھے جاتے تھے۔ یہ طریقہ حجاج نے نکالا۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ مبارکہ میں ہزار حکم اور ہزار نہی اور ہزار خبریں ہیں۔ لیکن اہل باطل جادوگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔

خواص سورۂ مبارکہ

جس گھر میں یہ سورۂ مبارکہ پڑھی جائے تین دن تک۔ سرکش شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا۔

مسلم شریف میں ہے کہ جس گھر میں یہ سورۃ پڑھی جائے۔ اس گھر سے شیطان بھاگتا ہے۔

www.waseemziyai.com

جمل و بیہقی میں ہے سعید بن منصور حضرت مغیرہ بن شعبہ سے راوی ہیں کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ بقر کی دس آیتیں پڑھے وہ قرآن کریم نہیں بھولے گا۔ وہ دس آیتیں یہ ہیں چار اول کی آیتیں۔ آیۃ الکرسی اور رد واس کے بعد کی اور تین آخر سورۃ کی۔

طبرانی و بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میت کو دفن کر کے اس کے سرہانے سورۂ بقر کی اول آیتیں اور پاؤں کی طرف آخر رکوع کی آیتیں پڑھا کرو۔

شان نزول

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ پر ایسی کتاب نازل کی جائے گی جو نہ پانی سے دھو کر مٹائی جائے نہ پرانی ہو (یعنی مسلمان کے سینہ میں محفوظ ہو جائے گی) تو قرآن پاک نازل ہوا۔ اس میں فرمایا ذٰلِکَ الْکِتٰبُ وہ کتاب موعود یہ ہے۔

ایک قول ہے کہ بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرمانے اور بنی اسماعیل میں سے ایک رسول علیہ السلام مبعوث کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ جب حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ہجرت فرمائی تو یہاں یہود بکثرت تھے۔ تو الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ نازل فرما کر اس وعدہ کے ایفا کی خبر دی۔ (خازن)

حروف مقطعات

سورۃ بقر کی ابتداء الٓمّٓ سے ہوتی ہے اس قسم کے حروف کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ یہ حروف اکٹھے لکھے جاتے ہیں لیکن جدا جدا پڑھے جاتے ہیں یہ اس سورت کے علاوہ پانچ سورتوں کے ابتداء میں آتے ہیں۔ حروف مقطعات سے شروع ہونے والی سورتوں کی کل تعداد ۲۹ ہے۔

مفسرین نے ان کے متعلق کہا ہے کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ۔ اس کے مفہوم حقیقی کو اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ اسرار الٰہی اور متشابہات ہیں۔ ان کی مراد اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے مابین ہے۔ وہی اسے جانیں۔

میان عاشق و معشوق رمز یست کراماً کاتبین را زو خبر نیست

ہمیں ان کے حق ہونے پر ایمان لانا چاہئے۔ لیکن معنی تاویلی اگر ممکن ہوں اور وہ کتاب وسنت کے موافق بھی ہوں تو مقبول ہوں گے اور ایسے تاویلی معنی مردود ہیں جو کتاب وسنت سے منطبق نہ ہوں بنابریں الٓمّٓ کے معنی پر غور کرنے سے ان کی شان ارفع و اعلیٰ معلوم ہوتی ہے اور سمجھ میں آتا ہے کہ یہ تین حروف درحقیقت دیباچہ کلام پاک ہے اور جو مضمون دیباچہ میں ہوا کرتا ہے وہ بطریقہ زبر و بینات ان تین حرفوں سے حاصل ہو جاتا ہے لیکن اس کے سمجھنے کیلئے پہلے حروف ابجد کے عدد سمجھ لینے ضروری ہیں۔ لہٰذا اول ہم ابجد کے حروف لکھ کر ان کے عدد پیش کرتے ہیں۔ پھر ہر سہ حروف کے معنی تاویلی پیش کریں گے۔ وہو ہذا۔

ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰

ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

www.waseemziyai.com

حل مقطعہ

الٓمّٓ اس میں تین حروف (ا ل م) ابجد کے قاعدہ سے الف کا عدد ایک اور لام کے تیس۔ میم کے چالیس ہوتے ہیں۔ تو یہ عبارت حاصل ہوتی ہے۔ ایک وحدہ لاشریک نے یکتا قرآن کریم ہے مثل مصطفی پر تیس پاروں کے اندر چالیس سال کی عمر میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ یہ معنی تاویلی اس لئے مقبول ہے کہ احادیث صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہے۔

پھر الف تو صفی علیحدہ کر کے ل اور میم کے تیس اور چالیس عدد جمع کئے جائیں تو ستر (۷۰) کا عدد حاصل ہوتا ہے جو اشارۃً یہ بھی بتا رہا ہے کہ اس کلام پاک کے جمع کرنے والے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہیں جن کے نام کے اول وہ حروف ہو جس کا عدد ۷۰ ہے اور عدد ستر (۷۰) ع کا ہے۔ چنانچہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم یہ ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کا اسم گرامی عبداللہ بن ابی قحافہ ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، مولاء کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور عموماً دیباچہائے کتب میں ایسا ہی مضمون ہوا کرتا ہے۔

نوٹ: تمام قرآن کریم میں ۱۱۴ بسم اللہ ہیں جو ہر سورۃ کے اول ہیں۔ چونکہ سورۂ توبہ میں بسم اللہ نہیں اس حساب سے ۱۱۳ ہوتی ہیں لیکن ایک بسم اللہ سورۂ نمل میں آیت کے ساتھ آ گئی۔ اس بنا پر ۱۱۴ بسم اللہ ہی رہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک نہیں اس میں۔ ہدایت ہے ڈرنے والوں کو۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ

وہ جو ایمان لائیں غیب پر اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۭ

اور وہ جو ایمان لائیں اس پر جو (اے محبوب) تمہاری طرف اترا۔ اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

اُولٰۗىِٕكَ عَلٰي هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

وہی لوگ ہیں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰي سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓي اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔ یعنی پردہ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حل لغات پہلا رکوع۔ سورہ بقرہ۔ پ ۱

ذٰلِكَ۔ وہ — الْكِتٰبُ۔ بلند مرتبہ کتاب (یعنی قرآن کریم) — لَا رَيْبَ۔ نہیں ہے شک

www.waseemziyai.com

فِيْهِ۔اس میں	هُدًى۔ہدایت ہے	لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ڈر والوں کو	الَّذِيْنَ۔وہ جو
يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائیں	بِالْغَيْبِ۔بے دیکھے	وَ۔اور	يُقِيْمُوْنَ۔قائم رکھیں
الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور	مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ۔ہماری دی ہوئی روزی میں سے	
يُنْفِقُوْنَ۔خرچ کریں	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائیں
بِمَآ۔اس پر	اُنْزِلَ۔جو اترا	اِلَيْكَ۔تیری طرف (اے محبوب)	
وَ۔اور	مَآ۔جو	اُنْزِلَ۔اترا	مِنْ قَبْلِكَ۔تجھ سے پہلے
وَ۔اور	بِالْاٰخِرَةِ۔آخرت پر	هُمْ۔وہ	يُوْقِنُوْنَ۔یقین رکھیں
اُولٰٓئِكَ۔وہی لوگ	عَلٰى هُدًى۔ہدایت پر ہیں	مِّنْ رَّبِّهِمْ۔اپنے رب کی طرف سے	
وَ۔اور	اُولٰٓئِكَ۔وہی لوگ	هُمُ۔وہ ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ۔مراد کو پہنچنے والے
اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ (جن کی قسمت میں)	كَفَرُوْا۔کفر ہے	سَوَآءٌ۔برابر ہے
عَلَيْهِمْ۔ان پر	ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔چاہے تم انہیں ڈراؤ	اَمْ۔یا	لَمْ۔نہ
تُنْذِرْهُمْ۔ڈراؤ انہیں	لَا۔نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لانے کے	خَتَمَ۔مہر کردی
اللّٰهُ۔اللہ نے	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں پر	وَعَلٰى۔اور اوپر	سَمْعِهِمْ۔ان کے کانوں کے
وَ۔اور	عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ۔ان کی آنکھوں پر	غِشَاوَةٌ۔گھٹا ٹوپ ہے	وَ۔اور
لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	عَظِيْمٌ۔بڑا	

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورہ بقرہ - پ ۱

"الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ قرآن کتاب کامل ہے۔"

ذٰلِكَ۔مبتداء۔لَا رَيْبَ فِيْهِ۔اس کی خبر۔معنی یہ ہوئے کہ یہ کتاب وہ ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

كِتَاب۔كِتَيْبَةٌ سے بنا اس کے معنی ہیں جمع ہونا۔چونکہ قرآن کریم میں تمام علوم جمع ہیں اس لئے یہ کامل کتاب ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

رَيْبَ۔رِيْبَةٌ سے بنا۔جس کے معنی ہیں قلق۔پریشانی جیسے عربی محاورہ ہے رَيْبُ الزَّمَان۔یعنی زمانے کی مصیبتیں۔ اصطلاح میں اس شک کو ریب کہتے ہیں جس میں بدگمانی شامل ہو۔تو معلوم ہوا کہ شک تردد کو کہتے ہیں ریب اس شک کو کہتے ہیں جس میں بدگمانی اور کھٹکا پایا جائے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہونے میں اس قدر یقین کا حامل ہے کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

هُدًى۔ہدایت۔راستہ کا علم۔منزل پر پہنچنے کی قدرت۔

مُتَّقِيْن۔متقی کی جمع ہے۔لفظ تقوی احتیاط۔نگہداشت کو کہتے ہیں۔

مُتَّقِيْ۔وَقْيٌ۔وِقَايَةٌ۔سے بنا۔معنی ہیں حفاظت۔

شریعت میں تقوی اسے کہتے ہیں کہ انسان ان کاموں سے بچے جو اس کے لئے آخرت میں نقصان دہ ہوں آیت کے

www.waseemziyai.com

معنی ہوئے قرآن پاک ان لوگوں کو ہدایت دینے والا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

ارشاد باری ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔ جو شخص اللہ سے ڈرے گا خدا تعالیٰ اسے ہر مصیبت سے چھٹکارا عطا فرمائے گا۔ اور اس کو اس طرح رزق دے گا جو اس کے خیال میں بھی نہ آئے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں عزت حاصل کرے وہ اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری اختیار کرے۔

تعریف تقویٰ

تقویٰ کے معنی ہیں نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ترک ممنوع کر کے نفس کو ہر گناہ سے بچانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک و کبائر اور فواحش سے بچے۔

بعض کا قول ہے متقی اسے کہتے ہیں جو اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر نہ سمجھے۔

بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔

بعض کے نزدیک تقویٰ نام ہے معصیت پر اصرار اور اطاعت پر غرور کا ترک کرنا۔

بعض کے نزدیک تقویٰ یہ ہے کہ بندہ کو اس کا مولیٰ وہاں نہ پائے جہاں اسے منع فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ تقویٰ حرام سے اجتناب کو کہتے ہیں۔

یہ قول بھی ہے کہ تقویٰ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی پیروی ہے۔ (خازن)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو کسی خاردار وادی سے کبھی گزرا ہے۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا وہاں سے تو کس طرح گزرا۔ عرض کیا اپنے دامن کو کانٹوں سے بچاتا ہوا گزرا۔ فرمایا ذٰلِكَ تَقْوٰى یہی ہے۔

بیانات بالا میں لفظی فرق ضرور ہے لیکن معنی کے اعتبار سے باہم مناسبت رکھتے ہیں اور باعتبار قول مفسر کوئی اختلاف نہیں۔

مراتب تقویٰ

تقویٰ کے مراتب متعدد ہیں۔ عوام کا تقویٰ تو یہ ہے کہ ایمان لا کر کفر سے بچا رہے۔

متوسطین کا تقویٰ یہ ہے کہ امر و نواہی کی اطاعت کی جائے۔

خواص کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر ایسی چیز کو چھوڑ دیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے۔ (جمل)

www.waseemziyai.com

شاہ صاحب قدس سرہ نے تقویٰ کی سات قسم لکھی ہیں۔

(۱) کفر سے بچنا۔ یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ (۲) بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سنی خوش عقیدہ کو حاصل ہے۔

(۳) ہر کبیرہ سے احتراز کرنا۔ (۴) ہر صغیرہ سے بچنا۔

(۵) مشتبہات سے محترز رہنا۔ (۶) شہوات سے اجتناب کرنا۔

(۷) غیر اللہ کی طرف التفات نہ کرنا۔ یہ اخص الخواص کا منصب ہے۔

اور قرآن کریم ساتوں مراتب کا ہادی ہے

آگے ارشاد ہوتا ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی وہ جو بے دیکھے ایمان لائے۔ یہاں سے مُفْلِحُوْنَ تک سب آیتیں مومنین بااخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہر و باطن ایماندار ہیں۔ اس کے بعد کی دو آیتیں کھلے کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہری اور باطنی کافر ہیں۔ اس کے بعد ومن الناس سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں۔ جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ (جمل)

اَلَّذِیْنَ۔ وہ لوگ جو کہ

یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں۔ ایمان کے لغوی معنی ہیں امن میں رہنا۔

مومن ہمیشہ کے لئے عذاب سے امن پالیتا ہے اس لئے مسلمانوں کو مومن کہا گیا ہے۔ ایمان اور عقیدہ مثل جڑ کے ہیں اور اعمال مثل پھل کے ہیں۔ پھل جبھی حاصل ہوسکتا ہے جب جڑ مضبوط و محفوظ ہو۔

اَلْغَیْب۔ غیب کے معنی ہیں غائب یعنی چھپی ہوئی چیز۔

اصطلاح میں غیب وہ چیز کہلاتی ہے جو کہ ظاہری اور باطنی حواس اور عقل سے چھپی ہو۔ آنکھ، ناک، کان اور حواس سے معلوم نہ ہو سکے نہ عقل میں آسکے۔ زندگی، موت، قیامت کا وقت معلوم نہیں ہوسکتا اس کا نام مفاتیح الغیب ہے۔ ارشاد باری ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ۔ یعنی غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اور ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اور اسی کے لئے آسمان اور زمین کی کنجیاں ہیں۔

اللہ عزوجل کا علم ذاتی ہے اور لامتناہی ہے اور مخلوق کا علم عطائی ہے اور محدود۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے غیوب پر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے مطلع فرماتا ہے۔

حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے جمیع ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ۝ سے ظاہر ہے۔

بعض علماء رحمہم اللہ نے یہاں ایک لطیف نکتہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں مفاتیح اور دوسری میں مقالید کا لفظ آیا۔ دونوں الفاظ کے اول و آخر حروف کو جمع کریں تو اس کا مجموعہ محمد ہوتا ہے تو یہ بات روشن ہوگئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہی غیوب اللہ کی کنجی ہے۔

www.waseemziyai.com

تعریف ایمان بالغیب

غیب مصدر یا اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے اس تقدیر پر غیب وہ ہے جو حواس و عقل سے بدیہی طور پر معلوم نہ ہو سکے اس کی دو قسم ہیں۔

ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ یہ علم غیب ذاتی ہے اور اس علم غیب کے لئے آیہ کریمہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وارد ہے اور جس قدر ایسی آیتیں قرآن کریم میں وارد ہیں جن سے علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے وہ اس قسم کا علم غیب یعنی ذاتی ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

اور غیب کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اس کے صفات اور نبوات اور ان کے متعلقات احکام شرائع اور روز آخر اور اس کے احوال و بعث و نشر حساب و جزا وغیرہ کا علم جس پر دلیلیں قائم ہیں اور جو تعلیم الٰہی سے حاصل ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے۔

اس دوسری قسم کے غیوب جو ایمان سے علاقہ رکھتے ہیں ان کا علم و یقین ہر مومن کو حاصل ہے اگر نہ ہو تو آدمی مومن نہیں اور اللہ تعالیٰ جو اپنے مقرب بندوں پر اولیاء رحمہم اللہ و انبیاء علیہم السلام پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے۔

یا غیب معنی مصدر ہی میں لیا جائے اور غیب کا صلہ مومن پر قرار دیا جائے تو پہلی صورت میں آیت کے یہ معنی ہوں گے (جو بے دیکھے ایمان لائیں) دوسری صورت میں یہ ہوں گے (جو مومنین اللہ پر ایمان لائیں) یعنی ان کا ایمان منافقوں کی طرح مومنین کے دکھانے کے لئے نہ ہو۔ بلکہ وہ مخلص ہوں۔ غائب حاضر ہر حال میں مومن رہیں۔

غیب کی تفسیر میں ایک قول

یہ بھی ہے کہ غیب سے قلب مراد ہے اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وہ جو دل سے ایمان لائیں (جمل)

اور عام فہم معنی کے لئے یہ حکایت بہت ہی منطبق ہے۔

ایک بزرگ گزرے ہیں جن کا نام بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ یہ مجذوب سالک تھے۔ آبادی سے دور رہا کرتے تھے۔ زمین سے مٹی جمع کر کے چھوٹے چھوٹے گھروندے بناتے بگاڑا کرتے تھے۔

ایک روز ادھر سے بادشاہ کی سواری گزری۔ بہلول رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ بہلول نے فرمایا۔ جنت میں مکانات تعمیر کر رہا ہوں۔ بہلول سے بادشاہ نے عرض کیا حضور ایک مکان مجھے بھی دیجئے۔ بہلول نے فرمایا دس ہزار درہم قیمت ہے دو اور لو۔ بادشاہ ہنستے ہوئے آگے گزر گئے اور خیال کیا یہ مجذوب کی بڑ ہے انہیں دس ہزار میں ہزار سے کیا واسطہ۔

اس کے بعد بیگم بھی گزریں اور بہلول رحمۃ اللہ علیہ کو مشغول تعمیر دیکھ کر وہی سوال کیا۔ بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے وہی جواب دیا جو بادشاہ کو دیا تھا۔ بیگم نے ایک محل مانگا۔ بہلول نے دس ہزار درہم قیمت فرمائی بیگم نے حکم دے دیا کہ دس ہزار بہلول کو پیش کر دیئے جائیں۔ چنانچہ درہم پیش کر دیئے گئے۔ بہلول نے انہیں مٹی کے ساتھ ملا کر اپنا مشغلہ شروع کر دیا۔

رات کو بادشاہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک عجیب و غریب باغ ہے۔ اس میں جواہرات سے مرصع ایک محل ہے۔ بادشاہ

www.waseemziyai.com

مشتاقانہ اس میں داخل ہونے کو گئے دروازے پر دربانوں نے روک دیا۔ پوچھا یہ کس کا محل ہے جواب ملا یہ محل بیگم کا ہے جو بہلول دانا سے دس ہزار میں کل خریدا تھا۔

بادشاہ چونک پڑا صبح ہوتے ہی بہلول کی طرف گیا۔ عرض کیا حضور کیا ہو رہا ہے فرمایا وہی ہو رہا ہے جو تو خواب میں دیکھ کر آیا ہے۔ بادشاہ نے عقیدت مندانہ لہجہ میں عرض کیا۔ حضور ایک باغ مجھے بھی مل جائے۔ بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو نہیں لے سکتا۔ بادشاہ نے عرض کی حضور دس ہزار درہم میں بھی پیش کرتا ہوں۔ بہلول نے فرمایا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ والوں کے لئے دس ہزار درہم تھے تو تو دیکھ کر لے رہا ہے۔ اب جیسا مال ہے ویسی ہی قیمت ادا کر۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایمان بالغیب جو مومنوں کے لئے مختص کیا گیا ہے اس کا بدلہ کتنا عظیم ہے واللہ الحمد

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ۔ یقیمون۔ قائم کرتے ہیں اقامت سے بنا اس کے معنی میں قائم کرنا۔

اِقَامَتُ الصَّلٰوۃ۔ سے مراد یہ ہے کہ پوری شرائط اور پابندی کے ساتھ نماز باقاعدگی سے ادا کرنا۔

صلوٰۃ۔ کے لفظی معنی دعا کے ہیں۔

صلوٰۃ کے معانی پر بحث

شریعت کی اصطلاح میں صلوٰۃ عبادت خاص کو کہتے ہیں اس کا نام صلوٰۃ اس لئے رکھا گیا کہ اس عبادت میں سب سے زیادہ دعا کا حصہ ہے اس میں زبان سے دل سے اور جسم سے اور ظاہری باطنی اعضاء سے بھی دعا کی جاتی ہے۔

نماز خداوند قدوس کے آگے جھکنے اپنی بندگی کا اظہار کرنے اللہ سے گہرا تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

نماز بدنی عبادتوں میں سب سے اعلیٰ ہے اس میں اخلاقی اور طبی فائدے بھی ہیں۔

پانچ مرتبہ امام کے پیچھے قبلہ رخ کھڑے ہو کر آپس میں بھائی بھائی ہونے کا اقرار اور دلوں کو حسد بغض خود غرضی تکبر کینہ سے پاک ہونے کا عہد کرنے کا نام نماز ہے اور نماز ہی سے محبت مساوات اخوت عبادت روحانی بالیدگی پابندی وقت اور اطاعت امیر کا درس ملتا ہے۔

اسی لئے نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ نماز دین کا ستون ہے۔

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر نماز کا حکم دیا گیا مگر یہ کسی جگہ نہیں بتایا گیا کہ نماز اس طرح پڑھو اور کس کس وقت کتنی کتنی رکعتیں پڑھو جس کا منشاء یہ ہے کہ ہم نے احکام بتا دیئے اب تفصیل طریقہ اگر دیکھنا چاہتے ہو تو ہمارے محبوب رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فعل اور قول کو دیکھو ان کی زندگی ہمارے تمام احکام کی مکمل تفسیر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ محبوب کی اداؤں کا نام نماز و عبادت ہے جو ان کی اداؤں کو اپنائے گا مقبول ہوگا۔

اگر کوئی شخص رکوع و سجدہ میں قرآن پاک کی تلاوت کرے قیام میں التحیات پڑھے۔ ترتیب بدل دے تو نماز باطل ہوگی۔

جب حکم نازل ہوا اقیموا الصلوٰۃ (نماز قائم کرو) تو صحابہ کرام علیہم رضوان دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کَیْفَ نُصَلِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (اے اللہ کے رسول ہم نماز کس طرح ادا کریں)۔

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ نماز ادا کرو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے

www.waseemziyai.com

ہو۔ معلوم ہوا کہ محبوب کی اداؤں کا نام نماز ہے۔

حضرت محدث اعظم امام اہل سنت ابو محمد دیدار علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس مضمون کو اس شعر میں بیان کیا۔

از نمازم نیست مطلب جز تماشائے نگار می روم در اشتیاق افتاں و خیزاں سوئے دوست

(میری نماز کا بس یہی مطلب ہے کہ محبوب کا جلوہ نظر آ جائے اور میں اسی شوق میں یعنی تلاش دوست میں دوست ہی کی طرف گرتا پڑتا چلا جاتا ہوں)

جو اسرار محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر معراج میں ظاہر کئے وہ صیغہ راز ہی میں رکھے گئے۔ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۝۔ اس نے اپنے بندے پر جو وحی کی وہ کی کسی کو کیوں بتاتے۔ ہاں اتنا معلوم ہے کہ وہاں سے امت کے لئے پچاس وقت کی نمازوں کا دن رات میں تحفہ عطا ہوا۔

واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ ﷺ یہ نمازیں تو بہت ہیں کم کرائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر بار بار سرکار ﷺ نے جناب باری میں حاضری دی اور پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی گئیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔

اور امتوں کو نماز پنجگانہ ہی نہیں ملی بلکہ یہ خصوصیت اس امت کے لئے ہے۔ یہ نمازیں علیحدہ علیحدہ انبیاء کرام علیہم السلام نے ادا کیں۔

نماز فجر حضرت آدم علیہ السلام نے صبح ہونے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کیونکہ انہوں نے جنت میں رات نہ دیکھی تھی (شامی جلد اول)۔

نماز ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کی جان محفوظ رہنے اور دنبہ قربانی کے آنے کے شکریہ میں ادا کی۔

نماز عصر حضرت عزیر علیہ السلام نے پڑھی جبکہ سو برس کے بعد زندہ فرمائے گئے۔

نماز مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا کی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں کیوں کہ ان کی توبہ بہ وقت مغرب قبول ہوئی تھی۔

نماز عشا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادا فرمائی یہ نماز حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔

نماز پنجگانہ بھی خصوصیات سے ہیں نماز مومن کافر میں فرق کرنے والی ہے۔ نماز ایمان و کفر میں وجہ امتیاز ہے۔ نماز ہی ناجی مومن کامل ہے۔ (طحاوی شریف باب صلوۃ الوسطی)

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ اور نماز قائم رکھیں اس سے مراد یہ ہے کہ نماز پر مداومت رکھیں اور بہ پابندی اوقات اس کے ارکان پورے ادا کریں۔ فرائض و مستحبات کی بھی حفاظت کریں۔ کسی رکن کی ادائیگی میں خلل نہ آنے دیں۔ تمام مفسدات و مکروہات سے بچتے ہوئے حقوق عبادت اچھی طرح ادا کرتے رہیں۔

www.waseemziyai.com

نماز کے حقوق

دو طرح کے ہیں ایک ظاہری۔ وہ تو یہی ہیں جو ذکر ہو چکے۔ باطنی وہ خشوع وخضوع اور حضور قلب یعنی دل کو فارغ کر کے ہمہ تن بارگاہ حق میں متوجہ ہونا۔

رَزَقْنٰهُمْ۔ ہم نے انہیں دیا یہ دو لفظ ہیں رَزَقْنَا۔ هُمْ۔

رَزَقْنَا۔ رزق سے نکلا عربی میں یہ لفظ وسیع معنی رکھتا ہے۔ رزق کی لغت میں عطا یعنی دی ہوئی چیز کے معنی ہیں۔

رزق۔ اصطلاح میں وہ ہے جس سے کوئی جاندار چیز نفع حاصل کرے۔ ہوا، پانی، لباس، غذائیں، زمین، اولاد، دنیا کی ہر چیز رزق ہے آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ ہر چیز میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو مثلاً ہوا سے سانس اور سانس کو اللہ کے ذکر میں خرچ کرو وغیرہ وغیرہ۔

يُنْفِقُوْنَ۔ انفاق اس کے لغوی معنی ہیں بکھیرنا۔ خرچ کرنا اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ سارا مال راہ خدا میں خرچ کرنا اور خود فقیر بن جانا اس میں حقوق العباد اولاد وغیرہ کا حق مارنا ہے اس سے منع فرمایا مِنْ بعضیت کے لئے آتا ہے یعنی کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

دوسرے توکل جیسے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح متوکل ہونا گھر والے بھی متوکل اپنا سارا گھر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لٹا دیا

پروانہ کو ہے شمع اور بلبل کو پھول بس صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

یہ تعلیم بھی صرف اسلام میں ہی ملے گی۔

''وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ یعنی اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔''

راہ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوۃ مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ بھی فرمایا يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ یا مطلق انفاق وخرچ مراد ہو۔ عام اس سے کہ فرض مثل زکوۃ وغیرہ ہو یا واجب جیسے نذر ومنت جو انسان خود اپنے ذمہ لیتا ہے۔ یا نفقہ اہل وعیال خواہ مستحب ہو جیسے صدقات نافلہ وایصال ثواب موتی۔

چنانچہ فقہاء نے نفقات نافلہ میں گیارہویں اور تیجہ، چالیسواں وغیرہ کو بھی اس میں داخل کیا اور قرآن پاک کلمہ شریف کا پڑھنا بھی اجر وثواب کے لئے وارد ہے۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اصل میں مِنْ مَّا رَزَقْنٰهُمْ ہے اور اس میں مِنْ تبعیضیہ ہے۔ جو اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق مستحب ہے اور اسراف ممنوع۔ انفاق خواہ اپنے لئے ہو یا اپنے اہل کے لئے۔ خواہ بغرض ایصال ثواب موتی کیلئے ہو یا غریب یتیم پیر وا سیر کی مدد کو وہ اعتدال کی حد تک انفاق ہے اور حد اعتدال سے متجاوز ہو کر وہی اسراف بن جاتا ہے۔

چنانچہ رَزَقْنٰهُمْ کی تقدیم اور رزق اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت فرما کر ظاہر فرمایا کہ تمہارا کمایا ہوا مال بھی تمہارا مکسوبہ نہیں۔ اس میں بھی ہماری عطا کو دخل ہے۔ دوسرے خرچ کرنا ہماری راہ میں دینا احسن ہے اور نہ دینا بخل ہے جو نہایت قبیح عادت ہے۔

''وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور وہ ایمان لائیں اس پر جو (اے محبوب)

www.waseemziyai.com

تمہاری طرف نازل ہوا (یعنی قرآن کریم) اور جو تم سے پہلے اترا (یعنی توریت، انجیل، زبور وغیرہ صحف سماویہ) اس آیت کریمہ میں اہل کتاب سے وہ مومنین مراد ہیں جو اپنی کتاب اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کی وحیوں پر بھی ایمان لائے اور قرآن کریم پر بھی۔ اور مَآ اُنْزِلَ کے مَا موصولہ سے یہ فائدہ بھی نکلتا ہے کہ بعض قرآن یا بعض کتب سابقہ پر ایمان لانا معتبر نہیں۔ بلکہ تمام قرآن پاک اور تمام کتب سابقہ پر اور پوری شریعت پر ایمان مراد ہے۔ (جمل)

اس سے مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں

(۱) جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا فرض ہے۔ اسی طرح ہر مکلف عاقل بالغ پر تمام کتب سماویہ پر ایمان لانا فرض ہے۔ البتہ نزول قرآن کے بعد سابقہ کتب سماویہ جو حضور ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ ان کے وہ احکام جو شریعت محمدیہ میں منسوخ ہو گئے ان پر عمل درست نہیں مگر ان کے حق ماننے میں کوئی تامل جائز نہیں ہے۔ مثلاً شرائع سابقہ میں بیت المقدس قبلہ تھا۔ اس پر ایمان لانا تو ہمارے لئے ضروری ہے مگر اس پر عمل یعنی نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں وہ منسوخ ہو چکا۔

(۲) قرآن کریم سے قبل جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ان سب پر اجمالاً ایمان لانا فرض عین ہے اور قرآن کریم پر تفصیلاً ایمان لانا فرض کفایہ ہے۔ بنابریں عوام پر اس کی تفصیلات کے علم کی تحصیل فرض نہیں۔ تفصیلی علم حاصل کرنے کو علماء موجود ہیں جو تحصیل علم شرعی میں پوری جدوجہد کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ قرآن پاک ان پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جن میں وہ پہلی صفتیں بھی ہوں۔

یہ آیت متقین کی تفسیر ہے اَلَّذِيْنَ متقین پر معطوف ہے یعنی یہ لوگ تمام آسمانی کتابوں اور الہامی نوشتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جو کتابیں آپ سے پہلے نبیوں علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔

آپ ﷺ سے قبل جو انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے قرآن کریم نے ان میں بعض کے نام لے کر بیان کئے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی تشریف لائے ان سب پر ایمان و یقین رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے فرمایا ہر نبی اس عمارت کے بنانے کے لئے اپنے اپنے زمانہ میں ایک ایک اینٹ رکھتا رہا۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے ایک اینٹ لگا دی لیکن ایک اینٹ کی کسر باقی رہ گئی تھی آپ نے فرمایا وہ آخری اینٹ میں ہوں اور قصر نبوت میں اب کسی اور اینٹ کی ضرورت نہیں رہی۔

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ بے شک نبوت اور رسالت میرے بعد منقطع ہو گئی۔

اور فرمایا لَانَبِيَّ بَعْدِيْ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ایک ہی سچائی پیش کرتے رہے کہ تمام جہانوں کا رب ایک اللہ ہے قرآن کریم ایمان والوں کو حکم دیتا ہے کہ ان سب انبیاء علیہم السلام کی تعظیم اور نازل شدہ احکام کی تصدیق کریں اس معاملہ میں یہ جاننا چاہئے کہ

www.waseemziyai.com

کتب سابقہ پر فقط ایمان وتصدیق کافی ہے کیونکہ ان کتابوں میں تحریف کر دی گئی ہے جیسا کہ قرآن حکیم نے وضاحت کی ہے اب وہ کتابیں اپنی صورت میں باقی نہیں ہیں اور قرآن کریم ہی ان کتابوں کا جامع وناسخ ہے۔ لہٰذا کتب سابقہ کے بارے میں اب واقعی عقیدہ یہ ہوگا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اگر پچھلی کتابوں میں کوئی بات ایسی ہے جس کی قرآن تصدیق کرتا ہے تو ہم بھی تصدیق کریں گے اور اگر کوئی بات ایسی ہے کہ قرآن اس کی تردید کرتا ہے تو ہم بھی برملا اس کی تردید کریں گے اور اگر ایسی باتیں ہیں جن کی قرآن کریم نہ تصدیق کرتا ہے نہ تردید تو اس پر سکوت کیا جائے گا۔

کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس بات میں ناواقفی کی بناء پر ہم تردید یا تصدیق کر بیٹھیں اور وہ اس کے برخلاف ہو تو ہم اس صورت میں کتاب کے جھٹلانے والے ٹھہریں گے لہٰذا ایسے امور پر سکوت بہتر ہے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔ اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں یعنی دار آخرت اور جو کچھ اس میں ہے حساب اور جزا وسزا سب پر ایسا یقین واطمینان رکھتے ہیں کہ ذرا شک وشبہ نہیں اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار پر تعریض ہے جن کے عقیدہ میں آخرت کا انکار ہے اور جو توہمات فاسدہ کے شکار ہیں۔

اَلْاٰخِرَةِ سے مراد اَلدَّارُ الْاٰخِرَةِ یعنی مرنے کے بعد آنے والی دوسری زندگی ہے۔

يُوْقِنُوْنَ۔ وہ یقین رکھتے ہیں یہ لفظ ایقان سے بنا جو یقین سے نکلا۔ یقین اس علم کو کہتے ہیں جسے دلیل نے اس قدر واضح کر دیا ہو کہ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

''اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور مراد کو پہنچنے والے ہیں۔''

اُولٰٓئِكَ۔ اسم اشارہ ہے اشارہ کے لئے ضروری ہے کہ سننے والے کو محسوس ہو کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہو۔

عَلٰى هُدًى۔ میں علیٰ غلبہ کے لئے آتا ہے جیسے کہتے ہیں زید سواری پر ہے تو سواری پر غالب ہوتا ہے اسی طرح ہدایت پر وہ لوگ غالب ہوتے ہیں ہدایت جن کے قبضہ میں آچکی ہوتی ہے۔

مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ میں نہایت نفیس اشارہ ہے کہ جو کچھ ان کو ملا ہے یہ ان کے رب کے کرم سے ملا ہے۔

اُولٰٓئِكَ۔ دوبارہ اس لئے بیان کیا گیا کہ متقیوں کی دو صفتیں بیان ہوئیں۔ ایمان بالغیب۔ نماز کا قائم کرنا راہ الٰہی میں خرچ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

الْمُفْلِحُوْنَ۔ یہ فلاح سے بنا فلاح کا لغوی معنی ہے کھلنا، قطع کرنا۔ اصطلاح میں فلاح کے معنی کامیابی کے ہیں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اس قسم کے لوگ دنیا وآخرت ہر جگہ پر کامیاب ہیں۔

''اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔''

اِنَّ۔ بے شک جہاں کوئی شخص کلام کا انکار کر رہا ہو۔ اس کلام کی اہمیت سمجھانے کے لئے فرمایا گیا۔

الَّذِيْنَ۔ خاص لوگ مراد ہیں۔ كَفَرُوْا۔ كُفْرٌ سے ہے۔ مراد چھپانا ڈھکنا اسی لئے کفور چھلکے کو کہتے ہیں کیونکہ مغز کو ڈھانپے ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

سَوَآءٌ۔ یعنی برابر ہے۔

عَاَنْذَرْتَهُمْ۔ انذار سے بالغوی معنی ہیں ڈرانا۔ شریعت میں عذاب سے ڈرانے کو انذار کہتے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ آخر کار وہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔

یہ اپنے اولیاء رحمہم اللہ کے تذکرہ کے بعد اعداء کا ذکر فرمایا اور تمام قرآن کریم کا اسلوب بیان یہی ہے کہ اولیاء مقربین رحمہم اللہ کا ذکر اگر پہلے ہو تو اس کے بعد مخالفوں کافروں کا تذکرہ ضروری فرمایا ہے۔ عام اس سے کہ اول کفار کا ذکر ہو یا بعد میں۔ اس کے اندر ترتیب کی پابندی نہیں کی گئی کہ پہلے اولیاء رحمہم اللہ کا ہی ذکر ہو اسے لف ونشر غیر مرتب کہتے ہیں اور دونوں کا ذکر فرمانے میں حکمت ہدایت ہے کہ اس مقابلہ سے ہر ایک کو اپنے کردار کی حقیقت اور اس کے نتائج پر نظر ہو جائے۔

آیۃ متلوہ کا شان نزول

یہ آیت ابوجہل۔ ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی۔ جو علم الٰہی میں محروم ایمان ہیں۔ اس لئے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرانا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں۔ انہیں نصیحت سے نفع نہ ہوگا۔ لیکن تبلیغ مبلغ اور نصیحت انبیاء علیہم السلام اور حضور ﷺ کی سعی بے کار نہیں۔ اس لئے کہ منصب رسالت کا اقتضا اور فریضہ تبلیغ عامہ کا نتیجہ حجت علی وجہ الکمال قائم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اگر تبلیغ مبلغ سے قوم پند پذیر نہ ہو تو مبلغ کو ترک تبلیغ زیبا نہیں۔ بلکہ اس جد وجہد سے ہادی کو ہدایت کا ثواب ملے گا۔

دوسرے اس آیت میں من جانب اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کے لئے تسلی بھی ہے کہ کفار کے ایمان نہ لانے سے غمگین نہ ہوں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی سعی تبلیغ کامل ہے۔ آپ ﷺ کو اس کا اجر ملے گا۔ محروم تو بدنصیب ہیں جنہوں نے آپ کی اطاعت نہ کی۔ کفر کے معنی اللہ تعالیٰ عزوجل کے وجود یا اس کی وحدانیت یا کسی نبی علیہ السلام کی نبوت یا ضروریات دین سے کسی امر کا انکار یا کوئی ایسا فعل جو عند الشرع انکار کی دلیل ہو کفر ہے۔

''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لئے بہت ہی بڑا عذاب ہے۔''

خَتَمَ۔ مہر لگا دی اس سے مراد وہ نتیجہ ہے جو مسلسل انکار اور مخالفت حق سے پیدا ہوتا ہے۔ مہر لگانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ باہر سے کوئی چیز اس کے اندر نہ جا سکے اور اندر سے باہر نہ آ سکے مثلاً دل پر مہر لگ جائے تو نہ حق کی بات دل میں داخل ہو سکتی ہے اور نہ حق بات کے اظہار کی جرأت رہتی ہے۔

قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دل۔ یہ قلب کی جمع ہے۔ یہاں قلب سے مراد وہ قوت ہے جو شعور اور ارادہ کا مرکز ہے۔

سَمْعِهِمْ۔ ان کے کان۔ سمع کے معنی سننے کی قوت ہے اس سے مراد کان ہے۔

اَبْصَارِهِمْ۔ ان کی آنکھیں۔ ابصار کا واحد بصر ہے اس سے مراد دیکھنے کی قوت ہے۔

غِشَاوَةٌ۔ پردہ اس کا مادہ غشیٰ ہے جس کے معنی ڈھانپنا ہے۔ یہاں مراد پردۂ غفلت ہے جو حواس پر چھا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مہر لگ جانے کا عمل جان بوجھ کر کفر اختیار کرنے اور اس پر اصرار کرنے کے بعد ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے یعنی کفار کے لئے دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے اور ان پر عذاب میں کمی نہ ہوگی بلکہ عذاب پر عذاب بڑھتا چلا جائے گا بسبب ان کے کفر کے جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت اور گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے اور سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ اور اس بیان سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ بندوں کے افعال بھی تحت قدرت الٰہی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۘ﴿۸﴾

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ؕ﴿۹﴾

فریب دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں سمجھ بوجھ نہیں۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔

اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

سنو وہی فسادی ہیں مگر انہیں سمجھ بوجھ نہیں۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے ہیں۔ تو کہتے ہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ سنو وہی احمق ہیں لیکن جانتے نہیں۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾

اللہ ان سے ہنسی کرتا ہے (جیسا کہ اس کی شایان شان ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اسی اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۶﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔

www.waseemziyai.com

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۖ فَلَمَّا
أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَ
تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾
صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾
أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَ
بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ
الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ
بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾
يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم
مَّشَوْا فِيهِ ۖ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ
شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ
اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

ان کی مثال اسی طرح کی ہے جیسے آگ روشن کی تو جب اس کے اردگرد سب جگمگا گیا۔ اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا۔
بہرے گونگے اندھے ہیں تو وہ پھر کر آنے والے ہیں۔
یا جیسے موسلا دھار مینہ آسمان سے برسے کہ اس میں اندھیریاں اور گرج اور چمک ہیں اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔
قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھ لے جاتا۔ بیشک اللہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَمِنَ - اور کچھ	النَّاسِ - لوگ ہیں	مَنْ - جو	يَقُولُ - کہتے ہیں
اٰمَنَّا - ہم ایمان لائے	بِاللّٰهِ - اللہ پر	وَ - اور	بِالْيَوْمِ - دن
الْاٰخِرِ - پچھلے پر	وَ - اور	مَا - نہیں	هُمْ - وہ
بِمُؤْمِنِيْنَ - ایمان والے	يُخٰدِعُوْنَ - فریب دینا چاہتے ہیں		اللّٰهَ - اللہ کو
وَ - اور ان کو	الَّذِيْنَ - جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے	وَ - اور
مَا - نہیں	يَخْدَعُوْنَ - فریب دیتے	اِلَّا - مگر	اَنْفُسَهُمْ - اپنی جانوں کو
وَ - اور	مَا - نہیں	يَشْعُرُوْنَ - سمجھ بوجھ رکھتے	فِيْ قُلُوْبِهِمْ - ان کے دلوں میں
مَّرَضٌ - بیماری ہے	فَزَادَ - تو بڑھا دی	هُمْ - ان میں	اللّٰهُ - اللہ نے
مَّرَضًا - بیماری	وَ - اور	لَهُمْ - ان کے لئے	عَذَابٌ - عذاب ہے
اَلِيْمٌ - دردناک	بِمَا - بدلہ اس کا	كَانُوْا - کرتے تھے	يَكْذِبُوْنَ - جھوٹ بولتے
وَ - اور	اِذَا - جب	قِيْلَ - کہا جائے	لَهُمْ - ان سے
لَا - نہ	تُفْسِدُوْا - فساد کرو	فِي الْاَرْضِ - زمین میں	قَالُوْا - کہتے ہیں
اِنَّمَا نَحْنُ - ہم تو	مُصْلِحُوْنَ - سنوارنے والے ہیں	اَلَآ - سن لو	اِنَّهُمْ - وہی
هُمُ - وہ	الْمُفْسِدُوْنَ - فسادی ہیں	وَلٰكِنْ - مگر	لَا - نہیں

www.waseemziyai.com

يَشْعُرُوْنَ۔ سمجھ رکھتے
لَهُمْ۔ انہیں
النَّاسُ۔ لوگ
كَمَآ۔ جیسے
اِنَّهُمْ هُمُ۔ وہی ہیں
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
الَّذِيْنَ۔ ان سے
وَ۔ اور
شَيٰطِيْنِهِمْ۔ اپنے شیطانوں کے
مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ ہیں
کرتے ہیں
وَ۔ اور
يَعْمَهُوْنَ۔ بھٹکتے رہیں
الضَّلٰلَةَ۔ گمراہی کو
تِجَارَتُهُمْ۔ ان کے سودے نے
مُهْتَدِيْنَ۔ راہ جانتے
اسْتَوْقَدَ۔ روشن کی
مَاحَوْلَهٗ۔ گرداگرد
وَ۔ اور
لَا۔ نہیں
عُمْيٌ۔ اندھے ہیں
اَوْ۔ یا
فِيْهِ۔ اس میں
وَ۔ اور
فِيْٓ اٰذَانِهِمْ۔ اپنے کانوں میں
وَ۔ اور
يَكَادُ۔ قریب ہے
كُلَّمَآ۔ جب کچھ

وَ۔ اور
اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ
قَالُوْٓا۔ کہتے ہیں
اٰمَنَّا۔ ایمان لائے
خَلَوْا۔ اکیلے ہوں
اِنَّا۔ سوا اس کے نہیں
اَللّٰهُ۔ اللہ
يَمُدُّ۔ ڈھیل دیتا ہے
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
بِالْهُدٰى۔ ہدایت کے بدلے
وَ۔ اور
مَثَلُهُمْ۔ مثال ان کی
نَارًا۔ آگ
ذَهَبَ۔ لے گیا
تَرَكَهُمْ۔ چھوڑ دیا انہیں
يُبْصِرُوْنَ۔ دیکھتے
فَهُمْ۔ پھر وہ
كَصَيِّبٍ۔ موسلا دھار پانی کے مثل
ظُلُمٰتٌ۔ اندھیریاں ہیں
وَ۔ اور
بَرْقٌ۔ چمک
مِّنَ الصَّوَاعِقِ۔ کڑک کے سبب
اَللّٰهُ۔ اللہ
اَلْبَرْقُ۔ بجلی
اَضَآءَ۔ چمک ہوئی

اِذَا۔ جب
كَمَآ۔ جیسے
اٰمَنَ۔ ایمان لائے
السُّفَهَآءُ۔ احمق
وَلٰكِنْ۔ مگر
اِذَا۔ جب
قَالُوْٓا۔ تو کہیں
خَلَوْا۔ اکیلے ہوں
قَالُوْٓا۔ تو کہیں
نَحْنُ۔ ہم تو
يَسْتَهْزِئُ۔ ہنسی کرے گا
هُمْ۔ ان کو
الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں جنہوں نے
فَلَمَّا۔ تو نہ
مَا۔ نہ
كَمَثَلِ۔ اس طرح کی ہے
فَلَمَّآ۔ تو جب
اللّٰهُ۔ اللہ
ذَهَبَ۔ لے گیا
فِيْ۔ بیچ
صُمٌّ۔ بہرے ہیں
لَا۔ نہیں
يَرْجِعُوْنَ۔ آنے والے
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
وَ۔ اور
يَجْعَلُوْنَ۔ ٹھونس رہے ہیں
حَذَرَ۔ ڈر سے
مُحِيْطٌ۔ گھیرے ہوئے ہے
يَخْطَفُ۔ اچانک لے جائے گی
لَهُمْ۔ ان کے لئے

قِيْلَ۔ کہا جائے
اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ
نُؤْمِنُ۔ ہم ایمان لائیں
اَلَآ۔ سن لو
لَا۔ نہیں
لَقُوْا۔ ملیں
اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے
اِلٰى۔ طرف
اِنَّا۔ ہم
مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ یونہی ہنسی
بِهِمْ۔ ان سے
فِيْ طُغْيَانِهِمْ۔ کہ اپنی سرکشی میں
اشْتَرَوُا۔ خریدا
رَبِحَتْ۔ نفع دیا کچھ
كَانُوْا۔ تھے
الَّذِيْ۔ جس طرح
اَضَآءَتْ۔ روشن ہوگیا
بِنُوْرِهِمْ۔ ان کا نور
فِيْ۔ بیچ
ظُلُمٰتٍ۔ اندھیروں کے
بُكْمٌ۔ گونگے ہیں
يَرْجِعُوْنَ۔ آنے والے
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
رَاعِدٌ۔ گرج
صَوَاعِقَهُمْ۔ انگلیاں اپنی
الْمَوْتِ۔ موت کے
بِالْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو
اَبْصَارَهُمْ۔ ان کی نگاہیں
مَّشَوْا۔ چلنے لگے

www.waseemziyai.com

فِيْهِ۔ اس میں	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	اَظْلَمَ۔ اندھیرا ہوا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	قَامُوْا۔ کھڑے رہ گئے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر
شَآءَ۔ چاہتا	اللّٰهُ۔ اللہ	لَذَهَبَ۔ تو لے جاتا	بِسَمْعِهِمْ۔ ان کی سماعت
وَ۔ اور	اَبْصَارِهِمْ۔ بینائی	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
عَلٰى۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر ایک	شَيْءٍ۔ چیز کے	قَدِيْرٌ۔ قادر ہے

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورہ بقرہ - پ ۱

وَمِنَ النَّاسِ۔ اَلنَّاس۔ انسان کی جمع ہے اس کو ناس اس واسطے کہتے ہیں کہ نَسِیٌ سے بنا ہے جس کے معنی بھولنا ہے کیونکہ یہ اپنے عہد میثاق کو بھول جاتا ہے اس لئے انسان کہا گیا یا یہ اِنس سے بنا جس کے معنی ہیں دیکھنا ظاہر ہونا یہ چونکہ زمین پر ظاہر رہتا ہے اس لئے اسے انسان کہتے ہیں۔

يَقُوْلُ۔ بصیغہ واحد اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔

ان آیات میں منافقین کا کلام نقل فرمایا گیا۔ وہ بظاہر کہتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے تا کہ اسلام کی آڑ میں ہر قسم کی سختی سے بچے رہیں۔

مگر چونکہ یہ ایمان حقیقی نہ لائے تھے اس لئے مسلمانوں کو متنبہ فرما دیا گیا کہ یہ لوگ فریبی ہیں منافق اور دھوکہ باز ہیں جیسا کہ آگے وضاحت سے اس کا ذکر ہے۔

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت کی راہیں ان کے لئے اول ہی سے بند نہ تھیں۔ اگر بند ہوتیں تو انہیں عذر کی جگہ ملتی کہ ہمیں تبلیغ مبلغ نہیں ہوئی بلکہ ہدایت کرنے والے پہنچے۔ انہوں نے تبلیغ کی۔ منکروں نے سن کر بعض نے آمنا کہا اور بعض نے کَفَرْنَا اور اس اقرار و انکار سے ان کے کفر و عناد۔ سرکشی اور بے دینی اور مخالفت حق اور عداوت انبیاء علیہم السلام کا یہ انجام ہے جیسے کوئی شخص طبیب کی مخالفت کرے اور زہر قاتل کھا لے اور اس کا یہ اثر ہو کہ اس کے لئے دوا سے انتفاع کی صورت نہ رہے تو ایسی حالت میں وہ خود ہی مستحق ملامت ہے۔

مومنین اور کافرین کا تذکرہ پہلے رکوع میں بیان ہو چکا ہے۔ تیسرے گروہ منافقین کا تذکرہ ان آیات میں شروع ہوتا ہے۔ منافق لفظ نفق سے نکلا ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں سرنگ لگانا۔ جنگل کے جانور زمین میں سرنگ بناتے ہیں۔ تا کہ وقت آنے پر چھپ سکیں۔ منافق اس بدبخت انسان کو کہتے ہیں جو بظاہر اسلام قبول کرے لیکن خفیہ دشمنی کا منتظر رہے۔

شان نزول

مدینہ منورہ میں ایک شخص عبداللہ بن ابی تھا جس کو وہاں اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا قریب تھا کہ اس کو وہاں کا سردار بنا دیا جائے لیکن جب نور ہدایت ماہتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جلوہ گری فرمائی اور اہل مدینہ کے دل نور ایمانی سے منور ہوئے تو اس کی چودھراہٹ میں فرق آ گیا اور لوگوں کا وہ رجحان ندرہا جو پہلے تھا اس لئے اس کے دل میں بغض و عناد کی آگ

www.waseemziyai.com

بھڑک اٹھی مگر یہ بہت چالاک تھا وہ ظاہری طور پر تو مسلمان ہو گیا مگر دل سے مسلمانوں کا دشمن تھا بظاہر تو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتا لیکن کفار میں مخالفت کرتا اس کا اور اس کے ساتھیوں کا نام منافقین تھا ان کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ان لوگوں کے متعلق قرآن پاک میں تیرہ آیات میں ذکر فرمایا گیا۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (اور اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ نہیں سمجھتے)۔

يُخٰدِعُوْنَ۔ وہ دھوکہ بازی کرتے ہیں یہ لفظ خدع سے بنا اس کے معنی ہیں دل میں بری بات چھپانا اور بظاہر اچھا بن کر دکھانا تاکہ دوسروں کو دھوکہ دیا جا سکے۔

اَنْفُسَهُمْ۔ ان کی جانیں۔ یہ نفس کی جمع ہے اس سے مراد اپنی ذات ہے۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ۔ وہ نہیں سمجھتے۔ یہ لفظ شعور سے بنا۔ شعور عربی زبان میں بوجھنے کو کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد اندرونی احساس ہے یعنی وہ خود فریب میں مبتلا ہیں مگر اپنی حماقت کی انہیں خبر نہیں۔

جو کچھ وہ زبان سے کہتے ہیں اسے دل سے نہیں مانتے اور جو کچھ دل میں رکھتے ہیں اسے زبان پر نہیں لاتے۔ وہ صرف فائدہ حاصل کرنے کی خاطر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان کی جرأت کا یہ عالم ہے کہ اللہ عزوجل کو بھی دھوکہ دیتے ہیں بھلا اس سے بڑی نادانی اور کیا ہو سکتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ یہ نادان ہیں حقیقت کا شعور نہیں رکھتے۔

آگے فرمایا يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ فریب دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہ تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطنی طور پر کافر تھے۔ اور ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ وہ ایمان والے نہیں۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ محض کلمہ پڑھ لینا اسلام کے لئے کافی نہیں اور نماز روزہ ادا کر لینا بھی مومن ہونے کی دلیل نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ جتنے فرقے مدعی ایمان ہیں اور اعتقادات کفریہ رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ وہ کافر خارج از اسلام ہیں۔ شریعت مطہرہ میں ایسے ہی لوگوں کو منافق کہتے ہیں اور منافق مومنوں کے لئے کافروں سے زیادہ مضرت رساں ہے۔

اور وَمِنَ النَّاسِ فرمانے میں یہی لطیف امر ہے کہ منافق گروہ صفات انسانی کے کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف وخوبی کے ساتھ نہیں کیا گیا بلکہ وَمِنَ النَّاسِ کہہ کر ابنائے جنس انسان فرمایا۔

دوسری یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن کریم نے کسی کو مطلق بشر اس جگہ فرمایا جہاں اس کے فضائل وکمالات کا انکار مقصود ہو ورنہ جا بجا اصحاب فضائل وارباب کمال علیہم السلام کو بشر کہنے والے کافر ہی بتائے جیسے اِنْ هُوَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا - قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وغیرہ۔

اور جہاں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ فرمایا۔ وہاں يُوْحٰٓى اِلَيَّ فرما کر ان کی فضیلت کو واضح کر دیا۔ بنابریں انبیاء کرام علیہم

www.waseemziyai.com

السلام کو اپنے جیسے بشر کہنا ادب سے دور اور کفار کے دستور کے مطابق ہے۔

اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ فرما کر سامعین کو تعجب میں ڈالنے کے لئے فرمایا گیا تاکہ سننے والا سمجھ سکے کہ انسان ہو کر ایسی حیوانیت میں ہیں۔

یُخٰدِعُوْنَ فرما کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی فریب یا دھوکہ دے سکے اور وہ ذات ارفع و اعلیٰ ہے جو اسرار و مخفیات کا جاننے والا ہے تو یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ سے یہ مراد ہے کہ منافق اپنی غلط گمانی میں انہیں فریب دینے کے خواہشمند ہیں جیسے کوئی فریب نہیں دے سکتا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو فریب دے بھی کون سکتا ہے۔ مگر مومنین کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں یا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب دینا چاہیں اور چونکہ ذات اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ عزوجل کی خلیفہ مطلق ہے اس لئے عطاء خلافت کا مقتضاء یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے خلیفہ کو اسرار کا علم عطا فرمائے چنانچہ آپ ﷺ کی ذات علم سے فیض یاب ہوئی اور آپ کے پرتو صحبت سے مومنین بھی واقف اسرار مکنونہ بنے جیسا کہ فرمایا اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو کہ وہ تمہاری فطرت کو نور لم یزل کی روشنی سے دیکھتا ہے۔

تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین مقربین اور منافقین کے مخفی کفر پر مطلع ہیں اور عامۃ المسلمین ان کی اطلاع سے باخبر تو یہ بے دین انہیں فریب تو دینا چاہتے ہیں مگر ان کا فریب کارگر نہیں ہوتا بلکہ ان کی جانوں پر ہی اس کا وبال پڑتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ تقیہ شعاری اسلام میں اسی لئے حرام رکھی گئی کہ صاحب تقیہ قابل اعتماد نہیں رہتا اس کی توبہ ناقابل اطمینان ہوتی ہے اور اسلام میں اسے زندیق مانا گیا ہے اور علماء نے فیصلہ کیا لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِيْقِ کاش ایسے باطل پرستوں کو سمجھ آئے۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔ یعنی ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی۔ یہ مرض بدعقیدتی کا مرض قلبی ہے جو روحانی زندگی کے لئے تباہ کن ہے اور یہی فساد فی الارض کا موجب ہے۔ کفار سے میل جول۔ ان کی خاطر دین میں مداہنت۔ ان کے ساتھ تملق و چاپلوسی اور ان کی رضا جوئی کے لئے صلح کل بن جانا اظہار حق سے زبان روکنا حرام ہے اور علامت نفاق ہے۔ اسی کو قرآن پاک میں لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ فرما کر ہدایت فرمائی۔

مَّرَضٌ۔ بیماری۔ بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ جسمانی اور روحانی۔

جسمانی بیماری سے بدن میں نقص و خرابی پیدا ہوتی ہے۔

روحانی بیماری سے اخلاق بگڑتے ہیں اور روح کو روگ لگ جاتا ہے یہاں کفر و نفاق کی روحانی بیماری کا ذکر ہے کیونکہ انسان کے نیک کاموں اور دوسری زندگی کے سنوارنے میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ مثلاً جہالت، حسد، کینہ دنیا کی محبت جھوٹ وغیرہ۔

فَ۔ سو یہ حرف اشارہ ہے جو آگے ذکر ہوگا جو نتیجہ بیان کرے گا۔

زَادَ۔ بڑھ دی یعنی ان کے دل میں اسلام کی دشمنی اور مسلمانوں سے حسد بڑھ گیا۔

اَلِيْمٌ۔ دردناک یہ لفظ اَلَم سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں درد۔ کافروں کے لئے عذاب عظیم ہوگا لیکن منافق کے لئے

www.waseemziyai.com

عذاب الیم دردناک عذاب ہوگا۔

یَکْذِبُوْنَ۔ جھوٹ کہتے ہیں۔ یہ لفظ کذب سے بنا اس کے معنی جھوٹ کے ہیں۔ جھوٹ اس خبر کو کہتے ہیں جو حقیقت کے خلاف ہو۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے از خود ان کے کفر و نفاق کو بڑھا دیا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے کفر و نفاق کے بدلہ میں ان کا روگ بڑھا دیا جس کا نتیجہ دردناک عذاب ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسے لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں جیسے کہ بے وقوف ایمان لائے سن لو کہ خود وہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن وہ علم نہیں رکھتے۔

النَّاسُ۔ لوگ۔ الف لام سے یہ لفظ خاص انسانوں کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی وہ لوگ جو دل سے ایمان لائے اور دورخی چال پر نہ چلے۔

السُّفَهَآءُ بے وقوف لوگ۔ یہ سفیہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں ہلکا پن۔ بے وقوفی عقل میں ہلکے پن اور کمی ہونے کے سبب سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اس لفظ کا استعمال بے وقوفی اور حماقت میں ہونے لگا۔

مدینہ کے منافق اپنی قوت کے بل بوتے پر بہت مغرور تھے انہیں یقین تھا کہ ان کے مقابلہ میں مسلمان نہیں ٹھہر سکیں گے ان کا خیال تھا کہ اسلام چند روز کا مہمان ہے جو خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس لئے جو لوگ اس میں داخل ہو رہے ہیں وہ انجام سے غافل ہیں۔

ان کے اس قول کا جواب دیا گیا۔ فرمایا کہ یہی لوگ احمق اور بے وقوف ہیں کیونکہ صداقت آخر غالب آ کر رہے گی۔

منافق عاقبت کا خیال نہیں کرتے وہ ابدی نفع و نقصان سے غافل رہتے ہیں اس لئے وہی بے وقوف اور احمق ہیں۔

پھر وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ میں واضح کیا کہ جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ۔ جیسے اور لوگ ایمان لائے اس سے مرضی الٰہی میں صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل سنت کے علاوہ تمام فرقے صالحین سے منحرف ہیں۔

اور بعض علماء نے اس آیت کو زندیقوں کی توبہ قبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ (بیضاوی) زندیق وہ ہے جو نبوت کا مقر ہو۔ شعائر اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کفر ہوں۔ یہ بھی منافقوں کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ میں فرمایا کہ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ۔ مشرکین نے جب ایمان والوں کو ایمان لانے کی وجہ سے احمق کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ناعاقبت اندیشی اور تأمل سے بے خوفی کی وجہ میں جواب دیا۔ وہی احمق ہیں۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ مومنین و صالحین کو برا کہنا یہ پرانا طریقہ اہل باطل کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کے باطل فرقے بھی پچھلے لوگوں کو برا کہہ رہے ہیں۔ مرزائی تمام مسلمانوں کو کافر کہہ رہے ہیں۔ خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور ان کے رفقاء کو برا سمجھتے ہیں۔ متعصب روافض خلفاء ثلثہ علیہم رضوان اور ان کی شان میں گستاخ ہیں۔ غیر مقلدین ائمہ

www.waseemziyai.com

مجتہدین بالخصوص امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخ ہیں۔ چکڑالوی جو اپنے کو اہل قرآن کہتے ہیں محدثین و صحابہ کرام علیہم رضوان کی برائی کرتے ہیں اور عام آزاد لوگ تمام اکابر دین کے خلاف ہیں اور ان کی شان میں زبان طعن دراز کرتے ہیں اس آیت کریمہ میں اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ فرما کر مومنین اور دیندار علماء کو تسلی فرمادی اور سمجھا دیا کہ گمراہوں کی بدزبانی سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ سمجھیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے۔ (مدارک)

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔

اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو محض مذاق کر رہے تھے اللہ ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے وہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔

شَیٰطِیْنِهِمْ۔ ان کے شیطان۔ شیطان کا لفظ عربی میں سرکش اور بھڑکانے کے معنی میں ہے انسانوں جنوں سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں شیاطین سے مراد منافقین کے سردار لئے گئے ہیں اور سرکشی کی وجہ سے شیطان بنے ہیں۔

مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ مذاق کرتے ہیں۔ یہ لفظ استہزاء سے بنا ہے جس کے معنی تمسخر کرنے اور مذاق اڑانے کے ہیں۔

طُغْیَانِهِمْ۔ یہ لفظ طغی سے بنا۔ طغیانی کا ماخذ بھی یہی ہے اس کے معنی ایک مقدار و حد سے تجاوز کرنا اس سے مراد سرکشی حد سے بڑھ جانا ہے۔

یَعْمَهُوْنَ۔ اندھے ہو رہے ہیں عمہ اس کے معنی اندھاپن ہے۔ یہاں ایسی کیفیت مراد ہے کہ انسان کو راستہ سجھائی نہ دے۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا۔ اور جب وہ ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اس میں ان کے پرانے منافقین کے راز کو منکشف کیا کہ یہ منافقین مومنین کے ساتھ ان کے سامنے بدزبانی نہ کرتے تھے بلکہ ان کے سامنے تو آ کر آمنا ہی کہتے تھے اور اپنے کو بااخلاص مومن ظاہر کرتے تھے اور تبرا بازیاں اور سب وشتم اپنی خاص مجلسوں میں کرتے تھے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کا خفیہ راز بھی فاش کر دیا۔ (خازن)

رہے آج کل کے باطل گروہ یہ بھی بحد مقدور عامہ مومنین سے اپنے عقائد فاسدہ کا سدہ مخفی رکھتے ہیں اور اپنی کتابوں کے ذریعہ وہ فاسد خیالات شائع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں ان کے فریب میں نہ آئیں۔ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ فرما کر شیاطین سے کفار کے وہ سردار مراد لئے جو فساد و اغواء میں سرگرم عمل ہیں۔ (خازن و بیضاوی)

یہ منافق جب ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں اِنَّا مَعَكُمْ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملنا محض براہ فریب و استہزاء ہے اور اس سے یہ بھی فائدہ ہے کہ ان سے ملتے میں ان کے راز معلوم ہوں اور ان کے اندر فتنہ و فساد ڈالنے کا موقع ملے۔ (خازن)

اس کا جواب اللہ تعالیٰ عزوجل دیتا ہے اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ جس طرح وہ تمسخر مسلمانوں سے کرتے ہیں

www.waseemziyai.com

اللہ تعالیٰ بھی ان سے تمسخر کرے گا۔ یعنی ان کی فریب کاریوں کا بدلہ عذاب سے دے گا۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ جو منافقین نے کہا تھا۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا اور یہ تمام فریب کی باتیں کرنا بصورت تمسخر اظہار ایمان کرنا۔ یہی ان کا نفاق اور کفر تھا۔ اور ظاہر ہے انبیاء علیہم السلام و دین کے ساتھ تمسخر و استہزاء کفر ہے۔

آیات متلوہ کا شان نزول

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا سے يَعْمَهُوْنَ تک آیت عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے حق میں نازل ہوئیں۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک روز صحابہ کرام علیہم رضوان کی ایک جماعت گزر رہی تھی۔ راستہ میں ابن ابی مع اپنے خبثا حمقاء کے بیٹھا تھا۔ اس نے صحابہ علیہم رضوان کو آتے دیکھ کر اپنے شطونگڑوں سے کہا دیکھو میں انہیں کیسا بناتا ہوں ذرا آجانے دو۔ جب وہ حضرات قریب پہنچے تو ابن ابی نے سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی جماعت سے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف شروع کر دی۔ پھر اسی طرح سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر مناقب بیان کرنے لگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سے ہاتھ چھڑا کر فرمایا اے ابن ابی خدا سے ڈر اور نفاق سے باز آ۔ کیونکہ اللہ عزوجل کی بدترین مخلوق سے منافق ہوتے ہیں۔ اس پر وہ بولا۔ جو باتیں میں نے آپ سے کی ہیں۔ بخدا نفاق سے نہیں کہیں قسم بخدا میں آپ کی طرح مومن صادق ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاموش آگے تشریف لے گئے۔ ابن ابی نے اپنے یاروں میں اپنی چال بازی پر فخر کرتے ہوئے کہا۔ دیکھا ان لوگوں کو میں نے کس طرح شیشہ میں اتارا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ منافقین مومنین سے ملتے وقت اظہار ایمان و اخلاص کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنے شطونگڑوں میں ان کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور استہزاء کرتے ہیں اَخْرَجَهُ الثَّعْلَبِيُّ وَالْوَاحِدِيُّ وَجَعْفَرُ بْنُ حَجْرٍ وَ السُّيُوْطِيُّ فِيْ لُبَابِ النُّقُوْلِ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام تو انبیاء علیہم السلام ہیں صحابہ کرام علیہم رضوان اور پیشوایان دین کا تمسخر کرنا بھی کفر ہے اور ایسا مسخرہ آخرت میں مستحق عذاب ہے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ یعنی جواباً فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل ان سے استہزاء فرماتا ہے (اللہ عزوجل کا استہزاء ظاہر ہے جو اس کی شایان شان ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل استہزاء و تمسخر سے ایسا ہی پاک ہے جیسا تمام عیوب و نقائص سے وہ منزہ ہے یہاں عرفاً جزاء استہزاء کو استہزاء کے لفظ میں استعارۃً فرمایا گیا جیسے اردو میں بھی بولتے ہیں۔ تیرا تمسخر واستہزاء تو ہو گیا اب میرا تمسخر بھی دیکھ اس کا مفہوم سب جانتے ہیں کہ پہلا تمسخر تو تمسخر کے حقیقی معنی میں تھا اور دوسرا تمسخر استعارتاً بمعنی جزاء و سزا کے ہے۔

عربی میں بھی جزا کو اس فعل سے تعبیر کرنا آئین فصاحت سے تسلیم کیا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ کمال فصاحت اور حسین بیان کیا ہے کہ اس جملہ کو جملہ سابقہ کا معطوف نہ فرمایا بلکہ علیحدہ علیحدہ بیان کیا تاکہ ایک جگہ سیئہ بمعنی حقیقی لیا جائے اور دوسری جگہ سیئہ بمعنی مجاز سمجھا جائے۔

علامہ بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ٹھٹھا کرنا یہ ہے کہ ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جب وہ دروازہ تک پہنچیں گے تو فوراً بند کر دیا جائے گا اور آگ کی طرف دھکیل دیئے جائیں گے۔

www.waseemziyai.com

حضرت حسن نے فرمایا کہ ٹھٹھا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نفاق کو مومنین پر ظاہر فرما دیتا ہے۔ (مظہری)

وَ یَمُدُّهُمْ اور اللہ انہیں مہلت دیتا ہے۔ مد کے معنی زیادتی کے ہیں۔ مد اور امداد کا ایک ہی معنی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مد کا استعمال شر کے لئے ہے اور امداد کا خیر کے لئے جیسے ارشاد باری عزوجل ہے۔ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ اور ہم نے مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی ہے۔

فِیْ طُغْیَانِهِمْ۔ اپنی سرکشی میں طغیان سے مراد گناہ اور کفر میں حد سے متجاوز ہونے کے ہیں۔

یَعْمَهُوْنَ۔ بہکے پھرتے ہیں۔ لفظ عمہ لغت میں دانائی اور بصیرت کے ضائع ہونے کو کہتے ہیں۔ جیسے عُمی کا معنی ہے بینائی کا ضائع ہونا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی مول لی ہدایت کے بدلے سو نہ ان کی تجارت ہی سودمند ہوئی اور وہ ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔

اشْتَرَوُا۔ انہوں نے خرید لی ایک چیز کے بدلہ دوسری چیز پالینا یہ لفظ خریدنے کے معنی میں آتا ہے۔ منافقین نے منافقت کی روش اختیار کر لی۔

مَا رَبِحَتْ۔ سودمند نہ ہوئی یہ لفظ ربح سے بنا جس کے معنی نفع کے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ یعنی بجائے ایمان کے کفر اختیار کرنا۔ نہایت برا مبادلہ ہے۔

شان نزول

یہ آیت پاک ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے یا یہود کے حق میں جو پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر جب آپ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو منکر ہو گئے یا تمام کفار کے حق میں نازل ہوئی جنہیں فطرت سلیمہ عطائی فرمائی گئی ان پر حق کے دلائل واضح کئے۔ ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی۔

اس سے فقہی نظریات میں بیع تعاطی کا جواز بھی ثابت ہوا یعنی وہ بیع جس میں خرید و فروخت کے الفاظ نہ کہے جائیں بلکہ محض رضامندی سے ایک جنس کے بدلے دوسری چیز لی جائے۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ فرما کر واضح کیا کہ ان کا سودا بے نفع ہے اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔ آگے فرمایا۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ۔ ان کی مثال تو ان کی سی ہے جنہوں نے آگ جلائی پس جب آگ نے اس کے اردگرد کو روشن کر دیا تو اللہ نے سلب کر لی ان کی روشنی اور انہیں تاریکی میں چھوڑ دیا وہ نہیں دیکھ پاتے۔

مَثَلُهُمْ۔ ان کی مثال۔ مثل کسی ایسے پرانے واقعہ کو کہتے ہیں جو موجودہ کسی واقعہ سے ملتا جلتا ہو اور مشہوری کی وجہ سے لوگوں کو سمجھ میں بہت جلد آ سکتا ہو۔

ظُلُمٰتٌ۔ اندھیرے یہ لفظ ظلمت کی جمع ہے جس کا ترجمہ اندھیرا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافق دو قسم کے تھے ایک تو اسلام کے سخت دشمن مگر بظاہر ہمدرد ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ دوسرے جو طبیعت کے کمزور تھے نہ حامی تھے نہ مخالف جدھر فائدہ نظر آتا ادھر ہو جاتے اس آیت میں اسی قسم کو بیان کیا۔

ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے اندھیری رات میں آگ جلائی اور اس کی روشنی سے اردگرد کی چیزیں روشن ہو گئیں مگر اچانک آنکھوں کی روشنی اللہ تعالیٰ عزوجل نے چھین لی اب اسے کچھ نہیں دکھائی دے رہا۔

یہ مثال منافقوں پر ٹھیک ٹھیک درست آتی ہے پہلے وہ کفر کی تاریکی میں پڑے تھے نیک و بد میں فرق نہ کرتے تھے پھر اسلام کی روشنی ہوئی اس سے فائدہ اٹھانے لگے کہ اچانک ان سے اسلام سے فائدہ اٹھانے کے تمام مواقع چھن گئے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۖ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی تو جب اس سے اس کا گرداگرد جگمگا اٹھا تو اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیرے میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا۔

یہ ان کی مثال ہے جنہیں اللہ عزوجل نے کچھ ہدایت کی روشنی دی۔ یا حقانیت ان پر منکشف ہوئی۔ پھر انہوں نے اپنی برادری کی جنبہ داری اور قبائل کی طرف داری میں اس روشنی سے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا اور ابدی دولت حاصل کرنے کی بجائے اس گمراہی کی ظلمت میں پڑے رہے ان کا انجام حسرت و افسوس اور حیرت اور خوف کے سوا کچھ نہیں اس میں وہ منافق بھی داخل ہیں جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کیا اور دل میں تذبذب رکھ کر کافر ہی رہے اور اقرار کی روشنی کو ضائع کر کے کفر کی ظلمت میں پھنسے رہ گئے تو وہ بھی اس آیت کریمہ کے مورد ہیں۔ جو مسلمان ہو کر مثل مرزائیوں کے مرتد ہو گئے۔

اور وہ بھی جو حق کو سمجھ کر اقرار کرنے سے رک گئے۔ انہیں فرمایا۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں وہ دین کی طرف واپس آنے والے نہیں۔

صُمٌّ۔ بہرے۔ اس کی واحد اصم ہے جس کے معنی بہرے کے ہیں منافق اگرچہ بظاہر بہرے نہیں لیکن انہیں بہرہ اس لئے کہا گیا کہ وہ اسلام کی حق باتیں سنتے اور ٹال دیتے۔

بُكْمٌ۔ گونگے یہ ابکم کی جمع ہے اس کے معنی ہیں گونگا سچی بات سے گریز کرتے گویا گونگے ہیں۔

عُمْيٌ۔ اندھے یہ اعمی کی جمع ہے جس سے مراد اندھا آدمی ہے جو آنکھوں کے باوجود اللہ عزوجل کی نشانیاں دیکھ کر قبول نہیں کرتے۔

علم حاصل کرنے کے تین ذرائع ہیں کان، زبان، آنکھ لیکن منافق اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث تینوں کو کھو بیٹھا ہے نہ کسی ہدایت دینے والے کی بات سنتا ہے نہ وہ سچی تعلیم کے بارے میں پوچھتا ہے نہ حق کی نشانیوں کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اب امید نہیں کہ وہ کفر سے اسلام کی طرف واپس آئے۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ یا ان کی مثال ایسی جیسے آسمان سے زور کا مینہ برس رہا ہو اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی اپنے کانوں میں کڑک کی وجہ سے موت کے ڈر سے انگلیاں دیتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

كَصَيِّبٍ۔ جیسے مینہ۔ یہ لفظ صوب سے نکلا جس کے معنی ہیں بادل یا بارش کا نازل ہونا۔

السَّمَآءِ۔ آسمان۔ یہ لفظ سمو سے بنا اس کے معنی بلندی کے ہیں۔

اس آیت میں دوسری قسم کے منافقوں کا ذکر ہے جو طبیعت میں کمزور ہیں اور پوری طرح اسلام میں داخل نہیں شک و تذبذب میں غرق رہتے ہیں۔

اسلام بھی بارش کی طرح رحمت بن کر آیا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، منافق ان پابندیوں سے بدکتے ہیں منافق اسلام کی خوبیاں دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ کر آتے ہیں اور جب قربانی کا وقت آتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ۔ اور اللہ کافروں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

مُحِيْطٌ۔ احاطہ کئے ہوئے یہ لفظ احاطہ سے بنا جس کے معنی ہیں چاروں طرف سے کسی چیز کو گھیر لینا۔ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کافروں پر اپنی ذات، علم، قدرت ہر لحاظ سے محیط ہے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ۔ یا مثل موسلا دھار مینہ کے جو آسمان سے برس رہا ہے کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک یہ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی دوسری مثال ہے۔ اس لئے کہ بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور زمین کی حیات یہ ہے کہ اس پر سبزہ اگے پھلواری کھلے پھل دار درختوں میں میوے آئیں۔ اس بارش کے ساتھ خوفناک تاریکی، ہیبت ناک گرج آنکھیں خیرہ کر دینے والی چمک ہوتی ہے اسی طرح قرآن کریم اور تعلیم اسلام مردہ دلوں کی حیات کا سبب ہے اور کفار و مشرکین کی مذمت ان سے کہا تمہاری دنیاوی حالت سزا آخرت کے مشابہ ہے تو جیسے تاریکی راہرو کو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے۔ ایسے ہی مشرکین و منافقین کا نفاق راہ یابی سے مانع ہے اور وعیدات عذاب گرج کے مشابہ ہیں اور حجج بینہ چمک کے مشابہ ہیں۔

شان نزول

منافقوں میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے مشرکین کی طرف بھاگے۔ راہ میں بارش آ گئی جس کا آیت کریمہ میں ذکر ہے اور اس کے ساتھ شدت سے گرج کڑک چمک تھی۔ تو یہ خوف زدہ ہو کر گرج سے کانوں میں انگلیاں ٹھونستے تھے کہ کہیں کان کے پردے نہ پھٹ جائیں چمک ہوتی تو چلنے لگتے۔ اندھیری ہوتی تو کھڑے ہو جاتے۔ آپس میں کہنے لگے خدا خیر کرے صبح ہو جائے تو چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسلام قبول کر لیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

ان کے حال کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے منافقین کے لئے مثال فرما کر بتایا کہ تم لوگ مجلس وعظ میں آ کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہو کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان پر اثر نہ کر جائے اور اپنی سنگت سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو کر مر نہ جائیں اور جب ان کے مال و اولاد میں زیادت ہوتی۔ فتوح و غنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ یہ اب تو دین محمدی سچا ہے اور جب مال اولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیری کی طرح بھٹک کر رہ جاتے اور کہتے یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں آخر دین سے منحرف ہو جاتے۔ (لباب النقول للسیوطی)

www.waseemziyai.com

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ۔ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

جیسے اندھیرے میں رات کے وقت کالی گھٹا چھائی ہو اور بجلی کی گرج چمک جنگل میں مسافر کو حیران و پریشان کرتی ہو تو وہ کڑک کی وحشت ناک آواز سے ہلاکت کا اندیشہ لئے ہوئے کانوں میں انگلیاں ٹھونستا ہو ایسے ہی کفار کا حال ہے کہ وادی ضلالت میں شرک و کفر تھارات کے اندر جب قرآن پاک کی گرج اس کی ہدایت آموزی کی چمک اور عذاب آخرت کی کڑک سنتے ہیں تو کان بند کرتے ہیں اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ تعلیم ہمارے دلنشین نہ ہو جائے جس سے اسلام و ایمان قبول کر کے باپ دادا کے کفر کو ترک کرنا پڑے جو ان کے نزدیک موت کے برابر ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ۔ بجلی قریب ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے۔

تو ان کا یہ گریز انہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا جنہیں ہدایت ہونی ہے ہو کر رہے گی اور جو بچنا چاہتے ہیں وہ انگلیاں کانوں میں ٹھونس لینے سے عذر عدم سماعت کر کے قہر الٰہی سے خلاصی نہیں پا سکتے جیسے بجلی کی چمک سے معلوم ہوتا ہے کہ بینائی کو زائل کر دے گی۔ ایسے ہی دلائل باہرہ کے انوار ان کی بصیرت اور بصر کو خیرہ کرتے ہیں۔

يَخْطَفُ۔ اچک لے جائے۔ اس سے مراد آنکھوں کا چندھیا جانا یعنی اسلام کا غلبہ منافقوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لئے کافی ہے۔

كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ۔ جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے۔

جس طرح اندھیری رات اور ابر و بارش کی تاریکیوں میں مسافر متحیر ہوتا ہے جب بجلی چمکتی ہے کچھ چل لیتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے کھڑا رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے غلبہ اور معجزات کی روشنی میں منافق اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں اور جب کچھ مشقت مصیبت پیش آتی ہے تو کفر کی تاریکیاں چلنے سے روک دیتی ہیں اور کھڑے رہ جاتے ہیں اسلام سے انحراف کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اسی مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا۔ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ (خازن۔ صاوی)۔

پہلی آیت میں بارش کی مثال دے کر ان کی فطرت بتائی گئی کہ وہ فائدہ کی طرف لپکتے ہیں لیکن فائدے حاصل کرنے کے لئے کچھ مشقت یا نقصانات اٹھانے پڑیں تو پیچھا دکھا دیتے ہیں۔

منافقین اسلام کی کامیابیاں دیکھتے ہیں تو ان کے قدم اسلام کی طرف بڑھنے لگتے ہیں درحقیقت ان کے دل میں حق کی تلاش نہیں ہوتی صرف اسلام کے رعب و شوکت کی وجہ سے اسلام کی جانب راغب ہوتے ہیں اور جب اہل ایمان کو آزمائش اور مصیبتیں پیش آتی ہیں تو پھر یہ انکار اور بے یقینی کی وجہ سے اس کی طرف ٹھٹک کر رہ جاتے ہیں اور اسلام کی طرف ان کے بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں۔ یعنی بجلی کے چمکنے کی طرح جب اسلام کی روشنی ان پر واضح ہوتی ہے تو مسلمان ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن جوں ہی اندھیرا آ جاتا ہے یعنی تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آنے لگی ہیں تو پھر ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور واپس کفر کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ۔ اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا۔ اس لئے کہ ان کا طرز عمل اسی کا مقتضی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے سمع و بصر کو باطل نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کی تاثیر مشیت الٰہی کے ساتھ مشروط ہے۔ بلا مشیت تنہا اسباب کچھ نہیں کر سکتے اور یہ بھی واضح ہوا کہ مشیت اسباب کی محتاج نہیں وہ بے سبب جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسی لئے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔

تعریف لفظ شئ

شے اس کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ چاہے اور جو تحت مشیت آ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جملہ ممکنات تحت شے ہیں اور جو شے میں داخل نہیں وہ تحت قدرت نہیں اور جو ممکن نہیں وہ واجب یا ممتنع ہے اس سے قدرت، ارادہ اور مشیت متعلق نہیں ہوتے جیسے ذات واجب تعالیٰ شانہ اور اس کی صفات یہ سب واجب ہیں اور جو واجب ہے وہ مقدور نہیں اس اصول کے سمجھنے کے بعد یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کذب باری تعالیٰ عزوجل اور تمام عیوب محال ہیں اس لئے کہ قدرت کو ان سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

خلاصہ مضمون

شروع سورت سے یہاں تک کے بیان میں وضاحت فرما دی گئی کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی پھر متقین کے اوصاف کا ذکر فرمایا اس کے بعد اس سے منحرف ہونے والے فرقوں کا اور ان کے احوال کا ذکر ہوا کہ سعادت مند انسان ہدایت و تقویٰ کی طرف راغب ہوتا ہے اور نافرمانی و بغاوت سے بچتا ہے۔

اس رکوع میں منافقوں کا بیان شروع ہو کر یہاں ختم ہوا اللہ تعالیٰ عزوجل نے انسان کو سننے اور دیکھنے کی قوت بخشی لیکن منافقین نے یہ قوتیں صرف دنیا کے عارضی فائدہ تک محدود رکھیں۔ حق سے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے آنکھ، کان بند کر لئے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے خبردار کیا کہ وہ اس غلط روش سے باز آئیں ورنہ یہ قوتیں چھین لی جائیں گی۔

خالق کائنات نے عالم کے انتظام کے لئے قاعدے، وقت اور سبب مقرر کر رکھے ہیں اور دنیا کے تمام کافروں منکروں اور منافقوں کو فوراً گرفتار کر سکتا ہے لیکن تقدیر کے قاعدوں کے مطابق ڈھیل دی گئی ہے تاکہ وہ باز آ جائیں اور اگر وہ باز نہیں آتے تو اس کا غضب آ جاتا ہے جس کا ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

www.waseemziyai.com

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

پھر اگر نہ لا سکو اور ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے

وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جب انہیں نیا کوئی پھل کھانے کو دیا جائے تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ صورت میں متشابہ انہیں دیا جائے گا اور ان کے لئے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال میں کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر۔ تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور کافر تو وہ کہتے ہیں۔ ایسی مثال دینے میں اللہ کا کیا مقصود ہے اللہ بہتوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے اور گمراہ انہیں کو کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور جو اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یہی ہیں نقصان میں۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

بھلا تم کیونکر خدا کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾

وہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ تیسرا رکوع - سورۂ بقرہ - پ ۱

یٰۤاَیُّهَا	اے	النَّاسُ	لوگو
الَّذِیْ	جس نے	خَلَقَكُمْ	تمہیں پیدا کیا
مِنْ قَبْلِكُمْ	تم سے پہلے ہیں	لَعَلَّكُمْ	یہ امید کرتے ہوئے کہ تم
الَّذِیْ	جس نے	جَعَلَ	بنایا
لَكُمُ	تمہارے لئے	الْاَرْضَ	زمین کو
فِرَاشًا	بچھونا	وَّ	اور
السَّمَآءَ	آسمان کو	بِنَآءً	عمارت
وَّ	اور	اَنْزَلَ	اتارا
مِنَ السَّمَآءِ	آسمان سے	مَآءً	پانی
فَاَخْرَجَ	تو نکالے	بِهٖ	اس سے
مِنَ الثَّمَرٰتِ	کچھ پھل	رِزْقًا	کھانے کو
لَّكُمْ	تمہارے لئے	فَلَا	تو نہ
تَجْعَلُوْا	ٹھہراؤ	لِلّٰهِ	اللہ کے لئے
اَنْدَادًا	برابر والے	وَّ	اور
اَنْتُمْ	تم	تَعْلَمُوْنَ	جانتے ہو
وَ	اور	اِنْ	اگر
كُنْتُمْ	ہو تم	فِیْ رَیْبٍ	شک میں
مِّمَّا	اس سے	عَلٰی	اوپر
عَبْدِنَا	اپنے بندے کے	نَزَّلْنَا	جو ہم نے اتارا
فَاْتُوْا	تو لاؤ	وَ	اور
بِسُوْرَةٍ	ایک سورت	مِّنْ مِّثْلِهٖ	اس جیسی
ادْعُوْا	بلاؤ	شُهَدَآءَكُمْ	اپنے حمایتیوں کو
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اللہ کے سوا	اِنْ	اگر
كُنْتُمْ	ہو تم	صٰدِقِیْنَ	سچے
فَاِنْ	پھر اگر	لَّمْ	نہ
تَفْعَلُوْا	کر سکو گے تم	وَ	اور
لَنْ	ہرگز نہ	تَفْعَلُوْا	کر سکو گے تم
فَاتَّقُوا	تو ڈرو	النَّارَ	آگ سے
الَّتِیْ	وہ جس کا	وَقُوْدُهَا	ایندھن
النَّاسُ	آدمی ہیں	وَ	اور
الْحِجَارَةُ	پتھر	اُعِدَّتْ	تیار کی گئی ہے
لِلْكٰفِرِیْنَ	کافروں کے لئے	وَ	اور
بَشِّرِ	خوشخبری دے	الَّذِیْنَ	ان کو جو
اٰمَنُوْا	ایمان لائے	وَ	اور
عَمِلُوا	کام کئے	الصّٰلِحٰتِ	اچھے
اَنَّ	کہ بے شک	لَهُمْ	ان کے لئے
جَنّٰتٍ	باغ ہیں	تَجْرِیْ	چلتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا	ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ	نہریں
كُلَّمَا	جب	رُزِقُوْا	کھانے کو دیا جائیگا
مِنْهَا	ان باغوں سے	مِنْ ثَمَرَةٍ	کوئی پھل
رِّزْقًا	کھانے کو	قَالُوْا	تو کہیں گے
هٰذَا	یہ تو	الَّذِیْ	وہی ہے
مِنْ قَبْلُ	پہلے	رُزِقْنَا	جو پہلے ملا تھا
وَ	اور	اُتُوْا بِهٖ	وہ دیا گیا انہیں
مُتَشَابِهًا	ملتا جلتا	لَهُمْ	ان کے لئے
فِیْهَا	اس میں	اَزْوَاجٌ	بیبیاں ہیں
مُّطَهَّرَةٌ	پاک	وَّ	اور
فِیْهَا	ان باغوں میں	هُمْ	وہ
خٰلِدُوْنَ	ہمیشہ رہیں گے	اِنَّ	بے شک
لَا	نہیں	اللّٰهَ	اللہ
یَسْتَحْیٖ	حیا کرتا	رَبَّكُمُ	اپنے رب کو
الَّذِیْنَ	ان کو پیدا کیا جو	وَ	اور
لَعَلَّكُمْ	یہ امید کرتے ہوئے کہ تم	تَتَّقُوْنَ	پرہیزگار ہو

www.waseemziyai.com

أَنْ۔اس سے کہ
فَمَا۔پاس سے
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
مِنْ رَّبِّهِمْ۔ان کے رب کی طرف سے
كَفَرُوْا۔کفر کر چکے
اللّٰهُ۔اللہ کا
بِهٖ۔اس سے
كَثِيْرًا۔بہتوں کو
بِهٖ۔اس سے
يَنْقُضُوْنَ۔توڑ دیتے ہیں
مِيْثَاقِهٖ۔پکا ہو
اَمَرَ۔کہ حکم دیا
يُوْصَلَ۔جوڑیں
أُولٰٓئِكَ۔یہی ہیں
تَكْفُرُوْنَ۔تم منکر ہو گئے
اَمْوَاتًا۔مردہ بے جان
ثُمَّ۔پھر
تُرْجَعُوْنَ۔پلٹ کر جاؤ گے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
ثُمَّ۔پھر
فَسَوّٰهُنَّ۔تو ٹھیک بنائے
هُوَ۔وہ

يَضْرِبَ۔سمجھانے کو
فَوْقَهَا۔بڑھ کر
فَيَعْلَمُوْنَ۔وہ جانتے ہیں کہ
وَ۔اور
فَيَقُوْلُوْنَ۔تو وہ کہتے ہیں
بِهٰذَا۔اس سے
كَثِيْرًا۔بہتیروں کو
وَ۔اور
اِلَّا۔مگر
عَهْدَ۔عہد
وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ نے
وَ۔اور
يُفْسِدُوْنَ۔فساد پھیلاتے ہیں
الْخٰسِرُوْنَ۔نقصان میں ہیں
وَ۔اور حالانکہ
بِاللّٰهِ۔خدا کے
فَاَحْيَاكُمْ۔اس نے تمہیں زندہ کیا
ثُمَّ۔پھر
يُحْيِيْكُمْ۔تمہیں زندہ کرے گا
ثُمَّ۔پھر
هُوَ۔وہ
مَا۔جو کچھ
اسْتَوٰٓى۔قصد فرمایا
سَبْعَ۔سات
بِكُلِّ۔ہر ایک

مَثَلًا۔مثال کے طور پر
فَمَا۔تو وہ
أَنَّهُ۔بے شک وہ
وَ۔اور
مَاذَآ۔کیا ہے
مَثَلًا۔مثال دینے کا
وَيَهْدِيْ۔اور ہدایت فرماتا ہے
مَا۔نہیں
الْفٰسِقِيْنَ۔بے حکموں کو
اللّٰهِ۔اللہ کا
يَقْطَعُوْنَ۔کاٹتے ہیں
بِهٖ۔اس کے متعلق
يُفْسِدُوْنَ۔فساد پھیلاتے ہیں
الْخٰسِرُوْنَ۔نقصان میں ہیں
وَ۔اور حالانکہ
كُنْتُمْ۔تم تھے
ثُمَّ۔پھر
ثُمَّ۔پھر
الَّذِيْ۔وہ ہے
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں ہے
اِلَى۔طرف
سَمٰوٰتٍ۔آسمان
شَيْءٍ۔شے کو

مَا يَعُوْضَةً۔ذکر کرے مچھر
الَّذِيْنَ۔جو
الْحَقُّ۔حق ہے
وَ۔اور
اَمَّا الَّذِيْنَ۔وہ جو
اَرَادَ۔ارادہ و مقصد
يُضِلُّ۔گمراہ کرتا ہے
بِهٖ۔اس سے
يُضِلُّ۔گمراہ کرتا
الَّذِيْنَ۔ایسے جو
مِنْ بَعْدِ۔بعد اس کے کہ
مَآ۔اس چیز کو
اَنْ۔یہ کہ
فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
كَيْفَ۔بھلا کیونکر
كُنْتُمْ۔تم تھے
يُمِيْتُكُمْ۔تمہیں مارے گا
اِلَيْهِ۔اس کی طرف
خَلَقَ۔جس نے بنایا
جَمِيْعًا۔سب
السَّمَآءِ۔آسمان کی
وَ۔اور
عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع ۔سورۃ بقرہ ۔پ ۱

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کا خطاب اکثر اہل مکہ کے لئے اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے اہل مدینہ مخاطب کئے گئے ہیں۔

پہلے میں خطاب مومن کافر سب کے لئے عام ہے اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسانی شرافت اسی میں ہے کہ وہ تقویٰ حاصل کرے اور معروف عبادت رہے۔

www.waseemziyai.com

اُعْبُدُوْا۔عبادت کرو۔ یہ لفظ عبادت سے بنا جس کی اصل عبد ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے حکم کو عاجزی اور ادب کے ساتھ ماننا جسے اطاعت اور فرمانبرداری بھی کہتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ عبادت کے ضروری اجزاء ہیں لیکن عبادت پوری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ اُعْبُدُوْا رَبَّكُمُ۔اپنے رب کو پوجو اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ۔جس نے تمہیں پیدا کیا وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔اس امید پر کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔اس سے واضح ہوا کہ عبادت کا فائدہ عابد ہی کو ملتا ہے اللہ تعالیٰ عزوجل اس سے پاک اور منزہ ہے کہ اسے عبادت یا کسی چیز سے نفع حاصل ہو۔

عبادت وہ غایت تعظیم ہے جو بندہ کو اپنی عبودیت اور الوہیت معبود میں امتیاز کراتی ہے اور یہی اعتراف اور اعتقاد وہ ہے جو عبادت کو مقبول کراتا ہے۔یہاں اُعْبُدُوْا رَبَّكُمُ جو آیا وہ عبارت عام ہے یعنی انسان جب عبادت کرے تو اس ذات کی کرے جو اس کی تمام انواع واقسام اصول وفروع سے بالا اور رب کائنات ہے۔

اس سورۂ مبارکہ میں اہل تقویٰ، کافر، منافق کی مفصل تعریف بیان کر دی تقویٰ ایک ایسی نعمت ہے کہ انسان اس کے حصول کا خواہش مند ہوگا اس کا طریقہ بتایا گیا کہ انسان سب سے پہلے اپنے رب کو تلاش کرے اور اس کی کھلی نشانیوں اور عبادت سے اس کو پہچانے۔پھر اسی معرفت سے تقویٰ حاصل کرے۔

جو شخص اپنے رب کی عبادت نہ کرے وہ انسان نہیں کیونکہ کافروں پر بھی عبادت کرنا لازم ہے جیسے بے وضو پر فرض ہے کہ وضو کرے ایسے کافر پر فرض ہے کہ ایمان لائے۔

جب دوزخیوں سے مسلمان دریافت کریں گے کہ تم دوزخ میں کیوں آئے تو وہ جواب دیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ﴿۴۴﴾ کہ ہم نمازی نہ تھے اور صدقات نہ دیتے تھے۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن حساب وکتاب کا وعظ فرمایا جس سے لوگ چیخیں مار کر رونے لگے اسی حال میں حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے گزرے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

''اے شبلی اللہ کے بندوں کو کیوں اتنا پریشان کرتے ہو قیامت کا حساب بہت دراز ہوگا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ارشاد فرمائے گا۔''من ترا بودم تو کرا بودی۔''

یعنی اے بندو ہم تو تمہارے تھے تم کس کے تھے؟ خداوندا تو اپنے فضل وکرم سے ہم کو اپنا بنا لے۔آگے ارشاد خداوندی ہے۔

''اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے تمہاری روزی کے لئے مختلف پھل نکالے سو نہ ٹھہراؤ اللہ کیلئے کوئی مقابل اور تم جانتے ہو۔''

فِرَاشًا۔فرش وہ چیز جو بچھا دی گئی ایسی ٹھوس چیز جس پر ہم قدم رکھ سکتے ہوں۔

اَنْدَادًا۔مقابل یہ لفظ ند کی جمع ہے جو عربی میں مثل ومشابہ کے معنوں میں آتا ہے لہٰذا مخالف موافق دونوں معنی میں ہی ہو سکتا ہے۔

www.waseemziyai.com

پہلی آیت میں نعمت ایجاد کا بیان فرمایا ہے جو طلب صادق کے اطمینان کے لئے کافی ووافی ہے۔

زمین پر ہم رہتے ہیں چلتے پھرتے ہیں آسمان جس کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے خیمہ کی چھت کی طرح بنا کر اوپر کھڑا کر رکھا ہے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کے لئے اور بارش برساتا ہے جس سے رنگا رنگ پھل پھول غذا پیدا فرماتا ہے انسان ہر حال میں اپنے رب عزوجل کا محتاج ہے۔

پہلی آیت میں نعمت ایجاد کا بیان فرمایا کہ تمہیں اور تمہارے آباؤ اجداد کو کتم عدم سے موجود کیا۔ اس دوسری آیت میں اسباب معیشت و آسائش۔ آب وغذا کا بیان ہوا۔ جس میں ظاہر کیا کہ وہی ولی نعمت ہے تو غیر کی پرستاری محض باطل ہے چنانچہ فرمایا فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تو اس نے پانی سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

توحید الٰہی کے لئے یہ دلائل واضح بیان فرما کر آگے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے کے وہ معجز نما دلیل قاہر بیان فرمائی جاتی ہیں جو طلب صادق کے اطمینان کے لئے کافی ووافی ہے۔ اور منکر کو عاجز کرنے والی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے اس خاص بندے یعنی جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا۔ تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔

نَزَّلْنَا۔ ہم نے اتارا یہ تنزیل سے بنا جس کے معنی ہیں کسی چیز کا اوپر سے نیچے اتارنا یہاں قرآن پاک مراد ہے۔

مِّثْلِهٖ۔ اس جیسا۔ اس میں قرآن مجید کے لفظی اور معنوی دونوں خوبیوں کی طرف اشارہ ہے۔

شُهَدَآءَكُمْ۔ اپنے مددگار۔ اس کے معنی ہیں باخبر۔ یہاں اس سے مراد قرآن عظیم جیسی سورت بنانے کا چیلنج ہے اس لئے کہ بندے کے کلام کا مقابلہ بآسانی کرسکتا ہے فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ اس لئے فرمایا کہ دنیا کا ہر فرد ایک دوسرے سے زیادہ علم میں پڑھا لکھا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایک اپنی علمی استعداد کے موافق اگر کچھ جواہر پارے پیش کرے تو اس کے مقابلہ میں دوسرا اس سے زیادہ علم پیش کرسکتا ہے۔

فصحاء عرب۔ بلغاء مکہ اپنی نظمیں۔ نثریں۔ خطبے لکھ کر هَلْ مِنْ فَصِيْحٍ هَلْ مِنْ شَاعِرٍ کی آوازیں لگاتے اور میدان فصاحت میں آکر کوس لِمَنِ الْمُلْكُ بجاتے تھے۔ لیکن ہر ایک کے کلام کے مقابلے میں کوئی نہ کوئی آجاتا تھا مگر جب قرآن پاک نے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کا ڈنکا بجایا تو سب کے سب دبے لچے رہ گئے اور تمام اہل زبان گونگے بن گئے۔

چنانچہ فقط فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اور اعلان کیا وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اللہ کے سوا اپنی سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

پھر آگے فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرماتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ پتھر سے وہ بت مراد ہیں جنہیں کافر پوجتے تھے۔ اور ان کی محبت میں قرآن کریم اور رسول رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کا عناد و انکار کرتے تھے۔ اعدت للکافرین نے اس امر کو بھی واضح کر دیا کہ جہنم بنائی نہیں جائے گی بلکہ دوزخ پیدا ہو

www.waseemziyai.com

چکی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نَارُكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءٍ مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ میں سے ستر حصہ میں سے ایک حصہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

مخبر صادق طبیب حاذق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جسے دو جوتیاں آگ کی پہنائی جائیں گی اس سے اس کا دماغ ایسا جوش مارتا ہوگا جیسے دیگ کا کھولتا ہوا پانی۔ (مسلم)

اس مضمون میں یہ بھی اشارۃً واضح ہوگیا کہ جہنم بت پرستوں کے لئے دوامی ہے اور مومنین کے لئے بفضلہٖ تعالیٰ خلود نار یعنی ہمیشگی جہنم کی نہیں ہے۔ آگے اسلوب بیان قرآن کے مطابق ترہیب کے بعد ترغیب فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ صالحات کے ماتحت وہ تمام نیکیاں ہیں جو از روئے شرع اچھی ہیں ان میں فرائض ونوافل بھی داخل ہیں۔ (جلالین)

عمل صالح کا ایمان پر عطف اس امر کی دلیل ہے کہ عمل جزو ایمان نہیں۔

وہ جو ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور رحمت مجسم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن حکیم کی صداقت میں کسی قسم کا شک شبہ نہ ہوا۔

نیک عمل اس سے مراد ایسے کام ہیں جو قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے مطابق ہوں ان آیات میں ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو بشارت دی گئی ہے کہ وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن میں آرام اور راحت کے لئے سب کچھ موجود ہوگا ان میں خوش ذائقہ اور ٹھنڈے پانی کے چشمے بہتے ہوں گے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ محض اچھے کام کافی نہیں جب تک ایمان کامل نہ ہو۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک عمل کئے۔

اعمال صالحہ ان عملوں کو کہتے ہیں جن کی شریعت تحسین کرے۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ عمل صالح وہ ہے جس میں چار چیزیں ہوں۔ علم، نیت، صبر، اخلاص۔

حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پڑھ کر فرمایا کہ عمل صالح وہ ہے جو ریاکاری سے پاک ہے آگے فرمایا اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ ان کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے بہترین نہریں رواں ہیں۔ جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو صورت دیکھ کر کہیں گے یہ وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا۔ جنت کے پھل باہم مشابہ ہوں گے اور ذائقہ ان کا جدا جدا۔ اس لئے جنتی کہیں گے کہ یہی پھل تو ہمیں پہلے مل چکا ہے۔ مگر کھانے سے نئی لذت پائیں گے تو اس کا لطف بہت زیادہ ہو جائے گا۔

وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔ ان کے لئے ان باغوں میں بیبیاں ہیں۔ اس میں اطلاق ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ

www.waseemziyai.com

جتنی بیبیاں خواہ حوریں ہوں یا اور سب زنانے عوارض اور تمام ناپاکیوں سے اور ہر قسم کی گندگی سے مبرا ہوں گی نہ جسم پر میل ہو گا نہ بول و براز نہ حیض نفاس۔ اس کے ساتھ ہی وہ بدمزاجی و بدخلقی سے پاک ہوں گی۔ (مدارک، خازن)

وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یعنی جنتی جنت میں داخل ہونے کے بعد کبھی فنا نہ ہوں گے۔ اور کبھی جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنت اور اہل جنت کو بعد دخول جنت خلود ہے اور فنا نہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی جنت کے حاصل کرنے کے لئے تیار و مستعد ہے بے شک جنت ایسی چیز ہے کہ اس کا کسی دل میں خطرہ تک نہیں گزرا قسم ہے رب کعبہ عزوجل کی کہ جنت ایک چمکتا ہوا نور چمکتی ہوئی پھلواری۔ اونچے مضبوط محل اور نہریں جاری ہیں پکے میوے اور طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ سب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم سب مستعد ہیں۔ فرمایا ان شاء اللہ کہو (بغوی)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا۔ بے شک اللہ اس سے نہیں شرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر۔

شان نزول

جب اللہ تعالیٰ عزوجل نے آیت کریمہ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا اور اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ میں منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی ذات تو اس سے بالاتر ہے کہ ایسی مثالیں بیان فرمائے۔ اس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور کافر و مومن کا اس طرح تجزیہ فرمایا۔

مثال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بات جس کے لئے مثال دی گئی ہے خوب واضح کر کے ذہن نشین کر دی جائے تاکہ مطلب اس مثال سے پورا ہو سکے وہ مثال سب سے اچھی کہلائے گی۔ خواہ وہ چیز جو مثال میں پیش کی گئی ہے کیسی ہی معمولی ہو مثلاً مچھر ایک ادنیٰ سی مخلوق ہے۔

جہاں بتوں یا کسی مخلوق کی بے حقیقتی بیان کرنا مقصود ہو وہاں سب سے زیادہ مناسب مثال مچھر ہی کی ہو سکتی ہے اس پر اعتراض کرنا بے وقوفی و نادانی ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل مچھر یا اس سے بھی چھوٹی چیز کی مثال دینے سے نہیں جھجکتا۔ کیونکہ مثال سے سمجھنا مقصود ہے جیسی بات ہو گی ویسی ہی مثال دی جائے گی۔

فَوْقَهَا۔ فوق کے لفظی معنی اوپر کے ہیں۔ اس سے مراد اس سے بھی زیادہ ادنیٰ حقیر چیز ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ۔ تو جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں۔ ایسی مثال میں اللہ کا کیا مقصود ہے۔

حالانکہ ہر ذی عقل اسے تسلیم کرے گا کہ افہام عوام میں لانے کے لئے مثالوں سے سمجھانا ہی مقتضاء حکمت ہے جو مضمون ایسے ہوں جن کا تعقل ہر ذہن نہ کر سکے اسے مثال میں سمجھایا جائے تو بہت جلدی دل نشین ہوتا ہے۔ اور فصحاء اور بلغاء عرب کا بھی یہی دستور رہا ہے۔ لیکن جب اعتراض ہی بغرض اظہار عناد و حسد ہو تو یہ ہدایت و ضلالت من جانب اللہ عزوجل

www.waseemziyai.com

ہے۔اسی لئے فرمایا۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ۔ بہت سوں کو اللہ اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے گمراہ نہیں کرتا مگر انہیں جو بے حکم ہیں۔

یضل بہ فرما کر کفار کے اس مقولہ کا جواب دیا جو انہوں نے کہا تھا مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا اس مثال سے اللہ تعالیٰ عزوجل کا کیا مقصود ہے تو جواب میں اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فرما کر دونوں فریق الگ الگ کر دیئے گئے اور بتا دیا کہ جن کی عقل پر جہالت نے غلبہ کیا اور جن کی عادت مکابرہ و معاندہ کی ہے اور جو امر حق اور کھلی حکمت کے انکار کے عادی ہیں انہیں انہی مثالوں سے گمراہ فرماتا ہے اور جو قبول حق اور حکمت کو جانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ کسی عظیم المرتبت چیز کی تمثیل کسی بڑی چیز سے اور حقیر چیز کی مثال اس چیز سے دینا ہی حکمت اور قرین عقل ہے۔جیسا کہ آیات بالا کی وضاحت میں حق کی مثال نور سے اور باطل کی ظلمت سے دی گئی ہے۔یہ طریقہ فصحاء اور آئین فصاحت ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہدایت کا پیغام بھیجا۔انسان کو اختیار دیا گیا کہ جو راہ چاہے اختیار کرے انسان جو نفس کی بری خواہشوں کے پیچھے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دیتا ہے جیسے فاسق بدکار لوگ۔

تعریف فاسق

شریعت مطہرہ میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتکب ہو۔اس کے تین درجے ہیں۔ایک فاسق تغابی وہ یہ ہے کہ اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا۔مگر اسے برا جانتا رہا۔

دوسرا فاسق منہمک کہ کبائر پر اپنا انہماک بڑھا کر عادی ہو گیا اور اسے اجتناب کی پرواہ بھی نہ رہی۔یہ دونوں قسم کے لوگ ایسے فاسق ہیں جن پر مومن کا اطلاق ہوتا ہے جب تک اکبر کبائر یعنی شرک و کفر نہ کریں۔اسے مومن کہیں گے۔

تیسرا فاسق جحود ہے کہ حرام کو حلال جان کر ارتکاب کرے۔احکام شرع کی مخالفت کو جائز جانے۔اس درجہ والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے اور اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ اور اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور وَمَا تُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ وغیرہ میں فاسقین سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہو گئے۔

اور لفظ فاسق کا اطلاق کفار پر بھی اسی وجہ سے قرآن کریم میں کیا گیا مفسرین کرام نے بھی فاسق سے مراد کافرین اور بعض نے منافق اور بعض نے یہودی۔بہرحال یہود ہوں یا منافق۔کفر میں سب مساوی ہیں۔

آگے بے حکم لوگوں کے طور طریقے بیان فرمائے کہ۔ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا حکم خدا عزوجل نے دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔وہی نقصان میں ہیں۔یہاں عہد توڑنے کا ذکر فرمایا۔اس سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل نے کتب سابقہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی نسبت فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ عہد تین قسم کے ہیں پہلا تو وہ جو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام اولاد آدم علیہ السلام سے لیا کہ اس کی ربوبیت کا اقرار کریں جس کا تذکرہ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ میں ہوا۔

www.waseemziyai.com

دوسرا عہد وہ جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے کہ رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور اقامت دین کریں اس کا بیان وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ میں ہوا۔ اور وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ میں ہوا۔

تیسرا عہد علماء رحمہم اللہ کے ساتھ خاص ہے کہ حق کو نہ چھپائیں۔ مداہنت نہ کریں۔ اس کا بیان وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ میں ہوا اور نقض عہد کا جن پر جرم عائد کیا گیا۔ وہ تینوں ہی معاہدوں سے منحرف ہیں۔

آگے فرمایا وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا حکم خدا نے دیا۔ یعنی صلہ رحمی جس کا تعلق رشتہ وقرابت کے ساتھ ہے آپس میں محبت اور دوستی سے ہے اسے صلہ رحمی کہتے ہیں تو گویا شریعت مطہرہ کا قانون تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے پر ہر فرد انسان کو مجبور کرتا ہے۔ کتب الٰہی کی تصدیق حق پر جمع ہونے کا حکم دیتا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ماننے کا حکم فرمایا ان میں سے کسی ایک حکم کو قطع کرنا بعض کو بعض سے غلط طریقہ پر جدا کرنا۔ تفرقوں کی بناء ڈالنا یہی زمین میں فساد کرنا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ایسے لوگ ہی نقصان میں ہیں۔

عہد اس قول واقرار کو کہتے ہیں جس کے کرنے کے بعد اس کی پابندی لازمی اور ضروری ہو جاتی ہے عبد اللہ سے مراد اللہ عزوجل کو رب ماننے اور اس کی اطاعت کرنے کا اقرار ہے۔

پہلی آیت سے یہ مضمون وابستہ ہے کہ فاسق نافرمان لوگ اللہ عزوجل کے ساتھ جو اقرار کر چکے ہیں اسے توڑ دیتے ہیں فاسق ہر اس عہد اور تعلق کو کاٹ دیتا ہے جس کا اللہ عزوجل نے حکم دیا۔ فاسق ملک میں فساد پھیلاتا ہے۔ یہی لوگ دین و دنیا میں گھاٹے میں ہیں۔

اس کے بعد جبکہ دلائل توحید و نبوت اور جزائے کفر و ایمان کا تذکرہ فرمایا اور انہیں عام وخاص نعمتوں کا اور آثار قدرت و عجائبات حکمت کا ذکر فرمایا اور اس دلنشین کفر کی قباحت دکھا کر کفار کو خطاب میں بطور تعجب مخاطب کیا اور فرمایا۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو حالانکہ تم مردہ بے جان تھے۔ اس خدا نے تمہیں زندہ کیا پھر "ثُمَّ" سے عطف کر کے اس امر کو بھی واضح فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ زندہ کرتے ہی مارا جائے بلکہ باقتضاء ثم تراخی کے ساتھ موت دے گا اور اس موت کے بعد کسی تراخی مدت کے ساتھ تمہیں پھر زندہ کرے گا جسے نشر کہا جاتا ہے پھر اس کے بعد اس ذات باری کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے اس افہام کو کس خوبصورتی سے سننے والے کے آگے رکھا کہ وہ اپنے حال اور اپنی ابنائے جنس کے احوال سے ایمان کی طرف آنے کے لئے عقلاً مجبور ہو جائے۔

اس لئے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ایک دن وہ بے جان قطرہ، مضغہ، علقہ تھا پھر اس مردہ جسم میں جان ڈالنا محض انسان تک نہیں بلکہ زمین بھی مردہ ہوتی ہے اور اسے زندہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے عرف میں بھی زمین پر جب سبزہ نہ رہے تو اسے مردہ زمین کہتے ہیں اس کا زندہ کرنا یہی ہے کہ اس پر سبزہ اگے یہی عرف قرآن کریم ظاہر کرتا ہے يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔

تو مطلب یہ ہے کہ زمین بے جان کو سبزہ اگا کر ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور تم جب بے جان عنصر کی صورت میں تھے تو مضغہ کی شکل میں پھر اخلاط کی شکل میں پھر نطفہ کی حالت میں جس نے تمہیں زندہ کیا اور عمر کی میعاد پوری کر کے جو تمہیں موت

www.waseemziyai.com

دے گا اور اس کے بعد حشر میں یا نشر میں یا قبر کی زندگی میں جو سوال کے لئے ہوگی یا حساب وغیرہ کے لئے۔ اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اپنے اس حال کو جانتے ہوئے تمہارا کفر کرنا نہایت تعجب ناک ہے۔

بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ کا خطاب مومنین سے ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو حالانکہ تم جہل کی موت سے مردہ تھے اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمہیں علم و ایمان کی زندگی عطا فرمائی۔ اس کے بعد تمہارے لئے وہی موت ہے جو عمر گزارنے کے بعد سب کو آیا کرتی ہے اس کے بعد وہ تمہیں حقیقی، دائمی، ابدی حیات عطا فرمائے گا۔ پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں ایمان و اعمال صالح کا ایسا ثواب دے گا مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو نہ کسی کان نے سنا۔ نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گزرا۔

تُرْجَعُوْنَ۔ لوٹائے جاؤ گے۔ اس کا مادہ رجع ہے۔

یہ لفظ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اسے دوبارہ زندگی ملے گی اور اسے اللہ عزوجل کے سامنے پیش ہونا پڑے گا وہی معبود حقیقی ہے جس نے زمین کو بچھونا بنایا اس میں دریا بہائے زمین کو سرسبز شاداب بنایا اس پر پہاڑ کھڑے کئے نباتات جمادات پیدا کیا۔ آسمان بغیر ستونوں کے بلند کیا جس نے تمہیں زندگی بخشی۔ معلوم ہوا کہ تمام وسیلے اللہ عزوجل ہی کے بدقدرت میں ہیں۔ وہی سب کا اصلی معبود ہے اور حقیقی رب ہے زندگی اور موت اسی کے ہاتھ ہے۔

پھر اپنی شان تخلیق بیان فرما کر اپنا تعارف کرایا اور فرمایا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ وہ وہی ذات ارفع و اعلیٰ ہے جس نے تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے بنایا۔ یعنی کانیں، سبزے، جانور، پرند، مچھلیاں، موتی، ہیرے، لعل، جواہر، دریا، پہاڑ، پھول، پھل، سایہ دار درخت، سبزیاں، ترکاریاں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور جو کچھ زمین پر ہیں۔ سب اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمہارے دینی و دنیوی منافع کے لئے بنائے۔ دینی نفع اس طرح کہ دنیا کے عجائبات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی معرفت ہو اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو۔ اپنی ضروریات پوری کرو۔ کاموں میں بوقت ضرورت اشیاء کو لاؤ۔ ان سے ریل گاڑی، ہوائی جہاز، ریڈیو، وائرلیس، بجلی، موٹر کار، تانگے، ٹھیلے، سائیکل سب بنا کر اس کی نعمتوں سے متمتع ہو۔ علامہ کرخی اور ابوبکر رازی وغیرہ بعض مفسرین رحمہم اللہ نے خَلَقَ لَکُمْ کو قابل انتفاع اشیاء کی اباحت کے لئے انہیں مباح الاصل قرار دیا۔ آگے ارشاد ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ پھر آسمان کی طرف استواء یعنی قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

فَسَوّٰىهُنَّ۔ ٹھیک کر دیئے گئے یہ تسویہ سے بنا جس کے معنی ہیں کسی چیز کے مختلف حصوں اور جزوں کو ان کی جگہ بٹھا دینا۔ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ۔ سات آسمان۔ سَمٰوٰت۔ اس کا مادہ سمو ہے جس کے معنی بلندی کے ہیں اسی مناسبت سے آسمان کو آسمان کہتے ہیں۔ سبع کے معنی ہیں سات۔

انسان جسم اور روح کے مجموعہ کا نام ہے اور ان دونوں کی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ عزوجل ہی پورا فرماتا ہے جس نے عناصر اربعہ سے پیدا کیا پھر اس کی حاجتوں کو پورا کیا۔

www.waseemziyai.com

جَمِیْعًا۔ کا لفظ کہہ کر بتایا کہ سب کچھ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لئے انسان کے جسم کے ساتھ روح کی پرورش ہونی چاہئے جس کے لئے ہادی ہر زمانے میں بھیجے گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم رضوان میں رونق افروز تھے کہ ایک بادل آیا۔ آپ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے صحابہ نے عرض کی اللہ اور اللہ کے رسول جانتے ہیں فرمایا کہ ابر ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوم کی طرف بھیجتا ہے جو اس کا شکر نہیں کرتی نہ اس سے دعا مانگتی ہے۔ پھر فرمایا جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آسمان ہے۔

پھر فرمایا آسمان اور تمہارے درمیان کس قدر مسافت ہے صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ آپ نے سات آسمان گنوا دیئے پھر فرمایا اس کے اوپر عرش عظیم ہے جس کی مسافت پانچ سو برس ہے۔

یہ خلقت و ایجاد اللہ تعالیٰ عزوجل کے عالم جمیع اشیاء ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسی پر حکمت مخلوق کا پیدا کرنا بغیر علم محیط کے ممکن و متصور نہیں ہو سکتا۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا کفار کے عقیدہ میں محال تھا۔ اس آیت کریمہ میں ان کے بطلان پر قوی برہان قائم فرما دی کہ جب اللہ تعالیٰ عزوجل قادر مطلق اور علیم علی الاطلاق ہے اور ابدان کے مادے جمع و حیات کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تو موت کے بغیر حیات کیسے محال ہو سکتی ہے۔

تخلیق سماوارض کے بعد اللہ تعالیٰ عزوجل نے آسمان میں فرشتوں کو اور زمین میں جنات کو سکونت دی۔ جنات نے فساد انگیزی کی تو ملائکہ علیہم السلام کی ایک جماعت بھیجی جس نے انہیں پہاڑوں اور جزیروں میں نکال دیا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۱

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا فرشتوں سے کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس زمین میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور ہم تو تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝

بولے پاکی ہے تجھے ہمیں علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔

www.waseemziyai.com

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

فرمایا اے آدم بتادے انہیں سب اشیاء کے نام جب آدم نے انہیں سب کے نام بتادیئے فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۡ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوا۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں سے تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝

تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا گیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو پیروی کرے میری ہدایت کی اسے نہ کوئی اندیشہ ہے نہ کوئی غم۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

لفظی ترجمہ چوتھا رکوع — سورۃ بقرہ — پ ۱

وَ۔اور	اِذْ۔یاد کرو جب	قَالَ۔فرمایا	رَبُّكَ۔تمہارے رب نے
لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں سے	اِنِّيْ۔میں	جَاعِلٌ۔بنانے والا ہوں	فِي الْاَرْضِ۔زمین میں
خَلِيْفَةً۔خلیفہ	قَالُوْٓا۔بولے	اَتَجْعَلُ۔کیا بنائے گا	فِيْهَا۔زمین میں

www.waseemziyai.com

مَنْ۔ اسے نائب جو
يُّفْسِدُ۔ فساد پھیلائے گا
فِيْهَا۔ زمین میں
وَ۔ اور
يَسْفِكُ۔ بہائے گا
الدِّمَآءَ۔ خون
وَ۔ اور
نَحْنُ۔ ہم تو
نُسَبِّحُ۔ تجھے ہی سراہتے ہیں
بِحَمْدِكَ۔ تیری تسبیح کرتے ہیں
وَ۔ اور
نُقَدِّسُ۔ پاکی بولتے ہیں
لَكَ۔ تیرے لئے
قَالَ۔ فرمایا
اِنِّيْٓ۔ میں
اَعْلَمُ۔ جانتا ہوں
مَا۔ وہ سب جو
لَا۔ نہیں
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم
وَ۔ اور
عَلَّمَ۔ سکھائے اللہ نے
اٰدَمَ۔ آدم کو
الْاَسْمَآءَ۔ نام
كُلَّهَا۔ تمام اشیاء کے
ثُمَّ۔ پھر
عَرَضَهُمْ۔ سب اشیا پیش کرکے
عَلَى۔ اوپر
الْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کے
فَقَالَ۔ فرمایا
اَنْۢبِـُٔوْنِيْ۔ بتاؤ مجھے
بِاَسْمَآءِ۔ نام
هٰٓؤُلَآءِ۔ ان چیزوں کے
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
صٰدِقِيْنَ۔ سچے
قَالُوْا۔ بولے
سُبْحٰنَكَ۔ پاکی ہے تجھے
لَا۔ نہیں ہے
عِلْمَ۔ کچھ علم
لَنَآ۔ ہمیں
اِلَّا۔ مگر
مَا۔ جتنا
عَلَّمْتَنَا۔ تو نے ہمیں سکھایا
اِنَّكَ۔ بے شک
اَنْتَ۔ تو ہی
الْعَلِيْمُ۔ علم والا
الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا ہے
قَالَ۔ فرمایا
يٰٓاٰدَمُ۔ اے آدم
اَنْۢبِئْهُمْ۔ بتادے انہیں
بِاَسْمَآئِهِمْ۔ سب اشیاء کے نام
فَلَمَّآ۔ جب آدم نے
اَنْۢبَاَهُمْ۔ بتادیئے
بِاَسْمَآئِهِمْ۔ سب کے نام
قَالَ۔ فرمایا
اَ۔ کیا
لَمْ۔ نہ
اَقُلْ۔ کہتا تھا میں
لَّكُمْ۔ تمہیں
اِنِّيْٓ۔ کہ میں
اَعْلَمُ۔ جانتا ہوں
غَيْبَ۔ چھپے ہوئے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے
وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کے
وَ۔ اور
اَعْلَمُ۔ میں جانتا ہوں
مَا۔ وہ سب
تُبْدُوْنَ۔ جو تم ظاہر کرتے ہو
وَ۔ اور
كُنْتُمْ۔ جو کچھ
تَكْتُمُوْنَ۔ تم چھپاتے ہو
وَ۔ اور
اِذْ۔ یاد کرو جب
قُلْنَا۔ ہم نے کہا
اسْجُدُوْا۔ سجدہ کرو
لِاٰدَمَ۔ آدم کو
لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کو
فَسَجَدُوْٓا۔ تو سب نے سجدہ کیا
اِلَّآ۔ مگر
اِبْلِيْسَ۔ ابلیس نے
اَبٰى۔ منکر ہوا
وَ۔ اور
اسْتَكْبَرَ۔ غرور کیا
وَ۔ اور
كَانَ۔ ہوگیا
مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں سے
وَ۔ اور
قُلْنَا۔ ہم نے فرمایا
يٰٓاٰدَمُ۔ آدم
اسْكُنْ۔ رہو
اَنْتَ۔ تو
وَ۔ اور
زَوْجُكَ۔ تیری بی بی
الْجَنَّةَ۔ اس جنت میں
وَ۔ اور
كُلَا۔ کھاؤ
مِنْهَا۔ اس میں سے
رَغَدًا۔ بے روک ٹوک
حَيْثُ۔ جہاں سے
شِئْتُمَا۔ تمہارا جی چاہے
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
تَقْرَبَا۔ پاس جانا
هٰذِهِ۔ اس
الشَّجَرَةَ۔ پیڑ کے
فَتَكُوْنَا۔ تو ہو جاؤ گے
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ حد سے بڑھنے والوں سے

www.waseemziyai.com

فَاَزَلَّهُمَا۔تو لغزش دی دونوں کو الشَّيْطٰنُ۔شیطان نے عَنْهَا۔اس جنت سے فَاَخْرَجَهُمَا۔تو نکلوا دیا ان کو

مِمَّا۔وہاں سے كَانَا۔جہاں تھے فِيْهِ۔اس میں وَ۔اور

قُلْنَا۔ہم نے فرمایا اهْبِطُوْا۔نیچے اترو بَعْضُكُمْ۔بعض تمہارا لِبَعْضٍ۔بعض کے لئے

عَدُوٌّ۔دشمن ہے وَ۔اور لَكُمْ۔تمہارے لئے فِي الْاَرْضِ۔زمین میں

مُسْتَقَرٌّ۔ٹھہرنا ہے وَمَتَاعٌ۔اور برتنا ہے اِلٰى حِيْنٍ۔ایک وقت تک فَتَلَقّٰى۔پھر سیکھ لئے

اٰدَمُ۔آدم نے مِنْ رَّبِّهٖ۔اپنے رب سے كَلِمٰتٍ۔کچھ کلمے فَتَابَ۔تو توبہ قبول کی اللہ نے

عَلَيْهِ۔اس کی اِنَّهٗ۔بے شک هُوَ۔وہی ہے التَّوَّابُ۔توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيْمُ۔مہربان قُلْنَا۔ہم نے فرمایا اهْبِطُوْا۔اتر جاؤ مِنْهَا۔جنت سے

جَمِيْعًا۔سب فَاِمَّا۔پھر اگر يَاْتِيَنَّكُمْ۔تمہارے پاس آئے مِّنِّيْ۔میری طرف سے

هُدًى۔کوئی ہدایت فَمَنْ۔تو جو تَبِعَ۔پیروی کی هُدَايَ۔میری ہدایت کا

فَلَا۔تو نہیں ہے خَوْفٌ۔کوئی اندیشہ عَلَيْهِمْ۔اس پر وَ۔اور

لَا۔نہیں ہے هُمْ۔وہ يَحْزَنُوْنَ۔غم میں آنے والا وَ۔اور

الَّذِيْنَ۔جو كَفَرُوْا۔کفر کریں وَ۔اور كَذَّبُوْا۔جھٹلائیں

بِاٰيٰتِنَآ۔ہماری آیتیں اُولٰٓئِكَ۔وہ ہیں اَصْحٰبُ النَّارِ۔دوزخ والے هُمْ۔وہ ہوں گے

فِيْهَا۔اس دوزخ میں خٰلِدُوْنَ۔ہمیشہ

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۱

وَاِذْ قَالَ۔اس میں حرف (اذ) کا یہ مقتضی ہے کہ اذ کو صیغہ امر محذوف مانا جائے۔اسی وجہ سے وَاِذْ قَالَ کا ترجمہ اس طرح ہوا اور یاد کرو جب تمہارے رب نے لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں سے کہا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

مَلٰٓئِكَة۔فرشتے۔ مَلَکٌ کی جمع ہے۔یہ لفظ الوک سے نکلا جس کے معنی پیغام پہنچانا ہے وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے پیغام نبیوں علیہم السلام تک لاتے ہیں۔ملائکہ نوری مخلوق ہیں۔وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور اللہ عزوجل کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے ارشاد باری ہے۔لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ ۔وہ اللہ کے حکموں کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا اور تمام فرشتوں پر فضیلت کا دینا ایسی نعمت عظمیٰ ہے جو تمام اولاد آدم کو شامل ہے۔

خَلِيْفَةً ۔نائب خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو کسی کا نائب ہو۔خلیفۃ اللہ وہ ہے جو زمین پر اللہ عزوجل کی شریعت کی حکومت قائم کرے۔یعنی انسان کو جو طاقتیں ملی ہیں وہ زمین پر اللہ عزوجل کی خلافت قائم کرنے کے لئے ہیں۔

www.waseemziyai.com

تحقیق لفظ خلیفۃ

خلیفہ وہ ہوتا ہے جو احکام و اوامر کے اجرا اور تمام تصرفات میں اپنے منیب یعنی اصل کا نائب ہو۔ یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ اگرچہ آپ کے علاوہ دیگر تمام انبیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں بھی فرمایا گیا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ۔ اے داؤد ہم نے تمہیں خلیفہ بنایا زمین میں یہاں فرشتوں کو خلافت آدم کی خبر اس لئے دی گئی کہ ان کے خلیفہ اور نائب بنائے جانے کی حکمت دریافت کر کے معلوم کر سکیں اور ان پر نائب اور خلیفہ الٰہی کی عظمت و شان ظاہر ہو جائے کہ ان کو پیدائش سے پہلے ہی خلیفہ و نائب کا منصب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی ولادت کی بشارت دی گئی اس پر ملائکہ علیہم السلام سابقہ مخلوق جنات وغیرہ کے فسادات چونکہ دیکھ چکے تھے عرض کرنے لگے۔

قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ۔ ملائکہ بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس زمین میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔

یہاں ملائکہ کا یہ عرض کرنا بغرض اعتراض یا بہ خیال طعن نہیں تھا بلکہ حکمت تخلیق خلیفہ معلوم کرنے کے لئے تھا اور انسانوں کی طرف فساد انگیزی کی نسبت کرنا اس کا علم یا تو انہیں اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے عطا ہوا یا لوح محفوظ سے حاصل کیا ہو یا خود انہوں نے قوم سابقہ جنات کی فساد انگیزی و خونریزی پر قیاس کیا ہو۔

اب رہا یہ سوال کہ تخلیق خلیفہ کا تذکرہ اللہ عزوجل نے کیوں فرمایا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ من جانب اللہ عزوجل بندوں کو تعلیم ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ عزوجل اس سے منزہ اور پاک ہے اور محتاج مشورہ نہیں لیکن اپنے بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کام سے پہلے مشورہ کر لیا کریں۔

آگے فرمایا جاتا ہے وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ فرشتوں نے عرض کی اور ہم تجھے سراہتے ہیں تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ فرمایا مجھے علم ہے جو تم نہیں جانتے۔ یعنی میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسان میں انبیاء بھی ہوں گے۔ اولیاء بھی علماء بھی اور وہ علم و عمل دونوں کے جامع ہوں گے۔

یَسْفِكُ۔ وہ بہائے۔ یہ لفظ سفک سے نکلا ہے جس کے معنی خون بہانے کے ہیں۔

الدِّمَآءَ۔ خون۔ یہ دم کی جمع ہے اس کے معنی خون ہیں۔

نُسَبِّحُ۔ ہم تسبیح پڑھتے ہیں۔ یہ لفظ تسبیح سے بنا اس سے مراد ہے دل سے اللہ عزوجل کو تمام مخلوق سے بالا سمجھنا اور زبان سے اقرار کرنا۔

نُقَدِّسُ۔ پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یہ تقدیس سے بنا جس کے معنی پاکیزگی بیان کرنا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی نورانی مخلوق فرشتوں کے سامنے اظہار فرمایا کہ میں اس زمین پر اپنا ایک نائب مقرر کرنا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ وہ مخلوق لازمی طور پر فساد پھیلائے گی۔

ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں اور تم نہیں جانتے۔ یعنی تم کو معلوم نہیں کہ اس خلیفہ کے بنانے میں کیا کیا مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ

www.waseemziyai.com

صٰدِقِیْنَ۔

اٰدَمَ۔ یہ تمام انسانوں کے باپ کا نام ہے انہیں ابوالبشر کہتے ہیں یہ لفظ عجمی ہے۔

اَلْاَسْمَآءَ۔ نام۔ یہ اسم کی جمع ہے اس کے معنی نام ہیں اسم کے ذریعہ چیز کو جانا پہچانا جاتا ہے یہاں اسم سے مراد وہ خاصیتیں ہیں جن کی ضرورت حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیش آنی تھیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اس میں خواہشات پیدا کردیں اور علم بھی عطا فرمایا ذرائع بھی عطا کئے۔

اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء و جملہ مسمیات پیش فرما کر آپ کو ان کے اسماء وصفات وافعال وخواص واصول علوم وصناعات سب کا علم بطریق الہام عطا فرمایا۔ پھر ملائکہ سے فرمایا اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ کروں گا اور خلافت کے مستحق تم ہی ہو جیسا کہ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ تم نے کہا تو آؤ ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ اس لئے کہ نائب اور خلیفہ کا کام تصرف وتدبیر اور عدل وانصاف ہے اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں جب تک خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا علم نہ ہو بنابریں اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے نائب کو تمام علوم سے اسی لئے نوازا کہ وہ متصرف ہر اس چیز پر ہو جس کا اسے فیصلہ کرنا ہے۔

اس سے یہ امر بھی منکشف ہو گیا کہ آدم علیہ السلام کی فضیلت ملائکہ پر علم ہی کے سبب ہے اور علم وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ خلوتوں تنہائیوں کی عبادت سے انسان کو افضل کرتی ہے۔ ورنہ عبادت میں ملائکہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام اسی علم ہی کی وجہ سے ملائکہ سے افضل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملائکہ نے اظہار عجز کرتے ہوئے عرض کیا۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔ ملائکہ نے عرض کی پاکی ہے تجھے۔ ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم وحکمت والا ہے۔

اس میں ملائکہ کی طرف سے عجز وقصور کا اعتراف اور اس امر کا اظہار ہے کہ ان کا سوال اعتراضاً نہیں تھا بلکہ استفساراً تھا۔ اور اب انہیں انسان کی فضیلت اور اس کے پیدا کرنے کی حکمت معلوم ہو گئی جس سے وہ بے خبر تھے پھر جناب باری تعالیٰ عزوجل کی طرف سے ارشاد ہوا۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ فرمایا اے آدم بتا دے انہیں سب اشیاء کے نام۔ جب آدم نے انہیں سب موجودات کے نام بتا دیئے تو فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تو ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

جب آدم علیہ السلام نے بہ حیثیت نائب ہر چیز کا نام اور اس کی پیدائش کی حکمت بتا دی تو فرمایا۔ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ اس میں ملائکہ وہ بات جو انہوں نے ظاہر

www.waseemziyai.com

کی تھی وہ ظاہر ہے کہ انسان کی فساد انگیزی اور خونریزی کا خطرہ پیش کیا تھا اور جو بات چھپائی تھی کہ ملائکہ نے اشارتاً مستحق خلافت اپنے کو ظاہر کرنا چاہا اور واو حالیہ سے عطف کر کے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ کہا اور کنایۃً یہ بھی کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ملائکہ سے افضل واعلم کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا۔

اس کا جواب مناسب جامعیت سے آیت کریمہ میں دے دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی اشارتاً اس آیت سے انسان کی شرافت اور علم کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ تعلیم کی فضیلت اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے کرنا بھی صحیح ہے اگرچہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو معلم کہنا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ معلم پیشہ ور تعلیم والا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عزوجل اس سے بالا ہے۔ نیز یہ امر روشن ہوگیا کہ جملہ لغات اور تمام زبانیں اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ متکبر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔

لِاٰدَمَ۔ کے معنی آدم کی طرف

اِبْلِيْسَ۔ اس کے لفظی معنی ناامید کے ہیں یہ فرشتہ نہ تھا بلکہ آگ کا بنا ہوا جن تھا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی اطاعت و عبادت کی وجہ سے فرشتوں کی صف میں داخل کرلیا گیا تھا۔

اَبٰى۔ جان بوجھ کر انکار کرنا۔

اسْتَكْبَرَ۔ تکبر کیا۔ یہ کبر سے بنا۔ غرور کرنا۔ اللہ عزوجل کے حکم کا انکار کرنے سے ابلیس کافر ہوگیا اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم کردیا گیا تھا۔ عذاب کا مستحق ہوگیا تھا۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم صفی اللہ کو تمام موجودات کا نمونہ اور عالم روحانی وجسمانی کا مجموعہ بنایا اور ملائکہ کے لئے حصول کمالات کا وسیلہ کیا تو انہیں حکم دیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں کیونکہ شکر گزاری اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کا اعتراف اور اپنے مقولہ اولیٰ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا سے معذرت کی شان پائی جاتی ہے۔

بعض مفسرین اس طرف گئے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دے دیا تھا۔ اس کی سند اس آیت کریمہ سے ہے۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ یعنی جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف سے خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ (سورۃ الحجر پارہ ۱۴، رکوع ۲ بیضاوی) اور سجدہ میں گرنے کا حکم تمام ملائکہ کو دیا گیا تھا۔ (خازن)

لغت میں سجدہ سر جھکا کر عاجزی اور فرمانبرداری ظاہر کرنا۔ شریعت میں سجدہ زمین پر پیشانی رکھنے کو کہتے ہیں۔ شرطیکہ نیت بھی ہو۔

سجدے میں سات عضو زمین پر لگنے چاہئیں پاؤں کے دونوں انگوٹھے، دونوں گھٹنے، دونوں ہتھیلیاں اور ناک و پیشانی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک

www.waseemziyai.com

گوشہ میں جا کر روتا ہے اور کہتا ہے افسوس افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر کے جنت حاصل کر لی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے نافرمانی کی اور جہنم لے لی۔

تحقیق سجدہ

سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک سجدۂ عبودیت جو بقصد پرستش کیا جائے۔ دوسرا سجدۂ تحیت جو محض تعظیم کے لئے کیا جائے۔ شریعت مطہرہ میں سجدۂ عبودیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے خاص ہے یہ سجدہ کسی غیر خدا کے لئے جائز نہیں اور کسی شریعت میں یہ کبھی جائز نہ ہوا۔ اور فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اور فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اور فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ میں مفسرین نے سجدۂ عبودیت مانا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ خاص اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے ہے اور حضرت آدم محض اس سجدہ کے لئے بطور قبلہ تھے تو آدم مسجود الیہ تھے اور مسجود لہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہی تھا لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

کیونکہ اس سجدہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا فضل و شرف ظاہر فرمانا مقصود تھا اور مسجود الیہ کا ساجد سے افضل ہونا کچھ ضروری نہیں۔ جیسے کعبہ معظم حضور سید الانبیاء علیہ التحیہ والثناء کا قبلہ و مسجود علیہ ہے۔ باآنکہ حضور ﷺ اس سے بدرجہا افضل ہیں اور ملائکہ سے آدم علیہ السلام بھی بدرجہا افضل ہیں تو مسجود علیہ ماننے میں عظمت آدم علیہ السلام میں تنقیص کا پہلو نکلتا ہے اسی وجہ سے اس قول کی تضعیف کی گئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں سجدۂ ملائکہ جو تھا وہ سجدۂ عبودیت نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیم یا سجدۂ تحیت تھا اور خاص آدم علیہ السلام کے لئے تھا اور سجدہ کی تعریف وضع الجبہۃ علی الارض جو ہے وہی تھا یعنی پیشانی زمین پر رکھ کر نہ انحناء محض جھک کر یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔ (مدارک)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سجدۂ تحیت بھی تو جائز نہیں پھر یہ سجدہ اگر سجدہ ہی تھا تو کیسے جائز ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سجدۂ تحیت کو شریعت محمدیہ میں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ شرائع سابقہ میں سجدۂ تحیت جائز تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت میں اسے منسوخ فرمایا۔ اسی وجہ سے آج کسی کے لئے جائز نہیں۔ احادیث شاہد ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا تو حضور نے فرمایا کہ مخلوق کو سجدہ نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ (مدارک)

دوسری ایک حدیث ہے جس میں صحابہ علیہم رضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَتَسْجُدُ لَهٗ اگر تو میری قبر سے گزرے تو کیا اسے سجدہ کرے گا۔ صحابی نے عرض کی نہیں۔ فرمایا جس مقبور کو سجدہ نہیں اس کے زندہ کو بھی سجدہ نہیں۔

ملائکہ میں سب سے پہلا سجدہ کرنے والے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر عزرائیل پھر تمام ملائکہ مقربین علیہم السلام۔ یہ سجدہ جمعہ کے روز زوال سے عصر تک ہوا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ مقربین علیہم السلام سو برس تک سجدہ میں رہے۔

ایک اور قول ہے کہ پانچ سو برس سجدہ میں رہے۔

شیطان نے سجدہ نہ کیا اور براہ تکبر یہ اعتقاد کرتا رہا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہے اس کے لئے سجدہ کا حکم

www.waseemziyai.com

معاذ اللہ خلاف حکمت ہے اس اعتقاد باطل سے وہ کافر ہو گیا۔

آیت کریمہ سے دلالۃً ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل ہیں اسی وجہ سے ان سے انہیں سجدہ کرایا گیا۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ تکبر نہایت قبیح ہے۔ اس سے مثل شیطان کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ (بیضاوی۔ جمل)

اس کے بعد دخول جنت و ہبوط جنت اور قربت شجرہ کا مضمون شروع ہے۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو (الجنۃ میں الف لام عہد ذہنی ہے اس کی وجہ سے ترجمہ میں اس جنت میں رہو ترجمہ کیا گیا) اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

شجرہ سے مراد گندم یا انگور وغیرہ ہے۔ (جلالین)

اَلْجَنَّةَ۔ لغوی معنی وہ باغ جس کے گھنے درخت زمین کو چھپا لیں شریعت میں وہ عظیم باغ ہے جس میں بے شمار نعمتیں ہیں۔

زَوْجُكَ۔ سے مراد حضرت حوا ہیں۔

حَيْثُ شِئْتُمَا۔ جنت کی وسعت مراد ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت کے بعد موقع دیا کہ وہ اور ان کی بیوی جنت میں جہاں چاہیں رہائش اختیار کریں اور جو چاہیں کھائیں مگر صرف ایک درخت کا پھل۔

مفسرین کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تنہا تھے ان کی طبیعت گھبراتی تھی اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت حوا کو پیدا فرمایا اور حکم دیا کہ دونوں جنت میں جہاں چاہو پھرو چلو جو چاہو کھاؤ مگر

لَا تَقْرَبَا۔ قریب نہ جاؤ اس حکم سے مراد یہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام اس درخت کا پھل نہ کھائیں۔

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ یہ درخت جنت کے درختوں میں سے کوئی درخت تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کی پہچان کرا دی گئی تھی قرآن پاک نے اس کی وضاحت نہیں کی۔

بعض کے نزدیک یہ انگور کا درخت تھا بعض نے اسے گیہوں کا کہا اور بعض نے انجیر اور بعض نے کھجور کا کہا احادیث میں اس کی وضاحت نہیں فرمائی گئی۔

ظلم کی توجیہ

لغت میں ظلم کے معنی ہیں کسی شے کو بے محل رکھنا۔ یہ عکس عدل ہے۔ اس لئے کہ عدل کے معنی ہیں وضع شیء علی محلہ۔ کسی شے کو اس کی جگہ رکھنا۔ شے کو بے محل وضع کرنا ممنوع ہے اور عقیدہ اہل سنت میں انبیاء کرام معصوم ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ یہاں ظلم کو خلاف اولیٰ کے معنی میں لیا گیا۔

ہمارے عقیدہ میں انبیاء علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے جو ان میں سے کسی ایک نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے اللہ تعالیٰ

www.waseemziyai.com

عزوجل کی ذات پاک کائنات کی مالک ہے وہ سب کا مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے۔ اس میں اس کی عزت و جبروت کی شان ہے۔ دوسرے کو کیا مجال کہ خلاف ادب کوئی جملہ زبان پر لائے یا حضرت حق کے فرمان کو اپنے لئے وجہ جواز بنائے اور اس جرأت کے لئے سند لائے۔ ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و اطاعت کا حکم فرمایا۔ ہم پر یہی لازم ہے۔ فافہم وتدبر۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۔ تو شیطان نے جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا گیا۔

اس کے متعلق سیر میں رطب و یابس بہت کچھ ہے اور مفسرین نے بھی کم و بیش بہت کچھ لکھا ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ اس واقعہ کو صرف اتنا مانا جائے کہ کسی طرح شیطان نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے پاس پہنچ کر کہا۔ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝۔ کیا میں تمہیں شجر خلد بتا دوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انکار فرمایا اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر اندیش ہوں، آپ کو خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے بایں خیال حضرت حوا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دیا۔ آپ نے بھی تناول فرمایا۔ بعد میں حضرت آدم علیہ السلام کو خیال آیا کہ لاتقربا میں جو نہی ہے وہ غالباً تنزیہی ہے تحریمی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اگر اس نہی کو تحریمی خیال فرماتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اجتہاد میں خطا ہو جائے۔ چنانچہ آپ کو بھی اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطا اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔ اور اس تاویل کی تائید آیت کریمہ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ سے بھی ہوتی ہے۔

گناہ میں عزم ہوتا ہے لیکن خطا میں عزم نہیں ہوتا خطا سے بھول چوک مراد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا جو نعمتیں ہم نے تم کو جنت میں جائز کی تھیں کیا وہ تمہارے لئے کافی نہ تھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب العالمین بے شک جنت کی نعمتیں میرے لئے کافی تھیں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تیرے نام کی جھوٹی قسم بھی کوئی کھا سکتا ہے۔ ارشاد ہوا

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۔ اور ہم نے فرمایا نیچے اترو۔ آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن ہے اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

صاحب خازن فرماتے ہیں کہ حضرت حوا اور آدم اور ان کی ذریت کو جو ان کے صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام زمین ہند میں بمقام سراندیپ وہاں کے پہاڑوں میں اترے۔ اور حضرت حوا جدہ میں۔

صاحب روح البیان نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی برکت سے زمین کے اشجار میں پاکیزہ خوشبو پیدا ہوئی اس کی وجہ سے ارباب سیر نے آپ کا گریہ بھی لکھا اور کیا کیا بیان کیا واللہ اعلم بالصواب۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔

فَتَلَقّٰى۔ پھر سیکھ لئے۔ تلقی سے بنا جس کے معنی ملنا۔ حاصل کرنا۔

كَلِمٰتٍ۔ کلمہ کی جمع ہے اس کا معنی بات ہے اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی رحمت سے حضرت آدم کو توبہ کے کلمات سکھا دیئے

www.waseemziyai.com

فَتَابَ۔ توجہ فرمائی۔ توبہ سے بنا۔ اس کے معنی توبہ کرنا۔ رجوع کرنا۔ لوٹ آنا۔ گناہوں سے معافی مانگنا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنے کا حکم ہوا تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

بعض روایتوں سے کچھ صحیح واقع یہ ملتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے زمین پر تشریف لانے کے بعد تین سو برس تک حیا سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اور اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو حضرت داؤد علیہ السلام جو کثیر البکاء تھے اور تمام سکان زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ (خازن)

طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکر توبہ میں حیران تھے اسی حال میں یاد آیا کہ میں نے وقت پیدائش سر اٹھا کر دیکھا تو عرش پر لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں نے سمجھ لیا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں یہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا۔ تو آپ نے اپنی دعا میں رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۖ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ کے ساتھ عرض کیا۔ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ۔

اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ کلمے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَكَرَامَتِهٖ عَلَيْكَ اَنْ يَّغْفِرَ لِیْ خَطِيْئَتِیْ۔ یعنی یارب میں تجھ سے تیرے بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے طفیل اور اس کی کرامت کے صدقے میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔ بس یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ عزوجل نے مغفرت فرما دی۔

اس سے یہ امر بھی منکشف ہوا کہ مقبولان بارگاہ کے وسیلہ سے دعا بحق فلاں یا بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز اور سنت آدم علیہ السلام ہے۔

اور یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ مقبولوں کو اپنے فضل سے حق دیتا ہے تو دعا میں وہی فضیلت حق کا وسیلہ لے کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی جاتی ہے۔

صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے جیسے وارد ہوا مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دسویں محرم کو قبول ہوئی۔ جب آپ جنت سے تشریف لائے تو اور نعمتوں کے ساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کر لی گئی تھی اور بجائے اس کے سریانی زبان جاری تھی۔ قبول توبہ کے بعد پھر عربی زبان عطا ہوئی۔ (فتح العزیز)

تعریف توبہ

توبہ نام ہے رجوع الی اللہ کا۔ اس کے تین رکن ہیں ایک اعتراف جرم۔ دوسرے ندامت تیسرے عزم ترک معصیت۔

چوتھی یہ بات بھی ملحوظ رہنی ضروری ہے کہ ترک معصیت کا عزم اس گناہ میں ہوگا جو حقوق اللہ تک ہو اور وہ گناہ جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس کی تلافی جتنی ممکن ہو کرے مثلاً تارک الصلوٰۃ کی توبہ کے لئے پچھلی نمازوں کی قضا ضروری ہے جتنی ممکن ہو اور اگر خالص حق العبد ہی ہوں تو ان کی تلافی ضروری ہے مثلاً قرض اس کے ادا کرنے میں بحد مقدور سعی لازم

www.waseemziyai.com

ہے کسی کا مال ڈکیتی یا چوری سے اگر لیا تو بعد توبہ اس کا ادا کرنا یا جس کا مال ہے اس سے معافی مانگنا ضروری ہے اور اگر ممکن نہیں تو معاف۔

تذکرۃ الاولیاء میں ایک بزرگ کا واقعہ حسب موقع یاد رکھیں۔ خاندان چشتیہ کے ایک بزرگ ہیں جو توبہ سے قبل بڑے نامی ڈاکو تھے۔ ایک قاری کہ قافلہ میں تھے ان کا گزر اس ڈاکو کی کمین گاہ سے ہوا۔ یہ ڈاکو معہ اپنی جماعت کے ڈاکہ زنی کے لئے منتظر وقت تھا کہ قافلہ سے اس قاری کی تلاوت میں یہ آیت کریمہ سنی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ انہوں نے آیت سنی اور اپنے ہمراہیوں سے بجائے ڈاکہ ڈالنے کے کہا خَشَعَ قَلْبِیْ میرا دل تو ڈر گیا۔ قافلہ کو روکا اور قاری صاحب کے ہاتھ پر توبہ کی۔ انہوں نے ہدایت فرمائی کہ تیرا عمل یہ ہے کہ جن جن کا مال تو نے لیا ہے انہیں ادا کر یا معافی مانگ۔

چونکہ توبۃ النصوح کی تھی انہوں نے اسی گھڑی سے شہر بہ شہر گشت شروع کر دیا اور جہاں جو ملا اس سے اپنے قصور کی معافی لی یا اس کا معاوضہ دیا حتیٰ کہ ایک شخص وہ ملا جس کا بارہ من سونا اس نے لوٹا تھا اس سے یہ ملے اور کہا میں نے اپنے فعل مذموم سے توبہ کر لی ہے لہٰذا آپ مجھے معاف کر دیں وہ بولا میں تو آخرت میں لوں گا۔ انہوں نے کہا پھر آپ مجھے ملازم رکھ لیں اور جو تنخواہ مقرر کریں اس سے اپنا سونا وصول کر لیں۔

اس نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جنگل میں تو تم نے مجھے لوٹا تھا اب گھر میں گھس کر اور لوٹنا چاہتے ہو میں اتنا بے وقوف نہیں کہ اب پھر تمہاری باتوں میں آ کر گھر بیٹھے اپنے کو خراب کر لوں جاؤ اپنا راستہ لو۔ اور تمہارا میرا فیصلہ قیامت کو ہوگا۔

یہ مجبور ہو گئے تو انہوں نے اپنے رب تعالیٰ عزوجل کی طرف رجوع کیا اور اس آدمی سے کہا کہ میاں جس کے حضور میں نے توبہ کی ہے اس کی رحمت کاملہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مٹی کو سونا بنا سکتا ہے لہٰذا تو ترازو لگا اور اپنا سونا وزن کر۔ اس نے تعجب کرتے ہوئے ترازو لگا دی۔ اللہ عزوجل کا نام لے کر مٹی ترازو کے پلڑے میں ڈالنی شروع کر دی۔ اس کی نیت اور صدق توبہ اور رحمت الٰہی سے وہ مٹی سونا بن گئی اور بارہ من وزن سونے کا پورا ہو گیا۔ یہ شخص یہودی تھا جس نے یہ کرشمہ قدرت دیکھ تو علی الفور ایمان لے آیا اور کلمہ پڑھ لیا۔

اس روایت سے کرشمہ قدرت اور صدق دل سے توبہ کی عظمت واضح ہوتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آدم صفی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ ان کے مرتبہ کے موافق کس تقرب کی موجب بنی ہوگی۔ ان کے مرتبہ کے لحاظ سے ان کی وہ خطا خطا تھی اور رتبہ کے موافق توبہ بھی خاص توبہ ہوگی پھر اس کی قبولیت کی شان بھی انہی کے مرتبہ کے موافق ہوئی کہ۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۝ کہہ کر سب کی زبان بند کر دی کہ خبردار اسے معصیت اگر کہا تو ایمان کا شیشہ خطرہ میں پڑ کر چور چور ہو جائے گا۔ اس خطا میں بھی ہماری حکمت بالغہ تھی اور اس توبہ میں بھی تمہارے لئے تعلیم توبہ۔ ان کے ذریعہ اظہار حکمت فرمانا تھی۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

اهْبِطُوْا۔ نیچے جاؤ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف کر دی گئی لیکن زمین پر رہنے کا حکم بدستور باقی رہا کیونکہ آدم علیہ السلام زمین پر

www.waseemziyai.com

خلیفہ بنائے گئے تھے تاکہ دنیا میں رہ کر اللہ عزوجل کی اطاعت کریں۔ انبیاء مرسلین کے ذریعہ میری ہدایات تم تک پہنچتی رہیں گی۔ جو میری اطاعت قبول کرے گا وہ کبھی دوزخ کا خوف نہ رکھے گا۔

خَوْفٌ۔ کسی آنے والے نقصان یا تکلیف کے احساس کو کہتے ہیں۔

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس کا مادہ حزن ہے جس کے معنی ہیں کسی دل پسند چیز سے محروم ہونے کا رنج۔

ہم نے فرمایا تم جنت سے اتر جاؤ۔ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم۔ یہ مومنین صالحین کے لئے بشارت ہے کہ میری ہدایتوں پر عمل کرنے کے بعد نہ انہیں نزع اکبر کے دن خوف ہو نہ آخرت میں غم۔ وہ بے غم جنت میں داخل ہوں گے اور جو کفر کریں ان کے لئے وعید فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝

اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۠ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا۔ اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھی سے ڈرو۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ نماز بے شک بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکے ہیں۔

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

جنہیں یقین ہے کہ انہیں رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

یٰۤاَ - یا	بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ - یعقوب کی اولاد	اذۡکُرُوۡا - یاد کرو	نِعۡمَتِیَ - میرا احسان
الَّتِیۡۤ - جو	اَنۡعَمۡتُ - میں نے انعام کیا	عَلَیۡکُمۡ - تم پر	وَ - اور
اَوۡفُوۡا - پورا کرو	بِعَهۡدِیۡۤ - میرا عہد	اُوۡفِ - میں پورا کروں گا	بِعَهۡدِکُمۡ - تمہارا عہد
وَ - اور	اِیَّایَ - خاص میرا ہی	فَارۡهَبُوۡنِ - ڈر رکھو	وَ - اور
اٰمِنُوۡا - ایمان لاؤ	بِمَاۤ - اس پر جو	اَنۡزَلۡتُ - میں نے اتارا	مُصَدِّقًا - اسکی تصدیق کرتا ہوا
لِّمَا - جو	مَعَکُمۡ - تمہارے ساتھ ہے	وَ - اور	لَا - نہ
تَکُوۡنُوۡۤا - ہو	اَوَّلَ - سب سے پہلے	کَافِرٍ - کافر	بِهٖ - اس کے
وَ - اور	لَا - نہ	تَشۡتَرُوۡا - خریدو	بِاٰیٰتِیۡ - میری آیتوں کے بدلے
ثَمَنًا - دام	قَلِیۡلًا - تھوڑے	وَ - اور	اِیَّایَ - خاص مجھ سے
فَاتَّقُوۡنِ - ڈرو	وَ - اور	لَا - نہ	تَلۡبِسُوا - ملاؤ
الۡحَقَّ - حق سے	بِالۡبَاطِلِ - باطل کو	وَتَکۡتُمُوا - اور چھپاتے ہو	الۡحَقَّ - حق کو
وَ - اور حالانکہ	اَنۡتُمۡ - تم	تَعۡلَمُوۡنَ - جانتے ہو	وَ - اور
اَقِیۡمُوا - قائم رکھو	الصَّلٰوۃَ - نماز	وَ - اور	اٰتُوا - دو
الزَّکٰوۃَ - زکوٰۃ	وَ - اور	ارۡکَعُوۡا - رکوع کرو	مَعَ - ساتھ
الرّٰکِعِیۡنَ - رکوع کرنیوالوں کے	اَ - کیا	تَاۡمُرُوۡنَ - حکم دیتے ہو	النَّاسَ - لوگوں کو
بِالۡبِرِّ - بھلائی کا	وَ - اور	تَنۡسَوۡنَ - بھولتے ہو	اَنۡفُسَکُمۡ - اپنی جانوں کو
وَ - اور	اَنۡتُمۡ - تم	تَتۡلُوۡنَ - پڑھتے ہو	الۡکِتٰبَ - کتاب
اَفَلَا - کیا نہیں ہے	تَعۡقِلُوۡنَ - تمہیں عقل	وَ - اور	اسۡتَعِیۡنُوۡا - مدد چاہو
بِالصَّبۡرِ - صبر سے	وَ - اور	الصَّلٰوۃِ - نماز سے	وَ - اور
اِنَّهَا - بے شک وہ	لَکَبِیۡرَۃٌ - ضرور بھاری ہے	اِلَّا - مگر	عَلَی - ان پر جو
الۡخٰشِعِیۡنَ - دل سے جھکتے ہیں	الَّذِیۡنَ - جنہیں	یَظُنُّوۡنَ - یقین ہے	اَنَّهُمۡ - کہ انہیں
مُّلٰقُوۡا - ملنا ہے	رَبِّهِمۡ - اپنے رب سے	وَ - اور	اَنَّهُمۡ - انہیں
اِلَیۡهِ - اس کی طرف	رٰجِعُوۡنَ - لوٹ کر جانا ہے		

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

پانچویں رکوع میں بنی اسرائیل کی تاریخ۔ ان کے مراتب۔ لغزشیں۔ گناہ اور ملے ہوئے انعام چھن جانے کا بیان ہے۔ ان واقعات میں ایمان والوں کے لئے عبرت اور نصیحت ہے۔

www.waseemziyai.com

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔ اے اولاد یعقوب۔

بنی اسرائیل۔ بنی۔ اولاد۔ اسراء۔ بندہ۔ ایل۔ خدا۔ یعنی خدا کے بندہ کی اولاد۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ ان کی اولاد اور خاندان کو بنی اسرائیل کا لقب ملا ان کو یہودی بھی کہتے ہیں۔

اصل میں یہ سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے ان کے دو صاحبزادے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ یہ حجاز مقدس میں آباد ہوئے ان کی آخری اولاد سے نبی آخر الزمان۔ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔

دوسرے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام ہوئے ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔ ان کا لقب اسرائیل تھا ان کی اولاد فلسطین میں آباد ہوئی۔

یہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد مصر کے لوگوں نے غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو غلام بنا لیا اور ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلامی سے اس قوم کو نجات دلائی اور یہ لوگ وادی سینا میں آباد ہو گئے۔

اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی عبداللہ بنتے ہیں۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ (مدارک)

علامہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام انسانوں کو یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا فرما کر عام دعوت دی پھر اِذْ قَالَ رَبُّكَ فرما کر ان کے باپ یعنی آدم علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ پھر بنی اسرائیل کو دعوت دی جو یہودی ہیں اور یہاں سے سَیَقُوْلُ تک ان سے کلام جاری ہے کہیں بملاطفت انعام یاد دلا کر دعوت دی گئی کبھی خوف دلا کر کبھی حجت قائم کر کے کسی جگہ ان کی بدعملی پر توبیخ ہوئی ہے کہیں گزشتہ عقوبات کا ذکر کر کے عبرت دلائی گئی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اُذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ۔ یاد کرو وہ میرا احسان جو میں نے تم پر کیا۔ وہ احسان کہ تمہارے آباؤ اجداد کو فرعون سے نجات دلائی۔ دریا کو پھاڑ کے راستہ دیا۔ ابر کو تمہارے سایہ کے لئے مقرر فرمایا وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ اور احسانات جو آگے آتے ہیں ان سب کو یاد کرو اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی بندگی کر کے شکر بجالاؤ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا اس احسان کو بھلانا ہے آگے فرمایا۔

اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ۔ اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا یعنی تم ایمان واطاعت بجالا کر میرا عہد پورا کرو میں جزا دے کر تمہارا عہد پورا کروں گا اس عہد کا مفصل بیان آیت کریمہ وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا میں ہے اس آیت کریمہ میں شکر نعمت اور وفاء عہد کے وجوب کا بیان ہے اور یہ بھی مومن کو چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ یعنی مجھ سے ہی ڈرو۔

نِعْمَتِیَ۔ میرے احسان۔ مراد اللہ تعالیٰ عزوجل کی وہ نعمتیں اور احسانات ہیں جو اس نے یہودیوں پر کئے۔ مثلاً غلامی سے نجات دی ان کے دشمن فرعون کو غرق کیا بحیرہ قلزم میں راستہ بنایا اور جنگل بیابان میں من وسلویٰ جیسی خوراک عطا کی۔

عَهْدِیْ۔ مراد اقرار۔ عہد دو فریقوں کے آپس کے قول قرار کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ اقرار مراد ہے جو عالم ارواح میں کیا تھا۔

www.waseemziyai.com

فَارْهَبُوْنِ۔ تم ڈرتے رہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی اور کا ڈر اور دل میں خوف نہ رکھو۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ ہو۔

مَآ اَنْزَلْتُ۔ جو میں نے نازل کیا اس سے قرآن حکیم مراد ہے جو کہ آخر الزمان امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

لِّمَا مَعَكُمْ۔ وہ جو تمہارے پاس ہے اس سے توریت مراد ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ جس کی تصدیق قرآن کریم نے کی۔

بنی اسرائیل کو قرآن پاک پر ایمان لانے کی دعوت سب سے پہلے دی گئی۔ اہل کتاب میں وہی سب سے زیادہ مشہور تھے۔ مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس بستے تھے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو اپنے انعام و احسانات یاد دلائے۔ پھر عہد کے ایفاء کا حکم دیا۔

ان آیات سے توریت و انجیل پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا اور اس میں توریت انجیل کی وہ آیات مراد ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ حضور کی نعت دولت دنیا کے لئے مت چھپاؤ کہ متاع دنیا ثمن قلیل اور نعمت آخرت کے مقابل بے حقیقت ہے جو حیات اخروی میں ایمان والوں کو ملے گی۔

شان نزول

یہ آیت کعب بن اشرف اور دوسرے رؤسا و علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی۔ جو اپنی قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے نکے وصول کرتے بلکہ ان سے سالانہ وظیفہ مقرر کر کے حاصل کرتے۔ ان جاہلوں نے اپنے باغات کے پھلوں اور نقد مالوں میں اپنے حق معین کر رکھے تھے۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ توریت میں جو حضور ﷺ کی نعت ہے اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو قوم حضور ﷺ پر ایمان لائے گی اور اس کے بعد ہمارا حال کمپرسی میں ہوگا۔ یہ تمام سالانہ وظیفے اور مالی منافع ختم ہو جائیں گے۔ محض اس غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر و تبدل کر دیا۔ ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں حضور ﷺ کے کیا اوصاف ہیں تو وہ چھپا لیتے اور ان جاہلوں کو نہ بتاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن)

چنانچہ ارشاد ہوا وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۠ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ یعنی میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھ ہی سے ڈرو اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

نماز اور زکوٰۃ دونوں ہر مذہب میں لازمی حصہ رہے ہیں صرف مسائل میں جزوی اختلاف رہا ہے۔

ارْكَعُوْا۔ جھکو یہ لفظ رکوع سے بنا جس کے معنی ہیں جھکنا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ اعتقاد، ایمان اور عمل کی تعلیم دی۔ سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے جو اللہ عزوجل کو پہچاننے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے بعد زکوٰۃ کا حکم دیا تاکہ غریبوں اور

www.waseemziyai.com

مسکینوں، محتاجوں کی حاجت پوری ہو سکے۔

اس آیت میں نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ میں جماعت کی ترغیب بھی ہے۔ چنانچہ حدیث میں بھی وارد ہوا صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَرْدِ سَبْعَةً وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔ جماعت سے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ آگے فرمایا۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اَلْبِرِّ۔ بر کے معنی نیکی اور احسان کے ہیں۔ اس میں خوش خلقی۔ ہر عبادت میں خلوص اور اچھے معاملات سب شامل ہیں۔

الْكِتٰبَ۔ یہاں کتاب سے مراد توریت ہے جس میں یہود کے لئے سب احکام موجود ہیں۔

بنی اسرائیل کے علماء دنیاوی مال و شہرت کے طالب تھے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہتے تھے اس آیت میں ان علماء کو غیرت دلائی گئی کہ تم یہ کیا کرتے ہو کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت اور خود اس کے برعکس۔ علماء کا عیش پرست ریاکار ہو جانا قوم کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

شان نزول

علماء یہود سے ان کے رشتہ دار مسلمان اسلام کے متعلق دریافت کرتے تو وہ کہتے تم اس دین پر قائم رہو۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق ہے۔ ان کا کلام سچا ہے۔ اور خود بدستور یہودی ہی تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکین عرب کو حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی اور حضور ﷺ کے اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی پھر جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے آتش پرست بن کر حسد میں جل کر کافر ہو گئے اس پر انہیں توبیخاً فرمایا گیا۔ (خازن و مدارک)

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو میری طرف جھکتے ہیں جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اِسْتَعِيْنُوْا۔ مدد حاصل کرو۔ یہ لفظ عون سے بنا جس کے معنی مدد کے ہیں۔ اس کا مصدر استعانت ہے۔ یعنی مدد چاہنا۔

اَلصَّبْرِ۔ برداشت کی قوت۔ صبر ہر حالت میں درکار ہوتا ہے۔

اَلْخٰشِعِيْنَ۔ یہ لفظ خشوع سے بنا اس کے معنی عاجزی ظاہر کرنا ہے۔

سبحان اللہ! کس شان سے صبر و صلوٰۃ سے مدد طلب کرنے کی تعلیم دی ہے۔ انسان کے حوائج میں صبر اور نماز سے مدد چاہنا ہی انسان کی کامیابی کا ذریعہ ہے جو مصائب و آلام میں اخلاقی حیثیت سے مقابلہ کرنے کے لئے انسان کو تیار کر دیتی ہے۔ انسان عدل و عزم، حق پرستی پر بغیر صبر کے قائم نہیں رہ سکتا۔

www.waseemziyai.com

صبر کی تین قسم ہیں:

اول شدت ومصیبت پر نفس کو روکنا۔ دوسرے طاعت وعبادت کی مشقتوں میں مستقل رہنا۔ تیسرے معصیت کی طرف مائل ہونے سے طبیعت کو باز رکھنا۔

بعض مفسرین نے یہاں صبر سے روزہ مراد لیا ہے۔ اور وہ بھی صبر کا ایک جزو ہے۔ اس آیت میں مصیبت کے وقت نماز سے مدد چاہنا جو بتایا ہے وہ اس لئے کہ نماز عبادت بدنیہ ونفسانیہ کی جامع ہے اور اس میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہم امور کے پیش آنے کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشغول نماز ہو جاتے تھے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

آگے اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا فرما کر بشارت دی گئی کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الٰہی کی نعمت ملے گی۔ قرآن کریم میں یظنون گمان کے معنی نہیں دیتا بلکہ یقین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں ہر وقت رہتا تھا۔ ایک رات تہجد کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں وضو کا پانی لایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ جنت میں حضور کے ساتھ رہنا مانگتا ہوں یعنی حضور کی معیت۔ فرمایا اس کے سوا اور کچھ میں نے عرض کی یارسول اللہ بس میری یہی خواہش ہے۔ فرمایا کثرت سے سجدے کیا کر یعنی نوافل کثرت سے پڑھا کر۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سجدہ کی حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ عزوجل سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (مسلم)

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝	اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانے پر تمہیں بڑائی دی۔
وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝	اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ کافر کیلئے کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ اس کی مدد ہو۔
وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝	اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی۔
وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝	اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا اور فرعون والوں کو تمہارے دیکھتے ہوئے ڈبو دیا۔

www.waseemziyai.com

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾

پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی کہ کہیں تم احسان مانو۔

وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کرنا کہ کہیں تم راہ پاؤ۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰی بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۴﴾

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تم پر یقین نہ کریں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آ لیا اور تم دیکھ رہے تھے

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

پھر مرنے کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من و سلویٰ کو اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی چیزیں اور انہوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے۔

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰیٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۸﴾

اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ۔ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔ ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ

تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا۔

www.waseemziyai.com

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے بے حکمی کا۔

لفظی ترجمہ چھٹا رکوع ۔ سورۃ بقرہ ۔ پ ۱

يٰۤاَ ۔ اے	بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۔ اولاد یعقوب	اذْكُرُوْا ۔ یاد کرو	نِعْمَتِيَ ۔ میرا احسان
الَّتِيْ ۔ وہ جو	اَنْعَمْتُ ۔ میں نے کیا	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	وَ ۔ اور
اَنِّيْ ۔ یہ کہ	فَضَّلْتُكُمْ ۔ بڑائی دی تمہیں	عَلَى ۔ اوپر	الْعٰلَمِيْنَ ۔ عالموں کے
وَ ۔ اور	اتَّقُوْا ۔ ڈرو	يَوْمًا ۔ اس دن سے جس دن	لَّا ۔ نہ
تَجْزِيْ ۔ بدلہ ہوگی	نَفْسٌ ۔ جان	عَنْ ۔ کسی	نَّفْسٍ ۔ جان کا
شَيْـًٔا ۔ کچھ	وَّ ۔ اور	لَّا ۔ نہ	يُقْبَلُ مِنْهَا ۔ قبول ہوگی اس سے
شَفَاعَةٌ ۔ کوئی سفارش	وَّ ۔ اور	لَّا ۔ نہ	يُؤْخَذُ ۔ لیا جائے گا
مِنْهَا ۔ اس سے کچھ	عَدْلٌ ۔ بدلہ	وَّ ۔ اور	لَا ۔ نہ
هُمْ ۔ وہ	يُنْصَرُوْنَ ۔ مدد کیے جائیں	وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب
نَجَّيْنٰكُمْ ۔ ہم نے نجات دی تم کو	مِّنْ ۔ سے	اٰلِ ۔ اولاد یا جماعت	فِرْعَوْنَ ۔ فرعون سے
يَسُوْمُوْنَكُمْ ۔ کہ تمہیں سخت	سُوْٓءَ ۔ برا	الْعَذَابِ ۔ عذاب دے رہے تھے	يُذَبِّحُوْنَ ۔ ذبح کرتے تھے
اَبْنَآءَكُمْ ۔ تمہارے بیٹوں کو	وَ ۔ اور	يَسْتَحْيُوْنَ ۔ زندہ رکھتے	نِسَآءَكُمْ ۔ تمہاری بیٹیوں کو
وَ ۔ اور	فِيْ ۔ میں	ذٰلِكُمْ ۔ اس کے تمہارے لئے	بَلَآءٌ ۔ امتحان یا انعام تھا
مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ تمہارے رب کی طرف سے		عَظِيْمٌ ۔ بہت بڑا	وَ ۔ اور
اِذْ ۔ یاد کرو جب	فَرَقْنَا ۔ ہم نے پھاڑا	بِكُمُ ۔ تمہارے لئے	الْبَحْرَ ۔ دریا
فَاَنْجَيْنٰكُمْ ۔ تو تمہیں بچالیا	وَ ۔ اور	اَغْرَقْنَآ ۔ ڈبو دیا	اٰلَ ۔ اولاد یا جماعت
فِرْعَوْنَ ۔ فرعون کو	وَ ۔ اور	اَنْتُمْ ۔ تم	تَنْظُرُوْنَ ۔ دیکھ رہے تھے
وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب	وٰعَدْنَا ۔ ہم نے وعدہ کیا	مُوْسٰى ۔ موسیٰ سے
اَرْبَعِيْنَ ۔ چالیس	لَيْلَةً ۔ رات کا	ثُمَّ ۔ پھر	اتَّخَذْتُمُ ۔ تم نے پکڑ لیا
الْعِجْلَ ۔ بچھڑا	مِنْ ۔ ان کے	بَعْدِهٖ ۔ بعد	وَ ۔ اور
اَنْتُمْ ۔ تم	ظٰلِمُوْنَ ۔ ظالم تھے	ثُمَّ ۔ پھر	عَفَوْنَا ۔ معافی دی ہم نے
عَنْكُمْ ۔ اس سے	مِّنْ بَعْدِ ۔ بعد میں	ذٰلِكَ ۔ اس کے	لَعَلَّكُمْ ۔ تا کہ تم
تَشْكُرُوْنَ ۔ شکر گزار رہو	وَ ۔ اور	اِذْ ۔ یاد کرو جب	اٰتَيْنَا ۔ دی ہم نے
مُوْسَى ۔ موسیٰ کو	الْكِتٰبَ ۔ کتاب	وَ ۔ اور	الْفُرْقَانَ ۔ فرق کرنے والی

www.waseemziyai.com

لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تَهْتَدُوْنَ۔ ہدایت پر آؤ
وَ۔ اور
اِذْ۔ یاد کرو جب
قَالَ۔ کہا
مُوْسٰى۔ موسیٰ نے
لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم سے
يٰقَوْمِ۔ اے قوم
اِنَّكُمْ۔ تم نے
ظَلَمْتُمْ۔ ظلم کیا
اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں پر
بِاتِّخَاذِكُمُ۔ پکڑ کر
الْعِجْلَ۔ بچھڑا
فَتُوْبُوْٓا۔ تو رجوع لاؤ
اِلٰى۔ طرف
بَارِئِكُمْ۔ اپنے پیدا کرنے والے کے
فَاقْتُلُوْٓا۔ تو قتل کرو
اَنْفُسَكُمْ۔ آپس میں اپنی جانوں کو
ذٰلِكُمْ۔ یہ
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
عِنْدَ۔ نزدیک
بَارِئِكُمْ۔ تمہارے پیدا کرنے والے کے
فَتَابَ۔ تو قبول کی
عَلَيْكُمْ۔ تم سے توبہ
اِنَّهٗ۔ بے شک
هُوَ۔ وہ
التَّوَّابُ۔ توبہ قبول کرنے والا
الرَّحِيْمُ۔ مہربان ہے
وَ۔ اور
اِذْ۔ یاد کرو جب
قُلْتُمْ۔ تم نے کہا
يٰمُوْسٰى۔ اے موسیٰ
لَنْ۔ ہرگز نہیں کہ
نُّؤْمِنَ۔ ایمان لائیں
لَكَ۔ تم پر
حَتّٰى۔ جب تک
نَرَى۔ دیکھ نہ لیں
اللّٰهَ۔ اللہ کو
جَهْرَةً۔ علانیہ
فَاَخَذَتْكُمُ۔ تو پکڑ لیا تم کو
الصّٰعِقَةُ۔ کڑک نے
وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم
تَنْظُرُوْنَ۔ دیکھ رہے تھے
ثُمَّ۔ پھر
بَعَثْنٰكُمْ۔ زندہ کیا تم کو
مِّنْۢ بَعْدِ۔ بعد
مَوْتِكُمْ۔ مرنے تمہارے کے
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تَشْكُرُوْنَ۔ احسان مانو
وَ۔ اور
ظَلَّلْنَا۔ ہم نے سایہ کیا
عَلَيْكُمُ۔ اوپر تمہارے
الْغَمَامَ۔ ابر کو
وَ۔ اور
اَنْزَلْنَا۔ نازل کیا ہم نے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
الْمَنَّ۔ من
وَ۔ اور
السَّلْوٰى۔ سلوا
كُلُوْا۔ کھاؤ
مِنْ۔ اس سے
طَيِّبٰتِ۔ پاک ستھری
مَا۔ جو
رَزَقْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو دی
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
ظَلَمُوْنَا۔ ظلم کیا انہوں نے ہم پر
وَ۔ اور
لٰكِنْ۔ لیکن
كَانُوْٓا۔ تھے وہ
اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں پر
يَظْلِمُوْنَ۔ ظلم کرنے والے
وَ۔ اور
اِذْ۔ یاد کرو جب
قُلْنَا۔ ہم نے کہا
ادْخُلُوْا۔ داخل ہو
هٰذِهِ۔ اس
الْقَرْيَةَ۔ بستی میں
فَكُلُوْا۔ تو کھاؤ
مِنْهَا۔ اس سے
حَيْثُ۔ جہاں
شِئْتُمْ۔ چاہو تم
رَغَدًا۔ بے روک ٹوک
وَ۔ اور
ادْخُلُوا۔ داخل ہو تم
الْبَابَ۔ دروازوں میں
سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے ہوئے
وَ۔ اور
قُوْلُوْا۔ کہو
حِطَّةٌ۔ معاف ہوں ہماری خطائیں
نَّغْفِرْ۔ ہم بخش دیں گے
لَكُمْ۔ تمہاری
خَطٰيٰكُمْ۔ خطائیں
سَنَزِيْدُ۔ قریب ہے کہ زیادہ کریں ہم
وَ۔ اور
الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکی کرنے والوں کو
فَبَدَّلَ۔ تو بات بدل دی
الَّذِيْنَ۔ ان
ظَلَمُوْا۔ ظالموں نے
غَيْرَ۔ سوا
الَّذِيْ۔ اس کے
قِيْلَ۔ جو کہی گئی تھی
لَهُمْ۔ ان کے لئے
فَاَنْزَلْنَا۔ تو اتارا ہم نے
عَلٰى۔ اوپر

www.waseemziyai.com

لَّذِيْنَ۔ان کے ظَلَمُوْا۔جنہوں نے ظلم کیا تھا رِجْزًا۔عذاب
مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے بِمَا۔بدلہ اس کا كَانُوْا۔کرتے تھے يَفْسُقُوْنَ۔وہ بے حکمی کرتے

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔سورۂ بقرہ۔پ ۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔اے اولاد یعقوب۔اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے اور بنی اسرائیل کے معنی اور وجہ تسمیہ بھی بیان ہو چکی۔

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ۔یاد کرو وہ احسان جو میں نے تم پر کیا۔ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور یہ کہ اس سارے زمانے پر تمہیں بڑائی دی۔اس میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ العالمین پر آل جو لایا گیا۔یہ استغراقی ہے یا فضیلت جزوی کے لئے ہے اور پھر یہ استغراقی ہے تو استغراق حقیقی ہے یا استغراق جزوی ہے تو اب اس کے معنی یہ ہوں گے وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ۔میں نے تمہارے آباء کو ان کے زمانہ والوں پر فضیلت دی۔یعنی یہ استغراق جزوی ہے صاحب تفسیر روح البیان اور جمل وغیرہ کا یہی خیال ہے۔

اسی لئے مفسرین نے اَیْ عَالَمَ زَمَانِهَا کہا۔یا پھر فضل جزئی مراد ہو جس کے مان لینے سے کسی دوسری امت کی فضیلت کے منافی نہیں۔اسی لئے امت محمد یہ ﷺ کے حق میں ارشاد ہوا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اے امت محمد یہ ﷺ تم سب امتوں سے بہترین امت ہو۔اس سے ثابت ہوا کہ دوسری امت کا امت محمد یہ سے بہتر ہونا منافی فضیلت امت محمد یہ ہے۔

بنی اسرائیل کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی گئی لیکن یہ لوگ راہ راست سے بھٹک گئے تو اس مقام سے گر کر غضب الٰہی کے گڑھے میں گر گئے۔اللہ تعالیٰ عزوجل اس آیت میں ان احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے اور ان انعامات کو یاد دلاتا ہے۔آگے ارشاد ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی۔اس دن سے مراد روز قیامت ہے۔آیت کریمہ میں نفس دو مرتبہ آیا ہے اس میں پہلی جان سے مراد مومن کی جان ہے اور دوسرے سے مراد کافر کی جان ہے۔(مدارک)

اور نہ قبول کی جائے گی کسی کافر کے لئے کوئی سفارش اور کچھ لے کر اس (کافر) کی جان چھوڑ دی جاوے اور نہ ان کی مدد ہو۔

یوم سے دن مراد ہے یعنی قیامت کا دن۔دین میں جزا سزا آخرت کا عقیدہ ضروری ہے۔یہودیوں کے دلوں سے قیامت کا یقین اٹھ چکا تھا۔اس لئے انہیں یوم آخرت کی تنبیہ کی جاتی ہے۔

یہاں سے رکوع ختم ہونے تک دس نعمتیں بیان کی ہیں جو بنی اسرائیل کے آباء کو دی گئیں۔پہلی نعمت وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ۔اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات دلائی۔یہ قوم قبط وعمالقہ مصر سے تھی۔اس زمانہ کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا۔

اور فرعون تو ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو مصر کا بادشاہ ہو۔جیسے زار روس کا بادشاہ۔برطانیہ انگریز حکومت کا نام ہے۔قیصر

www.waseemziyai.com

جرمن کے بادشاہ کو کہتے ہیں۔ روم کے بادشاہ کو سلطان، کابل کے بادشاہ کو میر، اسی طرح مصر کا بادشاہ فرعون کہلاتا تھا۔

قرآن کریم میں جب فرعون کا ذکر ہے وہ فراعنہ مصر سے یہی فرعون مراد ہے یہ عہد موسیٰ علیہ السلام میں حکمران تھا۔ اس کی عمر چار سو برس سے زائد ہوئی اس کی اولاد کوئی نہیں تھی اسی وجہ سے اس نے اور اس کی بیوی حضرت آسیہ نے باہمی مشورے کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو متبنیٰ بنانا چاہا اور اپنے گھر میں آپ کی پرورش شروع کی جس کا مفصل واقعہ پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ میں ہے۔ جو اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ۝ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ سے شروع ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے گھر پرورش پا کر اس کی خدائی کے رد میں اس کے مقابل کھڑے ہوئے یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ میں آل سے مراد کیا ہے۔ مفسرین نے آل سے مراد متبعین لی ہے (جمل) اس کی مزید تحقیق یہ بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ تبع کا ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے حَيْثُ قَالَ مَنْ سَلَكَ عَلٰى طَرِيْقِىْ فَهُوَ الِىَّ۔ جو میرے طریقہ سے منسلک ہو وہی میری آل ہے اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ فرعون نامراد لاولد تھا اور اسی وجہ سے حضرت آسیہ نے فرعون کو آ کر مشورہ دیا تھا لَا تَقْتُلُوْهُ ۚ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا۔ فرعون اسے قتل نہ کر کہ شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے متبنیٰ بنالیں۔ سورۂ قصص کا پہلا رکوع۔

آخر حضرت آسیہ کا مشورہ ولید بن مصعب نے مان لیا اور آپ کی پرورش آپ کی والدہ کے دودھ سے ہی ہوئی جن کا نام یوبانز ہے۔ تو یہاں فرعون کی آل سے مراد قطعاً متبعین فرعون ہیں نہ کہ اس کی اولاد اور یہی وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ سے واضح ہوتا ہے اس لئے کہ دریائے نیل میں جو غرق کئے گئے وہ فرعون اور اس کے لشکری تھے نہ کہ فرعون اور اس کی اولاد۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت میں قاعدہ آخر کا درود ہے۔ اس میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ہی پر اکتفا کیا گیا۔ اس لئے کہ آل میں اہل بیت اطہار نبوت اور متبعین دربار نبوی سب شامل ہیں تو درود میں جامع لفظ آل لے لیا۔ جو بعض درود ایسے ہیں جن میں تفصیل کے ساتھ (علی محمد وعلی آل محمد واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم) بھی بالتفصیل آیا ہے۔ آگے ہے۔

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ۔ تم پر برا عذاب کرتے تھے۔ یہ تو حقیقت ہے کہ عذاب برا ہی عذاب ہے۔ اور کوئی عذاب اچھا نہیں ہوتا برا ہی ہوتا ہے۔ تو سوء العذاب جو اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا وہ اس اعتبار سے کہ عذابوں میں سخت ترین عذاب سمجھ لیا جائے۔ یہی توجیہ صاحب جلالین نے کی اور وہ عذاب شدید ترین یہ تھا کہ فرعون نے بنی اسرائیل پر محنت ومشقت کے دشوار کام لازم کر دیئے۔ پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر انہیں ڈھونا۔ اس کی وجہ سے ان کی کمر اور گردن زخمی ہو جاتیں۔

غربا بنی اسرائیل پر اتنے ٹیکس مقرر کر دیئے تھے کہ ان کی برداشت وہ نہ کر سکتے تھے اس پر ایک جبر اور تھا کہ غروب آفتاب سے قبل وہ ٹیکس روزانہ وصول کیا جاتا تھا جو غریب بوجہ ناداری کسی دن ٹیکس ادا نہ کر سکتا تھا اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جاتے تھے اور مہینہ بھر تک اسے اسی عذاب میں رکھا جاتا علاوہ ازیں بہت سی سختیاں ہوتی تھیں (خازن) جن کی تفصیل آگے ہے۔

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اس کا واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آئی اور اس نے تمام مصر کو گھیر لیا اس سے تمام

www.waseemziyai.com

قبطی جل گئے اور بنی اسرائیل کا کوئی آدمی اس کی لپیٹ میں نہ آیا وہ تمام بچ گئے اس خواب سے اسے وحشت ہوئی تعبیر کے لئے معبروں کو جمع کر کے اس نے پوچھا۔ انہوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا اس سال میں پیدا ہوگا اور وہ تیری سلطنت وحکومت کے زوال کا باعث بنے گا۔

تعبیر سن کر فرعون نے حکم عام دے دیا کہ بنی اسرائیل میں آج سے جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے۔ دائیاں بلائی گئیں اور سب کو ہدایت کر دی گئی۔ آخر شہر کی دائیوں کے ہاتھ سے نوے ہزار حمل گرا دیئے گئے اور بروایت دیگر ستر ہزار لڑکے قتل کر دیئے گئے۔ اور مشیت الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے۔ قوم قبط کے رؤسا نے گھبرا کر فرعون سے شکوہ کیا کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کئے جاتے ہیں تو ہمیں خدمت گار کہاں سے میسر آئیں گے؟

فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال چھوڑ دیئے جائیں اور ایک سال قتل کئے جائیں۔ خدا کی شان جس سال بچوں کا قتل نہ کرنا تھا اس سال حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جس سال قتل کا حکم تھا اس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا تھی۔ بلا عربی میں امتحان اور آزمائش کو کہتے ہیں اور چونکہ آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور زحمت ومصیبت اور شدت ومحنت سے بھی۔

نعمت دے کر یہ امتحان ہو جاتا ہے کہ عطاء نعمت کے بعد شکر گزار عبد شکور بنا یا اعراض کر کے وَنَا بِجَانِبِہٖ کا مظہر ہو کر کفران نعمت کی طرف جا کر معطی حقیقی کو بھول گیا۔ یہ امتحان بھی بلاء عظیم ہے اور محنت وشدت میں صبر پر قائم رہنا اور زبان شکوہ بند رکھنا اور مجیب ''الدعوات'' کی اجابت دعوت کا انکار کرنا یہ بھی بلا وامتحان عظیم ہے۔ بایں اعتبار اگر فی ذالکم کا اشارہ مظالم فرعون کی طرف ہو تو بلا سے شدت ومحنت اور زحمت ومصیبت مراد ہے اور اگر ذالکم کا اشارہ نجات دینے کی طرف ہو تو مصیبت سے نجات دینے کی طرف ہونے کی بناء پر بڑا انعام ہوگا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا اور فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے ہوئے ڈبو دیا۔

یہ دوسری نعمت کا اظہار ہے جو بنی اسرائیل کو عطا ہوئی اور وہ یہ کہ بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے ظلم وستم سے نجات دی اور فرعون کو مع اس کی قوم کے ان کی آنکھوں دیکھتے غرق کر دیا۔ یہاں آل فرعون سے مراد فرعون مع اپنی قوم کے مراد ہے جیسے کہ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ میں حضرت آدم اور اولاد آدم دونوں مراد ہیں (جمل) اس کا مختصر واقعہ یوں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی شب شب بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے روانہ ہو گئے، صبح جب فرعون کو معلوم ہوا تو وہ ان کی جستجو میں لشکر لے کر چلا اور دریائے نیل کے کنارے بنی اسرائیل کو جا لیا۔ یہ واقعہ سورۂ شعراء میں تیسرے رکوع سے شروع ہوتا ہے۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ تو بنی اسرائیل نے جب لشکر جرار فرعون کو دیکھا تو انہوں نے آپ سے فریاد کی آپ نے بحکم الٰہی دریا میں اپنا عصا مارا اور اس کی برکت سے اس دریا میں بارہ خشک راستے پیدا ہو گئے۔ پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا اور ان آبی دیواروں میں مثل جالی کے روشندان بن گئے۔ بنی اسرائیل کے ہر قبیلے والے ان راستوں میں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے باہم باتیں کرتے گزر گئے۔

www.waseemziyai.com

فرعون نے بھی ہمت کی اور انہیں راستوں سے بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل پڑا حتیٰ کہ وسط دریا میں جس وقت پہنچا تو دونوں طرف سے دریا مل گیا۔ یہ دریا چار فرسخ چوڑا تھا اس دریا کو بحر قلزم کہتے ہیں جو بحر فارس کے کنارے پر ہے یا وہ دریا ہے جو ماورائے مصر ہے جس کا نام اساف ہے۔ بنی اسرائیل دریا پار سے فرعون اور فرعونیوں کے غرق ہونے کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ یہ غرق محرم الحرام کی دس تاریخ کو ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن صوم شکر رکھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ با کرامت تک یہودی اس دن روزہ رکھا کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کی خوشی منانے اور ان کی شکر گزاری کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔

اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ صوم عاشورہ سنت فعلی ہے۔ دوسرے یہ بھی واضح ہوا کہ انبیاء کرام پر جو انعام الٰہی ہوئے اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجالانا مسنون ہے۔ تیسرے یہ بھی منکشف ہوا کہ ایسے امور کے لئے تعین یوم و تاریخ سنت انبیاء ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یادگار انبیاء علیہم السلام اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں تو اسے نہ چھوڑا جائے۔

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا۔ پھر ان کے پیچھے تم نے بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور تم ظالم تھے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ فرعون اور اس کے لشکری جب غرق دریا ہو کر ہلاک ہو گئے تو اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر کی طرف واپس لوٹے تو بنی اسرائیل نے خواہش کی کہ ہمارے لئے کوئی خدائی قانون ہونا چاہئے تاکہ ہم اس کے مطابق و موافق عمل درآمد کریں تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی درخواست پر عطائے توریت کا وعدہ فرمایا اور اس کے لئے میقات مقرر کیا جس کی مدت مع اضافہ ایک ماہ دس یوم تھی یہ مدت ذیقعدہ اور دس دن ذوالحج کے تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب چالیس دن پورے کرنے تشریف لے گئے تو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر قوم میں چھوڑ گئے اور آپ کوہ طور پر تشریف لے جا کر چالیس شب وہاں ٹھہرے اس چلہ میں آپ نے کسی سے بات نہ کی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے زبرجدی الواح میں توریت آپ پر نازل فرمائی۔ آپ کے پس غیبت میں یہاں بنی اسرائیل میں سامری نے ایک سونے کا بچھڑا جواہرات سے مرصع بنا کر قوم سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے۔

سامری ایک سنار یا جولی کا رہنے والا تھا بعض نے کہا کرمان کا رہنے والا تھا لیکن منافق تھا اس نے جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی ایک مٹھی خاک اٹھا کر رکھ لی اور بنی اسرائیل کا زیور بھی اسی کے پاس تھا۔ اس کا بچھڑا بنا کر حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی خاک اس میں ڈال دی اس سے وہ بولنے لگا اور ادھر ادھر دوڑنے لگا سامری نے بنی اسرائیل سے کہا۔ هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِیَ۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے تو یہ ہے وہ بھول گئے اور کوہ طور پر چلے گئے۔ بنی اسرائیل نے رات دن ملا کر ان کی گنتی کی اور ایک ماہ انتظار کر کے سامری کے بہکانے پر بچھڑا پوجنے لگے۔

صرف حضرت ہارون اور آپ کے ہمراہی بارہ ہزار بنی اسرائیل ایسے تھے جو اس شرک کے مرتکب نہ ہوئے باقی تمام بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کی پوجا کی (خازن) اور خدا کے سوا غیر کی پوجا کرنے والا مشرک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ سب ظالم ہو گئے۔ قرآن کریم میں ظالم اور ظلم شرک اور شرک کے معنی میں اکثر جگہ آیا ہے۔ چنانچہ وانتم ظالمون کے یہاں معنی مشرکون ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام جلیل القدر نبی تھے۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ عبرانی لفظ ہے بعض نے مصری لفظ بیان کیا جس کا

www.waseemziyai.com

معنی بچہ یا بیٹا ہے۔ آپ کے والد کا نام عمران تھا۔ بہن کا مریم بھائی کا نام ہارون آپ کا زمانہ پندرہ سو یا تیرہ سو سال قبل مسیح بیان کیا جاتا ہے۔ آپ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی۔ آگے ارشاد ہے۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی کہ کہیں تم احسان مانو۔ ان کے شرک کی سزا پر جو معافی دی گئی اس کے عفو کی کیفیت یہ ہے (عفو گناہ محو کرنے کو کہتے ہیں) کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ان کے شرک پر ملامت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ ہماری توبہ قبول کرا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ جنہوں نے بچھڑا نہیں پوجا وہ پوجنے والوں کو قتل کریں اور مجرم برضا و رغبت اس حکم کو تسلیم کریں اور سکون کے ساتھ قتل ہو جائیں پوجا کرنے والے بنی اسرائیل اس پر رضامند ہو گئے اور قتل و قتال کا بازار صبح سے شام تک گرم رہا۔

حتیٰ کہ جب ستر ہزار بچھڑا پوجنے والے قتل ہو گئے۔ خون کی ندی بہ گئی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہم السلام بحضرع و زاری حق کی طرف ملتجی ہوئے کہ اب ان کی خطا معاف ہو۔ وحی آئی کہ جو قتل ہوئے انہیں ہم شہداء میں داخل کرتے ہیں باقی جو رہ گئے وہ مغفور فرمائے گئے۔ قاتل و مقتول سب جنتی ہیں۔

اس سے یہ مسئلہ بھی حاصل ہوا کہ شرک کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی سزا قتل مرتد ہے۔ اس لئے کہ شرک اللہ تعالیٰ عزوجل سے بغاوت ہے اور ایسی بغاوت کہ جو قتل و خونریزی سے سخت تر جرم ہے۔ اس کی سزا قتل ہے۔ یہاں اس امر کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ گئو سالہ بنا کر پوجنے میں بنی اسرائیل کے ذمہ کتنے جرم عائد ہوئے اول تصویر سازی جو حرام ہے دوسرے اس کی پوجا سے خلیفہ موسیٰ حضرت ہارون علیہ السلام نے انہیں منع فرمایا اور انہوں نے آپ کی ایک نہ سنی اور نافرمانی کی۔ تیسرے بچھڑا پوج کر مشرک ہوئے۔

یہ ظلم آل فرعون کے مظالم سے بھی زیادہ شدید تھا جسے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ فرمایا گیا اور ایمان لانے کے بعد یہ افعال ان سے سرزد ہوئے جو موجب ردت تھے اس لئے اس کی سزا میں وہ مستحق تو اس کے تھے کہ عذاب الٰہی انہیں مہلت نہ دے اور فی الفور ہلاکت سے ان کا کفر پر خاتمہ ہو جائے۔ لیکن حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی بدولت انہیں توبہ کا موقع دیا گیا اور یہ اللہ تعالیٰ عزوجل کا ان پر بڑا فضل ہوا جس کا شکر کرنا ان پر لازمی تھا اسی لئے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

شکر سے مراد اطاعت ہے یعنی انسان اللہ عزوجل کی نعمت کی قدر پہچانے ناقدری نہ کرے۔ شکر قلب، زبان، اعضاء، سب سے ہوتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعمت کا شکر اس کا ذکر کرنا ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس نعمت کو منعم حقیقی کی رضا میں صرف کیا جائے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ - وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی تا کہ کہیں تم راہ پر آؤ اور یاد کرو جب موسیٰ

www.waseemziyai.com

نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اس میں اس امر کا اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل میں استعداد توبہ باقی تھی فرعون اور اس کے لشکریوں کی طرح وہ باطل نہیں ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نسل سے صالحین نبی پیدا ہوئے جو علم الٰہی میں ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے اور ان کو مقتول ہونے کا حکم جو ملا وہ ان کے لئے کفارہ تھا۔

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ ان میں استعداد توبہ تو تھی مگر ان میں سختی بھی بے حد تھی۔ چنانچہ اس سختی کی وجہ سے ان کی توبہ کا کفارہ اتنا سخت تجویز ہوا۔

اَلْفُرْقَانَ۔ جدا کرنے والے احکام۔ یہ لفظ فرق سے نکلا۔ فرقان کے بارہ میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔

۱- وہ معجزات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے۔

۲- وہ غلبہ اور فتح جو فرعونی لشکر کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کو حاصل ہوئی۔

۳- یہودی اس سے وہ مسائل بھی مراد لیتے ہیں جن کی تعلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے علاوہ زبانی بھی حاصل ہوئی۔

۴- الفرقان قرآن پاک کا نام ہے۔ دیگر آسمانی کتابوں کا نام بھی ہے۔

فرقان کے معنی ہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی۔

ہدایت صرف اسی کو مل سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی کتاب پر عمل کرے۔

لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم سے وہ خاص لوگ مراد ہیں جنہوں نے بچھڑے کو معبود سمجھ کر سجدہ کیا۔

ظَلَمْتُمْ۔ تم نے نقصان کیا یعنی حق چھوڑ کر باطل کو قبول کیا۔

خَيْرٌ لَّكُمْ۔ تمہارے لئے بہتر ہے یعنی جب تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے تو گناہ کی گندگی سے پاک ہو جاؤ گے اور نجات پاؤ گے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔

اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تم پر یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارۂ گناہ میں اپنی جانیں دے دیں تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں گائے پوجنے کی عذر خواہی کے لئے تجلیات ربانیہ میں لائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اندر سے ستر آدمی منتخب کئے تاکہ انہیں کوہ طور پر لے جائیں۔ انہوں نے جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی موسیٰ ہم آپ کا یقین یوں ہی نہیں کریں گے جب تک ہم علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ تمہاری آنکھیں اس جلوہ کی متحمل نہ ہوں گی مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے آخر جب یہ کوہ طور پر پہنچے تو آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت

www.waseemziyai.com

سے یہ سب کے سب ستر کے ستر آدمی مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ حق میں تضرع وزاری کر کے عرض کی کہ اب الٰہی میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ کیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک صاعقہ محرقہ ان پر پڑا اور ستر کے ستر کو جلا کر راکھ کر گیا۔ پھر دعائے موسیٰ علیہ السلام سے یکے بعد دیگرے سب زندہ ہوئے اس سے شان انبیاء علیہم السلام ظاہر ہوئی کہ ان کی شان میں گستاخانہ جرأت سے لن نؤمن کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کیے گئے پھر انہیں کی دعا سے زندہ ہوئے۔

دوسرے اس واقعہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد والوں کو عبرت دلائی جا رہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں ترک ادب غضب الٰہی کا موجب ہو جاتا ہے اس سے ڈرتے رہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے مقبولان خاص کی دعا سے سب کچھ کر سکتا ہے حتیٰ کہ مردے زندہ کر دیتا ہے پھر ارشاد ہوتا ہے جس میں تیسرے انعام کا تذکرہ ہے ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پھر ہم نے تمہیں زندہ کر دیا۔ بعث کے معنی لغت میں کسی شے کو اس کی جگہ سے اٹھانے کے ہیں۔ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ تمہارے مرنے کے بعد۔ حق تعالیٰ نے ان کو اس لئے زندہ کر دیا کہ وہ اپنی بقیہ عمریں اور رزق پورا کر لیں۔ تاکہ تم زندہ کر کے اٹھانے کا شکر ادا کرو۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ۔ اور ہم نے تم پر سائبان کیا۔ ابر کا

ابر کو غمام اس لئے کہتے ہیں کہ وہ آفتاب کو چھپا لیتا ہے۔

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى۔ ہم نے اتارا تم پر من وسلوا۔

من سے مراد ترنجبین ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ من گوند کی مثل ایک شے ہے جو درختوں پر گرتی ہے اور اس کا مزہ شہد کی طرح ہوتا ہے۔ من کھاتے کھاتے کافی دن گزر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرائی تو ان پر سلویٰ نازل ہوا۔

سلویٰ۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ ایک پرندہ ہے جو بٹیر کے مشابہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ایک ابر بھیجتا اس میں طلوع آفتاب تک ہر شخص ایک دن رات کی مقدار اپنا رزق لے لیتا تھا۔ جمعہ کے روز دو دن کی مقدار لیتا کیونکہ ہفتہ کو نہیں برستا تھا۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزوں سے

طَيِّبٰتِ۔ حلال لذیذ چیزیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے حکم فرمایا تھا کہ ہر روز جو کھا سکو وہ لو اور ذخیرہ جمع نہ کرو۔ انہوں نے دوسرے دن کا بھی ذخیرہ کرنا شروع کر دیا اور وہ خراب ہو جاتا تھا اس لئے یہ نعمت بند ہو گئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا اور گوشت نہ سڑتا۔ (مسلم) اب مفصل تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من اور سلوا نازل کیا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزوں سے اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے۔

www.waseemziyai.com

اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لشکر بنی اسرائیل میں پہنچے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کا یہ حکم ہے کہ ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا مدفن ہے اور وہیں بیت المقدس ہے اس کو قوم عمالقہ سے آزاد کرانے کے لئے اب جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ۔

یہ حکم بنی اسرائیل پر نہایت شاق گزرا اور تعمیل حکم میں حیلے بہانے کرنے لگے اس لئے کہ مصر چھوڑنا انہیں گوارا نہ تھا۔ آخر جب انہیں بجبر واکراہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے اپنی رکاب سعادت میں لے کر یہاں سے روانہ کیا تو راستے میں انہیں سخت دشواری جو پیش آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کی شکایت کی۔ حتیٰ کہ چلتے چلتے اس صحرائے لق ودق میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ اور غلہ بھی ساتھ نہ رہا۔ یہاں دھوپ کی شدت، گرمی کی مصیبت، بھوک کی سخت شکایت پیدا ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سب نے مل کر عرض کی۔ آپ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی اللہ تعالیٰ عزوجل نے دعا قبول فرمائی اور بنی اسرائیل کے لئے ایک سپید ابر ان پر ظاہر فرمایا۔ جو شب و روز ان کے ساتھ چلتا یہ ان پر چوتھا احسان تھا۔

پھر اندھیری راتوں میں قطع مراحل کرنے کے وقت ان کے لئے ایک نوری ستون اترا۔ جس کی روشنی میں چلتے اور کام کرتے یہ پانچواں احسان تھا۔ پھر ان کے کپڑے میلے نہ ہوتے یہ چھٹا احسان تھا۔ ناخن اور بال نہ بڑھتے یہ ساتواں احسان تھا۔ سفر میں جو بچہ پیدا ہوتا اس کے ساتھ اس کا لباس بھی آتا اور اس لباس میں یہ خوبی تھی کہ بچہ جتنا بڑھتا اتنا لباس بھی بڑھتا۔ یہ آٹھواں احسان تھا۔ پھر اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى کا نواں احسان فرمایا۔

من ترنجبین کی طرح ایک شیریں چیز تھی جو روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لئے ایک صاع فی کس کے حساب سے آسمان سے نازل ہوتی۔ لوگ اسے چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے (صاع آدھ پاؤ کم دو سیر یا تین چھٹانک دو سیر کا وزن ہے) اور سلویٰ ایک چھوٹا پرند ہوتا تھا۔ اس کو ہوا لاتی یہ شکار کر کے کھاتے۔ یہ دونوں چیزیں ہفتہ کے روز تو مطلق نہ آتیں باقی ہر روز نازل ہوتیں اور جمعہ کے روز اور دنوں سے دوچند آتیں اور حکم یہ تھا کہ جمعہ کے روز شنبہ کے لئے بھی حسب ضرورت جمع کر لیں۔ مگر ایک دن کی مقدار سے زیادہ نہ لیں اور اس سے زائد جمع نہ کریں۔

بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی اور وہ اس طرح کہ جمعہ کو اتنا جمع کرنے لگے کہ وہ سڑ جائے۔ آخر اس نعمت سے انہیں محروم کر کے اس بددیانتی کی وجہ سے سزاوار عذاب ہوئے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے جس میں دسویں نعمت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور یاد کرو جب ہم نے فرمایا اسی بستی میں جاؤ اور وہاں بے روک ٹوک جہاں سے چاہو کھاؤ پیو اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔

اَلْقَرْيَةَ۔ شہر۔ مورخین نے کہا ہے کہ یہ بستی فلسطین کا مشہور شہر اریحا تھی اسے اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانہ میں فتح کیا تھا۔

حِطَّةٌ۔ بخش دے۔ یہ ایک جملہ کا اختصار ہے اس کے معنی ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔

www.waseemziyai.com

بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ اس جملہ کو اپنی زبانوں سے ادا کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوں۔

نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ۔ نیکی کرنے والے یہ لفظ احسان سے بنا جس کے معنی حسن وسلوک و نیکی کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو دریائے اردن کے کنارے تک پہنچا کر کنعان کی سرزمین دکھائی اور بشارت دی عنقریب اس شہر اریحا کو فتح کرو گے۔ لہٰذا جب تم اس شہر میں داخل ہو گئے تو اللہ عزوجل کی نعمتیں اور قسم قسم کے میوے تمہیں کھانے کو ملیں گے اس لئے اس کا شکر اس طرح ادا کرنا کہ شہر کے دروازوں سے داخل ہوتے وقت غرور نہ کرنا بلکہ سجدہ کرتے ہوئے نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے داخل ہونا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ نافرمانی شروع کر دی۔

اس بستی سے جس میں جانے کا حکم ہوا وہ بیت المقدس کے قریب ہے جس میں عمالقہ آباد تھے اسے اریحا کہتے تھے۔ بنی اسرائیل کے پہنچنے سے پہلے عمالقہ اس بستی کو خالی کر گئے اور میوہ اور غلے پکے ہوئے تیار تھے انہیں حکم ہوا کہ اس بستی کے دروازے سے جب داخل ہو تو اسے بمنزلہ کعبہ سمجھو اور اس میں داخل ہونا اور سجدہ کرتے جانا کفارۂ ذنوب قرار دیا گیا۔

اس داخلہ میں جو حکم تھا وہ بخاری و مسلم کی حدیث میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے حِطَّةٌ کلمہ توبہ و استغفار کہتے جائیں۔ انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی داخل تو ہوئے مگر سرینوں کے بل گھسٹتے اور بجائے کلمہ توبہ کے تمسخر سے حِنْطَةٌ فِيْ شَعْرَةٍ کہا اس کے معنی ہوتے ہیں بالی میں دانہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ کرنا متمم توبہ ہے۔ دوسرے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ تَوْبَةُ السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ۔ جو کلیہ ہے اس کے اعتبار سے مشہور گناہ کی توبہ علانیہ ہونی چاہئے۔ اور خفیہ گناہ کی توبہ خفیہ مقبول ہے۔ یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الٰہی کے مورد ہوں۔ وہاں توبہ کرنا اور طاعت بجالانا ثمرات نیک اور سرعت قبول کا سبب ہوتا ہے۔ (فتح العزیز) اسی لئے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے موالد و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و طاعات بجالاتے ہیں۔ یہی فائدہ عرس و زیارت میں بھی متصور ہے۔ آگے فرمایا۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔

بَدَّلَ۔ بدل ڈالا۔ یعنی جن الفاظ کو ادا کرنے کی انہیں ہدایت کی تھی۔ ان الفاظ کو بدل کر دوسرے الفاظ اختیار کر لئے جن میں معافی کی جگہ ہنسی تمسخر کے معنی پوشیدہ تھے۔

رِجْزٌ۔ عذاب۔ سرکش اور باغی انسانوں پر اللہ عزوجل کا عذاب مختلف صورتوں میں آتا ہے یہ لفظ بھی ہر قسم کے عذاب کے لئے آتا ہے۔ مفسرین نے کہا کہ جس عذاب کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وہ طاعون کی شکل میں آیا تھا۔

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ چونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ یہ لفظ فسق سے بنا جس کے معنی ہیں حکم نہ ماننا۔ اسی لئے نافرمان کو فاسق کہتے ہیں۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل نے اریحا شہر کو فتح کیا تو ان لوگوں نے شکر یہ ادا کرنے کی بجائے

www.waseemziyai.com

بدکاری اختیار کی اور اللہ تعالیٰ عزوجل کے احکام بدل کر تمسخر انہی مذاق کرنے لگے۔ ارشاد ہوا۔

تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا۔ تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔ یہ عذاب طاعون تھا۔ جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہو گئے۔ صحاح کی حدیث میں ہے کہ طاعون پچھلی امتوں کے عذاب کا بقیہ ہے۔ جب تمہارے شہر میں واقع ہو تو وہاں سے نہ بھاگو اور جس شہر میں ہو وہاں نہ جاؤ۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا۔ تو ہم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے فوراً بارہ چشمے بہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ جان لیا کھاؤ اور پیو خدا کے دیئے ہوئے رزق سے اور فساد اٹھاتے ہوئے زمین پر نہ پھرو۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

اور یاد کرو جب تم نے کہا موسیٰ ہم ہرگز نہ صبر کریں گے ایک کھانے پر تو آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ نکالے ہمارے لئے زمین کی اگائی ہوئی چیزیں کچھ ساگ اور گندم اور مسور اور پیاز فرمایا کیا گھٹیا چیز کو بہتر کے بدلے طلب کرتے ہو (اچھا) مصر کے کسی شہر میں اترو۔ وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا ہے اور ان پر مسلط کر دی گئی ذلت اور ناداری اور پھنس گئے خدا کے غضب میں یہ بدلہ تھا اس ناشکری کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور ناحق شہید کرتے انبیاء کو یہ بدلہ تھا ان کی معصیت شعاری کا اور حد سے بڑھنے کا۔

لفظی ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَ۔ اور	اِذِ۔ یاد کرو جب	اسْتَسْقٰى۔ پانی مانگا	مُوْسٰى۔ موسیٰ نے
لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم کے لئے	فَقُلْنَا۔ تو ہم نے فرمایا	اضْرِبْ۔ مارو	بِّعَصَاكَ۔ اپنا عصا
الْحَجَرَ۔ اس پتھر پر	فَانْفَجَرَتْ۔ تو فوراً بہہ نکلے	مِنْهُ۔ اس سے	اثْنَتَا عَشْرَةَ۔ بارہ
عَيْنًا۔ چشمے	قَدْ۔ تحقیق	عَلِمَ۔ جان لیا	كُلُّ۔ ہر
اُنَاسٍ۔ گروہ نے	مَّشْرَبَهُمْ۔ اپنا گھاٹ	كُلُوْا۔ کھاؤ	وَ۔ اور
اشْرَبُوْا۔ پیو	مِنْ رِّزْقِ۔ رزق	اللّٰهِ۔ اللہ کا	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

لَا۔نہ
مُفْسِدِيْنَ۔فساد اٹھاتے
يَا۔اے
عَلٰى۔اوپر
لَنَا۔ہمارے لئے
تُنْۢبِتُ۔اگائی گئی ہو
وَ۔اور
وَ۔اور
تَسْتَبْدِلُوْنَ۔بدلے میں مانگتے ہو
اَدْنٰى۔کم تر ہے
اِهْبِطُوْا۔اترو
مَّا۔وہ ہے جو
عَلَيْهِمُ۔ان پر
وَ۔اور
ذٰلِكَ۔یہ
بِاٰيٰتِ۔آیات
النَّبِيّٖنَ۔نبیوں کو
بِمَا۔بدلہ تھا
يَعْتَدُوْنَ۔حد سے بڑھنے والے

فِيْ۔میں
اِذْ۔یاد کرو جب
لَنْ۔ہرگز نہیں
وَّاحِدٍ۔ایک کے
رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا۔آپ کا رب نکالے ہمارے لئے
الْاَرْضُ۔زمین سے
مِنْۢ بَقْلِهَا۔از قسم ساگ
فُوْمِهَا۔لہسن یا گندم
بَصَلِهَا۔پیاز
قَالَ۔فرمایا
الَّذِيْ۔وہ
هُوَ۔جو
بِالَّذِيْ۔اس سے
هُوَ۔جو
مِصْرًا۔شہر میں
فَاِنَّ۔تو بے شک
وَ۔اور
الذِّلَّةُ۔ذلت کو
وَ۔اور
بِغَضَبٍ۔غضب میں
كَانُوْا۔وہ
وَ۔اور
لِلّٰهِ۔اللہ کا
بِغَيْرِ۔بغیر
وَ۔اور

الْاَرْضِ۔زمین کے
قُلْتُمْ۔تم نے کہا
تَصْبِرَ۔صبر کریں گے ہم
فَادْعُ۔تو دعا کرو
مِمَّا۔اس سے جو
وَقِثَّآئِهَا۔اور ککڑی
عَدَسِهَا۔مسور
اَ۔کیا
هُوَ۔جو
خَيْرٌ۔بہتر ہے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
ضُرِبَتْ۔مسلط کر دیا
الْمَسْكَنَةُ۔ناداری کو
مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کی طرف سے
يَكْفُرُوْنَ۔انکار کرتے
يَقْتُلُوْنَ۔شہید کرتے
ذٰلِكَ۔یہ
كَانُوْا۔تھے وہ

اردو مختصر تفسیر ساتواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔

بہ مقتضاء اذکر ترجمہ میں لفظ یاد کرو محذوف بڑھایا گیا اور ترجمہ میں اس طرح کہا اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے۔

عصا۔ کے معنی ہیں لاٹھی۔ یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ کے طور پر عطا ہوا تھا اس سے سمندر میں راستے بن گئے۔ پتھر سے چشمے نکلے۔ جادوگروں کے سامنے اژدھا بن گیا اور جادو کے اثرات ہڑپ کر گیا۔

یہ عصا جنتی آس کا تھا ان کے قد کے برابر دس ہاتھ لمبا تھا اس میں دو شاخیں تھیں جو تاریکی میں روشن ہو جاتی تھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے۔

الْحَجَرَ۔ پتھر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر آدمی کے سر کے برابر مربع تھا اس کے چار گوشے

www.waseemziyai.com

تھے ہر چہار سے تین بارہ چشمے نکلے۔

جب راستے میں پانی کی کمی کی وجہ سے پیاس نے پریشان کیا تو سب نے موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تو حکم ہوا کہ موسیٰ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو۔ یہ پتھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بشکل مربع تھا۔ آپ جب پانی کی ضرورت محسوس کرتے اس پر عصا مارتے تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے اور قوم کے بارہ قبیلے اس سے سیراب ہوتے اس موقع پر بھی وہی حکم ہوا کہ اس پتھر پر عصا مار کر چشمے جاری کر دو یہ پتھر چھ لاکھ آدمیوں کو روزانہ سیراب کرتا تھا اور جب آپ دوبارہ عصا مارتے تو پانی کا نکلنا بند ہو جاتا تھا۔ اور یہ موسیٰ علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معجزہ کا ظہور یوں ہوا کہ انگشت ہائے مبارک سے چشمے جاری ہوئے اور جماعت کثیرہ سیراب ہوئی اور یہ بہ نسبت پتھر کے بہت زبردست بات ہے کہ عضو انسانی سے چشمے جاری ہوں۔ (خازن ومدارک)

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔ کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق سے یعنی آسمانی طعام من وسلویٰ کھاؤ اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الٰہی سے بے محنت میسر ہے۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور زمین میں فساد نہ اٹھاتے پھرو۔ یہاں سے بنی اسرائیل کی دون ہمتی اور نافرمانی کے چند واقعات بیان کئے گئے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۭ۔

جب تم نے کہا اے موسیٰ۔ بنی اسرائیل کی یہ اور بھی نہایت بے ادبی تھی کہ ایک پیغمبر اولوالعزم کا نام لے کر پکارا حالانکہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ میں حکم ہے کہ رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا اور کوئی تعظیم کا جملہ استعمال کیا جائے۔ (فتح العزیز)

اس سے یہ امر واضح ہوا کہ جب انبیاء علیہم السلام کا خالی نام لینا بھی بے ادبی ہے تو ان کی شان میں بشر یا انہیں ایلچی کہنا کیونکر گستاخی نہ ہوگا۔ غرضیکہ انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں بے عظمتی کا شائبہ بھی ناجائز ہے۔

لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ ہم ہرگز ایک کھانے پر صبر نہیں کریں گے۔ تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لئے نکالے مِنْۢ بَقْلِهَا اور ککڑی وَفُوْمِهَا اور تھوم (لہسن) لیکن عام مترجمین نے فوم کا ترجمہ گندم کیا۔ بہر حال لہسن ہو یا گندم آگے فرمایا وَعَدَسِهَا اور مسور وَبَصَلِهَا اور پیاز۔

تو فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے کہ بدبختو من وسلویٰ کے بدلے یہ چیزیں طلب کر رہے ہو عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ سے ایک ہی طرح کا کھانا مراد ہے تو جب وہ اپنی ضد پر اڑ رہے۔ اور اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۭ کی پرواہ نہ کی یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ادنیٰ چیز مثل گندم ککڑی مسور پیاز کو من وسلویٰ سے بدل رہے ہو۔ سوچ لو۔ مگر وہ نہ مانے تو آپ نے فرمایا اچھا تمہاری بے عقلی کی سزا اب یہ ہے کہ۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ۔ اتر و مصر میں یا کسی شہر میں وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا ہے۔

www.waseemziyai.com

مِصْرٌ۔ عربی میں شہر کو بھی کہتے ہیں۔ کوئی شہر ہو اور مصر چونکہ ایک خاص شہر کا نام بھی ہے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام تھے یہاں دونوں میں سے کوئی مراد ہو سکتا ہے۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں مصر سے مراد خاص شہر مصر نہیں ہو سکتا کیونکہ مصر کا لفظ غیر منصرف ہے اور اس مصر پر تنوین ہے۔ مصر جیسا کہ مراد لیا گیا وہ غیر منصرف ہی استعمال ہوا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ اور اِهْبِطُوْا مِصْرًا۔ اور جو مصرا سے شہر مصر مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکون اوسط کی وجہ سے لفظ ہند کی طرح اس کو منصرف پڑھنا درست ہے۔ قوانین نحویہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

علاوہ ازیں قرأت حسن وغیرہ میں مصر بلا تنوین بھی پڑھا گیا۔

اور بعض مصاحف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور مصحف ابی رضی اللہ عنہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ بنابریں ترجمہ میں دونوں احتمال ملحوظ رکھ کر شہر یا مصر ہی رکھا گیا۔

ساگ، ککڑی، مسور، گندم، پیاز وغیرہ کا مطالبہ اگرچہ گناہ نہ تھا۔ لیکن من وسلویٰ جیسی نعمت بے محنت کار دار اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف میلان دون ہمتی و پست خیالی تھا اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام جلیل القدر کے بعد بنی اسرائیل کی کم ہمتی اور کم حوصلگی کا بھی پورا ظہور ہوا۔ حتیٰ کہ تسلط جالوت اور حادثہ بخت نصر کے بعد تو وہ بہت ہی ذلیل وخوار ہو گئے۔ چنانچہ آگے آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور ان پر مسلط کر دی گئی ذلت اور ناداری اور پھنس گئے (گھر گئے) اللہ کے غضب میں۔

یہود کی ذلت تو یہ کہ دنیا میں کہیں نام کو ان کی سلطنت نہیں۔ فلسطین میں ان کو آباد کریں گے۔ انگریز نے ہزار پہلو بنائے اور بنا رہا ہے۔ لیکن وہاں بھی امن سے انہیں رہنا میسر نہیں۔ اور ناداری یہ کہ مالدار ہوتے ہوئے بھی حرص کی وجہ سے پریشان ہیں اور غضب الٰہی میں گھرنا یہ کہ انبیاء وصلحاء کی بدولت جو فضیلتیں انہیں ملیں اور جو رستے انہیں حاصل ہوئے ان سے محروم ہو گئے۔ اس غضب کا سبب رد نعمت ہی نہ تھا کہ انہوں نے آسمانی غذاؤں کے بدلے ارضی پیداوار کی خواہش کی یا دوسری طرح اور غلطیاں کیں جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں صادر ہوئیں۔ بلکہ عہد نبوت سے دور ہونے اور زمانہ دراز گزرنے سے ان کی استعداد بھی باطل ہو گئی۔ اور نہایت قبیح افعال اور عظیم جرائم ان سے سرزد ہوئے یہ سب امور ان کی ذلت وخواری کا باعث ہوئے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے۔

جیسا کہ انہوں نے حضرت زکریا و یحییٰ و شعیب علیہم السلام کو شہید کیا اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ یہ خود قاتل ہو کر بھی نہیں بتا سکتے۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ یہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور حد سے بڑھنے کا۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِـُٔوْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں ان میں سے جو بھی ایمان لائے اللہ اور قیامت کے دن پر اور نیک کام کرے ان کے لئے ثواب ہے ان کا ان کے رب کے پاس اور انہیں کچھ اندیشہ نہیں اور نہ انہیں کچھ غم

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اونچا کیا۔ تو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے اور اسے یاد کرو جو اس میں ہے تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔

ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۴﴾

پھر اس کے بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور نقصان میں ہوتے۔

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ ﴿۶۵﴾ۚ

اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن سرکشی کی۔ تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر نقصان میں پڑے ہوئے۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۶۶﴾

تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ عبرت کر دیا آگے اور پیچھے والوں کے لئے اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۶۷﴾

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بنی اسرائیل بولے آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں میں شامل ہو جاؤں۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾

بنی اسرائیل بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں واضح کرے کہ گائے کیسی ہے آپ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اور سر بلکہ دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ﴿۶۹﴾

بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں بتا دے اس کا رنگ کیا ہے آپ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت دمکتی ہوئی دیکھنے والوں کے لئے دیدہ زیب جس سے خوش ہوں۔

www.waseemziyai.com

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۚ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۚ وَ إِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝

بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں بتادے اور صاف بیان کردے کہ وہ گائے کیسی ہے۔ بے شک گایوں میں شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے گا تو ہم راہ پر آ کر راستہ پالیں گے۔

قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۚ قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

فرمایا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوئے اور کھیتی کو پانی دے بے عیب ایسی کہ اس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

لفظی ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

اِنَّ - بے شک	اَلَّذِيْنَ - وہ جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے	وَ - اور
اَلَّذِيْنَ - وہ جو	هَادُوْا - یہودی	وَ - اور	النَّصٰرٰى - نصرانی
وَ - اور	الصّٰبِئُوْنَ - ستارہ پرست	مَنْ - جو بھی	اٰمَنَ - ایمان لائے
بِاللّٰهِ - اللہ پر	وَ - اور	الْيَوْمِ - دن	الْاٰخِرِ - قیامت پر
وَ - اور	عَمِلَ - عمل کرے	صَالِحًا - نیک	فَلَهُمْ - تو ان کے لئے
اَجْرُهُمْ - ثواب ہے ان کا	عِنْدَ - نزدیک	رَبِّهِمْ - ان کے رب کے	وَ - اور
لَا - نہیں ہے	خَوْفٌ - کچھ خوف	عَلَيْهِمْ - ان پر	وَ - اور
لَا - نہیں ہے	هُمْ - انہیں	يَحْزَنُوْنَ - غم	وَ - اور
اِذْ - یاد کرو جب	اَخَذْنَا - ہم نے لیا	مِيْثَاقَكُمْ - تم سے عہد	وَ - اور
رَفَعْنَا - اونچا کیا	فَوْقَكُمُ - تم پر	الطُّوْرَ - طور کو	خُذُوْا - لو
مَآ - جو کچھ	اٰتَيْنٰكُمْ - ہم تم کو دیتے ہیں	بِقُوَّةٍ - زور سے	وَ - اور
اذْكُرُوْا - یاد کرو	مَا - جو	فِيْهِ - اس میں ہے	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تمہیں
تَتَّقُوْنَ - پرہیزگاری ملے	ثُمَّ - پھر	تَوَلَّيْتُمْ - پھر گئے تم	مِّنْ بَعْدِ - بعد
ذٰلِكَ - اس کے	فَلَوْلَا - تو اگر نہ ہوتا	فَضْلُ - فضل	اللّٰهِ - اللہ کا
عَلَيْكُمْ - تم پر	وَ - اور	رَحْمَتُهٗ - اس کی رحمت	لَكُنْتُمْ - تو ہو جاتے تم
مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ - نقصان والے		وَ - اور	لَقَدْ - بے شک
عَلِمْتُمُ - تمہیں معلوم ہے	الَّذِيْنَ - وہ لوگ	اعْتَدَوْا - سرکشی کرنے والے	مِنْكُمْ - تم سے
فِي السَّبْتِ - ہفتہ میں	فَقُلْنَا - تو ہم نے کہا	لَهُمْ - ان سے	كُوْنُوْا - ہو جاؤ تم

www.waseemziyai.com

قِرَدَةً ۔ بندر
نَكَالًا ۔ وبال اور عبرت
وَ ۔ اور
مَوْعِظَةً ۔ نصیحت
اِذْ ۔ یاد کرو جب
اِنَّ ۔ بے شک
تَذْبَحُوْا ۔ ذبح کرو
بناتے ہیں
بِاللّٰهِ ۔ اللہ سے
قَالُوا ۔ بولے
يُبَيِّنْ ۔ کہ بتادے
قَالَ ۔ فرمایا
بَقَرَةٌ ۔ ایسی ہے کہ
لَا ۔ نہ
ذٰلِكَ ۔ ان کے
قَالُوا ۔ بولے
يُبَيِّنْ ۔ کہ بتادے
قَالَ ۔ فرمایا
بَقَرَةٌ ۔ گائے
تَسُرُّ ۔ جس سے خوش ہوں
لَنَا ۔ ہمارے واسطے
مَا ۔ کیسی ہے
تَشٰبَهَ ۔ مشتبہ ہوگئیں
اِنْ ۔ اگر
قَالَ ۔ فرمایا
بَقَرَةٌ ۔ گائے ایسی ہے کہ
تُثِيْرُ ۔ کہ جوتے
تَسْقِي ۔ پانی دیتی ہے
خٰسِرِيْنَ ۔ دھتکاری، نقصان والے
لِمَا ۔ اس واقعہ کو
مَا ۔ جو
لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ پرہیزگاروں کے لئے
قَالَ ۔ کہا
اللّٰهَ ۔ اللہ
بَقَرَةً ۔ ایک گائے
هُزُوًا ۔ مسخرہ
قَالَ ۔ فرمایا
اَنْ ۔ اس امر کی
اُدْعُ ۔ دعا کریں
لَّنَا ۔ ہمیں
اِنَّهٗ ۔ بے شک اللہ
لَا ۔ نہ
بِكْرٌ ۔ اور بن بچے والی
عَوَانٌ ۔ درمیانی عمر کی
مَا ۔ جو
اُدْعُ ۔ دعا کیجئے
لَّنَا ۔ ہمیں
مَا ۔ کیسا ہے
اِنَّهٗ ۔ بے شک وہ
يَقُوْلُ ۔ فرماتا ہے
صَفْرَآءُ ۔ پیلی
فَاقِعٌ ۔ زرد ہے
النّٰظِرِيْنَ ۔ دیکھنے والے
قَالُوا ۔ بولے
رَبَّكَ ۔ اپنے رب سے
يُبَيِّنْ ۔ صاف بیان کرے
اِنَّ ۔ بے شک
هِيَ ۔ وہ
وَ ۔ اور
اللّٰهُ ۔ اللہ نے
شَآءَ ۔ چاہا
اِنَّهٗ ۔ تحقیق وہ
يَقُوْلُ ۔ فرماتا ہے
ذَلُوْلٌ ۔ اس سے خدمت لی جاتی ہے
لَا ۔ نہ
تَسْقِي ۔ پانی دیتی ہے
الْحَرْثَ ۔ کھیتی کو
مُسَلَّمَةٌ ۔ بے عیب
فَذَبَحُوْهَا ۔ تو کر دیا ہم نے
بَيْنَ يَدَيْهَا ۔ جو ان کے آگے تھا
خَلْفَهَا ۔ ان کے پیچھے
وَ ۔ اور
وَ ۔ اور
لِقَوْمِهٖ ۔ اپنی قوم سے
اَنْ ۔ یہ کہ
يَّاْمُرُكُمْ ۔ تمہیں حکم دیتا ہے
اَتَتَّخِذُنَا ۔ کیا آپ ہمیں
اَعُوْذُ ۔ میں پناہ مانگتا ہوں
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔ جاہلوں سے
رَبَّكَ ۔ اپنے رب سے
هِيَ ۔ وہ گائے کیسی ہو
اِنَّهَا ۔ کہ وہ گائے
وَ ۔ اور
بَيْنَ ۔ درمیان
تُؤْمَرُوْنَ ۔ تمہیں حکم دیا گیا
رَبَّكَ ۔ اپنے رب سے
لَوْنُهَا ۔ رنگ اس کا
اِنَّهَا ۔ کہ وہ
لَوْنُهَا ۔ رنگ اس کا
اُدْعُ ۔ دعا کیجئے
لَّنَا ۔ ہمارے لئے
الْبَقَرَ ۔ گائے
اِنَّا ۔ ہم
لَمُهْتَدُوْنَ ۔ یقیناً راہ پا لیں گے
اِنَّهَا ۔ کہ وہ
لَا ۔ نہ تو
الْاَرْضَ ۔ زمین
لَا ۔ نہ
شِيَةَ ۔ بے

WARIS-UL-QLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

شِيَةَ۔کوئی داغ	فِيْهَا۔اس میں	قَالُوا۔بولے	الْئٰنَ۔اب
جِئْتَ۔لائے آپ	بِالْحَقِّ۔صحیح حکم	فَذَبَحُوْهَا۔تو ذبح کیا	وَ۔اور
مَا۔نہیں	كَادُوْا۔تھے وہ	يَفْعَلُوْنَ۔کرنے والے	

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع پ ۱

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰى وَ الصّٰبِـُٔوْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے یہودی تھے یا نصرانی یا ستارہ پرست جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور نیک کام کئے تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

اٰمَنُوْا۔ایمان لائے یہاں ایمان سے مراد زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ہے۔اللہ عزوجل پر ایمان یہ ہے کہ اس کے حبیب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان مانے اور اعمال صالحہ کرے۔

هَادُوْا۔یہودی ہوئے۔

نَصَارٰی۔نصرانی کی جمع ہے فلسطین میں ایک قصبہ ناصرہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔اس قصبہ کی مناسبت سے حضرت عیسیٰ مسیح ناصری کہلاتے ہیں آپ کے متبعین کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔

الصّٰبِـُٔيْنَ۔صائبین۔صابی کی جمع ہے جس کے لفظی معنی ہیں اپنے دین سے منہ موڑ کر کسی اور دین کی طرف۔مائل ہو جانا۔صابی عرب کا ایک فرقہ تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے ہیں۔فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔زبور پڑھتے ہیں عبادت میں کعبہ کی طرف منہ کرتے تھے۔

عرب ان کو بے دین صابی کے معنی میں کہتے تھے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ نام، خاندان، نسل، لقب کی کوئی حقیقت نہیں اللہ عزوجل کے یہاں دو باتیں ضروری ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، تقویٰ پر عمل کرنا، نجات کے لئے احکام کی اطاعت اور نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط ہے۔

شان نزول

اس آیت کی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی رحمہم اللہ سے روایت کی کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔(لباب المنقول)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی یا نصرانی یا کسی مذہب میں ہونا اسلام میں آنے سے مانع نہیں۔مشرک سے لے کر گمراہ کوئی بھی ہو۔جب وہ قرآن کریم اور صاحب قرآن عظیم جناب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مان کر قیامت کے دن پر ایمان لے آئے پھر اسلام کی ہدایت کے مطابق عمل صالح کرنے لگے تو وہ مومن ہے اور جو مومن ہو جائے اسے آخرت میں کوئی اندیشہ نہیں اور غم نہیں جیسا کہ فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ

www.waseemziyai.com

تُوْعَدُوْنَ ۝ انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور پیشوائی کو آئیں گے فرشتے اور کہیں گے یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتیوں کو کہتے ہیں اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں اور صابئین وہ فرقہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں ستارہ پرستی کرتا تھا۔ ان سے ہی آپ کا مقابلہ ہوا انہوں نے آپ کے لئے آگ دھکائی ان کو ہی آپ نے جواب میں فرمایا تھا فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ اس کے بعد آگے بنی اسرائیل کی عہد شکنی کا ذکر شروع ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم توریت مانو گے اور اس پر عمل کرو گے مگر تم نے اس کے احکام کو شاق جان کر اس کے قبول سے انکار کر دیا یا آنکہ توریت کے لئے تم نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی۔ اور تم نے خود عرض کیا تھا کہ ہمارے لئے ایک ایسی آسمانی کتاب ہونی چاہئے جس میں قوانین شریعت اور آئین عبادت مفصل مذکور ہوں۔

تو حضرت موسیٰ علیہ اسلام بحکم الٰہی عزوجل چالیس دن رات کوہ طور پر جا کر رہے جس کا مفصل واقعہ آگے آتا ہے آخر شب جب وہ کتاب عطا ہوئی تو تم نے اس کے قبول سے انحراف کیا اور اپنا سابقہ عہد پورا نہ کیا۔ تو وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور تم پر طور کو اونچا کیا۔ یعنی بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام بحکم الٰہی تشریف لائے اور کوہ طور کو اٹھا کر ان کے سروں پر بقدر قامت معلق کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب یہ برہان الٰہی تم پر ہے اگر عہد پورا کرتے ہو تو فبہا ورنہ یہ پہاڑ جو تم پر معلق ہے تمہارے اوپر گرے گا اور تم سب کچل دیئے جاؤ گے۔ یہ درحقیقت وفاء عہد کے لئے اکراہ تھا اور پہاڑ کا سر پر معلق ہو جانا قدرت الٰہیہ کا برہان قوی تھا اس سے قبولیت کا مادہ رکھنے والوں کے دل مطمئن ہوئے اور وہ سمجھے کہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بے شک اللہ عزوجل کے رسول اور مظہر قدرت الٰہی ہیں پھر حکم ہوا۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ لو جو کچھ تم کو ہم دیتے ہیں زور سے اور اس کے مضامین یاد کرو تا کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ اب کوئی مفر نہیں تو سجدے میں گر پڑے اور اسی حالت میں پہاڑ کو دیکھنے لگے۔ یہ طریقہ یہود میں جاری ہو گیا یہود اپنے آدھے چہرہ سے سجدہ کرتے اور کہتے اس سجدہ کی وجہ سے عذاب اٹھا لیا گیا۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ پھر اس کے بعد تم منحرف ہو گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان اور خرابی میں ہو جاتے۔ یہاں فضل اور رحمت سے یا توفیق توبہ مراد ہے یا تاخیر و تعویق عذاب۔

ایک قول یہ ہے کہ فضل اور رحمت سے مراد رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ گویا فرمایا گیا کہ اگر تمہیں محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی دولت و نعمت نہ ملتی اور اس ذات ستودہ صفات کی تبلیغ سے ہدایت نصیب نہ ہوتی تو تمہارا انجام ہلاک و خسران ہوتا۔ خسران تباہ ہونے والے خسر اس کا مادہ ہے اس کے معنی گھاٹا نقصان کے ہیں خاسرین گھاٹا اٹھانے والے نقصان اٹھانے والے۔

www.waseemziyai.com

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ اور تمہیں یقیناً علم ہے کہ تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے ہفتہ کے دن سرکشی کی تو ہم نے انہیں فرمایا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل اور دھتکارے ہوئے۔

شہر ایلہ میں بنی اسرائیل آباد تھے۔ یہاں ان پر یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ ہفتہ کا دن عبادت کے لئے خاص کر دیں اس روز سیر و شکار سب ترک کر دیں دنیاوی مشاغل سے مجتنب رہیں اس حکم کی تعمیل کرنے والے جہاں تھے وہاں ایسے بھی تھے جنہوں نے یہ حیلہ تراشا کہ شنبہ کو شکار تو نہ کیا مگر جمعہ کے روز دریا کے کنارے بہت سے گڑھے کھود کر ہفتہ کے روز علیحدہ رہے اور اتوار کے دن جا کر دیکھتے تو ان گڑھوں میں جو دریا کے کنارے کھودے ہوئے تھے ان میں پانی کے بہاؤ کے ذریعہ ہفتہ کی تمام مچھلیاں مقید ہو جاتیں اور یہ لوگ یک شنبہ یعنی اتوار کو جا کر نکال لاتے اور کہتے ہم تعمیل حکم میں شنبہ کو شکار قطعاً نہیں کرتے اور اس چال بازی سے چالیس یا ستر سال مسلسل شکار کرتے رہے۔

جب حضرت داؤد علیہ السلام کا عہد آیا تو آپ نے انہیں اس چالبازی سے روکا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے حکم میں مداخلت ہے وہ نہ مانے۔ آپ نے فرمایا اگر تم باز نہیں آتے تو تم پر عذاب الٰہی آئے گا اس سے بھی خوف نہ کیا۔ آخر آپ نے بددعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا اور عقل و حواس تو ان کے باقی رہے مگر قوت گویائی زائل کر دی گئی اور ان کے بدنوں سے بدبو نکلنے لگی وہ اپنی اس حالت پر روتے روتے تین دن میں سب کے سب مر گئے اور ان کی نسل ہی منقطع ہو گئی۔ ان کی تعداد تقریباً ستر ہزار تھی۔

دوسرا گروہ جو بارہ ہزار کے قریب تھا انہیں اس حیلہ جوئی سے روکتا تھا جب اس گروہ نے دیکھا کہ یہ نہیں مانتے تو انہوں نے اپنے محلہ میں ان کی آبادی کے علاقے سے علیحدہ ہونے کو ایک دیوار بنالی۔ یہ اس عذاب سے محفوظ رہے۔

انہی میں ایک تیسرا گروہ اور تھا جو اس گروہ سے مایوس تھا اس وجہ سے ان سے بات ہی نہ کرتا تھا اور نصیحت بھی کرنے سے علیحدہ تھا گویا ساکت تھا نہ برا کہتا نہ بھلا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ سوال ہوا تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ معذور ہیں اس لئے کہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ جب بعض ادا کر دیں تو یہ کل کے حکم میں ہو گیا۔

اور ان کا شکوہ اس وجہ میں تھا کہ یہ لوگ اول عیش پسند افراد کے پند پذیر ہونے سے مایوس تھے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اتنے خوش ہوئے کہ فرط محبت میں اٹھ کر عکرمہ رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا اور پیشانی چومی۔ (فتح العزیز)

اس سے واضح ہوا کہ سرور میں معانقہ کرنا سنت صحابہ علیہم رضوان ہے۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں نصیحت پذیر لوگ نہ ہوں وہاں نصیحت سے سکوت جائز ہے یہ مداہنت میں داخل نہیں۔ تیسرے یہ کہ بے دین طبقہ سے اجتناب کرنا غضب الٰہی سے محفوظ کر دیتا ہے۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لئے عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت۔ تاکہ قیامت تک جو ان واقعات کو پڑھیں اس سے عبرت پکڑیں اور غضب الٰہی سے خائف رہیں۔

www.waseemziyai.com

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۔ اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا۔ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار تھا اس کے چچازاد بھائی نے بطمع وراثت اس کو قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور صبح اس کے خون کا دعویٰ دوسری بستی والوں پر کر دیا۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل حقیقت حال منکشف فرما دے۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ عامیل کو کس نے قتل کیا۔

اس پر موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ حکم ملا کہ یہ لوگ ایک گائے ذبح کر کے اس کا کوئی حصہ مقتول کی لاش پر ماریں تو وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کو بتا دے گی۔ بنی اسرائیل میں چونکہ کج بحثی کی عادت تھی۔ اس وجہ سے ان پر قانون میں سختی ہوتی گئی اور امت مرحومہ مصطفیٰ کو ایسی کج بحثی اور کثرت سوال سے منع فرما کر قیامت تک کے لئے عام قانون نافذ کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ ۔ اس کی تفصیل آیت کے مضمون میں اس آیت کے ماتحت معہ شان نزول آئے گی جو ساتویں پارہ کے پہلے ربع اور تیسرے رکوع میں آئے گی۔ یہاں صرف ترجمہ بیان کر کے مختصراً وضاحت کی جاتی ہے۔

اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ارباب اصول وفقہاء نے اشیاء کے متعلق لکھا کہ احکام مذکور عنہ اور مسکوت عنہ دو قسم کے ہیں۔ مذکور عنہ کا حکم وہی ہے جو علم میں ہو حلال حلال اور حرام حرام اور مسکوت عنہ وہ ہے جس کا تذکرہ حرمت وحلت کے ساتھ نہیں۔ اسے عفی اللہ عنہا کے تحت مباح قرار دیا گیا اور اسی اصول پر اصل اشیاء میں اباحت مانی گئی ہے۔

بنی اسرائیل نے بجائے اس کے کہ حکم سنتے ہی ایک گائے ذبح کر ڈالتے۔ انہیں اپنی حسب عادت جرح کی سوجھی چنانچہ جوں جوں وہ جرح کرتے گئے پابندی بڑھتی ہوگئی۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے اس طرح ہے۔

قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ ۔ بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں۔

اس لئے کہ مقتول کے قاتل کا پتہ لگانے کے لئے ذبح گائے کو کیا نسبت ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۔ فرمایا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

اس لئے کہ ایسا جواب جو سوال سے ربط نہ رکھے جاہلوں کا کام ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ محاکمہ کے مواقع پر استہزاء جاہلوں کا کام ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اس سے برتر ہے۔ مختصر یہ کہ جب بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کا ذبح کرنا ضروری ہے تو انہوں نے بجائے اس کے کہ فوراً کوئی گائے ذبح کر ڈالتے گائے کے اوصاف دریافت کرنے شروع کر دیئے۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ بڑھاتے اور مَا هِیَ۔ مَا لَوْنُهَا۔ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ۔ وغیرہ نہ پوچھتے تو کسی بھی گائے کا ذبح کر دینا کافی ہوتا۔ مگر انہوں نے پرانی عادت کے مطابق بحث شروع کر دی۔ اور کہا۔

www.waseemziyai.com

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی ہے۔

مَا هِيَ۔ وہ کیسی ہو۔ اس میں کج بحثی کرنے لگے۔ عمر کا سوال کیا۔ رنگ کے بارے میں دریافت کیا تو جواب ملا۔

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۖ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے۔

فَارِضٌ۔ نہ بوڑھی یعنی بچے جننے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہو۔

بِكْرٌ۔ بن بیاہی۔ جس نے ابھی بچہ نہ جنا ہو۔

عَوَانٌ۔ درمیان۔ نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا ہو۔

یعنی وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی ہو بلکہ ان دونوں میں درمیانی درجہ رکھتی ہو وہ کرو زیادہ سوال نہ کرو بلکہ اتنی شرط پر گائے ذبح کرو مگر وہ اپنی عادت کو کہاں چھوڑ سکتے تھے۔ پھر انہوں نے سوال کرنے شروع کر دیئے۔

''وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی (جس کا بچہ نہ ہو) ان دونوں میں درمیانی درجہ کی کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے''۔

اس جواب میں اشارتاً فرمادیا گیا کہ سوال زیادہ نہ کرو بلکہ اتنی ہی شرط پر گائے ذبح کر ڈالو۔ مگر وہ اپنی عادت کو کہاں چھوڑتے پھر انہوں نے اور جرح نکالی اور کہا۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتادے اس کا رنگ تو جواب میں اور قید بڑھائی گئی اور فرمایا۔

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ۔ کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈبڈباتی اور اتنی پیلی کچھ کہ دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے۔ اس جواب پر بھی ان کی سیری نہ ہوئی اور سوال پر سوال بڑھا کر اور قید سر لی۔ چنانچہ کہا۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے۔ بے شک گایوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم راہ پا جائیں گے تو اس کے جواب میں اور قید بڑھا دی گئی۔ چنانچہ فرمایا۔

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۖ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۔ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہ لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے۔ بے عیب ہے جس میں کوئی بھی داغ نہیں ہے۔

قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ۔ بولے آپ نے اب ہمیں صاف حکم لا کر دیا تو اسے ذبح کر دیا اور ویسے ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

یعنی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جواب سن کر کہا کہ اب اس گائے کی پوری تعریف معلوم ہو گئی۔ چنانچہ اس گائے کی تلاش میں نکلے ان کی بستی میں ایسی صفت کی ایک ہی گائے تھی جس کا قصہ یہ ہے۔

www.waseemziyai.com

کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص تھا جس کا ایک صغر السن بچہ تھا اور ان کے ہاں سوائے ایک گائے کے بچہ کے اور کچھ نہ تھا۔ بچہ کے باپ نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ عزوجل کے نام پر چھوڑ دیا اور دعا کی الٰہی یہ بچہ اس بچہ کے لئے تیرے حضور ودیعت کرتا ہوں کہ جب یہ بچہ جوان ہو اس کے کام آئے۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اور بچھیا کی جنگل میں حفاظت الٰہی کے ساتھ پرورش ہوتی رہی۔

اور وہ بچہ جوان ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صالح اور متقی ماں کا فرمانبردار پروان چڑھا۔ ایک روز ماں نے کہا بیٹا۔

''تیرے باپ نے ایک بچھیا جنگل میں چھوڑی تھی اور وہ جوان ہو گئی ہو گی۔ اسے جنگل سے لاتا کہ اس سے کچھ حاصل کیا جائے۔ بچہ جنگل میں گیا اور جو علامتیں ماں نے بتائیں تھیں ان علامتوں کی گائے تلاش کرتا رہا آخرش وہ مل گئی۔ لڑکے نے اسے اللہ عزوجل کی قسم دے کر بلایا وہ گائے آ گئی بچے کی ماں نے اسے تین دینار میں فروخت کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا جب سودا ہو جائے تو میری اجازت حاصل کر کے دینا۔

جوان اس گائے کو بازار میں لایا تو من جانب اللہ ایک فرشتہ شبیہ انسانی میں آیا اور چھ دینار پر مانگا۔ اس نے کہا میں اپنی والدہ کی اجازت حاصل کر لوں۔ بلا اجازت میں نہیں دے سکتا۔ اس زمانہ میں عام طور پر گائیں چھ دینار پر ہی بکتی تھیں۔

فرشتہ نے کہا اگر ابھی دیتے ہو تو چھ دینار لے لو۔ جوان نے کہا میں اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا۔ جوان نے آ کر قصہ سنایا ماں نے کہا بیٹا چھ دینار کافی قیمت ہے جا اسے جا کر دے آ۔

وہ جوان صالح پھر بازار میں آیا تو فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگا دی یہ پھر اجازت لینے گیا۔ ماں نے فراست سے معلوم کر لیا کہ یہ خریدار نہیں کوئی غیبی اعانت ہے چنانچہ ماں نے کہا جس نے بارہ دینار قیمت لگائی ہے اس سے دریافت کرو کہ یہ گائے ہمیں بیچنی چاہئے یا نہیں چنانچہ جوان نے اس سے یہی سوال کیا۔ جو ماں نے بتایا تھا تو فرشتے نے کہا ابھی اس گائے کو روکو حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے لوگ خریدنے آئیں اور جب وہ آئیں تو انہیں کہنا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ اس کی کھال میں سونا بھر کر دیا جائے۔

مختصر یہ کہ بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اس کے گھر آئے اور فیصلہ ہوا کہ وہ سونا کھال میں بھر کر قیمت ادا کریں گے۔

غرضیکہ وہ گائے بضمانت موسیٰ علیہ السلام انہیں دے دی گئی۔ انہوں نے ذبح کر کے اس کی کھال میں سونا بھر کر دے دیا۔

اس قصہ سے متعدد مسئلے نکلتے ہیں۔

اول یہ کہ صالح سعادت مند وہی اولاد ہے جو والدین کی مطیع ہو۔

دوسرے یہ کہ جو اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ عزوجل کی ضمانت میں دے دے اللہ تعالیٰ اس کی پرورش اچھی فرماتا ہے۔

تیسرے یہ کہ جو اپنا مال اللہ عزوجل کے بھروسہ پر اس کی حفاظت میں دے اس میں اللہ تعالیٰ عزوجل برکت دیتا ہے۔

چوتھے اللہ کی راہ میں نفیس مال دینا موجب حل مشکلات ہوتا ہے۔

پانچویں یہ کہ گائے کی قربانی افضل ہے اور منصوص ہے۔ اور

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ اس لئے فرمایا کہ ان کے مسلسل سوالات سے ظاہر تھا کہ وہ گائے ذبح کرنے کا قصد

www.waseemziyai.com

ہر گز نہیں رکھتے تھے مگر ان کے ہر ایک سوال کا شافی و کافی جواب مل جانے پر انہیں وہ گائے بلا خیال گرانی ذبح کرنی پڑی۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے اس گائے کے کسی عضو کو مردہ پر مارا وہ بحکم الٰہی زندہ ہوا۔ اس کے حلق سے خون بہ رہا تھا اور اس نے اپنا قاتل اپنا چچازاد بتایا۔ آخرش چچازاد بھائی کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر حکم قصاص جاری کیا۔

اس کے بعد شرعی احکام مقتل و مقتول کے لئے نافذ ہوئے۔ چنانچہ قاتل اپنے مقتول کے مال میراث سے محروم کر دیا گیا۔ اور یہ بھی تصریح کی گئی کہ اگر عادل باغی کو قتل کرے یا کسی حملہ آور سے جان بچانے کے لئے مدافعانہ طور پر مقاتلہ کرے اور اس میں وہ قتل ہو جائے تو مقتول کی میراث سے قاتل محروم نہ ہوگا۔

اس کے بعد رکوع شروع ہے۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

اور جب تم نے قتل کیا ایک جان کو تو تہمت دی لگنے اس کی ایک دوسرے پر اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جسے تم چھپاتے تھے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

تو ہم نے حکم دیا کہ مارو اس مقتول کو اس کا ایک ٹکڑا ایسے ہی اللہ زندہ کرتا ہے مردے اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانی تاکہ تم عقل پکڑو۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

پھر سخت ہو گئے تمہارے دل بعد اس کے تو وہ مثل پتھروں کے ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بے شک پتھروں سے تو بعض ایسے ہیں جن سے ندیاں بہ نکلتی ہیں اور بعض ان سے وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو اس سے پانی نکلتا ہے اور بعض ان سے وہ ہیں جو گر جاتے ہیں اللہ کے خوف سے اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوں سے۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

تو کیا اے مسلمانو! تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا یہودی یقین کر لیں اور ان میں تو ایک گروہ وہ تھا کہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر سمجھنے کے بعد اسے بدل دیتا جان بوجھ کر۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور جب ملتے ہیں وہ مسلمانوں سے تو کہتے ہیں کہ ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہتے ہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کر دیتے ہو کہ حجت پکڑیں اس سے تمہارے رب کے یہاں کیا تمہیں عقل نہیں۔

www.waseemziyai.com

أَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

اور ان میں سے ان پڑھ ہیں جو کتاب نہیں جانتے مگر کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

تو خرابی ہے ان کے لئے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ اس کے بدلے خریدیں ذلیل وقلیل رقم تو خرابی ہے انہیں جو لکھتے ہیں ہاتھ سے اور خرابی ہے ان کیلئے جو حاصل کرتے ہیں۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور یہودی بولے ہمیں ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن فرما دیجئے کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز عہد کے خلاف نہ کرے گا یا تم کہتے ہو اللہ پر وہ بات جسے تم نہیں جانتے۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

ہاں جو کمائے گناہ اسے گھیر لے اسے اس کا گناہ تو وہ جہنمی ہے اس میں ہمیشہ رہے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور جو ایمان لائے اور نیکی کرے وہ جنتی ہے اس میں ہمیشہ رہے گا۔

لفظی ترجمہ نواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَ - اور	اِذْ - جب	قَتَلْتُمْ - قتل کیا تم نے	نَفْسًا - ایک جان کو
فَادّٰرَءْتُمْ - تو تہمت لگائی تم نے ایک دوسرے پر		فِيْهَا - اس میں	وَ - اور
اللّٰهُ - اللہ	مُخْرِجٌ - ظاہر کرنے والا ہے	مَّا - جو	كُنْتُمْ - تھے تم
تَكْتُمُوْنَ - چھپاتے	فَقُلْنَا - تو ہم نے فرمایا	اضْرِبُوْهُ - مارو اس کو	بِبَعْضِهَا - اس گائے کا کوئی حصہ
كَذٰلِكَ - ایسے ہی	يُحْيِ - زندہ فرماتا ہے	اللّٰهُ - اللہ	الْمَوْتٰى - مردے کو
وَ - اور	يُرِيْكُمْ - تمہیں دکھاتا ہے	اٰيٰتِهٖ - اپنی نشانیاں	لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم
تَعْقِلُوْنَ - عقل پکڑو	ثُمَّ - پھر	قَسَتْ - سخت ہو گئے	قُلُوْبُكُمْ - تمہارے دل
مِّنْ بَعْدِ - بعد	ذٰلِكَ - اس کے	فَهِيَ - تو وہ	كَالْحِجَارَةِ - مثل پتھروں کے ہیں
اَوْ - یا	اَشَدُّ - اس سے بھی	قَسْوَةً - سخت	وَ - اور
اِنَّ - بے شک	مِنَ الْحِجَارَةِ - ایک پتھروں سے	لَمَا - وہ ہیں جو	يَتَفَجَّرُ - جاری ہوتی ہیں

www.waseemziyai.com

مِنْهُ۔اس سے
مِنْهَا۔ان سے وہ ہیں
مِنْهُ۔اس سے
مِنْهَا۔ان سے
اللّٰهِ۔خدا سے
بِغَافِلٍ۔غافل
فَتَطْمَعُوْنَ۔تم چاہتے ہو
وَ۔اور
مِّنْهُمْ۔ان میں سے
ثُمَّ۔پھر
عَقَلُوْهُ۔سمجھ لیا اسے
وَ۔اور
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے
اِذَا۔جب
بَعْضٍ۔بعض کی
بِمَا۔جو
لِيُحَآجُّوْكُمْ۔تاکہ جھگڑیں تم سے
اَفَلَا۔کیا نہیں
اَنَّ۔بے شک
يُسِرُّوْنَ۔چھپاتے ہیں
وَ۔اور
يَعْلَمُوْنَ۔جانتے
وَ۔اور
يَظُنُّوْنَ۔گمان کرتے ہیں
الْكِتٰبَ۔کتاب
هٰذَا۔یہ
بِهٖ۔اس کے ساتھ

اِلَّا۔نہیں
لَمَا۔جو
الْمَآءُ۔پانی۔
لَمَا۔وہ بھی ہیں جو
وَ۔اور
عَمَّا۔اس سے جو
اَنْ۔یہ کہ
قَدْ۔بے شک
يَسْمَعُوْنَ۔سنتا ہے
يُحَرِّفُوْنَهٗ۔بدل ڈالتا ہے اسے
وَ۔اور
اِذَا۔جب
قَالُوْٓا۔تو کہتے ہیں
خَلَا۔علیحدہ ہوتا ہے
قَالُوْٓا۔تو کہتے ہیں
فَتَحَ۔کھولا
بِهٖ۔اس کے ساتھ
تَعْقِلُوْنَ۔عقل کرتے تم
اَوَلَا۔کیا نہیں
يَعْلَمُ۔جانتا ہے
مَا۔جو
وَ۔اور
مِنْهُمْ۔بعض ان سے
الْكِتٰبَ۔کتاب
اِنْ۔نہیں
فَوَيْلٌ۔تو خرابی ہے
بِاَيْدِيْهِمْ۔اپنے ہاتھوں سے
مِنْ عِنْدِ۔نزدیک سے
ثَمَنًا۔قیمت

وَ۔اور
يَشَّقَّقُ۔پھٹ جاتے ہیں
وَ۔اور
يَهْبِطُ۔گر جاتے ہیں
مَا۔نہیں ہے
تَعْمَلُوْنَ۔تم عمل کرتے ہو
يُؤْمِنُوْا۔یقین کرلیں
كَانَ۔تھا
كَلٰمَ۔کلام
مِنْ بَعْدِ۔بعد
هُمْ۔وہ
لَقُوْا۔ملتے ہیں
اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے
بَعْضُهُمْ۔بعض ان کا
اَ۔کیا
اللّٰهُ۔اللہ نے
عِنْدَ۔نزدیک
اَوَلَا۔کیا نہیں
يَعْلَمُ۔جانتا ہے
مَا۔جو
اُمِّيُّوْنَ۔ان پڑھ ہیں
اِلَّا۔مگر
هُمْ۔وہ
لِّلَّذِيْنَ۔ان کو جو
ثُمَّ۔پھر
اللّٰهِ۔اللہ کے ہے
قَلِيْلًا۔حقیر

اِنَّ۔بے شک
فَيَخْرُجُ۔تو نکلتا ہے
اِنَّ۔بے شک
مِنْ خَشْيَةِ۔خوف
اللّٰهُ۔اللہ
اَ۔کیا
لَكُمْ۔تم پر
فَرِيْقٌ۔ایک فرقہ
اللّٰهِ۔اللہ کا
مَا۔اس کے جو
يَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں
الَّذِيْنَ۔ان کو
وَ۔اور
اِلٰى۔طرف
تُحَدِّثُوْنَهُمْ۔بتاتے ہو تم ان کو
عَلَيْكُمْ۔تم پر
رَبِّكُمْ۔رب تمہارے کے
يَعْلَمُوْنَ۔جانتے
مَا۔جو
يُعْلِنُوْنَ۔ظاہر کرتے ہیں
لَا۔نہیں
اَمَانِيَّ۔خواہشات
اِلَّا۔مگر
يَكْتُبُوْنَ۔لکھتے ہیں
يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
لِيَشْتَرُوْا۔کہ خریدیں
فَوَيْلٌ۔تو خرابی ہے

www.waseemziyai.com

لَهُمْ۔ان کے لئے
وَ۔اور
يَكْسِبُوْنَ۔کماتے ہیں
تَمَسَّنَا۔ہمیں لگے گی
مَّعْدُوْدَةً۔گنتی کے
اللّٰهِ۔اللہ کے
اللّٰهُ۔اللہ
عَلَى۔اوپر
تَعْلَمُوْنَ۔جانتے تم
سَيِّئَةً۔برائی
خَطِيْٓـَٔتُهٗ۔گناہ اس کا
هُمْ۔وہ
الَّذِيْنَ۔وہ جو
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
هُمْ۔وہ

مِمَّا۔اس سے جو
وَيْلٌ۔خرابی ہے
وَ۔اور
اِلَّآ۔مگر
قُلْ۔کہہ
عَهْدًا۔عہد
عَهْدَهٗٓ۔اپنے عہد کا
اللّٰهِ۔اللہ کے
بَلٰى۔ہاں
وَ۔اور
فَاُولٰٓئِكَ۔تو یہی ہیں
فِيْهَا۔اس میں
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں
فِيْهَا۔اس میں

كَتَبَتْ۔لکھا
لَهُمْ۔ان کے لئے
قَالُوْا۔بولے
اَيَّامًا۔دن
اَتَّخَذْتُمْ۔کیا پکڑا تم نے
فَلَنْ۔تو ہرگز نہیں
اَمْ۔یا
مَا۔جو
مَنْ۔جو
اَحَاطَتْ۔گھیر لے
اَصْحٰبُ۔رہنے والے
خٰلِدُوْنَ۔ہمیشہ رہنے والے ہیں
وَ۔اور
اَصْحٰبُ۔رہنے والے
خٰلِدُوْنَ۔ہمیشہ رہنے والے ہیں

اَيْدِيْهِمْ۔ان کے ہاتھوں نے
مِمَّا۔اس سے جو
لَنْ۔ہرگز نہیں
اَيَّامًا۔دن
عِنْدَ۔نزدیک
يُّخْلِفَ۔خلاف کرے گا
تَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہو تم
لَا۔نہیں
كَسَبَ۔کمائے
بِهٖ۔اس کو
النَّارِ۔آگ کے
وَ۔اور
عَمِلُوا۔عمل کئے
الْجَنَّةِ۔جنت کے

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔

فَادّٰرَءْتُمْ۔ پھر تم ایک دوسرے پر دھرنے لگے۔ یہ لفظ دَرْء سے بنا جس کے معنی جھگڑے کے بھی ہیں اور ٹال مٹول کرنے کے بھی اس سے مراد آپس میں جھگڑنا اور ایک دوسرے پر الزام لگانا ہے۔

فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۔ صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی باب تفاعل سے ہے اور مہموز الفاء ہے اس کا اصل تَدَارَأْتُمْ ہے۔ ت ک دال سے بدل کر دال کو دال میں ادغام کر دیا۔ اور ابتداء سکون کے رفع کرنے کو اول ہمزہ لے آئے۔

دراء۔ کے معنی دفع کرنے کے ہیں چونکہ متخاصمین میں ایک دوسرے پر الزام دفع کرتا ہے اور مزاحمت پر تلا ہوتا ہے تو اس کے معنی اِخْتَلَفْتُمْ کے نکلے اور مدارات بھی چونکہ اس سے ہے مگر حسن معاشرت کے لئے بولا جاتا ہے مگر مادہ اس کا بھی یہی ہے اس لئے کہ ایک دوسرے دوست سے دفع ضرر کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اصل قاتل کا نام بتانے کے لئے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ ایک گائے ذبح کریں

www.waseemziyai.com

تو انہوں نے ٹال مٹول کی۔

اصل واقعہ تو پہلے رکوع میں بیان ہو چکا۔ بہر حال وہ تو ایک دوسرے کے ذمہ اس خون کو لگانے کا ارادہ رکھتے تھے تا کہ چہ میگوئیاں ہو کر بات دب جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے مگر اللہ تعالیٰ عزوجل کی مشیت یہ تھی کہ قاتل کو ظاہر کیا جائے۔ تو ان میں سے ایک کو مدعی بنا کر موسیٰ علیہ السلام تک بات پہنچی۔ اس کے اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم مل گیا۔ اس کے بعد جو ہوا وہ یہ ہے کہ

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مارو۔ اللہ یونہی مردے اٹھائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ کہ تمہیں کہیں عقل آئے۔

بنی اسرائیل نے گائے ذبح کر کے اس کے کسی عضو سے مردہ کو مارا وہ بہ حکم الٰہی عزوجل زندہ ہوا۔ اس کے حلق سے خون کے فوارے جاری ہو گئے۔ اس نے اپنے چچازاد بھائی کا بتایا کہ اس نے مجھے قتل کیا ہے آخر اسے بھی اقرار کرنا پڑا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر قصاص کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد شریعت کا حکم ہوا کہ قاتل مقتول کی میراث سے محروم رہے گا لیکن اگر عادل نے باغی کو قتل کیا یا کہ حملہ آور سے جان بچانے کے لئے مدافعت کی۔ اس میں وہ قتل ہو گیا تو مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔

اور تم سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اور روز جزا مردوں کو زندہ کرنا اور حساب لینا قطعی یقینی ہے اور حق ہے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے اور ایسے عبرت ناک نشان ظاہر ہونے سے بھی سبق نہ لیا تو وہ پھر پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر جاتے ہیں اور اللہ تمہارے کرتوت سے غافل نہیں۔

اَشَدُّ قَسْوَةً۔ قسوت بمعنی قساوت سختی۔ شدت کو کہتے ہیں۔

بنی اسرائیل بداعمالیوں، سرتابیوں میں مبتلا رہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل معاف فرماتا رہا۔ لیکن انہوں نے سبق حاصل نہ کیا گویا ان کے دل پتھر بلکہ اس سے زیادہ سخت ہو گئے۔ کیونکہ پتھروں میں بھی بعض ایسے ہوتے ہیں جن سے مخلوق خدا فائدہ حاصل کرتی ہے بعض پتھروں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔ مخلوق کو پانی ملتا ہے۔

بنی اسرائیل نے نہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے فائدہ اٹھایا نہ نیک بندوں کی بات سنی گویا ان کے دل عام پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے جس پر کوئی بات کارگر نہ ہوتی تھی۔

يَهْبِطُ۔ ہبوط سے ہے جس کے معنی گرنے کے ہیں۔

www.waseemziyai.com

بعض پتھر پہاڑ کی چوٹیوں سے گرتے ہیں گویا ہیبت الٰہی سے لرز کر سجدہ میں گرتے ہیں۔ یعنی بایں ہمہ تمہارے دل اثر پذیر نہیں۔ پتھروں میں اللہ عزوجل نے ادراک وشعور دیا ہے۔ انہیں خوف الٰہی ہوتا ہے وہ تسبیح اور حمد الٰہی کرتے ہیں۔ (کَمَا قَالَ تَعَالٰی - وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ پ ۹ رکوع ۳) کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن تم اس کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ - کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور سورج۔ چاند۔ ستارے۔ پہاڑ۔ درخت۔ چوپائے اور بہت سے آدمی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لے کر پکارتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ تجھ پر کوئی اللہ کا یاد کرنے والا بھی آیا ہے اگر وہ اثبات میں جواب دیتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

علامہ بغوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ ثبیر پر رونق افروز تھے۔ کفار حضور کے تعاقب میں تھے۔ پہاڑ بول اٹھا نبی اللہ آپ مجھ پر سے اتر جایئے مجھے خوف ہے کہ کہیں کفار گھیر نہ لیں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر عذاب کرے۔ جبل حرا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہاں تشریف لائیں۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو قبل از بعثت مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اطراف مکہ میں جاتا جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کرتا۔

اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو خوف الٰہی سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں اسے ہر ایک کے ظاہری اور باطنی اعمال کا علم ہے۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ۔

تَطْمَعُوْنَ۔ تم توقع رکھتے ہو۔ یہ لفظ طمع سے نکلا اس کے عام معنی لالچ کرنے اور حرص رکھنے کے ہیں اور امید وتوقع کے بھی ہیں یہاں آخری معنی ہیں۔

یُحَرِّفُوْنَہٗ۔ وہ اسے بدل ڈالتے ہیں اس لفظ کا مادہ حرف ہے اور مصدر تحریف ہے جس کے معنی بدل ڈالنا ہے یہ دو طریق پر ہے۔

۱- تحریف لفظی۔ لفظوں کو بدل ڈالنا۔ تلفظ بدل دینا جس سے اس کی حقیقت بدل جائے مثلاً یہود نے حِطَّۃ کی جگہ حنطۃ اور رَاعِنَا کی جگہ رَاعِیْنَا کہا۔

۲- تحریف معنوی الفاظ کے معنی بدل دینا۔

www.waseemziyai.com

آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ کیا تم اس بات کی آرزو کرتے ہو کہ یہ تمہاری بات مان لیں۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی ایک ایسا فریق تھا جو اللہ کا کلام سننے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتا تھا ان سے ایمان لانے کی کس طرح امید ہو سکتی ہے یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ آیت کے معنی یہ ہیں۔

''تو کیا اے مسلمانو! تم یہ چاہتے ہو یہودی تم پر یقین لے آئیں حالانکہ ان میں ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتا اور سمجھنے کے بعد اسے دیدہ دانستہ بدل دیتا۔'' اور یہی نہیں بلکہ منافقت بھی ان میں کافی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ اور جب وہ مسلمانوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں تخلیہ کریں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کر دیتے ہو تا کہ اس سے تمہارے رب کے حضور تم پر حجت لائیں کیا تمہیں شعور و عقل نہیں۔

لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ۔ اس کے ذریعہ تمہیں جھٹلائیں گے۔ حج اس کا مادہ ہے۔ لفظ حجت بھی اسی سے بنا جس کے معنی دلیل ہیں پورے جملے کے معنی ہیں اس کے ذریعہ حجت پکڑنا۔ توریت میں تحریف کرنے والے یہودی اپنے منافق دوستوں کو کہا کرتے تھے کہ تم اپنی کتاب کی تعلیم مسلمانوں کو بتلا کر اپنے خلاف مسلمانوں کے ہاتھ دلائل دیتے ہو۔

اس آیت میں ان منافق یہودیوں کا ذکر فرمایا گیا جو مسلمانوں سے جب ملتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا ایمان ظاہر کر کے تمام پیشگوئیاں اور واقعات بیان کرتے جو ان کی کتابوں میں موجود تھیں لیکن جب یہ یہود آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرتے اور کہتے کہ تم اپنی تعلیمات مسلمانوں کو بتا کر خود اپنے خلاف محاذ بناتے ہو وہ تمہاری باتوں کو سند بنا کر اللہ کے یہاں گواہی دیں گے کہ یہود سب کچھ جاننے کے بعد اصل دین کی طرف نہیں لوٹے گویا یہ احمق سمجھ رہے تھے کہ ان باتوں کا علم صرف یہودیوں کے ذریعہ ہی مسلمانوں کو ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ عزوجل ان کی ظاہر و باطن تمام باتوں کو اپنے پیارے نبی پر ظاہر فرماتا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ عہد رسالت کے یہودی سب یکساں نہ تھے۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان میں منافق بھی تھے ان کا یہ حال تھا کہ جب صحابہ کرام علیہم رضوان سے ملتے تو کہتے کہ ہمارا ایمان بھی اسی پر ہے جس پر آپ لوگ ایمان لاتے ہیں تم لوگ حق پر ہو اور تمہارے آقا مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا سچے نبی ہیں۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب حق ہے۔ ہم ان کی نعت توریت میں پاتے ہیں تو رؤساء یہود انہیں ملامت کرتے اور کہتے تم نے یہ کیوں کہہ دیا کہ توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت موجود ہے۔

اس سے یہ امر واضح ہوا کہ حق پوشی کرنے والا حضور کے اوصاف چھپانے والا منافق یہودی ہوتا ہے اور یہ طریقہ یہود کا ہے آج بھی جو حق پوشی کرنے والے اور مناعت مصطفیٰ کے چھپانے والے ہیں وہ یہود منش ہیں۔

اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ وَ مِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں جو کتاب نہیں جانتے مگر زبانی الف دینا اور کچھ وہ بھی ہیں جو نرے گمان و ظن میں ہیں۔

www.waseemziyai.com

اَمَانِیَّ۔ امنیہ کی جمع ہے اور اس کے حاصل معنی زبانیں الٹ لینے کے ہیں۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کتاب کو نہیں جانتے مگر بغیر معنی سمجھنے کے زبانی رٹ لینے کے ہیں۔ (خازن)

اَمَانِیَّ۔ آرزوئیں جھوٹی آرزوئیں اس کا واحد امنیہ ہے۔ یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ ایسی آرزو جس کی حقیقت کوئی نہ ہو اور کوئی محض خیال خام میں مگن رہے۔

۲۔ کوئی شخص جھوٹی روایات خرافات میں مبتلا رہے۔

یہود کی تاریخ میں اس قسم کی روایات کی بے شمار مثالیں موجود ہیں مثلاً ان کے خیال میں جنت میں ان کے سوا کوئی نہ جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ اَمَانِیَّ سے مراد وہ جھوٹی من گھڑت باتیں مراد ہیں جو یہود نے اپنے علماء سے سن کر بلا تحقیق مان لی تھیں۔ آگے ارشاد ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ تو ہلاکت ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہیں یہ خدا کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے ذلیل وقلیل رقم حاصل کریں۔

وَیل۔ کے معنی حسرت اور ہلاکت کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویل کے معنی شدت عذاب کے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے اگر اس میں پہاڑ بھی جلائے جائیں تو ریت کی طرح ہو جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے کہ کافر اس میں چالیس برس تک اترتا جائے گا تب بھی اس کی تہہ کو نہ پہنچ سکے گا۔ (بغوی)

وَیل۔ فعل محذوف کا مصدر ہے زجر وتوبیخ کے معنی میں آتا ہے۔

ثَمَنًا۔ قیمت۔ اس لفظ کے معنی صرف نقد یا زر قیمت کے نہیں بلکہ جو چیز بھی کسی چیز کے معاوضہ میں حاصل ہو وہ اس کا ثمن ہے اس آیت میں ثمن سے مراد دنیوی معاوضہ ہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو علماء توریت ورؤساء یہود کو اندیشہ ہوا کہ اب ان کی روزی جاتی رہے گی اور سرداری ختم ہو جائے گی اس لئے کہ توریت میں حضور کا حلیہ مبارک اور اوصاف مذکور ہیں جب لوگ حضور کو اس کے مطابق پائیں گے تو ایمان لے آئیں گے اور ہماری اطاعت ترک کر دیں گے۔ اس اندیشہ سے انہوں نے توریت میں تحریف کرنی شروع کر دی حتی کہ حلیہ مبارک بھی بدل ڈالا۔ چنانچہ توریت میں آپ کے اوصاف یہ لکھے تھے کہ

آپ خوبرو ہیں، آپ کے موئے مبارک نہایت حسین ہیں، چشم مبارک سرمگیں قد مبارک درمیانہ۔ یہود نے اسے منا کر اس کے بجائے لکھ دیا وہ بہت دراز قامت اور آنکھیں کچی اور نیلی بال الجھے ہوئے۔ یہ مضمون عوام کو سناتے اور کہتے یہ توریت

www.waseemziyai.com

میں حضور کے اوصاف ہیں جو جناب اللہ ہیں اس سے وہ یہ امید رکھتے کہ حضور ﷺ کے اوصاف توریت میں اس کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے اور ہمارے ہی مطیع بنے رہیں گے پھر ہماری عزت وحرمت واطاعت میں فرق نہ آئے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ۔ تو ہلاکت ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں لکھنے کی اور ہلاکت ہے ان کے لئے ان کی کمائی سے۔

مِّمَّا يَكْسِبُونَ۔ ان کی کمائی سے۔ اس کے یہاں دو معنی ہیں۔ ایک ان کے گناہوں کا ڈھیر جو وہ اپنے کسب اور حرکتوں سے جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔

دوسرے وہ مالی نفع جو احکام الٰہی میں تبدیلی یا تحریف کر کے حاصل کرتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ ان لوگوں کے لئے سخت خرابی ہے جو اللہ کے احکام میں تبدیلی کر کے کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ وہ دوزخ میں ہرگز نہ رہیں گے مگر اتنی مدت جس مدت تک ان کے آباؤ اجداد نے گوسالہ پرستی کی تھی اور یہ چالیس روز ہیں ان کے بعد وہ عذاب جہنم سے آزاد ہو جائیں گے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً۔ اور یہود بولے کہ ہمیں ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن۔ یعنی صرف چالیس دن۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے اور ہر برس کے عوض ایک دن ہم پر عذاب ہوگا۔ اس کا جواب فرمایا گیا۔

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ فرما دیجئے کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔ یا خدا پر وہ بات بناتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو گناہ کماوے اور اس کی یہ بدکاریاں اسے گھیر لیں تو وہ جہنمی ہے وہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ اس لئے کہ جھوٹ بڑا سخت گناہ ہے اور یہ ایسا عیب ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اس سے منزہ ہے اس سے کذب ممکن نہیں بنا بریں اگر تم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا ہے کہ وہ تمہیں چالیس روز میں آزاد کر دے گا تو وہ وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا اور اگر اس نے وعدہ نہیں فرمایا تو تمہارا یہ دعویٰ باطل اور لغو ہے اور جس کے اعمال اسے گھیر چکے ہیں اور وہ شرک وکفر کی دلدل میں پھنس چکا ہے تو یقینی جہنمی ہے اور مشرک کے لئے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ ارشاد ہو چکا ہے اس لئے ایسے مشرک کی بخشش ہرگز نہ ہوگی جو حالت کفر وشرک مرگیا ہو۔ رہا مومن عاصی اس کی بخشش یقینی ہے اس لئے کہ مومن کا ایمان اعظم اطاعت ہے اور بدکار میں بھی ایمان ہوتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے اسی لئے آگے فرمایا

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے اس لئے کہ ان کا ایمان اسے سیہ کاری سے تائب ہونے کی توفیق

www.waseemziyai.com

دیتا ہے۔

اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ۔ اس کو گناہ نے گھیر لیا یعنی انہوں نے جان بوجھ کر بدی کی راہ اختیار کی اور پھر گناہوں کے اندر اس طرح گھر گئے کہ ایمان کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہی یہ حالت اہل کفر کی ہے۔

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ انہوں نے اچھے عمل کئے آخرت میں حصول جنت اور دنیا میں کامیابی کے لئے ایمان کے ساتھ اچھے اعمال کو لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔ اچھے اعمال سے مراد وہ کام ہیں جو انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق بجالائے۔

بنی اسرائیل کا یہ گمان تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے لاڈلے ہیں انہیں ان کے گناہوں کی سزا نہیں ملے گی اور اگر ملی بھی تو چند روز یا ان کے بزرگ بخشوالیں گے لہٰذا وہ حرام حلال میں نہ چوکتے تھے ان کے اس غلط گمان کی تردید فرمائی اور بتایا کہ نجات کا دارومدار صرف دو باتوں پر ہے۔ پہلی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا اور دوسری نیک عمل کرنا۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

اور جب ہم نے عہد لیا بنی اسرائیل سے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے تم میں سے اور تم منحرف تھے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

اور جب ہم نے لیا عہد کہ تم اپنوں کا خون نہ بہاؤ گے اور نہ نکالو گے اپنوں کو اپنی بستیوں سے پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۭ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

پھر تم ہو کہ اپنے آپس میں قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو نکالتے ہو ان کے گھروں سے اور مدد دیتے ہو ان کے نکالنے پر گناہ اور زیادتی سے۔ اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑاتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حکموں سے کفر کرتے ہو تو کیا بدلہ ہے اس کا جو ایسا کرے تم میں سے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن سخت تر عذاب کی طرف لوٹائے جائیں اور اللہ تمہاری کرنیوں سے

www.waseemziyai.com

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۪ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾

یہ وہ ہیں کہ آخرت کے بدلے میں خریدتے ہیں دنیا کی زندگی تو نہ ہلکا ہوگا ان سے عذاب اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

لفظی ترجمہ دسواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۱

وَ۔اور	اِذْ۔جب	اَخَذْنَا۔ہم نے لیا	مِيْثَاقَ۔عہد
بَنِيْٓ۔اولاد	اِسْرَآءِيْلَ۔یعقوب سے	لَا۔نہ	تَعْبُدُوْنَ۔پوجو گے تم
اِلَّا۔مگر	اللّٰهَ۔اللہ کو	وَ۔اور	بِالْوَالِدَيْنِ۔ماں باپ کے ساتھ
اِحْسَانًا۔احسان	وَّ۔اور	ذِي الْقُرْبٰى۔رشتہ داروں	وَ۔اور
الْيَتٰمٰى۔یتیموں	وَ۔اور	الْمَسٰكِيْنِ۔مسکینوں سے	وَ۔اور
قُوْلُوْا۔کہو	لِلنَّاسِ۔لوگوں سے	حُسْنًا۔اچھی بات	وَّ۔اور
اَقِيْمُوا۔قائم کرو	الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور	اٰتُوا۔دو
الزَّكٰوةَ۔زکوۃ	ثُمَّ۔پھر	تَوَلَّيْتُمْ۔تم منحرف ہوگئے	اِلَّا۔مگر
قَلِيْلًا۔تھوڑے	مِّنْكُمْ۔تم میں سے	وَ۔اور	اَنْتُمْ۔تم
مُّعْرِضُوْنَ۔منحرف ہوئے	وَ۔اور	اِذْ۔جب	اَخَذْنَا۔لیا ہم نے
مِيْثَاقَكُمْ۔عہد تم سے	لَا۔نہ	تَسْفِكُوْنَ۔بہاؤ گے	دِمَآءَكُمْ۔اپنا خون
وَ۔اور	لَا۔نہ	تُخْرِجُوْنَ۔نکالو گے	اَنْفُسَكُمْ۔اپنوں کو
مِّنْ دِيَارِكُمْ۔اپنی بستی سے	ثُمَّ۔پھر	اَقْرَرْتُمْ۔تم نے اقرار کیا	وَ۔اور
اَنْتُمْ۔تم	تَشْهَدُوْنَ۔گواہ ہو	ثُمَّ۔پھر	اَنْتُمْ۔تم
هٰٓؤُلَآءِ۔وہ ہو کہ	تَقْتُلُوْنَ۔قتل کرتے ہو	اَنْفُسَكُمْ۔اپنوں کو	وَ۔اور
تُخْرِجُوْنَ۔نکالتے ہو	فَرِيْقًا۔ایک گروہ کو	مِّنْكُمْ۔اپنے سے	مِّنْ دِيَارِهِمْ۔ان کے گھروں سے
تَظٰهَرُوْنَ۔مدد دیتے ہو	عَلَيْهِمْ۔ان پر	بِالْاِثْمِ۔گناہ	وَ۔اور
الْعُدْوَانِ۔زیادتی کی	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	يَّاْتُوْكُمْ۔آئیں
كُمْ۔تم میں	اُسٰرٰى۔قیدی	تُفٰدُوْهُمْ۔فدیہ دیتے ہو ان کا	وَ۔اور
هُوَ۔وہ	مُحَرَّمٌ۔حرام ہے	عَلَيْكُمْ۔تم پر	اِخْرَاجُهُمْ۔ان کا نکالنا
اَ۔کیا	فَتُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے ہو	بِبَعْضِ۔بعض	الْكِتٰبِ۔کتاب پر
وَ۔اور	تَكْفُرُوْنَ۔کفر کرتے ہو	بِبَعْضٍ۔بعض سے	فَمَا۔تو کیا
جَزَآءُ۔بدلہ ہے	مَنْ۔جو	يَّفْعَلُ۔کرے	ذٰلِكَ۔ایسا

www.waseemziyai.com

مِنْكُمْ۔تم میں سے	اِلَّا۔مگر	خِزْيٌ۔رسوائی	فِي الْحَيٰوةِ۔زندگی
الدُّنْيَا۔دنیا میں	وَ۔اور	يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
يُرَدُّوْنَ۔لوٹائے جائیں گے	اِلٰى۔طرف	اَشَدِّ۔سخت	الْعَذَابِ۔عذاب کی
وَ۔اور	مَا۔نہیں	اللّٰهُ۔اللہ	بِغَافِلٍ۔بے خبر
عَمَّا۔تمہاری	تَعْمَلُوْنَ۔کرتوں سے	اُولٰٓئِكَ۔یہ	الَّذِيْنَ۔وہ ہیں
اشْتَرَوُا۔کہ خریدتے ہیں	الْحَيٰوةَ۔زندگی	الدُّنْيَا۔دنیا کی	بِالْاٰخِرَةِ۔آخرت کے بدلے
فَلَا۔تو نہ	يُخَفَّفُ۔ہلکا ہو	عَنْهُمُ۔ان سے	الْعَذَابُ۔عذاب
وَ۔اور	لَا۔نہ	هُمْ۔وہ	يُنْصَرُوْنَ۔مدد کئے جائیں

مختصر تفسیر اردو دسواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۱

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ۔ اور جب ہم نے عہد لیا بنی اسرائیل سے کہ نہ پوجنا کسی کو سوا اللہ کے اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو۔

مِیْثَاق۔اقرار و عہد۔وثوق اور وثاق کے لفظ بھی اس کے مادے سے نکلے ہیں۔بنی اسرائیل کے اس میثاق کا ذکر قرآن پاک کے دوسرے حصوں میں کئی جگہ آیا ہے۔توریت و انجیل میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔

میثاق کے معنی مستحکم عہد کے ہیں۔آیہ کریمہ میں وہ عہد جو بنی اسرائیل سے لیا تھا وہ مندرجہ ذیل امور پر تھا۔ایک تو اشراک باللہ سے مجتنب رہنے کا اس لئے کہ یہ اعظم گناہ ہے۔

دوسرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا اس لئے کہ وہ عبادت ہے کہ اس کی فضیلت میں حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّ وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَقْدَامِ الْاَبَوَیْنِ۔

اور والدین سے حسن سلوک کے یہ معنی ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات نہ کی جائے کہ جس سے انہیں ایذا پہنچے۔یا صدمہ ہو اور اپنے بدن اور مال سے ان کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو۔البتہ اگر وہ شرک کی طرف لانے کی کوشش کریں تو اس میں ان کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔حَیْثُ قَالَ۔

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۔ اور اگر تجھ سے اس بات پر جھگڑا کریں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو نہ کہا مان ان کا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔

چنانچہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر والدین اپنی خدمت کے لئے ترک نوافل کا حکم دیں تو وہ نفل ترک کر دے۔اس لئے کہ ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔فرض و واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کئے جائیں گے۔

والدین کے ساتھ احسان کے طریقے احادیث میں ہیں۔وہ یہ ہیں کہ تہ دل سے ان سے محبت رکھے رفتار و گفتار میں

www.waseemziyai.com

نشست و برخاست میں ان کا ادب کرنا لازمی ہے۔ ان کی شان میں تعظیم کے الفاظ کہے۔ انہیں راضی رکھنے میں بحد شریعت سعی کرے۔ اپنے نفیس سے نفیس مال کو ان کی خدمت میں صرف کرنے سے اعراض نہ کرے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت پر عمل پیرا ہو۔ ان کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ صدقہ دے اگر مال نہ ہو تو تلاوت کلام پاک سے ایصال ثواب کرے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے حضور ان کی مغفرت کے لئے دعا کرے۔ ہفتہ میں کم سے کم ایک بار ان کی قبر پر حاضری دے۔

اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ بھی ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا بد مذہبی کی طرف ان کا میلان ہو تو ان کی نرمی سے اصلاح کرے اور انہیں صلاح و تقویٰ اور عقیدہ حقہ کی طرف لایا جائے۔

تیسرے یہ کہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے ان کے حقوق ادا کرے اور ان کی خدمت کرنے میں کسی قسم کی بھی کوتاہی نہ کرے۔

چوتھے یتامیٰ کے ساتھ ہمدردی و محبت سے پیش آئے۔ یتیم اس بچہ کو کہتے ہیں جس کا ماں باپ نہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ میں اور یتیم کا کفیل بروز قیامت ساتھ رہیں گے۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنے اس کے سر کے بال ہیں۔

پانچویں مسکین کی مدد کرنا۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس شام کے لئے بھی کھانے کو نہ ہو یعنی فقر و تنگ دستی نے ان کو ساکن کر دیا ہو۔

چھٹے لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آنا۔ خندہ پیشانی ملنا۔ نیک بات نرمی و حسن سے کرنا ایسی بات جو سرتا پا نیکی ہو۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیک بات لوگوں کو بتاتے رہو اور بری بات سے روکتے رہو۔

ساتویں نماز قائم رکھنا کہ یہ فرائض خدا عزوجل سے ہے۔

آٹھویں زکوٰۃ دینا اور

زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی ملکیت پر سال گزر جانے کے بعد اس میں سے چالیسواں حصہ کسی مسلمان غریب، مسکین، یتیم، یسیر، اسیر کو دینی فرض ہو جاتی ہے۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ چالیس سال میں سابقہ مالداری غرباء میں تقسیم ہوتی رہے اور اس کی جدید کمائی اس کی ملکیت بنے

دوسری حکمت یہ ہے کہ مسلمانوں کی کمائی مسلمانوں میں مشترک رہے۔ آگے ارشاد ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ پھر تم اپنے عہد سے بدل گئے مگر تم میں سے تھوڑے۔ اور تم منحرف تھے۔

یعنی یہود میں عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو اپنے عہد پر قائم رہے اور باقی سب بدل گئے اور یہ عہد شکنی کے پرانے عادی تھے۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ

بنی اسرائیل سے توریت میں عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں گے۔

www.waseemziyai.com

وطن سے نہ نکالیں گے۔

اور جو بنی اسرائیلی کسی کی قید میں ہوا سے فدیہ دے کر چھڑا لیں گے۔

اس پر انہوں نے اقرار بھی کیا اور آپس میں اس عہد پر گواہ بھی ہوئے۔

لیکن بعد میں قائم نہ رہے اور بدل گئے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ نواح مدینہ میں دو فرقے سکونت پذیر تھے ایک بنی قریظہ، دوسرے بنی نضیر اور مدینہ میں دو فرقے اوس اور خزرج رہتے تھے ان میں باہمی حلف تھا یعنی یہ ایک دوسرے کے حلیف تھے۔

بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج کے۔ یہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد پر آتے اور اپنے حلیف کے ساتھ ہو کر آپس میں شمشیر زنی کرتے۔ چنانچہ بنو قریظہ بنو نضیر پر چڑھائی کرتے اور بنی نضیر بنی قریظہ کے قتل پر تیار رہتے حتیٰ کہ ان کے گھر ویران کر دیتے انہیں ان کے مساکن سے نکال دیتے۔

لیکن جب ان کی قوم کے لوگوں کو ان کے حلیف قید کر لیتے تو وہ انہیں مالی فدیہ دے کر چھڑا لیتے یعنی اگر بنی نضیر کا کوئی شخص اوس کے ہاتھ قید ہو جاتا تو بنی قریظہ اس کو مالی معاوضہ دے کر رہا کرا لیتے۔ حالانکہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت ان کی زد میں آ جاتا تو اس کے قتل کرنے میں کبھی دریغ نہ کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے انہیں ملامت کی گئی۔ اس لئے کہ بوقت قتل تو قتل سے باز نہیں آتے اور قید ہو جانے کی صورت میں اپنا عہد سامنے رکھو۔ یہ بعض عہد پر ایمان اور بعض سے کفر کے مترادف ہے۔

آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل مسائل نکلے۔

اول یہ کہ ظلم و عدوان پر کسی ظالم کی مدد کرنا بھی حرام ہے۔

دوسرے یہ کہ معاہدہ کے خلاف کرنا حرام ہے۔

تیسرے یہ کہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔

چوتھے یہ کہ کتاب اللہ کے بعض کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا کفر ہے۔

پانچویں یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی کو ماننا اور دوسرے نبی کو نہ ماننا اسے کفر سے نہیں بچا سکتا جیسے یہود کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مان کر حضور سید عالم ﷺ کے منکر ہو کر کافر ہوئے۔ اس کی تشریح میں اس کے آگے ارشاد ہے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ اور جب ہم نے اے بنی اسرائیل تم سے عہد لیا کہ خون نہ کرو گے اپنوں کا اور اپنے لوگوں کو ان کی بستیوں سے نہ نکالو گے پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔

تَسْفِكُوْنَ۔ کا مادہ سفک ہے جس کے معنی بہانا ہے محاورہ کے مطابق اس جملہ کے معنی قتل کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہودیوں سے دو مزید وعدے لئے تھے ایک تو یہ کہ وہ آپس میں خونریزی نہ کریں گے۔

دوسرے یہ کہ وہ جلاوطن نہ کریں گے کیونکہ قوم کا اجتماعی رعب ختم ہو جائے گا۔ مخالفوں کو موقع ملے گا اور وہ اپنا تسلط جما لیں گے۔

www.waseemziyai.com

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

پھر تم ہو کہ اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنوں میں سے ایک گروہ کو ان کی بستیوں سے نکالتے ہو ان کے مخالف کی مدد کرتے ہو اور گناہ اور ظلم میں ان کی اعانت کرتے ہو اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو کیا ہے اس کا بدلہ جو تم میں سے ایسا کرے مگر یہ کہ رسوا ہو دنیا میں اور بروز قیامت پھیرا جائے گا سخت عذاب کی طرف اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ گناہ اور ظلم ہے۔ اثم کے معنی گناہ ہیں۔ آثم گنہگار کو کہتے ہیں۔

عدوان کے لفظی معنی سرکشی اور بغاوت کے ہیں۔ اعتداء حد سے بڑھنے کو کہتے ہیں یہاں ظلم کے معنی میں استعمال ہوا ہے بنی اسرائیل باہم جو قتل و غارت کرتے تھے یہ سب کچھ محض گناہ ظلم و ستم کے طور پر ہوتا تھا۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی اسرائیل کے دو قبیلے بنو نضیر اور بنو قریظہ جو مدینہ منورہ کے قریب رہتے تھے ان کی بھی عادت یہی تھی کہ ہمیشہ باہم جنگوں میں مصروف رہتے تھے۔ ساکنین مدینہ کے بھی دو قبیلے تھے اوس اور خزرج یہودیوں کا ایک قبیلہ مشرکوں کے ساتھ مل جاتا تھا اور دوسرا مشرکوں کے دوسرے جتھوں سے مل جاتا تھا پھر قتل و غارت باہمی ہوتی تھی۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں میں سخت اختلاف پیدا ہوا ان کی بھی باہم خونریزیاں ہوئیں جس کے نتیجہ میں وہ برباد ہو گئے۔

ان اعمال کے بدلے دنیا کی تو یہ رسوائی ہوئی کہ بنی قریظہ ۳ھ میں ایک دن میں سات سو آدمی قتل کئے گئے اور بنی نضیر اس سے پہلے ہی جلاوطن کئے جا چکے تھے جو حلیفوں کی خاطر عہد الٰہی کی مخالفت کرتے رہے یہ اس کا وبال تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ ان کی کوئی مدد ہی کی جائے گی۔

بے راہ روی اور غلط کاریوں سے باز رکھنے والا صرف اللہ اور آخرت کا تصور ہے۔ یہود کی مذہبی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو آخرت پر ایمان ہی نہ رہا تھا۔

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔ انہیں مدد نہ پہنچے گی۔ نصر کا مادہ انصار مدد کرنے والے ہیں یعنی اس عذاب سے رہائی کے لئے کسی طرف سے انہیں قطعاً مدد نہ پہنچے گی۔

وہ لوگ جنہوں نے اللہ عزوجل کے احکام کی خلاف ورزی کی اس سے عہد اقرار کر کے پھر گئے اور دین کو دنیاوی مفاد پر قربان کر دیا۔ دنیا کی عارضی لذتوں کی خاطر دین کو چھوڑ دیا ان کے لئے آخرت میں سخت ترین عذاب ہے مرنے کے بعد انسان کو نیک عمل ہی ساتھ دے سکتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَ قَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۪ وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی مدد کی تو کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم لائے جو تمہاری دلی خواہش نہیں تھی تو تم نے تکبر کیا تو ان نبیوں میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝

اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کی وجہ سے تو ان میں تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۝

اور جب ان کے پاس آئی کتاب اللہ کے پاس سے اس کی تصدیق کرنے والی جو ان کے پاس ہے توریت اور اس سے پہلے وہ ان کے وسیلہ سے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب وہ آئے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے پاس جانے پہچانے ہوئے تو ان سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ یَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْیًا اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝

کتنے برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اتارے سے منکر ہوں اس سے کہ اللہ اتارے اپنے فضل سے جس پر چاہے وحی اتارے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ یَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

اور جب کہا جائے ان سے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہوا تم فرماؤ کہ پھر نبیوں کو کیوں شہید کیا جو پہلے آئے اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا۔

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

اور بے شک آیا موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا معبود پکڑ لیا اور تم ظالم اور مشرک تھے۔

www.waseemziyai.com

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا ۗ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۹۳﴾

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور تمہارے اوپر بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو۔ بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور رچ گیا ان کے دلوں میں بچھڑا ان کے کفر کے سبب تم فرماؤ کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾

فرمادو اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے تو موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔

وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۵﴾

اور ہرگز کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے اپنی بداعمالیوں کے سبب جو کر چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔

وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَیٰوةٍ ۛۚ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور یقیناً آپ انہیں پائیں گے لوگوں سے زیادہ حریص جینے پر اور مشرکوں سے ایک ایک محبوب رکھتا ہے کہ کسی طرح عمر پائے ہزار برس اور وہ جینا اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اور اللہ ان کی کرتوت دیکھ رہا ہے۔

لفظی ترجمہ گیارہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	اٰتَیْنَا۔دی ہم نے	مُوْسٰی۔موسیٰ کو
الْكِتٰبَ۔کتاب	وَ۔اور	قَفَّیْنَا۔پے در پے بھیجے ہم نے	مِنْۢ بَعْدِهٖ۔اس کے بعد
بِالرُّسُلِ۔رسول	وَ۔اور	اٰتَیْنَا۔دیں ہم نے	عِیْسَی۔عیسیٰ
بْنَ۔بیٹے	مَرْیَمَ۔مریم کو	الْبَیِّنٰتِ۔کھلی نشانیاں	وَ۔اور
اَیَّدْنٰهُ۔تائید کی اس کی	بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔جبریل سے	اَفَكُلَّمَا۔تو کیا جب	جَآءَكُمْ۔آئے تمہارے پاس
رَسُوْلٌ۔رسول	بِمَا۔اس کے ساتھ جو	لَا۔نہ	تَهْوٰۤی۔چاہتے تھے
اَنْفُسُكُمُ۔تمہارے نفس	اسْتَكْبَرْتُمْ۔تو تکبر کیا تم نے	فَفَرِیْقًا۔تو ایک گروہ کو	كَذَّبْتُمْ۔تم نے جھٹلایا
وَ۔اور	فَرِیْقًا۔ایک گروہ کو	تَقْتُلُوْنَ۔شہید کرتے ہو	وَ۔اور
قَالُوْا۔بولے	قُلُوْبُنَا۔ہمارے دلوں پر	غُلْفٌ۔پردے ہیں	بَلْ۔بلکہ
لَعَنَهُمُ۔لعنت کی ان پر	اللّٰهُ۔اللہ نے	بِكُفْرِهِمْ۔ان کے کفر کے سبب	فَقَلِیْلًا۔تو تھوڑے ہیں
مَّا۔جو	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے ہیں	وَ۔اور	لَمَّا۔جب
جَآءَهُمْ۔آئی ان کے پاس	كِتٰبٌ۔کتاب	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔اللہ کے پاس سے	مُصَدِّقٌ۔تصدیق کرتی

www.waseemziyai.com

لِمَا۔ اس کی
مِنْ قَبْلُ۔ اس سے قبل
كَفَرُوْا۔ کفر کرنے والے تھے
عَرَفُوْا۔ جانا پہچانا
اللّٰهِ۔ اللہ کی
اشْتَرَوْا۔ خریدا
يَكْفُرُوْا۔ کہ کفر کریں
بَغْيًا۔ حسد کرتے جلن میں
مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے
مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے
غَضَبٍ۔ غضب کے
مُّهِيْنٌ۔ ذلت کا
لَهُمْ۔ ان سے
اللّٰهُ۔ اللہ نے
اُنْزِلَ۔ نازل ہوا
بِمَا۔ اس کے جو
الْحَقُّ۔ حق ہے
قُلْ۔ فرما دو تو
مِنْ قَبْلُ۔ اس سے پہلے
وَ۔ اور
بِالْبَيِّنٰتِ۔ کھلی نشانیاں لیکر
مِنْ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد
وَ۔ اور
وَ۔ اور
خُذُوْا۔ لو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
فِيْ قُلُوْبِهِمُ۔ ان کے دلوں میں

مَعَهُمْ۔ جو ان کے ساتھ ہے
يَسْتَفْتِحُوْنَ۔ فتحیابی مانگتے
فَلَمَّا۔ تو جب
كَفَرُوْا۔ منکر ہوئے
عَلَى۔ اوپر
بِهٖ۔ انہوں نے
بِمَآ۔ اس کے ساتھ
اَنْ۔ اس سے کہ
عَلٰى۔ اوپر
وَ۔ اور
اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ
قَالُوْا۔ کہتے ہیں
عَلَيْنَا۔ ہم پر
وَرَآءَهٗ۔ علاوہ ہے اس کے
مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرنے والا
فَلِمَ۔ کس لئے
اِنْ۔ اگر
لَقَدْ۔ بے شک
ثُمَّ۔ پھر
وَ۔ اور
اِذْ۔ جب
رَفَعْنَا۔ اونچا کیا ہم نے
مَآ۔ جو
اسْمَعُوْا۔ سنو
عَصَيْنَا۔ نہ مانا
الْعِجْلَ۔ بچھڑا

وَ۔ اور
عَلَى۔ اوپر
جَآءَهُمْ۔ آیا ان کے پاس
بِهٖ۔ ان کے
الْكٰفِرِيْنَ۔ منکروں کے
اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جان کو
اَنْزَلَ۔ جو نازل کیا
يُنَزِّلَ۔ نازل کیا
مَنْ۔ جس کے
بِغَضَبٍ۔ غضب کے
لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کیلئے
اِذَا۔ جب
بِمَآ۔ اس پر جو
نُؤْمِنُ۔ ایمان لائے ہم
وَ۔ اور
وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ
لِمَا۔ اس کا جو
تَقْتُلُوْنَ۔ قتل کیا تم نے
كُنْتُمْ۔ تھے تم
جَآءَكُمْ۔ آئے تمہارے پاس
اتَّخَذْتُمُ۔ پکڑا تم نے
اَنْتُمْ۔ تم
اَخَذْنَا۔ لیا ہم نے
فَوْقَكُمُ۔ تم پر
اٰتَيْنٰكُمْ۔ ہم نے تمہیں دیا
قَالُوْا۔ بولے
وَ۔ اور
بِكُفْرِهِمْ۔ بوجہ ان کے کفر کے

كَانُوْا۔ تھے وہ
الَّذِيْنَ۔ ان کے جو
مَا۔ وہ
فَلَعْنَةُ۔ تو لعنت ہے
بِئْسَمَا۔ کس برے دام میں
اَنْ۔ اس سے
اللّٰهُ۔ اللہ نے
اللّٰهُ۔ اللہ نے
يَشَآءُ۔ چاہے
عَلٰى۔ اوپر
بِغَضَبٍ۔ غضب کے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
قِيْلَ۔ کہا جائے
اَنْزَلَ۔ نازل کیا
بِمَآ۔ اس پر جو
يَكْفُرُوْنَ۔ منکر ہیں
هُوَ۔ وہ
مَعَهُمْ۔ ان کے ساتھ ہے
اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ۔ اللہ کے نبیوں کو
مُّؤْمِنِيْنَ۔ ایمان لانے والے
مُوْسٰى۔ موسیٰ
الْعِجْلَ۔ بچھڑا
ظٰلِمُوْنَ۔ ظالم مشرک تھے
مِيْثَاقَكُمْ۔ عہد تم سے
الطُّوْرَ۔ طور کو
بِقُوَّةٍ۔ زور سے
سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا
اُشْرِبُوْا۔ رچ پچ گیا
قُلْ۔ کہہ

www.waseemziyai.com

بِئْسَمَا۔ برا ہے وہ جو
اِنْ۔ اگر
اِنْ۔ اگر
اٰلْاٰخِرَةُ۔ آخرت کا
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے
اِنْ۔ اگر
لَنْ۔ ہرگز نہ
قَدَّمَتْ۔ جو آگے کر چکے ہیں
عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے
آپ انہیں
حَيٰوةٍ۔ زندہ رہنے کے
يَوَدُّ۔ محبوب رکھتے ہیں
اَلْفَ۔ ہزار
هُوَ۔ وہ
يُعَمَّرَ۔ زندہ رہیں
بِمَا۔ ان کے

يَأْمُرُكُمْ۔ حکم دیتا ہے تمہیں
كُنْتُمْ۔ ہوتے تم
كَانَتْ۔ ہے
عِنْدَ۔ نزدیک
النَّاسِ۔ لوگوں کے
كُنْتُمْ۔ ہو تم
يَتَمَنَّوْهُ۔ تمنا کرو گے
اَيْدِيْهِمْ۔ تمہارے ہاتھ
بِالظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو
اَحْرَصَ۔ زیادہ حریص
وَ۔ اور
اَحَدُهُمْ۔ ایک ان کے
سَنَةٍ۔ سال
بِمُزَحْزِحِهٖ۔ علیحدہ ہو سکتے
وَ۔ اور
يَعْمَلُوْنَ۔ کرتوت

بِهٖ۔ اس کا
مُّؤْمِنِيْنَ۔ ایمان والے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
اللّٰهِ۔ اللہ کے
فَتَمَنَّوُا۔ تو تمنا کرو
صٰدِقِيْنَ۔ سچوں میں
اَبَدًا۔ کبھی
وَ۔ اور
وَ۔ اور
النَّاسِ۔ لوگوں میں
مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان میں سے وہ
لَوْ۔ اگر
وَ۔ اور
مِنَ الْعَذَابِ۔ عذاب سے
اللّٰهُ۔ اللہ

اِيْمَانُكُمْ۔ تمہارا ایمان
قُلْ۔ کہو
الدَّارُ۔ گھر
خَالِصَةً۔ مخصوص
الْمَوْتَ۔ موت کی
وَ۔ اور
بِمَا۔ بسبب اس کے
لِلّٰهِ۔ اللہ
لَتَجِدَنَّهُمْ۔ یقیناً پائیں گے
عَلٰى۔ اوپر
اَشْرَكُوْا۔ جو مشرک ہیں
يُعَمَّرُ۔ زندہ رہیں
مَا۔ نہیں
اَنْ۔ اگر
بَصِيْرٌ۔ دیکھنے والا

مختصر تفسیر اردو گیارہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ۔ اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا کی۔

اس کتاب سے توریت شریف مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے تمام عہد مذکور تھے جس میں سب سے اہم یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا ان پر ایمان لانا۔ ان کی تعظیم و توقیر کے معاملہ میں کوئی مرحلہ فروگزاشت نہ کرنا۔

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ۔ اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔

بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تک انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری رہا جن میں مشہور نبی یہ ہیں۔ حضرت یوشع، حضرت داؤد، حضرت زکریا، حضرت عنوئیل، شمعون، سلیمان، حضرت ایوب، حضرت شعیاہ، حضرت ارمیاہ حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ، حضرت الیاس، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سب سے آخری نبی ہیں ان کے بعد نبوت بنی اسماعیل میں منتقل ہو گئی۔

قَفَّيْنَا۔ یہ لفظ قفا سے ہے اسم کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اس وقت یہ پشت کے معنی دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جو انبیاء علیہم السلام آتے رہے ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ سب کے سب شریعت موسوی کے محافظ اور اس کے احکام جاری کرنے والے تھے اور چونکہ خاتم الانبیاء سید

www.waseemziyai.com

الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی۔ اس لئے حضور کے بعد شریعت محمدیہ کی حفاظت و اشاعت ربانی علماء ملت کو عطا ہوئی۔

یہاں اس مسئلہ کو حسب موقعہ مختصراً سمجھ لینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جماعت مرتدہ مرزائیہ عام طور پر عوام میں یہ مغالطہ پھیلاتی ہے کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قرآن کریم میں وارد ہے اور خاتم مہر کے معنی میں آتا ہے۔

اس کا اول تو جواب حدیث نبوی سے مسکت ہمارے سامنے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لَا نَبِيَّ میں لَا نفی جنس ہے اور یہ لَا ہے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں ہے۔

سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گنجائش تاویلی ہی نہ چھوڑی خاتم کے معنی لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کر دیئے تو اب کسی قسم کے قیل و قال محض موشگافی اور بے ایمانی ہی ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ عربی لغت کا فیصلہ عربی لغات کے ذریعہ پر موقوف ہے۔ منتہی الارب، قاموس، صراح، تاج العروس سب نے لکھا اَلْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ مَا يُخْتَمُ بِهٖ۔ خاتِم خاتَم دونوں طرح اس ہی معنی میں آتا ہے جس پر کوئی شے ختم ہو جائے۔ بلکہ بعض نے تو مَا يُخْتَمُ بِهِ النُّبُوَّةُ بھی لکھ دیا ہے۔ پھر قرآن کریم کا قاعدہ بیان اتنا واضح ہے کہ جہاں ختم کو بمعنی مہر لیا گیا ہے وہاں علیٰ ضرور آیا ہے اور جہاں آخر کے معنی لئے گئے وہاں علیٰ قطعاً نہیں۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ یہاں ختم کے ساتھ علیٰ موجود ہے اس لئے کہ یہاں مہر کے معنی میں مادہ ختم لایا گیا۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ یہاں بھی علیٰ اس لئے لایا گیا کہ ختم بمعنے مہر لیا گیا وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں علیٰ اس ہی لئے نہیں آیا کہ یہاں مہر کے معنی نہیں بلکہ آخر کے معنی مقصود ہیں۔ اس کے علاوہ بکثرت احادیث صحیحہ ہمارے دعویٰ کی موید ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی۔

اَلْقُدُسِ۔ بمعنی طہارت، پاکی، قدس، پاک سے مراد اللہ تعالیٰ عزوجل ہے۔ تعظیم کے لئے اپنی ذات کی طرف نسبت فرمایا جیسے بیت اللہ، اللہ کا گھر، ناقۃ اللہ، اللہ کی اونٹنی۔

دوسری وَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ پھونکا اس میں ہم نے روح اپنی سے۔ یا روح کی اضافت القدس کی طرف ایسی ہے جیسے حاتم الجود، حاتم سخاوت کا، حاتم کی اضافت جود کی طرف ہے۔ اس طرح القدس، پاکی صفت روح کی ہوگی۔ حضرت جبریل اور عیسیٰ علیہما السلام کو ان کے معصوم اور پاک ہونے کی وجہ سے پاک فرمایا گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ولادت کے وقت شیطان سے پاک رکھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بچہ اولاد آدم میں پیدا ہوتا ہے اسے ولادت کے وقت شیطان چھوتا ہے سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے کہ وہ دونوں محفوظ رہے۔ (بخاری، مسلم)

اور نشانیوں سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے ہیں جیسے اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ

www.waseemziyai.com

اللہ ۔ اندھے کو سوائھا کر دیتا ہوں اور کوڑھی کو تندرست اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے ۔

یا بینات سے مراد انجیل ہے ۔

اور روح القدس سے مراد حضرت روح الامین علیہ السلام ہیں کہ وہ اجسام خاکی نہیں ۔ بلکہ اجسام نوریہ ہیں ۔ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی حیات ہے ۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے عہد میں رہنے پر مامور تھے ۔ آپ ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے ۔ اس وقت تک حضرت جبریل علیہ السلام سفر حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے ۔ تائید روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل میں ایک فضیلت جلیلہ ہے ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور کے بعض امتیوں کو بھی تائید روح القدس میسر ہوئی صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے جب مسجد نبوی میں منبر بچھایا جاتا اور آپ اس پر حضور ﷺ کی نعت کرتے تو ان کے لئے حضور فرماتے اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْحَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔ اے اللہ حسان کی روح القدس سے مدد فرما ۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۗ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۔ تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آیا جو تمہارے نفس کی خواہش کے خلاف تھا تو تم نے تکبر کیا اور ان انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ انبیاء کو شہید کیا ۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پائے تو سرے سے نبیوں ہی کی مخالفتیں شروع کر دیں اور موقع پا کر بہت انبیاء کرام علیہم السلام شہید کر ڈالے حضرت شعیب حضرت زکریا اور بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کر دیا ۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے رہے کبھی آپ پر جادو کیا ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی نے جادو کیا حتی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام کیا ہے یا نہیں ایک روز بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عائشہ معلوم ہے کہ میں نے بارگاہ ایزدی میں جو دعا کی تھی اس سے مجھے معلوم ہو گیا ۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا بات ہے ؟

فرمایا میرے پاس دو شخص آئے ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائنتی پھر ایک نے دوسرے سے دریافت کیا تو دوسرے نے جواب دیا کہ لبید بن عاصم یہودی نے ایک کنگھی اور کچھ بالوں اور کھجور کے پھل کے خلاف میں جادو کیا ہے اور وہ چاہ ذروان میں ہے ۔

رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ علیہم رضوان کی ایک جماعت کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور ان چیزوں کو نکلوایا اللہ تعالیٰ عزوجل نے صحت عطا فرمائی ۔

اور کبھی زہر دیا ۔ جیسا کہ حدیث میں ہے ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودیوں نے ایک بکری زہر آلود کر کے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھایا جو دست کا تھا اور کھانا شروع کیا چند صحابہ کرام

www.waseemziyai.com

رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہمراہ تھے جب کچھ کھالیا تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ کھانے سے سب ہاتھ اٹھالو اور ان یہودیوں کو بلوا بھیجا جب وہ آئے تو دریافت فرمانے پر انہوں نے اعتراف کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ زہر ہم نے اس لئے ملایا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو کچھ نقصان نہ ہوگا ورنہ ہم آرام سے ہو جاویں گے۔

شافع محشر نے ان کا قصور معاف فرما دیا اور سزا نہیں دی اور صحابہ علیہم رضوان میں جس جس نے کھایا تھا وہ وفات پا گئے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وصال کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے اے عائشہ خیبر میں جو زہر آلود کھانا کھایا تھا اس کا اثر اب تک محسوس ہو رہا ہے۔ (بخاری)

اور اس کے علاوہ بھی انواع واقسام کے فریب قتل کے لئے کئے لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل کا وعدہ تھا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ اے محبوب تیرا عاصم ومحافظ لوگوں سے اللہ ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ۔ اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

یہ جملہ یہود نے استہزاء کہا تھا۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ حضور کی ہدایت کو ان کے دلوں تک راہ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس استہزاء یعنی لفظ غلف کا جواب دیا۔ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ پردے نہیں پڑے ہیں بلکہ وہ ہماری رحمت سے دور ہو گئے ہیں۔ اپنی سرکشی اور کفر کی وجہ سے ورنہ دل تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے فطرت پر پیدا فرمایا ہے ان میں قبول حق کی استعداد ہے یہ سرکشی اور ہٹ دھرمی ان کے کفر کی شامت ہے کہ انہوں نے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرنے کے بعد انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی اور جس پر لعنت ہو وہ رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور جو رحمت حق سے محروم ہو وہ یقیناً قبول کی نعمت سے محروم ہے اور تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ یہاں فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ بیان فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ اللہ نے مہر کر دی ہے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے تو وہ ایمان نہ لائیں گے مگر تھوڑے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَمَّا جَاۗءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ۔ اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور اوصاف کا بیان مفصل قرآن پاک میں آ گیا اور توریت میں بھی موجود ہے کمافی تفسیر کبیر وخازن

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْ بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ یعنی الٰہی ہمیں نبی امی کے صدقے میں فتح ونصرت عطا فرما۔

يَسْتَفْتِحُوْنَ۔ فتح مانگتے تھے۔ یہ لفظ فتح سے نکلا۔

www.waseemziyai.com

نبی آخر الزمان رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل یہودی جب مدینہ والوں سے گفتگو کرتے تو اس وقت آنے والے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ عزوجل سے فتح و نصرت مانگا کرتے تھے۔ اس سے چند فائدے ظاہر ہوئے۔

۱۔ یہ کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔

۲۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے قبل دنیا میں دنیا پر حضور کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اور اس وقت بھی حضور کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ۔ جب حضور کی بعثت ہوئی تو یہود جانتے تھے کہ یہ وہی ہستی قدس ہے جس کے وسیلہ سے ہم ان کی تشریف آوری سے قبل ان کا وسیلہ لے کر استفتاح کرتے تھے۔ مَا عَرَفُوْا میں ما موصولہ ہے یہ اس لئے مانا گیا کہ توریت کے ذریعہ تمام یہود جان چکے تھے کہ نبی آخر الزمان خاتم النبیین حضور ﷺ ہی ہیں۔ لیکن ان کا انکار محض حسد و عناد اور جاہ و ریاست کی وجہ سے تھا تو اس حسد کی بناء پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ تو اللہ کی لعنت یعنی رحمت سے محرومی منکروں کے لئے ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ کس برے داموں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے نازل کئے ہوئے سے منکر ہوئے اس جلن اور حسد سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اتارے تو چھا گیا ان پر غضب پر غضب یعنی غضب الٰہی کے سزاوار ہو گئے اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

تفسیر: یہ ایک فطری چیز ہے کہ انسان اپنی جان کی خلاصی کے لئے وہی کام کرنا چاہتا ہے جس سے اسے امید رہائی ہو۔ یہود نے وہی کچھ سوچ کر انکار کیا تا کہ ان کی قوم میں ان کا وقار بنا رہے اور یہ خیال نہ کیا کہ دنیا کی عزت چند روزہ ہے۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ وعدہ الٰہی ہے کہ انجام کار کی بھلائی تقویٰ والوں کو ہے مگر انہوں نے دنیا کو مقدم کر کے اس برے سودے میں پڑ گئے اور اللہ کے نبی اور اس کی کتاب کے منکر ہو گئے جو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ کے مصداق بن کر غضب دنیا اور غضب آخرت میں پھنس گئے اور ذلت کے عذاب کا وعید ان کے لئے اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے آیا وہ یہ چاہتے ہی رہے کہ ختم نبوت کا منصب بنی اسرائیل میں سے کسی کو ملتا۔ جب دیکھا کہ وہ محروم رہے اور یہ شرف بنی اسماعیل کو ملا اور منصب خاتمیت سے نوازے گئے تو حسب عادت حسد کرنے لگے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا انکار کر دیا تو انواع و اقسام کی ذلت والے عذاب کے مستحق ہوئے آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۭ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے نازل کئے پر ایمان لاؤ یعنی قرآن کریم اور تمام وہ کتابیں اور صحائف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے سب پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اترا یعنی صرف اور صرف توریت۔ اور باقی سے انکار کرتے ہیں۔ یہ محض توریت پر ایمان لانے کا دعویٰ غلط ہے اس لئے کہ قرآن پاک جو توریت کا مصدق ہے اس کا انکار یقیناً توریت کا انکار ہے یا آگے ھُوَ الْحَقُّ وہ قرآن حق ہے اور ان کے پاس والی کتاب یعنی

www.waseemziyai.com

توریت کی تصدیق فرماتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اے محبوب آپ فرمائیں اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو توریت کی حمایت تو کئی ہزار انبیاء کرتے تھے تو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر تم اپنی کتاب توریت پر ایمان رکھتے تھے۔

معلوم ہوا یہ دعویٰ بھی تمہارا غلط ہے محض تمہاری بکواس اور ہرزہ سرائی ہے۔ درحقیقت تمہارا ایمان صرف اور صرف اپنی خواہشات نفسانیہ پر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام کھلی نشانیاں لے کر تشریف لائے پھر تم نے اس کے بعد یعنی ان کے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور تم ظالم تھے یعنی مشرک۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا توریت پر عمل کرنے کا تو تم نے وہ عہد بھی پورا نہ کیا آخر کوہ طور بذریعہ جبریل تمہارے سروں پر بلند کیا اور حکم دیا کہ لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو تو بجائے اس کے کہ حکم مانتے بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اس میں بھی ان کی تکذیب ہے کہ شریعت موسوی کے ماننے کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے اگر تم مانتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور ید بیضا وغیرہ کھلی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد بچھڑا ہرگز نہ پوجتے وجہ یہ ہے کہ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ ان کے دلوں میں بچھڑا رچ پچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب اے محبوب فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان جو خالص کفر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو یہ سچا ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ آگے پھر انہیں کا رد ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ تم فرماؤ اگر پچھلا گھر یعنی جنت اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہے اوروں کے لئے نہیں تو بھلا ہمت کر کے موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔

تفسیر: یہود کے باطل تخیل و توہم میں سے یہ بھی تھا کہ جنت خاص انہی کے لئے ہے۔ چنانچہ اس کا رد فرمایا گیا اور ارشاد ہوا اگر تمہارے زعم باطل میں جنت تمہارے لئے خاص ہے اور آخرت کی طرف سے تم مطمئن ہو تمہیں کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے تو یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جنتی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیوی نعمتیں بھی مصیبت ہیں لہٰذا یہاں کی مصیبتیں کیوں برداشت کرتے ہو۔ جلدی موت کی تمنا کرو تا کہ تمہیں تمہارے زعم کے مطابق راحت حاصل ہو جائے اور اگر تم نے موت کی دعا نہ کی تو اس میں تمہارے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ چنانچہ حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہودی اس مطالبہ پر موت کی دعا کرتے تو یقیناً روئے زمین پر ایک یہودی نہ رہتا سب ہلاک ہو جاتے مگر خود ہی فرمایا جاتا ہے کہ ان کی یہ ہمت ہرگز نہیں کہ تمنائے موت کریں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کا تحفہ موت ہے۔

حضرت حنان بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے نہ اس کی دعا کرے کیونکہ موت آنے کے بعد آدمی کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن کی عمر خیر و نیکی ہی بڑھاتی ہے۔ (مسلم)

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۔ اور ہرگز موت کی آرزو نہ کریں گے ان کی بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے ہیں یہ بھی خبر ہے جو قرآن نے دی کہ باوجود ضد اور شدید حسد و عناد کے خدائی مطالبہ پر وہ ہرگز یہ جرأت نہ کریں گے کہ تمنائے موت کا لفظ بھی زبان پر لائیں چنانچہ موت کی تمنا کی جرأت کسی بھی یہودی کو نہ ہوئی آگے فرمایا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۔ اللہ مشرکوں ظالموں کو خوب جانتا ہے پھر ان کے ضمیروں کا نقشہ کھینچا گیا۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰي حَيٰوةٍ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔

بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی حرص رکھتے ہیں اور مشرکوں سے ہر ایک تمنا کرتا ہے کہ کہیں ہزار برس جیئے۔ حالانکہ لمبی عمر کا پانا عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور اللہ ان کے کرتوت دیکھ رہا ہے۔

چنانچہ حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موت کی محبت اور لقاء الٰہی کا شوق اس قدر دل میں رکھتے تھے کہ اس سنت کے اتباع میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَوَفَاةً فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔ یارب مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر میں وفات نصیب کر۔

پھر عموماً تمام صحابہ اور بالخصوص شہداء بدر و احد اور اصحاب بیت رضوان کو موت فی سبیل اللہ سے محبت تھی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے سردار رستم بن فرخ زاد کے پاس جو نامہ بھیجا اس میں تحریر فرمایا تھا اِنَّ مَعِيَ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا يُحِبُّ الْاَعَاجِمُ الْخَمْرَ۔ میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت کو اتنا محبوب رکھتی ہے جتنا عجمی شراب کو۔

نشان مرد مومن با تو گویم! چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ۔ میں مجوسیوں کے اخلاق کی طرف اشارہ ہے وہ آپس میں تحیت و سلام کے موقع پر "زہ ہزار" (ہزار برس جیو) کی دعا دیا کرتے تھے۔ تو یہودی، مجوسی، گبر، ترسا یہ سب اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰي حَيٰوةٍ ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰي قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

تم فرما دو جو بھی جبریل کا دشمن ہو تو اس نے تمہارے دل پر قرآن اتارا اللہ کے حکم سے تمہارے آگے کی کتابوں کی تصدیق کرتا اور ہدایت اور بشارت مومنوں کو۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور فرشتوں کا اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے تمہاری طرف نازل فرمائیں روشن آیتیں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر بے حکمے فاسق لوگ۔

www.waseemziyai.com

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اور کیا جب کوئی عہد کرتے ہیں تو ان کا ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے۔ بلکہ ان میں اکثر وہ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

وَلَمَّا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جب ان کے پاس کوئی رسول اللہ کے پاس سے ان کے ساتھ والی کتابوں کی تصدیق کرتا تو پھینکا ان کتاب والوں کے ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو پس پشت گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۣ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۣ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور پیرو ہوئے اس کے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا لیکن شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے اور وہ جادو جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں فرشتے کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو آزمائش ہیں اپنا ایمان ضائع کر کے کافر نہ ہو۔ تو ان سے وہ سیکھتے ہیں جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور وہ ضرر نہیں پہنچا سکتے اس سے کسی کو مگر خدا کے اذن سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور بے شک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا کیا نہیں ہے ان کے لئے آخرت میں حصہ اور بے شک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں۔ کہیں انہیں علم ہوتا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے پاس وہ ثواب لیتے بہت اچھا۔ کاش۔ انہیں کسی طرح علم ہوتا۔

لفظی ترجمہ بارہواں رکوع ۔ سورۃ بقرہ ۔ پ ۱

قُلْ ۔ تم فرما دو	مَنْ ۔ جو کوئی ۔	كَانَ ۔ ہو	عَدُوًّا ۔ دشمن
لِّجِبْرِيْلَ ۔ جبریل کا	فَاِنَّهٗ ۔ تو اس نے تو	نَزَّلَهٗ ۔ نازل کیا	عَلٰي ۔ اوپر
قَلْبِكَ ۔ دل تمہارے کے	بِاِذْنِ ۔ ساتھ حکم	اللّٰهِ ۔ اللہ کے	مُصَدِّقًا ۔ تصدیق کرتا
لِّمَا ۔ اس کی	بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ جو اس کے آگے ہے		وَ ۔ اور
هُدًى ۔ ہدایت	وَّ ۔ اور	بُشْرٰى ۔ بشارت	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کیلئے

www.waseemziyai.com

مَنْ۔ جو کوئی
وَ۔ اور
وَ۔ اور
فَاِنَّ۔ تو بے شک
وَ۔ اور
اٰیٰتٍ۔ آیتوں
یَکْفُرُ۔ منکر
اَوَ۔ کیا
نَبَذَہٗ۔ پھینک دیتا ہے
اَکْثَرُھُمْ۔ اکثر ان کے
لَمَّا۔ جب
اللّٰہِ۔ اللہ کے
نَبَذَ۔ پھینک دیتا ہے
الْکِتٰبَ۔ کتاب
کَاَنَّھُمْ۔ گویا کہ
اتَّبَعُوْا۔ پیرو ہوئے
عَلٰی۔ اوپر
مَا۔ نہیں
لٰکِنَّ۔ لیکن
النَّاسَ۔ لوگوں کو
اُنْزِلَ۔ اترا
ھَارُوْتَ۔ ہاروت
مَا۔ نہیں
یَقُوْلَا۔ کہ کہہ لیتے
فَلَا۔ تو نہ
مِنْھُمَا۔ ان دونوں سے
بَیْنَ۔ درمیان
وَ۔ اور

کَانَ۔ ہو
مَلٰٓئِکَتِہٖ۔ اس کے فرشتوں کا
جِبْرِیْلَ۔ جبریل کا
اللّٰہَ۔ اللہ
لَقَدْ۔ بے شک
بَیِّنٰتٍ۔ روشن کو
بِھَآ۔ اس کے
کُلَّمَا۔ جب بھی وہ
فَرِیْقٌ۔ ایک فریق
لَا۔ نہیں
جَآءَھُمْ۔ آتا ہے ان کے پاس
مُصَدِّقٌ۔ تصدیق کرتا
فَرِیْقٌ۔ ایک فریق
کِتٰبَ اللّٰہِ۔ اللہ کی کتاب
وَرَآءَ۔ پیچھے
یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
مَا۔ اس کے جو
مُلْکِ۔ سلطنت
کَفَرَ۔ کفر کیا
الشَّیٰطِیْنَ۔ شیطانوں نے
کَفَرُوْا۔ کفر کیا
السِّحْرَ۔ جادو
عَلَی۔ اوپر
وَ۔ اور
یُعَلِّمٰنِ۔ سکھاتے وہ
اِنَّمَا۔ کہ ہم
تَکْفُرْ۔ کفر کر تم
مَا۔ وہ جو
اَلْمَرْءِ۔ مرد کے
مَا۔ نہیں

عَدُوًّا۔ دشمن
وَ۔ اور
وَ۔ اور
عَدُوٌّ۔ دشمن ہے
اَنْزَلْنَآ۔ اتارا
وَ۔ اور
اِلَّا۔ مگر
عٰھَدُوْا۔ عہد کرتے ہیں
مِّنْھُمْ۔ ان سے
لَا۔ نہیں
رَسُوْلٌ۔ کوئی رسول
لِّمَا۔ اس کی
مِّنَ الَّذِیْنَ۔ ان کا جنہیں
وَرَآءَ۔ پیچھے
یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
تَتْلُوا۔ پڑھتے ہیں
سُلَیْمٰنَ۔ سلیمان کے
سُلَیْمٰنُ۔ سلیمان نے
کَفَرُوْا۔ کفر کیا
وَ۔ اور
الْمَلَکَیْنِ۔ دو فرشتوں کے
مَارُوْتَ۔ ماروت پر
مِنْ اَحَدٍ۔ کسی کو ایک سے
نَحْنُ۔ وہ ہم ہیں
فَیَتَعَلَّمُوْنَ۔ تو ان سے سیکھتے ہیں
یُفَرِّقُوْنَ۔ جدائی ڈالے
وَ۔ اور
ھُمْ۔ وہ

اللّٰہِ۔ اللہ کا
رُسُلِہٖ۔ اس کے رسولوں کا
مِیْکٰلَ۔ میکائیل کا
لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کا
اِلَیْکَ۔ تمہاری طرف
مَا۔ نہیں
الْفٰسِقُوْنَ۔ بے حکم، فاسق
عَھْدًا۔ کوئی عہد
بَلْ۔ بلکہ
وَ۔ اور
مِّنْ عِنْدِ۔ پاس سے
مَعَھُمْ۔ جو ان کے پاس ہے
اُوْتُوا۔ دی گئی
ظُھُوْرِھِمْ۔ اپنی پشت کے
وَ۔ اور
الشَّیٰطِیْنُ۔ شیطان
وَ۔ اور
وَ۔ اور
یُعَلِّمُوْنَ۔ سکھاتے ہیں
مَآ۔ جو
بِبَابِلَ۔ بابل میں
وَ۔ اور
حَتّٰی۔ جبتک
فِتْنَۃٌ۔ فتنہ

بِہٖ۔ اس سے
زَوْجِہٖ۔ اس کی عورت کے
بِضَآرِّیْنَ۔ ضرر پہنچانے والا

www.waseemziyai.com

بِهٖ۔اس سے
اللّٰهِ۔اللہ کے
يَضُرُّهُمْ۔انہیں نقصان دے
وَ۔اور
اشْتَرٰىهُ۔خریدا وہ سودا
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے
مَا۔وہ چیز
لَوْ۔اگر
لَوْ۔اگر
اتَّقَوْا۔پرہیزگاری کرتے
خَيْرٌ۔بہتر

مِنْ اَحَدٍ۔کسی کو
وَ۔اور
وَ۔اور
لَقَدْ۔بے شک
مَا۔نہیں
مِنْ خَلَاقٍ۔کوئی حصہ
شَرَوْا۔جو خریدی
كَانُوْا۔ہوتے وہ
اَنَّهُمْ۔وہ
لَمَثُوْبَةٌ۔تو ثواب پاتے
لَوْ۔اگر

اِلَّا۔مگر
يَتَعَلَّمُوْنَ۔سیکھتے ہیں
لَا۔نہ
عَلِمُوْا۔وہ جانتے ہیں
لَهٗ۔اس کا
وَ۔اور
بِهٖ۔اس سے
يَعْلَمُوْنَ۔جاننے والے
اٰمَنُوْا۔ایمان لاتے
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔اللہ تعالیٰ کے پاس
كَانُوْا۔ہوتے وہ

بِاِذْنِ۔اذن سے
مَا۔وہ جو
يَنْفَعُهُمْ۔نفع دے ان کو
لَمَنِ۔جس نے
فِيْ۔میں
لَبِئْسَ۔بے شک بری ہے
اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جان دے کر
وَ۔اور
وَ۔اور
يَعْلَمُوْنَ۔جاننے والے

مختصر تفسیر اردو بارہواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۱

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ آپ فرمائیں جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اس جبریل نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہوا اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کے لئے۔

شان نزول

اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ یہود کا عالم عبداللہ بن صوریا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کے پاس آسمان سے جو فرشتہ آتا ہے وہ کون ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام۔

ابن صوریا نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے وہ عذاب اور شدت اور خسف لاتا ہے کئی دفعہ ہم سے عداوت کر چکا ہے اگر آپ کے پاس میکائل آتا تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ عزوجل نے دیا کہ یہود کی جبریل سے عداوت بے معنی ہے بلکہ اگر انہیں انصاف پسند ہوتا تو وہ جبریل امین سے محبت کرتے اور ان کے شکر گزار ہوتے کہ وہ ایسی کتاب لائے جس سے ان کی کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے اور بشری للمومنین فرمانے میں یہود کا رد ہے کہ اب تو جبریل علیہ السلام ہدایت اور بشارت لائے ہیں تو اب ان سے عداوت کیوں اب تو اس عداوت سے باز آؤ۔ کیونکہ ہر قسم کا حکم اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے آتا ہے جبریل اور دوسرے فرشتوں رسولوں کی دشمنی بے معنی ہے۔ آگے فرمایا۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ جو کوئی دشمن ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ایسے کافروں کا۔

www.waseemziyai.com

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ یہ جبریل جس کا تمہارے پیغمبر ذکر کرتے ہیں ہمارے دشمن ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فی البداہت فرمایا مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ جو اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور پیغمبروں اور جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ اس کا دشمن ہے۔ راوی حدیث حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر نازل ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام اپنے اسلام لانے سے پہلے اپنی زمین پر کام کر رہے تھے اس حال میں ان کو معلوم ہوا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں آپ کی خدمت عالی میں حاضر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں ان کو نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

ایک تو یہ کہ قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت کیا ہے؟

دوسرے یہ کہ سب سے پہلے جنت والوں کا کھانا کیا ہوگا؟

تیسرے یہ کہ بچہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے اس کی کیا وجہ ہے؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی جبریل امین نے ان تین سوالوں کے جواب بتائے ہیں۔

عبداللہ بن سلام نے حضرت جبریل علیہ السلام کا نام سن کر کہا کہ یہ تو فرشتوں میں سے یہود کے دشمن ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

تفسیر: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا دشمن اور ملائکہ کے ساتھ عداوت کرنے والا کافر اور غضب الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے اور محبوبان حق سے دشمنی اللہ تعالیٰ عزوجل سے دشمنی کرنا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں۔ آیات بینات تک کی آیت مالک بن صیف یہودی کے جواب میں نازل ہوئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اللہ عزوجل کے وہ عہد یاد دلائے جو انہوں نے حضور ﷺ پر ایمان لانے کے متعلق کئے تھے تو ابن صیف نے عہد ہی کا انکار کر دیا۔

یہودیوں کی تاریخ غداری اور عہد شکنی کے واقعات سے بھری پڑی ہے جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول نشانیاں لے کر آتا تو وہ اس کو جھٹلاتے اور عہد کے باوجود اس پر قائم نہ رہتے تھے۔

وَلَمَّا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۤ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے پاس سے ایک رسول ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا تو کتاب والوں کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب پس پشت پھینک دی گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

تفسیر: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم توریت زبور وغیرہ کی تصدیق فرماتے تھے اور خود ان کتابوں میں بھی حضور ﷺ کی

www.waseemziyai.com

تشریف آوری کی خبر اور آپ کے اوصاف و احوال کا بیان تھا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کا وجود باجود ان کتابوں کی تصدیق تھا تو چاہئے یہ تھا کہ اہل کتاب حضور کی رونق افروزی پر اپنی کتابوں پر ایمان لانے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لے آتے تا کہ ان کا اقرار و ایمان اور پختہ ہوتا۔ مگر اس کے برعکس انہوں نے یہ کیا کہ اپنی کتابوں میں تحریف کر کے توریت سے بھی کفر کیا۔

علامہ سدی کا قول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہود نے توریت سے حضور ﷺ کے اوصاف کا مقابلہ کیا۔ اور جب توریت اور قرآن کو بالکل مطابق پایا تو توریت کو بھی چھوڑ دیا یعنی قرآن سے تو بے التفاتی کر ہی رکھی تھی توریت کو بھی پس پشت پھینک دیا۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ یہود نے توریت حریر اور دیبا کے ریشمی غلافوں میں مغرق زری سے مطلا و مزین کر کے رکھ دیا اور اس کے احکام سے ایسے غیر ملتفت ہوئے گویا پس پشت ڈال دیا اور بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ جو فرمایا گیا اس کی تصریح یہ ہے کہ یہود کے چار فرقے تھے۔

ایک توریت پر ایمان لایا اور اس کے حقوق ادا کرتے رہے یہ مومنین اہل کتاب ہیں ان کی تعداد کم تھی۔ اور اکثر حوالوں سے یہی پتہ چلتا ہے۔

اور دوسرا فرقہ وہ تھا جس نے علی الاعلان توریت کے عہد توڑے اس کی حدود سے باہر ہوئے سرکشی کرتے رہے جیسا کہ نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ میں ان کا بیان ہے۔

تیسرا فریق وہ تھا جس نے عہد شکنی کا اعلان تو نہ کیا لیکن اپنی جہالت سے عہد شکنی کا مظاہرہ کرتے رہے یہ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ کے مورد ہیں۔

چوتھے فرقے نے ظاہری طور پر تو عہد کئے اور بغاوت و عناد اور حسد و خفد باطنی کی وجہ سے مخالفت کرتے رہے یہ تصنع سے جاہل بنتے تھے چنانچہ فرمایا كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ گویا انہیں معلوم ہی نہیں آگے ارشاد ہے۔

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ[3]۔ اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے جو جادو لوگوں کو سکھاتے ہیں۔

شان نزول

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کو روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور وہ علماء بھی رحلت کر گئے جو اس راز سے واقف تھے تو شیطان آدمی کی صورت میں بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں تمہیں ایسا خزانہ نہ بتاؤں جسے تم تمام عمر نہ پا سکو گے وہ خزانہ اس کرسی کے نیچے کھود کر دیکھو۔ لوگوں نے کھودنا شروع کر دیا۔ شیطان علیحدہ کھڑا ہو گیا۔ اس لئے کہ اس کرسی کا یہ خاصا

www.waseemziyai.com

تھا کہ جب شیطان اس کرسی کے پاس آتا تو فوراً جل جاتا تھا۔لوگوں نے اس کرسی کے نیچے سے کتب مدفونہ جادو والی کتابیں نکال کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام انہی کے ذریعہ سلطنت کرتے تھے اور جن وانس اور پرند وچرند کو مسخر کرتے تھے۔

شیطان تو یہ بات بتا کر اڑ گیا بنی اسرائیل کے علماء وصلحاء نے اس کا رد کیا لیکن ان کے جاہل لوگ جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم ماننے لگے اور اس کے سیکھنے میں مشغول ہو گئے۔انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم اور کتابوں کو چھوڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی اور کہتے رہے کہ انہوں نے ہم پر حکومت انہی منتروں کے ذریعہ کی ہے۔حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک وہ اسی جہالت پر رہے۔اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی برأت وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ فرما کر کردی کہ نہیں کفر کیا یعنی سحر کیا سلیمان علیہ السلام نے وہ نبی ہیں اور انبیاء علیہم السلام کفر کے کاموں سے قطعاً معصوم ہیں ان کی طرف جادو کی نسبت کرنا محض اوہام باطل کا نتیجہ ہے۔

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا۔لیکن شیطانوں نے کفر کیا۔يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ کہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو۔

سحر ایسے الفاظ اور اعمال کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعہ سے انسان کو شیاطین سے قرب ہو جاتا ہے اور شیاطین اس سے مسخر ہو جاتے ہیں وہ الفاظ آدمی کے بدن میں مرض اور موت اور جنون کا اثر پیدا کر دیتے ہیں۔کان، آنکھ میں خلاف امر خیال جما دیتے ہیں جیسا کہ فرعون کے ساحروں نے رسیاں وغیرہ ڈال کر متخیل کرا دیا تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈال کر ابتلاء وآزمائش پیدا کر دی تھی۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک سحر کا وجود حق ہے اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۔اور وہ جادو جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اترا۔

الْمَلَكَيْنِ۔یہ دو فرشتہ ہیں جن کا نام ہاروت وماروت ہے۔

بابل۔عراق کے دارالخلافہ کا نام تھا۔یہ شہر بغداد سے ۶۰ میل جنوب کی طرف دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھا۔یہ شہر بہت بڑا تھا۔خوشحال تھا۔فرات اور دجلہ اس علاقے کو سیراب کرتے تھے اس شہر میں جادو منتر سفلی عملیات کا بہت چرچا تھا۔

وہ جادو جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت وماروت پر اترا جس کی تہمت انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی جھوٹی لگائی۔حالانکہ ہاروت وماروت کے پاس بھی جو آتا اسے وہ کہہ دیتے کہ

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۔فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۔وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم محض آزمائش میں ہیں تو تم اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے ہیں وہ جس سے جدائی ڈال جائے مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے نقصان نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر اذن الٰہی سے۔

حضرت ابن عباس اور قتادہ رضوان اللہ علیہم سے ہاروت وماروت کا قصہ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان کیا

www.waseemziyai.com

ہے کہ

جب فرشتوں نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد کے گناہوں کے دفتر کے دفتر آسمان پر جاتے ہیں تو انہیں فرشتوں نے طعنہ دیا کہ یہ کیسے بندے ہیں جو خالق حقیقی کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اگر میں تم کو زمین پر بھیج دوں اور وہ قوت شہوانیہ جو ان میں ہے تم میں بھی پیدا کر دوں تو تم بھی ایسا ہی کرو۔

فرشتوں نے عرض کی کہ اے مالک وخالق تو پاک ہے ہم ہرگز تیری نافرمانی نہ کریں گے۔ حکم ہوا کہ جو تم میں جانا چاہتے ہیں وہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ فرشتوں نے ہاروت و ماروت اور عزرائیل کو منتخب کر لیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان میں قوت شہوانی پیدا کر دی۔ حکم ہوا زمین پر جاؤ اور لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو۔ شرک، ناحق خون اور زنا اور شراب سے منع فرمایا حسب ارشاد فرشتے زمین پر آئے اور اپنی اپنی خدمات میں مصروف ہو گئے۔

ہاروت ماروت دونوں دن بھر تو لوگوں میں عدل وانصاف کرتے رہتے شام کو اسم اعظم کے ذریعہ آسمان پر چلے جاتے ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ امتحان کا وقت آ گیا وہ یہ کہ ایک عورت جس کا نام زہرہ تھا۔ اس کے شوہر کا معاملہ عدالت میں پیش ہوا۔ یہ عورت فارس کی ملکہ تھی اور نہایت حسینہ تھی یہ اسے دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے اس کو اپنی خواہش ظاہر کی تو اس نے کہا کہ جب تک تم بت پرستی اختیار نہ کرو گے اور میرے خاوند کو قتل نہ کرو گے اور شراب نہ پیو گے اس وقت تک میں تمہارے قریب نہیں آ سکتی۔ اس نے شراب پیش کی انہوں نے پی لی پھر اس کے خاوند کو قتل کر دیا پھر اس سے زنا کے مرتکب ہوئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے زہرہ کو مسخ کر کے شہاب بنایا۔ انہوں نے آسمان پر چڑھنا چاہا تو بازوؤں نے ساتھ نہ دیا یہ دونوں حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں آئے جو اس وقت کے نبی تھے اور ان سے شفاعت کے طلبگار ہوئے تو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا کہ ان کو سزا ضرور ملے گی۔ اب تمہیں اختیار ہے دنیوی سزا بھگت لو یا اخروی جو چاہو ہو جائے گی۔ فرشتوں نے دنیاوی عذاب کو آسان سمجھ کر قبول کر لیا۔ وہ بابل میں پاؤں کے بل ایک آگ کے کنویں میں لٹکے ہوئے ہیں۔

شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''اللہ زہرہ پر لعنت کرے کہ اس نے ہاروت ماروت کو فتنہ میں ڈالا۔''

محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ سبیل الرشاد میں بحوالہ کمال الدین فرماتے ہیں اس کے متعلق روایات موضوع ہیں۔

جادو کا علم تو ضرور ہے لیکن اسے سیکھ کر اس پر عمل کرنا اسے مباح اور جائز جاننا کفر ہے۔ یہی ہاروت ماروت ہر سیکھنے والے کو اول واضح کرتے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ سیکھنے پر اصرار کرتا تو سکھا دیتے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ علم ہی ایسا برا ہے تو اسے تعلیم کے لئے کیوں ظاہر کیا گیا۔

اس کا جواب واضح الفاظ میں صرف اتنا سمجھئے کہ یہ جادو فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے مابین امتیاز و آزمائش کے لئے نازل ہوا۔ اس سے عوام میں واضح ہو گیا کہ کس نے سیکھ کر اس پر عمل کیا اور کافر ہوا اور کس نے اس سے اجتناب کر کے اپنا ایمان محفوظ کیا۔

جادو کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ جادو کا وہ منتر جو منافی ایمان نہ ہو وہ جائز ہے اس کے کلمات و افعال میں اگر ناجائز باتیں ہوں تو اس سے اجتناب لازمی ہے جو اس سے بچے نہ سیکھے یا سیکھے تو اس پر عمل نہ کرے اس کے کفریات کا معتقد نہ ہو وہ

www.waseemziyai.com

مسلمان رہے گا۔ اس لئے علم شے بہ از جہل شے ہے۔

امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے کہ جو سحر کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو واجب القتل ہے اور جو سحر کفر نہیں مگر اس کے ذریعہ جانیں ہلاک کی جاتی ہیں تو اس کا عامل قطاع الطریق کے حکم میں ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ جادوگر کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

اور اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ جو فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ عزوجل ہے اور اسباب میں تاثیر من کل الوجوہ تحت مشیت ہے۔

وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ۔ اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا۔

علوم غیر نافعہ کا سیکھنا مکروہ ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ۔ اے اللہ میں علم غیر نافع سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ اور بے شک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا کیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں۔ کاش وہ جانتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ اگر وہ ایمان لاتے اور حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر یقین کرتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے پاس ان کا بہت اچھا ثواب ہے۔ کاش وہ کسی طرح جانیں۔

آیت متلوہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے جادو اور سفلی عملیات کی حقیقت کھول کر بیان فرما دی اور اس کا نتیجہ بھی بیان فرما دیا کہ وہ ہمارے حکم کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ خود انہی کا نقصان ہوتا ہے۔ آخرت میں ان کے لئے کوئی نعمت نہیں۔ اگر وہ اس کے بجائے نیکی اختیار کرتے۔ اس کے عذاب سے ڈرتے تو یقیناً اللہ عزوجل انہیں بہت بہتر اجر دیتا۔

بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝	اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں کہو انظرنا یعنی حضور ہم پر نظر فرمائیں اور سن لو کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔
مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝	وہ جو کافر ہیں (کتابی یا مشرک) نہیں چاہتے یہ کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

www.waseemziyai.com

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

جب کوئی آیت ہم منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہی کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور تمہارا نہیں اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ مددگار۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے وہ سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ یقیناً بہک گیا سیدھے راستہ سے۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

پسند کرتے ہیں بہت سے اہل کتاب کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹا لائیں اپنے دلوں کی جلن اور حسد سے بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور جو آگے بھیجو گے بھلائی اپنی جانوں کے لئے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی یہ ان کی خیالی باتیں ہیں تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار ہے تو اس کی نیکی کا بدلہ اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

لفظی ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا۔ اے وہ	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَقُوْلُوْا۔ کہو	رَاعِنَا۔ راعنا	وَ۔ اور	قُوْلُوْا۔ کہو
انْظُرْنَا۔ ہم پر نظر کیجئے	وَ۔ اور	اسْمَعُوْا۔ سن لو	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کیلئے
يَوَدُّ۔ پسند کرتے
كِتٰبِ۔ کتاب میں سے
اَنْ۔ یہ کہ
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی طرف سے
يَخْتَصُّ۔ خاص کرتا ہے
وَ۔ اور
الْعَظِيْمِ۔ عظیم ہے
اَوْ۔ یا
مِّنْهَآ۔ اس سے
لَمْ۔ نہیں
عَلٰى۔ اوپر
اَ۔ کیا
اللّٰهَ۔ اللہ
وَ۔ اور
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
وَّ۔ اور
تُرِيْدُوْنَ۔ یہ ارادہ کرتے ہو
كَمَا۔ جیسا
وَ۔ اور
بِالْاِيْمَانِ۔ ایمان سے
السَّبِيْلِ۔ راستہ سے
لَوْ۔ کاش
كُفَّارًا۔ کفر کی طرف
مِّنْۢ بَعْدِ۔ بعد
الْحَقُّ۔ حق
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ

عَذَابٌ۔ عذاب ہے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
وَ۔ اور
يُنَزَّلَ۔ اترے
وَ۔ اور
بِرَحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت سے
اللّٰهُ۔ اللہ
مَا۔ جو
نُنْسِهَا۔ بھلا دیں
اَوْ۔ یا
تَعْلَمْ۔ جانتے
كُلِّ۔ ہر
لَمْ۔ نہیں
لَهٗ۔ کے لئے
الْاَرْضِ۔ زمین کی
مِّنْ دُوْنِ۔ سوا
لَا۔ نہ
اَنْ۔ کہ
سُئِلَ۔ سوال کئے گئے
مَنْ۔ جو
فَقَدْ۔ تو تحقیق
وَدَّ۔ چاہا
يَرُدُّوْنَكُمْ۔ پھیر دیں تم کو
حَسَدًا۔ اسی جلن سے
مَا۔ اس کے کہ
فَاعْفُوْا۔ تو چھوڑو
يَاْتِيَ۔ آئے

اَلِيْمٌ۔ دردناک
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
لَا۔ نہ
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور
مَنْ۔ جسے
ذُو۔ صاحب
نَنْسَخْ۔ منسوخ کریں ہم
نَاْتِ۔ تو لے آئیں گے
مِثْلِهَا۔ اس کے مثل
اَنَّ۔ کہ بے شک
شَيْءٍ۔ چیز کے
تَعْلَمْ۔ جانتے
مُلْكُ۔ بادشاہی ہے
وَ۔ اور
اللّٰهِ۔ اللہ کے
نَصِيْرٍ۔ مددگار
تَسْـَٔلُوْا۔ سوال کرو
مُوْسٰى۔ موسیٰ
يَتَبَدَّلِ۔ بدلے
ضَلَّ۔ بہک گیا
كَثِيْرٌ۔ بہت سے
مِّنْۢ بَعْدِ۔ بعد
عِنْدِ۔ نزدیک
تَبَيَّنَ۔ ظاہر ہوا
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ کا

مَا۔ نہیں
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ اہل
الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکین
مِّنْ خَيْرٍ۔ کوئی بھلائی
اللّٰهُ۔ اللہ
يَشَآءُ۔ چاہے
الْفَضْلِ۔ فضل
مِنْ اٰيَةٍ۔ کوئی آیت
بِخَيْرٍ۔ بہتر
اَ۔ کیا
اللّٰهَ۔ اللہ
قَدِيْرٌ۔ قادر ہے
اَنَّ۔ کہ بے شک
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
مَا۔ نہیں
مِنْ وَّلِيٍّ۔ کوئی حمایتی
اَمْرُ۔ کیا
رَسُوْلَكُمْ۔ اپنے رسول سے
مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے
الْكُفْرَ۔ کفر کو
سَوَآءَ۔ سیدھے
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ کتابیوں نے
اِيْمَانِكُمْ۔ ایمان تمہارے کے
اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے
لَهُمْ۔ ان پر
اصْفَحُوْا۔ درگزر کرو
بِاَمْرِهٖ۔ کوئی حکم

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

اِنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	عَلٰی۔ اوپر	کُلِّ۔ ہر
شَیْءٍ۔ چیز کے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے	وَ۔ اور	اَقِیْمُوا۔ قائم رکھو
الصَّلٰوۃَ۔ نماز	وَ۔ اور	اٰتُوا۔ دو	الزَّکٰوۃَ۔ زکوٰۃ
وَ۔ اور	مَا۔ جو کچھ	تُقَدِّمُوْا۔ آگے بھیجو گے	لِاَنْفُسِکُمْ۔ اپنی جانوں کیلئے
مِنْ۔ کوئی	خَیْرٍ۔ بھلائی	تَجِدُوْہُ۔ پاؤ گے اسے	عِنْدَ۔ پاس
اللّٰہِ۔ اللہ کے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	بِمَا۔ اسے جو
تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو	بَصِیْرٌ۔ دیکھ رہا ہے	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے کتابی
لَنْ۔ ہرگز نہیں	یَّدْخُلَ۔ داخل ہوں گے	الْجَنَّۃَ۔ جنت میں	اِلَّا۔ مگر
مَنْ۔ جو	کَانَ۔ ہو	ھُوْدًا۔ یہودی	اَوْ۔ یا
نَّصٰرٰی۔ نصرانی	قُلْ۔ فرمادو	ھَاتُوْا۔ لاؤ	بُرْھَانَکُمْ۔ اپنی دلیل
اِنْ۔ اگر	کُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِیْنَ۔ سچے	بَلٰی۔ ہاں کیوں نہیں
مَنْ۔ جس نے	اَسْلَمَ۔ جھکایا	وَجْھَہٗ۔ اپنا منہ	لِلّٰہِ۔ اللہ کے لئے
وَ۔ اور	ھُوَ۔ وہ	مُحْسِنٌ۔ نیکوکار ہو	فَلَہٗ۔ تو اس کا
اَجْرُہٗ۔ بدلہ	عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّہٖ۔ اس کے رب کے ہے	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں	خَوْفٌ۔ خوف	عَلَیْھِمْ۔ اس پر	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	ھُمْ۔ وہ	یَحْزَنُوْنَ۔ غمگین ہو	

مختصر تفسیر اردو تیرہواں رکوع ۔سورۃ بقرہ ۔پ ۱

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ اے ایمان والوں رَاعِنَا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور اچھی طرح سن لو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شان نزول

یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ علیہم رضوان کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی اثنائے تعلیم میں عرض کرتے رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بھی رعایت فرمایئے یعنی ہمیں کلام اقدس کو سمجھ لینے کا موقعہ دیجئے ۔لیکن یہ لفظ رَاعِنَا یہود کے عرف میں سوء ادبی کے معنی رکھتا تھا۔ انہوں نے تو بغرض اہانت رَاعِنَا کہا۔ اور صحابہ کرام علیہم رضوان نے ان کی دیکھا دیکھی رَاعِنَا کہنا اختیار کیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اس اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہود کو یہ لفظ کہتے دیکھ کر فرمایا۔

اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔

یہود بولے ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں لیکن مسلمان بھی تو یہی لفظ رَاعِنَا کہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

یہ جواب سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں لفظ رَاعِنَا کا استعمال ممنوع فرمایا گیا اور اس کے بجائے اس کا ہم معنی لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

۱- انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے۔

۲- جس کلمہ میں ان کی شان میں ترک ادب کا وہم بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔

آگے فرمایا وَاسْمَعُوْا یعنی ہمہ گوش رہ کر سن لو کہ بارگاہ رسالت میں یہ جرأت ہی کرنا بے ادبی ہے کہ اپنی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مبذول کرنے کی عرض ہو۔ بلکہ خود اتنی ہوش وگوش سے متوجہ رہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر لفظ تمہاری سماعت سے خارج نہ ہو جائے۔ دربار نبوت کا یہی ادب ہے۔ گویا دربار نبوت میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم و ضروری ہے لِلْكٰفِرِيْنَ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی خالص کفر ہے۔ اس سے ہمیشہ پرہیز رہے ورنہ ادنیٰ واہمہ وشائبہ کفر سے ایمان چلا جانا ممکن ہے

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ نہیں چاہتے وہ جو کافر ہیں کتابی نہ مشرک کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ جن لوگوں نے کفر کیا۔ لفظ کفر کے معنی ہیں چھپانا۔ اسلام کی اصطلاح میں اللہ عزوجل ورسول ﷺ کے منکر کو کافر کہا جاتا ہے۔

اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ یہ قرآن پاک میں مختلف مقام پر آیا ہے یعنی کتاب والے توریت، انجیل، زبور وغیرہ۔

الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرک یہ لفظ شرک سے بنا۔ مشرک اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی ذات وصفات میں شریک ٹھہراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی کو معبود بنائے۔

وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل کے لئے چن لیتا ہے اس لئے کسی کو کسی سے بھی حسد نہیں کرنا چاہئے۔

شان نزول

یہود کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی اور ہمدردی کا اظہار کرتی تھی۔ ان کی تکذیب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور مسلمانوں کو مطلع کیا کہ کفار خیر خواہی کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں بلکہ وہ اندرونی طور پر سخت بدخواہ ہیں وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھلائی نازل ہو۔ (جمل)

اور کفار اہل کتاب اور مشرکین دونوں مسلمانوں سے اتنا بغض وعناد رکھتے ہیں کہ اس کا رنج ہے کہ ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ووحی عطا ہوئی اور مسلمانوں کو یہ نعمت عظمیٰ کیوں ملی۔ (خازن وغیرہ)

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ جب کوئی آیت ہم منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا

www.waseemziyai.com

تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے آسمان اور زمین کی ملکیت اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی ہے نہ مددگار۔

نَنْسَخْ۔ کے معنی ہیں ہم منسوخ کرتے ہیں یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرا حکم دیتے ہیں سابقہ آسمانی کتابوں کا قرآن پاک کے آجانے کے بعد منسوخ ہو جانا بالکل کھلی بات ہے۔

شان نزول

آیت کریمہ کا یہ ہے کہ قرآن کریم نے شرائع سابقہ وکتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت توحش ہوا اور انہوں نے اس پر طعن کرنی شروع کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ منسوخ بھی اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی اسی کی طرف سے ہے اور اس میں جو حکمت الٰہی ہے وہ اسی کے علم میں ہے بظاہر یہ حقیقت ہے کہ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ۔

بنابریں ناسخ ومنسوخ دونوں میں حکمت ہے۔ اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ سہل اور نافع ہوتا ہے۔ قدرت الٰہی پر یقین رکھنے والے اس میں تردد نہیں کرتے۔ کائنات میں مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل دن سے رات کو بدلتا ہے۔ موسم گرما سے سرما لاتا ہے۔ بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپا آتا ہے۔ بیماری سے تندرستی اور بہار سے خزاں کو منسوخ فرماتا ہے۔ یہ تمام نسخ اور تبدیلیاں اس کی قدرت کے دلائل ہیں تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب۔ نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کے لئے تھا۔

کفار کی محض نافہمی تھی کہ وہ نسخ پر اعتراض کرتے تھے اور اہل کتاب کا اعتراض ان کے معتقدات کے لحاظ سے بھی غلط ہے۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخیت تسلیم کرنا پڑے گی اور یہ ماننا پڑے گا کہ شنبہ کے دن دنیوی کام ان سے پہلے حرام نہ تھے۔ ان پر حرام ہوئے۔ یہ بھی اقرار کرنا ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے لئے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب حرام کر دیئے گئے۔ ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے۔

اس سے یہ مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ جس طرح ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے۔ اسی طرح حدیث متواتر سے بھی ہوتی ہے۔

مسئلہ نسخ کبھی صرف تلاوت کا ہوتا ہے کبھی صرف حکم کا کبھی تلاوت وحکم دونوں کا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ شب کو تہجد کے لئے اٹھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اسے پڑھنا چاہا لیکن وہ سورت یاد ہی نہ آئی اور سوائے بسم اللہ کے کچھ نہ پڑھ سکے صبح دوسرے صحابہ علیہم رضوان سے اس کا ذکر کیا ان حضرات نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال ہے وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں نہ رہی۔ سب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نُسِخَتِ الْبَارِحَةَ آج شب وہ سورت اٹھا لی گئی۔ اس کے حکم وتلاوت دونوں منسوخ ہوئے جن کاغذوں پر لکھی گئی تھی ان پر نقش تک باقی نہ رہے۔ (رسالہ ناسخ ومنسوخ للعلامہ ہبۃ اللہ ابن ابی القاسم)

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ

www.waseemziyai.com

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ۔ کیا یہ چاہتے ہو اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے کیا گیا تھا اور جو ایمان کے بدلہ کفر لے وہ سیدھے راستہ سے بہک گیا۔

شان نزول

یہود نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے پاس ایسی کتاب لائیں جو آسمان سے یکبارگی نازل ہو۔ یہ نجما نجما تھوڑی تھوڑی جو اترتی ہے اسے ہم ماننے کو تیار نہیں۔ ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تم لوگ وہی ہو جو موسیٰ علیہ السلام سے بھی مطالبہ کر کے بچھڑا پوجنے لگ گئے تھے یہ لاطائل بحث اور دوسرے طریقہ پر وہی اپنی مرضی کے موافق نزول مانگنا یہ تمہارا پرانا طریقہ ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سوال میں فساد ہو وہ بزرگوں کے آگے پیش کرنا نافرمانی کے مترادف ہے اور یہ یہودیت مآبی ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ مشرکین نے یہ جو کہا تھا کہ ہم تو ہرگز آپ پر یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ آپ چڑھ جائیں آسمان پر جب تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ۔ بہت سے کتابی یہ چاہتے تھے کہ کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کے حسد سے بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

شان نزول

آیات کا یہ ہے کہ جنگ احد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ لوگ حق پر ہوتے تو شکست نہ ہوتی۔ لہٰذا ہمارا مشورہ ہے کہ تم لوگ اب بھی ہمارے دین میں آجاؤ۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ تو بتاؤ تمہارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے۔ انہوں نے کہا نہایت مذموم اور بری بات ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے حضور سے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخری لمحہ تک حضور کا دامن نہ چھوڑوں گا اور کفر کی طرف ہرگز نہ جاؤں گا اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا رَضِيۡتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا۔ میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے اور دین کے اسلام ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور آخر میں فرمایا۔ میں راضی ہوا قرآن کے امام ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے اور مومنین کے بھائی ہونے سے۔

پھر یہ دونوں صحابی علیہم رضوان بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور یہودیوں نے جو مظاہرہ بہ باطن کیا تھا۔ وہ گوش گزار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب پسند فرمائے اور فرمایا تم نے نجات پائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور آگے جو ارشاد ہے كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ وہ صاف ہے کہ اسلام کی حقانیت جاننے کے بعد یہود کا مسلمانوں کی طرف کفر و ارتداد کی تمنا کرنا اور یہ چاہنا کہ وہ اسلام کے بعد ایمان کی نعمت سے محروم ہو جائیں محض از روئے حسد تھا اور حسد بڑا سخت عیب ہے۔ حسد کے معنی ہیں کسی کی خوبی و ترقی کو دیکھ کر کڑھنا اور یہ خواہش کرنا کہ اس سے چھن کر مجھے مل جائے۔ حدیث

www.waseemziyai.com

میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو۔ وہ نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ حسد حرام ہے۔

یہ بھی مستنبط ہوا کہ اگر کوئی مال و دولت یا جاہ و ثروت کی خاطر گمراہی و بے دینی پھیلانا چاہے وہ بے دین ہے اس کے فتنہ کو فرو کرنے کی سعی کرنا ان کا اثر زائل کرنے میں جدوجہد جائز بلکہ مستحسن ہے۔

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی کے لئے فرمایا کہ ابھی ان سے عفو اور درگزر کیجئے۔ انہیں اصلاح نفس کی دعوت دیتے رہئے۔ پھر جو حکم الٰہی عزوجل آئے اس پر عمل فرما دیں یعنی جہاد۔ مگر ابھی درگزر ہی لازم ہے۔ جب حکم جہاد آ جائے اس وقت ان کی سرکوبی کی جائے۔

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم ان کی طرف توجہ نہ دو بلکہ اللہ عزوجل کے حکم جہاد کے اعلان کا انتظار کرو اس اثناء میں دو بنیادی اصول اول یہ کہ نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو تا کہ فرد جماعت کی طاقت بڑھتی رہے اور ان سے برگشتہ نہ ہوں۔ نماز سے قوم میں تنظیم اور آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ زکوۃ سے دولت تقسیم ہوتی ہے غریب اپنی مالی کمزوری کی وجہ سے دین سے برگشتہ نہ ہوں گے۔

اگر تم نیک عمل کرو گے تو ان کا اجر تمہارے رب کے پاس موجود ہوگا۔

وَ قَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ہُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ تِلْکَ اَمَانِیُّہُمْ ؕ قُلْ ہَاتُوْا بُرْہَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ اور اہل کتاب نے کہا ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو۔ یہ ان کی خیالی باتیں ہیں تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔

یعنی یہودیوں کا ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ جنت کا حقدار یہودی اور نصرانی کے سوا اور کوئی نہیں یہ باتیں محض اس لئے کہتے تھے کہ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کریں یہ ایسی ہی پادر ہوا باتیں ہیں جیسے نسخ آیات پر اعتراض تھے۔ دوسری جگہ اسی پارہ کے آخر میں بھی فرمادیا وَ قَالُوْا کُوْنُوْا ہُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی تَہْتَدُوْا۔ اس قسم کے خیالات باطلہ کا اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلٰی ۟ مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗۤ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار ہے تو اس کی نیکی کا بدلا اس کے رب کے پاس ہے۔ اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کوئی غم۔

یہ حکم اور بشارت قیامت تک کے لئے ہے خواہ وہ کسی زمانہ کسی نسل یا کسی قوم کا ہو اس میں اس امر کا رد فرمایا گیا کہ یہود و نصاریٰ کا دعویٰ کہ جنت کے فقط وہی مالک اور حقدار ہیں بالکل باطل اور غلط ہے کیونکہ دخول جنت موقوف ہے عقیدہ صالحہ اور اعمال صالحہ پر اور یہ نہیں جیسے [illegible]

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع -سورۃ بقرہ- پ ۱

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّ هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

اور یہود کہتے ہیں نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولتے ہیں یہودی کچھ نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح جاہلوں نے ان کی بات کہی تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ جھگڑتے ہیں۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ

اور اس سے زیادہ ظلم کرنے والا کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کے ویران کرنے میں کوشش کرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حق نہیں رکھتے کہ مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں ہے بڑا عذاب۔

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اور پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝

اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی۔ پاکی ہے اسے بلکہ اس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن جھکاتے ہیں۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اسے یہی کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

اور بے علم بولے اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا یا ہمیں کوئی نشانی لائے۔ ایسا ہی سوال ان سے پہلوں نے کیا ان کے دل ایک جیسے ہیں بے شک کھول دیں ہم نے نشانیاں یقین والوں کے لئے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا خوشخبری سناتا اور ڈرانے والا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ

اور ہرگز تم سے یہودی راضی نہ ہوں گے اور نہ نصرانی جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو فرما دیجئے اللہ ہی کی [illegible] تو نے (اے سننے والے)

www.waseemziyai.com

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۱۲۰

ان کی خواہشوں کی پیروی کی بعد اس کے کہ تجھے حکم آ چکا تو اللہ سے تیرا بچانے والا کوئی نہیں اور نہ مددگار۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۲۱

وہ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ جیسی چاہئے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی ہیں جو اس پر ایمان لائے اور جو اس کے منکر ہوئے وہی نقصان میں ہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	قَالَتِ۔بولے	الْيَهُوْدُ۔یہود	لَيْسَتِ۔نہیں ہیں
النَّصٰرٰى۔نصاریٰ	عَلٰى۔اوپر	شَيْءٍ۔کسی چیز کے	وَّ۔اور
قَالَتِ۔بولے	النَّصٰرٰى۔نصاریٰ	لَيْسَتِ۔نہیں ہیں	الْيَهُوْدُ۔یہود
عَلٰى۔اوپر	شَيْءٍ۔کسی چیز کے	وَّ۔اور	هُمْ۔وہ
يَتْلُوْنَ۔پڑھتے ہیں	الْكِتٰبَ۔کتاب	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	قَالَ۔بولے
الَّذِيْنَ۔وہ جو	لَا۔نہ	يَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں	مِثْلَ۔مثل
قَوْلِهِمْ۔ان کے قول کے	فَاللّٰهُ۔تو اللہ	يَحْكُمُ۔فیصلہ کرے گا	بَيْنَهُمْ۔ان میں
يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے	فِيْمَا۔اس بات میں	كَانُوْا۔کہ ہیں
فِيْهِ۔اس میں	يَخْتَلِفُوْنَ۔اختلاف کرتے	وَ۔اور	مَنْ۔کون ہے
اَظْلَمُ۔ظالم ترین	مِمَّنْ۔اس سے جو	مَنَعَ۔منع کرے	مَسٰجِدَ۔مسجدوں
اللّٰهِ۔اللہ سے	اَنْ۔یہ کہ	يُّذْكَرَ۔ذکر کیا جائے	فِيْهَا۔اس میں
اسْمُهٗ۔نام اس کا	وَ۔اور	سَعٰى۔کوشش کرے	فِيْ۔میں
خَرَابِهَا۔خراب کرنے اسکے کے	اُولٰٓئِكَ۔یہ وہ ہیں	مَا۔نہیں	كَانَ۔ہے
لَهُمْ۔ان کو حق	اَنْ۔یہ کہ	يَّدْخُلُوْهَآ۔داخل ہوں اس میں	اِلَّا۔مگر
خَآئِفِيْنَ۔خوفزدہ	لَهُمْ۔ان کے لئے	فِيْ۔میں	الدُّنْيَا۔دنیا کے
خِزْيٌ۔رسوائی ہے	وَّ۔اور	لَهُمْ۔ان کے لئے	فِيْ۔میں
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	عَظِيْمٌ۔بڑا	وَ۔اور
لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے ہے	الْمَشْرِقُ۔پورب	وَ۔اور	الْمَغْرِبُ۔پچھم
فَاَيْنَمَا۔تو جدھر	تُوَلُّوْا۔پھیرو منہ اپنا	فَثَمَّ۔ادھر ہی	وَجْهُ۔وجہ
اللّٰهِ۔اللہ ہے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	وَاسِعٌ۔وسعت والا
عَلِيْمٌ۔علم والا ہے	وَ۔اور	قَالُوْا۔بولے	اتَّخَذَ۔پکڑا

www.waseemziyai.com

اللّٰہُ۔اللہ نے
لَہٗ۔اس کے لئے
وَ۔اور
قٰنِتُوْنَ۔فرمانبردار ہیں
الْاَرْضِ۔زمین کا
اَمْرًا۔کسی بات کا
کُنْ۔ہوجا
الَّذِیْنَ۔وہ جو
اللّٰہِ۔اللہ
کَذٰلِکَ۔ایسے ہی
قَبْلِھِمْ۔پہلے تھے
کے دل ہیں
لِقَوْمٍ۔اس قوم کے لئے
بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ
وَ۔اور
اَصْحٰبِ۔اصحاب
تَرْضٰی۔راضی ہوں گے
لَا۔نہ
مِلَّتَھُمْ۔ان کے مذہب کی
اللّٰہِ۔اللہ کی
لَئِنِ۔اگر
الَّذِیْ۔اس کے کہ
لَکَ۔تمہارے لئے
لَا۔نہ
الْکِتٰبَ۔کتاب
اُولٰٓئِکَ۔یہ وہ ہیں
مَنْ۔جو
ھُمُ۔وہ

وَلَدًا۔بیٹا
مَا۔جو کچھ
الْاَرْضِ۔زمین کے
بَدِیْعُ۔نیا پیدا کرنے والا
وَ۔اور
فَاِنَّمَا۔جزیں نیست
فَیَکُوْنُ۔تو وہ ہوجاتی ہے
لَا یَعْلَمُوْنَ۔نہیں جانتے
اَوْ۔یا
قَالَ۔کہا
مِّثْلَ۔مثل
قَدْ۔قد
یُوْقِنُوْنَ۔جو یقین والے ہیں
بَشِیْرًا۔خوشخبری دیتا
لَا۔نہیں
الْجَحِیْمِ۔جہنم کے متعلق
عَنْکَ۔تم سے
النَّصٰرٰی۔نصاریٰ
قُلْ۔فرمادو
ھُوَ۔وہی
اتَّبَعْتَ۔پیروی کی تو نے
جَآءَکَ۔آیا تم تک
مِنَ اللّٰہِ۔اللہ سے
نَصِیْرٍ۔مددگار
یَتْلُوْنَہٗ۔پڑھتے وہ
یُؤْمِنُوْنَ۔جو ایمان لائے
یَکْفُرْ۔منکر ہو
الْخٰسِرُوْنَ۔نقصان والے

سُبْحٰنَہٗ۔پاک ہے اسے
فِیْ۔میں
کُلٌّ۔ہر ایک
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور
اِذَا۔جب
یَقُوْلُ۔فرماتا ہے
وَ۔اور
لَوْلَا۔کیوں نہیں
تَاْتِیْنَآ۔لائے
الَّذِیْنَ۔انہوں نے
قَوْلِھِمْ تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ
بَیَّنَّا۔کھولا ہم نے
اِنَّآ۔بے شک
وَ۔اور
تُسْئَلُ۔پوچھے جاؤ گے تم
وَ۔اور
الْیَھُوْدُ۔یہود
حَتّٰی۔یہاں تک کہ
اِنَّ۔بے شک
الْھُدٰی۔ہدایت ہے
اَھْوَآءَھُمْ۔ان کی خواہش کی
مِنَ الْعِلْمِ۔علم
مِنْ وَّلِیٍّ۔کوئی حمایتی
اَلَّذِیْنَ۔وہ لوگ جنہیں
حَقَّ۔جیسی چاہئے
بِہٖ۔اس پر
بِہٖ۔اس سے

بَلْ۔بلکہ
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے ہے
لَہٗ۔اس کے آگے
وَ۔اور
قَضٰٓی۔حکم فرمائے
لَہٗ۔اس سے
قَالَ۔بولے
یُکَلِّمُنَا۔کلام کرتا ہم سے
اٰیَۃٌ۔کوئی نشانی
مِنْ۔جو ان سے
باتیں کر چکے ایک سے ان
الْاٰیٰتِ۔نشانیوں کو
اَرْسَلْنٰکَ۔ہم نے تمہیں بھیجا
نَذِیْرًا۔ڈر سناتا
عَنْ۔سے
لَنْ۔ہرگز نہ
وَ۔اور
تَتَّبِعَ۔پیروی کرو
ھُدَی۔ہدایت
وَ۔اور
بَعْدَ۔بعد
مَا۔نہیں ہے
وَّ۔اور
اٰتَیْنٰھُمُ۔دی ہم نے
تِلَاوَتِہٖ۔پڑھنا
وَ۔اور
فَاُولٰٓئِکَ۔تو وہی ہیں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ABDEMI
www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر چودھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۔ اور یہود بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہود کچھ نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔

شان نزول

نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا تو علماء یہود نے بھی اپنا وفد بھیجا۔ دونوں میں بحث تمحیص شروع ہوگئی اور بات اتنی بڑھی کہ دونوں وفدوں کی آوازیں اونچی ہوگئیں۔ ایک شور مچ گیا۔ یہود کے علماء نے کہا نصاریٰ کا دین کچھ نہیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر بیٹھے۔ اسی طرح باہمی ردوقدح میں نصاریٰ نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور ضد میں توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منکر ہوگئے اس معاملہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ باوجود اس بات کے کہ دونوں جانتے ہیں کہ عیسیٰ وموسیٰ علیہما السلام اللہ کے رسول ہیں اور انجیل و توریت خدا کی کتابیں ہیں مگر جہالت کا برا ہو کہ جہالت آبی میں کسی کو بھی نبی اور کتاب کی پرواہ نہ رہی۔

باوجودیکہ انجیل جسے نصاریٰ مانتے ہیں اس کی تصدیق توریت کرتی ہے اور توریت جسے یہودی مانتے ہیں۔ جو موسیٰ علیہ السلام پر اتری اس کی تصدیق انجیل میں موجود ہے لیکن اپنے جبلی حسد اور پرانی عداوت کے ماتحت ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی تو اللہ تعالیٰ عزوجل قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس بات میں جھگڑتے ہیں۔

علماء اہل کتاب کی طرح ان جاہلوں نے جو نہ علم رکھتے تھے نہ کتاب جیسے بت پرست۔ آتش پرست وغیرہ انہوں نے ہر ایک دین والے کی تکذیب شروع کردی اور کہا کہ وہ کچھ نہیں ان جاہلوں میں سے مشرکین عرب بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کی شان میں بھی ایسے کلمات کہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۚ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں خدا کا نام لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ ان کی ہمت نہیں کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

شان نزول

یہ آیت کریمہ بیت المقدس کی بے حرمتی کے بارے میں نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم کے نصرانیوں نے اپنے بادشاہ طیطس کی قیادت میں بنی اسرائیل پر فوج کشی کی اور یہودیوں کے بڑے بڑے مردان کارزار کو قتل کیا۔ ان کی اولاد۔ اعزہ۔ اقرباء قید کئے گئے۔ توریت شریف کو جلایا۔ مسجد بیت المقدس کو اتنا ویران کیا کہ اس میں نجاست ڈالی۔ خنزیر لے

www.waseemziyai.com

جا کر مسجد میں ذبح کئے۔ اور یہ ویرانی خلافت فاروقی تک بدستور موجود رہی۔ عہد فاروقی میں مسلمانوں نے اسے پھر آباد کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے معاملہ میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ علیہم رضوان کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اس میں نماز و حج سے ان کو منع کیا تھا۔ اور مَنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ میں ذکر سے مراد خطبہ، تسبیح، وعظ، نعت سب کچھ ہے اور ذکر اللہ کو منع کرنا ہر جگہ برا ہے خاص کر مسجدوں میں جو ذکر اللہ کے لئے ہی بنائی جاتی ہیں۔

اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ جو شخص مسجد کو ذکر و نماز سے معطل کر دے وہ مسجد کا ویران کرنے والا اور سخت ظالم ہے۔

مسجد کی ویرانی جیسے ذکر و نماز کے روکنے سے ہوتی ہے ویسے ہی اس کی عمارت کو نقصان پہنچانے اور بے حرمتی کرنے سے بھی ہوتی ہے۔

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ۔ دنیا میں انہیں یہ رسوائی پہنچی کہ قتل کئے گئے۔ گرفتار ہوئے جلاوطن کئے گئے اور عہد فاروقی و عثمانی میں ملک شام ان کے قبضہ سے نکلا پھر بیت المقدس سے نہایت ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔

آج بھی اگرچہ انگریز فلسطین وغیرہ میں انہیں آباد کر کے باحرمت بنانا چاہ رہا ہے لیکن انہیں وہاں بھی چین کی زندگی نصیب نہیں۔

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور مشرق و مغرب بھی۔ پورب و پچھم بھی سب اللہ ہی کا ہے۔ تو تم جدھر منہ کرو ادھر ہی وجہ اللہ ہے (یعنی خدا کی رحمت تمہاری طرف ہر سمت سے متوجہ ہے) بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

وجہ کے لفظی معنی چہرہ کے ہیں دوسرے ذات کے معنی ہیں یعنی جس طرف بھی رخ کرو اللہ کی ذات موجود ہے تم جہاں چاہو اللہ کو پاؤ گے خواہ مشرق و مغرب شمال جنوب ہو سب اسی کے ہیں۔

شان نزول

صحابہ کرام علیہم رضوان حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اندھیری رات سفر میں تھے۔ تاریکی کی وجہ سے جہت قبلہ معلوم نہ ہو سکی۔ ہر ایک ہمراہی نے جس طرف اس کا دل جما نماز پڑھی۔ صبح کو حضور ﷺ کی خدمت میں گزشتہ حال عرض کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہت قبلہ اگر معلوم نہ ہو سکے تو جس طرف دل جمے کہ یہ قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے یہ حکم اس مسافر کے حق میں ہے جو سواری پر نفل ادا کرے اس کی سواری جس طرف متوجہ ہو جائے اسی طرف اس کی نماز درست ہے۔ بخاری و مسلم کی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جب تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا تو یہود نے مسلمانوں پر طنز کی۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بتایا گیا کہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے جس طرف چاہے سمت قبلہ معین فرمائے کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ (خازن وغیرہ)۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت دعا کرنے والوں کے حق میں وارد ہوئی۔ حضور ﷺ سے سوال ہوا تھا کہ دعا کس طرف منہ کر کے مانگی جائے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

www.waseemziyai.com

ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ حق سے گریز و فرار کرنے والوں کے لئے نازل ہوئی۔

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا۔ کا خطاب ان لوگوں کو ہے جو ذکر الٰہی سے روکتے اور مسجدوں کی ویرانی میں سعی کرتے ہیں۔ تو فرمایا تم رسوائی دنیا اور عذاب آخرت سے کہیں بھاگ کر بچ نہیں سکتے کیونکہ مشرق و مغرب سب اللہ عزوجل کا ہے جہاں بھاگیں گے وہ ہر جگہ گرفت فرمائے گا اس تقدیر پر وجہ اللہ کے معنی خدا کا قرب و حضور ہے۔ (فتح العزیز)

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب کفار مسجد بیت المقدس سے یا خانہ کعبہ میں نماز سے روکیں تو مسجد کی خصوصیت ادائے عبادت کے لئے نہیں ہم نے روئے زمین مسجد بنا دی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا۔ جہاں چاہو جب چاہو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۔ اور یہود بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی۔ پاکی ہے اسے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا کہا۔ مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا عزوجل کی بیٹیاں کہا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور فرمایا سُبْحٰنَهٗ وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو۔ اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور سورہ اخلاص کی آیتوں کو جھٹلانا ہے وہاں تو صاف ارشاد ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ تم فرما دو وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہوئے ہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اولاد ہونا مملوک ہونے کے منافی ہے۔ جب سارا جہان اس کا مملوک ہے تو کوئی اس کی اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔

قٰنِتُوْنَ۔ تابع۔ فرمانبردار۔ قانِت۔ حکم ماننے والا۔ قنوت اسی لفظ سے ہے۔ نماز وتر کی دعا کو دعائے قنوت اسی لئے کہتے ہیں۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ یعنی کائنات اس کے ارادہ فرماتے ہی وجود میں آ جاتی ہے اس لئے کہ وہ بغیر کسی مثال کے ہر شے کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے۔

بَدِيْعُ۔ بغیر مادے اور نمونے کے پیدا کرنے والا۔ یہ لفظ بدع سے بنا جس کے معنی ہیں مادہ کے بغیر نیست سے ہست کرنا۔ بَدِيْعُ سے مراد ایسا موجد ہے اور صانع مطلق ہے جو کسی چیز کا محتاج نہیں ہر چیز اس کی محتاج ہے۔

اس آیت میں مشرکین کے اس عقیدہ کا رد فرمایا گیا کہ مادہ کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا اس سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے کائنات کی تخلیق کی۔ بدیع فرما کر فرمایا کہ اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس نے تمام موجودات کو پیدا فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ اور وہ بولے جو جاہل تھے کہ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں

www.waseemziyai.com

کرتا یا ہمیں کوئی نشانی ملے ان سے پہلے بھی ایسی باتیں کر چکے ہیں ایک سے ان کے دل ہیں بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لئے۔

اہل کتاب کے لوگوں نے ایک یہ پہلو بھی لوگوں کو متردد کرنے کا نکالا کہ اللہ عزوجل خود بے واسطہ کیوں نہیں کلام فرماتا جس طرح ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام سے باتیں کرتا ہے۔ یہ ان کا سوال انتہائی تکبر اور غایت سرکشی کے زیر اثر تھا۔ انہوں نے انبیاء اور ملائکہ اور اپنے آپ کو برابر سمجھا۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ رافع بن خزیمہ نے حضور کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے عرض کیجئے کہ وہ ہم سے کلام کرے تا کہ ہم خود سنیں۔ آیت کریمہ میں اسی لئے فرمایا كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے یہودی بھی موسیٰ علیہ السلام سے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً کہہ چکے تھے۔ تو فرمایا۔ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ۔ ان کے دل ایک سے ہیں۔ یعنی یہ مطالبہ ان کا عناد آتھا اور وہ انکار بھی صرف حسد کے ماتحت کر رہے تھے۔

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ فرما کر بتایا کہ اندھا پن اور جہالت اور کفر و فساد میں یہ سب بکواس ہے۔ ورنہ ہم نے اپنی نشانیاں انصاف پسندوں کے لئے کھول دی ہیں۔ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسکین خاطر بھی فرمائی گئی۔ کہ محبوب آپ ان کے سرکش اور معاندانہ انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پہلے کفار بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسے ہی لایعنی اور بے معنی اعتراض کیا کرتے تھے۔

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ۔ بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دیتا ڈر سناتا بھیجا اور ان جہنم والوں کی گمراہی کے متعلق آپ سے سوال نہ ہوگا۔

بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ۔ مراد یہ ہے کہ راہ حق کی طرف ہدایت بنا کر بھیجا ہے یعنی آپ سچی باتیں بتلانے۔ روشن دلائل پیش کرنے والے ہیں۔

بَشِيْرًا۔ خوشخبری دینے والا۔ جو لوگ ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ عزوجل اور نبی برحق کے احکام کی پیروی کریں انہیں نیک اعمال کے بدلے دنیا و آخرت میں کامیابی کی خوشخبری دینے والے ہیں۔

نَذِيْرًا۔ ڈرانے والا۔ اعمال بد کے برے انجام سے ڈرانے والے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے آیات قرآن اور معجزات باہرات کے ساتھ اس لئے مبعوث کیا کہ انصاف والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین کر سکیں۔ لیکن جو طالب یقین نہ ہو وہ دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور ہرگز تم سے راضی نہ ہوں گے یہود اور نصاریٰ جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو یعنی ان کا ایمان لانا اس وجہ سے ہے کہ وہ آپ کے دین سے حسد کرتے ہیں۔ آپ سے وہ راضی نہ ہوں گے جب تک آپ کے متبعین ان کے دین کی پیروی نہ کر لیں اور ناممکن ہے کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔

مِلَّتَهُمْ۔ ان کا دین۔ عربی میں مسلک دین طریقہ کے معنی آتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اَھْوَآءَ۔ خواہشات نفسانی۔

قُلْ۔ فرما دیجئے کہ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ اور اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے معلوم ہو چکا۔ یعنی اے سننے والے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جب تو نے جان لیا کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اوپر حق و ہدایت کی باتیں فرماتے تشریف لائے تو تم ہرگز یہود و نصاریٰ مشرکین کسی غیر مذہب کا اتباع نہ کرنا اگر کیا تو تمہیں عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ (خازن) جیسا کہ ارشاد ہے۔ مَالَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔ تیرے لئے کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔ آگے فرمایا

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ حق ہے تلاوت کا۔ یہی وہ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ان کے منکر ہوں تو وہی زیان و خسران میں ہیں۔

شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل سفینہ کے معاملہ میں نازل ہوئی۔ اہل سفینہ وہ چالیس آدمی تھے۔ جن میں بتیس اہل حبشہ اور آٹھ شامی راہب تھے۔ ان میں بحیرا راہب بھی تھے۔ یہ اہل سفینہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر بارگاہ ہوئے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایات متلوہ میں ان کی تعریف فرمائی اور کہا۔ درحقیقت توریت پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف اور تبدیل کے پڑھتے اس کے معنی سمجھتے اور مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ توریت میں جب انہوں نے حضور کی نعت اور صفت پڑھی تو حضور پر ایمان لائے اور جو اپنی خواہشات نفسانیہ کے پیرو تھے وہ ایمان نہ لائے بلکہ توریت کے خلاف حضور کے منکر ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے رسوا اور آخرت کے عذاب کے مستحق ہوئے۔

بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۱

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾

اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے لوگوں پر تمہیں فضیلت دی۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْھَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُھَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور (کافر) کو کوئی سفارش نفع نہ دے نہ اس کی مدد ہو۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۹﴾

اور یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے پوری کر دکھائیں فرمایا میں تجھے لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے بھی فرمایا میرا عہد نہیں پہنچتا ظالموں کو۔

www.waseemziyai.com

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو مرجع اور امن (والا) بنایا لوگوں کے لئے اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام اور ہم نے عہد لیا ابراہیم اور اسماعیل سے کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں کے لئے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب بنا دے اس گھر کو امان والا اور اس کے رہنے والوں کو روزی دے پھلوں سے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں فرمایا اور جو کفر کریں تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر مجبور کروں گا اسے عذاب جہنم کی طرف اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

اور یاد کرو جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسماعیل (یہ کہتے ہوئے) اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔

رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

اے رب ہمارے بنا ہمیں اپنے حضور جھکنے والا۔ اور بنا ہماری ذریت میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور سکھا ہمیں مناسک حج کے طریقے اور ہم پر اپنی رحمت سے توجہ فرما۔ بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرما دے اور تیری کتاب سکھائے اور حکمت بتائے اور انہیں ستھرا کرے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

لفظی ترجمہ

يٰۤ۔اے	بَنِيْ۔اولاد	اِسْرَآءِيْلَ۔یعقوب	اذْكُرُوْا۔یاد کرو
نِعْمَتِيَ۔میرا احسان	الَّتِيْ۔وہ جو	اَنْعَمْتُ۔میں نے کیا	عَلَيْكُمْ۔تم پر
وَ۔اور	اَنِّيْ۔جو میں نے	فَضَّلْتُكُمْ۔بڑائی دی تمہیں	عَلَى۔اوپر
الْعٰلَمِيْنَ۔اس زمانہ کے	وَ۔اور	اتَّقُوْا۔ڈرو	يَوْمًا۔اس دن سے کہ

www.waseemziyai.com

لَا۔نہ
شَيْئًا۔کچھ
مِنْهَا۔اس سے
تَنْفَعُهَا۔نفع دے گی اسے
هُمْ۔وہ
اُبْتُلِيَ۔آزمایا
فَاَتَمَّهُنَّ۔تو اس نے وہ پوری کیں
جَاعِلُكَ۔بنانے والا ہوں تجھے
وَ۔اور
لَا۔نہیں
وَ۔اور
مَثَابَةً۔مرجع
وَ۔اور
مُصَلًّى۔نماز کی جگہ
اِبْرٰهٖمَ۔ابراہیم کی
طَهِّرَا۔ستھرا کرو
الْعٰكِفِيْنَ۔اعتکاف والوں
وَ۔اور
رَبِّ۔اے رب
اٰمِنًا۔امن والا
مِنَ الثَّمَرٰتِ۔پھلوں سے
بِاللّٰهِ۔اللہ پر
قَالَ۔فرمایا
فَاُمَتِّعُهٗ۔تو اسے برتنے کو
اِلٰى۔طرف
بِئْسَ۔بری ہے
يَرْفَعُ۔اٹھاتا تھا
وَ۔اور

تَجْزِيْ۔بدلہ
وَّ۔اور
عَدْلٌ۔کوئی بدلہ
وَّ۔اور
شَفَاعَةٌ۔شفاعت
وَّ۔اور
يُنْصَرُوْنَ۔مدد کیے جائیں
اِبْرٰهٖمَ۔ابراہیم کو
رَبُّهٗ۔اس کے رب نے
قَالَ۔فرمایا
اِمَامًا۔پیشوا
ذُرِّيَّتِيْ۔میری اولاد
عَهْدِي۔میرا عہد
جَعَلْنَا۔بنایا
وَ۔اور
مِنْ مَّقَامِ۔مقام
عَهِدْنَآ۔عہد لیا ہم نے
اِسْمٰعِيْلَ۔اسماعیل کی
لِلطَّآئِفِيْنَ۔طواف کرنے والوں
الرُّكَّعِ۔رکوع کرنے والوں
قَالَ۔کہا
هٰذَا۔اس
ارْزُقْ۔روزی دے
اٰمَنَ۔ایمان لائے
الْيَوْمِ۔دن
مَنْ۔جو
ثُمَّ۔پھر
النَّارِ۔جہنم کے
وَ۔اور
الْمَصِيْرُ۔لوٹنے کی جگہ
اِبْرٰهٖمُ۔ابراہیم
اِسْمٰعِيْلُ۔اسماعیل

نَفْسٌ۔کوئی جان
لَا۔نہ
وَّ۔اور
وَ۔اور
اِذِ۔یاد کرو جب
بِكَلِمٰتٍ۔کچھ باتوں سے
اِنِّيْ۔میں
قَالَ۔عرض کی
قَالَ۔فرمایا
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو
الْبَيْتَ۔اس گھر کو
اَمْنًا۔امن
اِبْرٰهٖمَ۔ابراہیم کو
اِلٰى۔طرف
اَنْ۔یہ کہ
وَ۔اور
السُّجُوْدِ۔سجدہ کرنے والوں کیلئے
اِبْرٰهٖمُ۔ابراہیم نے
بَلَدًا۔شہر کو
اَهْلَهٗ۔اس کے رہنے والوں کو
مِنْهُمْ۔ان سے
الْاٰخِرِ۔قیامت پر
كَفَرَ۔کفر کرے
اَضْطَرُّهٗٓ۔مجبور کروں گا
وَ۔اور
اِذْ۔جب
مِنَ الْبَيْتِ۔بیت کی
تَقَبَّلْ۔قبول کر

عَنْ نَّفْسٍ۔کسی جان سے
يُقْبَلُ۔قبول ہوگی
لَا۔نہ
وَّ۔اور
وَّ۔اور
وَ۔اور
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب

www.waseemziyai.com

مِنَّا۔ہم سے
اِنَّكَ۔بے شک
اَنْتَ۔تو ہی
السَّمِيْعُ۔سننے والا
الْعَلِيْمُ۔جاننے والا ہے
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب
وَ۔اور
اجْعَلْنَا۔بنا ہمیں
مُسْلِمَيْنِ۔جھکنے والا
لَكَ۔اپنے لئے
وَ۔اور
مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ۔ہماری اولاد سے
اُمَّةً۔امت
مُّسْلِمَةً۔جھکنے والی
لَّكَ۔تیرے لئے
وَ۔اور
اَرِنَا۔دکھا ہم کو
مَنَاسِكَنَا۔قاعدے
وَ۔اور
تُبْ۔رجوع کر
عَلَيْنَا۔ہم پر
اِنَّكَ۔بے شک تو
اَنْتَ۔تو ہی
التَّوَّابُ۔رجوع فرمانے والا
الرَّحِيْمُ۔بہت رحم کرنے والا ہے
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب
وَ۔اور
ابْعَثْ۔بھیج
فِيْهِمْ۔ان پر
رَسُوْلًا۔ایک رسول
مِّنْهُمْ۔ان میں سے
يَتْلُوْا۔پڑھے
عَلَيْهِمْ۔ان پر
اٰيٰتِكَ۔تیری آیتیں
وَ۔اور
يُعَلِّمُهُمُ۔سکھائے انہیں
الْكِتٰبَ۔کتاب
وَ۔اور
الْحِكْمَةَ۔حکمت
يُزَكِّيْهِمْ۔ستھرا کرے انہیں
اِنَّكَ۔بے شک تو
اَنْتَ۔تو ہی
وَ۔اور
الْعَزِيْزُ۔غالب
الْحَكِيْمُ۔حکمت والا ہے

مختصر تفسیر پندرہواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی جان کسی دوسری جان کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اس کو کچھ دے کر چھوڑیں اور نہ کافر کے لئے کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو۔

اس میں وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ پر خازن وغیرہ تفسیر میں لکھا ہے عَالَمِیْ زَمَانِهَا یعنی یہ بڑائی اور فضیلت ان کے زمانہ کے لوگوں کو لوگوں پر دی گئی۔

اور چونکہ مومن کے لئے سفارش اور اس کی بخشش کے ذرائع احادیث سے ثابت ہیں اور کافروں کے لئے کوئی سفارش نفع نہ دینا ثابت ہے اس لئے وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ سے مراد یہی ہے کہ کافر کو کوئی شفاعت و سفارش نفع نہ دے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس میں یہود کے دعوی کا رد ہے وہ کہتے تھے ہمارے باپ دادا بزرگ گزرے ہیں وہ ہمیں شفاعت کر کے چھڑا لیں گے تو انہیں لَا تَنْفَعُهَا فرما کر مایوس کیا گیا کہ جب تم توریت، انجیل، قرآن کریم سب کے منکر ہو تو منکر کے لئے شفاعت قبول نہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ۔اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں۔ فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

اِذِ ابْتَلٰى۔جب آزمایا [illegible] کے معنی مصیبت اور آزمائش کے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اِبْرٰهِمَ۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام توریت میں ابرام اور ابراہیم دونوں طرح آیا ہے۔ ابراہیم پورے قرآن میں اکثر مقام پر آیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سرزمین ہوازمیں مقام سوس پر ہوئی پھر آپ کے والد آپ کو بابل میں لے آئے۔ یہ نمرود کا ملک تھا۔

بیسویں صدی کے آغاز میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے کھدائی کر کے دریافت کیا اس شہر کی آبادی اڑھائی لاکھ سے پانچ لاکھ تک تھی یہ بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز تھا۔

۲۱۰۰ قبل مسیح کے لگ بھگ زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ مانا گیا ہے۔ اس عہد کی تحریرات جو کھنڈروں سے دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں ان لوگوں کا نقطہ نظر خالص مادہ پرستانہ تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جد انبیاء کہا جاتا ہے آپ کے فضل وشرف کے اعتراف میں یہود ونصاریٰ اور مشرکین عرب کسی کو کلام نہیں۔ بلکہ آپ کی نسل سے ہونے میں سب کو فخر ہے اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کے وہ حالات اس آیت مبارکہ میں بیان فرمائے جن سے سب پر اسلام قبول کرنا لازم ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ پر واجب کیں وہ سب اسلام کے خصائص سے ہیں۔ اور وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ میں جس آزمائش کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کیا جائے نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنی معلومات میں معاذ اللہ اضافہ کرنے کو آزمائش کرے۔

کلمات سے مضمون مراد ہے۔ چنانچہ جو باتیں اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش کے لئے واجب کیں ان میں مفسرین کے چند قول ہیں۔

قتادہ کہتے ہیں کہ وہ مناسک حج ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس سے وہ دس باتیں مراد ہیں جو اگلی آیتوں میں بیان ہوں گی۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ دس باتیں یہ ہیں۔ مونچھیں کتروانا، کلی کرنا، ناک میں صفائی رکھنا، اور اس کے صاف کرنے کو پانی استعمال کرنا، مسواک، سر میں مانگ نکالنا، ناخن ترشوانا، بغل کے بال لینا، موئے زہار جو زیر ناف ہوتے ہیں ان کو صاف کرنا، ختنہ، پانی سے استنجاء یہ دس باتیں آپ پر واجب تھیں اور ہم پر ان میں سے بعض واجب اور بعض سنت ہیں۔

پھر لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔ سے مراد آپ کی وہ اولاد ہے جو ظالم کافر ہیں وہ امام کا منصب نہ پائیں گے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا امام نہیں۔ اس کا اتباع مسلمانوں پر حرام ہے۔

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے عہد لیا ابراہیم اور اسماعیل سے کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجود والوں کے لئے۔

www.waseemziyai.com

عَهِدْنَآ۔ یہ لفظ عہد سے بنا جس کے معنی ہیں اقرار لیکن یہاں یہ لفظ اَمَرْنَا کے معنی میں ہے۔

اِسْمٰعِیْلَ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے تھے۔ قبیلہ قریش آپ کی نسل سے ہے۔ بیت اللہ کی تعمیر کا حکم آپ کو اور آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہما السلام کو دیا گیا۔

طَهِّرَا۔ پاک کر رکھو۔ جس کے معنی پاکیزگی کے ہیں یعنی کفر و شرک سے پاک رکھو۔

بَيْتِيَ۔ خانہ کعبہ کو میرا گھر کہہ کر پکارا۔ اس سے عظمت و بزرگی ظاہر کرنا مراد ہے۔

لِلطَّآئِفِيْنَ۔ طواف کرنے والوں کے لئے۔

الْعٰكِفِيْنَ۔ اعتکاف کرنے والے یہ لفظ عکوف سے نکلا جس کے معنی تعظیماً ٹھہرنے کے ہیں۔ شریعت میں اعتکاف سے مراد مسجد میں عبادت کی نیت سے ایک مدت تک قیام کرنا ہے جیسا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔

بیت سے کعبہ معظمہ مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل ہے اور وَاَمْنًا فرما کر بیت اللہ کو امن بنانے کے یہ معنی ہیں کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے اور وہاں شکار بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ حرم میں شیر، بھیڑیا بھی شکار نہیں کیا جا سکتا اسے چھوڑ کر لوٹ جانے کا حکم ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے۔ حرم کو حرم ہی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل، ظلم، شکار حرام و ممنوع ہے۔ (تفسیرات احمدی)

اگر کوئی مجرم بھی حرم میں آ جائے تو وہاں اس سے تعرض ممنوع ہے۔ (مدارک)

مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ۔ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بار سرکار ابد قرار ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ پتھر دکھایا جس کا نام مقام ابراہیم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یہ پتھر معظم ہے تو ہم اس کو مصلی کیوں نہ بنالیں اس کے سامنے کھڑے ہو کر کعبہ کے رخ نماز کیوں نہ ادا کریں، اسی دن عصر کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (مدارک)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری تین باتیں میرے رب نے قبول فرمالیں۔

۱- میں نے عرض کی یا رسول اللہ مقام ابراہیم کو مصلی کیوں نہ بنالیں تو آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَاتَّخِذُوْا الخ

۲- دوسری بات یہ کہ میں نے عرض کی کہ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے آیات پردہ نازل فرمائیں۔

۳- تیسرے ازواج مطہرات سے میں نے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے دوسری اور بیبیاں ان کو عطا فرمائے گا تو آیت کریمہ نازل ہوئی عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ محبوب تم کو طلاق دے دیں تو کچھ بعید نہیں کہ ان کا پروردگار بدلے میں ایسی بیبیاں عطا فرمائے جو تم سے بہتر ہوں۔ (بخاری)

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان اور امام مالک رضوان اللہ عنہما نے اس آیت سے استنباط کیا کہ طواف کے ہر سات چکروں کے بعد دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

www.waseemziyai.com

اللہ تعالیٰ عزوجل کے حکم سے حضرت سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو مکہ میں چھوڑ دیا اور ایک طویل عرصہ گزر گیا تو چاہ زمزم پر قبیلہ جرہم کے لوگ آپ کی اجازت سے قیام پذیر ہوئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس قبیلہ میں نکاح کر لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اس شرط پر اجازت دی کہ وہاں اتریں نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہ تھے آپ نے ان کی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں انہوں نے جواباً کہا شکار کو گئے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حرم سے باہر شکار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کے لئے ہے؟ زوجہ اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گزراوقات کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے تنگدستی کی شکایت کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارے خاوند آئیں تو ہمارا سلام کہہ دینا اور ان کو ہمارا یہ پیغام دینا کہ اپنے دروازے کی دہلیز بدل دینا یہ بات فرما کر حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس تشریف لے آئے۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار سے واپس تشریف لائے تو باپ کی خوشبو محسوس کی آپ نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی آئے تھے۔ آپ کی بیوی نے جواب دیا ہاں ایک بوڑھا آیا تھا ایسی ایسی شکل وصورت تھی وہ یہ کہہ گئے تھے اس سے کہنا کہ دروازے کی چوکھٹ بدل دے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور تجھے علیحدہ کرنے کا حکم دے گئے ہیں لہٰذا اب تو اپنے گھر جا آپ نے طلاق دے کر قطع تعلق فرما لیا آپ نے دوسری شادی اسی قبیلہ میں فرمائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام طویل عرصہ کے بعد پھر دوبارہ تشریف لائے حضرت اسماعیل علیہ السلام پھر گھر پر موجود نہ تھے آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دوسری بیوی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں دریافت فرمایا انہوں نے عرض کی کہ شکار کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ان شاء اللہ آ رہے ہوں گے آپ تشریف رکھیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھانے کو دریافت فرمایا۔ کہ کچھ کھانے کے لئے ہے۔ انہوں نے گوشت اور دودھ پیش کیا۔ آپ نے گزراوقات کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے جواباً عرض کیا اچھا وقت گزر رہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں میاں بیوی کے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر زوجہ اسماعیل نے درخواست کی کہ آپ سواری سے نیچے تشریف لائیں میں آپ کا سر مبارک دھو ڈالوں۔ آپ نیچے تشریف نہ لائے وہ ایک پتھر (مقام ابراہیم) لائیں اس کو دائیں طرف رکھا ابراہیم علیہ السلام نے اس پر اپنا قدم مبارک رکھا انہوں نے دائیں جانب کا سر مبارک دھویا پھر بائیں جانب کا حصہ دھویا اس پتھر پر آپ کے دونوں قدم مبارک کے نشان آج تک موجود ہیں آپ نے واپسی پر فرمایا کہ تمہارے خاوند آ جائیں تو ہمارا سلام پہنچا دینا اور یہ پیغام دینا کہ اب تمہارے دروازے کی چوکھٹ بہت خوب ہے اسے نہ اکھاڑنا۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو باپ کی خوشبو پھر محسوس کی دریافت کیا آپ کی بیوی نے عرض کی کہ ایک ضعیف العمر نہایت حسین صورت شخص آئے تھے میں نے ان کی یہ خدمت کی اور وہ یہ پیغام دے گئے ہیں ان کے قدموں

www.waseemziyai.com

کے نشان بھی اس پتھر پر موجود ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہو۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک درخت کے نیچے زمزم شریف کے قریب تیر تراش رہے تھے باپ کو دیکھتے ہی آداب بجالائے باپ نے دعاء خیر دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں ایک گھر بناؤں تم میری مدد کرو گے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی کہ میں ہر طرح سے حاضر ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادیں تعمیر کرنی شروع کر دیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر پکڑاتے جاتے تھے اس طرح خانہ کعبہ تعمیر ہوا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن اور مقام یہ دونوں جنت کے یاقوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے نور سلب کر دیئے اگر نور باقی رہتا تو یہ مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دیتے۔

علماء اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ جس جگہ اولیاء اللہ ایک مدت تک رہیں وہاں آسمان سے تبرکات اور نعمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں وہاں نیکی کا اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ اس پر آپ کے قدم مبارک کا نشان ہے۔ اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحبابی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس نماز سے مراد وہ دو رکعت ہیں جو طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب پڑھی جاتی ہیں۔ (تفسیرات احمدی) مصلّٰی۔ نماز پڑھنے کی جگہ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے۔ اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں۔

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسب ارشاد الٰہی لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔ دعا میں مومنین کو ہی خاص کیا۔ جو باقتضاء ادب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شایان شان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور ارشاد کیا کہ رزق سب کو دیا جائے گا۔ خواہ مومن ہو خواہ کافر۔ لیکن کافر کا رزق حین حیات ہی ہے۔ بعد میں ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ آخرت میں وہ عذاب ہی میں رہے گا۔ چنانچہ فرمایا۔ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا۔ پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اور اسماعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے۔

علامہ بغوی نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے بیت اللہ کی جگہ پیدا فرمائی۔

www.waseemziyai.com

اس جگہ صرف ایک سفید جھاگ پانی پر قائم تھا پھر اس کے نیچے زمین بچھ دی گئی۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو انہوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی اللہ تعالیٰ نے جنت کے یاقوت کا بنا ہوا بیت المعمور اتارا۔ اس کے دروازے زمرد کے تھے ایک دروازہ مشرقی تھا ایک مغربی اس کو بیت اللہ کے مقام پر رکھ دیا اور حکم ہوا اے آدم ہم نے تمہارے لئے یہ گھر اتارا ہے اس کا تم ایسے ہی طواف کرو جیسے عرش کے گرد کرتے تھے۔

حجر اسود بھی اتارا اس وقت یہ پتھر روشن تھا رنگ اس کا سفید تھا بعد میں کالا ہو گیا۔

طوفان نوح تک بیت المعمور قائم رہا جب طوفان نوح آیا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے چوتھے آسمان پر اٹھا لیا ہر روز ستر ہزار فرشتے زیارت کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حجر اسود کو جبل ابو قبیس میں چھپا دیا جائے تاکہ طوفان میں غرق نہ ہو۔

اس وقت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک یہ جگہ خالی رہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ایک تند ہوا نے اس کی بنیادیں ظاہر کر دیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں بنیادوں پر تعمیر کیا۔

پہلی مرتبہ کعبہ معظمہ کی بنیادیں حضرت آدم علیہ السلام نے رکھیں اس کے بعد طوفان نوح آیا اور پہلی تعمیر مٹ گئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی۔ یہ تعمیر خاص آپ کے دست مبارک سے ہوئی اس تعمیر میں پتھر اٹھا کر لانے کی سعادت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہوئی۔ دونوں حضرات نے اس وقت دعا کی کہ یارب ہماری یہ خدمت وطاعت قبول فرما اور دعا کی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ ۖ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ اے ہمارے رب اور کر ہمیں اپنے حضور جھکنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے لئے قاعدے بتا دے اور ہم پر اپنی رحمت سے رجوع فرما۔ بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

مَنَاسِک سے مراد دین کے احکام اور حج کے اعلام ہیں یعنی خوب عبادت کرنا ہے اس سے حج کے احکام مراد ہیں۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی یہ دعا قبول ہوئی۔ حضرت جبریل امین نے اللہ عزوجل کے حکم سے عرفہ کے دن تمام مناسک بتائے۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام جب عرفات میں پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ نے تمام مناسک پہچان لئے تو فرمایا ہاں۔ اس دن سے اس کا نام عرفہ ہو گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ اسلام و اسماعیل علیہ السلام اگرچہ مطیع و مخلص و خاص بندے تھے لیکن باایں ہمہ بارگاہ حق سے طاعت اور اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب فرماتے ہیں۔ ذوق طاعت سے میری نہیں علاوہ ازیں یہ دونوں ہستیاں معصوم ہیں مگر تواضعاً دعا ہو رہی ہے۔ وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ اور ہماری توبہ قبول فرما بے شک تو ہی معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک اپنا رسول جو انہیں میں سے ہو کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے

www.waseemziyai.com

اور انہیں تیری کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاکیزہ فرمائے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی ذریت میں یہ دعا حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی۔ آپ نے کعبہ معظمہ کی تعمیر سے فارغ ہونے کے بعد دعا فرمائی کہ الٰہی اپنے نبی آخر الزمان سید الانس والجان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف بنی اسماعیل علیہ السلام کو عطا کر۔

آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور حضور ﷺ کا ظہور انہیں کی نسل سے ہوا۔ ان کی نسل میں حضور کے سوا اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے حضور باقی تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ حضور نے اپنا میلاد نامہ خود بیان فرمایا جسے امام بغوی ایک حدیث سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور وہ وقت تھا کہ حضرت آدم کے پتلے کا خمیر ہو رہا تھا۔ اَنَا عِنْدَ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ اٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ بَيْنَ طِيْنَتِهٖ۔ میں تمہیں اپنی ابتداء کی خبروں میں ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے محل اور قصور روشن ہو گئے۔

اس حدیث میں دعا ابراہیم سے بھی آیت کریمہ کا مضمون مراد ہے۔ (جمل، خازن)

تعلیم الکتاب اور حکمت سے مراد قرآن کریم اور اس کے حقائق و معارف ہیں۔

اور حکمت سے مراد حکمت اسرار الٰہی ہے۔

بعض نے کہا حکمت سے مراد فقہ ہے۔

قتادہ کہتے ہیں حکمت سنت کا دوسرا نام ہے۔

بعض کے نزدیک حکمت سے مراد علم احکام ہے۔

اور يُزَكِّيْهِمْ جو فرمایا اس کا ترجمہ ستھرا کرنا، پاکیزہ بنانا ہیں۔ درحقیقت اس سے مراد نفوس و ارواح کو کدورت سے پاک کر کے حجاب اٹھا دینا مقصود ہے تاکہ اس قابل ہو سکیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا عزیز اسے کہتے ہیں جس کا کوئی مثل نہ ہو۔

بامحاورہ ترجمہ سولھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۱

وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور کون منہ پھیرے ملت ابراہیم سے سوا اس کے جو دل کا بیوقوف ہو اور بے شک ہم نے چن لیا اسے دنیا میں اور بے شک وہ آخرت میں صالحوں سے ہے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جب فرمایا ان سے ان کے رب نے گردن اطاعت جھکا۔ عرض کی میں نے گردن جھکائی اس کے لئے جو جہان کا پالنے والا ہے۔

وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اور وصیت کی اس دین کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو بے شک اللہ نے چن لیا تمہارے لئے یہ دین تو نہ مرنا مگر مسلمان رہتے ہوئے۔

www.waseemziyai.com

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

کیا تم میں کے موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں کو فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو آپ کا خدا ہے اور آپ کے آباء ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے لئے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

یہ ایک امت ہے کہ گزر چکی ان کے لئے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے جو تم کماؤ اور پرسش نہ ہوگی تم سے ان کے کاموں کی۔

وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

اور کتابی بولے یہودی و نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے۔ فرمادو بلکہ ہم تو دین ابراہیم لیتے ہیں اور نہ تھے وہ مشرکوں سے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

کہو تم ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم کی طرف اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو دیئے گئے باقی انبیاء کو اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے لئے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

تو اگر ایمان لائیں جیسے ایمان لائے تم تو بے شک وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھریں تو وہ نری ضد میں ہیں تو تمہارے لئے اللہ کافی ہوگا اور وہی سنتا جانتا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۠ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

اللہ کا رنگ ہے اور کون ہے جو اللہ سے بہتر رنگ رنگے اور ہم اس کی پوجا کرتے ہیں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور ہمارے عمل ہمیں اور تمہارے عمل تمہیں اور ہم اس کے ساتھ مخلص ہیں۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

www.waseemziyai.com

كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ہے جو چھپائے گواہی اللہ کی طرف سے آئی ہوئی اور اللہ نہیں تمہاری کرتوت سے بے خبر۔
یہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لئے ان کی کمائی اور تمہارے لئے تمہاری کمائی اور نہ پوچھے جاؤ گے اس سے جو وہ عمل کرتے تھے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	مَنْ۔جو	يَّرْغَبُ۔منہ پھیرے	عَنْ مِّلَّةِ۔دین سے
اِبْرٰهٖمَ۔ابراہیم کے	اِلَّا۔مگر	مَنْ۔وہ	سَفِهَ۔احمق
نَفْسَهٗ۔اپنے دل کا	وَ۔اور	لَقَدِ۔بے شک	اصْطَفَيْنٰهُ۔ہم نے چن لیا اسے
فِي۔میں	الدُّنْيَا۔دنیا کے	وَ۔اور	اِنَّهٗ۔بے شک وہ
فِي۔میں	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے ہے	لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔نیکوں میں سے	
اِذْ۔جبکہ	قَالَ۔فرمایا	لَهٗ۔اس سے	رَبُّهٗ۔اس کے رب نے
اَسْلِمْ۔گردن جھکا	قَالَ۔کہا	اَسْلَمْتُ۔گردن جھکائی میں نے	
لِرَبِّ۔واسطے رب	الْعٰلَمِيْنَ۔جہانوں کے	وَ۔اور	وَصّٰى۔وصیت کی
بِهَآ۔اس دین کی	اِبْرٰهٖمُ۔ابراہیم نے	بَنِيْهِ۔اپنے بیٹوں کو	وَ۔اور
يَعْقُوْبُ۔یعقوب نے	يٰبَنِيَّ۔اے میرے بیٹو	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ نے
اصْطَفٰى۔چنا	لَكُمُ۔تمہارے لئے	الدِّيْنَ۔دین	فَلَا۔تو نہ
تَمُوْتُنَّ۔مرنا	اِلَّا۔مگر	وَ۔یہ کہ	اَنْتُمْ۔تم
مُّسْلِمُوْنَ۔گردن جھکائے ہو	اَمْ۔کیا	كُنْتُمْ۔تم تھے	شُهَدَآءَ۔گواہ
اِذْ۔جب	حَضَرَ۔آئی	يَعْقُوْبَ۔یعقوب کو	الْمَوْتُ۔موت
اِذْ۔جب	قَالَ۔کہا	لِبَنِيْهِ۔اپنے بیٹوں کو	مَا۔کیا
تَعْبُدُوْنَ۔پوجو گے	مِنْۢ بَعْدِيْ۔میرے بعد	قَالُوْا۔بولے	نَعْبُدُ۔پوجیں گے ہم
اِلٰهَكَ۔تیرے رب کو	وَ۔اور	اِلٰهَ۔اس رب کو	اٰبَآئِكَ۔جو تمہارے آباء کا ہے
اِبْرٰهٖمَ۔ابراہیم	وَ۔اور	اِسْمٰعِيْلَ۔اسماعیل	وَ۔اور
اِسْحٰقَ۔اسحاق کا	اِلٰهًا۔خدا	وَّاحِدًا۔ایک	وَ۔اور
نَحْنُ۔ہم	لَهٗ۔اس کے لئے	مُسْلِمُوْنَ۔گردن جھکانے والے ہیں	
تِلْكَ۔یہ	اُمَّةٌ۔امت ہے	قَدْ۔بے شک	خَلَتْ۔گزر گئی

www.waseemziyai.com

لَهَا۔اس کے لئے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
لَا۔نہ
يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
هُوْدًا۔یہودی
قُلْ۔فرمادو
حَنِيْفًا۔سیدھا ہے
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں سے
وَ۔اور
اُنْزِلَ۔اترا
وَيَعْقُوْبَ۔اور یعقوب پر
وَعِيْسٰى۔اور عیسیٰ کو
طرف سے
وَنَحْنُ۔اور ہم ہیں
لے آئیں
فَقَدِ۔تو بے شک
فَاِنَّمَا۔تو اس کے سوا نہیں
اللّٰهُ۔وہی اللہ
صِبْغَةَ اللّٰهِ۔رنگ اللہ کا
صِبْغَةً۔رنگ دینے میں
اَتُحَآجُّوْنَنَا۔کیا جھگڑتے ہو
وَرَبُّكُمْ۔اور تمہارا رب ہے
اَعْمَالُكُمْ۔تمہارے اعمال
اِنَّ اِبْرٰهٖمَ۔یہ کہ ابراہیم
وَالْاَسْبَاطَ۔اور اولاد
ءَاَنْتُمْ۔کیا تم
اَظْلَمُ۔ظالم ترین
عِنْدَهٗ۔جو اس کے پاس ہے

مَا۔وہ ہے جو
تُسْئَلُوْنَ۔پوچھے جاؤ گے
وَ۔اور
اَوْ۔یا
بَلْ۔بلکہ
وَ۔اور
قُوْلُوْٓا۔یوں کہو
مَآ اُنْزِلَ۔اس پر جو اتارا گیا
اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ۔ابراہیم پر
وَالْاَسْبَاطِ۔اور اولاد پر
وَمَآ اُوْتِيَ۔اور جو دیا گیا
وَمَآ اُوْتِيَ۔اور جو دیا گیا
لَا نُفَرِّقُ۔نہیں فرق کرتے ایمان میں
لَهٗ۔اسی کے لئے
بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ جیسے ایمان لائے تم
اهْتَدَوْا۔ہدایت پا گئے
هُمْ فِيْ۔وہ ہیں
وَهُوَ۔اور وہ
وَمَنْ۔اور کون ہے
وَنَحْنُ لَهٗ۔اور ہم اس کے
وَهُوَ۔اور وہ
وَلَنَآ۔اور ہمارے لئے
وَنَحْنُ لَهٗ۔اور ہم اس کیلئے
وَاِسْمٰعِيْلَ۔اور اسماعیل
كَانُوْا هُوْدًا۔تھے یہودی
اَمْ تَقُوْلُوْنَ۔یا کہتے ہو
اَعْلَمُ۔زیادہ جانتے ہو
مِمَّنْ۔اس سے جو
مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے

كَسَبَتْ۔اس نے کمایا
كَسَبْتُمْ۔تم کماؤ
عَمَّا۔ان کاموں سے
قَالُوْا۔بولے یہودی
نَصٰرٰى۔نصرانی
مِلَّةَ۔دین
مَا۔نہیں
اٰمَنَّا۔ایمان لائے ہم
اِلَيْنَا۔ہم پر
وَاِسْمٰعِيْلَ۔اور اسماعیل
وَمَآ اُوْتِيَ۔اور جو دیا گیا
النَّبِيُّوْنَ۔نبیوں کو
مُسْلِمُوْنَ۔جھکنے والے
فَاِنْ اٰمَنُوْا۔تو اگر ایمان
بِهٖ۔اس کے ساتھ
وَاِنْ۔اور اگر
شِقَاقٍ۔ضد کے ہیں
السَّمِيْعُ۔سننے والا
اَحْسَنُ۔اچھا
عٰبِدُوْنَ۔پوجا کرتے ہیں
وَهُوَ۔اور وہ
اَعْمَالُنَا۔ہمارے عمل ہیں
مُخْلِصُوْنَ۔خلص بندے ہیں
وَاِسْحٰقَ۔اور اسحاق
اَوْ نَصٰرٰى۔یا نصرانی
اَمِ اللّٰهُ۔یا اللہ
كَتَمَ۔چھپائے
وَمَا اللّٰهُ۔اور نہیں اللہ

وَ۔اور
بِاللّٰهِ۔اللہ پر
وَمَآ۔اور وہ جو
وَاِسْحٰقَ۔اور اسحاق پر
مُوْسٰى۔موسیٰ کو
مِنْ رَّبِّهِمْ۔ان کے رب کی
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ۔کسی ایک کے
تَوَلَّوْا۔منحرف ہوں
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ۔تو کافی ہوگا تمہیں
الْعَلِيْمُ۔جاننے والا ہے
مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
قُلْ۔کہدو
رَبُّنَا۔ہمارا رب ہے
وَلَكُمْ۔اور تمہارے لئے
اَمْ تَقُوْلُوْنَ۔کیا کہتے ہو
وَيَعْقُوْبَ۔اور یعقوب
قُلْ۔فرمادو
وَمَنْ۔اور کون ہے
شَهَادَةً۔گواہی
بِغَافِلٍ۔بے خبر

WWW.BARKAATUL-OOMIACADEMY
www.waseemziyai.com

عَمَّا۔ اس سے تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو تِلْكَ اُمَّةٌ۔ یہ امت ہیں کہ قَدْ خَلَتْ۔ بے شک گزر گئی
لَهَا مَا۔ ان کیلئے وہ ہے جو كَسَبَتْ۔ وہ کریں وَلَكُمْ مَّا۔ اور تمہارے لئے وہ جو كَسَبْتُمْ۔ تم کرو
وَلَا۔ اور نہ تُسْـَٔلُوْنَ۔ سوال ہوگا تم سے عَمَّا كَانُوْا۔ اس کا کہ تھے يَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے

مختصر تفسیر سولہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۱

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۔ اور کون ہے جو منہ پھیرے دین ابراہیم سے سوائے اس کے جو دل کا احمق ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ علماء یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد اپنے دو بھتیجوں مہاجر اور سلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ توریت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی پیدا کروں گا جن کا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا وہ راہ پر آجائے گا اور جو ان پر ایمان نہ لائے گا ملعون ہے۔ یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے اور مہاجر نے اسلام لانے سے انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ جب حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رسول معظم کی بعثت کی دعا کی تو جو ان کے دین سے پھرے وہ دین ابراہیم علیہ السلام سے پھرا۔ اس میں یہود نصاریٰ۔ مشرکین عرب سے تعریضاً مخاطبہ بھی ہے کہ جو اپنے کو افتخار نسب میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرے اور دین کے لحاظ سے انحراف کرے تو یہ سفاہت نفس ہی کی وجہ ہو سکتی ہے اور شرافت نفس کے سفیہ کا حق نہیں ہوتا۔

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا۔ اور بے شک ضرور ہم نے اسے چن لیا دنیا میں رسالت وخلت کے ساتھ انہیں خلیل اللہ بنایا۔ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور بے شک وہ آخرت میں ہمارے نیک صالح بندوں سے ہیں اور صالحین کے لئے درجات بلند ہیں اور حضرت ابراہیم جب ہمارے خلیل ہیں تو کرامت دارین کے ضرور جامع ہیں تو ان کے طریق اور ان کے ملت سے منحرف ہونے والا لازمی طور پر سفیہ احمق ونادان ہے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ جبکہ اسے اس کے رب نے فرمایا گردن جھکا۔ اسلام لاتو عرض کی گردن جھکالی اور اسلام قبول کیا اس کے لئے جو رب سارے جہان کا ہے۔ ع سپردم بہ تو مایۂ خویش را

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود مردود نے منجنیق کے ذریعہ آگ میں پھینکا جبریل امین حاضر آئے پوچھا کچھ حاجت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تجھ سے حاجت نہیں میرا رب میرا حال خوب جانتا ہے حق تعالیٰ عزوجل نے ان کی اس تسلیم ورضا کی برکت سے نار کو گلزار بنادیا۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اور وصیت فرمائی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو بے شک اللہ نے چن لیا تمہارے لئے اس دین کو تو نہ مرنا مگر مسلمان۔

گویا آپ کی وصیت میں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید تھی۔ جو قیامت تک ہر مسلمان کے لئے جاری ہے کہ وہ دین اسلام پر اتنا مضبوط رہے کہ مرتے دم تک مسلمان ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ تو ہاجرہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں حضرت

www.waseemziyai.com

اسحاق علیہ السلام کی والدہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تھیں باقی چھ فرزندوں کی والدہ حضرت قنطورا کنعانیہ رضی اللہ عنہا تھیں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان سے عقد کیا تھا۔ ان سے ایک لڑکی یقطن تھیں۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ تم کیا گواہ ہو جب آئی یعقوب کو موت جب کہا انہوں نے اپنی اولاد کو میرے بعد تم کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو آپ کا اور آپ کے آباء کا خدا ہے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے لئے جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہود نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی اس غلط بیانی کی تردید کی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

اس میں فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے انتقال کے وقت موجود تھے۔ جب انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور انہوں نے جواب دیا تھا وہ آیت متلوہ میں بیان ہوا۔ اور حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں داخل کرنا اس لئے ہے کہ آپ ان کے چچا ہیں اور چچا ہم مرتبہ باپ کے ہوتا ہے۔ حدیث میں بھی آیا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام اسحاق علیہ السلام سے پہلے دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں دوسرے اس لئے کہ آپ حضور ﷺ کے جد ہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ یہ امت ہے کہ گزر چکی ان کے لئے جو انہوں نے کیا اور تمہارے لئے ہے جو تم کرو اور ان کے کرنے کے متعلق تم نہ پوچھے جاؤ گے۔

اس امت سے مراد حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام اور ان کی مسلمان اولاد ہے۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اور یہودی بولے تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پا جاؤ گے تم فرماؤ بلکہ ہم تو دین ابراہیم لئے ہوئے ہیں جو ہر قسم کی باطل پرستی سے جدا تھا اور وہ مشرکوں سے نہ تھا۔

حنیف کے معنی تمام دینوں سے اسلام کی طرف جھکنے والا۔

شان نزول

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت رؤسائے یہود اور نجرانی نصاریٰ کے جواب میں نازل ہوئی۔ یہودیوں نے مسلمانوں سے یہ کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام پر افضل ہیں اور توریت تمام آسمانی کتابوں پر افضل ہے اور یہودی دین تمام ادیان و ملل سے اعلیٰ ہے اس کے ساتھ ہی انہوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انجیل و قرآن کے ساتھ کفر کر کے مسلمانوں سے کہا کہ اگر راہ راست چاہتے ہو تو یہودی بن جاؤ۔ نجران کے نصاریٰ نے بھی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں آنے کی دعوت دی اس پر یہ جواب آیا جو پہلی آیت میں فرمایا۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ کہو ہم

www.waseemziyai.com

ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل ہوا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب پر اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ و عیسیٰ کو اور جو دیا گیا نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے ایمان میں کسی پر اور ہم اللہ کے لئے جھکے ہوئے ہیں۔

اس میں یہود و نصاریٰ وغیرہ اہل باطل پر تعریض ہے کہ تم مشرک ہو اس لئے ملت ابراہیم علیہ السلام پر ہونے کا تمہارا دعویٰ باطل ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو حکم ہے قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ۔ پھر اگر وہ بھی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر انحراف کریں تو وہ ضد و کد میں ہیں ان میں طلب حق کا شائبہ بھی نہیں۔

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ تو اے محبوب قریب ہے کہ کافی ہے تمہارے لئے اللہ اور وہ سنتا جانتا ہے۔

اس میں منجانب اللہ عزوجل تسلی ہے کہ وہ اپنے حبیب کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اسے اخبار بالغیب بھی ہے کہ آئندہ ہونے والی فتح و ظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا۔ چنانچہ بنی قریظہ قتل ہوئے۔ بنی نضیر جلاوطن کئے گئے اور مسلمانوں کو غلبہ ہوا۔ یہود و نصاریٰ کو جزیہ دینا پڑا۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ۔ ہم نے اللہ کا رنگ قبول کیا اور اللہ سے بہتر کون رنگ رنگنے والا ہے اور ہم اسی کو پوجتے ہیں۔

یعنی جس طرح رنگ کپڑے کے ظاہر و باطن کو رنگ نفوذ کر کے ایک کر دیتا ہے اسی طرح دین الٰہی کے عقائد حق ہمارے رگ و پے میں سما گئے۔ ہمارا ظاہر و باطن قلب و قالب اس کے رنگ میں رنگا گیا ہے۔ ہمارا رنگ ظاہری نہیں کہ معمولی سے چھینٹے سے داغدار ہو جائے بلکہ پختہ رنگ اور ایسا رنگ ہے کہ نفوس و روح کو پاک کرتا ہے ظاہر میں اوصاف اس کے آثار اوضاع و افعال سے نمودار ہوتے ہیں۔

ایک اس تشبیہ سے یہ واقعہ بھی ہے کہ نصاریٰ جب اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے یا ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ گھول کے اس میں اس کو یا بچے کو غوطہ دیتے جب وہ زرد رنگ میں رنگ جاتا تو سمجھتے کہ اب یہ پکا نصرانی ہوا۔ اس میں اس واہمہ کا رد بھی ہے کہ تمہارے یہ عارضی رنگ تم ہی کو مبارک ہوں رنگ خدائی الگ ہے اور اس رنگ کا مقابلہ یہ گھلے ہوئے کچے رنگ نہیں کر سکتے۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ۔ فرما دو کیا اللہ کے بارے میں تم جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے اور ہم تو خالص مخلص اسی کے لئے ہیں۔

شان نزول

اس کا یہ ہے کہ یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہیں۔ ہمارا قبلہ پرانا ہے ہمارا دین قدیم ہے۔ انبیاء علیہم السلام ہم میں سے ہوئے اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو ہم میں سے ہی ہوتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ لَنَآ

www.waseemziyai.com

اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ فرما کر بتایا اسے اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نبی بنائے عرب میں سے ہو یا کسی اور سے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰھٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ کَانُوْا ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ ؕ ۔ کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے فرما دو کیا تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ کو۔ اس کا جواب قطعی یہی ہے کہ اللہ عزوجل ہی اعلم ہے جس نے قرآن کریم میں خبر دی۔ مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ۔ ابراہیم یہودی نصرانی نہ تھے لیکن وہ تھے حنیف اور مسلمان وَ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور وہ تم جیسے مشرکوں کے باطل خیال پر نہ تھے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ ؕ وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کے پاس اللہ کی طرف سے گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے اور اللہ اس کے کاموں سے غافل نہیں۔

یہ یہود کا خیال ہے کہ نوریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اللہ عزوجل کی طرف سے آ چکی ہے اور یہ ایسے چھپا رہے ہیں تو ان سے ظالم ترین کون ہو سکتا ہے۔

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَ لَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔

یہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لئے ان کی کمائی اور تمہارے لئے تمہاری کمائی اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی۔

اس لئے کہ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ اس طرح بد مذہب اپنی بد مذہبی میں رہ کر آخرت میں ماخوذ ہوگا۔ اور راہ راست والا سیدھے راستہ پر رہ کر ہدایت کا صلہ پائے گا۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَۃَ عَلَی الْھِدَایَۃِ وَ الْاِسْلَامِ وَ اَمِتْنَا عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ اَکْمَلُ التَّسْلِیْمِ – اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ – اٰمِیْنَ اٰمِیْن ۔

۳۰ اپریل ۵۳ء دوشنبہ سکھر جیل

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی خطیب مسجد وزیر خان لاہور (نور اللہ مرقدہ)

۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۴ کو اضافات اور ترتیب کا کام مکمل ہوا۔ الحمد للہ علی احسانہ

امین الحسنات سید خلیل احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خان – لاہور

www.waseemziyai.com

پارہ نمبر ۲

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

اب کہیں گے بے وقوف لوگوں میں سے کس نے پھیر دیا ان کو اس قبلہ سے جس پر تھے۔ آپ فرمائیں پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے۔ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے سیدھی راہ کی۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

اور بات یہ ہے کہ ہم نے کیا تمہیں امت افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہوں اور وہ جو کیا تھا ہم نے قبلہ جس پر تم تھے اس لئے تھا کہ ہم دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پیروں پلٹتا ہے اور اگرچہ یہ بات بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے بے شک اللہ لوگوں پر بہت مہربان رحم والا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

بے شک ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا منہ پھرنا آسمان کی طرف تو ہم ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف سے جس سے آپ راضی ہیں تو پھیر لو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف اور جہاں تم ہو اپنا منہ اس طرف کر لیا کرو اور بے شک جنہیں کتاب ملی وہ ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے کرتوتوں سے غافل نہیں۔

وَ لَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَ مَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور اگر آؤ تم ان کی طرف جنہیں کتاب ملی کسی نشانی پر بھی تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو گے اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلے کے تابع نہیں اور (اے سننے والے) اگر تو ان کی خواہشات پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ظالم ہوگا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا کی وہ اس نبی کو ایسا جانتے ہیں جیسے لوگ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان کا ایک گروہ دیدہ و دانستہ حق چھپاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

(اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو خبردار تو شک کرنے والوں سے نہ ہو۔

لفظی ترجمہ

سَيَقُوْلُ۔ اب کہیں گے
السُّفَهَآءُ۔ بے وقوف لوگ
مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے
مَا۔ کیوں
وَلّٰىهُمْ۔ پھیر دیا انہوں نے
عَنْ قِبْلَتِهِمُ۔ اس قبلہ سے
الَّتِيْ۔ جو
كَانُوْا۔ تھے
عَلَيْهَا۔ اوپر اس کے
قُلْ۔ فرما دو
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے ہے
الْمَشْرِقُ۔ پورب
وَ۔ اور
الْمَغْرِبُ۔ پچھم
يَهْدِيْ۔ چلائے
مَنْ۔ جسے
يَّشَآءُ۔ چاہے
اِلٰى۔ طرف
صِرَاطٍ۔ راہ
مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی مضبوط کے
وَ۔ اور
كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی
جَعَلْنٰكُمْ۔ کیا ہم نے تم کو
اُمَّةً۔ امت
وَّسَطًا۔ افضل
لِّتَكُوْنُوْا۔ تاکہ ہو تم
شُهَدَآءَ۔ گواہ
عَلَى۔ اوپر
النَّاسِ۔ لوگوں کے
وَ۔ اور
يَكُوْنَ۔ ہو
الرَّسُوْلُ۔ رسول
عَلَيْكُمْ۔ تمہارے اوپر
شَهِيْدًا۔ گواہ
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
جَعَلْنَا۔ کیا ہم نے
الْقِبْلَةَ۔ قبلہ
الَّتِيْ۔ وہ کہ
كُنْتَ۔ تھے تم
عَلَيْهَآ۔ اس پر
اِلَّا۔ مگر
لِنَعْلَمَ۔ اس لئے کہ جانیں ہم
مَنْ۔ کون
يَّتَّبِعُ۔ پیروی کرتا ہے
الرَّسُوْلَ۔ اس رسول کی
مِمَّنْ۔ اور کون
يَّنْقَلِبُ۔ پھرتا ہے
عَلٰى۔ اوپر
عَقِبَيْهِ۔ اپنی ایڑیوں کے
وَ۔ اور
اِنْ۔ بے شک
كَانَتْ۔ ہے
لَكَبِيْرَةً۔ یقیناً بھاری
اِلَّا۔ مگر
عَلَى۔ اوپر
الَّذِيْنَ۔ ان کے کہ
هَدَى۔ ہدایت کی
اللّٰهُ۔ اللہ نے
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
لِيُضِيْعَ۔ کہ ضائع کرے
اِيْمَانَكُمْ۔ تمہارے ایمان
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
بِالنَّاسِ۔ لوگوں پر
لَرَءُوْفٌ۔ مہربان
رَّحِيْمٌ۔ رحم والا ہے
قَدْ۔ بے شک
نَرٰى۔ ہم دیکھ رہے ہیں
تَقَلُّبَ۔ تمہارا پھیرنا
وَجْهِكَ۔ اپنے منہ کو
فِيْ۔ میں
السَّمَآءِ۔ آسمان کے
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ۔ تو ضرور پھیر دیں گے
قِبْلَةً۔ اس قبلہ کی طرف
تَرْضٰىهَا۔ جس سے تم راضی ہو
فَوَلِّ۔ تو پھیر لو
شَطْرَ۔ طرف
وَجْهَكَ۔ اپنا منہ
الْمَسْجِدِ۔ مسجد
الْحَرَامِ۔ حرام کے
حَيْثُ۔ جہاں کہیں
وَ۔ اور
مَا۔ بھی
كُنْتُمْ۔ ہو تم
فَوَلُّوْا۔ تو پھیر لو
شَطْرَهٗ۔ اس طرف
وَ۔ اور
اِنَّ۔ بے شک
وُجُوْهَكُمْ۔ منہ اپنا
اُوْتُوا۔ دی گئی ہے
الَّذِيْنَ۔ وہ جنہیں

www.waseemziyai.com

الْكِتٰبَ۔ کتاب
مِنْ رَّبِّهِمْ۔ ان کے رب کی طرف سے
اللّٰهُ۔ اللہ
وَ۔ اور
اُوْتُوْا۔ دی گئی ہے
مَّا۔ تو نہ
مَآ۔ نہ
وَ۔ اور
قِبْلَةَ۔ قبلہ
اتَّبَعْتَ۔ پیروی کی تو نے
جَآءَكَ۔ آیا تم پر
لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں میں سے
الْكِتٰبَ۔ کتاب
اَبْنَآءَهُمْ۔ اپنے بیٹوں کو
مِّنْهُمْ۔ ان سے ہے
هُمْ۔ وہ
فَلَا۔ تو نہ

يَعْلَمُوْنَ۔ یقیناً جانتے ہیں
بِغَافِلٍ۔ غافل
لَئِنْ۔ اگر
الْكِتٰبَ۔ کتاب
تَبِعُوْا۔ پیروی کریں
اَنْتَ۔ تم
مَآ۔ نہ
بَعْضٍ۔ بعض کا
اَهْوَآءَهُمْ۔ ان کی خواہش کی
مِنَ الْعِلْمِ۔ علم سے
اِنَّكَ۔ بے شک تو
اَلَّذِيْنَ۔ وہ لوگ کہ
يَعْرِفُوْنَهٗ۔ جانتے ہیں اس کو
وَ۔ اور
لَيَكْتُمُوْنَ۔ کہ چھپاتے ہیں
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں کہ
تَكُوْنَنَّ۔ ہو

اَنَّهٗ۔ کہ بے شک وہ
وَ۔ اور
عَمَّا۔ اس سے کہ
اَتَيْتَ۔ تم آؤ
بِكُلِّ۔ ہر ایک
قِبْلَتَكَ۔ تمہارے قبلہ کی
بِتَابِعٍ۔ پیرو ہوگے
بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا
وَ۔ اور
مِّنْ بَعْدِ۔ بعد
اِنَّكَ۔ بے شک تو
اَلَّذِيْنَ۔ وہ لوگ کہ
كَمَا۔ جیسے
اِنَّ۔ بے شک
الْحَقَّ۔ حق
اَلْحَقُّ۔ حق ہے
مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ شک کرنے والا

الْحَقُّ۔ حق ہے
مَا۔ نہیں
يَعْمَلُوْنَ۔ وہ کرتے ہیں
اَلَّذِيْنَ۔ ان کے پاس جنہیں
اٰيَةٍ۔ آیت سے
وَ۔ اور
قِبْلَتَهُمْ۔ ان کے قبلہ کے
بِتَابِعٍ۔ پیرو ہوگا
لَئِنْ۔ اگر
مَا۔ اس کے کہ
اِذًا۔ اس وقت ہوگا
اٰتَيْنٰهُمُ۔ دی گئی انہیں
يَعْرِفُوْنَ۔ جانتے ہیں
فَرِيْقًا۔ ایک فریق
وَ۔ اور
مِّنْ رَّبِّكَ۔ تمہارے رب

تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا اب کہیں گے بے وقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر تھے۔

السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ۔ بے وقوف لوگ۔

سفہاء کا واحد سفیہ ہے۔ سفیہ کے معنی چھچھورے اور کم عقل کے ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے حکم پر اعتراض اور تنقید کرتے ہیں۔

قدیم نبیوں علیہم السلام اور ہجرت سے قبل مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ ہادی سبل ختم الرسل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھتے رہے۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد بھی سترہ ماہ تک بیت المقدس کو ہی قبلہ برقرار رکھا۔ لیکن خواہش یہ تھی کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ شریف کو قبلہ بنائیں آخر کار مدینہ منورہ میں تیرہ یا سترہ ماہ کے بعد آپ کو قبلہ تبدیل کرنے کا حکم ملا۔

یہودیوں کو جب خبر ملی تو انہیں مخالفت کا ایک بہانہ مل گیا وہ طرح طرح کے اعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے کہ نبی محترم

www.waseemziyai.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی عداوت وحسد کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ قرآن عظیم میں ان باتوں کی تردید فرمائی گئی اور ارشاد ہوا کہ اے محبوب فرما دیجئے کہ ہم نے کسی حسد یا تعصب کی وجہ سے قبلہ تبدیل نہیں کیا بلکہ اللہ کے حکم سے بدلا ہے۔

شان نزول

یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیت المقدس کے کعبہ معظمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کی کیونکہ یہ یہود کو ناگوار تھا اور وہ نسخ کے قائل نہ تھے۔ نسخ کے خلاف عام طور پر یہودی تھے اس لئے کہ ان کے عقیدہ میں ناسخ و منسوخ کا عقیدہ غلط ہے۔

بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں آئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی پہلو نکلتا ہے کہ اس سے کفار کے وہ سب گروہ مراد ہوں کیونکہ طعن وتشنیع میں مشرکین مکہ اور یہود ونصاریٰ سب ہی شریک تھے۔ قرآن کریم نے یہ غیبی خبر دی کہ یہ لوگ ایسی بکواس کریں گے۔ اس لئے انہیں سفہاء فرمایا گیا کہ وہ ایسی روشن اور واضح بات پر معترض ہوئے جو ظاہر ہے کہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں آپ ﷺ کا لقب ذوالقبلتین بتایا اور تحویل قبلہ اس کی تصدیق ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی پہلے انبیاء علیہم السلام خبر دیتے آئے۔ ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور بے وقوفی و جہالت سے معترض ہونا کمال حماقت وسفاہت ہے۔

قبلہ کی تعریف

قبلہ اس جہت کو کہتے ہیں جس کی طرف مسلمان منہ کر کے عبادت کرے یہاں قبلہ سے مراد بیت المقدس ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۗ۔ فرما دیجئے پورب پچھم مشرق ہو یا مغرب ہر سمت اللہ کی ہے تو اسے اختیار ہے جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے اور ایسے ہی ہم نے کیا تم کو سب امتوں سے افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے گواہ ہیں۔

یعنی مشرق ومغرب اسی کا ہے تو اسے اختیار ہے جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے اور جس کو چاہے قبلہ بنائے کسی کو کیا حق جو اس کے اختیارات میں اعتراض کرے بندے کا کام صرف اور صرف اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا ہے۔

استقبال قبلہ عبادت میں سے ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ عزوجل کے حکم پر اعتماد کرنا ہے۔ خصوصیت مکانی اس میں معتبر نہیں ہم کو تو اللہ تعالیٰ نے سمت کعبہ منہ کرنے کا حکم دیا اس لئے ہم حکم کی اتباع کرتے ہیں۔

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سے مراد وہ راہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرے۔

وَكَذٰلِكَ ۔ اور اسی طرح اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہم نے تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کی اسی طرح ہم نے تم کو بہتر بنایا جس طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اسی طرح تم کو بہتر امت بنایا۔

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ۔ ہم نے تم کو اوروں سے بہتر عادل علم وعمل ومعرفت سے آراستہ بنایا۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ وَسَطًا کے معنی عدلا معتدل کے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا اس شخص نے جو ان کا بہتر تھا یہاں اوسط کا اطلاق واحد پر آیا۔ تقدیر آیت کی یہ ہے جَعَلْنٰكُمْ اَهْلَ دِيْنٍ وَسَطٍ یعنی ہم نے دین وسط والا بنایا اسلام کو دین وسط فرمایا کیونکہ احکام شرعیہ سب افراط وتفریط کے درمیان ہیں۔ علماء نے اس آیت کو اجماع امت محمد یہ ﷺ کے احکام میں حجت ہونے کی دلیل ٹھہرایا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرور کائنات رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد منبر اقدس پر تشریف لائے اور جو کچھ قیامت تک کے واقعات ہونے والے تھے آپ نے بیان فرمائے۔ یہاں تک کہ جب دھوپ درختوں اور دیواروں کی منڈیروں پر چلی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی عمر اب اتنی ہی باقی ہے جس قدر کہ یہ دن باقی ہے۔

یاد رکھو کہ یہ امت محمد یہ ﷺ ستر امتوں کا کام دیتی ہے۔ اور ان سب سے اللہ عزوجل کے نزدیک یہ امت بہتر و بزرگ ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اور لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر یعنی قیامت کے دن امت محمد یہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دے گی کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امت کو احکام پہنچا دیئے۔ یعنی معنی گواہ ہونے کے ہیں۔

امت مرحومہ کو یہ فضیلت ملی کہ وہ دنیا و آخرت میں لوگوں پر گواہ ہو اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے۔

اول یہ کہ دنیا میں مسلمان کی شہادت مومن کافر سب کے حق میں شرعاً معتبر اور مقبول ہے۔ کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ اس امت کا اجماع حجت اور لازم القبول ہے۔

تیسرے یہ کہ اموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر اور مقبول ہے۔ چنانچہ رحمت وعذاب کے فرشتے اس کی شہادت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ اور لَا تَذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ اِلَّا بِالْخَيْرِ۔ یعنی اپنی میت کا تذکرہ بھلائی سے کیا کرو کہ تم گواہ ہو زمین پر۔

صحاح کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ صحابہ علیہم رضوان نے اس کی تعریف کی حضور ﷺ نے وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ تین بار فرمایا کہ واجب ہوئی واجب ہوئی واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی برائی کی۔ حضور نے اسی طرح تین بار وَجَبَتْ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا حضور کیا واجب ہوئی۔ فرمایا پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی۔ اس لئے جنت واجب ہوئی۔ دوسرے کی تم نے برائی کی اس کے لئے جہنم واجب ہوئی۔ تم زمین پر اللہ کے شہداء یعنی گواہ ہو۔ پھر حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔

چوتھے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ یہ تمام شہادتیں علماء امت اور اہل صدق کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لئے زبان کی نگہداشت شرط ہے جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد۔

اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے کہا جائے گا کیا

www.waseemziyai.com

تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے والا احکام لے کر نہیں پہنچا تو وہ انکار کریں گے اور کہہ دیں گے کوئی نہیں آیا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام سے دریافت ہوگا وہ عرض کریں گے یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی۔ اس پر ان سے اقامۃ الحجۃ دلیل طلب ہوگی۔ وہ عرض کریں گے کہ امت محمد یہ ﷺ ہماری گواہ ہے پھر یہ امت انبیاء کرام علیہم السلام کے دعوی کی تصدیق اور کفار کے انکار کی تکذیب کرے گی۔ اس پر گزشتہ امت کے کفر کہیں گے کہ انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے۔ دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو۔ یہ عرض کریں گے یارب تو نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا۔ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر قرآن نازل فرمایا۔ ان کے ذریعے ہم قطعی یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے فرض تبلیغ علی وجہ الکمال ادا کیا۔ پھر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امت کے متعلق دریافت ہوگا۔ حضور ان کی تصدیق فرمائیں گے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں تمہارا رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر اتباع کرنے والے کو کہ اس کا دین میں کیا مرتبہ ہے اور ان کی ایمان کی کیا کچھ حقیقت اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے ان کی ترقی رکی ہوئی ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں تمہارے ایمان کے درجات اور نیک و بد اعمال و اخلاص کو بھی جانتے ہیں۔ (فتح العزیز)

پانچویں اس سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ اشیاء معروفہ میں شہادت سماعی بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقین سننے سے حاصل ہو۔ اس پر شہادت دی جاسکتی ہے۔ آگے ہے۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۔ اور یہ رسول تمہارے گواہ ہوں گے۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ امت کو تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اطلاع احوال امم و تبلیغ انبیاء علیہم السلام قطعی و یقینی حاصل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ کرم الٰہی نور نبوت سے ہر شخص کا حال اور اس کی حقیقت ایمان اور اعمال نیک و بد اور اخلاص و نفاق پر مطلع ہیں۔

چھٹے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ حضور ﷺ کی شہادت دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً صحابہ علیہم رضوان اور ازواج مطہرات و اہل بیت علیہم رضوان کے فضائل و مناقب یا غائبوں اور بعد میں پیدا ہونے والوں کیلئے مثل اویس قرنی رحمہ اللہ امام مہدی وغیرہ اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

ساتویں یہ بھی معلوم ہو کہ ہر نبی کو امت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے تاکہ وہ روز قیامت شہادت دے سکیں۔ چونکہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شہادت عام ہوگی۔ اس لئے حضور ﷺ تمام امتوں کے احوال پر مطلع ہیں۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک جگہ جمع کرے گا پھر سابقہ امتوں کے کفار سے خطاب کر کے فرمائے گا کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں پہنچا وہ صاف انکار کریں گے کہ ہمارے پاس کوئی نہیں آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ انبیاء سے دریافت کرے گا انبیاء متفقہ طور پر عرض کریں گے کہ اے اللہ ہم تیرے احکام ان کو پہنچا چکے ہیں۔ یہ صریح جھوٹ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے مگر اتمام حجت کے لئے انبیاء سے گواہی طلب کرے گا

نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن نوح علیہ السلام طلب فرمائے جائیں گے ان سے

www.waseemziyai.com

دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے اس امت کو تبلیغ فرمائی یا نہیں حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے رب العزت تیری عزت وجلال کی قسم ہے بیشک میں نے ان کو تیرے احکام پہنچا دیئے ہیں پھر اس امت سے فرمایا جائے گا کیا نوح نے ان کو احکام پہنچائے وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی نہیں آیا نہ ہی تبلیغ کی جناب باری عزاسمہ حضرت نوح علیہ السلام سے گواہ طلب فرمائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میرے گواہ اور شاہد نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر تم وہاں آ کر گواہی دو گے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الخ فرمایا تم نوح علیہ السلام کی گواہی دو گے اور میں تمہاری گواہی دوں گا۔

امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوگی اور گواہی دے گی کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے سب احکام انہیں پہنچا دیئے ہیں کفار کہیں گے کہ ان کو کیسے معلوم ہوا یہ تو ہم سے برسوں برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔

امت محمدیہ ﷺ جواب دے گی کہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ عزوجل نے آخری رسول مکرم ﷺ مبعوث فرمائے ان پر کتاب نازل کی اس کتاب میں اس بات کی تصدیق تھی کہ تمام انبیاء نے اپنی اپنی امت کو احکام پہنچا دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سچا ہے ان کے بعد مخبر صادق طبیب حاذق شافع محشر ﷺ طلب فرمائے جائیں گے اور ان امتوں کا حال دریافت کیا جائے گا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صداقت اور عدالت کی گواہی دیں گے۔ (ترمذی و بخاری شریف)

حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن ایک نبی علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں پیش ہوں گے جن کے ساتھ صرف ایک امتی ہوگا ایک اور نبی علیہ السلام آئیں گے جن کے ساتھ صرف دو امتی ہوں گے ان کی امت سے دریافت فرمایا جائے گا انہوں نے احکام پہنچائے۔ اکثریت انکار کر دے گی پھر امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی گواہی پیش ہوگی۔

شہید کے معنی۔ شہید حاضر کے معنی بھی دیتا ہے۔ شہید بمعنی مطلع بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ شہادت کا لفظ علم واطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے جیسے فرمایا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔

آگے ارشاد ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے بعد ہجرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ سترہ ماہ تک ادھر نماز پڑھی تھی کہ پھر کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس تحویل قبلہ کی پہلی حکمت یہ ارشاد ہوئی اس سے مومن و کافر میں امتیاز ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مومنین کعبہ کی طرف پڑھتے پڑھتے بیت المقدس کی طرف اتثالاً بامر سترہ مہینے جھکتے رہے پھر کعبہ کا حکم ہوا تو بلا کسی قسم کی قیل وقال کے ادھر جھک گئے اور جن کے دلوں میں ایمان نہ تھا وہ معترض ہوئے کہ یہ کیا تماشا ہے کبھی ادھر کبھی ادھر رخ کرایا جا رہا ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً۔ اور بے شک یہ تحویل بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ

www.waseemziyai.com

اِیْمَانَکُمْ اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کرے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں تحویل قبلہ سے پہلے بنی نجار میں سے اسعد بن زرارہ اور بنی سلمہ میں سے براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ ان کے رشتہ داروں نے تحویل قبلہ کے بعد ان کی نمازوں کا حکم دریافت کیا اس پر آیت کریمہ کے ذریعہ اطمینان دلایا گیا اور فرمایا گیا کہ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ ان کی نمازیں ضائع نہیں ہوئی بلکہ انہیں ثواب ملے گا کیونکہ بیت المقدس بھی ہمارے ہی حکم سے قبلہ مقرر ہوا تھا اللہ تعالیٰ عزوجل تو انسانوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے وہ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔

اِیْمَانَکُمْ۔ میں ایمان سے یا تو ایمان پر قائم رہنا مراد ہے اور یا پھر منسوخ شدہ قبلہ پر ایمان رکھنا مقصود ہے۔

بعض مفسرین نے ایمان سے مراد نماز ہی لی ہے۔

روایت ہے کہ حیی بن اخطب یہودی نے مسلمانوں سے کہا کہ تم نے ایک طویل زمانہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی یہ ہدایت تھی یا گمراہی؟

مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہدایت وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ عزوجل حکم فرمائے اور گمراہی وہ ہے جس سے منع فرمائے۔ لہٰذا جب تک ہم کو بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم رہا اس وقت تک وہ ہدایت تھا اور جب منع کر دیا تو گمراہی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ بے شک اللہ لوگوں پر شفقت رکھنے والا بڑا مہربان ہے۔ رؤف کے معنی شدت رحمت ہیں۔

آیت متلوہ میں نمازوں کو ایمان سے تعبیر فرمانا اس امر کی طرف مشیر ہے کہ نماز بجماعت ادا کرنا دلیل ایمان ہے۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے تو ابھی اپنا منہ پھیر لو مسجد حرام کی طرف۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنانا پسند خاطر تھا اور اس امید میں آسمان کی طرف بار بار نظر فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کی مرضی پوری کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی اور ایسی صورت میں نازل ہوئی کہ آپ نماز میں تھے اور حکم فَوَلِّ جب آیا تو نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھرے اور جو مقتدی تھے انہوں نے بھی حضور ﷺ کی اقتداء میں اپنا رخ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھیرا۔

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو آپ کی رضامندی اتنی منظور ہے کہ سمت قبلہ بھی آپ کی مرضی کے موافق مقرر فرمائی۔ چنانچہ محض حضور ﷺ کی رضا کی خاطر تحویل قبلہ ہوئے اور کعبہ کو سمت سجدہ بنایا گیا اور ہمیشہ کے لئے قانون نافذ فرمایا گیا۔

ہجرت سے قبل بیت اللہ قبلہ تھا یا بیت المقدس؟

بعض کہتے ہیں کہ مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کی طرف توجہ فرماتے تھے اور کعبہ بھی سامنے ہوتا تھا اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند جید ہے۔

www.waseemziyai.com

بعض نے مطلقاً کہا ہے کہ بیت المقدس کی طرف استقبال فرماتے تھے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں حضور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا استقبال فرماتے تھے اور جب ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بسند قوی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو حکم فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف استقبال فرمایا کریں۔

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی پھر مکہ میں ہی قیام کے دوران بیت المقدس کی طرف پڑھنے کا حکم ہوگیا۔ چنانچہ تین برس مسلسل بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

پہلا قول علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح اور قوی ہے۔ اکثر احادیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہیں۔

ہجرت کے بعد حضور علیہ السلام نے کتنے زمانہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اس میں چند اقوال پیش خدمت ناظرین ہیں۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سترہ ماہ نماز پڑھی۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک سولہ ماہ

اور امام بخاری رضی اللہ عنہ کے نزدیک بروایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سولہ سترہ ماہ پڑھی۔

حق بات یہ ہے کہ سولہ ماہ اور کچھ دن بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اس لئے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے پانچ ربیع الاول بروز پیر ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول پیر کے دن تشریف لائے۔ اور تحویل قبلہ کا حکم ۲ ہجری ۱۵ رجب المرجب واقعہ بدر سے دو ماہ قبل ہوا۔ جمہور علماء نے اسی قول کو معتبر قرار دیا۔

سترہ ماہ اور بعض نے تیرہ یا انیس یا اٹھارہ ماہ یا دو برس دو ماہ کہے ہیں یہ سب اقوال ضعیف ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف فرما تھے تو یہودیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ کا اتباع کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے یہ تمنا فرمائی کہ بیت اللہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اس کو قبلہ بنایا جائے جبریل امین علیہ السلام آسمان کی طرف گئے اور حضور علیہ السلام اللہ کے حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے رہے۔ نماز کی حالت میں آسمان یا اطراف میں نگاہ کا اٹھانا امت کے لئے سخت سزا ہے لیکن محبوب کی نگاہ آسمان کی طرف ہے تو ارشاد ہوا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا آسمان کی طرف منہ کرنا فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا بے شک پھیر دیں گے ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی سلمہ میں براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ام بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ ام بشر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا وہاں ظہر کا وقت آگیا آپ نے مع صحابہ علیہم رضوان کے بنی سلمہ کی مسجد میں نماز شروع کی جب آپ دو رکعتیں پڑھ چکے تو جبریل امین علیہ السلام نے آکر اشارہ کیا آپ

www.waseemziyai.com

نماز میں کعبۃ اللہ کی طرف میزاب کی جانب پھر گئے۔ جس جگہ مرد تھے وہاں عورتیں آ گئیں اور جہاں عورتیں تھیں وہاں مرد آ گئے غرضیکہ سب نماز میں گھوم گئے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین ہے۔ اس مسجد میں بحمدہ تعالیٰ نوافل اور ظہر کی نماز پڑھنے کی سعادت فقیر کو بھی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب کے صدقہ میں بار بار حاضری نصیب کرے۔ آمین

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر جا رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ بنی حارثہ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں اور رکوع میں ہیں انہوں نے بآواز بلند کہا کہ میں اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے وہ بھی سن کر فوراً بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

صحیح بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز کا ذکر کیا ہے لیکن تحقیق یہی ہے کہ زوال کے بعد ظہر کی نماز کا ہی وقت تھا۔

ممکن ہے کہ براء بن عازب کو بنی سلمہ میں ظہر پڑھنے کی اطلاع نہ ملی ہو یا ان کی مراد یہ ہو کہ پوری نماز سب سے پہلے کعبہ کی طرف عصر کی نماز پڑھی ہو کیونکہ ظہر کی دو رکعت بیت المقدس اور دو رکعت بیت اللہ شریف کی طرف پڑھی تھیں۔

یا یہ مقصد ہو کہ اپنی مسجد یعنی مسجد نبوی میں جو نماز سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہو وہ عصر کی نماز تھی کیونکہ تحویل قبلہ کی خبر قباء والوں کو اگلے روز فجر کی نماز میں ہوئی۔

چنانچہ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبا میں لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کی طرف سے کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم ہو گیا اور سب اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ پھیر لو اپنا منہ بیت المقدس سے نماز کے وقت مسجد حرام کی طرف یعنی جس جہت میں مسجد حرام ہے۔

لفظ شطر اس شے کو کہتے ہیں جو کسی شے سے علیحدہ ہو عرب دَارٌ شَطُوْرٌ اس گھر کو کہتے ہیں جو اور گھروں سے جدا ہو پھر اس کا استعمال بمعنی جانب آنے لگا اگرچہ وہ علیحدہ نہ ہو۔

مسجد حرام کو مسجد حرام اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں قتال یا شکار کرنا اور درخت کاٹنا حرام ہے اس لئے اس کو حرم کہتے ہیں۔

سوال یہ ہوتا ہے کہ مسجد حرام کو کعبۃ فرمایا جاتا کیونکہ قبلہ ہی کعبہ ہے لیکن مسجد حرام اس لئے فرمایا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ جو کعبہ سے دور ہے اس پر جہت و سمت کعبہ استقبال کیا جائے جو واجب ہے عین کعبہ نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے معلوم ہوا کہ دور والوں کے لئے قبلہ کی جہت سمت کعبہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں تشریف لائے۔ اور تمام گوشوں میں آپ نے دعا فرمائی پھر اندر کے حصہ میں نماز پڑھی جب باہر تشریف لائے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت

www.waseemziyai.com

نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۔ اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اسی طرف پھیرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں رو بقبلہ ہونا شرط ہے۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ۔ اور جنہیں کتاب دی گئی ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے کرتوت سے بے خبر نہیں۔

یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور تھا کہ آپ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھریں گے اور انہیں ان کے نبیوں علیہم السلام نے بشارتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نشان بھی بتلایا تھا کہ آپ بیت المقدس اور کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ۔ اور اگر چہ ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے۔

اس لئے کہ نشان اور دلیل اس کو نفع دیتی ہے جو کسی شبہ کی وجہ سے کسی حقیقت کا منکر ہو اور یہ یہودی نصرانی تو محض حسد و عناد سے حضور ﷺ کے منکر ہیں۔ ویسے یہ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات وہی ہے جس کی صفت توریت و انجیل میں آئی ہے۔ انہیں نفع نہیں ہو سکتا اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں۔ اس لئے کہ ان کے اعتراض سے یہ قبلہ تو منسوخ نہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ رہے گا۔

یہ اس لئے فرمایا کہ اہل کتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے قبلہ کی طرف رجوع فرمانے سے مایوس ہو چکے تھے۔ یہود و نصاریٰ کا تو یہ حال ہے کہ ہر فریق کا علیحدہ علیحدہ قبلہ ہے۔ یہود کا قبلہ بیت المقدس کا غربی حصہ ہے اور نصاریٰ کا قبلہ شرقی حصہ ہے اس لئے یہ دونوں آپس میں موافقت نہ کریں گے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَى الظَّالِمِينَ۔ تک

اگر آپ نے ان کی خواہشوں کا اتباع کیا اس علم کے حاصل ہو جانے کے بعد تو بے شک ایسی حالت میں آپ بھی نافرمانوں میں سے ہوں گے۔

اس آیت سے کسی کو یہ شبہ ہو کہ معاذ اللہ حضور ﷺ ان کا اتباع کریں کیونکہ یہ قضیہ شرطیہ ہے اور قضیہ شرطیہ کے صدق کے لئے یہ لازم نہیں کہ اس کے طرفین صادق ہوں مثلاً اگر کوئی ضعیف بوڑھا آدمی کہے کہ میں جوان ہو جاؤں تو فلاں کام کروں گا۔ ظاہر ہے کہ اس کا جوان ہونا اور اس کام کا وجود میں آنا ناممکن ہے۔

اس آیت میں امت کو تہدید و تادیب مقصود ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف اہل کتاب کی خواہشوں کا ہرگز اتباع نہ کریں۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

www.waseemziyai.com

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ جنہیں ہم نے کتاب دی یعنی علماء یہود و نصاریٰ۔ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۔ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

اہل کتاب کے علماء حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب جانتے ہیں جن کا توریت میں ذکر ہے اور جن پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔

یہ تشبیہ اس لئے دی گئی کہ باپ اپنے بیٹے کو جو گھر میں پیدا ہوا ہو وہ کسی طرح مخفی نہیں رہ سکتا اب جو شخص حضور ﷺ کی نبوت کا انکار کرتا ہے اس کو ذات مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ عناد و حسد تھا ورنہ وہ آپ کو نبی برحق ﷺ جانتے تھے۔

اہل کتاب کے علماء حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب جانتے ہیں جن کا توریت میں ذکر ہے اور جن پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔

کتب سابقہ میں نبی آخر الزمان حضور سید عالم ﷺ کے اوصاف ایسے واضح اور صاف بیان کئے گئے ہیں جن سے احبار و رہبان یہود و نصاریٰ تمام اہل کتاب کو حضور ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور ﷺ کے اس منصب عالی کو کامل یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔

احبار یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ آیت کریمہ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے۔ فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اوصاف کی روشنی میں جب دیکھا جو توریت میں مذکور ہیں تو میں نے حضور ﷺ کو بلا تعارف کرائے بے اشتباہ پہچان لیا اور میرا پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم و اکمل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیسے تو ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کیسے ہو۔ عورتوں کا خیال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر آپ کی پیشانی چوم لی۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر محل شہوت میں محبت دین سے پیشانی چوم لینا سنت صحابہ علیہم رضوان ہے۔

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ اور بے شک ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ یعنی توریت اور انجیل میں جو حضور کی نعت ہے اسے یہود کا ایک گروہ حسد و عناد سے دیدہ و دانستہ چھپاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر حق چھپانا سخت گناہ ہے۔

توریت میں نبی آخر الزمان ﷺ کی صفت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت میں کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے توریت میں لکھا پایا ہے۔

"وہ محمد بن عبداللہ ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے ملک شام ان کے قبضہ میں ہوگا۔ نہ وہ بدزبان ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں برائی کے بدلے برائی نہ کریں گے بلکہ وہ درگزر فرمائیں گے۔

www.waseemziyai.com

ان کی امت بہت حمد کرنے والی ہوگی ہر سختی اور نرمی اور خوشی وغم میں اللہ عزوجل کی حمد کرے گی تکبیر کہنے والے اپنے اطراف کو وضو سے منور کرنے والی ہوگی وسط کمر پر تہ بند باندھے گی۔ نمازوں میں صف بندی کریں گے جیسے میدان جنگ و جہاد میں۔ سجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکھی کی سی نرم اور پست آواز ہوگی۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو خبردار شک کرنے والوں سے نہ ہو۔ یہاں حضور ﷺ سے مخاطبہ نہیں۔ بلکہ عام اعلان ہے۔ بنابریں اس کے ترجمہ میں اے سننے والے سمجھ لے کہ حق تیرے رب کی طرف سے ہی کہنا چاہئے۔

ان لوگوں میں سے نہ ہو جو حق کو باوجود اس کے عالم ہونے کے چھپاتے ہیں باوجود علم یقینی ہونے کے شک کرتے ہیں حق وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہے یعنی آپ کا نبی قبلتین جو توریت میں مذکور ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور ہر ایک کے لئے متوجہ ہونے کی ایک سمت ہے کہ وہ اس کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں۔ تم کہیں بھی ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں ہے۔

وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِيْ ۙ وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو کہ اور تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے۔ جو ان میں سے ناانصافی اور ظلم کریں تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لئے ہے کہ میں پوری کروں اپنی نعمت تم پر اور کس طرح تم ہدایت پاؤ۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

جیسا کہ ہم نے بھیجا تم میں سے ایک رسول تم میں کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا ہے اور تمہیں ستھرا کرتا ہے۔ اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ۝

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ

وَ۔اور
مُوَلِّيْهَا۔اسی طرح منہ کرتا ہے
اَيْنَ۔جہاں
بِكُمُ۔تمہیں
اللّٰهُ۔اللہ
قَدِيْرٌ۔قادر ہے
فَوَلِّ۔تو پھیرو
الْحَرَامِ۔حرام کے
مِنْ رَّبِّكَ۔تمہارے رب سے
بِغَافِلٍ۔بے خبر
مِنْ حَيْثُ۔جہاں سے
شَطْرَ۔طرف
حَيْثُ۔جہاں کہیں
وُجُوْهَكُمْ۔منہ اپنا
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
الَّذِيْنَ۔وہ لوگ
تَخْشَوْهُمْ۔ڈر وان سے
لِاُتِمَّ۔اس لئے کہ پوری کروں
لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
فِيْكُمْ۔تم میں
عَلَيْكُمْ۔تم پر
وَ۔اور
الْحِكْمَةَ۔حکمت
لَمْ۔ہرگز نہ
اُذْكُرْكُمْ۔چرچا کروں گا میں تمہارا
لِيْ۔میرا

لِكُلٍّ۔ہر ایک کے لئے
مَا۔کہیں
اللّٰهُ۔اللہ
عَلٰى۔اوپر
وَ۔اور
وَجْهَكَ۔منہ اپنا
وَ۔اور
عَمَّا۔اس سے
خَرَجْتَ۔آؤ تم
الْمَسْجِدِ۔مسجد
مَا۔بھی
شَطْرَهٗ۔طرف اس کے
عَلَيْكُمْ۔تم پر
ظَلَمُوْا۔جو ظالم ہیں
وَ۔اور
نِعْمَتِيْ۔اپنی نعمت
تَهْتَدُوْنَ۔ہدایت پاؤ
رَسُوْلًا۔ایک رسول
اٰيٰتِنَا۔ہماری آیتیں
يُعَلِّمُكُمُ۔سکھاتا ہے
وَ۔اور
تَكُوْنُوْا۔تھے تم

وَجْهَةٌ۔ایک سمت ہے
فَاسْتَبِقُوا۔تو سبقت کرو
تَكُوْنُوْا۔ہو تم
جَمِيْعًا۔سب کو
كُلِّ۔ہر
مِنْ حَيْثُ۔جہاں سے
شَطْرَ۔طرف
اِنَّهٗ۔بے شک وہ
مَا۔نہیں
تَعْمَلُوْنَ۔کہ تم کرتے ہو
فَوَلِّ۔تو پھیرو
الْحَرَامِ۔حرام کے
كُنْتُمْ۔ہو تم
لِئَلَّا۔تاکہ نہ
حُجَّةٌ۔کوئی حجت
مِنْهُمْ۔ان میں سے
اخْشَوْنِيْ۔ڈرو مجھ سے
عَلَيْكُمْ۔تم پر
كَمَآ۔جیسا کہ
مِّنْكُمْ۔تم میں سے
وَ۔اور
الْكِتٰبَ۔کتاب
يُعَلِّمُكُمْ۔سکھاتا ہے
تَعْلَمُوْنَ۔جانتے
وَ۔اور
لَا۔نہ ہو

هُوَ۔کہ وہ
الْخَيْرٰتِ۔نیکیوں کی
يَاْتِ۔لے آئے گا
اِنَّ۔بے شک
شَيْءٍ۔شے کے
خَرَجْتَ۔آؤ تم
الْمَسْجِدِ۔مسجد
لَلْحَقُّ۔ضرور حق ہے
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور
وَجْهَكَ۔منہ اپنا
وَ۔اور
فَوَلُّوْا۔تو پھیرو
يَكُوْنَ۔ہو جائے
اِلَّا۔مگر
فَلَا۔تو نہ
وَ۔اور
وَ۔اور
اَرْسَلْنَا۔ہم نے بھیجا
يَتْلُوْا۔تلاوت کرتا ہے
يُزَكِّيْكُمْ۔تمہیں ستھرا کرتا ہے
وَ۔اور
مَا۔وہ جو
فَاذْكُرُوْنِيْٓ۔تو ذکر کرو میرا
اشْكُرُوْا۔شکر کرو
تَكْفُرُوْنِ۔کفر کرنے والے

MARKAZI-E-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو رکوع دوسرا۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ۔ اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے وہ اسی طرف رخ کرتا ہے تو تم متابعت کرو بھلائیوں میں۔ تم کہیں ہو اللہ تمہیں اکٹھا لے آئے گا۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا۔ اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس طرف وہ رخ کرتا ہے۔ وجہۃ اس جانب کو کہتے ہیں جس طرف رخ کرتے ہیں یعنی ہر امت اور گروہ کا ایک قبلہ ہے۔

قبلہ کا مسئلہ عبادات سے ہے کہ جس میں رائے کو دخل نہیں اور نہ کسی خصوصیت مکانی پر اس کا مدار ہے اس لئے اس میں اختلاف جائز نہیں۔ ہر مسلمان کا قبلہ ایک ہے اگر جہت کعبہ جانتا ہے تو وہی قبلہ ہے اگر سفر میں بالفرض قبلہ کی سمت کا پتہ نہ چلے تو جس طرف دل گواہی دے اسی طرف پڑھ لیا کرو خواہ تم مشرق میں ہو یا مغرب میں اللہ تعالیٰ عزوجل تمہاری نماز قبول فرمائے گا اور اسے ایسا کرے گا کہ گویا کعبہ ہی کی طرف پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کو سب قدرت ہے۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ۔ تو تم متابعت کرو بھلائیوں میں خیر میں جب اللہ تعالیٰ عزوجل بیت المقدس کے استقبال کا حکم فرمائے تو اس کی طرف رخ کرو اور جب کعبۃ اللہ کی طرف توجہ کا حکم ہو تو فوراً کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرو۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تم کو جمع کرے گا یہ قیامت کے دن کی طرف اشارہ ہے کہ اس دن سب ایک جگہ جمع کئے جائیں گے اور اعمال صالح و طالح کی جزا و سزا دی جائے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بے شک اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ۔ اور جہاں سے آؤ تم اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو۔ یہ قانون عبادت قیامت تک کے لئے نافذ فرمایا گیا کہ تم خواہ کسی شہر سے سفر کے لئے نکلو۔ نماز میں اپنا منہ مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ کی طرف ہی کرو۔ اس حکم کو مکرر بیان کرنے کی یہ وجہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ سفر و حضر میں حکم یکساں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو اور امتوں پر تین باتوں سے فضیلت دی گئی اول تمہاری نماز میں جماعتیں ملائکہ کے مثل جماعتیں بنائی گئیں۔ دوسرے ہمارے لئے زمین کو مسجد بنا دیا جہاں چاہیں نماز پڑھیں۔ تیسرے زمین کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی پانی نہ ہونے یا مضر ہونے کی وجہ سے تیمم جائز فرمایا۔

وَاِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

یعنی یہ سمت قبلہ ہماری مقرر کردہ ہے اس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ تمہیں اسی سمت عبادت کرنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی کیفیت سے بے خبر نہیں ہے۔ بلکہ تمہارے حرکات و سکنات اور خطرات تک اس کے سامنے ہیں۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۣ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۣ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

www.waseemziyai.com

تَهْتَدُوْنَ۔ اور اے محبوب تم جہاں بھی آؤ اپنا منہ اسی کعبہ کی طرف کرو کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ کرے۔ یعنی کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ انہوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا قبلہ چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ان کی عظمت و بزرگی مانتے ہیں۔ یا یہ کہ انہوں نے اپنا قبلہ اور بنا رکھا ہے اور اپنی امت کے لئے قبلہ اور مقرر کیا ہے۔ نہیں بلکہ نبی اور امتی دونوں کی سمت قبلہ ایک رکھو۔

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ۔ تاکہ لوگوں کا تم پر کوئی الزام نہ رہے۔

یعنی اے مومنو! تحویل قبلہ کی وجہ یہ ہے کہ یہود کا تم پر الزام نہ رہے کیونکہ توریت میں صاف لکھا ہے کہ کعبہ قبلہ ابراہیمی ہے اور نبی آخر الزمان ﷺ کا وہی قبلہ مقرر کر دیا جائے گا۔ تو اب اگر تحویل قبلہ نہ ہوتی تو یہود کہتے کہ دیکھو توریت میں جو علامت بتائی گئی تھی وہ نبی آخر الزمان ﷺ میں موجود نہیں اور مشرکین بھی طعن نہ کریں کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ بیت اللہ ہے۔ اگر تحویل نہ ہوتی تو دونوں اعتراض کرتے اس لئے دونوں کی زبان طعن بند کر دی گئی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ۔ مگر جو ان میں سے ظالم و بے انصاف ہیں۔

یعنی وہ تو پھر بھی بے جا اعتراض کرتے ہی رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قریش میں جو لوگ معاند و ظالم تھے انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اب خبر ہوئی ہے کہ ہم ہدایت پر تھے پہلے وہ ہم کو گمراہ سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے ہمارے قبلہ کو اختیار کیا۔

یہود میں جو سرکش تھے انہوں نے بھی بکواس کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ بیت المقدس قبلہ ہے۔ اس علم کے باوجود اس طرف پھر گئے۔ اس کی وجہ حسد تھی کفار کے ان کلمات واہیات کو حجت اس لئے فرمایا گیا کہ وہ اپنے نزدیک اس خرافات کو حجت ہی تصور کرتے تھے۔ حالانکہ حجت وہ دلیل ہے جس سے مقابل پر غلبہ حاصل ہو۔ ان سب توجیہات پر اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فرمایا یعنی خواہ مخواہ کا مجادلہ و مکابرہ کریں گے۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ۔ ان سے خوف نہ کرو بلکہ مجھ سے ہی ڈرو۔

یعنی ان ظالموں سے مت ڈرو کیونکہ ہم تمہارے مددگار ہیں تم کو ان پر دلیل میں غلبہ حاصل رہے گا۔

وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ تو جب آپ کے متبع میرے سچے بندے ہو کر میرا ہی خوف دل میں رکھیں گے تو میں اپنی نعمت پوری کروں گا۔ کہیں تم ہدایت پاؤ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نعمت کا پورا ہونا جنت میں داخل ہونا ہے اور جہنم سے خلاصی پانا ہے۔ (ترمذی، بخاری)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نعمت کا اتمام اسلام پر مرنا ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ جیسا کہ ہم نے تم میں رسول بھیجا تم میں سے۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں ستھرا کرتا ہے ہر قسم کی نجاست اور شرک و معصیت سے اور سکھاتا ہے کتاب و حکمت۔ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد مفسرین نے فقہ لیا ہے اور تمہیں وہ تعلیم دیتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ جو ظاہر ہے کہ

www.waseemziyai.com

ہزاروں لاکھوں ایجادات ایسے ایسے سکھائے کہ ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا۔ جنت و دوزخ، حور و غلمان وں کا ہمیں علم کہاں تھا وغیرہ وغیرہ۔

محمد بن جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو دعائیں کی تھیں ایک تو یہ تھی اے اللہ ہم کو مسلمان بنا ہماری اولاد سے ایک امت مسلمان پیدا کر۔ دوسری دعا یہ تھی اے اللہ ان میں سے ایک رسول بھیج تو آیت کے معنی یہ ہوئے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کریں گے اور تم کو ہدایت دیں گے اپنی نعمت کامل کریں گے۔

تعلیم کو دو مرتبہ فرمایا گیا۔ دوبارہ تعلیم سے مراد علم لدنی ہے جو قرآن سے ماخوذ نہیں بلکہ باطن قرآن ہے، وسیلہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا جاتا ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے سوائے اس نور کے عکس کے اور کوئی طریقہ نہیں اس کی حقیقت کا ادراک بعید از قیاس ہے۔

حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکر صدیق خلیفہ اول جانشین مصطفیٰ ملے مجھ سے پوچھا کیا حال ہے میں نے عرض کی اے ابوبکر حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے۔ وجہ تو بتاؤ۔

حنظلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس وقت ہم بارگاہ رسالت پناہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتے ہیں تو حضور ﷺ جب ہم کو جنت دوزخ کے حالات بیان فرماتے ہیں تو اس وقت یہ حال ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب وہاں سے آتے ہیں تو دنیاوی کاموں بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو کچھ یاد نہیں رہتا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی حال اپنا ہے چلو حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کریں۔

یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حنظلہ رضی اللہ عنہ تو منافق ہو گیا فرمایا یہ کیا کہا۔ عرض کی۔

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کی خدمت میں جب تک حاضر رہتے ہیں اور جنت دوزخ کے حالات سنتے ہیں تو ہر چیز ہمارے سامنے ہوتی ہے اور جب ہم اپنے گھروں میں جاتے ہیں اور دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو کچھ یاد نہیں رہتا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس رہتی ہے تو تم سے فرشتے تمہارے بچھونوں اور راستوں میں آ کر مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ یہ حالت کبھی کبھی ہوا کرتی ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر یہی حالت غالب رہے تو یہ عالم عالم ملکوت ہو جائے اور کارخانۂ عالم بالکل درہم برہم ہو جائے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ تو میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو اور تم ناشکرے نہ بنو۔

ذکر تین صورتوں میں ہوتا ہے۔ لسانی قلبی، بالجوارح، ذکر لسانی اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح و ثناء وغیرہ بیان کرنا۔ خطبہ، توبہ، استغفار، دعا بھی اسی میں داخل ہیں۔

ذکر قلبی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی نعمتوں کا یاد کرنا۔ اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا۔ اسی میں

www.waseemziyai.com

علماء کا استنباط اور مسائل شرعیہ میں غور وخوض بھی داخل ہے۔

ذکر بالجوارح۔ کہ اعضاء اطاعت الٰہی میں مشغول ہوں۔ نماز وغیرہ نوافل پڑھے جائیں۔ حج کے لئے سفر کرنا بلکہ نماز ان تینوں اقسام ذکر پر مشتمل ہے۔ تکبیر وتسبیح وثناء وقرأت تو ذکر لسانی ہے۔ اور خشوع وخضوع۔ اخلاص۔ حضور قلب یہ ذکر قلبی ہوا اور قیام رکوع وسجود وغیرہ یہ ذکر بالجوارح۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم طاعت کر کے مجھے یاد کرو میں تمہاری اعانت وامداد سے تمہیں یاد کروں گا۔

صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی کے دل میں دو کوٹھڑیاں ہیں ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور ایک میں شیطان جب آدمی ذکر اللہ کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر ربی اللہ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اپنی منقار چونچ رکھتا ہے اور اس کو بہکاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفردین سبقت لے گئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مفردین کون ہیں؟ فرمایا جو مرد اللہ کا بہت ذکر کرے اور وہ عورتیں جو بہت ذکر کرنے والیاں ہیں۔ (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ذکر حقیقت میں غفلت کو دور کرتا ہے کیونکہ غفلت کا سبب قساوت ہے۔ ارشاد فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ یعنی مراد کو پہنچے وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ افضل کلام چار کلمات ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے جو شخص قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہے اور اس کی تلاوت میں میرے ذکر اور اپنی حاجت مانگنے کی بھی فرصت نہ رہے تو میں اسے سائلوں سے زیادہ دوں گا۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ اور میرا احسان مانو یعنی میری نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ اور میری ناشکری نہ کرو نعمتوں کا انکار اور انبیاء مرسلین کی تکذیب اور امر بالمعروف کی مخالفت وغیرہ۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع ۔ سورۃ بقرہ ۔ پ ۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اے ایمان والو نماز اور صبر سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

اور نہ کہو انہیں جو قتل ہوئے اللہ کی راہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں شعور نہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں کے نقصان سے اور کچھ جانوں اور پھلوں کی کمی

www.waseemziyai.com

الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾

سے اور بشارت سنا صبر والوں کو۔

الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

ایسے صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہمیں اسی طرف لوٹنا ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یہ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۵۸﴾

بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے اور جو نفل کے طور پر نیکی کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

بے شک وہ جو ہمارے اتارے ہوئے کو چھپاتے ہیں جو روشنی اور ہدایت ہے بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾

مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو یہ وہ ہیں جن کی توبہ قبول کروں گا اور میں تو بڑا قبول کرنے والا مہربان ہوں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور ملائکہ اور سب آدمیوں کی۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ہلکا ہو ان سے عذاب اور نہ ان کی طرف نظر رحمت ہو۔

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾

اور تمہارا خدا ایک خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

لفظی ترجمہ

یٰۤاَ۔اے	اَیُّھَا۔وہ	الَّذِیْنَ۔جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
اسْتَعِیْنُوْا۔مدد چاہو	بِالصَّبْرِ۔صبر	وَ۔اور	الصَّلٰوۃِ۔نماز سے
اِنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ	مَعَ۔ساتھ ہے	الصّٰبِرِیْنَ۔صبر کرنے والوں کے
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَقُوْلُوْا۔کہو	لِمَنْ۔انہیں جو

www.waseemziyai.com

يُقْتَلُ۔ قتل ہوئے
اَمْوَاتٌ۔ مرا ہوا
بَلْ۔ بلکہ
لَّا۔ نہیں
تَشْعُرُوْنَ۔ تمہیں شعور
وَ۔ اور
لَنَبْلُوَنَّكُمْ۔ ضرور آزمائیں گے ہم تمہیں
بِشَيْءٍ۔ کچھ
مِّنَ الْخَوْفِ۔ خوف سے
وَ۔ اور
الْجُوْعِ۔ بھوک سے
وَ۔ اور
نَقْصٍ۔ تھوڑے
مِّنَ الْاَمْوَالِ۔ مال سے
وَ۔ اور
الْاَنْفُسِ۔ جان سے
وَ۔ اور
الثَّمَرٰتِ۔ پھلوں سے
وَ۔ اور
بَشِّرِ۔ خوشخبری دو
الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر والوں کو
الَّذِيْنَ۔ ان کو کہ
اِذَآ۔ جب
اَصَابَتْهُمْ۔ پہنچے انہیں
مُّصِيْبَةٌ۔ مصیبت
قَالُوْٓا۔ تو کہیں
اِنَّا۔ ہم
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے ہیں
وَ۔ اور
اِنَّآ۔ ہم
اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف
رٰجِعُوْنَ۔ لوٹنے والے ہیں
اُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں کہ
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
صَلَوٰتٌ۔ درود ہیں
مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ ان کے رب سے
وَ۔ اور
رَحْمَةٌ۔ رحمت
وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہی
هُمُ۔ وہ ہیں
الْمُهْتَدُوْنَ۔ ہدایت والے
اِنَّ۔ بے شک
الصَّفَا۔ صفا
وَ۔ اور
الْمَرْوَةَ۔ مروہ
مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ اللہ کی نشانیوں سے ہیں
فَمَنْ۔ تو جو
حَجَّ۔ حج کرے
الْبَيْتَ۔ بیت اللہ کا
اَوِ۔ یا
اعْتَمَرَ۔ عمرہ کرے
فَلَا۔ تو نہیں
جُنَاحَ۔ گناہ
عَلَيْهِ۔ اس پر
اَنْ۔ یہ کہ
يَّطَّوَّفَ۔ طواف کرے
بِهِمَا۔ ان دونوں کا
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
تَطَوَّعَ۔ نفل کرے
خَيْرًا۔ بھلائی کی
فَاِنَّ۔ تو بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
شَاكِرٌ۔ صلہ دینے والا
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے
اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يَكْتُمُوْنَ۔ چھپاتے ہیں
مَآ۔ اسے جو
اَنْزَلْنَا۔ اتارا ہم نے
مِنَ الْبَيِّنٰتِ۔ روشن باتوں سے
وَ۔ اور
الْهُدٰى۔ ہدایت
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد اس کے کہ
مَا۔ وہ
بَيَّنّٰهُ۔ روشن کیا
لِلنَّاسِ۔ لوگوں پر
فِي الْكِتٰبِ۔ کتاب میں
اُولٰٓئِكَ۔ یہ وہ ہیں
يَلْعَنُهُمُ۔ لعنت ان پر
اللّٰهُ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
يَلْعَنُهُمُ۔ لعنت کرتے ہیں ان پر
اللّٰعِنُوْنَ۔ لعنت کرنے والے
اِلَّا۔ مگر
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
تَابُوْا۔ توبہ کریں
وَ۔ اور
اَصْلَحُوْا۔ سنواریں
وَ۔ اور
بَيَّنُوْا۔ ظاہر کریں
فَاُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں جن کی
اَتُوْبُ۔ توبہ قبول کروں گا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
وَ۔ اور
اَنَا۔ میں
التَّوَّابُ۔ توبہ قبول کرنے والا
الرَّحِيْمُ۔ مہربان ہوں
اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْا۔ کفر کریں
وَ۔ اور
مَاتُوْا۔ مریں

www.waseemziyai.com

وَ۔اور
عَلَيْهِمْ۔جن پر
الْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں
خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہیں گے
عَنْهُمْ۔ان سے
هُمْ۔وہ
يُنْظَرُوْنَ۔رحمت سے دیکھے جائیں
اِلٰهُكُمْ۔تمہارا خدا
اِلٰهٌ۔کوئی معبود
الرَّحِيْمُ۔مہربان

هُمْ۔وہ
لَعْنَةُ۔لعنت ہے
وَ۔اور
فِيْهَا۔اس میں
الْعَذَابُ۔عذاب کی
وَاحِدٌ۔ایک ہے
هُوَ۔وہ

كُفَّارٌ۔کافر ہوں
اللّٰهِ۔اللہ کی
النَّاسِ۔لوگوں کی
لَا۔نہ ہوگی
وَ۔اور

اُولٰٓئِكَ۔یہ وہ ہیں
وَ۔اور
اَجْمَعِيْنَ۔سب کی
يُخَفَّفُ۔تخفیف
لَا۔نہ
وَ۔اور
لَآ۔نہیں
الرَّحْمٰنُ۔رحمت والا

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

صبر لغت میں روکنے کو کہتے ہیں یعنی اپنی خواہشات نفسانیہ کو روکو کیونکہ یہ جہنم کی ڈھال ہے۔ حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت مہم پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے اور نماز سے مدد چاہنے میں نماز استسقاء اور صلوۃ الحاجت بھی ہے۔ نماز مومن کا نور ہے نماز دین کا ستون ہے۔ ارشاد باری ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ بے شک مراد کو پہنچے وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔ (ترمذی)۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے یعنی اللہ عزوجل کی مدد اور قبولیت دعا صبر والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ اور نہ کہو ان کے حق میں جو قتل ہوئے اللہ کی راہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی حیات کا شعور نہیں۔

شان نزول یہ ہے کہ یہ آیت شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی۔ لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا وہ دنیوی آسائش سے محروم ہو گیا تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ تو بہر حال زندہ ہیں۔ لیکن ان کا زندہ ہونا تمہارے فہم و شعور سے بالا ہے۔ ویسے اگر دیکھا جائے تو عالم کی دو قسمیں ہیں ایک عالم کون اور دوسرا عالم امر۔

عالم کون میں اجسام عناصر اور درخت حجر مدر سب میں ان کا وجود بتدریج ظہور میں آیا۔

اور عالم امر اس میں روح ملائکہ حور و غلمان وغیرہ ہیں۔ یہ محض حکم کن سے وجود میں آئے اور نشو و نما تدریجی سے بالا رہ کر

www.waseemziyai.com

علی الفور ظہور ہوا اور ان کا وجود ابدی ہے۔

بنا بریں جب روح جسم انسان سے خارج ہوتی ہے تو جسم پر کیفیات کا اثر ہوتا ہے وہ مضمحل بھی ہوتا ہے۔ اس میں تعفن بھی ہوتا ہے اس کے قوام بدن میں تبدل و تغیر بھی ہوتا ہے لیکن روح میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا وہ جسم سے نکلنے کے بعد بھی اپنی کیفیت و جوری سے بدستور مجاز رہتی ہے اگر عذاب میں ہو تو عذاب کی تکالیف محسوس کرتی ہے اور اگر جنت میں ہو تو جنت میں آرام محسوس کرتی ہے۔

شہید کی تعریف

شہید وہ ہے جو مسلمان ہو مکلف بالا حکام یعنی بالغ ہو۔ نیز ہتھیار سے ظلماً مار دیا گیا ہو۔ یا میدان جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا ہو۔ اس پر شرعاً یہ احکام ہیں۔ اس کو غسل نہ دیا جائے۔ کفن اس کے اپنے کپڑوں میں ہی دیا جائے اسی حال میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اسی حال میں اسے دفن کیا جائے۔

شہید کا اخروی درجہ

آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے اس کے ادنیٰ درجہ کے شہداء وہ ہیں کہ ان پر احکام مذکور تو جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں ان کے لئے درجہ شہادت ہے۔ جیسے ڈوب کر مرنے والا۔ یا دیوار کے نیچے دب کر یا طلب علم کی خاطر میں۔ سفر حج میں مرنے والا۔ نفاس میں مرنے والی عورت۔ پیٹ کے امراض میں مرنے والا۔ طاعون میں۔ ذات الجنب اور سل میں مرنے والا۔ جمعہ کے روز مرنے والا۔

مخبر صادق۔ طبیب حاذق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہداء جب شہید ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ایک نہایت اعلیٰ جسم عطا فرماتا ہے۔ روح جب اس جسم میں داخل ہو جاتی ہے تو وہ اپنے پہلے جسم کو دیکھتی ہے بولتی ہے پھر حوریں آ کر اس کو لے جاتی ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی شکل میں رہتی ہیں اور جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں اور عرش الٰہی کے نیچے قنادیل میں آرام کرتی ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب حامل قرآن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے گوشت کو نہ کھانا زمین عرض کرتی ہے کہ اے رب کریم میں اس کے گوشت کو کیونکر کھا سکتی ہوں کہ اس کے سینہ پر تیرا کلام ہے۔

جب حافظ قرآن اور شہداء کا یہ مقام ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام تو ان سے بلند و بالا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ۔ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے۔ یہاں آزمائش سے فرمانبرداری اور نافرمان کا حال ظاہر کرنا مراد ہے۔

موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ عزوجل شہداء کو حیات فرماتا ہے۔ ان کی ارواح پر رزق پیش کئے جاتے ہیں۔ انہیں راحتیں

www.waseemziyai.com

دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اجروثواب بڑھتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے فرمانبردار بندے قبر میں بھی جنت کے میوے اور نعمتیں پاتے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ۔ بے شک ہم آزمائش کریں گے کسی قدر امت محمد یہ ﷺ کی کچھ مصائب پہنچا کر اجروثمرات سماویہ سے مستفید کریں گے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں خوف، جوع، نقص اموال، نقص انفس، نقص ثمرات پانچ چیزیں ہیں۔ جن کے ساتھ آزمائش کی خبر دی ہے تو خوف سے مراد خشیۃ الٰہی ہے اور جوع یعنی بھوک سے مراد صیام رمضان ہیں۔ نقص اموال سے مراد زکوٰۃ ہے اور صدقات بھی اس میں داخل ہیں اور نقص انفس سے مراد امراض کے ذریعہ اموات۔ پھلوں کی کمی سے مراد اولاد کا ضائع ہونا ہے۔ اس لئے کہ اولاد ایک قسم کا پھل ہے۔ ان تمام آزمائشوں میں جو صابر وشاکر رہے اور راضی برضائے حق ہو کر پورا اترے اس کے لئے بشارت ہے۔ اور وہی صابر ہے۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ خوشخبری سنا دیجئے ان صبر کرنے والوں کو جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے اور اس قدر دیتا ہے کہ وہ راضی ہو جائے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصیبت کے وقت جو کلمات اس امت کو تعلیم دیئے گئے کسی امت کو نہیں سکھائے گئے حتیٰ کہ یعقوب علیہ السلام کو بھی نہیں بتائے گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں انہوں نے یا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ فرمایا (اے افسوس یوسف پر)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ بندہ کو جو مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت کا اسے ثواب دیتا ہے اور اچھا عوض عطا فرماتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے تو نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی۔ وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا۔ عرض کرتے ہیں ہاں تو سوال ہوتا ہے اس نے اس مصیبت میں کیا کیا۔ عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے اس کے لئے جنت میں مکان بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

مصائب کے پیش آنے سے قبل اگر خبر ہو جائے تو اس میں چند حکمتیں ہیں۔

اول یہ کہ مصیبت پیش آنے سے قبل اگر خبر ہو جائے تو صبر آسان ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا اور مصیبت کے وقت صابر وشاکر رہ کر استقلال سے اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین اسلام کی خوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور اس کی طرف رغبت ہوتی ہے۔

www.waseemziyai.com

تیسرے یہ کہ آنے والی مصیبت کی خبر قبل وقوع اطلاع غیبی ہے اور یہ حضور ﷺ کے معجزوں میں سے ایک ہے۔

چوتھے یہ کہ منافقین کے قدم آیت کی خبر سے اکھڑ جائیں اور مومن استقلال سے راضی برضا رہے اس سے دونوں میں امتیاز ہو جائے۔

حدیث میں ہے کہ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارہ گناہ بناتا ہے اور بشارت ہوتی ہے۔

اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ ۟ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعزیت نامہ اس طرح ارسال فرمایا۔

"اے معاذ تمہارے بیٹے کو احکم الحاکمین نے بہت سے ثواب کے بدلے لے لیا ہے۔"

اور اجر صلوٰۃ و رحمت اور ہدایت ہے مصائب کے پیش آنے سے قبل صبر میں۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ۔ بے شک صفا و مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔

صفا و مروہ مکہ مکرمہ میں دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظمہ کے مقابل جانب مشرق واقع ہیں مروہ شمال کی طرف مائل ہے اور صفا جنوب کی طرف جبل ابی قبیس کے دامن میں۔

حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے انہی پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں زمزم ہے بحکم الٰہی عزوجل سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت یہ جگہ نہایت سنگلاخ اور بیابان تھی یہاں نہ سبزہ تھا نہ پانی خورد و نوش کا سامان معدوم لیکن برضائے الٰہی عزوجل ان مقبولان حق نے صبر و استقلال سے یہاں قیام کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام خورد سال تھے۔ اس جنگل میں جب آپ علیہ السلام کو پیاس لگی اور تشنگی سے جاں بلب ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بے تابانہ کوہ صفا پر تشریف لے گئیں جب وہاں سے پانی کا پتہ نہ چلا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں۔ اس طرح سات بار آپ ادھر سے ادھر تلاش آب میں دوڑیں تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کا جلوہ اس طرح ظاہر کیا کہ

غیب سے ایک چشمہ نمودار ہوا جو زمین سے ابل رہا تھا آپ نے اس کے گرد مٹی جمع فرمانی شروع کی اور زمزم فرماتی رہیں اس کے معنی ہیں تھم تھم۔ چنانچہ وہ پانی اس مٹی سے گھیر لیا اور آج وہ زمزم کے نام سے ایک متبرک چشمہ مشہور ہے اور سنت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا ایسا اجرا ہوا کہ صفا و مروہ کے مابین سعی کرنے والوں کو مقبول بارگاہ بنایا اور ان دونوں مقامات کو محل اجابت دعا فرمایا حتیٰ کہ شعائر اللہ میں داخل کیا یعنی خدائی نشان۔

شعائر اللہ سے دین کی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکان ہو جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، رمی جمار ثلثہ، صفا و مروہ، مساجد یا احرام و حلق شعار، جیسے رمضان، شہر حرام جس کی بابت فرمایا۔ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ، جمعہ، ایام تشریق یا دوسری علامات جیسے اذان، اقامت، نماز، جماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین، ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔

فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ۔ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے۔ اس پر کچھ گناہ نہیں

www.waseemziyai.com

کہ ان دونوں کے طواف کرے۔

شان نزول

زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ پر دو بت رکھے تھے صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف تھا اور جو مروہ پر تھا اسے نائلہ کہتے تھے۔ کفار مکہ جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے۔

عہد اسلام میں بت تو توڑ دیے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گوارا نہ ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ مشابہت ہے۔ اس آیت میں ان کا اطمینان فرما دیا گیا کہ تمہاری نیت جب خالص ہے تو تم محض عبادت الٰہی کیلئے یہ سعی کر رہے ہو تو مشابہت کا اثر تم پر کچھ نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے کعبہ میں بھی بت رکھ چھوڑے تھے۔ اب عہد اسلام میں وہ بت اٹھا دیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف بدستور جاری رہا اور اسے شعار دین قرار دیا گیا۔ اسی طرح کفار و مشرکین کی بت پرستی سے صفا مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ اس سے چند مسئلے مستنبط ہوئے۔

اول سعی صفا مروہ شریعت میں واجب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی ہے۔ اس کے ترک سے دم دینا یعنی قربانی دینا واجب ہوتی ہے۔

دوسرے صفا مروہ کے درمیان سعی حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے فرق ہے تو صرف یہ کہ حج کے اندر عرفات جانا اور وہاں سے طواف کعبہ کے لئے آنا شرط ہے اور عمرہ کے لئے عرفات میں جانا شرط نہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں مکہ میں آئی تو حیض شروع ہو گیا میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا مروہ کی سعی کی میں نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا حال عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا سوائے طواف کعبہ کے سب کام ایسے ہی کرو جیسے حاجی کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف سے منع فرمایا ہے لیکن اور تمام امور کی اجازت دی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے نہ طواف کیا نہ سعی اور حضور کے علم میں یہ بات تھی حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ طہارت و پاکی کے بعد طواف و سعی کر لینا حج و عمرہ کے تمہارے فریضے اتر جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ سعی طواف کے تابع ہے۔

تیسرے یہ کہ عمرہ کرنے والا اگر بیرون مکہ سے آئے تو اس کو براہ راست مکہ مکرمہ میں آکر طواف کرنا چاہئے اور اگر مکہ کا ساکن ہو تو اسے چاہئے کہ حرم سے باہر جائے وہاں سے طواف کعبہ کے لئے احرام باندھ کر آئے تو حج و عمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذوالحجہ کو جانا حج میں شرط ہے سال میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہے اور عمرہ ہر دن ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی تاریخ اور کوئی بھی دن متعین نہیں ہے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

تطوع کے معنی اطاعت کے ہیں خواہ وہ فرض ہو یا نفل۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام اعمال ہیں۔ اس میں حج کی تخصیص نہیں اس کے معنی یہ ہوں گے جس نے کوئی کام نفلی بھی کیا ہو یا فرضی جیسے نماز، زکوٰۃ یا طواف وغیرہ

www.waseemziyai.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔ بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

یہ آیت ان علماء یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ومناعت اور آیت رجم اور توریت کے دوسرے احکام چھپاتے تھے۔

اس سے یہ حکم مستنبط ہوا کہ علم دین کا چھپانا حرام اور بیان کرنا بلا خوف لومۃ لائم فرض ہے۔

لعنت کرنے والوں سے ملائکہ ومومنین ایک قول یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے تمام بندے مراد ہیں۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ۔ مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جس کی سواری ایک سنسان جنگل میں ہو اور پھر وہ گم ہو جائے اس پر اس کا کھانا پانی ہو وہ مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ جائے رنج وفکر میں ہو کہ اچانک اس کی سواری مل جائے اور اس کے قریب آ جائے تو اس شخص سے زیادہ اپنے بندہ کی توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے یعنی آیت کریمہ اس امر کو بیان کر رہی ہے کہ مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی قیامت کے دن کافر بھی باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کفر پر مرے۔ جس کی موت کفر پر ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے نہ کہ گنہگار مسلمان پر کہ اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

وَاِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمت والا مہربان۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کفار نے حضور ﷺ سے کہا آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس میں انہیں بتایا کہ معبود صرف ایک ہی ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم نہ اس کے لئے مثل ہے نہ نظیر الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اس نے بنایا۔ وہ اپنی ذات میں ایک ہے کوئی اس کا قسیم نہیں اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں۔

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّنَا ۔۔۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالَا

www.waseemziyai.com

میرے رب کا نہ کوئی ضد ہے نہ شریک اور نہ ہی کوئی حد ہے وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسے پہلے تھا اور اس کو کوئی زوال نہیں ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ دونوں آیات اسم اعظم ہیں۔

با محاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

بے شک پیدائش میں آسمانوں اور زمین کے اور رات دن کے اختلاف میں اور کشتی کہ دریا میں چلتی ہے لوگوں کے فائدے کے لئے اور وہ جو اتارتا ہے اللہ آسمان سے پانی تو زندہ کرتا ہے مرنے کے بعد زمین کو اور پھیلائے اس زمین میں ہر قسم کے جانور اور گردش ہواؤں کی اور وہ بادل جو مسخر ہیں آسمان اور زمین میں البتہ ان میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو معبود پکڑتے ہیں اللہ کے سوا اور اس کے ہمسر محبوب رکھتے ہیں انہیں اللہ کی محبت کی طرح اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اس لئے کہ سب زور خدا کا ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾

جب بیزار ہوں گے پیشوا ان سے جو ان کے پیرو ہیں اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گے ان کے سب اسباب۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے بیزار ہوتے جیسے وہ ہم سے بیزار ہوئے یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے عمل حسرتیں ہیں ان پر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں ہیں۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ - بے شک	فِیْ - میں	خَلْقِ - پیدا کرنے	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں
وَ - اور	الْاَرْضِ - زمین کے	وَ - اور	اخْتِلَافِ - اختلاف

www.waseemziyai.com

اَلَّيْلِ۔ رات
اَلْفُلْكِ۔ کشتی
بِمَا۔ جس سے
مَآ۔ وہ جو
مِنْ مَّآءٍ۔ پانی سے
بَعْدَ۔ بعد
فِيْهَا۔ اس میں
تَصْرِيْفِ۔ پھیرنا
اَلْمُسَخَّرِ۔ حکم کا بندھا ہوا
اَلْاَرْضِ۔ زمین کے
وَ۔ اور
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے
كَحُبِّ۔ مثل محبت
اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور
ظَلَمُوْٓا۔ ظالم ہیں
اَنَّ۔ بے شک
وَّ۔ اور
اَلْعَذَابِ۔ عذاب والا ہے
اتُّبِعُوْا۔ پیروی کی گئی
رَاَوُا۔ دیکھیں
بِهِمُ۔ ان سے
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو
لَنَا۔ ہمارے لئے
كَمَا۔ جیسے
يُرِيْهِمُ۔ دکھاتا ہے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
بِخٰرِجِيْنَ۔ نکلنے والے

وَ۔ اور
اَلَّتِيْ۔ ایسی جو
يَنْفَعُ۔ نفع لیتے ہیں
اَنْزَلَ۔ نازل کیا
فَاَحْيَا۔ تو زندہ کیا
مَوْتِهَا۔ اس کے مرنے کے
مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کے
اَلرِّيٰحِ۔ ہواؤں کو
بَيْنَ۔ درمیان
لَاٰيٰتٍ۔ نشانیاں ہیں
مِنَ النَّاسِ۔ کچھ لوگ
اللّٰهِ۔ اللہ کے
اللّٰهِ۔ اللہ کے
اَشَدُّ۔ سخت
لَوْ۔ اگر
اِذْ۔ جب
اَلْقُوَّةَ۔ زور
اَنَّ۔ بے شک
اِذْ۔ جب
مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو
اَلْعَذَابَ۔ عذاب
اَلْاَسْبَابُ۔ سب اسباب
اتَّبَعُوْا۔ پیرو ہیں
كَرَّةً۔ دوبارہ جانا ہو
تَبَرَّءُوْا۔ بیزار ہوئے وہ
اللّٰهُ۔ اللہ
وَ۔ اور
مِنَ النَّارِ۔ جہنم سے

اَلنَّهَارِ۔ دن کے
تَجْرِيْ۔ چلتی ہے
اَلنَّاسَ۔ لوگ
اللّٰهُ۔ اللہ نے
بِهٖ۔ اس سے
وَ۔ اور
دَآبَّةٍ۔ چار پائے
وَ۔ اور
اَلسَّحَابِ۔ بادل
وَ۔ اور
يَّعْقِلُوْنَ۔ عقلمند ہیں
يَّتَّخِذُ۔ پکڑتے ہیں
يُحِبُّوْنَهُمْ۔ محبت کرتے ہیں ان سے
اَلَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
لِلّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
اَلَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
اَلْعَذَابَ۔ عذاب
جَمِيْعًا۔ سب کچھ
شَدِيْدُ۔ سخت
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جن کی
وَ۔ اور
تَقَطَّعَتْ۔ کٹ جائیں
قَالَ۔ کہیں
اَنَّ۔ بے شک
مِنْهُمْ۔ ان سے
كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی
حَسَرٰتٍ۔ حسرتیں
هُمْ۔ وہ

وَ۔ اور
فِي الْبَحْرِ۔ دریا میں
وَ۔ اور
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
اَلْاَرْضَ۔ زمین کو
بَثَّ۔ پھیلائے
وَّ۔ اور
اَلسَّحَابِ۔ بادل
وَ۔ اور
يَّعْقِلُوْنَ۔ عقلمند ہیں
يَّتَّخِذُ۔ پکڑتے ہیں
يُحِبُّوْنَهُمْ۔ محبت کرتے ہیں ان سے
اَلَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
لِلّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
اَلَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
اَلْعَذَابَ۔ عذاب
جَمِيْعًا۔ سب کچھ
شَدِيْدُ۔ سخت
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جن کی
وَ۔ اور
تَقَطَّعَتْ۔ کٹ جائیں
قَالَ۔ کہیں
اَنَّ۔ بے شک
مِنْهُمْ۔ ان سے
كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی
حَسَرٰتٍ۔ حسرتیں
هُمْ۔ وہ

MAKKATUL-QOMI ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کا بدلنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلایا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کے بندھے ہوئے ہیں ان سب میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین کے تین سو ساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود سمجھتے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ کہہ کر اپنی توحید کا اعلان کر رہا ہے تو انہیں بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے تین سو ساٹھ مفروضہ معبود تو مکہ کا بھی نظام نہیں کر سکتے، یہ ایک خدا کائنات کا معبود بن کر دنیا کا نظام کیونکر صحیح کر سکے گا۔

تو یہ لوگ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور کہنے لگے کہ جب معبود ایک ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں تو آپ ہمیں ایسی آیت سنائیں جس سے وحدانیت پر استدلال صحیح ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس میں انہیں بتایا کہ آسمان اور اس کی بلندی اس کے بغیر ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب، ماہتاب اور ستارے وغیرہ یہ تمام اور زمین پھر اس کی درازی اور پانی میں مفروش ہونا۔ پہاڑ، دریا، چشمے معادن جواہر، درخت سبزہ، پھل اور شب و روز کا آنا جانا۔ گھٹنا، بڑھنا، کشتیاں اور ان کا مسخر ہونا باوجود سب وزن اور بوجھ کے روئے آب پر رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہونا۔ برسر آب جاتے ہوئے دریا کے عجائبات دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے باربرداری کا کام لینا اور بارش اور اس سے خشک مردہ ہو جانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب ہونا اور تازہ زندگی لینا زمین کو انواع و اقسام کے جانوروں سے بھر دینا۔ جن میں بے شمار عجائب و حکمت ودیعت ہیں۔ اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص۔ پھر ابر کہ اس کے اتنے کثیر پانی کے ساتھ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہنا۔ یہ آٹھ شیون قدرت ہیں یہ حضرت قادر و قیوم کے علم و حکمت اور اس کی واحدانیت پر برہان قوی ہیں اور ان کی دلالت وحدانیت پر بے شمار وجوہ ہیں۔ اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ

یہ سب امور ممکنہ ہیں اور ان کا وجود بہت سے مختلف طریقوں سے ممکن تھا مگر ان کا مخصوص شان سے وجود میں آنا یہ دلالت کرتا ہے کہ ضرور کوئی ان کا موجد ہے اور ایسا موجد ہے جو قادر و حکیم ہے اور اپنی حکمت و مشیت سے جیسا چاہتا ہے بناتا ہے کسی کو اس کی صناعی میں دخل دینے۔ اعتراض کرنے کا حق نہیں۔

وہ معبود بالیقین ہے وہ واحد و یکتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی فرض کیا جائے تو لازمی طور پر اسے بھی مقدورات پر قادر ماننا پڑے گا۔ پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو ایجاد و تاثیر میں دونوں متفق الارادہ ہوں یا نہ ہوں اگر ہوں تو شے واحد میں اس کے وجود کے لئے دو موثروں کا تاثیر کرنا لازم آئے گا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے معلول کو دونوں سے متفق ہونے کو اور دونوں کی طرف محتاج ہونے کو۔ دوسرے کی طرف محتاج نہیں ہوتا اور اگر دونوں کو علت مستقلہ فرض کیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ معلول دونوں میں سے ہر ایک کی طرف محتاج ہو اور ہر ایک سے غنی ہو۔ تو اجتماع نقیضین ہوگا اور یہ بھی محال ہے۔

www.waseemziyai.com

اور اگر فرض کرو کہ تاثیر ان میں سے ایک کی ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور ایک کے مقابل دوسرے کا عجز لازم آئے گا جو آلہ ہونے کے منافی ہے۔

اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تمانع وتطارد لازم آئے گا کہ ایک کسی شے کے وجود کا ارادہ کرے تو دوسرا اس کے عدم کا تو وہ شے ایک ہی موجود و معدوم دونوں ماننا پڑے گا اور یہ دونوں مفروضہ باطل ہیں۔ اس سے قرآن کریم میں برہان تمانع پیش کیا اور فرمایا لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا بنابریں ماننا پڑے گا کہ وہ شے یا موجود ہے یا معدوم۔ اگر موجود ہے تو عدم چاہنے والا عاجز ہوگا اور جو عاجز ہو وہ اللہ نہیں اور اگر معدوم ہو تو وجود کا ارادہ کرنے والا مجبور رہا اور مجبور اللہ نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ ایک ہی ہوسکتا ہے اور آیت کریمہ کے تمام انواع بے نہایت وجوہ سے اس کی توحید پر دال ہیں۔

اختلاف رات دن کی آمد و رفت میں موسم کا اختلاف رات دن کا گھٹنا بڑھنا وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ اور جہازوں کو جو سمندر میں چلتے ہیں کس طرح مسخر کیا بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وہ چیزیں جو نفع دیتی ہیں۔

وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ آسمان سے پانی اتارا۔

فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ۔ پھر زندگی بخشی زمین کو یعنی سبزیاں اگائی ہیں بعد اس کی خشکی کے اور پھیلا دیئے اس میں ہر قسم کے جانور۔

اور ہواؤں کے پھیرنے کبھی مشرق کی جانب کبھی مغرب کی جانب کبھی شمال کبھی جنوب۔

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ اور ابر ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہیں نہ گرتا ہے نہ چھٹتا ہے۔

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ہیں جن کی کسی کو خبر نہیں کہ کہاں سے آتی ہیں ایک ابر دوسری کڑک اور تیسری بجلی یہ اللہ ہی لاتا ہے۔

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ اس سب میں عقل والوں کے لئے دلیلیں ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ۔ اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود پکڑتے ہیں اور انہیں اللہ کا برابر مان کر انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور سخت محبت کرتے ہیں۔

أَنْدَادًا۔ سے مراد بت ہیں یا رؤساء ہیں جن کی اطاعت میں کفار کو دین کی پرواہ نہ تھی۔

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۔ یعنی ایسی محبت۔ تعظیم و اطاعت کرتے ہیں جیسے اللہ کی تعظیم کرتے ہیں۔ محبت لغت میں میلان قلب کو کہتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۔ اور جو ایمان والے ہیں ان کو اللہ کی محبت ہے جیسے کافر اپنے بتوں سے محبت کرتے ہیں۔ ایمان والوں کی محبت کبھی منقطع نہ ہوگی لیکن کافروں کا یہ حال ہے آج ایک بت کی طرف متوجہ ہوئے تو کل دوسرے کے ساتھ۔

www.waseemziyai.com

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو بتوں کی محبت میں تباہ ہو گئے ہیں فرمائے گا کہ اگر تم کو بتوں سے سچی محبت ہے تو ان کے ساتھ جہنم میں جاؤ وہ صاف انکار کر دیں گے اور ہرگز نہ جائیں گے اور (کیسی ہوگی) اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جبکہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اور بے شک سارا زور و قوت خدا کو ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب شدید ترین عذاب ہے۔

اس میں غیر خدا کو پوجنے والوں کو توبیخاً ذرایا گیا اور انہیں شرک و کفر کے انجام بتائے گئے تاکہ وہ خوف و خشیۃ الٰہی دل میں پیدا کریں۔ آگے ارشاد ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔ جب بیزار ہوں گے وہ جن کی پیروی کی گئی ان سے جو ان کی پیروی کرتے تھے اور عذاب دیکھیں گے اور منقطع ہو جائیں گے ان کے سب ذرائع اور اسباب۔

یہ قیامت کے دن کا حال ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنہوں نے انہیں ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے اور دنیاوی تعلقات جو دنیا میں ان کے مابین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں یا باہمی معاہدے سب منقطع ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان کا وہ عقیدہ کفریہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اسی لئے کفر کو دو قسموں میں بتایا گیا۔ ایک وہ جو کفر کفار ہے دوسرا وہ جو کفر مومنین ہے۔ کفر کفار کفر زائل ہے اور کفر مومنین کفر ثابت ہے۔ چنانچہ کفر مومنین کی تعریف میں قرآن کریم میں فرمایا۔

فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ تو جو کفر کرے بتوں اور شیطان سے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں ہے۔ (پ ۳ رکوع ۲)

اور کفر زائل کفر کفار ہے جیسے فرعون کہ مدعی الوہیت بھی ہو گیا مگر حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یہاں تک کہ اسے غرق نے آلیا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔ (پ ۱۱ رکوع ۱۴)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ۔ اور کہیں گے وہ جو پیروی کرتے تھے کاش ہمیں لوٹ کر (دنیا میں) جانا ہوتا تو ہم ان سے بیزاری کرتے جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری کی۔ یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے کام کے انجام اور حسرتیں ہوں گی ان پر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں۔

یعنی بروز قیامت اللہ تعالیٰ عزوجل ان کے اعمال کی صورت اور ان کے برے اعمال ان کے سامنے کرے گا تو انہیں حسرت ہی حسرت ہوگی اور پچھتائیں گے کہ ہم نے ایسا کیوں کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمہارے لئے تھے پھر وہ مساکن و منازل دوسرے مومنین کو دے دیئے جائیں۔ اس پر انہیں حسرت و ندامت ہوگی۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

وہ تو تمہیں حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے ہوئے کی پیروی کرو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور کافروں کی مثال اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو جو نہ سنے مگر چیخ پکار، بہرے گونگے اندھے تو انہیں کچھ سمجھ نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو جو مجبور ہو جائے نہ کہ خواہش سے کھائے اور نہ ضرورت سے زائد تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

بے شک وہ جو چھپاتے ہیں اللہ نے جو اتارا کتاب سے اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لیتے ہیں یہ وہ ہیں جو اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کو ان سے بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَي النَّارِ ۝

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور عذاب لیا بخشش کے بدلے تو کیا برداشت ہوگی نہیں آگ کی۔

www.waseemziyai.com

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝

یہ اس لئے کہ اللہ نے نازل کی کتاب حق کے ساتھ۔ اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ شقاق ونفاق میں پڑ گئے ہیں۔

لفظی ترجمہ

يَا۔یا	اَيُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو	كُلُوْا۔کھاؤ
مِمَّا۔اس سے جو	فِي۔میں	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	حَلٰلًا۔پاک
طَيِّبًا۔ستھرا	وَّ۔اور	لَا۔نہ	تَتَّبِعُوْا۔پیروی کرو
خُطُوٰتِ۔قدموں	الشَّيْطٰنِ۔شیطان کی	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	لَكُمْ۔تمہارا
عَدُوٌّ۔دشمن ہے	مُّبِيْنٌ۔کھلا ہوا	اِنَّمَا۔وہ تو	يَاْمُرُ۔حکم کرے گا
كُمْ۔تمہیں	بِالسُّوْٓءِ۔بدی	وَ۔اور	الْفَحْشَآءِ۔بے حیائی کا
وَ۔اور	اَنْ۔یہ کہ	تَقُوْلُوْا۔کہو تم	عَلَى۔اوپر
اللّٰهِ۔اللہ کے	مَا۔وہ جو	لَا۔نہ	تَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہو
وَ۔اور	اِذَا۔جب۔	قِيْلَ۔کہا جائے	لَهُمُ۔انہیں
اتَّبِعُوْا۔پیروی کرو	مَآ۔اس کی جو	اَنْزَلَ۔نازل کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے
قَالُوْا۔تو کہیں	بَلْ۔بلکہ	نَتَّبِعُ۔پیروی کرتے ہیں	مَآ۔اس کی جس پر
اَلْفَيْنَا۔پایا ہم نے	عَلَيْهِ۔اوپر اس کے	اٰبَآءَنَا۔اپنے باپ دادا کو	اَوَ۔کیا
لَوْ۔اگر	كَانَ۔ہوں	اٰبَآؤُهُمْ۔ان کے باپ دادا	لَا۔کہ نہ
يَعْقِلُوْنَ۔عقل رکھتے ہوں	شَيْـًٔا۔کچھ	وَ۔اور	لَا۔نہ
يَهْتَدُوْنَ۔ہدایت پر	وَ۔اور	مَثَلُ۔مثال	الَّذِيْنَ۔ان کی
كَفَرُوْا۔جو کافر ہوئے	كَمَثَلِ۔مثل	الَّذِيْ۔اس کی سی ہے	يَنْعِقُ۔جو پکارے
بِمَا۔ایسے کو کہ	لَا۔نہ	يَسْمَعُ۔نے	اِلَّا۔مگر
دُعَآءً۔پکار	وَّ۔اور	نِدَآءً۔چیخ	صُمٌّۢ۔بہرے
بُكْمٌ۔گونگے	عُمْيٌ۔اندھے	فَهُمْ۔تو انہیں	لَا۔نہیں ہے
يَعْقِلُوْنَ۔عقل	يٰٓاَيُّهَا۔اے	اَيُّهَا۔وہ لوگو	الَّذِيْنَ۔جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	كُلُوْا۔کھاؤ	مِنْ طَيِّبٰتِ۔پاک چیزوں سے	مَا۔جو
رَزَقْنٰكُمْ۔روزی دی ہم نے تمہیں	وَ۔اور	اشْكُرُوْا۔شکر ادا کرو	
لِلّٰهِ۔اللہ کا	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم	اِيَّاهُ۔اسی کو

www.waseemziyai.com

تَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے | اِنَّمَا۔ سوائے اس کے نہیں کہ | حَرَّمَ۔ حرام کیا | عَلَيْكُمُ۔ تم پر
الْمَيْتَةَ۔ مردار | وَ۔ اور | الدَّمَ۔ خون | وَ۔ اور
لَحْمَ۔ گوشت | الْخِنْزِيْرِ۔ سور کا | وَ۔ اور | مَآ۔ وہ جانور
اُهِلَّ۔ جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا | بِهٖ۔ ہوا سے | لِغَيْرِ۔ واسطے غیر
اللّٰهِ۔ اللہ کے | فَمَنِ۔ تو جو | اضْطُرَّ۔ مضطر ہوا | غَيْرَ۔ غیر
بَاغٍ۔ باغی | وَّ۔ اور | لَا۔ نہ | عَادٍ۔ حد سے متجاوز
فَلَآ۔ تو نہیں | اِثْمَ۔ گناہ | عَلَيْهِ۔ اس پر | اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ | غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا | رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے | اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو | يَكْتُمُوْنَ۔ چھپاتے ہیں | مَآ۔ اسے جو | اَنْزَلَ۔ نازل کیا
اللّٰهُ۔ اللہ نے | مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب سے | وَ۔ اور | يَشْتَرُوْنَ۔ لیتے ہیں
بِهٖ۔ اس کے بدلے | ثَمَنًا۔ ذلیل رقم | قَلِيْلًا۔ تھوڑی | اُولٰٓئِكَ۔ یہ وہ ہیں کہ
مَا۔ نہیں | يَاْكُلُوْنَ۔ کھاتے | فِيْ۔ پیٹ | بُطُوْنِهِمْ۔ اپنے پیٹوں کے
اِلَّا۔ مگر | النَّارَ۔ آگ | وَ۔ اور | لَا۔ نہ
يُكَلِّمُهُمُ۔ کلام کرے گا ان سے | اللّٰهُ۔ اللہ | يَوْمَ۔ دن | الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
وَ۔ اور | لَا۔ نہ | يُزَكِّيْهِمْ۔ ستھرا کرے انہیں | وَ۔ اور
لَهُمْ۔ ان کے لئے | عَذَابٌ۔ عذاب ہے | اَلِيْمٌ۔ دردناک | اُولٰٓئِكَ۔ یہی
الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں | اشْتَرَوُا۔ جو لیتے ہیں | الضَّلٰلَةَ۔ گمراہی | بِالْهُدٰى۔ ہدایت کے بدلے
وَ۔ اور | الْعَذَابَ۔ عذاب | بِالْمَغْفِرَةِ۔ بخشش کے بدلے | فَمَآ۔ تو کیا
اَصْبَرَهُمْ۔ صبر و برداشت ہوگی | هُمْ۔ ان کو | عَلَى۔ اوپر | النَّارِ۔ آگ کے
ذٰلِكَ۔ یہ | بِاَنَّ۔ اس لئے کہ | اللّٰهَ۔ اللہ نے | نَزَّلَ۔ نازل کی
الْكِتٰبَ۔ کتاب | بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ | وَ۔ اور | اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو | اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف میں ہیں | فِي۔ بیچ | الْكِتٰبِ۔ کتاب کے
لَفِيْ۔ یقیناً | شِقَاقٍ۔ نفاق | بَعِيْدٍ۔ بعید میں ہیں

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے بحیرہ وغیرہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اس میں اس امر کی ممانعت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رزاقیت سے بغاوت اور مداخلت فی الدین ہے۔

www.waseemziyai.com

بیل بجار وغیرہ یہ سب حلال جانور ہیں۔ لیکن اپنے خیال کے ماتحت شیطان کے پیچھے لگ کر حلال کو حرام بنا لیتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مال میں اپنے بندوں کو دیتا ہوں وہ ان کے لئے حلال ہے۔ اور اسی میں فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا پھر ان کے پاس شیطان آئے اور انہوں نے دین سے بہکایا اور جو میں نے ان کے لئے حلال کیا اسے وہ حرام ٹھہراتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے یہ آیت سید عالم ﷺ کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات کر دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے سعد خوراک پاک کرو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک وہ قبولیت سے محروم رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَہُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَہْتَدُوْنَ

اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ بس تم کو وہ برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

سُوء۔ اس شے کو کہتے ہیں جو غمگین کرنے والی ہو۔

فَحْشَاء۔ سے گناہ مراد ہے۔

سوء سے مراد گناہ صغیرہ ہے کیونکہ اس سے بھی انسان نادم اور غمگین ہوتا ہے اور فحشاء سے مراد گناہ کبیرہ ہے جس میں حد واقع ہو۔

شیطان دل میں برائی کا وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان علیہ اللعنہ پانی پر اپنا تخت لگاتا ہے پھر اطراف عالم میں اپنے شیاطین کو بھیجتا ہے یہ ادنے سے ادنے بھی ہیں اور زیادہ سے زیادہ فتنہ پھیلانے والے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں فساد کر کے اپنی اپنی کارگزاری پیش کرتے ہیں شیطان سن کر کہتا ہے کہ ابھی کچھ کام نہیں ہوا۔

پھر ایک کہتا ہے کہ فلاں میاں بیوی کے درمیان قطع تعلق کرا دیا شیطان سن کر خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے خوب کام کیا پھر اسے اپنا مقرب بناتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی میں دو اثر ہیں ایک شیطان کا دوسرا فرشتے کا۔ شیطان شر کی طرف رغبت دلاتا ہے اور فرشتہ خیر کی طرف جو شخص نیکی اور بھلائی کا خیال پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور شیطان سے پناہ مانگے پھر یہ آیت آپ نے تلاوت فرمائی اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ شیطان تم سے فقر کا وعدہ کرتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے۔

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے نازل کئے پر اطاعت کرو یعنی توحید اور قرآن پر ایمان لاؤ اور ان پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا تو کہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہیں نہ ہدایت۔ تو ظاہر ہے کہ جب باپ دادا امور دین کو ہی نہ سمجھتے ہوں۔ تو راہ راست پر کیسے

www.waseemziyai.com

ہو سکتے ہیں پھر ایسوں کی پیروی کرنا حماقت اور گمراہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور جنت کی ترغیب دی۔ عذاب سے ڈرایا تو رافع بن حریملہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کا اتباع نہ کریں گے ہم تو اپنے باپ دادا کا اتباع کریں گے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ عالم تھے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

اور کافروں کی مثال ایسی ہے جو پکارے اسے کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے، گونگے، اندھے تو انہیں سمجھ نہیں ہے۔

یعنی جس طرح چوپائے جانور چرانے والوں کی آواز ہی سنتے ہیں مگر ان کی بات نہیں سمجھتے۔ یہی حال ان کفار کا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے مبارک ہی سنتے ہیں۔ لیکن اس کے معنی دل نشین کر کے ارشاد عالی سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے کہ وہ ایمان اور عقل اور عدل کی طرف سے بہرے گونگے اندھے ہیں انہیں نصیحت سے فائدہ نہیں پہنچا۔ انہوں نے کلام حق سے فائدہ نہ اٹھایا۔ آگے ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں ہم نے جو تمہیں دیں اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کی پوجا کرتے ہو۔ اس نے تو یہی تم پر حرام کئے ہیں۔ مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو جو مضطر ہو نہ یہ کہ خواہش سے کھائے اور نہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں ہے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر کرتے ہوئے پاک ستھری چیزوں کی کھانے کی اجازت دے کر آگے ہدایت فرمائی کہ جو جانور بغیر ذبح کئے مر جائے یا اسے شرعی طریق کے خلاف مارا ہو۔ مثلاً گلا گھونٹ کر یا لاٹھی پتھر ڈھیلے سے یا غلے اور گولی سے ہلاک کیا ہو یا وہ گر کر مر گیا ہو یا کسی جانور نے سینگ مار کر مارا ہو یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو۔ اسے مردار کہتے ہیں اور اس کا کھانا طیبات کا کھانا نہیں۔ زندہ جانور کا عضو کاٹ کر کھانا بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ مردار کھانا جس کی تعریف بیان ہو چکی حرام ہے مگر اس کی کھال رنگ لینے کے بعد اس کے بال، سینگ، ہڈی، پٹھے وغیرہ صاف کر کے کام میں لانا جائز ہے۔ كُلُّ اِهَابٍ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ (ہر ایک چمڑا جب اسے رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے) مگر سور اور انسان کا کوئی حصہ رنگنے، پکانے کے بعد بھی استعمال میں لانا ممنوع ہے۔ (تفسیرات احمدی)

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ۔ نہ خلاف کرنے والا نہ حد سے بڑھنے والا۔

بَاغٍ۔ کے معنی عادل سمجھنے والا عَادٍ کے معنی طلب حلال میں کوتاہی کرنے والا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے مثلاً مچھلی اور ٹڈی دو خون کلیجی اور تلی۔ مگر زندہ جانور کا گوشت حرام ہے۔

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو گوشت زندہ جانور سے

www.waseemziyai.com

علیحدہ کرلیا جائے وہ مردار ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے سال میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اور میں نے سنا کہ آپ نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی بیع کو حرام فرما دیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی کا کیا حکم ہے لوگ کشتیوں اور کھالوں پر روغن لگاتے ہیں۔ اس کی روشنی سے نفع اٹھاتے ہیں۔ فرمایا سب حرام ہے پھر فرمایا کہ یہود پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے اللہ تعالیٰ نے ان پر مردار کی چربی حرام کی تھی انہوں نے اس کو پگھلا کر فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس سے نفع حاصل کیا۔

ایک مسئلہ یہ بھی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ خون ہر جانور کا حرام ہے اگر وہ بہنے والا ہو۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں تصریح ہے اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا (یا بہنے والا خون) خنزیر (سور) نجس العین ہے۔ اس کا گوشت، پوست، بال، ناخن وغیرہ تمام اجزاء نجس و حرام ہیں ان میں سے کسی کو کسی طرح کام میں لانا جائز نہیں۔

چونکہ پہلے سے کھانے کا بیان ہو رہا ہے۔ اس لئے یہاں صرف لحم الخنزیر کی حرمت بیان ہوئی ورنہ وہ سرتا پا نجس ہے۔ آگے فرمایا۔

مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور جس پر پکارا گیا اللہ کے غیر کا نام۔

حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ اس سے وہ جانور مراد ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

اہلال۔ اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں۔ ہلال پہلی رات کے چاند دیکھنے کو کہتے ہیں۔ عرب کہا کرتے تھے اَهَلَّ الْهِلَالَ۔ یعنی دیکھا چاند۔ چونکہ چاند دیکھنے کے وقت بلند آواز سے تکبیر کہا کرتے تھے اس لئے آواز بلند کرنے کو اہلال کہنے لگے۔ کفار اپنے معبودوں کے لئے ذبح کے وقت ان کا نام بآواز بلند لیا کرتے تھے مثلاً بسم اللات۔ بسم منات اس کا رد فرمایا گیا۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتح العزیز میں اس بحث کو پوری تفصیل سے بیان کر کے آخر میں لکھا ہے۔

''وکنہ دریں مسئلہ آنست کہ جان دادن بجز جان آفرین روا نیست''

اور اہلال کہتے ہیں اس فعل کو جو عند الذبح ہو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے **وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ**۔ جس پر عند الذبح بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ نہ کہا جائے وہ اگرچہ ذبح ہی کیا ہوا ہو نہ کھاؤ۔ اس کا خلاصہ مسئلہ یوں ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف کر کے وہ حرام ہے اور اگر ذبح اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا۔ مثلاً کہا عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ، گیارہویں کا جانور، فلاں بزرگ کا جانور۔ گویا اس کا ذبیحہ کا ثواب جسے پہنچانا مقصود ہو خواہ وہ ولی ہو یا آباؤ اجداد تو ایسے نام لینے سے اس پر حرمت نہیں آتی۔ (تفسیر احمدی)

اب آگے مضطر کا حکم ہے۔ مضطر وہ ہے جو حرام چیز کھانے پر مجبور ہو اگر نہ کھائے تو جان جانے کا خوف ہو۔ مثلاً بھوک کی شدت یا ناداری کی وجہ سے جان پر بن جائے یا کوئی حرام کھانے پر جبر کرتا ہو اور اس کے خلاف کرنے سے جان کا اندیشہ ہو۔ تو ایسی حالت میں جان بچانے کے لئے حرام چیز کا بقدر ضرورت یعنی اتنا کھا لینا جائز ہے کہ خوف ہلاکت نہ رہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے بدلے ذلیل و قلیل رقم لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نہیں کھاتے مگر آگ اور اللہ بات نہ کرے گا ان سے

www.waseemziyai.com

قیامت کے دن اور نہ انہیں ستھرا کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ علماء یہود اور ان کے روسا جو یہ امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزمان ﷺ ان میں سے آئیں گے جب انہوں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قوم میں مبعوث ہوئے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ جن کی صفت توریت وانجیل میں آئی ہے وہ یہی ہیں تو انہوں نے توریت وانجیل سے حضور ﷺ کی نعت اور صفت چھپانے کی تجویز کی۔ تاکہ لوگ توریت سے حضور ﷺ کے اوصاف دیکھ کر ادھر کو نہ جھکیں اور جو ہدیہ اور نذرانہ ان کو اب تک مل رہے تھے اس طرف نہ دیں۔ ان کی حکومت جو ان کی قوم میں تھی وہ جاتی نہ رہے اس حسد سے انہوں نے توریت وانجیل سے حضور ﷺ کی نعت اور حضور ﷺ کے وقت نبوت کا بیان چھپایا بلکہ تحریف کرنے پر اتر آئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چھپانے سے یہ مراد ہے کہ کتاب کے مضمون میں کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے اور کسی کو پڑھ کر نہ سنایا جائے۔ اور چھپانا یہ بھی ہے کہ مفہوم صحیح کو بدل کر غلط تاویلیں کر کے اینچ تان کر ڈالنا اور اصل معنی پر پردہ ڈالنا تو یہ دونوں کام احبار یہود، روساء یہود کی خاطر کرتے تھے اور دنیا کے حقیر نفع کی خاطر اخروی ثواب سے محروم ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ رشوتیں لے کر ذلیل وقلیل رقم کی خاطر حق پوشی کرتے تھے اور اپنے پیٹ جہنم کی آگ سے بھرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ یہ آیات اور سورۂ آل عمران کی آیات یہود کے لئے نازل ہوئیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی برداشت ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب سچائی سے اتاری اور بے شک وہ لوگ جو کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے ہیں وہ یقیناً پورے نفاق وشقاق میں ہیں۔

یہ آیت بھی یہود کے حق میں نازل ہوئی۔ ان میں سے بعض وہ تھے جو توریت کو حق مانتے۔ بعض وہ تھے جو باطل کہتے اور بعض تاویلات کرتے۔ بعض ایسے تھے جو تحریف کرتے تھے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے خیالات پر اتری جو قرآن کریم کو شعر کہتے تھے۔ کوئی سحر کوئی کہانت بتاتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ۚ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۙ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ ۚ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

کوئی بھلائی نہیں یہ کہ منہ کرو تم مشرق یا مغرب کی طرف لیکن بھلائی یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر اور دے اپنا مال اللہ کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں اور گردن چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر کرنے والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور

www.waseemziyai.com

صَدَقُوْا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

یہی پرہیزگار ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾

اے ایمان والو! تم پر فرض کیا گیا قصاص (یعنی ناحق مارے گئے کے خون کا بدلہ) آزاد کے بدلہ آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت جس کے لئے اپنے بھائی کی طرف سے معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح اور یہ تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

اور تمہارے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے اے عقلمندو تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَۨا ۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾

تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑ جائے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر۔

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَي الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾

تو جو بدلا لے بعد اس کے کہ سن لے تو اس کا گناہ انہیں پر ہے جو بدلیں بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾

پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے بے انصافی یا گناہ کیا تو صلح کرا دے ان میں تو اس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

لَيْسَ۔ نہیں	الْبِرَّ۔ کوئی بھلائی	اَنْ۔ یہ کہ	تُوَلُّوْا۔ پھیرو تم
وُجُوْهَكُمْ۔ منہ اپنا	قِبَلَ۔ جانب	الْمَشْرِقِ۔ مشرق	وَ۔ اور
الْمَغْرِبِ۔ مغرب	وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	الْبِرَّ۔ بھلائی
مَنْ۔ اسے ہے جو	اٰمَنَ۔ ایمان لائے	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور
الْيَوْمِ۔ دن	الْاٰخِرِ۔ قیامت پر	وَ۔ اور	الْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں
وَ۔ اور	الْكِتٰبِ۔ کتاب	وَ۔ اور	النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں پر
وَ۔ اور	اٰتَى۔ دے	الْمَالَ۔ مال	عَلٰى۔ اوپر

www.waseemziyai.com

حُبِّهٖ۔ محبت اس کی کے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اٰتَی۔ دے
کرنے والے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
الْبَاْسِ۔ جہاد کے
وَ۔ اور
یٰۤاَ۔ اے
کُتِبَ۔ فرض کیا گیا
الْقَتْلٰی۔ مقتول کے
الْعَبْدُ۔ غلام
بِالْاُنْثٰی۔ عورت کے بدلے
مِنْ اَخِیْهِ۔ اپنے بھائی سے
وَ۔ اور
ذٰلِكَ۔ یہ
وَ۔ اور
بَعْدَ۔ بعد
اَلِیْمٌ۔ دردناک
الْقِصَاصِ۔ قصاص کے
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
اِذَا۔ جب
اِنْ۔ اگر
لِلْوَالِدَیْنِ۔ والدین کو
حَقًّا۔ یہ واجب ہے
بَدَّلَهٗ۔ بدل دے

ذَوِی الْقُرْبٰی۔ رشتہ داروں کو
وَ۔ اور
الْمَسٰكِیْنَ۔ مسکینوں کو
وَ۔ اور
السَّآئِلِیْنَ۔ سوال کرنے والوں کو
وَ۔ اور
اَقَامَ۔ قائم رکھے
الصَّلٰوةَ۔ نماز
وَ۔ اور
الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ
وَ۔ اور
بِعَهْدِهِمْ۔ اپنے عہد میں
اِذَا۔ جب
الصّٰبِرِیْنَ۔ صبر کرنے والے
فِی۔ میں
الضَّرَّآءِ سختی کے
وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
اُولٰٓئِكَ۔ یہی ہیں
هُمُ۔ وہ
اَیُّهَا۔ وہ لوگو
الَّذِیْنَ۔ جو
عَلَیْكُمُ۔ تمہارے اوپر
الْقِصَاصُ۔ قصاص
اَلْحُرُّ۔ آزاد
بِالْحُرِّ۔ آزاد کے بدلے
وَ۔ اور
بِالْعَبْدِ۔ غلام کے بدلے
فَمَنْ۔ تو جو
شَیْءٌ۔ کچھ
اَدَآءٌ۔ ادا کرنا
تَخْفِیْفٌ۔ بوجھ ہلکا کرنا ہے
رَحْمَةٌ۔ رحمت
ذٰلِكَ۔ اس کے
وَ۔ اور
حَیٰوةٌ۔ زندگی ہے
تَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار ہو
حَضَرَ۔ آجائے
تَرَكَ۔ چھوڑے
وَ۔ اور
عَلَی۔ اوپر
بَعْدَ۔ بعد

الْیَتٰمٰی۔ یتیموں کو
ابْنَ السَّبِیْلِ۔ مسافروں کو
فِی الرِّقَابِ۔ گردن چھڑانے میں
وَ۔ اور
الْمُوْفُوْنَ۔ اپنا قول پورا
عٰهَدُوْا۔ عہد کریں
الْبَاْسَآءِ مصیبت کے
حِیْنَ۔ وقت
صَدَقُوْا۔ سچ بولے
الْمُتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
فِی۔ میں
وَ۔ اور
الْاُنْثٰی۔ عورت
لَهٗ۔ اس کے لئے
بِالْمَعْرُوْفِ۔ اچھی طرح
بِاِحْسَانٍ۔ نیکی کے ساتھ
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی طرف سے
اعْتَدٰی۔ زیادتی کرے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
فِی۔ میں
اُولِی الْاَلْبَابِ۔ عقل والو
عَلَیْكُمْ۔ تم پر
الْمَوْتُ۔ موت
الْوَصِیَّةُ۔ وصیت
بِالْمَعْرُوْفِ۔ موافق دستور
فَمَنْ۔ تو جو
سَمِعَهٗ۔ سن لے

فَاتِّبَاعٌ۔ تو پیروی ہو
اِلَیْهِ۔ اس کی طرف
مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی طرف سے
فَمَنِ۔ تو جو
فَلَهٗ۔ تو اس کے لئے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
وَ۔ اور
یٰۤاَ۔ اے
كُتِبَ۔ لکھا گیا
اَحَدَكُمُ۔ تمہارے کسی کو
خَیْرَا۔ کچھ مال
الْاَقْرَبِیْنَ۔ رشتہ داروں کو
الْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کے
مَا۔ اس کے کہ

WWW.WASEEMZIYAI.COM
ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

فَاِنَّمَآ۔تو سوا اس کے نہیں | اِثْمُهٗ۔گناہ اس کا | عَلَى۔اوپر | الَّذِيْنَ۔ان کے ہے
يُبَدِّلُوْنَهٗ۔جو اسے بدلیں | اِنَّ۔بے شک | اللّٰهَ۔اللہ | سَمِيْعٌ۔سننے والا
عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے | فَمَنْ۔تو جو | خَافَ۔خوف کرے | مِنْ مُّوْصٍ۔وصیت کرنے
والے سے | جَنَفًا۔بے انصافی کا | اَوْ۔یا | اِثْمًا۔گناہ کا
فَاَصْلَحَ۔تو اس میں اصلاح کر دے | بَيْنَهُمْ۔ان میں | فَلَآ۔تو نہیں
اِثْمَ۔گناہ | عَلَيْهِ۔اس پر | اِنَّ۔بے شک | اللّٰهَ۔اللہ
غَفُوْرٌ۔بخشنے والا | رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے

مختصر تفسیر چھٹا رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۲

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ۔اس میں کوئی خاص نیکی نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر دو ہاں نیکی تو یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب پر اور نبیوں پر۔

اللہ عزوجل کے نزدیک جو فعل پسندیدہ ہو اس کو بر کہتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ یہود مغرب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کرتے تھے۔ ہر فریق کا گمان تھا کہ جو قبلہ ان کا مقرر ہوا ہے وہی قبلہ ہے اور باقی قبلے غلط ہیں۔ اس آیت پر اس کا رد کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جسے تم قبلہ سمجھ رہے ہو یہ منسوخ ہو گیا۔ (مدارک)

علامہ بغوی اور قتادہ اور بعض مفسرین رحمہم اللہ کا یہ قول بھی ہے کہ یہ خطاب اہل کتاب اور مومنین کو عام ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ صف رو بقبلہ ہونا نیکی نہیں۔ بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ اللہ عزوجل جو رب قبلہ ہے اس پر ایمان لائے اور قیامت کے دن کو مانے۔ ملائکہ کو تسلیم کرے۔ کتاب کو حق جانے اور تمام انبیاء کرام کی تصدیق کرے اور پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ اور

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ اور اللہ کی محبت میں اپنا مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور سائلوں اور مسافروں کو۔

ذَوِي الْقُرْبٰى۔ میں سب رشتہ دار شامل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تو ایک دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار مسکین کو اور ایک دینار اپنے اہل کو ان میں سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جو اپنے اہل کو دیا۔ (مسلم)

وَالْيَتٰمٰى۔ یتیم اس بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ بالغ ہونے سے پہلے مر چکا ہو۔

ابْنَ السَّبِيْلِ۔ سے مراد مسافر ہے جو اپنے اہل و عیال سے علیحدہ ہو۔

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا۔ جب اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں تو اس کو پورا کرتے ہیں جب قسم کھاتے ہیں

www.waseemziyai.com

اس کو سچا کر دکھاتے ہیں جب منت مانتے ہیں اس کو وفا کرتے ہیں۔

وَالصّٰبِرِیْنَ۔ اور صبر کرتے ہیں۔ صبر اعمال میں سے زیادہ افضل ہے کیونکہ صبر میں مداومت ہے۔

فِی الْبَاْسَآءِ۔ باساء شدت اور فقر کو کہتے ہیں۔

ضَرَّآءِ۔ مرض اور اپاہج پن کو کہتے ہیں۔

بَاْس۔ کے معنی قتال اور جنگ کے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص دربار نبوی میں حاضر آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سے صدقہ کا زیادہ ثواب ہے فرمایا اس صدقہ کا کہ انسان صحت مند ہو فقر سے ڈرتا ہو خوشحالی کی امید رکھتا ہو دینے سے گریز نہ کرے ارشاد باری ہے ہرگز نہ پہنچو گے تم نیکی کو جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی کے موقع پر اور جہاد میں یہی وہ ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اس آیت میں نیکی کرنے کے چند طریقے تعلیم فرمائے۔

(۱) ایمان لانا۔ (۲) مال دنیا اللہ عزوجل کی محبت میں دینا۔

(۳) نماز قائم کرنا۔ (۴) زکوۃ دینا۔

(۵) عہد پورا کرنا۔ (۶) مصائب و آلام و جہاد میں صبر کرنا۔

تفصیل ایمان

۱- اول اللہ تعالیٰ عزوجل پر ایمان لائے کہ وہ قادر و قیوم ہے۔ حی، ازلی، ابدی، سرمدی ہے، علیم، حکیم، سمیع و بصیر، غنی و قدیر وحدہ لاشریک لہ ہے۔

۲- قیامت پر ایمان لائے کہ وہ حق ہے۔ اس میں بندوں کا حساب ہوگا۔ اعمال کی جزا و سزا ہوگی۔ مقبولان حق شفاعت کریں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سعادت مندوں کو حوض کوثر پر سیراب فرمائیں گے پل صراط پر گزر ہوگا اور اس روز کے تمام احوال جو قرآن میں آئے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے سب حق ہیں۔

۳- فرشتوں پر ایمان لائے کہ وہ اللہ عزوجل کی مخلوق اور ایسے فرمانبردار بندے ہیں کہ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۔ ان کی تعریف قرآن پاک میں ہے وہ نہ مرد ہیں نہ عورت۔ نورانی اجسام رکھتے ہیں۔ ان میں چار بہت مقرب ہیں۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام۔

فرشتوں میں سے کسی کے دو بازو ہیں کسی کے تین کسی کے چار۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل کے چھ سو بازو تھے وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں ان کی خوراک تسبیح و تہلیل ہے۔ ان کے اعمال کا بدلہ اللہ کی رضا اور مقام قرب ہے ارشاد فرمان باری تعالیٰ ہے عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۝ وہ اللہ عرش والے کے نزدیک معزز ہے۔

۴- کتب الٰہی پر ایمان لانا کہ جو کتب اللہ تعالیٰ عزوجل نے نازل فرمائیں حق ہیں۔ ان میں چار بڑی کتابیں ہیں توریت جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری۔ زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر آئی۔

www.waseemziyai.com

قرآن کریم جو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا۔ اس کے علاوہ پچاس صحیفے حضرت شیث پر تیس حضرت ادریس پر، دس حضرت آدم پر دس حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۵- تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کہ وہ سب اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور گناہوں سے معصوم ہیں ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کے علم میں ہے جیسا کہ فرمایا وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ان میں تین سو تیرہ رسول ہیں۔ تعیین بصیغہ جمع مذکر سالم ذکر فرمانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام مرد ہی ہو سکتے ہیں۔ عورت کبھی نبی نہیں ہو سکتی اور صراحۃً بھی آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ (تفسیر احمدی)

ایمان کے بعد اعمال کا اور مال دینے کا بیان فرمایا۔ اس کے چھ مصرف بتائے گئے۔ گردنیں چھڑانے سے غلاموں کو آزاد کرنا مراد ہے۔ یہ سب مستحب طور پر مال دینے کا بیان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَىٰ بِالْأُنثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ اے ایمان والو۔ تم پر خون کا بدلہ فرض کیا گیا آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی کی پیروی اور اچھی طرح ادائیگی یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے جو اللہ کے ایک ہونے اور میرے (حضور علیہ السلام) آخری نبی و رسول ہونے کا اقرار کرے اور گواہی دے اس کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین وجہ سے قصاص، زنا، مرتد ہو جائے معاذ اللہ (مسلم)

شان نزول

یہ حکم قبیلہ اوس و خزرج کے بارے میں آیا ہے۔ ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت اور تعداد مال و شرافت میں زیادہ تھا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کرے گا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی اور بے انصافی کے عادی تھے عہد اسلام میں یہ معاملہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا قانون نافذ ہوا۔ اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر غلبہ میں زیادہ تھا وہ دوسرے قبیلہ کی عورتوں سے بغیر مہر نکاح کر لیتے تھے اور زیادتیاں کرتے تھے اس قبیلہ نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کے عوض آزاد کو عورت کے بدلے مرد کو ایک کے بدلے دو کو قتل کریں گے یہ معاملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوا تو آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قرآن کریم میں قصاص کا مسئلہ کئی جگہ بیان ہوا ہے۔ اس آیت کریمہ میں قصاص اور عفو دونوں کے حکم ہیں۔ حتیٰ کہ یہ تفصیل بھی یہاں بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قصاص اور عفو میں مختار کیا ہے چاہیں قصاص لیں یا معافی دیں۔

www.waseemziyai.com

آیت کے اول میں قصاص کا وجوب بیان کیا اور ہر قاتل بالعمد پر قصاص واجب فرمایا خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا یا غلام کو مسلمان مارا یا کافر مرد ہلاک کیا یا عورت کیونکہ قتلیٰ قتیل کی جمع ہے جو سب کو شامل ہے البتہ جسے دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن)

اس آیت سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ قصاص میں قاتل ہی قتل ہوگا۔ خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اہل جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ آزادوں میں مقابلہ ہو تو ایک کے بدلے دو کو قتل کر ڈالتے۔ غلام اگر ایک قبیلے کا مارا گیا تو دوسرے قبیلہ کے آزاد کو مار ڈالتے۔ عورتوں میں اگر جنگ ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے۔ محض قاتل کے قتل پر صبر نہ کرتے اسے منع کیا گیا۔

اور آگے فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ میں ایک اور آسانی بھی فرما دی گئی کہ جس قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال کا بدلہ لازم کریں۔ اس پر اولیاء مقتول تقاضہ کرنے میں نیک روش اختیار کریں اور قاتل خون بہا خوش معاملہ کے ساتھ ادا کرے یہ صلح علی المال کہلاتی ہے۔ (تفسیر احمدی)

حتیٰ کہ ولی مقتول کو یہ بھی اختیار ہے کہ قاتل کو بلا معاوضہ معاف کر دے یا مال پر صلح کرے اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص ہی چاہے تو لازماً قصاص فرض ہے۔ اس سے چند مسائل نکلتے ہیں۔

مسئلہ: اگر مقتول کے تمام ورثاء قصاص معاف کر دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر مقتول کے تمام ورثاء مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور مال کی ادا واجب۔ (تفسیر احمدی)

مسئلہ: ولی مقتول کو مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ قاتل کا جو بھائی کہا گیا اس میں اس امر کی طرف دلالت ہے کہ اگرچہ قتل بڑا گناہ ہے مگر اس سے اخوت ایمانی قطع نہیں ہوتی اس میں صرف فرقہ خارجیہ کا اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر ہے۔

آگے فَمَنِ اعْتَدٰى فرما کر اس امر پر تنبیہ فرمائی گئی کہ اس کے بعد بھی بدستور جاہلیت کی رسم پر غیر قاتل کو اگر قتل کیا یا دیت ادا کرنے یا معاف کر دینے کے بعد بھی قتل کیا تو اس پر عذاب ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ہے۔ آگے فرمایا

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اور تمہارے لئے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے اے عقلمندو تا کہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

اس کی تفسیر ظاہر ہے کہ قصاص مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں گے اور جانیں بچیں گی۔ اگر قصاص کا خطرہ ہی نہ ہو تو قتل عام ہو جانے میں کون سی رکاوٹ ہے جس سے قتل وقتال رکے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔ تم پر فرض ہوا کہ تم میں سے کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر۔

اگر موت کے آثار علامات ظاہر ہو جائیں اور ظن غالب ہو جائے کہ اب موت آنے والی ہے۔ خیر سے مراد مال ہے وصیت کو بمعنی اَنْ یُّوْصِیَ یا ایضاً وصیت کرنا مانا گیا ہے ماں باپ رشتہ داروں کے لئے۔

ابتداء اسلام میں اس آیت سے وصیت فرض تھی پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی اس آیت کو آیت میراث نے منسوخ کیا۔

www.waseemziyai.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق پہنچا دیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سخت بیمار تھا میری عیادت کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری حالت تو ملاحظہ فرما رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام مال کی وصیت کر مروں۔

فرمایا نہیں میں نے عرض کی نصف کی کروں فرمایا نہیں میں نے عرض کیا تہائی فرمایا ہاں تہائی بھی بہت ہے اپنے بچوں اور اہل خانہ کو خوش حال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگیں۔

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔ امر بالمعروف کی وصیت کرنا۔ فرض کیا گیا۔ یہ بات متقیوں پر واجب ہے۔ حق ہونا۔

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ تو جو وصیت کو سن کر بدل دے تو اس کا گناہ انہی بدلنے والوں پر ہے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرا دی تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو جو وصیت سن سنا کر بدلے خواہ وصی ہو یا ولی یا شاہد اور وہ تبدیلی کتابت میں کرے یا تقسیم میں یا ادائے شہادت میں آ کر۔ اگر وہ وصیت موافق شرع ہے تو بدلنے والا گنہگار ہے اور دوسرے خواہ موصی ہوں یا موصی لہ بری ہیں۔ یعنی وارث یا وصی یا امام یا قاضی جس کو بھی موصی کی طرف سے ناانصافی یا ناحق کارروائی کا اندیشہ ہو وہ اگر موصی لہ یا وارثوں میں شرع کے موافق صلح کرا دے تو گناہ گار نہیں۔ کیونکہ اس نے حمایت حق کے لئے باطل کو بدلا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو وصیت کے وقت دیکھے کہ موصی حق سے تجاوز کرتا اور خلاف شرع طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو رد کرے اور حق و انصاف کا حکم کرے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے فرض کئے گئے ان پر جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو۔ گنتی کے دنوں میں تو تم میں جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزوں کو گنو اور دنوں میں اور جنہیں ان کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو اس کے لئے بہتر ہے اور اگر روزہ ہی رکھو تو زیادہ اچھا ہے اگر تم جانو۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ

مہینہ رمضان کا جس میں قرآن اترا ہدایت لوگوں کے لئے اور رہنمائی اور فیصلہ کی۔ روشن بات تو تم میں جو یہ

www.waseemziyai.com

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۖ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

مہینہ پائے تو ضرور روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر سختی نہیں چاہتا اور چاہئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی۔ تاکہ تم شکر گزار ہو۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

اور جب اے محبوب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ بھلائی پائیں۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

روزے میں رات کو تمہیں حلال ہے پاس جانا اپنی عورتوں کے وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کیا تو ان سے صحبت کرو۔ اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے صبح پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ ایسے ہی بیان کرتا ہے اللہ اپنی آیتیں لوگوں کو تاکہ پرہیزگار ہو۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس جاؤ مقدمہ لے کر تاکہ کھا لے ایک فریق دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے جان بوجھ کر۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَ۔اے	اَيُّهَا۔وہ	الَّذِيْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
كُتِبَ۔فرض کیے گئے	عَلَيْكُمُ۔تم پر	الصِّيَامُ۔روزے	كَمَا۔جیسے
كُتِبَ۔فرض کئے گئے	عَلٰى۔اوپر	الَّذِيْنَ۔ان کے	مِنْ قَبْلِكُمْ۔جو تم سے

www.waseemziyai.com

پہلے تھے
مَّعْدُوْدٰتٍ۔ گنے ہوئے ہیں
مَّرِيْضًا۔ بیمار
فَعِدَّةٌ۔ تو گنتی
عَلٰى۔ اوپر
طَعَامُ۔ کھانے کا
خَيْرًا۔ نیکی
وَ۔ اور
لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
شَهْرُ۔ مہینہ
فِيْهِ۔ اس میں
وَ۔ اور
الْفُرْقَانِ۔ حق و باطل کا فرق
الشَّهْرَ۔ مہینہ
مَنْ۔ جو
عَلٰى۔ اوپر
اُخَرَ۔ بعد کو
الْيُسْرَ۔ آسانی کا
بِكُمُ۔ تمہارے ساتھ
لِتُكَبِّرُوا۔ چاہئے کہ بڑائی بیان کرو
مَا۔ اس کہ کے
تَشْكُرُوْنَ۔ شکر گزار بنو
عِبَادِيْ۔ میرے بندے
أُجِيْبُ۔ قبول کرتا ہوں
دَعَانِ۔ دعا کرے مجھ سے
وَ۔ اور
يَرْشُدُوْنَ۔ راہ پائیں
الصِّيَامِ۔ روزے کی میں

تَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار بنو
كَانَ۔ ہو
عَلٰى۔ اوپر
اُخَرَ۔ بعد میں
الَّذِيْنَ۔ ان کے جن کی
مِسْكِيْنٍ۔ ایک مسکین کو
فَهُوَ۔ تو وہ
اَنْ۔ یہ کہ
اِنْ۔ اگر
رَمَضَانَ۔ رمضان کا
الْقُرْاٰنُ۔ قرآن
بَيِّنٰتٍ۔ راہنمائی
فَمَنْ۔ تو جو
فَلْيَصُمْهُ۔ تو چاہئے روزے رکھے
كَانَ۔ ہو
سَفَرٍ۔ سفر کے
يُرِيْدُ۔ ارادہ کرتا ہے
وَ۔ اور
الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔ سختی کا
اللّٰهَ۔ اللہ کی

هَدٰىكُمْ۔ ہدایت کی تمہیں
وَ۔ اور
اِذَا۔ جب
عَنِّيْ۔ مجھے
دَعْوَةَ۔ دعا
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا۔ تو چاہئے کہ حکم مانیں
لْيُؤْمِنُوْا۔ ایمان لائیں
اُحِلَّ۔ حلال ہے
الرَّفَثُ۔ بے تکلفی

أَوْ۔ یا
عَلٰى۔ اوپر
سَفَرٍ۔ سفر کے
اُخَرَ۔ بعد میں
الَّذِيْنَ۔ ان کے جن کی
فَمَنْ۔ تو جو
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
تَصُوْمُوْا۔ اگر روزے رکھے
كُنْتُمْ۔ ہو تم
الَّذِيْ۔ وہ مہینہ ہے
هُدًى۔ ہدایت
مِّنَ الْهُدٰى۔ ہدایت سے
شَهِدَ۔ پائے
فَعِدَّةٌ۔ تو گنتی
اللّٰهُ۔ اللہ
لَا۔ نہیں
وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔ سختی کا
وَ۔ اور
عَلٰى۔ اوپر

وَ۔ اور
اِذَا۔ جب
فَاِنِّيْ۔ تو میں
الدَّاعِ۔ دعا کرنے والوں کی
لِيْ۔ میرا
بِيْ۔ میرے ساتھ
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
اِلٰى۔ طرف

اَيَّامًا۔ چند دن
مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
سَفَرٍ۔ سفر کے
وَ۔ اور
فِدْيَةٌ۔ بدلہ ہے
تَطَوَّعَ۔ زیادہ کرے
لَّهٗ۔ اس کے لئے
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
اُنْزِلَ۔ کہ نازل ہوا
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَ۔ اور
مِنْكُمْ۔ تم سے
وَ۔ اور
اَوْ۔ یا
مِّنْ اَيَّامٍ۔ دنوں میں
بِكُمُ۔ تمہارے ساتھ
يُرِيْدُ۔ ارادہ کرتا
وَ۔ اور
عَلٰى۔ اوپر

لَعَلَّكُمْ۔ تا کہ تم
سَاَلَكَ۔ پوچھیں تجھ سے
قَرِيْبٌ۔ قریب ہوں
اِذَا۔ جب
لِيْ۔ میرا
لَعَلَّهُمْ۔ تا کہ وہ
لَيْلَةَ۔ رات
نِسَآئِكُمْ۔ اپنی عورتوں کے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

هُنَّ۔وہ
أَنْتُمْ۔تم
اللّٰهُ۔اللہ نے کہ
أَنْفُسَكُمْ۔اپنی جانوں سے
عَفَا۔معاف کیا
هُنَّ۔ان سے
كَتَبَ۔لکھا
كُلُوْا۔کھاؤ
يَتَبَيَّنَ۔ظاہر ہو
مِنَ الْخَيْطِ۔ڈورے
أَتِمُّوا۔پورا کرو
تُبَاشِرُوْهُنَّ۔صحبت کرو ان سے
عٰكِفُوْنَ۔اعتکاف سے ہو
حُدُوْدُ۔حدیں
هَا۔اس کے
اٰيٰتِهٖ۔اپنی آیتیں
وَ۔اور
بَيْنَكُمْ۔آپس میں
بِهَا۔اس کو
فَرِيْقًا۔ایک حصہ
وَ۔اور

لِبَاسٌ۔لباس ہیں
لِبَاسٌ۔لباس ہو
أَنَّكُمْ۔تم
فَتَابَ۔تو اس نے رجوع کیا
عَنْكُمْ۔تم پر سے
وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ نے
وَ۔اور
لَكُمْ۔تمہیں
الْأَسْوَدِ۔سیاہ سے
الصِّيَامَ۔روزہ
وَ۔اور
الْمَسٰجِدِ۔مسجدوں کے
اللّٰهِ۔اللہ کی
كَذٰلِكَ۔ایسے ہی
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
لَا۔نہ
بِالْبَاطِلِ۔باطل طریقہ سے
إِلَى۔طرف
مِنْ أَمْوَالِ۔مال
أَنْتُمْ۔تم

لَكُمْ۔تمہارے لئے
لَّهُنَّ۔ان کے لئے
كُنْتُمْ۔تھے
عَلَيْكُمْ۔تم پر
فَالْئٰنَ۔تو اب
ابْتَغُوْا۔ڈھونڈو
لَكُمْ۔تمہارے لئے
شْرَبُوْا۔پیو
الْخَيْطُ۔ڈورا
مِنَ الْفَجْرِ۔صبح میں
إِلَى الَّيْلِ۔رات تک
وَ۔اور
فِي۔میں
فَلَا۔تو نہ
يُبَيِّنُ۔بیان کرتا ہے
لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ
تَأْكُلُوْا۔کھاؤ
وَ۔اور
الْحُكَّامِ۔حاکموں کے
النَّاسِ۔لوگوں سے
تَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہو

وَ۔اور
عَلِمَ۔جانا
تَخْتَانُوْنَ۔خیانت کرتے
وَ۔اور
بَاشِرُوْهُنَّ۔صحبت کرو
مَا۔وہ جو
وَ۔اور
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
الْأَبْيَضُ۔سپید صبح کا
ثُمَّ۔پھر
وَ۔اور لَا۔نہ
أَنْتُمْ۔تم
تِلْكَ۔یہ ہیں
تَقْرَبُوْهَا۔قریب ہو
اللّٰهُ۔اللہ
يَتَّقُوْنَ۔پرہیزگار ہوں
أَمْوَالَكُمْ۔اپنے مال
تُدْلُوْا۔نہ لے جاؤ
لِتَأْكُلُوْا۔تاکہ کھاؤ
بِالْإِثْمِ۔گناہ کے ساتھ

مختصر تفسیر ساتواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۔اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے گنتی کے دنوں میں۔

اس رکوع میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔

روزہ عرف شرع میں اس کا نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض نفاس سے خالی عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت خورد و نوش اور مجامعت ترک کرے۔ (عالمگیری)

www.waseemziyai.com

صوم لغت میں امساک (رکنا) کو کہتے ہیں۔ سورج دوپہر کے وقت بالکل وسط میں آتا ہے اس کو عرب صَامَ النَّهَارُ کہتے ہیں یعنی دن رک گیا۔

رمضان المبارک کے روزوں کا حکم

رمضان المبارک کے روزوں کا حکم غزوہ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری بروز جمعہ ہوا۔

بعض نے کہا کہ ۱۰ شوال ۲ ہجری کو فرض کیے گئے یعنی واقعات بدر سے ایک ماہ چند دن قبل حکم ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بعد اول قبلہ کی تبدیلی کا حکم ہوا اور دوسرا حکم روزہ کا ہوا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے روزوں کے احکام سے قبل عاشورہ کے روزہ کا حکم فرماتے تھے۔ جب رمضان المبارک کی فرضیت کا حکم آ گیا تو عشرہ محرم کے روزہ کا اختیار دے دیا گیا کہ جو چاہے رکھے جو نہ چاہے نہ رکھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ یہ بہت مبارک دن ہے اس دن بنی اسرائیل کو دشمن سے نجات حاصل ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر روزہ رکھا اس لئے ہم بھی رکھتے ہیں۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء میں تم سے زیادہ ہم حقدار ہیں۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی حکم فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں۔ زمانہ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے۔ اگرچہ ایام کی تعداد اور احکام صوم مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے رات کی تاریکی سے دوسری رات کی تاریکی تک روزہ فرض تھا۔ اسلام کے شروع میں بھی اسی طرح فرض تھا۔ نصاریٰ پر بھی اسی مہینے کے روزے فرض تھے لیکن وہ اکثر ایسا کیا کرتے تھے کہ جب روزے سخت گرمی میں آتے تو پیاس کی شدت اور گرمی کی وجہ سے بار محسوس کرتے اور جب سردی میں آتے تو بھوک کی وجہ سے بار گزرتے انہوں نے ربیع کا مہینہ منتخب کر لیا اور دس روزے اور بڑھا لئے اس طرح چالیس روزے خود ہی مقرر کر لئے۔

پھر ان کا ایک بادشاہ بیمار ہوا تو اس نے یہ منت مانی کہ صحت ہونے پر ایک ہفتہ کے روزے اور رکھوں گا۔ اسے صحت ہوئی تو انہوں نے پچاس روزے اپنے اوپر لازم کر لئے۔

روزہ کسر نفس کا بہترین ذریعہ ہے اور پرہیزگاروں کا خاص شعار ہے۔ امت مرحومہ پر روزے صرف ایک ماہ کے لئے فرض ہوئے اور وہ مہینہ رمضان المبارک ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے جوانو! جو تم میں سے

www.waseemziyai.com

استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے۔ نکاح نگاہ کو پست کر دیتا ہے اور حرام سے روکتا ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے شہوانی قوت کو توڑتے ہیں۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ چند روز گنتی کے ہیں۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ ۔ تو جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو اتنے روزے اور دنوں میں گنے اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ فدیہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا۔ پھر جو شخص تم میں سے بیمار ہو۔

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ۔ یا سفر میں تو اتنے روزے اور دنوں میں گنے۔

حضرت ابوحنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ موزوں پر مسح کرنے کی مدت تین دن تین رات مسافر کے لئے ہے اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے۔ حضرت امام ہمام ابوحنیفۃ النعمان تین دن رات کی مسافت جو اونٹ یا پیدل کی چال پر ہو فرمایا افطار و قصر کرے اور پھر دوسرے دنوں میں پورا کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قضا چاہے تو جدا جدا کرے چاہے تو مسلسل کرے۔

حضرت ابوحنیفۃ النعمان فرماتے ہیں کہ برسوں کے بعد بھی قضا کرے تب بھی قضا کے سوا اور کچھ اس پر واجب نہیں ہے مرض اور سفر میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ مرض کب متحقق ہوگا اور سفر کسے کہتے ہیں۔

مریض وہ ہے جسے طبیب غیر ظاہر الفسق کہے کہ روزہ سے طوالت مرض یا ہلاکت تک پہنچنے کا خطرہ ہے اور سفر وہ جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے سفر و مرض میں رخصت دی کہ وہ ایسی حالت میں افطار کر لے اور بعد میں ان کی قضا۔ ایام منہیۃ الصوم پانچ ہیں جن میں قضا کے روزے بھی رکھنا ممنوع ہیں۔

عید الفطر، عید الاضحیٰ، ذوالحجہ کے ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳۔

اگر کوئی شخص بیمار تو نہیں۔ مگر طبیب مسلمان کی رائے ہے کہ روزہ رکھنے سے یہ بیمار ہو جائے گا تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ۔ کے معنی یہ ہیں کہ جس بوڑھے مرد یا عورت کو پیرانہ سالی کے ضعف سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے اسے شیخ فانی کہتے ہیں ایسے شخص کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے عوض آدھا صاع یعنی ایک پنسیری روپے آٹھ آنے بھر گیہوں یا آٹا یا اس سے دوچند جو یا اس کی قیمت بطور فدیہ روزانہ ادا کرے اور اگر اس سے زیادہ دے تو بہتر ہے اور اگر فدیہ کی طاقت نہ ہو تو استغفار کرے۔ اللہ عزوجل عفو فرمائے گا۔ اخیر میں زیادہ دینے کی فضیلت بیان کی۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے (یعنی فدیہ کی مقدار بڑھا دے) تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر روزہ رکھو تو یہ بہت اچھا ہے بشرطیکہ تم جانو۔

اَنْ تَصُوْمُوْا۔ روزہ کی طاقت رکھنے والے مخاطب ہیں۔ یعنی فدیہ سے روزہ بہتر ہے۔

www.waseemziyai.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ۔ مہینہ رمضان کا وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنما اور فیصلہ کن روشن باتیں تو تم میں جو یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

شہر کہتے ہیں مہینہ کو اور اس کے تین عشرے ہوتے ہیں یا ایک کم تین عشر سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا۔ دس انگلیوں کو ظاہر فرما کر ارشاد فرمایا پھر فرمایا اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا اور تیسری دفعہ ایک انگلی کو دبا کر فرمایا یعنی مہینہ تیس دن کا ہوگا یا ۲۹ دن کا ہوگا۔

دوسری جگہ فرمایا صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو اگر انتیس کا چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو۔

رمضان میں پانچ حروف ہیں جو اس ماہ مبارک کی برکات ظاہر فرماتے ہیں۔ (ر) سے رحمت (م) سے مغفرت (ض) سے ضمان الٰہی (الف) سے باہمی الفت (ن) سے نور ایمان۔

سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النِّیْرَانِ اس ماہ مبارک کے اول عشرہ میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے وسط میں بخششوں سے صائم کو نوازا جاتا ہے اور آخر عشرہ میں جہنم سے آزادی کے پروانے مل جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کو رمضان اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے رمض بھٹی کو کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو شیطان سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں منادی ندا دیتا ہے کہ اے بھلائی کے طالب آجا اور اے برائی کے طالب بس کر آج جہنم سے اللہ کے واسطے بہت سے نجات حاصل کرنے والے ہیں یہ ندا ہر رات ہوتی رہتی ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم کو نیکی کا ثواب دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک ملتا ہے یہ سب روزہ اور اعمال خیر میں ہے۔

اور روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا کیونکہ اپنا کھانا، پینا اور شہوانی خیالات میری خاطر ہی چھوڑا جاتا ہے۔

روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری پروردگار سے ملتے وقت روزے دار کے منہ سے جو بو آتی ہے وہ اللہ عزوجل کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

اس کے متعلق مفسرین کے چند اقوال ہیں۔

کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن کریم نازل ہوا۔

۲۔ یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء رمضان المبارک میں ہوئی۔

www.waseemziyai.com

اور قرآن کریم میں دوجگہ اور فرمایا کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ تیسری جگہ ارشاد فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔

اس کی توجیہ وتطبیق یوں ہے کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے۔ اس شب میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا۔ پھر وہاں سے تیئس سال میں تھوڑا تھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل علیہ السلام لائے اسی وجہ سے اس رات کو لیلۃ مبارکہ کہا گیا۔

اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ میں بتایا کہ رمضان المبارک کی شب قدر باتفاق عامہ ستائیسویں شب رمضان ہے پہلی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اس رکوع میں اس امر کو ظاہر کیا کہ رمضان المبارک میں نزول قرآن بوساطت روح الامین علیہ السلام شروع ہوا۔

قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ قَرْءٌ کے معنی لغت میں جمع کرنے کے ہیں کیونکہ قرآن پاک میں اولین وآخرین کے علوم، سورتیں، آیتیں، حروف مقطعات موجود ہیں اس لئے اس کو قرآن کریم کہا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم علم حاصل کرنے کا ارادہ کرو تو قرآن کریم کو سیکھو۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ۔ جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کا صاف صاف حکم موجود ہے۔

قرآن کریم اپنے اعجاز سے گمراہی سے نکالتا ہے حلال حرام اور احکام کی راہ دکھاتا ہے۔ ہدایت اور فرقان دونوں قرآن عظیم سے بدل ہیں۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ۔ اس کے احترام میں حکم ہے کہ جو اس ماہ رمضان کو پائے وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔

یعنی جو شخص تم میں سے یہ ماہ مبارک پائے اور وہ تندرست اور مقیم ہو اور عورت حیض ونفاس سے بھی پاک ہو وہ روزہ رکھے۔

ایک عورت نے دربار عالی جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے دین کا کیا نقصان ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھتے نہیں کہ جب حیض آتا ہے تو روزہ نماز کچھ نہیں ادا کرسکتیں۔ (بخاری)

فَلْیَصُمْهُ۔ تو ضرور اس کے روزے رکھے یعنی جس قدر مہینہ پاوے روزے رکھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال میں مکہ تشریف لائے۔ رمضان المبارک کے دن تھے۔ آپ نے روزہ رکھا لیکن جب مقام کدید پر پہنچے تو روزہ افطار کیا اور رفقاء نے بھی افطار کیا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اول دن میں مقیم ہو اور پھر سفر کرے تو اس دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک افطار جائز نہیں کیونکہ اس نے اول دن پالیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ حیض والی عورت روزہ کی قضا کرتی ہے نماز کی قضا نہیں کرتی حضرت ام المومنین نے جواب دیا کہ زمانہ نبوی میں ہم کو حیض آتا تھا تو ہم کو روزہ ہی کی قضا کا حکم تھا نماز کی قضا کا حکم نہ تھا۔

www.waseemziyai.com

مسئلہ: مسافر جب مقیم ہو اور مریض جب تندرست ہو تو رمضان المبارک کے بعد ان دنوں کی قضا ضروری ہے۔

اگر کسی کے روزے مرض یا سفر کی وجہ سے فوت ہو گئے اور وہ شخص قضا کئے بغیر مر گیا تو حضرت امام ہمام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما کے نزدیک ورثاء پر کچھ لازم نہیں۔ اگر میت نے وصیت کی تو تہائی مال سے ادا ہوگی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں میرے روزے رکھنے اس کو کفایت کر جائیں گے؟ فرمایا ہاں کفایت کر جائیں گے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ اور جو بیمار ہو یا سفر میں تو اتنے روزے دوسرے دنوں میں گنتی کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا۔

اگر سفر میں روزہ سے تکلیف نہ ہو تو اس کے لئے روزہ ہی بہتر ہے جیسے کہ آج کل مشینری کا دور ہے سفر آسان ہے لیکن وقت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ایک دفعہ لاہور سے کراچی ہوائی جہاز سے رمضان شریف میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھ سے اگلی سیٹ پر ایک صاحب نے گھڑی دیکھی اور روزہ افطار کر لیا میں نے ان کو ٹوکا تو وہ کہنے لگے لاہور میں سوا پانچ بجے افطار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے افطار کر لیا میں نے ان کو کہا کہ افطار کے لئے غروب آفتاب شرط ہے یہاں سورج سامنے نظر آ رہا ہے اب قضا کریں۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ سارے دن کی محنت ضائع ہو جاتی ہے۔

افطار کرنا معذوری کی حالت میں شرعی سہولت ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۔ اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی استطاعت کے موافق۔ مریض اور مسافر کے لئے افطار کرنا بوجہ سہولت کے رخصت ہے۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ اور لازم ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تا کہ تم شکر گزاری کرو۔

اکمال عدت سے مراد پورے مہینہ کے دن گننا اور تکبر واللہ سے مراد عید کے دن اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ پڑھنا اور دوگانہ عید ادا کرنا ہے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کی یہ عادت تھی کہ عید الفطر کی رات میں تکبیرات پکار پکار کر پڑھتے تھے۔ بعض نے کہا کہ عید الفطر کی تکبیرات مراد ہیں۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔ دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تا کہ وہ رشد و ہدایت کی راہ پائیں۔

اس آیت میں طالبان حق کی طلب مولا کا بیان ہے جنہوں نے عشق الٰہی میں اپنے حوائج اور ہر خواہش کو قربان کر دیا اور وہ اسی کے طلب گار رہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں اپنے قرب و وصال کا مژدہ دیا۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ ایک جماعت صحابہ علیہم رضوان کی ایسی تھی جس نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ ہمارا رب کہاں ہیں اس پر انہیں نوید قرب سے نوازا گیا اور فرمایا کہ ہم ہر ساعت ہر لمحہ ہر مرحلہ قریب ہیں۔ کہاں اور کہیں یہاں اور وہاں وہ ہوتا ہے جو مکان کا محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی ذات مکان سے پاک ہے جو کسی سے مکانی قرب رکھے وہ اس کے دور والے سے ضرور مکانی بعد بھی رکھے گا اور ذات واجب تعالیٰ شانہ مکان سے پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے تمام بندوں سے قریب ہے۔ جو ذات مکانی ہو وہ منازل مکانی کے اعتبار سے قریب و بعید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے۔ اسے منازل قرب میں رسائی حاصل کرنے کے لئے بندہ کو اپنی غفلت اور ماسوائے اللہ سے تعلق دور کرنا لازمی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دوست نزدیک تر از من بمن است ویں عجب تر کہ من از وے دورم!

بعض مفسرین نے کہا کہ اِنِّیْ قَرِیْبٌ کے معنی یہ ہیں کہ علم کے اعتبار سے تمہارے قریب ہوں کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں۔

صاحب بیضاوی نے کہا کہ اِنِّیْ قَرِیْبٌ بطور تشبیہ و تمثیل فرمایا گیا ہے۔

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ دعا کی جامع مانع تعریف عرض حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ مانگنے والے نے جو مانگا وہ عطا ہو۔ بندہ جب اپنے رب سے عرض مدعا کرتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو لَبَّیْکَ یا عبدی جواب ملتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مانگنے والا جب مانگے تو ضروری نہیں کہ اسی وقت اجابت دعا ہو جائے بلکہ کبھی وہ اپنے کرم سے فی الفور اجابت فرماتا ہے کبھی بہ مقتضائے حکمت تاخیر سے۔ پھر کبھی مانگنے والوں کی حاجت دنیا میں پوری ہوتی ہے کبھی آخرت میں کبھی اس مانگنے والے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے تو جو مانگا وہ نہیں ملتا بلکہ دوسری چیز عطا فرمائی جاتی ہے۔

وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۚ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ۚ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾۔ بہت باتیں ایسی ہیں کہ تم اس سے کراہت کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوتی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں شر ہوتی ہیں۔ اللہ ہی اس کی حکمت جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دعا میں کمی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آیت ادعونی استجب لکم (تم مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا) نازل فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تم کسی گناہ کے واسطے یا قطع رحمی کے لئے دعا نہ کرو اور جلدی نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے کیا مراد ہے فرمایا کہ بندہ یہ کہہ دے کہ میں نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول نہ کی اور اکتا کر دعا کرنا چھوڑ دو۔

اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ۚ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ ۚ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ ۚ۔ حلال کیا گیا رات میں روزوں کی رفث یعنی اپنی عورتوں کے پاس جانا۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ اللہ نے جانا کہ تم اپنے نفسوں میں خیانت کرتے ہو تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور

www.waseemziyai.com

تمہیں معاف کیا۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں جب عشاء کی نماز پڑھ لی جاتی یا اس سے قبل غروب آفتاب کے بعد اگر کوئی سو جاتا تو اس پر کھانا پینا جماع کرنا (بیویوں کی قربت) اگلی رات تک حرام ہو جاتی تھی۔ بعض صحابہ کرام علیہم رضوان نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور دربار رسالت میں معذرت پیش کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس حکم کا شان نزول یہ ہے کہ شرائع سابقہ میں روزہ افطار کر لینے کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا۔ بعد عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام تھیں۔ یہ قانون عہد رسالت تک باقی تھا۔

بعض صحابہ علیہم رضوان سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مباشرت وقوع میں آئی۔ ان میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو بعد وقوع اظہار ندامت کیا اور بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر طالب معافی ہوئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر معاف کیا اور انہی کی وجہ سے مغرب بعد سے صبح صادق تک مجامعت حلال کی گئی اور اکل وشرب کی اجازت عام فرمائی گئی۔

آیت متلوہ میں جو خیانت کا اظہار ہوا وہ وہی مجامعت ہے جو قبل اباحت شبہائے رمضان میں سرزد ہوئی تھی تو سابقہ خیانت معاف فرما کر آئندہ کے لئے حکم اباحت (حلال) ملا۔

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۚ۔ تو اب ان سے صحبت کرو اور جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہوا ہے اسے طلب کرو اور کھاؤ پیو حتیٰ کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔

بَاشِرُوْهُنَّ۔ امر کا صیغہ ہے لیکن یہ امر اباحت ہے جس سے یہ حکم واضح ہوا کہ جس امر کی ممانعت تھی اب وہ جائز کی صورت میں بدل دیا گیا۔ گویا اب لیالی رمضان میں مباشرت مباح ہے اور وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ میں اس امر کی ہدایت ہے کہ مباشرت محض خط نفس کے لئے نہ ہو بلکہ یہ مباشرت نسل اور اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہئے جس سے مسلمانوں میں ترقی اور دین میں قوت بڑھے۔

میاں بیوی کے تعلقات زوجیت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لباس کا لفظ فرمایا گیا اور لباس سے تشبیہ دی گئی۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نکاح کر لیا اس نے دو تہائی دین جمع کر لیا۔

بعض مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد اس امر کا لحاظ رکھنا ہے کہ مباشرت موافق حکم شرع ہو۔ جس محل سے مجامعت شرعاً جائز ہے اس محل سے ہو اور اس سے تجاوز نہ ہو۔ (تفسیر احمدی)

ایک قول یہ ہے کہ طلب کرنے سے مراد رمضان کی راتوں میں کثرت عبادت اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا ہے اور كُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں رات کے اندر کھانے پینے کی اجازت کا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا الخ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔

یعنی یہاں تک کہ صاف نظر آنے لگے صبح صادق کی سپیدی دھاری۔ کالی دھاری سے خیط ابیض سے دن کی روشنی اور خیط

www.waseemziyai.com

اسود سے رات کی سیاہی مراد ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو بلال کی اذان اور صبح کاذب کی وجہ سے تم سحری کھانے سے مت رکا کرو بلکہ اس فجر سے رکا کرو جو افق میں پھیل جاتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تاریکی ہی میں اذان دیتے تھے۔ فرمایا تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان دینے تک کھاتے پیتے رہا کرو۔ راوی کہتے ہیں حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ آنکھوں سے نابینا تھے وہ اذان اس وقت دیتے تھے جب ان کو کوئی کہتا تھا۔ صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

شان نزول

حرمۃ بن قیس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ مزدور پیشہ تھے۔ دن بھر مزدوری کرتے تو شام کے لئے قوت لایموت پیدا کر پاتے۔ ایک دن رمضان میں بحالت روزہ دن بھر محنت کی۔ اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے اپنی بیوی سے کھانا مانگا وہ کھانا بنانے میں مصروف ہوئیں یہ تھکے ہوئے تھے۔ ذرا سہارا لے کر بیٹھے تو آنکھ لگ گئی۔ بیوی نے کھانا بنا کر بیدار کیا۔ انہوں نے کہا میں سو گیا تھا لہٰذا اب کیسے کھاؤں۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ رمضان میں سو جانے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا۔ غرضیکہ آپ رضی اللہ عنہ نے دوسرا روزہ رکھ لیا۔ ضعف انتہا کو پہنچ گیا حتی کہ دوپہر کو غشی ہوگئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اطلاع پہنچی۔ قلب اقدس پر ان کا غش ہونا بار گزرا۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس سے رمضان شریف کی راتوں میں کھانا پینا مباح کیا گیا۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انابت ورجوع کی برکت سے مقارنت ومقاربت رات میں جائز ہوئی۔

اور خیط ابیض وخیط اسود سے مراد رات کو سیاہ ڈورے سے استعارہ کیا اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی۔ مطلب یہ ہے کہ امت مرحومہ کو حکم مل گیا کہ تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک کھانا پینا مباح قرار دیا گیا۔ (تفسیر احمدی)

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ۔ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

اس میں روزہ کی مدت بتائی گئی کہ روزہ رات تک پورا کرو۔ حدیث میں تفصیل سے بتا دیا کہ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔ جب مشرق کی طرف سے رات کی سیاہی منہ دکھائے اور مغرب میں دن چھپ جائے تو روزہ دار اپنا روزہ افطار کر لے۔

اس میں حرف الی پر کچھ موشگافیاں ہیں۔ اسی بناء پر حضرات شیعہ اپنا روزہ رات ہونے کے بعد جبکہ تارے اچھی طرح کھل جائیں افطار کرتے ہیں اور وہ الزام میں یہ کہتے ہیں کہ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ میں بھی الی غایت کے لئے آیا اور اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ میں بھی الی غایت کے لئے ہے۔ لہٰذا اگر وضو میں غسل ید کے اندر کہنی داخل ہے تو روزہ میں رات کیوں نہ داخل ہو۔ اگر وضو کے وقت کہنیاں وضو میں نہ دھوئی جائیں تو رات کا حصہ روزہ میں بھی نہ داخل ہو۔

اس کا جواب ارباب اصول نے یہ دیا ہے کہ ہر غایت اپنے مغیا کی جنس سے اگر ہو تو داخل مغیا رہے گا اور اگر غایت اپنے مغیا سے غیر ہو تو خارج ہوگا۔ بنابریں مرفق یعنی کہنی اپنے مغیا کی جنس سے ہے یعنی ہاتھ کی جنس میں کہنی ہے۔ لہٰذا وضو

www.waseemziyai.com

میں غسل ید کے ساتھ کہنی داخل رہنی چاہئے اور دن میں جو مغیا ہے اس کی غایت رات غیر جنس ہے بنابریں وہ خارج رہے گی۔ اسی وجہ سے اِلَی الْمَرَافِقِ کے حکم میں کہنی غسل میں داخل ہے اور اِلَی الَّیْلِ میں رات خارج ہے۔ آگے حکم ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۔ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ ایسے ہی بیان کرتا اپنی آیتیں تاکہ وہ پرہیزگاری حاصل کریں۔

لغت میں عکوف کے معنی اقامت کرنے اور ٹھہرنے کے ہیں اور شریعت میں مسجد میں اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے ٹھہرنے کا نام ہے۔

اس سے دو باتیں واضح ہوئیں اول یہ کہ اعتکاف مسجد میں ہی ہونا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اعتکاف میں بیویوں سے کسی قسم کی قربت جائز نہیں۔ بوس و کنار سے لے کر آگے تک سب حرام ہے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت چند صحابہ علیہم رضوان کے لئے نازل ہوئی وہ مسجد میں اعتکاف کرتے اور جب ضرورت محسوس کرتے اپنی بیویوں کے پاس چلے جاتے پھر غسل کر کے آجاتے پھر یہ حکم نازل ہوا کہ رات ہو یا دن کسی حال میں بھی اعتکاف کے اندر بیویوں کے پاس جانا حرام ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں معتکف کو چاہئے کہ کسی مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ کسی جنازہ میں جائے نہ عورت کو ہاتھ لگائے۔ اشد ضروری کام کے لئے جائے۔ اعتکاف میں روزہ ضروری ہوتا ہے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت موکدہ ہے۔

اگرچہ عورتوں کا اعتکاف گھروں میں جائز ہے لیکن مرد کا اعتکاف مسجد میں اور اس مسجد میں لازم ہے جہاں با جماعت نماز ہوتی ہو اور اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر جان بوجھ کر کھالو۔

اس آیت میں باطل طور پر مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ وہ لوٹ کر یا چھین کر یا چوری کر کے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام تجارتوں یا حرام کاری سے یا رشوت خوری سے یا جھوٹی شہادت سے کسی طرح حاصل کیا جائے یہ سب حرام ہے۔

دوسرا حکم یہ بھی نکلتا ہے کہ ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے کسی پر مقدمہ بنانا اسے حکام تک لے جانا حرام ہے۔ رشوت دے کر اپنا غلط حق قائم کرنا بھی حرام ہے اور حدیث میں تو مطلقاً اسے ملعون فرمایا جو مسلمان کو اپنے فائدے کے لئے ضرر پہنچائے۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

اس آیت کا یہ ہے کہ امرؤ القیس پر ربیعہ بن عبدان حضرمی نے ایک زمین کے لئے دربار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دعویٰ کیا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی کو فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی گواہ ہے حضرمی نے نفی میں جواب دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس گواہ نہیں ہے تو امرؤ القیس مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ ہوگا امرؤ القیس یہ سن کر قسم کھانے کے لئے مستعد ہوا آپ نے فرمایا اگر جھوٹی قسم اس غرض سے کھائے گا کہ اس کا مال ظلماً کھالے تو قیامت کے دن اللہ سے ناراضگی کی حالت میں ملے گا اس کے راوی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

آپ سے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے اور یہ بھلائی نہیں کہ گھروں میں مکان کی پشت سے آؤ یہاں بھلائی تو پرہیزگاری میں ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ محبوب نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

اور کافروں کو مارو جہاں پاؤ اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور انہیں قتل نہ کرو مسجد حرام کے پاس جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو۔ کافروں کی ایسی ہی سزا ہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

تو اگر وہ رک جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾

اور ان سے مقاتلہ کرو حتیٰ کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کے نام کا دین رہے تو اگر وہ رک جائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

ماہ حرام کے بدلہ ماہ حرام اور عزتوں کے بدلے تادیب ہے تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ لو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔

www.waseemziyai.com

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَ اَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی کرو بے شک اللہ بھلائی والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾

اور پورے کرو حج و عمرہ اللہ کے لئے اور اگر روکے جاؤ تو جو میسر ہو وہ قربانی بھیجو اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے اور جو تم سے مریض ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو فدیہ دے روزوں سے یا خیرات سے تو جب تم امن میں ہو جاؤ تو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر جو میسر آئے قربانی کرے تو جو مقدور نہ رکھے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب اپنے گھر لوٹ کر آئے یہ دس پورے ہوئے یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا باشندہ نہ ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ لو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

لفظی ترجمہ

یَسْئَلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں تم سے
هِیَ۔ وہ
وَ۔ اور
الْبِرُّ۔ نیکی
مِنْ ظُهُوْرِهَا۔ ان کی پشت سے
الْبِرَّ۔ نیکی
اُتُوا۔ آؤ
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اللّٰهِ۔ اللہ کے
لَا۔ نہ
لَا۔ نہیں

عَنِ الْاَهِلَّةِ۔ چاندوں سے
قُلْ۔ فرما دیجئے
مَوَاقِیْتُ۔ وقتوں کی علامتیں ہیں
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
الْحَجِّ۔ حج کے لئے
وَ۔ اور
لَیْسَ۔ نہیں
بِاَنْ۔ یہ کہ
تَاْتُوا۔ آؤ تم
الْبُیُوْتَ۔ گھروں کو
وَ۔ اور
لٰكِنَّ۔ لیکن
مَنِ۔ اس کی ہے جو
اتَّقٰى۔ پرہیزگار ہو
وَ۔ اور
الْبُیُوْتَ۔ گھروں کو
مِنْ اَبْوَابِهَا۔ ان کے دروازوں سے
اتَّقُوا اللّٰهَ۔ اللہ سے ڈرو
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ۔ فلاح پاؤ
قَاتِلُوْا۔ لڑائی کرو
فِیْ۔ میں
سَبِیْلِ۔ راہ
الَّذِیْنَ۔ ان سے جو
یُقَاتِلُوْنَكُمْ۔ تم سے لڑتے ہیں
وَ۔ اور
تَعْتَدُوْا۔ زیادتی کرو
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
یُحِبُّ۔ پسند کرتا
الْمُعْتَدِیْنَ۔ حد سے بڑھنے والوں کو

www.waseemziyai.com

وَ۔اور
ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔پاؤ تم ان کو
مِنْ حَيْثُ۔جہاں سے
اَخْرَجُوْكُمْ۔نکالا انہوں نے تم کو
وَ۔اور
الْفِتْنَةُ۔فتنہ
اَشَدُّ۔بہت سخت ہے
مِنَ الْقَتْلِ۔قتل سے
وَ۔اور
لَا۔نہ
تُقٰتِلُوْهُمْ۔لڑائی کرو ان سے
عِنْدَ۔نزدیک
الْمَسْجِدِ۔مسجد
الْحَرَامِ۔حرام کے
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
يُقٰتِلُوْكُمْ۔لڑائی کریں وہ تم سے
فِيْهِ۔اس میں
فَاِنْ۔پھر اگر
قٰتَلُوْكُمْ۔لڑائی کریں تم سے
فَاقْتُلُوْهُمْ۔تو قتل کرو ان کو
كَذٰلِكَ۔یہی
جَزَآءُ۔بدلہ ہے
الْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کا
فَاِنِ۔پھر اگر
انْتَهَوْا۔باز آجائیں
فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
غَفُوْرٌ۔بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے
وَ۔اور
قٰتِلُوْهُمْ۔لڑائی کرو ان سے
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
لَا۔نہ
تَكُوْنَ۔رہے
فِتْنَةٌ۔فتنہ
وَّ۔اور
يَكُوْنَ۔ہوجائے
الدِّيْنُ۔دین
لِلّٰهِ۔اللہ کا
فَاِنِ۔پھر اگر
انْتَهَوْا۔باز آجائیں
فَلَا۔تو نہیں ہے
عُدْوَانَ۔زیادتی
اِلَّا۔مگر
عَلَى۔اوپر
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کے
اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ۔حرمت والا مہینہ
بِالشَّهْرِ۔بدلے مہینے
الْحَرَامِ۔حرمت والے کے
وَ۔اور
الْحُرُمٰتُ۔عزتوں کا
قِصَاصٌ۔بدلہ ہے
فَمَنِ۔تو جو
اعْتَدٰى۔زیادتی کرے
عَلَيْكُمْ۔تم پر
فَاعْتَدُوْا۔تو زیادتی کرو
عَلَيْهِ۔اس پر
بِمِثْلِ۔اتنی
مَا۔کہ اس نے
اعْتَدٰى۔زیادتی کی
عَلَيْكُمْ۔تم پر
وَ۔اور
اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے
وَ۔اور
اعْلَمُوْٓا۔جان لو
اَنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
مَعَ۔ساتھ ہے
الْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کے
وَ۔اور
فِيْ۔میں
سَبِيْلِ۔راہ
اَنْفِقُوْا۔خرچ کرو
اللّٰهِ۔خدا کے
وَ۔اور
لَا۔نہ
تُلْقُوْا۔ڈالو
بِاَيْدِيْكُمْ۔اپنے ہاتھوں
اِلَى۔طرف
التَّهْلُكَةِ۔ہلاکت کی
وَ۔اور
اَحْسِنُوْا۔نیکی کرو
اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے
الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکی کرنے والوں کو
وَ۔اور
اَتِمُّوا۔پورا کرو
الْحَجَّ۔حج
وَ۔اور
الْعُمْرَةَ۔عمرہ
لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے
فَاِنْ۔پھر اگر
اُحْصِرْتُمْ۔روکے جاؤ تم
فَمَا۔تو جو
اسْتَيْسَرَ۔میسر ہو
وَ۔اور
لَا۔نہ
مِنَ الْهَدْيِ۔قربانی

MARKAZUL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

تَحْلِقُوْا۔منڈاؤ
رُءُوْسَكُمْ۔اپنے سر
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
يَبْلُغَ۔پہنچ جائے
الْهَدْيُ۔قربانی
مَحِلَّهٗ۔اپنے حلال ہونے کی جگہ
فَمَنْ۔تو جو
كَانَ۔ہو
مِنْكُمْ۔تم میں سے
مَّرِيْضًا۔بیمار
اَوْ۔یا ہو
بِهٖۤ۔اس کو
اَذًى۔کوئی تکلیف
مِّنْ رَّاْسِهٖ۔سر میں
فَفِدْيَةٌ۔تو فدیہ ہے
مِّنْ صِيَامٍ۔روزوں سے
اَوْ۔یا
صَدَقَةٍ۔صدقے سے
اَوْ۔یا
نُسُكٍ۔قربانی سے
فَاِذَاۤ۔تو جب
اَمِنْتُمْ۔امن میں ہو تم
فَمَنْ۔تو جو
تَمَتَّعَ۔فائدہ اٹھائے
بِالْعُمْرَةِ۔ساتھ عمرہ کے
اِلَى۔طرف
الْحَجِّ۔حج کی
فَمَا۔تو جو
اسْتَيْسَرَ۔میسر ہو
مِنَ الْهَدْيِ۔قربانی
فَمَنْ۔پھر جو
لَّمْ۔نہ
يَجِدْ۔پائے
فَصِيَامُ۔تو روزے رکھے
ثَلٰثَةِ۔تین
اَيَّامٍ۔دن
فِي۔میں
الْحَجِّ۔حج کے
وَ۔اور
سَبْعَةٍ۔سات روزے
اِذَا۔جب
رَجَعْتُمْ۔تم لوٹو
تِلْكَ۔یہ
عَشَرَةٌ۔دس ہیں
كَامِلَةٌ۔پورے
ذٰلِكَ۔یہ
لِمَنْ۔اس کے لئے ہے جو
لَّمْ۔نہ
يَكُنْ۔ہوں
اَهْلُهٗ۔اس کے گھر والے
حَاضِرِي۔رہنے والے
الْمَسْجِدِ۔مسجد
الْحَرَامِ۔حرام کے
وَ۔اور
اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے
وَ۔اور
اعْلَمُوْۤا۔جانو کہ
اَنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
شَدِيْدُ۔سخت
الْعِقَابِ۔عذاب والا ہے

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۲

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ ۔آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے واسطے۔

شان نزول

یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے سوال کا جواب ہے۔ان دونوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضور چاند کا یہ کیا حال ہے۔اول تو نہایت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ بدر کامل ہو جاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک کہ پھر باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا۔اس سوال سے چاند کے گھٹنے کی حکمتیں معلوم کرنا تھا۔

اس کے جواب میں فرمایا کہ انہیں بتا دیجئے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزار ہا دینی اور دنیاوی کام اس کے متعلق ہیں زراعت، تجارت، لین دین اور روزے اور عیدین کے اوقات، عورتوں کی عدتیں، حیض کے ایام، حمل اور رضاعت کی مدتیں، دودھ چھڑانے کے اوقات، حج کے ایام اس سے معلوم ہوتے ہیں۔اول جب چاند باریک ہوتا ہے تو

www.waseemziyai.com

دیکھنے والا سمجھ لیتا ہے کہ یہ ابتداء ماہ کی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے یہ مہینہ کی درمیانی تاریخ اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے اسی طرح اس کے درمیانی ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں۔ پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے یہ وہ قدرتی تقویم یا جنتری ہے کہ جو صفحہ سماء پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ایک ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے لکھے اور جاہل سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اور یہ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پیچھے سے آؤ لیکن بھلائی پرہیزگاری میں ہے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ فلاح پاؤ۔

شان نزول

زمانہ جہالت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لئے احرام باندھتے تو مکانوں میں اس کے دروازے سے داخل ہونے کی بجائے پس پشت دیوار توڑ کر آتے اور اسے نیکی سمجھتے۔

ان کا یہ خیال تھا کہ جس راستہ اور دروازے سے گناہ کر کے آتے ہیں احرام کی حالت میں ادھر سے آنا مناسب نہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

علامہ بغوی رحمتہ اللہ علیہ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کے پیچھے رفاعہ بھی گئے دروازے میں داخل ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش حمس کہلاتے تھے اور انصار دروازہ سے نہ جاتے تھے قریش آمد و رفت رکھتے تھے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور تعلیم دی گئی کہ اچھے خاصے مکان کی دیوار توڑ کر مکان خراب کر کے داخل ہونا عقلمندی نہیں ہے اور جو کام بے عقلی کا مظہر ہو وہ جہالت خالص ہے اور ایسے افعال مذموم ہیں۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے مقابلہ کریں اور حد سے نہ بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۶ ہجری میں واقعہ حدیبیہ پیش آیا۔ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے عمرہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہونے کا عزم کیا۔ مشرکین مکہ نے مکہ میں داخل ہونے سے روکا آخر اس امر پر صلح ہوئی کہ آئندہ سال تشریف لائیں تو تین دن کے لئے مکہ خالی کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور اگلے سال ۷ ہجری میں عمرۃ القضاء فرمانے تشریف لائے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو صحابہ علیہم رضوان تھے۔ ہمراہیوں کو یہ شبہ تھا کہ کفار مکہ ایفائے وعدہ نہ کریں گے اور حرم مکہ میں ماہ حرام ذیقعدہ میں جنگ کریں گے ایسی صورت میں مسلمان بحالت احرام جنگ کیونکر کریں گے اور زمانہ جہالت میں بھی یہ رسم عام تھی کہ اشہر حرام میں اور بحالت احرام جنگ نہ ہو اور ابتدائے اسلام میں بھی حرم کے اندر جنگ ناجائز تھی اور ماہ حرام اور احرام کے اندر بھی ممنوع سمجھتے تھے تو صحابہ علیہم رضوان کو تردد ہوا کہ اگر مشرکین مکہ سے مقابلہ ہو گیا تو کیسی ہوگی؟

www.waseemziyai.com

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اجازت دی گئی کہ اگر وہ پہل کریں تو تمہیں بھی جواب دینے کی اجازت ہے۔ البتہ اس کے معنی میں یا تو یہ پہلو ہے کہ ہمیں ان سے لڑنے کی اجازت ہے جو ہم سے لڑیں اور ابتداء ان کی طرف سے ہو۔ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور کفار سے قتال واجب ہو گیا۔

بعض مفسرین نے کہا کہ ابتداء اسلام میں مشرکین کے قتل سے روک دیا پھر ہجرت کے بعد حکم آیا کہ جو تم سے قتال کرے اس سے تم بھی کرو۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاد کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی اس کے بعد یہ حکم ملا کہ تمام مشرکین کو قتل کرو خواہ وہ کریں یا نہ کریں پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ۔ اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور ان کا فتنہ تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔

خواہ وہ پہل کریں یا نہ کریں۔ دوسرا پہلو یہ نکلتا ہے کہ اس میں ہمیں ہدایت ہے کہ جو ہم سے لڑنے کا ارادہ رکھیں یہ حال تمام کفار کا ہے اس لئے کہ وہ سب دین اسلام کے مخالف ہیں اور مسلمانوں کے دشمن۔ خواہ انہوں نے کسی وجہ سے جنگ نہ کی ہو۔ لیکن موقع پانے پر وہ چوکنے والے نہیں۔

تیسرے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جو کافر میدان میں تمہارے مقابل آئیں اور تم سے لڑنے والے ہوں ان سے لڑو اس صورت میں بوڑھے، بچے، ضعیف، بیمار، اپاہج، مجنون، اندھے، عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قوت نہیں رکھتے وہ سب مستثنیٰ ہیں۔ ان کو بلاوجہ قتل کرنا جائز نہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جگہ لشکر بھیجتے تو یہ وصیت کے طور پر حکم فرماتے۔ اللہ کے لئے دشمن سے مقابلہ کرنا جو اللہ سے کفر کرتے ہیں ان کا قتال کرنا۔ قتال میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرنا۔ بدعہدی نہ کرنا، عورت، بوڑھے، بچوں کو قتل نہ کرنا۔ مثلہ نہ کرنا۔

اور وَلَا تَعْتَدُوْا جو فرمایا اس سے حکم کی نوعیت واضح کی گئی کہ جو جنگ کے لائق یا قابل نہیں ان سے مقابلہ کرنا حد سے تجاوز کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو یا جن سے معاہدہ ہے ان سے جنگ نہ ہو۔ پھر اسلام میں یہ حکم ہے کہ بغیر دعوت جنگ نہ کی جائے۔ بلکہ اول کفار کو دعوت اسلام دیں اگر اس کے قبول سے وہ انحراف کریں تو جزیہ طلب کیا جائے اور اگر اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کی جائے اس پہلو کے ماتحت آیت کا حکم باقی ہے۔ منسوخ نہیں۔ (تفسیر احمدی)

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ اس میں حکم مقاتلہ مطلق ہے۔ اس آیت کا فائدہ یہ ہے کہ بوقت مقاتلہ و مقابلہ عام اجازت ہے خواہ حرم ہو یا غیر حرم۔

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ۔ اخراج کفار ہے۔ چنانچہ مشرکین کے ساتھ روز فتح مکہ ایسا ہی ہوا اس لئے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ میں فتنہ سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے مانع ہونا۔

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور نہ مقاتلہ کرو مسجد حرام کے پاس جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں

www.waseemziyai.com

اور اگر لڑیں تو انہیں قتل کرو کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حرم کے پاس ممانعت واجازت ومقاتلہ مشروط طور پر اس لئے ہے کہ بلا وجہ اقدام مقاتلہ حرمت حرم کے خلاف ہے اور جب وہی اقدام کریں تو چونکہ حرم شریف کی بے حرمتی کے وہی مرتکب ہوں گے۔ لہٰذا اب مقابلہ ممنوع نہیں اور اگر وہ یعنی مشرکین خود ہی رک جائیں اور مقاتلہ نہ کریں اور کفر و باطل پر تی چھوڑ دیں تو پھر ان سے مزاحمت نہ کی جائے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ۔ اور مشرکین سے مقاتلہ کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پرستش ہو اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی نہ ہو مگر ظالم مشرکین پر۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرک سے اسلام ہی قبول کرایا جائے اگر اسلام سے انکار کرے تو وہ قتل کر دیا جائے گا۔

اس آیت کا مفہوم خود تفسیر ہے۔ مزید وضاحت تحصیل حاصل ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ۔

ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے۔ جو تم پر زیادتی کرے اس پر تم بھی جواباً زیادتی کرو اتنی ہی جتنی انہوں نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ لو اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔

جب گزشتہ سال ذیقعد ۶ ہجری میں مشرکین عرب نے ماہ حرام میں اس کی حرمت ملحوظ نہ رکھی اور تمہیں ادائے عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان کی طرف سے ہوئی اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کے بدلہ میں ۷ ہجری کے ماہ ذیقعد میں تمہیں موقع دیا کہ تم قضا شدہ عمرہ ادا کر لو۔ اگر کوئی احرام اور شہر حرام میں تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اسی قدر زیادتی کر لو۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی کرو بے شک اللہ بھلائی والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس آیت میں تمام دینی امور میں رضا جوئی حق کے لئے خرچ کرنے کی تحریک ہے خواہ وہ جہاد میں ہو یا اور نیکیوں میں اور بخل سے روکا حتی کہ راہ حق میں ترک انفاق کو موجب ہلاک فرمایا اور اسراف بے جا کو بھی اسی وجہ سے رکھا اور ایسے الفاظ سے ہدایت کی جو عام خطرات و ہلاک پر بھی حاوی ہو یعنی لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اپنے ہاتھوں دیدہ و دانستہ ہلاکت میں نہ پڑو یعنی اتنے خسیس و بخیل نہ ہو کہ ہلاک ہو جاؤ اور نہ ایسے سخی و مسرف کہ تباہ ہو کر اپنے معاش سے بھی تنگ آ جاؤ۔

لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ بلا ہتھیار میدان جنگ میں جانا بھی اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے اس سے بھی باز رہو۔ زہر کھا لینا۔ آگ میں کود پڑنا یہ بھی اپنے ہاتھوں ہلاکت کا شکار ہونا ہے اور شرعاً یہ بھی ممنوع ہے۔ علماء کرام رحمہم اللہ نے اس سے یہ حکم بھی مستنبط کیا کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ اس نے زندگی میں خواہش کی وہ نفاق کی ایک شاخ لے کر مرا۔

www.waseemziyai.com

اور نیکی کرو بے شک اللہ محبت کرتا ہے نیک لوگوں سے یعنی اعمال واخلاق کو نیک کرو۔ حاجت مندوں پر احسان کرو۔ احسان عبادت میں ہوتا ہے اور معاملات میں بھی۔ عبادات کا احسان یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر آئے قریب سے قریب تر بیٹھ کر دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا ہے؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ طاقت نہیں رکھتا تو پھر یہ گمان کرے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے یعنی خضوع وخشوع قلب سے عبادت کرے۔

اور معاملات کا احسان یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے دوسرے کے لئے وہی پسند کرے اور جو اپنے لئے ناپسند کرے وہ دوسرے کے لئے بھی ناپسند کرے۔

فرمایا میرے نزدیک تم سب سے زیادہ دوست وہ ہے جس کے اخلاق اچھے اور نیک ہوں۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۔ اور حج وعمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے۔

اس میں حج وعمرہ کا حکم سنایا گیا کہ ان دونوں کو ان کے فرائض وشرائط کی پابندی سے خالص اللہ عزوجل کے لئے بے سستی اور نقصان کے مکمل کرو۔

تعریف حج

حج احرام باندھ کر نویں ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور بیت اللہ شریف کے طواف کو کہتے ہیں اس کے لئے خاص وقت مقرر ہے۔ جس میں یہ افعال کئے جائیں وہ حج ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حج اسلام کا چوتھا رکن وبنیاد ہے۔

بقول راجح ۹ ہجری میں یہ حج فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض احرام۔ عرفہ میں وقوف اور طواف زیارت ہیں۔

حج کے واجبات مزدلفہ میں وقوف۔ صفا ومروہ کے مابین سعی۔ رمی جمار اور آفاقی کے لئے طواف رجوع اور حلق یا قصر۔ عمرہ کے رکن طواف وسعی ہیں اور اس کی شرط احرام اور حلق ہے۔

حج وعمرہ کے چار طریقے ہیں

۱- افراد بالحج، وہ کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل میں اس کی نیت کرے خواہ تلبیہ زبان سے پڑھتے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔

۲- افراد بالعمرۃ وہ یہ کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے۔ خواہ وقت تلبیہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے اور اس کے لئے اشہر حج میں یا اس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج وغیرہ کے درمیان الحام صحیح کرے۔ الحام یہ ہے کہ اپنے اہل کی طرف سے

www.waseemziyai.com

حلال ہو کر واپس جائے۔

۳- قران یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو احرام میں جمع کرے خواہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل۔ دل سے حج و عمرہ دونوں کی نیت کی ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے اس میں اول عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے افعال پورے کئے جائیں۔

۴- تَمَتُّع۔ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف عام اس سے کہ اشہر حج میں ہوں اور حلال ہو کہ حج کے احرام باندھے اور اس سال حج کرے اور حج و غیرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ المام (محبت) صحیح نہ کرے۔

اس آیت میں فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ میں جو ہدایت ہے وہ اس امر کی ہے کہ اگر حج یا عمرہ سے بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور محرم ہو جانے سے تمہیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ میں پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آ جاؤ۔

علماء رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کے واقعہ میں نازل ہوئی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام علیہم رضوان کے ہمراہ احرام میں تھے۔ عمرہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ مقام حدیبیہ پر آپ کو مشرکین کے گروہ نے روک دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے احصار کی تفسیر میں فرمایا۔ احصار حصر کے معنی میں ہے لغت میں منع کرنے کو کہتے ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو۔ مگر اس صورت میں ما تیسر یعنی اونٹ، گائے یا بکری جو بھی میسر ہو اس کا بھیجنا واجب ہے۔

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ۔ اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے اور وہ حرم میں مخصوص ہے۔ بیرون حرم قربانی نہیں ہو سکتی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ۔ اور نہ منڈاؤ اپنے سر یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی اپنے ٹھکانے کو محل ہدی حرم ہے خون بہانا فی نفسہ عبادت نہیں کسی زمانہ خاص یا مکان میں ہو تو عبادت ہوگا اس لئے حرم میں ذبح شرط ہے اس لئے محصر پر واجب ہے کہ ہدی حرم میں بھیجے اور ذبح کا دن مقرر کر دے۔ آگے ارشاد ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ۔ پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو فدیہ دے روزوں سے یا خیرات کرے یا قربانی۔

سر میں تکلیف ایسی ہو جس سے سر منڈانے پر مجبور ہو تو منڈا لے اس کے بعد اس کے ذمہ فدیہ ہوگا۔ تین روزے یا چھ مسکینوں کا کھانا۔ ہر مسکین کے لئے پونے دو سیر گندم ہے یا قربانی بکرے یا دنبہ کی جو سال سے کم کا نہ ہو۔

فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ۔ پھر جب تم امن میں ہو جاؤ تو جو حج سے عمرہ ملانے کا تمتع کرے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات جب اپنے گھر لوٹ کر آئے۔ یہ پورے دس ہوئے۔

یہ حکم حج تمتع کا ہے اور قربانی بھی تمتع کی ہے جو حج کے شکر میں واجب ہے خواہ یہ حج تمتع کرنے والا فقیر ہو۔

www.waseemziyai.com

حاجیوں پر عید الاضحیٰ کی قربانی نہیں۔ اس لئے کہ یہ قربانی فقیر اور مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ۔ سے مراد یکم شوال سے نویں ذوالحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے یہ روزے رکھ لے۔ تینوں ایک ساتھ یا ایک ایک کر کے بہتر یہ ہے کہ ۷، ۸، ۹ ذوالحجہ کو رکھے۔ باقی سات واپس آ کر رکھے جائیں۔

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

چونکہ تمتع اور قران اہل مکہ کے لئے نہیں۔ اس لئے یہ حکم واضح کیا۔ حدود و مواقیت کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا کہ اس سے سمجھا جا سکے گا کہ ان کے اندر اندر جو رہنے والے ہیں وہ اہل مکہ میں داخل ہیں۔

مواقیت پانچ ہیں۔

ذوالحلیفہ، ذات عرق، جحفہ، قرن، یلملم۔

۱- ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا میقات ہے۔

۲- ذات عرق۔ یا جحفہ اہل عراق کا میقات ہے۔

۳- اہل شام کے لئے جحفہ۔

۴- اہل نجد کے لئے قرن۔

۵- اہل یمن کے لئے یلملم۔

نوٹ: شوال۔ ذوالقعدہ اور دس تاریخیں ذوالحجہ کی ان میں حج کے تمام افعال درست ہیں۔ اگر کسی نے ان ایام سے پہلے احرام حج باندھ لیا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

تلبیہ یہ ہے

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

حج کے چند مہینے ہیں معلوم تو جو ان میں حج اپنے ذمہ لے عورتوں سے صحبت ہونا کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت تک اور جو تم بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو اور تحقیق بہتر توشہ تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرو اے عقل والو

www.waseemziyai.com

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾

نہیں تم پر کوئی گناہ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب واپس لوٹو عرفات سے تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس۔ اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت کی اور اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾

پھر پلٹو تم بھی وہاں سے جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے استغفار کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾

تو جب اپنے حج کے ارکان پورے کر چکے تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔ یا اس سے زیادہ ذکر اور بعض آدمیوں میں سے یوں کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب جہنم سے بچا۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

یہ وہ ہیں کہ ان کے لئے حصہ ہے ان کی کمائی سے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے تو نہیں اس پر کوئی گناہ اور جو پیچھے رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں جو پرہیزگاری کرے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾

اور بعض آدمی وہ ہیں کہ دنیا کی زندگی پسند کرتے ہیں۔ اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لاتے ہیں وہ سب سے بڑے جھگڑالو ہیں۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾

اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور نسلیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے گناہ کی ضد اور چڑھے ایسے کو دوزخ کافی ہے۔ اور بہت برا بچھونا ہے۔

www.waseemziyai.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہتے ہوئے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو وہ یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر بعد اس روشن ہدایت کے بھی تم لغزش کی طرف گئے۔ تو جان لو بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان پر خدا کا عذاب بادل کے سائبانوں میں آنازل ہو۔ اور فرشتے بھی اتر آئیں۔ اور کام تمام کر دیا جائے۔ اور سب کاموں کا رجوع اللہ کی طرف ہے۔

لفظی ترجمہ

اَلْحَجُّ۔ حج کے	اَشْهُرٌ۔ چند مہینے	مَّعْلُوْمٰتٌ۔ مقرر ہیں	فَمَنْ۔ تو جو
فَرَضَ۔ نیت کرے	فِيْهِنَّ۔ ان میں	الْحَجَّ۔ حج کی	فَلَا۔ تو نہ
رَفَثَ۔ فحش کلامی ہو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	فُسُوْقَ۔ گناہ
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	جِدَالَ۔ جھگڑا	فِي۔ میں
الْحَجِّ۔ حج کے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	تَفْعَلُوْا۔ کرو تم
مِنْ خَيْرٍ۔ بھلائی	يَّعْلَمْهُ۔ جانتا ہے اسے	اللّٰهُ۔ اللہ	وَ۔ اور
تَزَوَّدُوْا۔ توشہ ساتھ لو	فَاِنَّ۔ تو بے شک	خَيْرَ۔ بہترین	الزَّادِ۔ توشہ
التَّقْوٰى۔ تقویٰ ہے	وَ۔ اور	اتَّقُوْنِ۔ ڈرو مجھ سے	يٰۤاُولِي۔ اے
اُولِي الْاَلْبَابِ۔ عقل والو	لَيْسَ۔ نہیں ہے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	جُنَاحٌ۔ کوئی گناہ
اَنْ۔ یہ کہ	تَبْتَغُوْا۔ تلاش کرو	فَضْلًا۔ فضل	مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ اپنے رب سے
فَاِذَاۤ۔ پھر جب	اَفَضْتُمْ۔ پلٹو	مِّنْ عَرَفٰتٍ۔ عرفات سے	فَاذْكُرُوا۔ تو ذکر کرو
اللّٰهَ۔ اللہ کا	عِنْدَ۔ نزدیک	الْمَشْعَرِ۔ جبل	الْحَرَامِ۔ قرن کے
وَ۔ اور	اذْكُرُوْهُ۔ اس کی یاد کرو	كَمَا۔ جیسے	هَدٰىكُمْ۔ اس نے تمہیں
ہدایت کی	وَ۔ اور	اِنْ۔ بے شک	كُنْتُمْ۔ تھے تم
مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اس سے پہلے	لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ بھٹکے ہوئے	ثُمَّ۔ پھر	اَفِيْضُوْا۔ پلٹو
مِنْ حَيْثُ۔ جہاں سے	اَفَاضَ۔ پلٹتے	النَّاسُ۔ لوگ	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

اسْتَغْفِرُوا۔ بخشش مانگو
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
مَنَاسِكَكُمْ۔ تمام مناسک حج کے
كَذِكْرِكُمْ۔ جیسے یاد کرتے ہو
ذِكْرًا۔ یاد کرو
يَقُوْلُ۔ کہتے ہیں
وَ۔ اور
مِنْ خَلَاقٍ۔ کوئی حصہ
يَقُوْلُ۔ کہتے ہیں
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
عَذَابَ۔ عذاب
نَصِيْبٌ۔ حصہ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
وَ۔ اور
اَيَّامٍ۔ دنوں
فِيْ۔ میں
عَلَيْهِ۔ اس پر
فَلَآ۔ تو نہیں
اتَّقٰى۔ پرہیزگار ہو
وَ۔ اور
تُحْشَرُوْنَ۔ اٹھائے جاؤ گے
يُعْجِبُكَ۔ پسند آتی ہے آپ کو
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
عَلٰى۔ اوپر
هُوَ۔ وہ ہے
اِذَا۔ جب
الْاَرْضِ۔ زمین کے

اللّٰهَ۔ اللہ سے
رَحِيْمٌ۔ مہربان ہے
اٰبَآءَكُمْ۔ اپنے باپ دادا کو
فَمِنَ النَّاسِ۔ تو بعض لوگ ہیں
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
مَا۔ نہیں
وَ۔ اور
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
حَسَنَةً۔ بھلائی
حَسَنَةً۔ بھلائی
النَّارِ۔ جہنم سے
مِمَّا۔ اس سے
سَرِيْعُ۔ جلد
اذْكُرُوا۔ یاد کرو
مَّعْدُوْدٰتٍ۔ گنے ہوئے کے
يَوْمَيْنِ۔ دو دن کے
وَ۔ اور
اِثْمَ۔ گناہ
عَلَيْهِ۔ اس پر
وَ۔ اور
اعْلَمُوْٓا۔ جان لو
وَ۔ اور
قَوْلُهٗ۔ ان کی بات
وَ۔ اور
صَافِيْ۔ اس کے کہ جو ہے
اَلَدُّ۔ سخت
تَوَلّٰى۔ پھرتا ہے
لِيُفْسِدَ۔ تاکہ فساد کرے

اِنَّ۔ بے شک
فَاِذَا۔ پھر جب
قَاذْكُرُوا۔ تو یاد کرو
اَوْ۔ یا
اٰتِنَا۔ دے ہمیں
لَهٗ۔ اس کا
مِنْهُمْ۔ ان میں سے
اٰتِنَا۔ دے ہمیں
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں کہ
كَسَبُوْا۔ جو وہ کمائیں
الْحِسَابِ۔ حساب کرنے والا ہے
اللّٰهَ۔ اللہ کو
فَمَنْ۔ تو جو
فَلَآ۔ تو نہیں
مَنْ۔ جو
عَلَيْهِ۔ اس پر
اتَّقُوا۔ ڈرو
اَنَّكُمْ۔ بے شک تم
مِنَ النَّاسِ۔ بعض لوگ
فِيْ۔ میں
يُشْهِدُ۔ گواہ بناتا ہے
قَلْبِهٖ۔ اس کے دل کے ہے
الْخِصَامِ۔ جھگڑالو
سَعٰى۔ کوشش کرتا ہے
فِيْهَا۔ اس میں

اللّٰهَ۔ اللہ
قَضَيْتُمْ۔ پورا کرلو
اللّٰهَ۔ اللہ کو
اَشَدَّ۔ اس سے بھی زیادہ
مَنْ۔ جو
فِي الدُّنْيَا۔ دنیا میں
فِي الْاٰخِرَةِ۔ آخرت میں
مَّنْ۔ وہ ہیں جو
فِيْ۔ میں
فِيْ۔ میں
قِنَا۔ بچا ہم کو
لَهُمْ۔ ان کے لئے
وَ۔ اور
فِيْ۔ میں
تَعَجَّلَ۔ جلدی کرے
اِثْمَ۔ گناہ
تَاَخَّرَ۔ ٹھہرے
لِمَنِ۔ واسطے اس کے جو
اللّٰهَ۔ اللہ سے
اِلَيْهِ۔ اس کی طرف
مَنْ۔ وہ ہیں
الْحَيٰوةِ۔ زندگی
اللّٰهَ۔ اللہ کو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
فِيْ۔ میں

www.waseemziyai.com

يُهْلِكَ۔ ہلاک کرتا ہے
وَ۔اور
الْفَسَادَ۔فساد کو
لَهُ۔اسے
الْعِزَّةُ۔ضد
وَ۔اور
مِنَ النَّاسِ۔بعض لوگ
ابْتِغَآءَ۔چاہتے ہیں
اللّٰهُ۔اللہ
اَيُّهَا۔وہ
فِي۔میں
لَا۔نہ
اِنَّهٗ۔بے شک وہ
فَاِنْ۔پھر اگر
مَا۔جو
اَنَّ۔بے شک
هَلْ۔کیا
يَّاْتِيَهُمُ۔آئے ان کی طرف
مِّنَ الْغَمَامِ۔بادلوں کے
قُضِيَ۔نافذ ہو
اللّٰهِ۔اللہ کے

الْحَرْثَ۔کھیتی
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور
اتَّقِ۔ڈر
بِالْاِثْمِ۔گناہ میں
لَبِئْسَ۔برا ہے
مَنْ۔وہ ہیں
مَرْضَاتِ۔رضا
رَءُوْفٌ۔مہربان ہے
الَّذِيْنَ۔لوگو
السِّلْمِ۔اسلام کے
تَتَّبِعُوْا۔پیروی کرو
خُطُوٰتِ۔قدموں
عَدُوٌّ۔دشمن ہے
لَكُمْ۔تمہارا
زَلَلْتُمْ۔پھسل گئے تم
جَآءَتْكُمُ۔آئیں تمہارے پاس
اللّٰهَ۔اللہ
يَنْظُرُوْنَ۔انتظار کرتے ہیں
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور
الْاَمْرُ۔حکم
تُرْجَعُ۔لوٹتے ہیں

وَ۔اور
لَا۔نہیں
اِذَا۔جب
اللّٰهَ۔اللہ سے
فَحَسْبُهٗ۔تو کافی ہے اسے
الْمِهَادُ۔بچھونا
يَّشْرِيْ۔جو بیچتے ہیں
اللّٰهِ۔اللہ کی
بِالْعِبَادِ۔بندوں پر
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے ہو
الَّذِيْنَ۔لوگو
كَآفَّةً۔پورے پورے
وَ۔اور
خُطُوٰتِ۔قدموں
عَدُوٌّ۔دشمن ہے
مِّنْ۔اس کے
الْبَيِّنٰتُ۔کھلی دلیلیں
عَزِيْزٌ۔غالب ہے
اِلَّآ۔مگر
فِي۔میں
الْمَلٰٓئِكَةُ۔فرشتے بھی
وَ۔اور
وَ۔اور
اِلَى۔طرف
الْاُمُوْرُ۔تمام حکم

الْمَثَلَ۔نسل کو
يُحِبُّ۔پسند کرتا
قِيْلَ۔کہا جائے
اَخَذَتْهُ۔تو پکڑتی ہے اسے
جَهَنَّمُ۔جہنم
وَ۔اور
نَفْسَهٗ۔اپنی جان
وَ۔اور
يٰۤاَ۔اے
ادْخُلُوْا۔داخل ہو جاؤ
وَ۔اور
الشَّيْطٰنِ۔شیطان کی
مُّبِيْنٌ۔کھلا
بَعْدِ۔بعد
فَاعْلَمُوْٓا۔تو جان لو
حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے
اَنْ۔اس کا کہ
ظُلَلٍ۔چھائے ہوئے
وَ۔اور

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۔ حج کے چند مہینے جانے ہوئے ہیں۔

شوال ۔ ذیقعدہ اور دس تاریخیں ذوالحج کی ۔ حج کے افعال انہی میں درست ہیں اگر کوئی ان ایام سے پہلے احرام کرے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ ۔ تو جو ان ایام میں حج کی نیت کرے۔

یعنی جو حج اپنے اوپر لازم و واجب کرے احرام باندھ کر یا تلبیہ کہہ کر یا ہدی چلا کر اس پر لازم ہے کہ

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۔ تو نہ عورتوں سے تقرب و ملامست کرے نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا

www.waseemziyai.com

حج کے ایام میں۔

عربی زبان میں رفث کنایہ ہے جماع سے اور ہر وہ حرکت جس سے جماع یا لوازم جماع کا مفہوم حاصل ہو آیت کریمہ میں اس قسم کی ہر حرکت سے باز رہنے کو فرمایا گیا اور فُسُوْقَ فسق کی جمع ہے۔ فسق کے معنی علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ نے بتائے کہ حد شرع سے نکلنے والے کو فاسق کہتے ہیں اور فسق الرطب اس وقت بولتے ہیں جب کھجور اپنے چھلکے سے علیحدہ ہو جائے اور شریعت مطہرہ میں فسق ذنب قلیل اور کثیر دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے وَلَا جِدَالَ۔ لڑائی جھگڑے کے معنی میں جدل و جدال کا اطلاق ہوتا ہے۔

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ۔ اور جو تم بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیز گاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔

معصیت شعاری۔ فسق و فجور۔ جدل و جدال کی ممانعت کے بعد نیکیوں کی ترغیب دی گئی اور فرمایا کہ بجائے فسق کے تقویٰ اور بجائے جدال کے اخلاق حمیدہ اختیار کرو۔

پھر وَتَزَوَّدُوْا کا حکم ملا۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض یمنی لوگ حج کے لئے بے سروسامانی کی حالت میں آجاتے اور اپنے آپ کو متوکل بتاتے تھے۔ پھر مکہ معظمہ میں آکر سوال کرتے اور کبھی غصب اور خیانت کے بھی مرتکب ہوتے۔ ان کے لئے یہ حکم ہوا کہ بے سروسامانی کی حالت میں سفر حج نہ کرو بلکہ توشہ لے کر چلو اور دوسروں پر بار نہ ڈالو۔ لوگوں سے سوال نہ کرو کہ یہ سوال کرنا بھی پرہیز گاری کے خلاف ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں حکم ہے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ جس طرح دنیوی سفر کے لئے زاد راہ ضروری ہے ایسے ہی آخرت کے سفر کے لئے توشہ تقویٰ لازمی ہے اور

وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ میں جو اولی الباب کو منادی بنایا وہ اس لئے کہ خوف الٰہی عزوجل بلا عقل نہیں۔ اور مقتضائے عقل خوف الٰہی عزوجل ہے جو اللہ عزوجل سے نہ ڈرے وہ بے عقل ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ۔ تم پر گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو تو جب عرفات سے واپس ہو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت کی اور بے شک اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے۔

شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں تین بازار لگتے تھے عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز جب اسلام کا مبارک دور آیا تو گناہ سمجھ کر حج کے دنوں میں ان بازاروں کو بند کر دیا تھا اس آیت کریمہ میں اس کا رد فرمایا گیا۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حج میں بھی جو تجارت کرے یا اونٹ کرائے پر چلائے تو پھر اس کا حج ہی کیا۔ جیسا کہ آج کل بھی بعض ناواقف لوگ یا جہالت مآب افراد ایسا ہی خیال کرتے ہیں اس کے رد میں یہ آیت آئی۔

فقہاء رحمہم اللہ نے اس کے متعلق یہ قانون رکھا ہے کہ جب تجارت سے مناسک حج کی ادائیگی میں فرق نہ آئے تو اس

www.waseemziyai.com

وقت تجارت مباح ہے۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ۔ میں عرفات کے متعلق حکم ہے۔ عرفات ایک مقام ہے جو موقف حاج ہے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے تو ہند میں آئے اور حضرت حوا سبا السلام جدہ میں ایک عرصہ دراز کے بعد عرفات میں دونوں کی ملاقات ہوئی اس لئے اس کو میدان عرفات کہتے ہیں۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عرفات اس میدان کا نام ہے جہاں حضرت آدم وحوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو ایک جگہ جمع ہوئے جس پہاڑ پر عرفات میں دونوں ملے وہ جبل نور ہے اور نویں ذی الحجہ کو اسی وجہ سے عرفہ کا دن کہتے ہیں۔ یہاں کے متعلق یہ حکم ہے کہ اس میدان عرفات میں وقوف فرض ہے۔ اس لئے کہ افاضہ بلا وقوف متصور نہیں اور فَاذْكُرُوا اللّٰهَ سے مراد تلبیہ وتہلیل ہے یا تکبیر وثنا دعا کے ساتھ یا نماز مغرب وعشا کے ساتھ اور مشعر حرام جبل قزح ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے۔

مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے ورنہ وادی محسر کے علاوہ تمام مزدلفہ موقف ہے۔ اس میں وقوف واجب ہے بے عذر ترک وقوف سے دم لازم آتا ہے۔

مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ میں پہلی حالت بتائی گئی کہ تم طریق ذکر وعبادت کچھ نہ جانتے تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ پھر (اے قریشیو!) تم بھی وہیں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ سے استغفار کرو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ابتداء میں رسم تھی کہ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہ کرتے۔ جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے اور اس میں اپنے خاندان کا امتیاز اور بڑائی سمجھتے اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کرو۔ اور سب کے ساتھ ہی پلٹا کرو۔ یہی حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنت ہے۔

طریق حج کا مختصر حال

حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح مکہ مکرمہ سے منیٰ کو روانہ ہو وہاں یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی فجر تک ٹھہرے اور پھر عرفات روانہ ہو بعد زوال امام دو خطبے پڑھے اگر امام دو خطبے پڑھے تو یہاں حاجی ظہر وعصر کی نماز امام کے ساتھ جمع کر کے پڑھے ان دونوں نمازوں کی اذان ایک ہوگی اور تکبیر بھی ایک دونوں نمازوں کے مابین کوئی نفل نہ پڑھے جائیں سوائے سنت ظہر کے اگر امام صحیح نہ ہو یا ایسا نہ کیا جاتا ہو تو پھر اپنی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھے اور وقت پر پڑھے۔ میدان عرفات میں غروب تک ٹھہرنا چاہئے پھر وہاں سے مزدلفہ آ کر مغرب عشاء جمع کر کے عشاء کے وقت پڑھے۔ مزدلفہ میں شب بھر ٹھہرے اور فجر اندھیرے میں پڑھ کر وہاں سے منیٰ روانہ ہو۔

وادی محسر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطن عرفہ کے سوا تمام عرفات موقف ہے۔

جب صبح خوب روشن ہو تو یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کو منا میں بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی سات مرتبہ رمی کرے پھر اگر چاہے قربانی کرے پھر بال منڈائے یا کتروائے۔ ایام نحر کے تین دنوں میں سے کسی دن طواف زیارت کرے۔ منا میں تین روز اقامت کرے اور گیارہویں کے زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے۔

پہلی رمی اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اس کے بعد ہے پھر جمرہ عقبہ ہر ایک پر سات سات کنکر

www.waseemziyai.com

مارے پھر دوسرے روز بھی ایسا ہی کرے پھر اس کے بعد ایسا ہی کرے پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۔ پھر جب اپنے حج کے مناسک پورے کرلو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

مختصر مناسک جو اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے فارغ ہو کر حرم پاک میں آ کر ذکر الٰہی کرو۔ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ میں جو تشبیہ دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب حج کے بعد کعبہ شریف کے قریب آ کر اپنے آباؤ اجداد کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اسلام میں بتایا گیا کہ یہ شہرۂ خودنمائی کی لغویتیں کرنے کے بجائے اللہ کی یاد ذوق وشوق ومحبت میں کرو۔

اس آیت سے صوفیاء کرام کے اذکار جہریہ اور ذکر بجماعت اور ذکر بالقلب ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ حکم کا مورد ہمیشہ خاص ہوتا ہے لیکن اس کا حکم اس وقت تک عام رہے گا جب تک اس میں کوئی مخصص نہ آ جائے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ تو بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے دنیا میں بھلائی اور نہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ اور بعض ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچا ہمیں عذاب جہنم سے یہ وہ ہیں جن کے لئے حصہ ہے ان کے عملوں سے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

اس آیت میں دعا کرنے والوں کی دو قسم فرمائیں ایک وہ کافر بے دین جس کی دعا میں صرف دنیا طلبی ہوتی ہے اور آخرت سے نہ ان کا تعلق نہ اس پر ان کا کچھ عقیدہ ان کے لئے فرمایا کہ ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

دوسرے وہ ایماندار جو دنیا وآخرت دونوں کی بہتریاں اپنی دعا میں طلب کرتے ہیں انہیں بشارت دی کہ انہیں دونوں جگہ ان کے عملوں کے موافق ملے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومن محض دنیا کا طالب نہیں ہوتا بلکہ دنیا وآخرت دونوں کی بہبودی طلب کرتا ہے۔

دوسرے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا بھی کسب اور اعمال میں داخل ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہوتی تھی۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (مدارک وخازن)

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایسا کمزور ودبلا ہو رہا ہے جیسے انڈے سے بچہ نکلتا ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ سے کیا مانگتا تھا یعنی کیا دعا کرتا تھا اس نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کے حضور عرض کرتا تھا اے اللہ آخرت کا جس قدر عذاب ہے مجھے دنیا میں ہی عطا کر دے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ سبحان اللہ تجھ میں عذاب کی برداشت نہیں تو نے اس طرح کیوں نہیں مانگا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں یعنی ایام تشریق میں اور

www.waseemziyai.com

ذکر اللہ سے نمازوں کے بعد اور رمی جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے۔ اور فَمَنْ تَعَجَّلَ سے یہ ترجمہ ہوا تو جو جلدی کرے یعنی دو دنوں میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں تو جو رہ جائے تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں پرہیزگار کے لئے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو تمہیں سب کو اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں دو قسم کے حاجی ہوتے تھے بعض وہ جو غیر عرفات کے موقف سے فارغ ہوتے ہی جلدی چلے جاتے تھے تو دوسرا طبقہ انہیں گنہگار کہتا تو چلے جانے والے رہ جانے والوں کو گنہگار رہتا تے اس کی تصریح فرمائی گئی کہ ان میں کوئی بھی مرتکب معصیت نہیں ہوا وہ محض جلدی چلے جانے اور ٹھہرے رہنے سے گنہگار نہیں اس پر گناہ کا الزام محض اختراع ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں گناہوں کو ایسا دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کی میل کو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو دنیا کی زندگی میں حیات دنیا کو بھلا جانتے ہوئے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لاتے ہیں اور درحقیقت سب سے بڑے جھگڑالو ہیں اور جب پیٹھ پھیریں تو زمین میں فساد ڈالتے پھریں اور کھیتی اور جانیں تباہ کریں اور اللہ فساد سے راضی نہیں۔

شان نزول

یہ ہر دو آیات اخیر مشرکوں اور منافقوں کے حق میں نازل ہوئیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت لجاجت سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے اور اپنے اسلام اور حضور ﷺ سے محبت کے دعویدار تھے۔ اور اس دعوی پر قسمیں کھاتے اور در پردہ فساد انگیزی کرتے۔ کہیں مسلمانوں کے مویشی ہلاک کرتے اور کہیں کھیتیاں آگ لگا کر تباہ کرتے اور ان کی بد باطنی کو واضح کیا۔ (خازن)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرتو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور یہ بہت برا بچھونا ہے۔

علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ نے عزت بمعنی حمیت بھی لئے یعنی اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ پکڑتی ہے اسے حمیت وغیرہ اور اس کی ضد میں وہ گناہ پر مصر ہوتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ اور بعض آدمی وہ ہیں جو اپنی جان بیچتے ہیں امر بالمعروف یا جہاد میں اور اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ آئے تو مشرکین کی ایک جماعت نے تعاقب کیا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنی ناقہ سے اترے اور ترکش سے تیر نکال کر فرمایا اے قریشیو! تم میں سے کوئی میرے پاس نہ پہنچ سکے گا حتی کہ میں تیر مارتے مارتے ترکش خالی نہ کر دوں اور پھر جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ انجام یہ ہوگا کہ تم سب ختم ہو جاؤ گے اور مجھے نہ پا سکو گے۔

www.waseemziyai.com

البتہ اگر تم میرا مال چاہتے ہو تو جو مکہ میں دفن کر آیا ہوں میں تمہیں اس کا پتہ بتا دوں بشرطیکہ تم مجھ سے تعرض نہ کرو وہ جماعت اس پر راضی ہوگئی۔ آپ نے اپنا مال جو مکہ میں دفن شدہ تھا انہیں بتا دیا اور مدینہ طیبہ آ پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام سرگزشت بیان کی اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضور نے فرمایا صہیب تمہاری یہ تجارت اور جان فروشی بڑی نفع بخش تجارت ہے۔

اسی طرح حضرت عاصم۔ حضرت خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت کا واقعہ ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

شان نزول

اہل کتاب میں حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب علیہم رضوان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام پر عمل پیرا رہے۔ چنانچہ شنبہ کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے مجتنب رہتے اور شتر اور اس کے گوشت سے پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ اگرچہ یہ چیزیں اسلام میں مباح ہیں مگر ان کا کرنا ضروری نہیں۔ اور توریت میں ان سے اجتناب لازم ہے اور اسلام میں ان کا ترک ممنوع نہیں۔ لہٰذا اس سے اسلام کی مخالفت لازم نہیں آتی اور اس پر شریعت موسوی پر بھی عمل ہو جاتا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ جب توریت کے احکام اسلام میں منسوخ ہو چکے تو ان پر اتباع کرنا خطوات شیطانی کا اتباع ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کے علاوہ کسی کتاب سے تمسک جائز نہیں۔ آئندہ اس قسم کے شبہات اور وساوس میں نہ پڑو۔ (خازن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم یہود سے ایسی باتیں سنتے ہیں جو اچھی معلوم ہوتی ہیں اگر حضور ﷺ اجازت دیں تو ہم لکھ لیا کریں۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح حد سے بڑھ جاؤ گے جس طرح یہود و نصاریٰ بڑھ گئے۔ میں تمہارے لئے جو احکام لایا ہوں وہ صاف و روشن ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت موجود ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا کچھ نہ بن پڑتا۔

فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔ اور اگر اس کے بعد بھی تم نے اپنے قدم میں تزلزل پیدا کیا۔ بعد اس کے کہ تمہارے پاس روشن حکم آ چکے تو جان لو اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ کاہے کا انتظار کر رہے ہو یہی نا کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور حکم نافذ ہو جائے اور سب کاموں کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔

زَلَلْتُمْ۔ کے معنی ڈھسلنا ہے اور پھسلنا بھی ہو سکتا ہے۔ حاصل معنی یہ ہیں کہ تزلزل قدم۔ تذبذب عقیدہ بعد اس کے

www.waseemziyai.com

واضح دلیلوں اور روشن احکام آ چکے۔ پھر بھی خلاف روش اختیار کرنا صحیح نہیں۔

ایسی مخالفت کے نتیجہ میں ارشاد ہوا کہ دلائل نبوت کی مخالفت پر عذاب ہی آ سکتا ہے اور عذاب لانے کے لئے فرشتے نازل ہوں گے اور چھائے ہوئے بادلوں میں عذاب رونما ہوگا۔

با محاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۱۱

اور اولاد یعقوب سے پوچھئے ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں اور جو بدل دے اللہ کی آئی ہوئی نعمت تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۲۱۲

آراستہ کی گئی ان کے لئے جو کافر ہیں دنیا کی زندگی اور مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں اور پرہیزگار ان سے بلند ہوں گے بروز قیامت اور اللہ دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۱۳

لوگ ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور نازل کی ان کے ساتھ سچی کتاب کہ لوگوں میں فیصلہ کر دے ان کے اختلافوں کا اور اس میں اختلاف نہیں کیا مگر انہوں نے جن کو کتاب دی گئی روشن دلائل سے آپس کی سرکشی میں تو ہدایت کی اللہ نے ایمان والوں کو اس سے جس میں وہ جھگڑتے ہیں حق بات پر اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝۲۱۴

کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر نہ آئی اگلوں کی سی روداد پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہا رسول نے اور اس کے ساتھ والے بولے کب آئے گی اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

يَسْـَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۲۱۵

تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرما دیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ دار اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کو اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

www.waseemziyai.com

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾

تم پر فرض کیا گیا خدا کی راہ میں جہاد اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند ہو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

لفظی ترجمہ

سَلْ۔ پوچھ
اٰتَيْنٰهُمْ۔ دیں ہم نے ان کو
مَنْ۔ جو
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد اس کے
اللّٰهَ۔ اللہ
لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
يَوْمَ۔ دن
يَرْزُقُ۔ دیتا ہے
حِسَابٍ۔ حساب
وَاحِدَةً۔ ایک
مُبَشِّرِيْنَ۔ خوشخبری دیتے
اَنْزَلَ۔ اتاری
لِيَحْكُمَ۔ تاکہ فیصلہ کرے
اخْتَلَفُوْا۔ جو اختلاف کیا انہوں نے
مَا۔ نہ
الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے
جَآءَتْهُمُ۔ آئیں ان کے پاس
بَيِّنٰتُ۔ روشن دلیلیں
بَيْنَهُمْ۔ اپنے اندر
فَهَدَى۔ تو ہدایت کی
اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے
لِمَا۔ اس سے کہ

بَنِيْٓ۔ اولاد
مِنْ اٰيَةٍ۔ نشانیاں
يُبَدِّلْ۔ بدلے
مَا۔ جو
شَدِيْدُ۔ سخت
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
يَسْخَرُوْنَ۔ تمسخر کرتے ہیں
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
مَنْ۔ جسے
كَانَ۔ تھے
فَبَعَثَ۔ تو بھیجے
وَ۔ اور
مَعَهُمُ۔ ان کے ساتھ
بَيْنَ۔ درمیان
اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کیا
اُوْتُوْهُ۔ جنہیں دی گئی
بَغْيًۢا۔ سرکشی سے
فَهَدَى۔ تو ہدایت کی
اللّٰهُ۔ اللہ نے
اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کیا

اِسْرَآءِيْلَ۔ یعقوب سے
بَيِّنَةٍ۔ کھلی
نِعْمَةَ۔ نعمت
جَآءَتْهُ۔ آئی اس کے پاس
الْعِقَابِ۔ عذاب والا ہے
الْحَيٰوةُ۔ زندگی
مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو
اتَّقَوْا۔ پرہیزگار ہیں
وَ۔ اور
يَشَآءُ۔ چاہے
النَّاسُ۔ لوگ
اللّٰهُ۔ اللہ نے
مُنْذِرِيْنَ۔ ڈر سناتے
الْكِتٰبَ۔ کتاب
النَّاسِ۔ لوگوں کے
فِيْهِ۔ اس میں
فِيْهِ۔ اس میں
اِلَّا۔ مگر
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد اس کے

كَمْ۔ کتنی
وَ۔ اور
اللّٰهِ۔ اللہ کی
فَاِنَّ۔ تو بے شک
زُيِّنَ۔ زینت دی گئی
الدُّنْيَا۔ دنیا کی
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
فَوْقَهُمْ۔ ان کے اوپر ہیں
اللّٰهُ۔ اللہ
بِغَيْرِ۔ بلا
اُمَّةً۔ جماعت
النَّبِيّٖنَ۔ نبی
وَ۔ اور
بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے
فِيْمَا۔ اس میں
وَ۔ اور
اِلَّا۔ مگر
مَا۔ جو
بَغْيًۢا۔ سرکشی سے
الَّذِيْنَ۔ انہیں
فِيْهِ۔ اس میں

www.waseemziyai.com

مِنَ الْحَقِّ۔ سچائی کا
يَهْدِيْ۔ ہدایت کرتا ہے
صِرَاطٍ۔ رستے
أَنْ۔ یہ کہ
لَمَّا۔ ابھی نہیں
خَلَوْا۔ ہوگزرے
وَ۔ اور
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے جو
نَصْرُ۔ مدد
نَصْرُ۔ مدد
مَاذَا۔ کیا
أَنْفَقْتُمْ۔ خرچ کروتم
الْأَقْرَبِيْنَ۔ رشتہ داروں
الْمَسٰكِيْنِ۔ مسکینوں
مَا۔ جو
اللّٰهَ۔ اللہ
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
كُرْهٌ۔ گراں ہے
أَنْ۔ یہ کہ
هُوَ۔ وہ
عَسٰى۔ قریب ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
أَنْتُمْ۔ تم

بِإِذْنِهٖ۔ اپنے حکم سے
مَنْ۔ جسے
مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھے کی
تَدْخُلُوا۔ داخل ہوجاؤ گے
يَأْتِكُمْ۔ آئی تمہارے پاس
مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے
الضَّرَّآءُ۔ شدت
يَقُوْلَ۔ کہا
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
اللّٰهِ۔ اللہ کی
اللّٰهِ۔ اللہ کی
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں
مِّنْ خَيْرٍ۔ بھلائی سے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
تَفْعَلُوْا۔ کروتم
بِهٖ۔ اس کو
الْقِتَالُ۔ جہاد
كُتِبَ۔ فرض کیا گیا
وَ۔ اور
تُحِبُّوْا۔ پسند کروتم
شَرٌّ۔ بری ہو
يَعْلَمُ۔ جانتا ہے
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے

وَ۔ اور
يَّشَآءُ۔ چاہے
أَمْ۔ کیا
الْجَنَّةَ۔ جنت میں
مَّثَلُ۔ مثال
مَسَّتْهُمُ۔ پہنچی ان کو
وَ۔ اور
الرَّسُوْلُ۔ رسول نے
مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ
أَلَآ۔ خبردار
قَرِيْبٌ۔ قریب ہے
قُلْ۔ کہہ
فَلِلْوَالِدَيْنِ۔ تو ماں باپ پر
الْيَتٰمٰى۔ یتیموں
ابْنِ السَّبِيْلِ۔ مسافروں پر
مِنْ خَيْرٍ۔ بھلائی
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
شَيْئًا۔ کسی چیز کو
لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
شَيْئًا۔ کسی چیز کو
لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
وَ۔ اور

اللّٰهُ۔ اللہ
إِلٰى۔ طرف
حَسِبْتُمْ۔ گمان کرتے ہو
وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ ان کی جو
الْبَأْسَآءُ۔ سختی
زُلْزِلُوْا۔ ہلا ڈالے گئے
وَ۔ اور
مَتٰى۔ کب ہوگی
إِنَّ۔ بے شک
يَسْئَلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں تم سے
مَآ۔ جو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
فَإِنَّ۔ تو بے شک
كُتِبَ۔ فرض کیا گیا
هُوَ۔ وہ
عَسٰى۔ قریب ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور

مختصر تفسیر دسواں رکوع ۔ سورۃ بقرہ ۔ پ ۲

سَلْ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ آل یعقوب سے پوچھئے۔ (آل یعقوب سے مراد وہ بنی اسرائیل ہیں۔ جو خاص مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں

www.waseemziyai.com

اور سَلْ سے مقصد توبیخ اور زجر ہے) کہ ہم نے کتنی ہی روشن نشانیاں انہیں دی۔ اور جو اللہ کی نعمتوں کو بدل دے بعد اس کے کہ آئیں ان پر تو بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

آیات بینات سے ان کے انبیاء کے معجزات ہیں جو ان کے صدق نبوت کی واضح دلیل تھے۔ اور ان کی کتابوں کو دین اسلام کی حقانیت کا شاہد کیا اور اللہ عزوجل کی نعمت سے آیات الٰہیہ مراد ہیں جو رشد و ہدایت کا سبب ہیں اور ان کی بدولت گمراہی سے نجات ملتی ہے اور انہیں میں وہ آیات بھی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت میں اور بیان نبوت و رسالت میں توریت و انجیل میں وارد و صادر ہوئیں جن میں یہود نے اپنی کتاب میں اور نصاریٰ نے انجیل میں تحریف کی۔ یہ ہے نعمت الٰہی عزوجل کا بدلنا اور کفران نعمت کرنا لہٰذا ان کو عذاب بھی سب سے زیادہ سخت ہوگا۔ آگے ارشاد ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا ۘ وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی۔ اور مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں حالانکہ پرہیزگار لوگ ان سے بلند ہوں گے۔ قیامت کے دن اور اللہ جسے چاہے بے حساب دے۔

کفار کے ذہن میں دنیا ہی سب کچھ ہے۔ اسی وجہ سے ان کے یہاں تناسخ یعنی اواگون کا عقیدہ رائج ہے۔ جس کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ انسان مرنے کے بعد بھی اپنے کرم یعنی عملوں کے مطابق اسی دنیا میں دوسری جون یعنی نئی صورت میں آجاتا ہے۔ کبھی بیل بن کر اور کبھی گدھا۔ کبھی کتا بن کر اور کبھی کوا۔ غرضیکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار جونوں میں بھی انسان تبدل باشکال عدیدہ ہو کر دنیا میں آتا ہے۔

اسلام نے اس عقیدہ کا رد کیا اور وہ اس لئے اس دنیا کی پہلی زندگی کی قدر کرتے اور مرتے ہیں اور وہ پیکر ایمان و اخلاص مخلص مسلمانوں کا تمسخر کرتے ہیں جو سامان دنیا سے بے رغبت تھے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، صہیب رومی، بلال حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین انہیں دیکھ کر بہ نظر تحقیر دیکھتے اور اپنی دنیا کے غرور میں اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے اور فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اس لئے فرمایا کہ یہ اہل ایمان اور ان کے خصائل حمیدہ کے پیرو مسلمان قیامت کے دن جنات عالیہ میں بلند مقامات پر ہوں گے اور یہ دنیا پرست کفار جہنم میں ذلیل و خوار ہوں گے اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہت سا رزق جو حساب میں آجاتا ہے وہ کم ہوتا ہے اللہ اپنے خزانے خالی کرنے سے نہیں گریز کرتا نہ وہ حساب کر کے دیتا ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

پہلے سب لوگ ایک دین پر تھے (یعنی آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح علیہ السلام تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت کے پیرو تھے۔ پھر ان میں اختلاف ہوا اور رسم و رواج کے خیالات توہمات نے ایک علیحدہ صورت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح نجی اللہ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے ان رسم پرست رواج پرست آوارہ معاش لوگوں کو ساڑھے نو سو

www.waseemziyai.com

برس تبلیغ فرمائی۔ یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں (خازن) حضرت آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن کا فاصلہ تھا۔

پھر اللہ نے انبیاء علیہم السلام بھیجے خوشخبری دیتے ایمان والوں کو نجات اخروی اور جنت کی بشارت دیتے۔ انبیاء کو بھیجنے کا مقصد کافروں، نابکاروں، بدمعاشوں، بدکرداروں کو ڈر سنانا اور عذاب آخرت اور ذلت عقبیٰ سے باخبر کرنا ہے۔ (تفسیر خازن)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل نبی کتنی تعداد میں ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں ایک بڑی تعداد تین سو پندرہ رسولوں کی ہے۔ (روایت امام احمد)

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قرآن کریم میں جن کا واضح ذکر آیا ان کی تعداد اٹھائیس ہے۔

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ۔ اور ان کے ساتھ سچی کتاب نازل کی تاکہ حکم کرے۔

کتاب سے مراد جنس کتاب ہے۔ بِالْحَقِّ کتاب سے حال واقع ہے یعنی شَاهِدًا بِالْحَقِّ یعنی اللہ عزوجل یا کتاب یا جو اس کتاب کے لانے والے انبیاء علیہم السلام جیسے حضرت آدم اور شیث اور ادریس علیہم السلام پر صحائف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم نازل ہوئے۔

تاکہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کردے اور کتاب میں اختلاف نہیں ڈالا مگر انہیں بے دین سرکشوں نے جن کے لئے وہ کتاب دی گئی تھی۔ یہ اختلاف تبدیل وتحریف اور ایمان وکفر کا اختلاط تھا جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے کیا۔ (خازن)

بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم آچکے یعنی یہ اختلاف نادانی کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ حقیقت سمجھ کر دلائل کے سامنے لاجواب ہوکر ہٹ دھرمی کرتے تھے۔ (خازن)

ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ان لوگوں کا اختلاف قبلہ میں، روزوں میں، عبادت کے ایام میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین ومذہب میں تھا۔ مثلاً کوئی مشرق کی سمت نماز پڑھتا کوئی مغرب کی سمت کوئی بیت اللہ کی سمت اس بارے میں واضح حکم بیت اللہ شریف کی سمت فرمایا گیا۔ اسی طرح ان کا اختلاف روزوں میں تھا کوئی عشرہ محرم کو رکھتا تھا اللہ تعالیٰ عزوجل نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح عبادت کے لئے نصاریٰ نے اتوار کا دن متعین کیا اور یہود نے ہفتہ کا دن متعین کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جمعہ کے دن کے لئے حکم فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کے سلسلہ میں یہودی ان کو یہودی کہتے تھے۔ نصاریٰ ان کو نصرانی کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے واضح حق بات فرمادی کہ وہ حنیف تھے۔

یہ لوگ آپس کی سرکشی میں مسرور تھے تو اللہ عزوجل نے ایمان والوں کو حق بات دکھادی جس میں یہ بے دین جھگڑ رہے تھے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھادیتا ہے اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے ان لوگوں کو جو ایمان کے طالب تھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں داخل ہوجاؤ گے اور ابھی تم پر پچھلوں کی حالت نہیں آئی یعنی ان کی سی سختیاں تم پر نہیں آئیں جیسی تم سے پہلوں پر آچکی ہیں۔

www.waseemziyai.com

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب غزوۂ احزاب میں مسلمانوں پر سردی اور بھوک کی شدت نے سخت کیفیت طاری کردی تو انہیں اس آیت کے ذریعہ تلقین صبر فرمائی اور بتایا کہ راہ خدا عزوجل میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصان حق کا معمول رہا ہے ابھی تو تمہیں تمہارے پہلوں کی سی تکالیف نہیں پہنچیں۔

بخاری شریف میں ہے حضرت خباب ابن الارت رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ سایہ کعبہ میں اپنی ردا مبارک سے تکیہ فرمائے تشریف رکھتے تھے ہم نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے لئے حضور ﷺ دعا کیوں نہیں فرماتے ہم اب تو امداد کے حقدار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگ اس سے کہیں زیادہ سختیوں میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ انہیں زمین کھود کر دبایا جاتا تھا۔ آری سے چیرا جاتا تھا۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے اور باوجود ان تمام مصائب کے انہیں یہ مصیبتیں ان کے دین سے منحرف نہ کرسکیں تم ابھی سے گھبرا گئے انہیں تو سخت سختیاں اور شدت اور بلا ڈالنے والی بلائیں پہنچیں حتیٰ کہ ان کا رسول اور ان کے ساتھ والے مومن پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد یعنی شدت اس نہایت کو پہنچ گئی کہ ان امتوں کے رسول اور ان کے فرمانبردار مومن بھی طلب مدد کے لئے پکار اٹھے با آنکہ رسول بڑے صابر ہوتے ہیں اور ان کے پیرو بھی باوجود مصائب و آلام کے ثابت قدم تھے۔ سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایمان والوں سے وعدہ کیا کہ جو صبر اور ثابت قدمی سے جمے رہیں گے اللہ تعالیٰ عزوجل ان کو ضرور کامیابی عطا فرمائے گا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۙ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ فرما دیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں کے لئے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

شان نزول

یہ آیت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے جواب میں نازل ہوئی جو معمر عمر رسیدہ آدمی تھے اور بڑے متمول دولت مند تھے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں۔ اس آیت میں انہیں بتایا کہ جس قسم کا مال جس قدر خرچ کرو کم یا زیادہ اس میں ثواب ملے گا اور آگے مصارف بتائے کہ صدقہ نافلہ میں تو ماں باپ، قریبی رشتہ دار اور یتیم مسکین اور مسافر سب کو دو اور صدقہ مفروضہ یعنی زکوٰۃ واجبہ سے والدین کو نہ دیا جائے۔ (جمل)

باقی ہر نیکی میں انصاف ان پر کرو اللہ عزوجل اس کی جزا دے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کرنا تمہارے لئے اخروی مدارج حاصل کرنے کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔

خیر میں ہر قسم کی نیکی خواہ بدنی ہو یا مالی ہو چھوٹی ہو یا بڑی سب شامل ہے اس کے معنی نیک کمائی اور صاف مال کے بھی ہیں اور مستحقین یہ ہیں (۱) والدین، (۲) قرابت دار، (۳) یتیم، (۴) مساکین، (۵) مسافر۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـــًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور بہت سے امور وہ ہیں کہ تمہیں برے

www.waseemziyai.com

لگیں اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہوں اور بہت سی باتیں وہ ہیں جو تمہیں پسند ہوں اور وہ تمہارے حق میں بری ہوں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جہاد اسلام میں جب فرض ہے جب کافر مسلمانوں پر چڑھائی کریں اس صورت میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے یعنی نفیر عام کے بعد ہر مسلمان کو اس میں شریک ہونا لازم ہے سوا مستثنیات کے مثلاً اندھا لنگڑا اپاہج بچہ بہت بوڑھا اور اگر محض سرحد کی حفاظت کے لئے ہو تو فرض کفایہ ہے یعنی جتنی جماعت دفع کے لئے کافی ہو اگر وہ چلی جائے تو باقی پر وہ فرض عائد نہیں ہوتا۔

عَسٰی کا لفظ طمع اور ترجی میں مستعمل ہوتا ہے اور اکثر مفسرین نے اسے تسلی کے معنی میں استعمال کیا ہے لیکن قرآن کریم میں طمع و رجا کے معنی میں صحیح نہیں مانا اس لئے کہ اس میں قصور و نقص ہے۔ بنابریں قرآن کریم میں قطعیت کے معنی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ (مفردات)

تو آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی کہ بظاہر جہاد و مقاتلہ تمہیں ناگوار ہے لیکن یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پر لازم ہے کہ حکم الٰہی کی اطاعت کرو اور اس کو بہتر جانو چاہے وہ تو تم پر گراں گزرے یا آسان نظر آئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل عمل کون سا ہے فرمایا نماز جو وقت پر ادا کی جائے میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل ہے فرمایا ماں باپ کو آرام دینا میں نے عرض کی اس کے بعد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پس اس قدر ہی سوال کیا۔ (بخاری)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجاہد کا صف جہاد میں ایک دن کھڑا ہونا اللہ کے نزدیک ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۫ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم فرمادو اس میں لڑنا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے بسنے والوں کو نکالنا اللہ کے نزدیک سخت گناہ ہے اور اس سے بڑھ کر ان کا فتنہ ہے اور قتل سے اشد اور یہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے حتی کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان میں طاقت ہو اور جو پھر جائے تم میں سے اپنے دین سے اور مرتد مرے اور کافر ہو تو یہ وہ ہیں کہ ان کے عمل اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ ہیں جہنم والے۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

www.waseemziyai.com

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾

بے شک وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد فی سبیل اللہ یہ ہیں جو اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۖ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ

تم سے پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا حکم فرما دو ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو کچھ نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔

قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾

تم فرما دو جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچو۔

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾

دنیا میں اور آخرت میں اور تم سے یتیموں کا پوچھتے ہیں فرما دو ان سے بھلائی بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ سب جانتا ہے فساد والے اور اصلاح والے کو اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٢١﴾

اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند آئی ہو اور نہ نکاح کرو مشرکین سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک غلام مومن بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو یہ وہ ہیں جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور ظاہر کرتا ہے اپنی آیتیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

لفظی ترجمہ

يَسْأَلُونَكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے	عَنِ الشَّهْرِ۔ مہینے	الْحَرَامِ۔ حرمت والے کے متعلق	
قِتَالٍ۔ کہ لڑائی کرنا	فِيهِ۔ اس میں کیا ہے	قُلْ۔ کہہ دیں	قِتَالٌ۔ لڑائی کرنا
فِيهِ۔ اس میں	كَبِيرٌ۔ بڑا گناہ ہے	وَ۔ اور	صَدٌّ۔ روکنا
عَنْ سَبِيلِ۔ رستے	اللَّهِ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	كُفْرٌ۔ کفر کرنا

www.waseemziyai.com

بِهٖ۔ اس کے ساتھ
وَ۔ اور
اَلْمَسْجِدِ۔ مسجد
اَلْحَرَامِ۔ حرام سے روکنا
وَ۔ اور
اِخْرَاجُ۔ نکالنا
اَهْلِهٖ۔ اس کے رہنے والوں کو
مِنْهُ۔ اس سے
اَكْبَرُ۔ بہت بڑا گناہ ہے
عِنْدَ۔ نزدیک
اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور
اَلْفِتْنَةُ۔ فتنہ
اَكْبَرُ۔ بہت بڑا ہے
مِنَ الْقَتْلِ۔ قتل سے
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
يَزَالُوْنَ۔ ٹلیں گے
يُقَاتِلُوْنَكُمْ۔ لڑتے رہیں گے تم سے
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يَرُدُّوْكُمْ۔ پھیر دیں وہ تم کو
عَنْ دِيْنِكُمْ۔ تمہارے دین سے
اِنِ۔ اگر
اسْتَطَاعُوْا۔ وہ طاقت رکھیں
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
يَّرْتَدِدْ۔ پھر جائے
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
عَنْ دِيْنِهٖ۔ اپنے دین سے
فَيَمُتْ۔ پھر مرے
وَ۔ اور
هُوَ۔ ہو
كَافِرٌ۔ کافر ہی ہو
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ لوگ
حَبِطَتْ۔ ضائع ہو گئے
اَعْمَالُهُمْ۔ ان کے عمل
فِي۔ میں
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
وَ۔ اور
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہی لوگ ہیں
اَصْحٰبُ۔ ساتھی
النَّارِ۔ آگ کے
هُمْ۔ وہ
فِيْهَا۔ اس میں
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے
هَاجَرُوْا۔ ہجرت کی
وَ۔ اور
جٰهَدُوْا۔ جہاد کیا
فِيْ۔ میں
سَبِيْلِ۔ رستے
اللّٰهِ۔ اللہ کے
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
يَرْجُوْنَ۔ امید رکھتے ہیں
رَحْمَتَ۔ رحمت
اللّٰهِ۔ خدا کی
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے
يَسْـَٔلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے
عَنِ الْخَمْرِ۔ شراب
وَ۔ اور
الْمَيْسِرِ۔ جوئے سے
قُلْ۔ کہہ دیں
فِيْهِمَآ۔ ان سے
اِثْمٌ۔ گناہ
كَبِيْرٌ۔ بڑا ہے
وَ۔ اور
مَنَافِعُ۔ فائدہ بھی ہے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَ۔ اور
اِثْمُهُمَآ۔ ان کا گناہ
اَكْبَرُ۔ بہت زیادہ ہے
مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ ان کے نفع سے
وَ۔ اور
يَسْـَٔلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے
مَاذَا۔ کیا
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں
قُلِ۔ کہہ دو جو
الْعَفْوَ۔ بچ جائے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
يُبَيِّنُ۔ بیان کرتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
لَكُمُ۔ تمہارے لئے
الْاٰيٰتِ۔ آیتیں
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تَتَفَكَّرُوْنَ۔ سوچو
فِي۔ میں
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
وَ۔ اور
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
وَ۔ اور
يَسْـَٔلُوْنَكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے
عَنِ۔ متعلق
الْيَتٰمٰى۔ یتیموں کے
قُلْ۔ کہہ دیں
اِصْلَاحٌ۔ بھلائی
لَّهُمْ۔ ان کے لئے
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر
تُخَالِطُوْهُمْ۔ ملا لو تم ان کو
فَاِخْوَانُكُمْ۔ تو وہ تمہارے بھائی ہیں

www.waseemziyai.com

وَ۔اور اَللّٰهُ۔اللہ یَعْلَمُ۔جانتا ہے الْمُفْسِدَ۔بگاڑنے والے کو
مِنَ الْمُصْلِحِ۔سنوارنے والے سے وَ۔اور لَوْ۔اگر
شَآءَ۔چاہتا اَللّٰهُ۔اللہ لَاَعْنَتَكُمْ۔تو تمہیں مشقت میں ڈالتا
اِنَّ۔بے شک اَللّٰهَ۔اللہ عَزِيْزٌ۔غالب ہے حَكِيْمٌ۔حکمت والا
وَ۔اور لَا۔نہ تَنْكِحُوا۔نکاح کرو الْمُشْرِكٰتِ۔مشرک عورتوں سے
حَتّٰى۔یہاں تک کہ يُؤْمِنَّ۔ایمان لائیں وَ۔اور لَاَمَةٌ۔یقیناً لونڈی
مُّؤْمِنَةٌ۔مومن خَيْرٌ۔بہتر ہے مِّنْ مُّشْرِكَةٍ۔مشرک عورت سے وَّ۔اور
لَوْ۔اگرچہ اَعْجَبَتْكُمْ۔تمہیں اچھی لگے وَ۔اور لَا۔نہ
تُنْكِحُوا۔نکاح کرکے دو الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں کو حَتّٰى۔یہاں تک کہ يُؤْمِنُوْا۔ایمان لائیں
وَ۔اور لَعَبْدٌ۔یقیناً غلام مُّؤْمِنٌ۔مومن خَيْرٌ۔بہتر ہے
مِّنْ مُّشْرِكٍ۔مشرک آدمی سے وَّ۔اور لَوْ۔اگرچہ اَعْجَبَكُمْ۔تمہیں اچھا لگے
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ يَدْعُوْنَ۔بلاتے ہیں اِلَى۔طرف النَّارِ۔آگ کی
وَ۔اور اَللّٰهُ۔اللہ يَدْعُوْٓا۔بلاتا ہے اِلَى۔طرف
الْجَنَّةِ۔جنت کی وَ۔اور الْمَغْفِرَةِ۔بخشش کی بِاِذْنِهٖ۔اپنے حکم سے
وَ۔اور يُبَيِّنُ۔بیان کرتا ہے اٰيٰتِهٖ۔اپنی آیتیں لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ يَتَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت حاصل کریں

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۲

سات قانون کا مجموعہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۫ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ۔

تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم فرما دیجئے اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اس سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکالنا اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑا گناہ ہے اور ان کا فتنہ تو قتل سے بھی سخت ہے۔

اَلشَّهْرِ الْحَرَامِ۔حرمت کا مہینہ اس سے رجب کا مہینہ مراد ہے۔قمری سال کے چار مہینے ہیں۔محرم، رجب۔ذیقعدہ، ذی الحجہ۔

شان نزول

اس آیت کریمہ کے

www.waseemziyai.com

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں جندب بن عبداللہ سے روایت کیا کہ جنگ بدر سے دو ماہ قبل ۲ ہجری میں حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آٹھ مہاجرین کی جماعت نجران کی طرف روانہ فرمائی اور ایک حکم نامہ تحریر کر کے دیا۔ فرمایا کہ دو دن کا سفر کرنے کے بعد اس کو پڑھنا اور اپنے رفقاء کو بھی سنا دینا اور ہمارے حکم کا اجرا کرنا۔

حضرت عبداللہ بن جحش نے دو روز کا سفر کر کے حکم نامہ کھولا اور پڑھنا شروع کیا تو اس میں یہ حکم تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ تم اللہ کی برکت و رحمت پر بھروسہ کرنا جب بطن نخلہ پر پہنچو تو قریش کے قافلہ کے منتظر رہو۔

حضرت عبداللہ نے نامہ عالی پڑھ کر رضامندی کا اظہار فرمایا اور اپنے رفقاء کو سنایا سب نے رضامندی کا اظہار کیا۔

جب مقام نخلہ پر پہنچے تو قریش کا قافلہ نظر آیا جو طائف سے تجارت کا مال لے کر آ رہا تھا۔ اس قافلہ میں عمرو حضرمی حکم بن کیسان تھے۔ مسلمانوں کی اس مختصر جماعت کا ان مشرکین سے مقاتلہ ہوا۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ وہ دن جمادی الاخری کا آخری دن ہے مگر حقیقتاً چاند ۲۹ کا ہو گیا تھا اور وہ دن رجب کی پہلی تاریخ کا تھا اس پر کفار نے مسلمانوں پر طنز کیا کہ مسلمانوں نے ماہ حرام میں جنگ کی ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے کہ

ترجمہ: ”بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے آسمان اور زمین اس نے بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔“

جہاد کے لئے چار مہینے حرمت والے ہیں ان میں رجب بھی ہے۔ اس کے علاوہ تین ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عرب بھی ان کی تعظیم کرتے تھے اسلام میں بھی یہ چار ماہ ایسے ہی رکھے گئے کہ ان کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔

قریش نے مکہ کے مسلمانوں کو طعنہ دیا جس سے مجاہدین اسلام کو صدمہ ہوا انہوں نے سرکار ابد قرار ہادی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے حضرمی کو قتل کرنے کے بعد شام کو رجب کا چاند دیکھا ہمیں یہ نہیں معلوم کہ ہم نے یہ قتل رجب میں کیا یا جمادی الثانی کے آخری دن تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس رکوع میں سات حکم علیحدہ علیحدہ ہیں۔

پہلا حکم ماہ حرام یعنی محرم، رجب، ذوالحجہ، ذیقعد کے متعلق کہ اس میں لڑیں یا نہیں تو جواب ملا اس میں لڑنا اچھا نہیں سخت گناہ ہے لیکن یہ حکم آیت کریمہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ سے منسوخ ہو گیا اور جب تک منسوخ نہ ہوا تھا اس وقت جو جنگ ہوئی وہ صحابہ علیہم رضوان کے علم میں جمادی الاخری کا آخری دن تھا۔ اس لئے وہ گناہ بھی لازم نہ آیا۔

علماء رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب بھی کفار حرمت والے مہینوں میں جنگ کریں تو مسلمان اپنی حفاظت کے لئے دفاعی جنگ کر سکتے ہیں اور ان کے حملہ کا جواب دے سکتے ہیں۔ ان مقدس مہینوں میں جنگ اگرچہ بری ہے لیکن جو باتیں کفار کرتے ہیں وہ اس سے بھی بری ہیں مثلاً اللہ عزوجل پر ایمان نہ لانا۔ بتوں کی پرستش کرنا۔ قیامت اور حشر پر ایمان نہ لانا۔ فتنہ فساد پھیلانا لوگوں کو گھروں سے بلاوجہ نکالنا وغیرہ وغیرہ۔

www.waseemziyai.com

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اور اللہ کی راہ سے روکنا۔

یعنی لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنا اور جو اسلام قبول کر لیں انہیں سخت اذیتیں پہنچانا۔ جو ایمان لانے کا ارادہ کرتے ہیں انہیں دھمکیاں دینا جو لوگ ایمان لے آتے انہیں سخت اذیتیں پہنچاتے۔ گرم پتھروں پر لٹاتے طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے۔

انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم رضوان کو حدیبیہ کے موقعہ پر بیت اللہ شریف جانے سے روکا قیام مکہ کے موقعہ پر ایسی ایذائیں دیں کہ وہاں سے ہجرت کرنی پڑی۔

وَكُفْرٌ بِهٖ۔ اللہ سے کفر کرنا۔ اس کی صفات اور وجود سے انکار کرنا۔

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ خانہ کعبہ عبادت کے لئے تھا۔ کافر مسلمانوں کو اس میں داخلے سے روکتے تھے اور عبادت میں رکاوٹ ڈالتے تھے۔

اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ۔ مکہ والوں کا وہاں سے نکال دینا۔ مسلمانوں پر اس قدر سختیاں کرتے کہ وہ ہجرت پر مجبور ہو گئے۔

اَلْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔ فساد، غارت گری، دین سے ہٹانا یہ ان کا بڑا فتنہ تھا اس لئے کہ قتل تو بعض مواقع پر جائز بھی ہے لیکن کفر تو کسی حالت میں جائز نہیں۔

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ اور ہمیشہ رہیں گے تم سے مقاتلہ کرتے حتیٰ کہ تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں گے اگر ان میں طاقت ہو اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے اور کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا سب عمل اکارت ہوگا دنیا و آخرت میں اور یہ لوگ دوزخ والے ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

اس آیت میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھیں گے اور جہاں تک ان سے ہو سکے گا وہ مسلمانوں کو مرتد بنانے میں کوشش کرتے رہیں گے۔ لفظ ان استطاعوا سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے خلاف سعی کرتے رہیں گے اگرچہ وہ اس مراد میں ناکام رہیں گے۔

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ۔ اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے۔

اس آیت میں یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر مشرکین کے زیر اثر خواہ کسی لالچ سے یا ڈر خوف سے اسلام کو چھوڑ کر کفر یا شرک اختیار کرے اور مرتے دم تک کفر ہی پر اڑا رہے تو اس کے تمام عمل باطل ہو جاتے ہیں آخرت میں اس کا کوئی اجر و ثواب نہ ملے گا۔ جہنم کی آگ اس کا ٹھکانہ ہوگا دنیا میں بھی اس کی سزا بھگتنی پڑے گی اور قیامت کے دن بھی۔ شریعت مطہرہ مرتد کو قتل کا حکم دیتی ہے اس کی عورت جو مسلمان ہے اس پر حلال نہ رہے گی اور نہ ہی وہ وراثت کا مستحق رہے گا اس کی کسی قسم کی مدد و اعانت کفر کی اعانت ہوگی۔

فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ۔ کفر کی حالت میں موت آ جائے۔

تو گویا اسلام سے بغاوت کی اس کی اس کے لئے معافی نہیں بلکہ دوزخ ہی ٹھکانا ہے۔

www.waseemziyai.com

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے یہ وہ ہیں کہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ہجرت سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے دین حق کی خاطر اپنے وطن عزیز کو چھوڑا اور دارالکفر کو چھوڑ کر دارالسلام کی طرف چلے جائیں۔

جہاد، جدوجہد، کوشش اور ہر طرح کی اذیت وتکالیف شامل ہیں۔ اللہ عزوجل کی راہ میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مصائب وتکالیف برداشت کرنا۔

امیدوار۔ ایمان والوں کو خوشخبری دینا ہے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لئے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا کہ ان کا یہ عمل جہاد مقبول ہے اور انہیں امیدوار رحمت رہنا چاہئے اور ان کی یہ امید ضرور پوری ہوگی۔ (خازن)

وہی لوگ مستحق ہیں جو ایمان لائے اور اس کی رضا کی خاطر ہجرت کے مصائب برداشت کئے اور رحمت الٰہی کے امیدوار رہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ۔ تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

اَلْخَمْرِ۔ شراب۔ خمر کے لفظی معنی کسی چیز کو ڈھانپ لینا ہے۔ اور ذہنی کو خمار اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ سر کو ڈھانپ لیتی ہے شراب انسانی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ حواس باقی نہیں رہتے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ خمر انگور کے کچے شیرہ کو کہتے ہیں جس وقت کہ اس میں نشہ پیدا ہو جائے اور جھاگوں سے ابل جائے۔

اَلْمَیْسِرِ۔ جوا۔ یہ لفظ اپنے وسیع معنی میں آیا ہے۔ جوئے کی تمام اقسام پر حاوی ہے۔

اسلام سے پہلے شراب جوئے کا عرب میں عام رواج تھا جوئے کی قسموں کا اعتبار نہ تھا ان دونوں کے نتیجہ میں جنسی تعلقات کی ابتری۔ مالی مشکلات۔ ظلم تعدی کی وبا عام پھیل چکی تھی لوگ اپنی عقل ان چیزوں کے عوض بیچ چکے تھے۔

شان نزول

جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ شراب جوئے کا پورا عروج ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب خلیفہ ثانی جانشین مصطفیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ شراب اور جوئے کا فیصلہ فرمائیے کیونکہ شراب عقل کو برباد کر دیتی ہے اور جوا مال کو برباد کر دیتا ہے تو یہ آیت کریمہ

www.waseemziyai.com

نازل ہوئی۔ جس میں ان دونوں کی برائیاں بیان فرمائی گئیں مگر انہیں صراحۃً حرام نہ کیا گیا۔ (روح المعانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم رضوان سے بڑھ کر کوئی جماعت نہ دیکھی گئی جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تیرہ سوال کئے قرآن نے ان سب کو معہ سوال نقل فرمایا۔

اسرائیلی پیغمبروں نے بھی شراب اور جوئے کو حرام ہونے کے بارے میں اپنی امتوں کو حکم پہنچائے لیکن انہوں نے ممانعت کے باوجود مخالفت کی اسلام نے ان کی برائی کو کھول کر بیان کیا۔ شراب ۳ ہجری غزوۂ احزاب سے چند روز بعد حرام کی گئی۔ اس سے قبل بتایا گیا تھا کہ شراب اور جوئے کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سرور پیدا ہوتا ہے۔ قوت شہوانیہ میں خاص حرکت آجاتی ہے یا اس کی خرید وفروخت میں تجارتی منفعت حاصل ہوتی ہے۔

جوئے میں کبھی مفت مال ہاتھ آجاتا ہے اور برائیوں کا اس میں شمار ہی نہیں ہوتا۔ عقل کا زوال غیرت وحمیت کا زوال عبادت سے محرومی۔ لوگوں سے عداوتیں نظر عوام میں ذلت اور وقت کی اضاعت۔

عرب میں اونٹوں کو لاٹری سے تقسیم کرتے تھے۔ اس لئے ایسے میسر کہا گیا۔ ہار جیت کو جواء کہتے ہیں۔ لہٰذا تاش، شطرنج، لاٹری، نردشیر، بتوں اور پانسوں سے کھیلنا جبکہ دوطرفہ مال کی شرط ہو۔ یہ سب فقہاء نے حرام قرار دیا ہے۔

(روح المعانی)

ایک روایت ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی چار خصلتیں پسند ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱- میں نے شراب کبھی نہیں پی حرمت کے حکم سے پہلے ہی مجھے نفرت تھی کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔

۲- دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت پرستی نہ کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے اس میں نفع و نقصان کی طاقت نہیں ہوسکتی۔

۳- تیسری خصلت یہ ہے کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا اس لئے کہ میں اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا۔

۴- چوتھی خصلت یہ ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اسے کمینہ پن سمجھتا تھا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق احکام دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان میں بہت بڑے گناہ ہیں ان میں صدہا گناہوں کے ذریعہ موجود ہیں۔ ان میں کچھ دنیوی فوائد ضرور ہیں لیکن برائیاں بہت زیادہ ہیں لہٰذا ان سے بچنا عقلاً ونقلاً بہتر ہے۔

شراب اور جوئے کو منانا ہادی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کیونکہ یہ عرب میں پانی کی طرح پی جاتی تھی۔ بچوں کو گھٹی میں دی جاتی تھی [illegible]

www.waseemziyai.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے یہاں بعض صحابہ علیہم رضوان کی دعوت تھی کھانے کے بعد شراب کا دور چلا اتنے میں نماز مغرب کا وقت آ گیا حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو امام بنایا گیا۔ آپ نے سورہ کافرون پڑھی مگر نشے کی وجہ سے ہر جگہ سے لاا ذا گئے یعنی اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ پڑھ گئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى یعنی نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔ اس کے بعد شراب کا استعمال بہت کم ہو گیا۔ (روح المعانی) بعد میں حرمت قطعی کا حکم فرما دیا گیا۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ۔ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرما دو جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تعالیٰ آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو دنیا و آخرت میں۔

یہ چوتھا مسئلہ ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضور سید یوم النشور ﷺ نے صحابہ کرام علیہم رضوان کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی انہوں نے عرض کی مَاذَا يُنْفِقُوْنَ حضور ﷺ کتنا مال صدقہ کریں اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ جو تمہارے حوائج ضروریہ سے زیادہ ہو وہ خرچ کرو۔ ابتدائے اسلام میں ما یحتاج سے زائد صدقہ کرنا فرض تھا چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسا ہی کرتے رہے (خازن) اس کے بعد زکوٰۃ مفروضہ اور صدقات نافلہ کے احکام آئے اور ان کے مصارف بھی واضح کیے گئے۔

الْعَفْوَ۔ جو مال اپنے خرچ کرنے سے بچے۔

یعنی فرما دو کہ اپنی حاجت سے بچا ہوا مال راہ خدا میں خرچ کرو جس کا خرچ کرنا آسان ہو۔ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عفو کے معنی اوسط درجہ کے ہیں یعنی نہ اسراف کرتے ہیں نہ بخل کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا۔ اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں نہ بخل کرتے ہیں۔

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عفو سے مراد یہ ہے کہ جو جسے آسان ہو ارشاد باری ہے خُذِ الْعَفْوَ یعنی جو لوگوں کو عادۃً دینا آسان ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ وہی ہے جو تونگری کے ساتھ ہو اور اپنے اعزہ سے دینا شروع کرے۔ (بخاری)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ۔ ذٰلِكَ سے مذکورہ احکام کی طرف اشارہ کرنا يُبَيِّنُ کے معنی آہستہ آہستہ یا خوب بیان کرنا۔ جان لینا چاہئے کہ یہ آیتیں خدا کے سوا کسی کی جانب سے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان کر دیا۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا دنیا پیٹھ پھیرے جاتی ہے اور آخرت ادھر منہ کر کے آتی ہے۔ ان دونوں کی اولاد ہے پس تم آخرت کی اولاد ہو جاؤ دنیا کی اولاد نہ ہو کیونکہ دنیا میں عمل ہے حساب نہیں اور کل قیامت میں حساب ہوگا عمل نہ ہوگا۔

www.waseemziyai.com

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ اور تم سے یتیموں کے متعلق سوال کرتے ہیں فرمادیجئے کہ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا خرچ اور ان کا ملا کر کرو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے بگاڑنے سنوارنے والے کو اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى۔ یتامی۔ یتیم کی جمع ہے یتیم وہ نابالغ بچہ ہے جس کا باپ مرجائے۔ در یتیم وہ مولیٰ ہے جو یپ میں یکتا ہو۔

قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔ اصلاح صلح سے بنا اس کے معنی ہیں درستی۔ اصلاح سے جانی، مالی، نفسانی اور روحانی درستگی مراد ہے۔

یتیموں کو علم وادب سکھانا۔ دینی دنیاوی تعلیم دینا۔ نمازی پرہیزگار بنانا ان کا مال احتیاط سے خرچ کرنا ان کے مال کو تجارت میں لگا کر نفع اور ان کی مدد کرنا سب اس میں داخل ہے (روح المعانی) اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کی اصلاح کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ۔ یہ خلط سے بنا۔ اس کے معنی ہیں چند چیزوں کے اجزاء آپس میں ملا دینا۔ دوست اور پڑوسی کو خلیط کہتے ہیں یعنی مل جل کر رہنا یعنی مال کا ملا دینا مراد ہے بعض نے کہا نکاح مراد ہے۔ (تفسیر کبیر وروح المعانی)

اِخْوَانُكُمْ۔ یہ اَخٌ کی جمع ہے بمعنی بھائی ہے۔ مجازاً ہم قبیلہ۔ ہم پیشہ ہم مذہب کو بھی اخ کہا جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَةٌ۔

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ یہاں علم بمعنی معرفت ہے۔ اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے تجارت اور کھانے پینے میں ان کا مال ملا لینے کی اجازت دے دی۔ مگر وہ ذات عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون فسادی ہے اور کون مصلح ہے۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ۔ اَعْنَتَ۔ اِعْنَات سے بنا اس کے معنی ہیں ناقابل برداشت محنت ومشقت یعنی اگر رب چاہتا تو تمہیں یتیموں کے متعلق سخت مشقت میں ڈال دیتا کہ ان کا ہر مال علیحدہ رکھنے کا حکم دیتا جس میں تم کو سخت دشواری ہوتی۔ مگر اپنے فضل وکرم سے خلط کی اجازت فرمادی۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ عزیز۔ عزت بمعنی غلبہ۔ حکیم۔ حکمت۔ یعنی اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے۔ حکمت والا ہے۔

یہ پانچواں حکم ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۔ (بے شک وہ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور جلد ہی بھڑکتی دوزخ میں داخل ہوں گے) کے نزول کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کر دیئے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا اور اس میں اتنی احتیاط کی گئی کہ جو کھانا یتیم کے لئے پکتا اور اس سے کچھ بچ جاتا تو وہ سڑ ہی جاتا لیکن اسے استعمال کوئی نہ کرتا۔

www.waseemziyai.com

یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کے خیال سے اس کا کھانا اس کے اولیاء اور نگران اپنے مال میں ملا کر پکا لیا کریں تو اس کے متعلق کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس دن سے کافل یتیم کو مجاز ہوا کہ وہ ان کا کھانا اپنے کھانے کے ساتھ ملا کر پکا سکیں اور آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ میں پہلے بھی تصریح تھی کہ از روئے ظلم و سبب انصافی جو مال یتیم میں تصرف کرے اور کھا جائے وہ اپنے بطنوں میں آگ بھر رہا ہے۔

مسئلہ: کفار یتیموں کا بھی یہی حکم ہے ان کے مال وغیرہ کی اصلاح کی جائے دوسری جگہ مطلق یتیم کا لفظ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے: وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا جنت میں ہم اور یتیم کا پرورش کرنے والا اس طرح ہوں گے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی محبت سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا اسے ہر بال کے عوض نیکی ملتی ہے۔

(روح المعانی)

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند آتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں (اپنی لڑکیاں) نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند آتا ہو وہ دوزخ کی طرف تمہیں بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں بیان کرتا ہے لوگوں کے لئے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

اس آیت میں دو حکم ہیں ایک مشرکوں سے نکاح کا اور دوسرے مشرکوں کو نکاح نہ دینے کا۔

تَنْكِحُوا۔ نَكَحَ سے بنا اس کے لغوی معنی ہیں جمع ہونا۔ اہل عرب کا مقولہ ہے نَكَحَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ۔ بارش زمین سے مل گئی نَكَحَ النُّعَاسُ عَيْنَهٗ۔ نیند کا آنکھ میں داخل ہو جانا۔ نکاح سے دو قبیلے باہم مل جاتے ہیں اس لئے اسے نکاح کہتے ہیں۔

مشرک لغت میں توحید کے منکر کو کہتے ہیں کبھی مطلقاً کفر کو بھی شرک کہہ دیا جاتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ۔

اس حکم میں ہر کافر عورت داخل ہے۔ احناف کے نزدیک ہر غیر مسلمہ کے ساتھ نکاح ناجائز ہے لیکن اہل کتاب یہودی نصرانی عورتوں سے نکاح جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

اسلام نے نکاح کے لئے ذات، نسل، رنگت وغیرہ کی قید نہیں لگائی بلکہ ایمان اور عقیدہ کے صحیح ہونے کی شرط لگائی ہے کیونکہ میاں بیوی کا رشتہ محبت و رفاقت کی بنیادوں پر ہوتا ہے اگر عقیدہ کا اختلاف ہو تو اولاد پر اس کا بہت اثر ہوگا۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

حضرت مرثد غنوی رضی اللہ عنہ ایک بہادر آدمی تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ معظمہ روانہ فرمایا کہ وہاں سے حکمت عملی کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں۔ وہاں عناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی۔ جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی۔ حسین اور مالدار تھی۔ جب اس کو حضرت مرثد رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر ملی تو وہ آپ کے پاس آئی اور مخالطت حرام کی طالب ہوئی۔ آپ نے بخوف الٰہی عزوجل اس سے اعراض کیا اور فرمایا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تو اس نے نکاح کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا یہ بھی بلا اجازت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ناممکن ہے جب آپ فرض سے فارغ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کیا اور نکاح کرنے کا حکم چاہا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی)

حَتّٰی یُؤْمِنَّ۔ ایمان سے مسلمان ہونا مراد ہے یا اہل کتاب۔

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ۔ اَمَةٌ۔ مملوکہ عورت یعنی لونڈی مراد ہے۔

خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ۔ زیادہ اچھی ہے مسلمہ اگرچہ لونڈی ہو کافر آزاد عورت سے۔

وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ۔ جہاں لَوْ کے بعد فعل ماضی ہو تو واو وصلیہ ہوتا ہے اور لَوْ بمعنی اِنْ۔

اعجاب بمعنی تعجب میں ڈالنا یا پسند آنا اگرچہ مشرکہ عورت اپنے مال، جمال، حسب ونسب کی وجہ سے پسند آجائے مسلمان عورت مشرکہ سے بہتر ہے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ آیت خنساء کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی ایک حسین لونڈی تھی جسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ایک بدصورت لونڈی تھی ایک دن عبداللہ نے اس پر خفا ہو کر طمانچہ مار دیا پھر دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آ کر عرض کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا وہ اسلام قبول کرتی ہے عرض کی کہ حضور وہ کلمہ پڑھتی ہے رمضان المبارک کے روزے رکھتی ہے۔ نماز پڑھتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مومنہ ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے نکاح چار وجہ سے کیا جاتا ہے۔ مال، جمال، حسن، دین لیکن تم دینداری کو بہتر سمجھنا۔ (بخاری)

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا۔ اور مسلمان عورتوں کا نکاح مشرک مردوں کے ساتھ نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

اس حکم میں تمام مسلمانوں کو خطاب ہے۔ مشرکین میں عام کفار مراد ہیں خواہ بت پرست ہوں یا مرتد ہوں (روح البیان) یا لونڈی ہو یا آزاد جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ۔ اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ مال و جاہ کی وجہ سے تمہیں اچھا معلوم ہو۔ یہ مشرک عورتیں اور مرد مسلمانوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ

www.waseemziyai.com

مسلمان غلام اگرچہ بظاہر حقیر ہے لیکن آزاد اور مالدار کافر سے افضل ہے کیونکہ وہ زیور ایمان سے آراستہ ہے اگرچہ وہ کافر اپنے مال وعزت کی وجہ سے تمہیں اچھا معلوم ہو۔ نکاح حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کفار تم سے مل کر کفر کی طرف رغبت دیں گے لہٰذا ان سے دور ہی رہنا ضروری ہے۔

وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ۔ اللہ کے پیارے مسلمان ایمان اور نیک اعمال کی طرف رغبت دیتے ہیں۔ وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا۔ اور اللہ بلاتا ہے جنت ومغفرت کی طرف اپنے احکام لوگوں کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔

بعض فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرے خواہ توحید الٰہی عزوجل کا قائل ہو وہ مرتد ہے باقی حکم کا جو منطوق ومفہوم ہے وہ آیت کے ترجمہ سے واضح ہے۔ مزید تفسیر تحصیل حاصل ہے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾

اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم فرما دیجئے وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے علیحدہ رہو ایام حیض میں اور نہ جاؤ ان کے قریب جب تک پاک نہ ہوں تو جب پاک ہولیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں حکم دیا اللہ نے بے شک اللہ محبوب رکھتا ہے سب توبہ کرنے والوں کو اور محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۲۳﴾

تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں تو آؤ اپنی کھیتی کو جیسے چاہو اور اپنے لئے مقدم کرو اور ڈرو اللہ سے اور جان لو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور بشارت دیجئے ایمان والوں کو۔

وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾

اور نہ کرو اللہ کو نشانہ اپنی قسموں کا کہ احسان اور تقویٰ اور باہمی مصالحت لوگوں میں کرنے کی قسم لو اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۲۵﴾

نہیں گرفت کرتا اللہ ان قسموں کی جو بے ارادہ زبان سے نکل جائیں۔ لیکن گرفت کرتا ہے تمہاری ان کاموں پر جو تمہارے دلوں نے کئے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲۶﴾

ان لوگوں کو جنہوں نے قسم کھائی اور ایلا کیا اپنی عورتوں سے انہیں چار مہینے تک مہلت ہے تو اگر اس مدت میں لوٹ آئیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۷﴾

اور اگر چھوڑنے کا ہی ارادہ کرلیا تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

www.waseemziyai.com

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۲۸

اور مطلقہ اپنے نفسوں کو روکیں تین حیض اور نہیں حلال ان کے لئے یہ کہ چھپائیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے رحموں میں اگر ایمان لائیں اللہ اور قیامت کے دن پر اور ان کے شوہروں کو اس مدت میں ان کے پھیر لینے کا حق ہے۔ اگر وہ ارادہ کریں مصالحت کا اور عورتوں کو حق ہے اتنا ہی جیسے مردوں کو ہے شرع کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت کا درجہ ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	يَسْـَٔلُوْنَكَ۔آپ سے پوچھتے ہیں	عَنِ الْمَحِيْضِ۔حیض سے	
قُلْ۔فرما دیجئے	هُوَ۔وہ	اَذًى۔اذیت ہے	فَاعْتَزِلُوا۔تو الگ رہو
النِّسَآءَ۔عورتوں سے	فِي الْمَحِيْضِ۔حیض میں	وَ۔اور	لَا۔نہ
تَقْرَبُوْ۔قریب جاؤ	هُنَّ۔ان کے	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	يَطْهُرْنَ۔پاک ہو جائیں
فَاِذَا۔پھر جب	تَطَهَّرْنَ۔پاک ہو جائیں	فَاْتُوْ۔تو آؤ	هُنَّ۔ان کے پاس
مِنْ حَيْثُ۔جہاں سے	اَمَرَ۔حکم دیا	كُمُ۔تم کو	اللّٰهُ۔اللہ نے
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے	التَّوَّابِيْنَ۔بہت توبہ کرنے
والوں کو	وَ۔اور	يُحِبُّ۔پسند کرتا ہے	الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔پاک رہنے
والوں کو	نِسَآؤُكُمْ۔تمہاری عورتیں	حَرْثٌ۔کھیتی ہیں	لَّكُمْ۔تمہاری
فَاْتُوْا۔تو آؤ	حَرْثَكُمْ۔اپنی کھیتی کو	اَنّٰى۔جیسے	شِئْتُمْ۔تم چاہو
وَ۔اور	قَدِّمُوْا۔آگے بھیجو	لِاَنْفُسِكُمْ۔اپنی جانوں کیلئے	وَ۔اور
اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	وَ۔اور	اعْلَمُوْٓا۔جان لو
اَنَّكُمْ۔کہ تم	مُلٰقُوْهُ۔اس کو ملنے والے ہو	وَ۔اور	بَشِّرِ۔خوشخبری سناؤ
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ایمان والوں کو	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَجْعَلُوا۔بناؤ
اللّٰهَ۔اللہ کو	عُرْضَةً۔نشانہ	لِاَيْمَانِكُمْ۔اپنی قسموں کا	اَنْ۔یہ کہ
تَبَرُّوْا۔نیک بن جاؤ	وَ۔اور	تَتَّقُوْا۔پرہیزگار ہو جاؤ	وَ۔اور
تُصْلِحُوْا۔اصلاح کرو	بَيْنَ۔درمیان	النَّاسِ۔لوگوں کے	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	سَمِيْعٌ۔سننے والا	عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	لَا۔نہیں

www.waseemziyai.com

يُؤَاخِذُ۔ مواخذہ کرتا
فِيْ۔ میں
اَيْمَانِكُمْ۔ تمہاری قسموں کے
وَلٰكِنْ۔ لیکن
يُؤَاخِذُكُمْ۔ مواخذہ کرتا ہے
قُلُوْبُكُمْ۔ تمہارے دل
حَلِيْمٌ۔ حلم والا ہے
سے
فَاِنْ۔ پھر اگر
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
عَزَمُوا۔ ارادہ کریں
سَمِيْعٌ۔ سننے والا
يَتَرَبَّصْنَ۔ انتظار کریں
وَ۔ اور
اَنْ۔ یہ کہ
اللّٰهُ۔ اللہ نے
كُنَّ۔ ہیں وہ
الْيَوْمِ۔ دن
اَحَقُّ۔ زیادہ حقدار ہیں
اِنْ۔ اگر
لَهُنَّ۔ ان کے لئے حق ہے
بِالْمَعْرُوْفِ۔ شریعت کے موافق
دَرَجَةٌ۔ درجہ ہے
حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے

اللّٰهُ۔ اللہ
بِمَا۔ ساتھ اس کے جو
اللّٰهُ۔ اللہ
لِلَّذِيْنَ۔ ان لوگوں کیلئے جو
تَرَبُّصُ۔ انتظار کرنا ہے
فَآءُوْا۔ لوٹ آئیں
رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے
الطَّلَاقَ۔ طلاق کا
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے
بِاَنْفُسِهِنَّ۔ اپنی جانوں سے
لَا۔ نہیں
يَكْتُمْنَ۔ چھپائیں
فِيْ۔ میں
يُؤْمِنَّ۔ ایمان رکھتیں
الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر
بِرَدِّهِنَّ۔ ان کے لوٹانے میں
اَرَادُوْٓا۔ ارادہ کریں
مِثْلُ۔ مثل
وَ۔ اور
لِلرِّجَالِ۔ مردوں کو
اللّٰهُ۔ اللہ

بِاللَّغْوِ۔ بیہودہ گوئی پر
وَ۔ اور
كَسَبَتْ۔ کمائیں
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
يُؤْلُوْنَ۔ قسمیں کھائیں
اَرْبَعَةِ۔ چار
فَاِنَّ۔ تو بے شک
وَ۔ اور
فَاِنَّ۔ تو بے شک
وَ۔ اور
ثَلٰثَةَ۔ تین
يَحِلُّ۔ حلال
مَا۔ جو
اَرْحَامِهِنَّ۔ ان کے رحموں کے
بِاللّٰهِ۔ اللہ
وَ۔ اور
بُعُوْلَتُهُنَّ۔ ان کے خاوند
فِيْ۔ میں
اِصْلَاحًا۔ صلح کا
الَّذِيْ۔ اس کے جو مردوں کو
عَلَيْهِنَّ۔ ان پر ہے
عَلَيْهِنَّ۔ ان پر
عَزِيْزٌ۔ غالب

اللّٰهَ۔ اللہ
اِنْ۔ اگر
اللّٰهَ۔ اللہ
الْمُطَلَّقٰتُ۔ مطلقہ عورتیں
قُرُوْٓءٍ۔ حیض
لَهُنَّ۔ واسطے ان کے
خَلَقَ۔ پیدا کیا
اِنْ۔ اگر
وَ۔ اور
وَ۔ اور
ذٰلِكَ۔ اس کے
وَ۔ اور

مختصر تفسیر بارہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ۔ اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم فرما دیجئے وہ اذیت دینے والا ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں۔

حیض اس خون کو کہتے ہیں جو عورتوں کو ہر ماہ آتا ہے جسے لڑکی گندگی۔ ماہواری بھی کہتے ہیں۔

فَاعْتَزِلُوا۔ پس تم الگ رہو۔ اعتزال۔ ہم بستری سے الگ رہو۔

حیض کی مدت کم از کم تین دن رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے اس حال میں عورت سے جماع کرنا

www.waseemziyai.com

حرام ہے۔

شانِ نزول

عرب کے لوگ یہود اور مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے انتہائی تنفر کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے ساتھ کھانا پینا۔ ایک مکان میں رہنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اس رسم میں یہاں تک شدت ہوگئی تھی کہ حائضہ کی طرف دیکھنا اور اس سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے۔ اس دور میں بھی بنود حائضہ عورتوں کے ہاتھ کا پکا ہوا نہیں کھاتے۔

اور نصاریٰ اس کے برعکس عورتوں کے ساتھ ان ایام میں انتہائی مخالطت ومحبت سے مشغول ہوتے تھے۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ سے حیض کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس میں اذی کا ترجمہ باعتبار شرع ناپاکی ہوسکتا ہے اور بہ اعتبار لغت اذیت اور تکلیف ہے۔

علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ مفردات میں بتاتے ہیں ذَالِکَ اَذًی بِاِعْتِبَارِ الشَّرْعِ وَ بِاِعْتِبَارِ الطِّبِّ عَلٰی حَسْبِ مَا یَذْکُرُہٗ اَصْحَابُ ھٰذِہِ الصِّنَاعَۃِ یُقَالُ اٰذَیْتُہٗ – اٰذَیْتُہٗ اِیْذَاءً وَاٰذَیْتُہٗ اَذًی۔ حیض کا نام باعتبار شریعت اذی رکھا گیا ہے اور طب میں بھی اطباء کے اقوال کے مطابق یہ تکلیف دہ چیز ہے۔

چونکہ اطباء نے لکھا ہے ایام حیض میں مقاربت موجب امراض مہلکہ ہے۔ یہی امر تشفیقی قرآن کریم میں ہے کہ وہ چونکہ ایام موذی ہیں لہٰذا ان ایام میں عورتوں سے اعتزال کرو یعنی مخالطت ومقاربت سے محترز رہو۔ باقی ان کے ہاتھ کا کھانا، ان سے ملنا جلنا، ملامست کرنا، ایک جگہ بیٹھنا یہ سب جائز ہے۔ نہ یہود کی طرح اجتناب نہ نصاریٰ کی طرح اختلاط، دونوں کے مابین رہنے کی تمہیں اجازت ہے۔ اتنا وہم بھی نہیں جتنا یہود کو ہے اور اتنا شوق بھی نہیں جتنا نصاریٰ کو ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَھَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ تو عورتوں سے قربت نہ کرو۔ جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔ پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا۔ بے شک محبوب رکھتا ہے توبہ کثرت سے کرنے والوں کو اور محبوب رکھتا ہے ستھروں کو۔

اس میں حتیٰ یطہرن سے مراد یہ نہیں کہ جب تک وہ غسل نہ کرلیں بلکہ ان سے مقارنت حالت حیض میں ممنوع ہے جب حیض ختم ہو جائے تو ایام طہر شروع ہو گئے اب مقاربت جائز ہے اگرچہ افضل یہی ہے کہ غسل کرنے کے بعد مقاربت کی جائے۔ جب عورت کی طرف طہر منسوب ہو تو اس سے غسل مراد نہیں ہوتا بلکہ فقط خون بند ہونا ہے۔ (روح المعانی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ کو غسل سے پہلے مشک استعمال کرنے کا حکم دیتے تاکہ خون کی بدبو جاتی رہے۔ (روح المعانی)

بے شک اللہ عزوجل بہت توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے جو شرک اور حیض دونوں گندگیوں سے بچیں۔

نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو اور اپنی بھلائی کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور آپ ایمان والوں کو خوشخبری دیں۔

www.waseemziyai.com

قرآن حکیم نے تقویٰ کی تاکید بار بار فرمائی تاکہ انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ عزوجل کو یاد رکھے اہل ایمان کو حکم دیتا ہے اور اچھی جزاء کی خوشخبری سناتا ہے جن کے اوصاف یہ ہیں۔

قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ۔ مومن کو آئندہ کی فکر ہوتی ہے اس کو لذت شہوت مطلوب نہیں۔

اتَّقُوا اللّٰهَ۔ خدا کا خوف اور پرہیزگاری کی انسان مثال بن جائے۔

مُلٰقُوْهُ۔ آخر تمہیں اللہ عزوجل کے حضور حاضر ہونا ہے خبردار کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس سے شرمساری ہو۔

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایمان والوں کو خوشخبری سنادو۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا عجیب حال ہے اگر خوشی ہوتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر کوئی تکلیف ہو جائے تو اس پر صبر کرتا ہے جب بھی اس کے لئے بہتری ہوتی ہے۔ (مسلم)

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔ سے اس امر کا بیان مقصود ہے کہ جیسے کھیتی کو بے کار استعمال نہیں کرتے ایسے ہی عورتوں کو کھیت سمجھ کر قضاء شہوت کے لئے استعمال نہ کرو بلکہ ان کی قربت سے نسل کا قصد رکھو۔

اور وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ سے مراد یہ ہے کہ بوقت مقاربت و مجامعت بھی خدا کو یاد رکھو اور قبل از جماع وہ دعا پڑھ کر ثواب حاصل کرو جو حدیث میں آئی ہے۔ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا بِسْمِ اللّٰهِ اے میرے اللہ ہمیں شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس بچہ سے دور رکھ جو تو ہمیں عنایت فرمائے۔ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں

حَرْثٌ۔ کھیتی، کھیت زمین کے اس ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جس میں بیج بویا جائے اور اس میں سبزی غلہ اور نباتات پیدا ہوتے ہیں۔ بیوی نسل کے بڑھانے اور اولاد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسلام میں ہم بستری کا مقصد حصول اولاد ہے۔ اَنّٰى کے معنی جہاں کے ہیں شِئْتُمْ۔ تم چاہو یعنی طریق کار اور وقت پر پابندی نہیں بلکہ غیر فطری طریق پر پابندی ہے تاکہ اپنی قوت نسل کو ضائع نہ کریں۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ کہ احسان اور تقویٰ اور لوگوں کو صلح کرنے کی بھی قسم کھالو اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔

عُرْضَةً۔ عربی میں کہتے ہیں۔ وَالْعُرْضَةُ مَا يُجْعَلُ مُعْرَضًا لِلشَّيْءِ۔ یعنی عرضہ وہ ہے جسے کسی شے سے بچنے کے لئے درمیان میں عارض کیا جائے۔

تَبَرُّوْا۔ تم نیک سلوک کرو یہ لفظ بر سے ہے جس کے معنی نیکی کے ہیں۔

شان نزول

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر نہ جانے اور ان سے کلام نہ کرنے اور ان کی مخالفین کے ساتھ صلح نہ کرانے کی قسم کھالی تھی۔ جب اس کے متعلق ان سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں قسم کھا چکا ہوں اس لئے ان کے گھر جا بھی نہیں سکتا اور ان سے کلام بھی نہیں کر سکتا اور مصالحت بین الخصوم بھی کرانے سے حنث یمین لازم آئے گا۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے نیک کام کرنے سے قسم کھانے کی ممانعت فرمائی۔

www.waseemziyai.com

اسی بناء پر فقہاء نے تصریح کی کہ نیکی سے باز رہنے کی جو شخص قسم کھالے اسے چاہئے کہ وہ اس قسم کو پورا نہ کرے بلکہ یہ کام ضرور کرے اور حنث یمین کا کفارہ دے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی امر پر قسم کھالے پھر معلوم ہو کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کام کو پورا کرلے اور قسم کا کفارہ دے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے اس کھانا سے جو درمیانی درجہ سے خود معہ عیال کے کھائے یا ان کو کپڑے پہنا دے یا ایک غلام آزاد کردے۔ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۔ اور اگر یہ نہ کرسکے تو تین روزے رکھے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے (کہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے درمیانہ جو کہ تم گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کے کپڑے یا ایک غلام آزاد کرنا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قسم کھالے اور پھر اس کے خلاف بہتر صورت خیر کی نظر آئے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے کر نیکی کا کام انجام دے۔ (مسلم)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ اللہ تمہیں گرفت نہیں کرتا ان قسموں میں جو لغو طور پر زبان سے نکل جائیں لیکن گرفت کرتا ہے ان کی جو تمہارے دلوں نے کی اور اللہ بخشنے والے حلم والا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ۔ مواخذہ سے بنا۔ جس کا مادہ اخذ ہے اس کے معنی ہیں پکڑنا اور گرفت کرنا۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نہ تو تم پر دنیا میں کفارہ واجب کرتا ہے اور نہ ہی آخرت میں گناہ ہے۔

بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ۔ لغو کے معنی باطل۔ بیہودہ باتیں۔

شرعی قسم لغو وہ ہے جو کوئی گزرے ہوئے واقعہ پر اپنے خیال میں درست جانتے ہوئے قسم کھا جائے اور حقیقتاً وہ غلط ہو۔

اَیمان۔ یمین کی جگہ آیا ہے اور ایمان یمین کی جمع ہے اس کے معنی ہیں قوت یا داہنا ہاتھ۔

اللہ تعالیٰ عزوجل تمہاری لغو قسموں پر جو تم گزشتہ بات پر اپنے کو سچا سمجھ کر کھالو کوئی پکڑ نہیں فرماتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں کہ نہ اس پر گناہ ہے نہ کفارہ۔

قسم تین طرح کی ہوتی ہے۔ لغو، غموس، منعقد۔ یمین لغو یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو۔ یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔

یمین غموس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے اس میں گنہگار ہوگا۔

یمین منعقدہ یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے۔ اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ غفور، غفر سے بنا چھپانا اور حلیم حلم سے۔ بردباری۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت حلم فرمانے والا ہے۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ وہ جو قسم کے ساتھ ایلاء کرلیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کا انہیں چار مہینہ کی مہلت

www.waseemziyai.com

ہے پھر اگر اس مدت میں رجوع کرے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ ہی کر لیا تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

عربی میں ایلا کہتے ہیں اس قسم کو جو اپنی بیوی سے ایک مدت تک مجامعت و مقاربت کے لئے کی جائے۔

شان نزول

اس کا یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عوام کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ نہ دے سکتیں یا انکار کرتیں تو ان سے ایک سال دو سال تین سال یا اس سے بھی زائد عرصہ ان کے پاس جانے اور صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے۔ ایسی حالت میں وہ غریب بے کس نہ بیوہ ہوتی تھی کہ اپنا ٹھکانہ دوسری جگہ کر لیتی اور نہ شوہر دار کہ شوہر کے پاس آرام پاتیں۔ اسلام نے اس ظلم کو مٹا دیا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لئے چار ماہ کی مدت مقرر فرما دی تاکہ عورت اس مدت تک جس کو ایلاء کہتے ہیں انتظار کرے اس عرصہ میں خاوند سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے کہ عورت کو رکھنا ہے یا نہیں اس مدت میں اگر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم و ضروری ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم بھی نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہو جائے گی اس پر طلاق بائن دو طلاق واقع ہوں گی جس میں دوبارہ نکاح ہوگا۔

فقہاء نے اس کے چند پہلو بیان کئے ہیں وہ یہ کہ اگر مرد صحبت قرابت پر قادر ہو تو صحبت ہی سے رجوع مسلم ہوگا اور اگر صحبت قرابت پر قادر نہ ہو تو بعد قدرت صحبت قرابت کا وعدہ بھی رجوع ہوگا۔ (تفسیر احمدی)

اور اگر ایلاء کے بعد رکھنا منظور نہ ہو تو عزم طلاق کے بعد مدت گزر جانے سے خود بخود طلاق واقع ہوگی۔

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ۔ تربص کے معنی انتظار کرنا۔ ٹھہرنا۔ جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھا لیتے ہیں انہیں اس معاملہ میں سوچنے اور غور کرنے کے لئے چار ماہ کے انتظار کا حق حاصل ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ۔ عزم کسی سخت کام کر گزرنے پر دل مضبوط کر لینا۔ طلاق۔ طلق سے بنا جس کے معنی کھلنا یا چھوٹنا اسی لئے چلنے کو انطلاق کہتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں نکاح کی بندش سے آزاد کرنے کو طلاق کہتے ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور نیت کو جانتا ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

اور طلاق والیاں اپنے نفسوں کو روکے رکھیں تین حیض تک اور انہیں حلال نہیں کہ وہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا اگر وہ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر صلح چاہیں اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے۔ جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ۔ یہ لفظ طلاق سے بنا اس سے خاص طلاق والی عورتیں مراد ہیں۔ کیونکہ یہ مدت صرف اس عورت کی ہے جس سے شوہر کی خلوت صحیحہ ہو گئی ہو۔ غیر حاملہ۔ قابل حیض اور آزاد عورت کے لئے ہے۔ اس سے ہر وہ عورت مراد ہے جو

www.waseemziyai.com

نکاح میں آ کر نکل جائے اسی لئے مطلقات جمع فرمایا گیا۔ (تفسیر احمدی)

یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ۔ یہ لفظ تربص سے بنا اس کے معنی ہیں انتظار کرنا۔ لیکن یہاں روکنا مراد ہیں۔ ہر قسم کی طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو نکاح ثانی سے روکے رکھیں۔

اس آیت میں عدت مطلقہ کا ایک حکم واضح کیا گیا اس کی مدت عدت کے لئے تین قروء فرمائے جو ترجمہ میں تین حیض ظاہر کئے ہیں محاورہ عرب میں اس کی تحقیق یہ ہے۔

ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ قَرَاءٌ۔ قَرَأَتِ الْمَرْأَةُ رَأَتِ الدَّمَ وَاَقْرَأَتْ صَارَتْ ذَاقُرْأَةٍ وَقَرَأَتِ الْجَارِيَةُ اِسْتَبْرَأَتْ بِهَا بِالْقُرْءِ وَالْقُرْءُ فِي الْحَقِيْقَةِ اِسْمُ الدُّخُوْلِ فِي الْحَيْضِ عَنْ طُهْرٍ (راغب)

خلاصہ یہ ہے کہ قراء کی جمع قروء ہے اور یہ وہ اسم ہے جو حیض میں طہر کے ایام سے داخل ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس آیت میں مطلقہ عورتوں کے عقد کا بیان ہے۔

جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی تو اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئیں تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ۔ اور اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں ہے جو تم عدت گزارو۔

اور جن عورتوں کو خوردسالی یا کبرسنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو۔ ان کی عدت کا بیان سورۂ طلاق میں آئے گا یہاں اجمالاً اتنا سمجھ لیں کہ جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

اور جو حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ۔ طلاق والی عورتوں کو یہ جائز نہیں کہ چھپالیں۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ۔ اس سے حمل یا حیض دونوں مراد ہیں۔ (روح المعانی)

اَرْحَامٌ۔ رحم کی جمع ہے۔ بچہ دانی کو رحم کہتے ہیں اس سے رشتے قائم ہوتے ہیں۔

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ۔ اگر ایمان دار ہوں تو نہ چھپائیں کیونکہ یہ حلال نہیں۔ اس سے خوف دلانا مقصود ہے۔ (روح المعانی)

بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ۔ شوہر عورت کا سردار بھی ہے۔ طلاق رجعی میں بھی عورت پر شوہر کو اختیار ہے کہ وہ رجوع کر لے (روح المعانی) اگر عورت غلط بیانی سے کام لے کر عدت میں دوسرا نکاح کر لے تو حق پہلے ہی شوہر کا ہوگا کیونکہ عدت باقی ہے۔ یہ رجوع طلاق رجعی یا بائنہ میں ہوگا۔

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا۔ اصلاح سے احسان اور بہتری مراد ہے۔ شوہر رجوع کا حقدار جب ہوگا جب اس کی نیت بہتر ہوگی۔ زمانہ جاہلیت میں بار بار طلاق دیتے اور بار بار رجوع کرتے اس طرح عورت کو مسلسل پریشان کرتے رہتے۔ یہ گناہ ہے۔

لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اس سے عورتوں کے وہ حقوق مراد ہیں۔ جو شوہروں کے ذمہ ہیں یعنی جتنے حق مردوں کے عورتوں پر ہیں اتنے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔

www.waseemziyai.com

لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ درجہ سے مراد زیادتی وتفوق ہے یعنی شوہر گھر کا حاکم اعلیٰ ہے۔

اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

شان نزول

حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ نبوی ﷺ میں مجھے میرے شوہر نے طلاق دے دی تھی اور اس وقت تک عدت کے احکام اسلام میں نہ آئے تھے اور زمانہ جاہلیت میں طلاق کی عدت مقرر نہ تھی اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور سب سے پہلے عدت طلاق انہوں نے ہی گزاری۔ (درمنثور)

مسائل

طلاق شدہ عورتوں کی چند قسمیں ہیں اور ان کی عدتیں بھی علیحدہ ہیں۔

۱- جن کو شوہر کی قربت سے پہلے طلاق ہو جائے اس پر عدت نہیں۔

۲- حاملہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو اس کی عدت طلاق کی صورت میں بچہ کی پیدائش ہے۔

۳- چھوٹی بچی یا بوڑھی عورت جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

۴- لونڈی منکوحہ کی عدت دو حیض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ۔

یہاں ان کی عدت وطلاق کا حکم ہے جو آزاد عورتیں ہیں۔ وہ بتایا کہ وہ تین حیض عدت پوری کریں اور بعد اتمام عدت بھی اگر انہیں حمل ہو تو اسے نہ چھپائیں۔ کیونکہ اس کے چھپانے سے رجعت میں جو شوہر کا حق ہے۔ ضائع ہوگا اور دیانت و امانت کا یہی مقتضا ہے کہ حمل ہو تو ظاہر کر دے۔

اور طلاق رجعی میں مدت کے اندر شوہر عورت سے رجوع کر سکتا ہے۔ خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ کا بھی یہی مقتضی ہے۔

لیکن اگر شوہر کو ملاپ منظور ہو تو ایسا کرے اور اگر ضرر رسانی کا قصد ہو تو ہرگز نہ کرے جیسا کہ اہل جاہلیت عورتوں کو پریشان کرنے کے لئے کیا کرتے تھے۔

آخر میں اس امر کی بھی وضاحت کر دی کہ جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے ویسی ہی زینت کروں جیسے وہ مجھے خوش کرنے کے لئے کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہما اپنے والد سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے

www.waseemziyai.com

حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں ارشاد فرمایا تم عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ ان کو تم نے اپنے قبضہ میں اللہ کی امان سے لیا ہے۔ اور اللہ نے ان کو تمہارے لئے حلال کیا ہے۔ آگے طلاق کا مفصل حکم بیان ہو رہا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روکنا یا احسان کر کے چھوڑ دینا ہے اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے واپس لو مگر جب دلوں کو خوف ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کر سکیں گے تو اگر خائف ہوں کہ دونوں نہ قائم کر سکیں گے حدود اللہ تو ان پر گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھیں اور جو حدود سے آگے بڑھے تو وہی ظالموں میں سے ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

پھر اگر تیسری طلاق اسے دے دے تو اس کے بعد وہ عورت حلال نہیں۔ جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ تو اگر دوسرا اسے طلاق دے دے تو اس پہلے پر گناہ نہیں کہ آپس میں رجوع ہو جائیں اگر انہیں گمان ہو کہ اللہ کی حدیں نبھائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں بیان کرتا ہے اس قوم کو جو جانتی ہو۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کی میعاد پہنچ جائے تو انہیں روکو بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو معروف طریقہ سے اور انہیں تکلیف دینے کے لئے نہ روکو حد سے بڑھ کر اور جو ایسا کرے وہ اپنی ہی جان پر ظلم ہے اور اللہ کی آیتوں کو تمسخر میں نہ ڈالو اور اس کی نعمتیں یاد کرو جو تم پر ہیں اور وہ جو تم پر کتاب و حکمت اتاری۔ تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے۔

لفظی ترجمہ

اَلطَّلَاقُ۔ طلاق مَرَّتٰنِ۔ دو مرتبہ فَاِمْسَاكٌ۔ پھر روکنا ہے بِمَعْرُوْفٍ۔ بھلائی سے

www.waseemziyai.com

أَوْ۔ یا
لَا۔ نہیں
تَأْخُذُوْا۔ پکڑو
شَيْئًا۔ کچھ بھی
اِلَّآ۔ مگر
اَنْ۔ یہ کہ
يَّخَافَآ۔ ڈریں
اَللّٰهِ۔ اللہ کی
يُقِيْمَا۔ قائم کریں گے
جُنَاحَ۔ گناہ
بِهٖ۔ اس کا
فَلَا۔ تو نہ
مَنْ۔ جو
فَأُولٰٓئِكَ۔ تو یہ لوگ
طَلَّقَهَا۔ طلاق دے اس کو
مِنْۢ بَعْدُ۔ اس کے بعد
غَيْرَهٗ۔ دوسرے سے
جُنَاحَ۔ گناہ
اِنْ۔ اگر
حُدُوْدَ۔ حدیں
حُدُوْدُ۔ حدیں
وَ۔ اور
لِقَوْمٍ۔ واسطے قوم
يَّعْلَمُوْنَ۔ جاننے والے کے
النِّسَآءَ۔ عورتوں کو
بِمَعْرُوْفٍ۔ بھلائی سے
وَ۔ اور
ضِرَارًا۔ تکلیف دینے کیلئے
يَفْعَلْ۔ کرے
نَفْسَهٗ۔ اپنی جان پر
اٰيٰتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی آیتوں کو
نِعْمَتَ۔ احسان
مَآ۔ جو

تَسْرِيْحٌ۔ چھوڑنا ہے
يَحِلُّ۔ حلال
مِمَّآ۔ اس سے جو
اِلَّآ۔ مگر
يُقِيْمَا۔ قائم کرسکیں گے
خِفْتُمْ۔ تم ڈرو
اَللّٰهِ۔ اللہ کی
فِيْمَا۔ اس میں جو
حُدُوْدُ۔ حدیں ہیں
هَا۔ ان سے
وَ۔ اور
اَللّٰهِ۔ اللہ کی
حُدُوْدَ۔ حدیں
الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم
تَحِلُّ۔ حلال ہے
تَنْكِحَ۔ نکاح کرے
طَلَّقَهَا۔ طلاق دے اس کو
اَنْ۔ یہ کہ
اَنْ۔ یہ کہ
وَ۔ اور
يُبَيِّنُهَا۔ بیان کرتا ہے ان کو
اِذَا۔ جب
اَجَلَهُنَّ۔ اپنی مدت کو
سَرِّحُوْهُنَّ۔ چھوڑو ان کو
تُمْسِكُوْ۔ روکو
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
فَقَدْ۔ تو بے شک
لَا۔ نہ
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
وَ۔ اور
عَلَيْكُمْ۔ تم پر

بِاِحْسَانٍ۔ بھلائی سے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
اٰتَيْتُمُوْ۔ دیا تم نے
اَنْ۔ یہ کہ
حُدُوْدَ۔ حدیں
اَلَّا۔ یہ کہ نہ
فَلَا۔ تو نہیں
افْتَدَتْ۔ فدیہ دے عورت
اَللّٰهِ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
اَللّٰهِ۔ اللہ کی
فَإِنْ۔ پھر اگر
فَلَا۔ تو نہیں
لَهٗ۔ اس کے لئے
زَوْجًا۔ شوہر
فَلَا۔ تو نہیں
اَنْ۔ یہ کہ
يَّتَرَاجَعَآ۔ رجوع کریں
يُّقِيْمَا۔ قائم کرسکیں گے
تِلْكَ۔ یہ ہیں
يُبَيِّنُهَا۔ بیان کرتا ہے ان کو
طَلَّقْتُمُ۔ طلاق دو تم
فَأَمْسِكُوْهُنَّ۔ تو روکو ان کو
بِمَعْرُوْفٍ۔ بھلائی سے
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
لِّتَعْتَدُوْا۔ تاکہ تم زیادتی کرو
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
وَ۔ اور
اَذْكُرُوْا۔ یاد کرو
وَ۔ اور

MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اَنْزَلَ۔ اتارا اس نے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب	وَ۔ اور
الْحِكْمَةِ۔ حکمت سے	يَعِظُكُمْ۔ نصیحت کرتا ہے تم کو	بِهٖ۔ ساتھ اس کے	وَ۔ اور
اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	اعْلَمُوْٓا۔ جان لو
اَنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	بِكُلِّ۔ ہر ایک	شَيْءٍ۔ چیز کو
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے			

مختصر تفسیر تیرہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔ یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اس سے طلاق رجعی کی حد بتانا مقصود ہے یعنی دو طلاق رجعی ہیں جس میں شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہے وہ دو ہیں تیسری طلاق مغلظہ کے بعد شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں رہتا جس کسی نے تیسری طلاق بھی دے دی تو اب کسی اور سے نکاح کئے بغیر یہ عورت اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔

اِمْسَاكٌ۔ مسک سے بنا یعنی روکنا۔ بخیل کو بھی ممسک کہتے ہیں وہ مال کو روکتا ہے۔ معروف سے اچھے تعلقات نیک سلوک مراد ہیں۔ دو طلاق کے بعد بغرض اصلاح نہ کہ بہ نیت نقصان ان کو روکنا جائز ہے۔

اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ سرح سے بنا ہے یعنی آزاد چھوڑنا۔ علیحدہ کرنا۔ اسی لئے بالوں میں کنگھی کرنے کو تَسْرِيْحُ الشَّعْر (بال سلجھانا) کہتے ہیں۔

احسان سے عورت کا مہر اور حقوق عدت ادا کرنا ہے یعنی دو طلاق تک مردوں کو دو حق حاصل ہیں۔ بہ قصد اصلاح انہیں روک لینا یا طلاق سے رجوع کر لینا یا بھلائی سے ان کو چھوڑ دینا یعنی تیسری طلاق دے دینا اور تعلقات ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا۔

شان نزول

ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا۔ ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کر لے گا۔ پھر طلاق دے دے گا اور اسے اسی طرح عمر بھر قید رکھے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں قانون نافذ کر دیا گیا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد تیسری بار طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں اور یہ بھی بتا دیا کہ دو طلاق کے بعد اگر رجعت نہ کرے تو پھر عورت بائنہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد تجدید نکاح کے بغیر وہ عورت حلال نہیں ہو سکتی۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۔

اور تمہیں جائز نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا (یعنی مہر وغیرہ، لباس، زیور) اس میں سے کچھ واپس لو یعنی طلاق دیتے وقت دیا ہوا واپس لینا نہ چاہئے۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ دونوں حدود شرعی پر قائم نہ رہیں گے۔ تو تم پر گناہ نہیں اس میں کہ بدلہ دے

www.waseemziyai.com

کر عورت رخصت لے (حدود سے مراد حقوق زوجین ہیں) خاوند اپنی بیوی کے حقوق کا لحاظ رکھے۔ بیوی خاوند کے حقوق محفوظ رکھے اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو علیحدہ علیحدہ ہو جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو وہی ظالم لوگ ہیں۔

یہ قانون بیان فرما کر دو طلاقوں کے بعد اب تیسری طلاق کا اثر اور حکم واضح کیا جا رہا ہے۔ یہ آیت جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ جمیلہ ثابت رضی اللہ عنہما بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی اور شوہر سے کمال نفرت کرتی تھیں۔ حضور ﷺ سے آ کر انہوں نے شکایت کی اور عرض کیا کہ میں کسی صورت بھی ان کے پاس رہنے پر راضی نہیں۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انہیں ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں تو وہ مجھے واپس کریں۔ میں ان کو طلاق دے دوں گا۔ جمیلہ رضی اللہ عنہا نے اسے منظور کیا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی۔ اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں اس سے چند مسائل واضح ہوتے ہیں (۱) خلع میں طلاق بائن ہوتی ہے۔ (۲) خلع میں لفظ خلع کا ذکر ضروری ہے مگر جدائی کی طلبگار عورت سے خلع میں مقدار مہر سے زائد لینا مکروہ ہے۔ اور اگر عورت کی طرف سے مطالبہ تفریق نہ ہو بلکہ مرد ہی اس کو علیحدہ کرنا چاہے۔ تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے۔ یعنی مکروہ تحریمی۔

خلع یہ ہے کہ عورت کچھ مال دے کر یا حقوق زوجیت کے عوض شوہر سے طلاق حاصل کرے مگر خلع کا لفظ بولنا ضروری ہے مثلاً عورت کہے کہ تو مجھ سے ہزار روپے کے عوض خلع کر لے۔ اگر مال کا ذکر تو کیا خلع کا ذکر نہ کیا تو وہ طلاق بالمال کہلائے گی نہ کہ خلع۔ (تفسیر احمدی)

جو چیز نکاح میں مہر بن سکتی ہے وہ خلع کے عوض بھی بن سکتی ہے مہر کم از کم دس درہم تقریباً اڑھائی روپے ہو سکتا ہے۔ زیادہ کی حد نہیں۔ (تفسیر احمدی)

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔

پھر اگر (تیسری بار بھی) طلاق دے دے تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے نکاح میں نہ آوے (اور اس کے پاس نہ رہے) پھر جب وہ دوسرا (خاوند) طلاق دے دے تو ان میں نکاح کر لینے سے گناہ نہیں اگر یقین رکھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں پوری کریں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں فرماتا ہے جاننے والوں کے لئے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا۔ اس آیت سے رجعی اور خلع کی دو طلاقیں مراد ہیں خواہ وہ بعوض مال خلع ہو یا رجعی۔

فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ۔ تیسری طلاق کے بعد وہ عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے۔ اب وہ عورت اس شوہر کے لئے کسی طرح حلال نہیں نہ وہ شوہر رجوع کر سکتا ہے نہ اب دوبارہ نکاح کر سکتا ہے جب تک حلالہ نہ کیا جائے۔

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ تَنْكِحَ کا مادہ نکح ہے جس کے معنی صحبت یا عقد ہیں یہاں چونکہ زوجا کا ذکر ہے اس لئے صحبت کے معنی میں ہے۔ (تفسیر کبیر)

حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گزار کر دوسرے بالغ تندرست مرد سے نکاح کرے پھر وہ صحبت کر کے طلاق

www.waseemziyai.com

دے پھر بعد طلاق عدت گزار کر پہلے شوہر کے پاس عقد میں آسکتی ہے۔

یعنی بعد عدت دوسرے سے وہ عورت نکاح کرے اور وہ بعد صحبت واہم بستری اسے طلاق دے اور عدت گزار لے۔ اس کے بعد دو بار وہ بتراضی طرفین پہلا خاوند نکاح کر سکتا ہے۔

شان نزول

عائشہ بنت عبدالرحمٰن رفاعہ ابن وہب کے نکاح میں تھی انہوں نے ان کو طلاق ثلاثہ تین طلاقیں دے دی تھیں۔ انہوں نے عدت گزار کر عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی سے نکاح کر لیا کچھ دن بعد عائشہ بنت عبدالرحمن نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دوسرے شوہر کی شکایت کی اور ان کے نامرد ہونے کا اظہار فرمایا۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا پہلے خاوند رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو انہوں نے رضامندی کا اظہار فرمایا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تک دوسرا شوہر صحبت وقربت نہ کرے اس وقت تک تم پہلے شوہر کے پاس نہیں جاسکتی اور اگر وہ نامرد ہیں تو تم رفاعہ کے لئے حلال نہیں۔ (روح المعانی)

مسئلہ: حلالہ کے بعد جب عورت پہلے شوہر کے پاس آئے گی تو نکاح اول کے مثل شوہر کو تین طلاقوں کا حق حاصل ہوگا جیسا کہ یَّتَرَاجَعَآ سے معلوم ہوا۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ۔ اگر دوسرا شوہر بھی بعد صحبت اسے طلاق دے دے تو اب شوہر اول اس عورت سے دوبارہ نکاح کرے تو اس میں گناہ نہیں بشرطیکہ

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ظن کے حقیقی معنی ہیں۔ اور حدود اللہ سے زوجیت کے شرعی حقوق مراد ہیں۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ۔ تک سے ان تمام احکام کی طرف اشارہ ہے۔

يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ خوب بیان کرنا اللہ تعالیٰ ان قوانین کو اور احکام کو صاف صاف بیان فرماتا ہے تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے (یعنی عدت تمام ہونے کے قریب ہو اور طلاق رجعی ہو) تو اس وقت تک بھلائی کے ساتھ روک لو یا ان کو شرافت کے ساتھ چھوڑ دو اور ان کو تکلیف دینے کے لئے نہ روکو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بنالو اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو اور جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اللہ تمہیں اس کی نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

یہاں طلاق رجعی مراد ہے جو تم اپنی بیویوں کو دو اجل کے معنی انتہا کو پہنچ جانا یعنی وقت اور مدت کو۔ یعنی وہ طلاق والی عورتیں اپنی اخیری عدت کو پہنچ جائیں۔ ان کی عدت ختم ہونے لگے۔ اور امساک سے رجوع کرنا مراد ہے۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

یہ آیت ثابت بن یسار انصاری رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریب الاختتام ہوتی تھی رجوع کر لیا کرتے تھے تاکہ عورت قبضہ میں پڑی رہے۔ اس پر حکم ہوا فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ نباہنے کی نیت سے اچھا معاملہ رکھنے کے خیال سے صحبت کرو ورنہ نہیں یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دو اور عدت گزر جانے دو تاکہ بعد عدت وہ آزاد ہو جائیں) اور انہیں ضرر پہنچانے کی نیت سے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے (یعنی ایسا کرنے والا حکم الٰہی کی مخالفت کر کے گنہگار ہوتا ہے) اور اللہ کی آیتوں کو تمسخر نہ بناؤ (کہ ان کی پرواہ نہ کرو اور حکم کے خلاف ان پر ظلم روا رکھو) اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے یعنی تمہیں اسلام دیا۔ حضور خاتم نبوت ﷺ کا امتی بنایا) اور وہ جو تم پر کتاب و حکمت سے نازل کیا (کتاب سے قرآن کریم اور حکمت سے احکام قرآن مراد ہیں) تمہیں نصیحت دینے کو اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو انہیں نہ روکو اس سے کہ وہ اپنی رائے سے نکاح کر لیں جبکہ آپس میں شرعی طور پر راضی ہوں یہ نصیحت اسے ہے جو تم میں سے ہو ایمان لانے والا اللہ اور آخرت کے دن پر یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۘ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال اس کیلئے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ارادہ رکھے اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور کپڑا حسب دستور ہے کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے مگر اس کی وسعت و مقررہ کے موافق ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے اور جو باپ کی جگہ قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی لازم ہے تو اگر ماں باپ دودھ چھڑانا چاہیں دونوں اپنی رضامندی اور مشورے سے تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو یہ کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو تم پر گناہ نہیں جبکہ معاوضہ ادا کرو اس سے جو دستور ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

www.waseemziyai.com

وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۳۴﴾

اور وہ جو تم میں سے مریں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ اپنے نفس کو روکیں چار مہینہ دس دن تو جب پوری ہو ان کی مدت تو گناہ نہیں تم پر جو عورتیں اپنے نفس کے لئے موافق شرع کریں اور اللہ جو تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔

وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ۙ وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَّلِیْمٌ ﴿۲۳۵﴾

اور نہیں گناہ تم پر اس بات میں جو پیام دو عورتوں کو نکاح کا در پردہ یا چھپا رکھو اپنے نفسوں میں اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے وہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو لیکن یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو حتی کہ پہنچ جائے اپنی میعاد کو لکھا ہوا اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	اِذَا۔جب	طَلَّقْتُمُ۔طلاق دو تم	النِّسَآءَ۔عورتوں کو
فَبَلَغْنَ۔پھر وہ پہنچیں	اَجَلَهُنَّ۔اپنی مدت کو	فَلَا۔تو نہ	تَعْضُلُوْ۔روکو
هُنَّ۔ان کو	اَنْ۔یہ کہ	یَّنْكِحْنَ۔نکاح کریں	اَزْوَاجَهُنَّ۔اپنے شوہروں سے
اِذَا۔جب	تَرَاضَوْا۔وہ راضی ہوں	بَیْنَهُمْ۔آپس میں	بِالْمَعْرُوْفِ۔شرع کے مطابق
ذٰلِكَ۔یہ	یُوْعَظُ۔نصیحت کیا جاتا ہے	بِهٖ۔اس کو	مَنْ۔وہ جو
كَانَ۔ہے	مِنْكُمْ۔تم میں سے	یُؤْمِنُ۔ایمان رکھتا	بِاللّٰهِ۔اللہ
وَ۔اور	الْیَوْمِ۔دن	الْاٰخِرِ۔آخرت پر	ذٰلِكُمْ۔یہ
اَزْكٰی۔بہت پاکیزہ ہے	لَكُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور	اَطْهَرُ۔بہت ستھرا
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	یَعْلَمُ۔جانتا ہے	وَ۔اور
اَنْتُمْ۔تم	لَا۔نہیں	تَعْلَمُوْنَ۔جانتے	وَ۔اور
الْوَالِدٰتُ۔مائیں	یُرْضِعْنَ۔دودھ پلائیں	اَوْلَادَهُنَّ۔اپنی اولاد کو	حَوْلَیْنِ۔دو سال
كَامِلَیْنِ۔پورے	لِمَنْ۔اس کے لئے جو	اَرَادَ۔چاہے	اَنْ۔یہ کہ
یُّتِمَّ۔پورا کرے	الرَّضَاعَةَ۔دودھ کی مدت	وَ۔اور	عَلَی۔اوپر
الْمَوْلُوْدِ لَهٗ۔بچے کے باپ کے ہے		رِزْقُهُنَّ۔ان کی روٹی	وَ۔اور

www.waseemziyai.com

كِسْوَتُهُنَّ۔ان کا کپڑا
تُكَلَّفُ۔تکلیف دیا جاتا
لَا۔نہ
وَ۔اور
بِوَلَدِهٖ۔اپنے بچے سے
مِثْلُ۔مثل
فِصَالًا۔دودھ چھڑانے کا
وَ۔اور
عَلَيْهِمَا۔ان دونوں پر
اَنْ۔یہ کہ
جُنَاحَ۔گناہ
مَّآ۔جو
وَ۔اور
اعْلَمُوْٓا۔جان لو
تَعْمَلُوْنَ۔جو تم کرتے ہو
يُتَوَفَّوْنَ۔مرجائیں
اَزْوَاجًا۔بیویاں تو
اَشْهُرٍ۔مہینے
بَلَغْنَ۔پہنچ جائیں
عَلَيْكُمْ۔تم پر
اَنْفُسِهِنَّ۔اپنی جانوں کے
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور
فِيْمَا۔اس میں جو
النِّسَآءِ۔عورتوں کو
اَنْفُسِكُمْ۔اپنی جانوں کے
سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ۔تم جلد دھیان کرو گے
لٰكِنْ۔لیکن

بِالْمَعْرُوْفِ۔دستور کے مطابق
نَفْسٌ۔کوئی آدمی
اِلَّا۔مگر
تُضَآرَّ۔تکلیف دی جائے
لَا۔نہ
وَ۔اور
عَلَى۔اوپر
ذٰلِكَ۔اس کے ہے
عَنْ تَرَاضٍ۔رضامندی سے
تَشَاوُرٍ۔مشورے سے
وَ۔اور
اِنْ۔اگر
تَسْتَرْضِعُوْٓا۔دودھ پلاؤ
عَلَيْكُمْ۔تم پر
اٰتَيْتُمْ۔دینا ہے تم کو
اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ
اللّٰهَ۔اللہ
بَصِيْرٌ۔دیکھنے والا ہے
مِنْكُمْ۔تم میں سے
يَتَرَبَّصْنَ۔انتظار کریں
وَّ۔اور
اَجَلَهُنَّ۔اپنی عدت کو
فِيْمَا۔اس میں جو
بِالْمَعْرُوْفِ۔شریعت کے موافق
بِمَا۔اس سے جو
لَا۔نہیں
عَرَّضْتُمْ۔پوشیدہ دو
اَوْ۔یا
عَلِمَ۔جانتا ہے
لَا۔نہ

لَا۔نہیں
وُسْعَهَا۔اس کی وسعت سے
بِوَلَدِهَا۔اپنے بچے سے
لَّهٗ۔باپ کو
الْوَارِثِ۔وارث کے بھی
اَرَادَا۔ارادہ کریں
مِّنْهُمَا۔دونوں کی
جُنَاحَ۔گناہ
اَرَدْتُّمْ۔ارادہ کرو تم
فَلَا۔تو نہیں
سَلَّمْتُمْ۔دے دو
بِالْمَعْرُوْفِ۔دستور کے مطابق
وَ۔اور
اللّٰهَ۔اللہ سے
وَ۔اور
بِمَا۔اس کو
الَّذِيْنَ۔وہ جو
يَذَرُوْنَ۔چھوڑ جائیں
اَرْبَعَةَ۔چار
فَاِذَا۔پھر جب
جُنَاحَ۔گناہ
فِيْ۔میں
وَ۔اور
خَبِيْرٌ۔خبردار ہے
عَلَيْكُمْ۔تم پر
مِنْ خِطْبَةِ۔پیام سے
فِيْ۔میں
اَنَّكُمْ۔بے شک تم
وَ۔اور
لَا۔نہ

فَلَا۔تو نہیں
اِنْ۔اگر
اَوْلَادَكُمْ۔اپنے بچے کو
اِذَا۔جب
اٰتَيْتُمْ۔دینا ہے تم کو
اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ
اَنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
وَ۔اور
الَّذِيْنَ۔وہ جو
يَذَرُوْنَ۔چھوڑ جائیں
وَ۔اور
اَنْفُسِهِنَّ۔اپنی جانوں سے
عَشْرًا۔دس دن
وَّ۔اور
فَلَا۔تو نہیں
فَعَلْنَ۔کریں
بِالْمَعْرُوْفِ۔شریعت کے موافق
تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو
جُنَاحَ۔گناہ
بِهٖ۔اسے
اَكْنَنْتُمْ۔چھپاؤ
اللّٰهُ۔اللہ
هُنَّ۔ان عورتوں کو
تُوَاعِدُوْهُنَّ۔وعدہ کرو
هُنَّ۔ان سے

www.waseemziyai.com

سِرًّا۔ خفیہ	اِلَّآ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	تَقُوْلُوْا۔ کہو تم
قَوْلًا۔ کہنا	مَّعْرُوْفًا۔ کھلم کھلا	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَعْزِمُوْا۔ پکی کرو	عُقْدَةَ۔ گرہ	النِّكَاحِ۔ نکاح کی	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يَبْلُغَ۔ پہنچ جائے	الْكِتٰبُ۔ لکھت	اَجَلَهٗ۔ مدت کی	وَ۔ اور
اعْلَمُوْٓا۔ جان لو	اَنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	يَعْلَمُ۔ جانتا ہے
مَا۔ جو	فِيْٓ۔ میں	اَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری جانوں کے ہے	
فَاحْذَرُوْهُ۔ تو ڈرو	وَ۔ اور	اعْلَمُوْٓا۔ جان لو	اَنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	حَلِيْمٌ۔ حوصلے والا ہے	

مختصر تفسیر چودھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو (اے ورثاء ازواج) انہیں نہ روکو اس سے کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جبکہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم سے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ۔ یعنی ان کی مدت عدت گزر جائے اور

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ۔ سے مراد وہ ہے جن کو انہوں نے اپنے نکاح کے لئے تجویز کیا ہو۔ خواہ وہ سنتے ہوں یا یہی طلاق دینے والے یا ان سے پہلے جو طلاق دے چکے تھے شرعی جواز کے ساتھ جس کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر ہو چکی اور۔

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ۔ کا یہ مفہوم ہے کہ مہر مثل پر اپنی کفو میں رشتہ ہو کیونکہ اس کے خلاف کی صورت میں اولیاء نساء کو اعتراض و تعرض کا حق ہے۔ اس کا

شان نزول

یہ ہے کہ معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا نکاح اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عاصم سے کر دیا۔ عبداللہ بہت نیک آدمی تھے اتفاقاً شوہر بیوی میں کسی بات پر ناچاقی ہو گئی۔ عبداللہ نے جمیلہ کو طلاق بائنہ دے دی۔ معقل کو بہت رنج ہوا۔ عدت گزرنے کے بعد عبداللہ نے پھر جمیلہ سے نکاح کرنا چاہا جس پر معقل نے قسم کھائی کہ اب میں تم سے ہرگز نکاح نہ کروں گا۔ جمیلہ کی مرضی ان سے دوبارہ عقد کی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل کو بلا کر یہ آیت سنائی انہوں نے گردن جھکا دی اور جمیلہ کا نکاح عبداللہ بن عاصم سے کر دیا اور قسم کا کفارہ دے دیا۔ یہ طلاق بائنہ تھی۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری)

دوسری روایت میں ہے۔ خاوند نے ایک یا دو طلاق دے دی اور عدت میں رجعت بھی نہ کی جب عدت ختم ہو گئی تو پہلے خاوند نے بھی پیام دیا عورت راضی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

www.waseemziyai.com

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا ہے اور پاکیزہ ہے اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ذٰلِكُمْ۔ سے نصیحت اور عمل کی طرف اشارہ ہے۔

اَزْكٰى۔ زکوٰۃ سے بنا یعنی بڑھنا یا طہارت پاکیزگی۔

اَطْهَرُ۔ سے ظاہری پاکی مراد ہے۔

اس کے بعد احکام رضاعت کا بیان ہے کیونکہ طلاق کے بعد یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ طلاق والی کی گود میں بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا ذریعہ ہوگا اس لئے یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق جو والدین پر احکام ہیں وہ بیان ہوں۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ۔ اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔ اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے۔

وَالْوَالِدٰتُ۔ سے طلاق والی عورتیں مراد ہے۔

يُرْضِعْنَ۔ رضع سے بنا اس کے معنی چوسنا ہے۔ دودھ پلانا۔

اَوْلَادَهُنَّ۔ ولد کی جمع ہے۔ لڑکا یا لڑکی۔ مائیں اولاد کو دودھ پلائیں۔

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔ حول کے معنی بدلنا پلٹنا۔ سال پلٹ کر آتے ہیں۔ کاملین پورے دو سال مراد ہیں۔

یعنی دو سال کی مدت پوری کرنا لازم نہیں۔ مگر ماں عورت خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ نہ پیئے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔

(تفسیر احمدی، جمل)

پھر دو سال سے کم مدت میں دودھ چھڑانے سے بچہ کے لئے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی دودھ چھڑانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی، خازن)

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ۔

اور اس پر جس کا بچہ ہے عورتوں کا کھانا کپڑا حسب دستور ہے کسی جان پر تکلیف نہ دی جائے مگر اس کی حد وسعت میں نہ ضرر دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے اور وارث پر مثل اسی کے ہے۔

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا۔ تُكَلَّفُ۔ کلف سے بنا ہے اس کے معنی چہرہ کی سیاہی ہے اور اصطلاح میں مشقت میں ڈالنا کیونکہ اس کا اثر چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے اس لئے اسے تُكَلَّفُ کہا جاتا ہے۔

وُسْعَ۔ کے معنی گنجائش۔ اصطلاح میں طاقت کے ہیں اس میں بھی اعمال کی گنجائش ہوتی ہے یعنی کسی نفس کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔

اس آیت سے واضح ہے کہ بچہ کی ماں کو اس کی خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے اور مرضعہ زیادہ اجرت مانگ

www.waseemziyai.com

کر ایذاء نہ پہنچائے۔ ماں کا بچے کو ضرر پہنچانا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے یا اس کی نگرانی نہ کرے یا اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوئی کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔

لیکن اگر باپ زندہ نہ ہو تو

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ اس سے بچہ کا وارث مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ باپ کے وارث ذی رحم مراد ہیں یعنی وہ قرابت والے جن سے نکاح ہمیشہ حرام ہو۔ ذٰلِكَ میں گزشتہ احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی اگر باپ زندہ نہ ہو تو بچہ یتیم ہو تو اس کے ذی رحم قرابتدار پر اس کا خرچہ واجب ہوگا۔

فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔

تو اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی مضائقہ اور گناہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا وہ حسب دستور ادا کر دو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ۔ سَلَّمْتُمْ۔ تسلیم سے بنا اس کے معنی آفات سے محفوظ رہنا ہے۔

مَّا آتَيْتُم۔ دینے کا ارادہ کرنا یا اجرت طے کرنا مراد ہے۔

بِالْمَعْرُوفِ۔ اس سے خوش معاملگی اور بھلائی مراد ہے یعنی تم ان کی مقررہ اجرت بھلائی سے بغیر تاخیر کے دے دو۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ۔ ان تمام احکام میں اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے اور اس سے خوف خدا دلانا مقصود ہے۔

أَرَادَا۔ کا فاعل ماں باپ دونوں ہیں ان کی رائے پر موقوف کیا گیا باپ اجرت سے بچنے کے لئے دودھ جلد چھڑانا چاہتا ہے اور ماں دوسرا نکاح کرنے کے لئے جلدی کر سکتی ہے تاکہ بچہ کو نقصان نہ ہو۔

فِصَالًا۔ فصل سے بنا اس کے معنی جدائی کے ہیں اسی لئے شہر پناہ کو فصیل کہتے ہیں۔ اونٹ کے بچہ کو بھی فصال کہتے ہیں کہ وہ بھی ماں سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ یہاں دودھ چھڑانا مراد ہے۔

عَنْ تَرَاضٍ۔ تَرَاضٍ رضا سے بنا آپس کی رضامندی۔

تَشَاوُرٍ۔ شوری سے بنا گھر کے سامان کو شوار کہتے ہیں وہ نکالا جاتا ہے۔ اصطلاح میں چند آرا کو جمع کرنے مشورہ کرنے کو تشاور کہتے ہیں ماں باپ مشورہ کریں اور چھڑا دیں تو چھڑا سکتے ہیں۔

إِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ۔ اس میں صرف باپ سے خطاب ہے یعنی اے والد و بالیو اگر تم دائیوں سے اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو یا کوئی دائی تلاش کر دو تو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں۔

آگے عدت کے احکام ہیں۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ

www.waseemziyai.com

اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

اور وہ جو مریں تم میں سے اور بیویاں چھوڑیں۔ وہ اپنے نفسوں کو روکیں چار مہینے دس دن۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ۔ توفی سے بنا اس کے معنی ہیں پورے لے لینا انسان اپنی عمر پوری کر کے پورا رزق کھا کر ہی مرتا ہے اس لئے اسے وفات کہا جاتا ہے۔ مِنْكُمْ میں مسلمانوں کو خطاب ہے۔

يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا۔ يَذَرُوْنَ۔ وَذْرٌ سے بنا اس کے معنی ہیں چھوڑنا۔

اَزْوَاج۔ زوج کی جمع ہے بمعنی جوڑا۔ یہاں بیویاں مراد ہیں۔

يَتَرَبَّصْنَ۔ انتظار میں رکھیں خاوند کی وفات کے بعد ان کی بیویاں نکاح سے رکی رہیں اس مدت انتظار کو عدت کہتے ہیں۔

جس عورت کو طلاق مل جائے اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر مطلقہ کم سن یا عمر رسیدہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ اور بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اس کا تذکرہ سورۃ طلاق میں مذکور ہے اور اگر خاوند کے مرنے کے بعد بیوی کو حمل نہ ہو تو اس کا یہ حکم ہے اور آئسہ جسے حیض آنا بند ہو چکا ہے اس کی عدت کا علیحدہ بیان ہے اور وہ صرف تین مہینے ہے اور یہ بھی سورۃ طلاق میں مذکور ہے حَيْثُ قَالَ۔

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ۔ اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہے اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا۔ غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن بتائی۔

اس کے متعلق مزید پابندیاں یہ ہیں کہ وہ اس مدت میں نہ نکاح کرے نہ اپنا مسکن بلا عذر چھوڑے نہ بلا ضرورت شاق تیل لگائے نہ خوشبو بسائے نہ سنگار کرے نہ رنگین کپڑا پہنے نہ ریشمی لباس استعمال کرے نہ مہندی رچائے نہ کسی سے جدید نکاح کے لئے گفت و شنید کرے اور طلاق بائن کی جو مدت عدت ہے اس میں بھی یہ پابندیاں لازم ہیں البتہ رجعی والی کے لئے مستحب ہے کہ وہ ایام عدت میں زینت اور سنگار کرے۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ۔ اجل سے انتہاء عدت مراد ہے یعنی جب عورتیں اپنی انتہائی عدت کو پہنچ جائیں اور عدت پوری کر لیں تو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ۔ وہ تمام چیزیں جو عدت کی وجہ سے ان پر حرام ہو گئی تھیں۔ مثلاً دوسرا نکاح بناؤ سنگار وغیرہ عدت کے بعد وہ کر سکتی ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔

مسئلہ: عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ مرد بیوی کی میت کو نہ کندھا دے اور نہ ہی قبر میں اتارے یہ بات غلط ہے۔ جب دوسرے اجنبی لوگ یہ کام کر سکتے ہیں تو شوہر کو بھی جائز ہے۔ عورت اپنے خاوند کی میت کو بوقت ضرورت غسل دے سکتی ہے لیکن شوہر بیوی کی میت کو غسل نہ دے اگر غسال نہ ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمم کرا سکتا ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬۔

www.waseemziyai.com

اور نہیں گناہ تم پر اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں پوشیدہ رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں معروف ہے۔ یعنی ایام عدت میں نکاح کرنا اور نکاح کا کھلا پیام دینا ممنوع ہے۔ البتہ پردہ پردہ میں اشارات و کنایات کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ تم بہت نیک اور خوش سلیقہ ہو یا اپنا ارادہ دل میں پوشیدہ رکھے اور زبان سے کچھ نہ کہے۔ اسے عربی میں تعریض کہتے ہیں۔ تعریض کو تلویح بھی کہتے ہیں۔ کنایہ اور تعریض میں یہ فرق ہے کہ کنایہ میں لوازم بول کر ملزوم مراد لیتے ہیں اور تعریض مقصود کے قرینہ قائم کر دینے کا نام ہے۔ یہ مباح ہے آگے نکاح کے متعلق ہدایات ہیں۔
(تفسیر بیر)

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔

اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی معیاد کو نہ پہنچ لے (یعنی ایام عدت نہ گزر جائیں) اور جان لو کہ اللہ تمہارے دلوں کی بات جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔ جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

اس آیت میں ایام عدت میں نکاح کرنے کی ممانعت ہے۔ یہاں انسان کی ایک کمزوری ظاہر فرمائی کہ اگر بیوہ عورت کسی کو پسند آئے تو وہ ضرور اس کا ذکر زبان پر لاتا ہے۔ چونکہ غم کا زمانہ ہے اس لئے اس کو تنبیہ کر دی گئی کہ اس زمانہ میں عورت سے نکاح کا اظہار ظاہری یا باطنی طور پر جائز نہیں۔ عدت ختم ہونے کے بعد نکاح کا پیغام دیا جا سکتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾

نہیں گناہ تم پر اگر طلاق دو عورتوں کو اس سے قبل کہ انہیں ہاتھ لگاؤ یا مہر مقرر کرو اپنے ذمہ اور انہیں کچھ برتنے کو دو وسعت والے پر اس کی وسعت کے موافق اور تنگدست پر اس کی حیثیت سے برتنے کی چیز حسب دستور یہ لازم ہے بھلائی والوں پر۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

اور اگر طلاق دو انہیں قبل اس کے کہ انہیں چھوؤ اور ان کے مہر مقرر کر چکے تھے تو آدھا مقرر سے مگر یہ کہ وہ عورتیں کچھ معاف کر دیں یا وہ مرد اسے زائد دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہیں زیادہ بخشش کرنا تقویٰ کے قرب سے ہے اور آپس میں احسان فراموشی نہ کرو بے شک اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے رہو اللہ کے لئے ادب سے۔

www.waseemziyai.com

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

تو اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ تھے جانتے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾

اور وہ جو تم سے مریں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ وصیت کریں اپنی بیویوں کے لئے سال بھر تک نان ونفقہ کی بغیر نکالے تو اگر وہ خود نکلیں تو تم پر اس کا گناہ نہیں جو انہوں نے کیا اپنی جانوں کے لئے مناسب سمجھ کر اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾

اور مطلقہ کے لئے بھی مناسب گزارہ کے لائق ہے واجب پرہیزگاروں پر۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾

ایسے ہی اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تمہیں عقل ہو۔

لفظی ترجمہ

لَا۔نہیں	جُنَاحَ۔گناہ	عَلَيْكُمْ۔تم پر	اِنْ۔اگر
طَلَّقْتُمُ۔طلاق دو تم	النِّسَآءَ۔عورتوں کو	مَا۔جب تک کہ	لَمْ۔نہ
تَمَسُّوْ۔ہاتھ لگاؤ	هُنَّ۔ان کو	اَوْ۔یا	تَفْرِضُوْا۔مقرر کرو
لَهُنَّ۔ان کے لئے	فَرِيْضَةً۔حق مہر	وَّ۔اور	مَتِّعُوْ۔سامان دو
هُنَّ۔ان کو	عَلَى۔اوپر	الْمُوْسِعِ۔امیر کے	قَدَرُهٗ۔اس کی حیثیت سے
وَ۔اور	عَلَى۔اوپر	الْمُقْتِرِ۔غریب کے	قَدَرُهٗ۔اس کی حیثیت سے
مَتَاعًا۔سامان ہے	بِالْمَعْرُوْفِ۔حسب دستور	حَقًّا۔حق ہے	عَلَى۔اوپر
الْمُحْسِنِيْنَ۔احسان کرنے والوں کے		وَ۔اور	اِنْ۔اگر
طَلَّقْتُمُوْ۔طلاق دو تم	هُنَّ۔ان کو	مِنْ قَبْلِ۔پہلے	اَنْ۔اس سے کہ
تَمَسُّوْ۔ہاتھ لگاؤ	هُنَّ۔ان کو	وَ۔اور	قَدْ۔بے شک
فَرَضْتُمْ۔مقرر کیا تم نے	لَهُنَّ۔ان کے لئے	فَرِيْضَةً۔حق مہر	فَنِصْفُ۔تو آدھا ہے
مَا۔جو	فَرَضْتُمْ۔مقرر کیا تم نے	اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ
يَّعْفُوْنَ۔وہ معاف کریں	اَوْ۔یا	يَعْفُوَا۔پورا دے دے	الَّذِيْ۔وہ
بِيَدِهٖ۔جس کے ہاتھ میں	عُقْدَةُ۔اختیار ہے	النِّكَاحِ۔نکاح کا	وَ۔اور
اَنْ۔یہ کہ	تَعْفُوْٓا۔پورا دو تم	اَقْرَبُ۔یہ بہت قریب ہے	لِلتَّقْوٰى۔پرہیزگاری کے

www.waseemziyai.com

وَ۔اور
لَا۔نہ
تَنْسَوُا۔بھولو
الْفَضْلَ۔احسان کرنا
بَيْنَكُمْ۔آپس میں
اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
بِمَا۔اس کو جو
تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو
بَصِيْرٌ۔دیکھنے والا ہے
حٰفِظُوْا۔نگہبانی کرو
عَلَى۔اوپر
الصَّلَوٰتِ۔نمازوں کے
وَ۔اور
الصَّلٰوةِ۔نماز
اَلْوُسْطٰى۔درمیانی کے
وَ۔اور
قُوْمُوْا۔کھڑے ہو
لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے
قٰنِتِيْنَ۔باادب
فَاِنْ۔پھر اگر
خِفْتُمْ۔تمہیں ڈر ہو
فَرِجَالًا۔تو پیدل
اَوْ۔یا
رُكْبَانًا۔سوار
فَاِذَآ۔پھر جب
اَمِنْتُمْ۔تم امن میں ہو
فَاذْكُرُوا۔تو یاد کرو
اللّٰهَ۔اللہ کو
كَمَا۔جیسا کہ
عَلَّمَكُمْ۔اس نے تمہیں سکھایا
مَّا۔جو
لَمْ۔نہیں
تَكُوْنُوْا۔تھے تم
تَعْلَمُوْنَ۔جانتے
وَ۔اور
الَّذِيْنَ۔وہ جو
يُتَوَفَّوْنَ۔مرجائیں
مِنْكُمْ۔تم میں سے
وَ۔اور
يَذَرُوْنَ۔چھوڑ جائیں
اَزْوَاجًا۔بیویاں
وَّصِيَّةً۔وصیت ہو
لِّاَزْوَاجِهِمْ۔اپنی عورتوں کیلئے
مَّتَاعًا۔نان ونفقہ کی
اِلَى الْحَوْلِ۔سال تک
غَيْرَ۔بغیر
اِخْرَاجٍ۔نکالنے کے
فَاِنْ۔پھر اگر
خَرَجْنَ۔خود نکال جائیں
فَلَا۔تو نہیں
جُنَاحَ۔گناہ
عَلَيْكُمْ۔تم پر
فِيْ مَا۔اس میں جو
فَعَلْنَ۔کریں
فِيْ۔بیچ
اَنْفُسِهِنَّ۔اپنی جانوں کے
مِنْ مَّعْرُوْفٍ۔دستور کے مطابق
وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ
عَزِيْزٌ۔غالب
حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے
وَ۔اور
لِلْمُطَلَّقٰتِ۔مطلقہ کے لئے
مَتَاعٌ۔نان ونفقہ ہے
بِالْمَعْرُوْفِ۔دستور کے مطابق
حَقًّا۔واجب ہے
عَلَى۔اوپر
الْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کے
كَذٰلِكَ۔ایسے ہی
يُبَيِّنُ۔بیان کرتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ
لَكُمْ۔تمہارے لئے
اٰيٰتِهٖ۔اپنی آیتیں
لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تَعْقِلُوْنَ۔سوچو

مختصر تفسیر پندرہواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۲

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ۔

تم پر گناہ نہیں اگر طلاق دو تم عورتوں کو اس وقت جب کہ تم نے انہیں ہاتھ نہ لگایا ہو یا نہ مقرر کرلیا ہو مہر اور انہیں کچھ برتنے کو دو۔فراخ دست پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق برتنے کی چیز حسب دستور یہ لازم ہے بھلائی کرنے والوں پر۔

مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ۔ جنہیں ہاتھ نہ لگایا ہو۔یہ لفظ مس سے بنا اس کے معنی چھونا اور ہاتھ لگانا ہے اور اس سے مراد ہم بستری ہے۔

www.waseemziyai.com

مَتِّعُوْهُنَّ۔ انہیں خرچ دو یہ لفظ متاع سے بنا خرچ اور ضروریات زندگی مراد ہے اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا ہو اور بلا صراحت و وضاحت نکاح کر لیا ہو تو پھر بعد میں مقرر ہوگا اگر بیوی کو قبل خلوت صحیحہ ہی طلاق دے دی جائے تو مہر کچھ نہ ہوگا لیکن عورت کو خاوند کچھ ضرور دے دے طلاق کے بعد عورت کو جو کچھ دیا جائے گا وہ خاوند کی حیثیت کے مطابق ہوگا۔

بِالْمَعْرُوْفِ۔ سے تاکید کر دی ہے کہ رقم کی ادائیگی میں کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے بلکہ دستور کے مطابق ادا کر دیا جائے۔

الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکی کرنے والے۔ مسلمان کو ہر شخص سے حسن سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ لیکن عورتوں کے معاملہ میں زیادہ تاکید کی ہے۔

شان نزول

یہ آیت ایک انصاری کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر وغیرہ مقرر نہ کیا۔ پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔ اس سے متعدد احکام متفرع ہوتے ہیں۔

اول جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو قبل مساس طلاق دی۔ تو پورا مہر لازم نہ ہوگا۔ مساس سے مراد مجامعت ہے اور اسی حکم میں خلوت صحیحہ ہے۔

دوم یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے۔ مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر معین کرنا ہوگا۔ اگر نہ کیا تو بعد مجامعت مہر مثل لازم ہو جائے گا۔ مہر مثل سے وہ مہر مراد ہے جو اس کے کنبہ کے ہم عمر لڑکیوں کا مہر مقرر ہوا ہو۔ وَمَتِّعُوْهُنَّ سے مراد تین کپڑوں کا ایک جوڑا ہے جو واجب ہے۔ (مدارک)

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

اور اگر تم نے عورتوں کو بغیر چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے۔ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو! تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری کے قریب ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو نہ بھلاؤ۔ بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

قبل مساس بلا تعیین مہر طلاق دینے پر جو حکم تھا وہ تو اوپر کی آیت میں بیان ہوا۔ یہاں اس مطلقہ کا حکم ہے جسے قبل خلوت صحیحہ طلاق دی جائے اور اس کا مہر مقرر کر لیا ہو اس پر فرمایا کہ جتنا مہر بندھا ہے اس کا نصف دینا لازم ہے مگر عورت اس میں سے کم کر دے اور معافی دے دے یا نصف سے زائد خاوند دے کر احسان کرے۔ یہ حسن سلوک اور مکارم اخلاق کے ماتحت دونوں طرف سے مستحسن ہے۔ بیوی مطلقہ نصف سے کم لے یا طلاق دینے والا نصف سے زائد دے۔ دونوں کی طرف حسن اخلاق کا مظاہرہ ہے۔

وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ۔ عفو سے مراد واپس نہ لینا ہے۔ اگر عورتیں اپنا آدھا معاف کر دیں تو بھی

www.waseemziyai.com

جائز ہے اور اگر شوہر زائد دے دے یا کل دیتے ہوئے اس سے واپس نہ لے تب بھی جائز ہے۔

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ اے مرد و بمقابلہ عورتوں کے تمہارا معاف کر دینا اور پورا مہر دے دینا پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔

وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ۔ یہ نسیان سے بنا اس کے معنی بھولنا ہے۔ فضل سے مراد احسان خوش معاملگی ہے یعنی اے شوہرو اور بیویو تم ایک دوسرے کے احسانات نہ بھولو یعنی پیش نظر رکھ کر ایک دوسرے کے احسان مند رہو اور تمہارے تمام اچھے برے کام اللہ دیکھ رہا ہے اس کے بدلہ جزا سزا دے گا۔

نوٹ: حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کا مہر پانچ صد درم تھا۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا یعنی ڈیڑھ سو تولہ تھا۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ نگہبانی کرو۔ سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے لئے ادب سے۔

اس میں نماز پنجگانہ کو ان کے اوقات میں ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ہے اور صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد جمہور صحابہ علیہم السلام اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز عصر ہے۔ اس مسئلہ میں حدیث سے بھی تائید ملتی ہے۔ اور قُوْمُوْا میں امر جمع کے صیغہ سے اس غرض کے لئے ہے کہ نماز میں قیام فرض ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ۔ اور تمام نمازوں کی حفاظت کرو۔ یعنی ان کے وقتوں میں ادا کرنے اور ان کی پابندی کرنے اور ان کے ارکان کو پورا کرنے کی۔

اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ نماز قطعی فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے لیکن جان بوجھ کر ترک کرنے والے کے لئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس سے توبہ کرائی جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے اسے ہمیشہ قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا مر جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا کہ جو شخص اس کی حفاظت کرے گا اس کے لئے حشر کے دن نور اور برہان اور نجات ہوگی اور جو اس کی محافظت نہ کرے گا وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تمہارے دروازے کے آگے نہر بہتی ہو اور اس میں پانچ وقت غسل کرلو تو کیا جسم میں کچھ میل رہے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ فرمایا یہی مثال ان پانچ نمازوں کی ہے۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

علماء نے نماز کی پابندی کے تین درجے بیان کئے ہیں۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ نماز وقت پر پڑھی جائے اور فرائض و واجبات ترک نہ کئے جائیں۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ نمازی کا جسم ہر طرح سے پاک صاف ہو۔ حضور قلب ہو۔ سنن و نوافل کا بھی پوری طرح خیال ہو۔

تیسرا درجہ یہ ہے جو سب سے اعلیٰ ہے کہ یہ سمجھ کر نماز ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو پھر وہ یہ

www.waseemziyai.com

یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔

الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ بیچ والی نماز۔ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز عصر قضا ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ان کفار کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جیسا کہ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ کے پڑھنے سے روک دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کی نماز عصر رہ گئی تو گویا اس کا مال اور گھر بار برباد ہوگیا۔ یہ تاکیداً فرمایا گیا ہے۔

نماز عصر میں دن رات کے فرشتے جمع ہوجاتے ہیں دن کے جانے نہیں پاتے کہ رات کے فرشتے آجاتے ہیں۔

قٰنِتِیْنَ۔ ادب سے۔ یہ لفظ قنوت سے نکلا اس کے معنی خشوع وخضوع اطاعت وفرمانبرداری ہیں۔

شان نزول

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں باتیں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ تو اگر تمہیں دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو پیادہ یا سوار (جیسے بن پڑے فرض ادا کرو) تو جب اطمینان ہوجائے تو اللہ کی یاد کرو۔ جس طرح اس نے تمہیں سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

خوف وخطر میں بھی بحد مقدور فریضہ کی ادائیگی کا حکم ہے لیکن بحد استطاعت سوار یا پیادہ جیسے بھی بن پڑے۔ خوف وخطر کی حالت میں جماعت وقیام وغیرہ بلاقوت استطاعت ضروری نہیں۔

مسئلہ: تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ اگر بہت ہی زیادہ خوف ہو تو اگر لوگ قبلہ رخ منہ نہ کرسکیں تو پھر جس طرف ہو سکے پڑھ لیں۔ رکوع سجدے اشارہ سے کریں۔ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اکیلے اکیلے پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک خوف کی وجہ سے رکعتیں کم نہیں ہوتی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔ ان شاء اللہ نساء میں صلوٰۃ خوف کے مسائل بیان کریں گے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

اور وہ جو تم میں سے مریں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان ونفقہ کی بغیر نکالے تو اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا گناہ نہیں جو انہوں نے اپنے نفسوں کے اندر مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اور طلاق والیوں کے لئے بھی مناسب نان ونفقہ دینا یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے اپنی آیتیں تمہارے لئے تاکہ تم سمجھ بوجھ لو۔

www.waseemziyai.com

اسلام سے پہلے اہل عرب اپنے وارث کی بیوہ کا نکلنا یا کسی غیر خاندان سے نکاح کرنا بالکل گوارہ ہی نہ کرتے تھے اور عار سمجھتے تھے یا تو اپنے ساتھ نکاح کر لیتے یا معلق چھوڑ دیتے تھے۔ ان میں یہ بھی رواج تھا کہ بیوہ ایک سال تک اپنے شوہر کے گھر بیٹھتی پھر ایک سال بعد اونٹ یا بکری کی مینگنیاں پھینکتی۔ یہ عدت ختم ہونے کی علامت تھی۔ اور تمام سال اپنے شوہر کے گھر رہ کر نان ونفقہ لینے کا حق تھا۔

پھر یہ عدت یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا سے منسوخ ہوئی اور چار ماہ دس دن مقرر ہو گئے اور ایک سال کا نان ونفقہ آیت میراث سے منسوخ ہو گیا۔ اب عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر ہے اور وصیت وارث کے لئے ممنوع قرار پائی ہے کَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَا لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔

پھر تدریجاً اول ایک سال کی عدت قرار دی گئی۔ پھر جب وہ گوارا ہو گیا تو چار ماہ دس یوم کی عدت کا حکم نافذ کیا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ سولہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

کیا نہ دیکھا آپ نے اے محبوب انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزار ہا تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے انہیں فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ کیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا اور جانتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تو اسے اللہ دو چند بڑھائے اور مضاعف کرے اور اللہ تنگی اور فراخی کرتا ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾

کیا نہ دیکھا تم نے اے محبوب اس جماعت بنی اسرائیل کو جو بعد موسیٰ کے ہوئی۔ جب کہا انہوں نے اپنے نبی سے ہمارے لئے قائم کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں۔ نبی نے فرمایا۔ کیا ایسا تو نہ ہوگا کہ جب تم پر جہاد فرض ہوا تو قتل و جہاد نہ کرو۔ بولے کیا ہوا ہمیں کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنی اولادوں سے تو جب ان پر جہاد فرض ہوا۔ منحرف ہو گئے مگر تھوڑے ان میں سے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو۔

www.waseemziyai.com

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۴۷

اور فرمایا انہیں ان کے نبی نے بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بھیجا ہے۔ بولے اسے ہم پر کیسے ہوگی بادشاہی۔ حالانکہ ہم اس سے زیادہ حقدار ہے سلطنت کے اور نہیں دیا گیا ہے وہ وسیع مال سے فرمایا بے شک اللہ نے چن لیا ہے اسے تم پر اور زیادہ کیا ہے کشادہ اس کے لئے علم اور جسم اور اللہ دیتا ہے اپنا ملک جسے چاہے اور اللہ وسعت وعلم والا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۴۸

اور کہا ان سے ان کے نبی نے اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت اس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ کی اٹھائے ہوئے ہیں اسے فرشتے بے شک اس میں نشان ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو۔

لفظی ترجمہ

اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تم نے	اِلَى۔طرف
الَّذِيْنَ۔ان کے جو	خَرَجُوْا۔نکلے	مِنْ دِيَارِهِمْ۔اپنے گھروں سے	
وَ۔اور	هُمْ۔وہ	اُلُوْفٌ۔ہزاروں تھے	حَذَرَ۔ڈر
الْمَوْتِ۔موت سے	فَقَالَ۔تو کہا	لَهُمُ۔ان کو	اللّٰهُ۔اللہ نے
مُوْتُوْا۔مرجاؤ	ثُمَّ۔پھر	اَحْيَا۔زندہ کیا	هُمْ۔ان کو
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَذُوْ۔صاحب	فَضْلٍ۔فضل ہے
عَلَى۔اوپر	النَّاسِ۔لوگوں کے	وَ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن
اَكْثَرَ۔اکثر	النَّاسِ۔لوگ	لَا۔نہیں	يَشْكُرُوْنَ۔شکر کرتے
وَ۔اور	قَاتِلُوْا۔لڑو	فِيْ۔میں	سَبِيْلِ۔راہ
اللّٰهِ۔خدا کے	وَ۔اور	اعْلَمُوْٓا۔جان لو	اَنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	سَمِيْعٌ۔سننے والا	عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	مَنْ۔کون
ذَا۔ہے	الَّذِيْ۔وہ جو	يُقْرِضُ۔قرض دے	اللّٰهَ۔اللہ کو
قَرْضًا۔قرض	حَسَنًا۔اچھا	فَيُضٰعِفَهٗ۔تو دگنا کرے اسے	لَهٗٓ۔اس کے لئے
اَضْعَافًا۔کئی	كَثِيْرَةً۔کئی گنا	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ

www.waseemziyai.com

يَقْبِضُ۔ تنگ کرتا ہے
وَ۔ اور
يَبْصُطُ۔ فراخ کرتا ہے
وَ۔ اور
اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف
تُرْجَعُوْنَ۔ تم پھیرے جاؤ گے
اَ۔ کیا
لَمْ۔ نہ
تَرَ۔ دیکھا تم نے
اِلَى۔ طرف
الْمَلَاِ۔ سرداروں کی
مِنْۢ بَنِيْٓ۔ اولاد
اِسْرَآءِيْلَ۔ یعقوب سے
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد
مُوْسٰى۔ موسیٰ کے
اِذْ۔ جب
قَالُوْا۔ بولے
النَّبِيِّ۔ نبی
لَهُمُ۔ اپنے سے
ابْعَثْ۔ مقرر کر
لَنَا۔ ہمارے لئے
مَلِكًا۔ بادشاہ
نُّقَاتِلْ۔ لڑیں ہم
فِيْ۔ میں
سَبِيْلِ۔ راہ
اللّٰهِ۔ خدا کے
قَالَ۔ فرمایا
هَلْ۔ کیا
عَسَيْتُمْ۔ قریب ہے کہ
اِنْ۔ اگر
كُتِبَ۔ لکھا جائے
عَلَيْكُمُ۔ تم پر
الْقِتَالُ۔ لڑائی کرنا
اَلَّا۔ یہ کہ نہ
تُقَاتِلُوْا۔ لڑو تم
قَالُوْا۔ بولے
وَ۔ اور
مَا۔ کیا ہے
لَنَآ۔ ہم کو
اَلَّا۔ یہ کہ نہ
نُقَاتِلَ۔ لڑیں ہم
فِيْ۔ میں
سَبِيْلِ۔ راہ
اللّٰهِ۔ خدا کے
وَ۔ اور
قَدْ۔ بے شک
اُخْرِجْنَا۔ نکالے گئے ہم
مِنْ دِيَارِنَا۔ اپنے گھروں
سے
وَ۔ اور
اَبْنَآئِنَا۔ اپنی اولاد سے
فَلَمَّا۔ پھر جب
كُتِبَ۔ لکھا گیا
عَلَيْهِمُ۔ ان پر
الْقِتَالُ۔ لڑنا
تَوَلَّوْا۔ تو پھر گئے
اِلَّا۔ مگر
قَلِيْلًا۔ تھوڑے
مِّنْهُمْ۔ ان سے
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
عَلِيْمٌۢ۔ جاننے والا ہے
بِالظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو
وَ۔ اور
قَالَ۔ کہا
لَهُمْ۔ ان سے
نَبِيُّهُمْ۔ ان کے نبی نے
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ نے
قَدْ۔ یقیناً
بَعَثَ۔ مقرر کیا ہے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
طَالُوْتَ۔ طالوت کو
مَلِكًا۔ بادشاہ
قَالُوْٓا۔ بولے
اَنّٰى۔ کیسے
يَكُوْنُ۔ ہوگی
لَهُ۔ اس کی
عَلَيْنَا۔ ہم پر
وَ۔ اور
نَحْنُ۔ ہم
اَحَقُّ۔ زیادہ حقدار ہیں
مِنْهُ۔ اس سے
وَ۔ اور
لَمْ۔ نہیں
سَعَةً۔ فراخی
مِّنَ الْمَالِ۔ مال کی
قَالَ۔ فرمایا
اللّٰهَ۔ اللہ نے
اصْطَفٰىهُ۔ چن لیا اسے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
زَادَهٗ۔ زیادہ کیا اسے
بَسْطَةً۔ فراخی
فِي۔ میں
وَ۔ اور
الْجِسْمِ۔ جسم کے
الْعِلْمِ۔ علم
وَ۔ اور
يُؤْتِيْ۔ دیتا ہے
مُلْكَهٗ۔ اپنا ملک
اللّٰهُ۔ اللہ
مَنْ۔ جسے
وَ۔ اور
يَّشَآءُ۔ چاہے
وَاسِعٌ۔ فراخی والا
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے

www.waseemziyai.com

وَ۔اور قَالَ۔کہا لَهُمْ۔ان کو نَبِيُّهُمْ۔ان کے نبی نے
اِنَّ۔بے شک اٰيَةَ۔نشانی مُلْكِهٖ۔اس کی حکومت کی اَنْ۔یہ ہے کہ
يَّاْتِيَكُمُ۔آئے گا تمہارے پاس التَّابُوْتُ۔تابوت فِيْهِ۔اس میں
سَكِيْنَةٌ۔دل جمعی ہے مِّنْ رَّبِّكُمْ۔تمہارے رب سے وَ۔اور
بَقِيَّةٌ۔بقیہ ہے مِّمَّا۔اس سے جو تَرَكَ۔چھوڑ گئے اٰلُ۔آل
مُوْسٰى۔موسیٰ وَ۔اور اٰلُ۔آل هٰرُوْنَ۔ہارون
تَحْمِلُهُ۔اٹھائے ہوں گے اسے الْمَلٰٓئِكَةُ۔فرشتے اِنَّ۔بے شک
فِيْ۔میں ذٰلِكَ۔اس کے لَاٰيَةً۔نشانی ہے لَّكُمْ۔تمہارے لئے
اِنْ۔اگر كُنْتُمْ۔ہو تم مُّؤْمِنِيْنَ۔ایمان والے

مختصر تفسیر سولہواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ۔

اے محبوب کیا آپ نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے۔تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا مر جاؤ۔پھر انہیں زندہ فرمایا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ان میں ایک بار طاعون پڑی تھی تو پیغمبر وقت نے انہیں بھاگنے سے روکا ان میں دو جماعت ہوگئیں۔ایک وہ جو بہ تعمیل حکم پیغمبر نہ گئی ایک وہ جو بھاگ کر بستیاں چھوڑ کر جنگل میں جا پڑی جو جماعت جنگل میں جا کر پناہ گزین ہوگئی تھی۔ان میں موت کم ہوئی۔اور جو جماعت تعمیل حکم پیغمبر وقت نہیں بھاگی ان میں اموات بکثرت ہوئیں۔جب طاعون دفع ہوا اور آپس میں ملے تو انہوں نے ان پر طعن کیا اور کہا اگر ہمارے ساتھ جنگل میں چلے آتے تو اتنا جانی نقصان نہ ہوتا۔

انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام تک بات پہنچائی۔انہوں نے دربار الٰہی عزوجل میں عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ انہیں کہہ دیجئے کہ اب پھر طاعون آتا ہے لہٰذا جہاں بھاگنا ہے بھاگ جاؤ چنانچہ جو جنگل میں حسب سابق بھاگ گئے ان پر بحکم الٰہی عزوجل ایک ہی رات میں موت مسلط ہوئی۔صبح وہ سب کے سب مرے ہوئے تھے۔اس کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مدتوں زندہ رہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ لوگ حزقیل نبی علیہ السلام کی قوم کے تھے جب ان پر یہ حادثہ پیش آچکا تو حزقیل علیہ السلام ان کی تلاش میں نکلے اور انہیں مردہ پایا حتیٰ کہ ان کی ہڈیاں دھوپ میں چمک رہی تھیں اور تمام جوڑ علیحدہ علیحدہ ہوگئے تھے تو آپ کو تعجب ہوا کہ اب یہ کیسے زندہ ہوں گے۔آپ بہت روئے اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں یہ دعا کی اے میرے رب میں تو ایسے لوگوں میں تھا جو تیری حمد کرتے تھے۔اور تیری تسبیح پڑھتے تھے اب میں اکیلا رہ گیا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے وحی بھیجی کہ تم ان کے پاس کھڑے ہو کر پکارو کہ قُوْمُوْا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔تم اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔وہ سب کھڑے ہوگئے اور انہوں نے کہا

www.waseemziyai.com

سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ پھر وہ اپنی قوم میں چلے گئے۔

شان نزول

اشعث بن اسلم بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول تھے۔ آپ کے پیچھے دو یہودی آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا انہوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم حزقیل علیہ السلام اور ان کے معجزے مردوں کو زندہ کرنے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم میں نہ تو حزقیل علیہ السلام کا ذکر پایا نہ اس معجزہ کا صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں ہے۔

انہوں نے کہا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ہم نے بہت سے پیغمبروں کے قصے بیان نہ فرمائے وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ یہ پیغمبر بھی انہیں میں سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت حزقیل ابن یوزی علیہ السلام ان کو ذوالکفل علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔ ان کا مزار مبارک اردن میں ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شاندار مسجد بھی تعمیر کرائی ہے جس کا اب صرف ایک مینار باقی ہے فقیر نے حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔ والحمد للہ علی احسانہ۔

حسن اور مقاتل رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ یہی ذوالکفل علی السلام ہیں یہ نام ان کا اس لئے ہو گیا کہ وہ ستر نبیوں کے کفیل ہوتے تھے اور انہیں قتل ہونے سے بچایا تھا۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ انسان خوف موت سے بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا۔ لہٰذا بھاگنا عبث اور بیکار ہے۔ اگر مقدر میں موت ہے تو ضرور پہنچے گی۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ رضا الٰہی پر راضی رہے۔ اس میں مجاہدین کو بھی سبق عبرت ہے کہ جہاد سے پیٹھ دے کر بھاگنا یا جہاد میں شرکت سے بیٹھ رہنا موت کو دفع نہیں کر سکتا۔ البتہ بہادری کی موت کے مقابل ایڑیاں رگڑ کر مر جانا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں جہاد فی سبیل اللہ اور خیرات وصدقات کا تذکرہ شروع کیا گیا۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا ہے۔ کوئی ہے جو اللہ کو قرض دے قرض حسن تو اللہ اس کے لئے دو چند ضعفوں میں بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔ اس میں اول تو جہاد کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ دشمن سے جم کر لڑو اور موت سے نہ بھاگو جیسے بنی اسرائیل بھاگے تھے۔ اس لئے کہ بھاگنا جان کی محافظت میں سودمند نہیں ہوتا۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے اعلاء کلمۃ الحق اور اسلام کی سربلندی کے لئے کفار سے مقابلہ کا حکم ہے یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کیونکہ موت کا اگر وقت آ گیا تو وہ ابدی زندگی ہوگی ورنہ فتح ونصرت ہوگی۔

اس کے بعد راہ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ اللہ کا لطف وکرم ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ یُقْرِضُ۔ قرض سے بنا اس کے معنی کاٹنا ہے اس لئے قینچی کو مقراض کہتے

www.waseemziyai.com

ہیں۔ یہاں قرض سے مراد ہر وہ نیکی ہے جو ثواب کی نیت سے کی جائے جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور صدقات نفلیہ یا واجبہ ہے۔

حَسَنًا۔ سے اخلاص مراد ہے۔ اگر قرضہ مراد ہے تو حسن سے حلال مال مراد ہے جو اللہ کو قرض حسن دے۔

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً۔ ضعف کسی چیز کا وہ حصہ جو مل کر دوگنا کرائے کہلاتا ہے۔

كَثِيْرَةً۔ فرما کر یہ بتایا کہ اس قدر زیادہ بدلہ ملے گا کہ اس کا حساب رب تبارک وتعالیٰ ہی جانے۔

حضرت سیدنا عثمان نہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ مومن کو ایک نیکی کے بدلے دس لاکھ نیکیاں ملیں گی میں نے حج کے موقع پر ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بندہ کو ایک نیکی کا بدلہ بیس لاکھ عطا ہوگا۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ بندہ اس کا بنایا ہوا ہے اور اس کا مال اللہ تعالیٰ عزوجل کی ہی عطا ہے۔ مالک حقیقی وہی ہے بندہ کو اس کی عطا سے ملک مجازی کا حق ملا تو یہاں مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ فرمانے میں یہ دلنشین کرنا منظور ہے کہ تمہارے صدقات وخیرات میں تمہارے حقوق وہی ہیں جو ایک مقروض پر قارض کے ہوتے ہیں۔ تمہاری خیرات پر ہم نے اپنے ذمہ حق کرم لیا ہے اور وعدہ کیا ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا (سورہ مزمل پ ۲۹) لہٰذا صدقات وخیرات میں اطمینان رکھو تم اس کی واپسی کے مستحق ہو اور جتنا خرچ کیا ہے اس سے دس گنا پاؤ گے اور اگر خدا چاہے تو مضاعفات یعنی اتنا گنا پاؤ گے جس کا حساب ہی نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ روزی کی تنگی اور فراخی ہمارے قبضہ میں ہے۔ ہم ہی تنگ کرتے ہیں اور ہم ہی وسعت دیتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۔

کیا آپ نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا جب کہا انہوں نے اپنے ایک پیغمبر سے ہمارے لئے کھڑا کردیجئے ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں۔ فرمایا نبی نے کیا ایسا تو نہیں کہ اگر تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم جہاد نہ کروگے۔ بولے اور کیا ہے ہمارے لئے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنی اولادوں سے تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو منحرف ہوگئے مگر ان میں سے تھوڑے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

مَلَاءٌ۔ کے معنی ہیں بھرنا۔ اصطلاح میں اس متفق جماعت کو مَلَاءٌ کہتے ہیں جس کی ہیبت سے آنکھیں بھر جائیں۔ مَلَاءٌ۔ سربرآوردہ اور اشراف کی جماعت کو کہتے ہیں جو مشورہ کے لئے جمع ہوں اس کا مفرد کوئی نہیں جیسے قوم اس کی جمع اَقْلَاءٌ ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ نبی یوشع بن نون علیہ السلام تھے ان کے وصال کے بعد بنی اسرائیل میں کالب رہے۔ اور ان کے وصال کے بعد حزقیل علیہ السلام آئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت بگڑی اور انہوں نے عہد الٰہی کو فراموش کر کے بت پرستی اختیار کی۔ سرکشی اور بدافعالی میں انتہا کو پہنچے تو ان پر جالوت مسلط ہوگئے۔ یہ وہی قوم ہے جسے قوم عمالقہ کہتے ہیں۔ جالوت

www.waseemziyai.com

عمالیق ابن عاد کی اولاد سے ایک جابر بادشاہ تھا اس کی قوم کے لوگ مصر و فلسطین کے درمیان ساحل بحر روم پر آباد تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین لئے۔ ان کے آدمی گرفتار کئے ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ اس زمانہ میں کوئی نبی قوم بنی اسرائیل میں نہ تھا۔ خاندان نبوت سے صرف ایک خاتون باقی تھیں اور حاملہ تھیں۔ ان کے فرزند ہوا۔ اس کا نام شمویل ہوا۔ جب وہ بڑے ہوئے تو انہیں علم توریت حاصل کرنے کے لئے بیت المقدس میں ایک معمر کبیر السن عالم کے سپرد کیا۔ وہ ان پر نہایت شفقت فرماتے اور آپ کو فرزند کہتے۔ جب حضرت شمویل علیہ السلام سن بلوغ کو پہنچے تو ایک شب آپ اس عالم کے قریب آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس عالم کی آواز میں یا شمویل کہہ کر پکارا۔ آپ فوراً اس عالم کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے۔ عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں یہ کہہ دیا کہ بیٹے سو جاؤ۔ آپ واپس آئے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر اس طرح پکارا۔ حضرت شمویل پھر اس عالم کے پاس گئے اور واقعہ سنایا اور اس نے کہا بیٹا اب اگر میں تمہیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا۔

چنانچہ تیسری بار حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہو گئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا منصب عطا فرمایا۔ آپ اپنی قوم کی طرف جائیے اور اپنے رب کے احکام پہنچائیں غرضیکہ آپ قوم میں تشریف لائے تو قوم نے آپ کی تکذیب کی اور کہا اتنی جلدی آپ نبی کیسے بن گئے۔ اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لئے ایک بادشاہ قائم کیجئے۔ (خازن)

تاکہ ہم قوم جالوت سے مقاتلہ کریں کہ اس نے ہماری قوم کے لوگوں کو ان کے وطنوں سے نکالا اور ان کی اولاد کو قتل کیا۔ چار سو چالیس شاہی خاندان کے فرزند گرفتار کئے جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز روک سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت شمویل علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کے لئے بادشاہ مقرر کر کے ان پر جہاد فرض کیا۔ (خازن)

تو جب جہاد کا حکم ہوا سب ہمت ہار بیٹھے تھوڑے ایسے رہے جو ثابت قدم تھے ان کی تعداد اہل بدر کے برابر تین سو تیرہ تھی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ نے طالوت کو تم پر بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے اس کی ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی حالانکہ ہم اس سے سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

حضرت طالوت بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا نام طول قامت کی وجہ سے طالوت ہے حضرت شمویل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں تم کو بحکم الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں۔

اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ (خازن، جمل)

www.waseemziyai.com

بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے کہا کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہودا بن یعقوب کی اولاد میں اور طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے وہ ایک غریب آدمی ہیں بادشاہ تو اسے ہونا چاہئے جو مالدار ہو۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت کو اللہ نے چنا ہے۔ سلطنت ورثہ نہیں کہ کسی نسل و خاندان کے ساتھ خاص ہو یہ محض فضل الٰہی ہے۔ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اس میں عقیدہ شیعہ کا رد بھی نکلتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امامت وراثت ہے خاص اہلبیت کے لئے۔ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَآءُ سے یہ ثابت ہوا کہ نسل و دولت پر سلطنت کا استحقاق نہیں۔ علم وقوت سلطنت کے لئے بڑی معین ہیں اور طالوت اس زمانہ میں تمام بنی اسرائیل سے زیادہ علم رکھتے تھے اور سب سے جسیم اور توانا بھی تھے۔ آگے فیصلہ کیا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اللہ جسے چاہے غنی کر دے اور مال میں وسعت بخش دے۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے ایک اور بات نکالی اور کہا اچھا صاحب اگر اللہ نے انہیں سلطنت کے لئے چن لیا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے۔ (خازن، مدارک) تو آپ نے اس کا جواب دیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور بچی ہوئی چیزیں ہیں آل موسیٰ اور آل ہارون کے ترکہ کی۔ اٹھا لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔

یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا جو طول میں چار ہاتھ برابر اور عرض میں دو ہاتھ کا تھا اسے اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔

اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور تمام تصاویر قدرت سے بنی ہوئی تھیں نہ کہ کسی مصور کی تصویر کشی سے۔ پھر ہر نبی کے مسکن و مکان کا بھی نقشہ تھا۔ آخر میں سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور آپ کے دولت سرائے اقدس کا نقشہ بھی تھا جو یاقوت سرخ میں تھا اور ایسی کیفیت میں تھا کہ حضور ﷺ بحالت نماز و قیام تھے اور آپ کے گرد آپ کے صحابہ علیہم رضوان حاضر تھے حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصاویر کو دیکھا۔ یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اسی صندوق میں الواح توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی اسی میں محفوظ فرماتے۔

الواح توریت۔ عصائے موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے کپڑے اور نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعہ پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے۔ اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کی تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا۔ جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعا کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور بدعملی بہت بڑھ گئی حتیٰ کہ بدنظمی سے عمالقہ نے فائدہ اٹھایا اور وہ ان پر مسلط ہو گئے تو انہوں نے اس تابوت کو چھینا اور اس کی

www.waseemziyai.com

توہین یہاں تک کی کہ اسے نجس اور گندے مقام میں رکھا۔ اور انتہائی بے حرمتی کی۔ ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض ومصائب میں مبتلا ہوئے۔ ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں۔ آخر انہیں یقین ہوگیا کہ اس تابوت کی بے ادبی ہماری بربادی کا سبب ہے تو انہوں نے اس تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو ہانک دیا۔ فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار پایا۔ اور بنی اسرائیل سلطنت طالوت کے آگے جھک گئے۔ اور بے درنگ جہاد کے لئے تیار ہوگئے۔

اس لئے کہ تابوت دیکھ کر ان کے دلوں میں جمعیت خاطر اور طمانیت پیدا ہوئی اور اپنی فتح یابی کا یقین حاصل ہوا۔ طالوت نے بنی اسرائیل سے ستر ہزار جوان چنے۔ جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ (جلالین، خازن، مدارک)

اس تمام واقعہ سے یہ اصل نکلتی ہے کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ کے لحاظ سے مسلمانوں پر لازم ہے۔ ان کی برکت اور توسل سے دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک تھا۔ جسے دھو کر بیماروں کو پلاتیں تو شفا ہوتی۔

آج بھی اگر بزرگان دین۔ حضرت داتا گنج بخش، غریب نواز، سلطان سرہند رحمہم اللہ کے مزارات کا غسالہ پلایا جائے تو یقیناً صحت ہوتی ہے۔ راقم الحروف فقیر حقیر کو ایک بار شدید بخار تھا کافی علاج کرایا فائدہ نہ ہوا۔ اتفاقاً حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غسل کا دن آیا وہاں حاضر ہوا۔ پانی پیا۔ اسی دن سے صحت ہوگئی۔

اور تبرکات کی بے حرمتی عمالقہ جیسی گمراہ قوم کا کام ہے۔

بامحاورہ ترجمہ ستر ہواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۲

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ

پھر جب جدا ہوا طالوت لشکروں کو لے کر تو بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے۔

فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ

تو جو اس کا پانی پئے۔ وہ میرا نہیں اور جو نہ پئے۔ وہ میرا ہے۔

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ

مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے۔

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ

پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار ہوگئے بولے آج ہم میں طاقت نہیں۔

بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ

جالوت اور اس کے لشکروں سے بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔

www.waseemziyai.com

وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ

اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جب سامنے آئے طالوت اور اس کے لشکروں کے۔

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۵۰﴾

عرض کی اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ اور ہماری مدد کر کافر قوم پر۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ

تو انہوں نے جالوتیوں کو بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو۔

وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ؕ

اور اللہ نے دی انہیں سلطنت اور حکمت اور اسے سکھایا جو چاہا۔

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے۔

وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ

لیکن اللہ صاحب فضل ہے سارے جہان پر۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں۔

نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۵۲﴾

کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں۔ اور تم بے شک اللہ کے رسولوں میں سے ہو۔

لفظی ترجمہ

فَلَمَّا۔ تو جب
فَصَلَ۔ جدا ہوا
طَالُوْتُ۔ طالوت
بِالْجُنُوْدِ۔ اپنے لشکروں کے
ساتھ
قَالَ۔ بولا
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
مُبْتَلِیْكُمْ۔ عنقریب آزمائے گا تمہیں
بِنَهَرٍ۔ ایک نہر سے
فَمَنْ۔ تو جو
شَرِبَ۔ پیے
مِنْهُ۔ اس سے
فَلَیْسَ۔ تو نہیں
مِنِّیْ۔ مجھ سے
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
لَّمْ۔ نہ
یَطْعَمْهُ۔ پیے اس سے
فَاِنَّهٗ۔ تو بے شک وہ
مِنِّیْۤ۔ مجھ سے ہے
اِلَّا۔ مگر
مَنِ۔ جو
اغْتَرَفَ۔ چلو
غُرْفَةً۔ چلو بھر
بِیَدِهٖ۔ اپنے ہاتھ سے
فَشَرِبُوْا۔ تو پیا سب نے
مِنْهُ۔ اس سے
اِلَّا۔ مگر
قَلِیْلًا۔ کم لوگوں نے
مِّنْهُمْ۔ ان سے
فَلَمَّا۔ تو جب
جَاوَزَهٗ۔ گزرے
هُوَ۔ وہ
وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ
اٰمَنُوْا۔ جو ایماندار تھے
مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ
قَالُوْا۔ بولے
اِلَّا۔ نہیں
طَاقَةَ۔ طاقت
لَنَا۔ ہم میں
الْیَوْمَ۔ آج کے دن
بِجَالُوْتَ۔ جالوت سے
وَ۔ اور
جُنُوْدِهٖ۔ اس کے لشکروں سے
قَالَ۔ بولے

www.waseemziyai.com

الَّذِيْنَ۔ وہ جنہیں	يَظُنُّوْنَ۔ یقین تھا	اَنَّهُمْ۔ کہ بے شک وہ	مُّلٰقُوا۔ ملنے والے ہیں
اللّٰهِ۔ اللہ سے	كَمْ۔ بہت سی	مِّنْ فِئَةٍ۔ جماعتیں	قَلِيْلَةٍ۔ تھوڑی
غَلَبَتْ۔ غالب آجاتی ہیں	فِئَةً۔ جماعتوں	كَثِيْرَةً۔ بہت پر	بِاِذْنِ۔ اذن
اللّٰهِ۔ خداوندی سے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	مَعَ۔ ساتھ ہے
الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر والوں کے	وَ۔ اور	لَمَّا۔ جب	بَرَزُوْا۔ ظاہر ہوئے
لِجَالُوْتَ۔ جالوت	وَ۔ اور	جُنُوْدِهٖ۔ اس کے لشکروں کے	قَالُوْا۔ تو کہا
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب	اَفْرِغْ۔ انڈیل	عَلَيْنَا۔ ہم پر	صَبْرًا۔ صبر
وَ۔ اور	ثَبِّتْ۔ جمادے	اَقْدَامَنَا۔ ہمارے قدم	وَ۔ اور
انْصُرْنَا۔ مدد کر ہماری	عَلَى۔ اوپر	الْقَوْمِ۔ قوم	الْكٰفِرِيْنَ۔ کفار کے
فَهَزَمُوْا۔ تو بھگایا	هُمْ۔ ان کو	بِاِذْنِ۔ حکم	اللّٰهِ۔ خدا سے
وَ۔ اور	قَتَلَ۔ قتل کیا	دَاوٗدُ۔ داؤد نے	جَالُوْتَ۔ جالوت کو
وَ۔ اور	اٰتٰىهُ۔ دیا انہیں	اللّٰهُ۔ اللہ نے	الْمُلْكَ۔ ملک
وَ۔ اور	الْحِكْمَةَ۔ حکمت	وَ۔ اور	عَلَّمَهٗ۔ سکھایا
مِمَّا۔ جو کچھ	يَشَآءُ۔ چاہا	وَ۔ اور	لَوْلَا۔ اگر نہ
دَفْعُ۔ دفع کرتا	اللّٰهِ۔ اللہ	النَّاسَ۔ لوگوں کو	بَعْضَهُمْ۔ بعض ان کے
بِبَعْضٍ۔ بعض سے	لَّفَسَدَتِ۔ تو ضرور تباہ ہو جاتی		الْاَرْضُ۔ زمین
وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	اللّٰهَ۔ اللہ	ذُوْ۔ صاحب
فَضْلٍ۔ فضل ہے	عَلَى۔ اوپر	الْعٰلَمِيْنَ۔ دنیا کے	تِلْكَ۔ یہ
اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں	اللّٰهِ۔ اللہ کی	نَتْلُوْ۔ پڑھتے ہیں	هَا۔ ان کو
عَلَيْكَ۔ آپ پر	بِالْحَقِّ۔ ٹھیک ٹھیک	وَ۔ اور	اِنَّكَ۔ بے شک آپ
لَمِنَ۔ یقیناً	الْمُرْسَلِيْنَ۔ رسولوں میں سے ہیں		

مختصر تفسیر سترہواں رکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۲

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۔

تو جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا۔ بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پئے وہ میرا نہیں اور جو نہ پئے وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے۔

بیت المقدس سے یہ لشکر دشمن کی طرف روانہ ہوا۔ وہ وقت سخت شدت کی گرمی کا تھا۔ لشکریوں نے طالوت سے پیاس کی شکایت کی اور پانی مانگا۔ طالوت نے کہا پانی تو تمہیں نہر کی صورت میں ملنے والا ہے مگر تمہارا امتحان بھی قدرت لے گی لہٰذا

www.waseemziyai.com

پیاس کی شدت میں حکم کی اطاعت پر مستقل رہو گے تو تم سے امید ہو سکتی ہے کہ سختیوں کا مقابلہ کر سکو گے اور جو اس وقت اپنی خواہش کے آگے جھک گیا۔ اور تشنگی سے گھبرا گیا نافرمانی کر بیٹھا وہ آئندہ بھی ثابت قدم نہ رہے گا۔ چنانچہ جب یہ چلے تو ان میں سے تین سو تیرہ تو وہ رہے جنہوں نے صبر سے کام لیا اور ایک چلو لے کر اپنے جانوروں کو پلا دیا اس سے جانور تازہ دم ہو گئے۔ اور نہر سے صحیح سلامت گزر گئے اور جو تشنگی سے تنگ آ کر نہر میں ٹوٹ پڑے اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ ان کی تشنگی دوچند ہو گئی۔ ہونٹ سیاہ پڑ گئے چلنے کی ہمت ہی نہ رہی جس کا آگے ذکر ہے۔

فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

تو جب پار ہو گیا وہ اور وہ جو ایمان والے تھے تو بولے منکر آج طاقت نہیں جالوت سے اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کی اور بولے وہ جنہیں یقین تھا کہ وہ اللہ سے ملیں گے یہ کہ بارہا تھوڑی جماعت غالب آئی ہے جماعت کثیر پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا نام ایشا تھا۔ یہ بھی طالوت کے لشکر میں تھے۔ اور ان کے تمام دیگر فرزند بھی شریک تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت ایشاء کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور ایشا زرد رنگ کے تھے بکریاں چراتے تھے۔ چونکہ گھر بھر اس جنگ میں شریک تھا آپ بھی لازمی طور پر شریک ہوئے اور اللہ عزوجل کی مدد کے بھروسے میدان میں آ گئے کیونکہ ایمان والوں کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ عزوجل کی مدد ہی کام آتی ہے۔ اور آئندہ آپ کے مقابلہ کا نقشہ کھینچا ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ۔

اور جب سامنے آیا جالوت اور اس کے لشکر والے تو (مومنوں نے دعا کی) اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے پاؤں ثبات مضبوط جما دے اور ہماری مدد فرما کافروں پر تو انہوں نے (جالوتی لشکر کو) بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد علیہ السلام نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا کی اور اسے سکھایا جو چاہا۔

جب جالوت اپنے لشکر کے ساتھ نہایت متکبرانہ شان سے سامنے آیا اور بنی اسرائیل سے مبارز طلبی کی تو وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرائے اس لئے کہ جالوت بڑا قوی الجثہ زور اور قد آور تھا طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اسے اپنی دامادی میں لوں گا اور نصف ملک کا اسے مالک بناؤں گا مگر اس اعلان پر بھی کسی کی ہمت نہ پڑی۔ طالوت نے حضرت شمویل علیہ السلام سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے دعا کی۔ منجانب اللہ عزوجل بشارت ہوئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں جالوت کی موت ہے۔ طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام سے بھی وہی وعدہ کیا اور کہا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں گے تو میں اپنی لڑکی آپ کے عقد میں دوں گا اور نصف ملک کا آپ کو مالک کروں گا آپ نے مشیت الٰہی کے تحت وعدہ فرما کر جالوت کی طرف رخ کیا صف قتال قائم ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لے کر مقابل ہوئے۔ جالوت کے دل میں قدرتی طور پر آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے متکبرانہ انداز میں آگے بڑھ کر اپنی قوت سے آپ کو مرعوب کرنا چاہا۔ آپ نے فلاخن میں گولہ رکھ کر ایسا تاک کر مارا کہ

www.waseemziyai.com

اس کی پیشانی کو توڑ کر پیچھے نکل گیا اور جالوت مر گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی لاش لا کر طالوت کے سامنے ڈال دی تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طالوت نے حسب وعدہ حضرت داؤد علیہ السلام کو نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی سے آپ کا عقد کر دیا۔ ایک مدت کے بعد طالوت انتقال کر گئے اور تمام ملک حضرت داؤد علیہ السلام کے زیر نگیں ہو گیا۔ (جمل)

اور حکمت دینے کا جو ذکر ہے اس سے مراد نبوت ہے وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ سے مراد دیگر فنون جیسے زرہ بنانا۔ جانوروں کا کلام سمجھنا وغیرہ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔

اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں سے ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نیکوں کے صدقہ میں دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک صالح مسلمان کی برکت سے اس کے ہمسایوں کے سو گھر والوں کی بلا دفع فرماتا ہے۔ نیکوں کا تقرب بھی ہم سیہ کاروں کے لئے دافع بلا ہے۔ (خازن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء میں ہمیشہ تین سو ولی رہیں گے جن کے دل آدم علیہ السلام کے قلب مبارک کی طرح ہوں گے اور چالیس قلب موسیٰ علیہ السلام پر ہوں گے اور سات قلب ابراہیم اور پانچ قلب جبریل علیہ السلام پر اور تین قلب میکائل علیہ السلام اور ایک قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہوں گے جب ان میں سے ایک وفات پا جائے گا تو ان میں ان کی جگہ مقرر ہوگا جو عام مسلمانوں میں ہوں گے۔ ان کے طفیل بلائیں دفع ہوں گی۔ یہ حضرات اوتاد الارض ہیں زمین کی میخیں ہیں انہی کی برکت سے زمین قائم ہے۔ (روح المعانی، درمنثور) وللہ الحمد

دوسرا پارہ ختم ہوا۔ تیسرا پارہ شروع ہے۔

۸ رمضان المبارک ۷۳ھ در بجن سکھر سندھ پارہ دوم مکمل ہوا (۲۲ مئی ۵۳ء یوم جمعہ)
ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، چشتی (نور اللہ مرقدہ)

ترتیب اضافت ۷ مارچ ۷۶ء مطابق ۵ ربیع الاول ۹۶ھ بروز اتوار مکمل ہوا
امین الحسنات سید خلیل احمد قادری چشتی

تاریخ وصال مفسر قرآن مشہور زمان غازی کشمیر مجاہد ملت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری نور اللہ مرقدہ

صابر، شاکر معتبر عالم دین، متین - بے نظیر و بے مثال و لاجواب و لاکلام
فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھو - واصل حق ہو گئے وہ ہادی ذی احترام

www.waseemziyai.com

پارہ نمبر ۳

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

یہ رسول ہیں کہ فضیلت دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر ان میں سے وہ ہیں کہ اللہ نے کلام فرمایا اور بعض ان کے وہ ہیں جن کے درجات بلند کیے اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکی لیکن وہ مختلف ہو گئے اور ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے۔

لفظی ترجمہ

تِلْكَ - یہ	الرُّسُلُ - رسول ہیں کہ	فَضَّلْنَا - افضل کیا ہم نے	بَعْضَهُمْ - بعض کو
عَلٰى - اوپر	بَعْضٍ - بعض کے	مِنْهُمْ - ان میں سے	مَّنْ - وہ ہیں کہ
كَلَّمَ - کلام کیا	اللّٰهُ - اللہ نے	وَ - اور	رَفَعَ - بلند کیے
بَعْضَهُمْ - بعض کے	دَرَجٰتٍ - بہت درجے	وَ - اور	اٰتَيْنَا - دیں ہم نے
عِيْسَى - عیسیٰ	ابْنَ - بیٹے	مَرْيَمَ - مریم کو	الْبَيِّنٰتِ - نشانیاں
وَ - اور	اَيَّدْنَا - مدد کی ہم نے	هُ - اس کی	بِرُوْحِ - روح
الْقُدُسِ - پاک سے	وَ - اور	لَوْ - اگر	شَآءَ - چاہتا
اللّٰهُ - اللہ تو	مَا - نہ	اقْتَتَلَ - لڑتے	الَّذِيْنَ - وہ جو
مِنْۢ بَعْدِهِمْ - ان کے بعد ہوئے		مِّنْۢ بَعْدِ - بعد	مَا - اس کے کہ
جَآءَتْهُمُ - آئیں ان کے پاس		الْبَيِّنٰتُ - نشانیاں	وَ - اور
لٰكِنِ - لیکن	اخْتَلَفُوْا - مختلف ہوئے	فَمِنْهُمْ - ان میں سے	مَّنْ - وہ ہیں جو
اٰمَنَ - ایمان لائے	وَ - اور	مِنْهُمْ - ان سے	مَّنْ - وہ ہیں
كَفَرَ - جو کافر ہوئے	وَ - اور	لَوْ - اگر	شَآءَ - چاہتا
اللّٰهُ - اللہ	مَا - تو نہ	اقْتَتَلُوْا - لڑتے	وَ - اور
لٰكِنَّ - لیکن	اللّٰهَ - اللہ	يَفْعَلُ - کرتا ہے	مَا - جو
يُرِيْدُ - چاہے			

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر پہلا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ ۔

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے کہ جسے سب پر بلند درجہ کیا اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔

تِلْكَ۔ یہ اشارہ بعید کے لئے ہے۔

الرُّسُلُ۔ یہ لفظ انبیاء مرسلین کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ رسول کی جمع ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں۔ قاصد اور اصطلاح میں رسول وہ مقدس گروہ ہے جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغامات اس کے بندوں تک کماحقہ پہنچا دیئے ہیں اور ان پر آسمانی کتاب بھی نازل فرمائی ہو۔ نبی کے لئے کتاب کی قید نہیں لہٰذا ہر نبی رسول نہیں اور ہر رسول نبی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہیں اور رسول تین سو تیرہ ہیں۔

فَضَّلْنَا۔ اس کا مادہ فضل ہے اس کے معنی بزرگی یا کسی وصف خصوصی میں ممتاز کرنے کو کہتے ہیں لغت میں فضیلت کے معنی یہ ہیں کہ دو چیزیں ایک وصف میں مشترک ہوں تو اسی وصف میں ایک کو دوسری چیز سے ترقی دے دی جائے۔ اصطلاح میں فضیلت کے معنی وصف کمال میں ترقی دینے کے خاص ہیں۔ یہ معنی اس امر کے مقتضی ہیں کہ جسے فضیت دی جائے اس کو دنیا میں مدح اور آخرت میں زیادہ ثواب ہو فضیلت کلی اس شخص کو ہوگی جسے زیادتی ثواب اور اللہ تعالیٰ عزوجل سے زیادہ قرب ہو۔ چنانچہ تمام رسول اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رسالت ونبوت کے مرتبہ میں اجر وثواب کے موجبات میں شریک ہیں۔

یہ مقدس ہستیاں جنہیں ہم نے رسول کا منصب دیا جن کا ذکر پہلے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ کہہ کر فرمایا گیا۔ یہ سب ایک مرتبہ کے نہیں بلکہ انبیاء کرام کے مراتب جداگانہ ہیں جو کسی سے کسی بات میں افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ نہیں لیکن وصف نبوت میں سب مساوی نہیں مگر خصائص وکمالات میں درجے متفاوت ہیں یہی آیہ کریمہ کا مفہوم منطوق ہے اور اسی پر اجماع امت ہے۔ (خازن، مدارک)

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ۔ کچھ نبیوں میں سے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ حق تعالیٰ عزوجل نے ان سے بے واسطہ کلام فرمایا۔

حالانکہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کے ساتھ تخصیص نہیں ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سے شب معراج بے واسطہ کلام فرمایا۔ جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوق عرش گئے اور اس مقام پر پہنچے جہاں مخلوق کے علوم کی انتہا ہے اور جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسائی ہوئی وہاں تک کسی کو رسائی میسر نہ ہوئی وہاں کلام اللہ اور درجات وکمالات سے نوازے گئے۔

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ اور بعض کے درجات بلند ہوئے۔

رَفَعَ۔ کے معنی اٹھانا۔ بلند کرنا۔

بَعْضَهُمْ۔ سے صرف اور صرف حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کو یہ درجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام

www.waseemziyai.com

پر بلند کئے۔

مفسرین کا اتفاق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس انعام میں آپ کی تعظیم۔ فضل اور اعلاء قدر و منزلت ہے جیسا کہ احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

اب یہاں سوال یہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اس ترتیب میں وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ سے حضور ﷺ ہی جب مراد تھے تو نام مبارک لے کر تصریح کیوں نہ کر دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نام مبارک نہ لینے میں جو علو مرتبت کا اظہار ہوتا ہے وہ نام لینے سے نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے وہ وصف کسی پر صادق نہ آئے اور کوئی اشتباہ مشارکت راہ نہ پائے۔ چنانچہ خاتم النبیین ہی ایک وہ صفت ہے کہ سوائے حضور ﷺ کی ذات کے کسی پر صادق نہیں آتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و کمالات ایسے ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کو فائق دکھا رہے ہیں مثلاً قرآن کریم کہ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝۔ اس مرتبہ کی کتاب کسی نبی پر نہ آئی وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اور لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ وغیرہ وغیرہ۔ پھر اس پر احادیث میں فرمایا مسلم شریف اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلَائِقِ كَآفَّةً (میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں) کہیں فرمایا وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ۔ (مجھ پر اللہ نے نبیوں کو ختم کر دیا)۔

آیات بینات و معجزات باہرات میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی۔ شفاعت کبریٰ حضور ﷺ کے لئے مخصوص ہوئی۔ معراج کا قرب خاص آپ کو ملا علمی عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے بے انتہا خصائص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے۔ (مدارک، خازن)

مثلاً شفاعت والی حدیث لے لیجئے۔ روز محشر ساری مخلوق جمع ہو کر شفیع کی جستجو میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس آئیں گے اور شفاعت کی التجا کریں گے سب ہی اس کی ذمہ داری کو قبول کرنے میں اپنے عجز کا اعتراف کریں گے آخر میں یہ مخلوق شافع محشر سید المرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے حضور حاضر ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے یہ میرا کام ہے پھر بارگاہ اقدس میں حاضری دیں گے۔ (مدارج)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بلا فخر کہتا ہوں کہ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور لواء حمد بھی میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور تمام انبیاء وغیرہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا جو مقبول ہوگی۔ (ترمذی)

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو کھلے معجزے دیئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو جو ان میں بہت سی نشانیاں عطا ہوئیں وہ ظاہر ہیں آپ بغیر والد پیدا ہوئے۔ ابن مریم فرمانے سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف والدہ سے پیدا ہوئے۔

الْبَيِّنٰتِ۔ یعنی کھلی دلیل۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت سے معجزے عطا فرمائے گئے۔ مردوں کا زندہ کرنا، بیمار کو

www.waseemziyai.com

تندرست کرنا، مٹی سے پرند بنانا، غیب کی خبریں دینا وغیرہ وغیرہ

وَاَیَّدْنٰهُ۔ یہ لفظ اَیْدٌ سے بنا۔ اس کے معنی قوت ہیں۔

بِرُوْحِ الْقُدُسِ میں۔ روح حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نام ہے کیونکہ ان سے زندگی ملتی ہے یعنی ہم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے عیسیٰ علیہ السلام کو قوت دی۔ انہیں کے سانس سے انہیں پیدا کیا انہیں کے ذریعہ سے ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ یہود کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حد سے زیادہ تحقیر کرتے تھے اور نصاریٰ حد سے زیادہ تعظیم کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر خاص طور پر کیا۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ۔

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکیں لیکن وہ مختلف ہو گئے کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا۔

یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی امتیں بھی ایمان و کفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام امت مطیع ہو جاتی۔ اگر اللہ عزوجل چاہتا تو وہ لوگ جنہوں نے ان انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے بعد حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھ لئے آپس میں نہ لڑتے۔ یہ لوگ یہودی، نصاریٰ اور مشرکین ہیں۔ ان میں بعض تو ایمان لاتے اور جزاء کے مستحق ہوتے اور بعض کفر کی وجہ سے سزا کے مستحق ہوتے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔ اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے۔

یعنی اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور یہی اس کی قدرت کاملہ کی شان ہے۔ اس کے بعد رکوع شروع ہوا اس میں آخرت کے لئے ذخیرہ جمع کرنے کی تلقین ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ بقرہ - ۳

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! خرچ کرو ہمارے دیئے ہوئے میں سے اس سے پہلے کہ آئے وہ دن جس میں نہ خرید و فروخت ہو اور نہ کسی دوستی کا فائدہ اور نہ شفاعت (کافروں کے لئے) اور کافر خود ظالم ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ

اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ پکڑے نہ نیند آئے اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں کون ہے وہ جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے۔ جانتا ہے وہ جو آگے ہے اور جو پیچھے ہے ان کے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے سمائے ہوئے ہے اس کی کرسی

www.waseemziyai.com

كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

آسمانوں اور زمین کو اور اسے گراں نہیں ان کی محافظت اور وہ بلند بڑائی والا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

کوئی جبر نہیں دین میں بے شک روشن ہو گئی نیک راہ گمراہی سے جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو بے شک مضبوط تھامی اس نے گرہ جسے کبھی کھلنا ہی نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

اللہ والی ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف اور وہ جو کفر کرتے ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نکالتے ہیں نور سے اندھیروں کی طرف یہی وہ لوگ ہیں دوزخ والے انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو	اَنْفِقُوْا۔خرچ کرو
مِمَّا۔اس سے	رَزَقْنٰكُمْ۔جو ہم نے تمہیں دیا	مِّنْ قَبْلِ۔اس سے پہلے	اَنْ۔کہ
يَّاْتِيَ۔آئے	يَوْمٌ۔وہ دن	لَّا۔کہ نہ	بَيْعٌ۔خرید و فروخت
فِيْهِ۔اس میں	وَ۔اور	لَا۔نہ	خُلَّةٌ۔دوستی
وَ۔اور	لَا۔نہ	شَفَاعَةٌ۔سفارش	وَ۔اور
الْكٰفِرُوْنَ۔کافر	هُمُ۔تو وہی	الظّٰلِمُوْنَ۔ظالم ہیں	اَللّٰهُ۔اللہ ہے
لَآ۔نہیں	اِلٰهَ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر	هُوَ۔وہی
اَلْحَيُّ۔زندہ	الْقَيُّوْمُ۔قائم رکھنے والا	لَا۔نہیں	تَاْخُذُ۔پکڑتی
هٗ۔اسے	سِنَةٌ۔اونگھ	وَّ۔اور	لَا۔نہ
نَوْمٌ۔نیند	لَهٗ۔اس کا ہے	مَا۔جو کچھ	فِي۔میں
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے	وَ۔اور	مَا۔جو کچھ	فِي۔میں
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	مَنْ۔کون	ذَا۔ہے	الَّذِيْ۔وہ جو
يَشْفَعُ۔سفارش کرے	عِنْدَهٗٓ۔اس کے حضور	اِلَّا۔مگر	بِاِذْنِهٖ۔اس کے اذن سے
يَعْلَمُ۔جانتا ہے	مَا۔جو	بَيْنَ۔درمیان	اَيْدِيْهِمْ۔ہاتھوں کے
وَ۔اور	مَا۔جو	خَلْفَهُمْ۔پیچھے ہے	وَ۔اور

www.waseemziyai.com

لَا۔ نہیں
يُحِيطُونَ۔ احاطہ کرسکتے
بِشَيْءٍ۔ کچھ
مِّنْ عِلْمِهِ۔ اس کے علم سے
إِلَّا۔ مگر
بِمَا۔ جتنا
شَاءَ۔ وہ چاہے
وَسِعَ۔ سمائے ہے
كُرْسِيُّهُ۔ اس کی کرسی
السَّمَاوَاتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور
الْأَرْضَ۔ زمین کو
وَ۔ اور
لَا۔ نہیں
يَئُودُهُ۔ گراں اسے
حِفْظُهُمَا۔ محافظت ان کی
وَ۔ اوروہ
هُوَ۔ وہی ہے
الْعَلِيُّ۔ بلند
الْعَظِيمُ۔ بڑائی والا
لَآ۔ نہیں
إِكْرَاهَ۔ زبردستی
فِي۔ میں
الدِّينِ۔ دین کے
قَد۔ بے شک
تَّبَيَّنَ۔ ظاہر ہوگیا
الرُّشْدُ۔ نیک
مِنَ الْغَيِّ۔ گمراہی سے
فَمَن۔ تو جو
يَكْفُرْ۔ کفر کرے
بِالطَّاغُوتِ۔ شیطان سے
وَ۔ اور
يُؤْمِن۔ ایمان لائے
بِاللَّهِ۔ اللہ پر
فَقَدِ۔ تو بے شک
اسْتَمْسَكَ۔ تھامی اس نے
بِالْعُرْوَةِ۔ گرہ
الْوُثْقَىٰ۔ محکم
انفِصَامَ۔ کھلنا
لَهَا۔ اس کو
لَا۔ نہیں
سَمِيعٌ۔ سننے والا
عَلِيمٌ۔ جاننے والا ہے
اللَّهُ۔ اللہ
الَّذِينَ۔ ان کا جو
وَ۔ اور
آمَنُوا۔ ایمان لائے
اللَّهُ۔ اللہ
وَلِيُّ۔ والی ہے
مِنَ الظُّلُمَاتِ۔ اندھیروں میں سے
إِلَى۔ طرف
يُخْرِجُهُم۔ نکالتا ہے انہیں
الَّذِينَ۔ جو لوگ
كَفَرُوا۔ کفر کریں
النُّورِ۔ نور
وَ۔ اور
يُخْرِجُونَهُم۔ نکالتے ہیں
أَوْلِيَاؤُهُمُ۔ ان کے والی
الطَّاغُوتُ۔ شیطان ہیں
الظُّلُمَاتِ۔ اندھیروں کے
مِنَ النُّورِ۔ نور سے
إِلَى۔ طرف
هُمْ۔ وہ
أُولَٰئِكَ۔ یہ ہیں
أَصْحَابُ۔ لوگ
النَّارِ۔ آگ والے
فِيهَا۔ اس میں
خَالِدُونَ۔ ہمیشہ رہیں گے

مختصر تفسیر دوسرا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرو اس دن سے پہلے جس دن نہ خرید وفروخت ہے (نہ کافروں کے لئے) دوستی اور نہ شفاعت اور کافر تو ظالم ہی ہیں۔

کافروں کو ظالم اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں آخرت کے لئے کچھ نہ کیا اور دنیا طلبی میں محو رہ کر اپنے اوپر اتنا ظلم کیا کہ بروز قیامت پچھتائیں گے۔

آمَنُوا۔ کوئی نیکی بغیر ایمان قبول نہیں ہوتی اس لئے بصفت ایمان خطاب ہوا۔ اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔

أَنفِقُوا۔ یہ انفاق سے بنا۔ اس کا مادہ نفق ہے بمعنی بکھرنا۔ اگر اس سے زکوۃ مراد ہے تو یہ امر وجوبی ہے اور اگر صدقات مراد ہیں تو استحبابی اور اگر جہاد میں خرچ کرنا مراد ہے تو یہ امر مطلق ہے کیونکہ جہاد میں خرچ کرنا فرض ہے۔ تو یہ بھی

www.waseemziyai.com

وجوب کے لئے ہے۔

مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ۔ رَزَقْنَا۔ رزق سے بنا اس کے معنی ہیں عطیہ۔ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرو کچھ حصہ۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ۔ سے مراد قیامت ہے۔

لَا بَيْعٌ فِيْهِ۔ بیع کے معنی ہیں مبادلہ مال بالمال یعنی تجارتی لین دین۔

وَلَا خُلَّةٌ۔ یہ خلل سے بنا۔ اس کا معنی کشادگی ہے۔ محبت کو بھی اس لئے خلت کہتے ہیں۔

وَلَا شَفَاعَةٌ۔ یہ شفع سے بنا اس کے معنی ہیں جوڑا۔ اس لئے جفت کو شفع کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی شفاعت ہے۔

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ کافر ظالم ہیں۔ ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو بے محل خرچ کرنا۔

كَافِرٌ۔ انکار کرنے والا۔ یہاں منکر زکوٰۃ مراد ہے (بیضاوی)

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اہل عرب مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو لوگ ایک رسی جو پہلے زکوٰۃ میں دیتے تھے اب اگر نہیں دیں گے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔

اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی زندہ اور قائم رکھنے والا نہیں پکڑتی اسے اونگھ اور نہ نیند اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر۔ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کوئی چیز معلوم نہیں کر سکتے مگر جو وہ چاہے۔ سما لیا ہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اور نہیں گراں اسے ان کی محافظت اور وہ بلند بڑائی والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی الوہیت اور اس کی توحید کا بیان ہے۔ اس آیت کو آیۃ الکرسی کہتے ہیں اور احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔

اللہ عزوجل وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی معبود اس کے سوا کہ عبادت کی مستحق وہی ذات ہے۔

اِلٰهَ۔ کے معنی معبود جس کی عبادت ہوتی ہے کیونکہ وہ ذات ابدی سرمدی ہے۔

اَلْحَيُّ۔ وہ ہمیشہ زندہ ہے۔ حی اسے کہتے ہیں جو ہر شے سے واقف ہو، سنتا ہو، دیکھتا ہو، قادر ہو جس میں یہ صفات ہوں گی وہ ازل سے ہمیشہ ابد تک قائم رہے کیونکہ اس میں امکان وغیرہ نہیں ہوتا۔

اَلْقَيُّوْمُ۔ سب کا تھامنے والا۔ ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں قیوم وہ ہے جو ہر شے پر قادر ہو صاحب بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ دائم القیام ہے یعنی خلق کی تدبیر اور حفاظت کرتا ہے۔

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ اس کو نہیں آتی اونگھ اور نہ نیند۔

سِنَةٌ۔ ایک فتور و نقص کا نام ہے جو نیند سے پہلے ہوتا ہے اس لئے اس کو پہلے ہی ذکر کیا گیا۔

www.waseemziyai.com

نَوْمٌ۔ ایک حالت ہے جو اعضاء دماغیہ کے ڈھیلے پڑ جانے کی وجہ سے حیوان کو پیش آتی ہے۔ اور یہ ڈھیلا پن ان انجروں کی رطوبت سے ہوتا ہے جو دماغ کو اس طرح چڑھتے ہیں کہ حواس ظاہرہ کو احساس سے بالکل معطل کر دیتے ہیں۔

کیونکہ یہ جملہ صفت سلبیہ ہے۔ تشبیہ کی نفی کرتا ہے اس لئے اس سے اللہ عزوجل کے حی و قیوم ہونے کی تاکید ہوتی ہے کیونکہ جسے اونگھ یا نیند آئے گی تو اس کی حیوۃ میں نقصان ہوگا کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر کھڑے ہوئے اور پانچ باتیں بتائیں۔ ارشاد فرمایا۔

۱- اللہ تعالیٰ سوتا نہیں نہ اس کو زیبا ہے۔

۲- میزان عمل اسی کے قبضہ میں ہے وہی اونچی نیچی کرتا ہے۔

۳- رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اس کے پاس پہنچا دیئے جاتے ہیں۔

۴- اس کا حجاب نور ہے۔

۵- اگر وہ حجاب کھل جائے تو اس کی شعاعیں آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو پھونک دے۔

اس لئے کہ وہ واجب الوجود ہے اور موجد عالم مدبر کائنات ہے ایسی ہستی میں کوئی ایسی صفت نہیں ہونی چاہئے جس سے ذات میں نقص لازم آئے اور اونگھ اور نیند یہ دونوں ایک قسم کے نقص ہیں اس لئے ان دونوں کا رد کر دیا اس لئے کہ وہ نقص و عیب سے پاک ہے پھر

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ فرما کر اپنی مالکیت اور نفاذ امر و تصرف کا بیان فرما دیا اور نہایت لطیف پیرایہ میں رد شرک بھی کر دیا کہ جب سارا جہان اس کی ملک ہے تو مملوک میں سے کون ہوگا جو مالک کا شریک ہو۔ مملوک بہر حال مملوک ہے اور مالک بہر صورت مالک۔

مشرکین یا تو ستارے پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں، پہاڑوں، پتھروں، درختوں، جانوروں، آگ وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں جو زمین میں ہیں تو جب آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس ایک ذات ہی کی ملکیت ہے تو مالک کے ہوتے مملوک کی پوجا کس طرح صحیح اور معقول ہوگی۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے حضور میں بغیر اس کی اجازت کے۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کا بیان ہے۔ اس جملہ کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ کون ہے جو رب کے سوا بلا اجازت کسی کی سفارش کرے۔ دوسرے یہ کہ جو بندے رب کے قریب ہیں ان میں سے بھی بغیر اجازت کون کسی کی سفارش کر سکتا ہے۔ تو بت جن کو رب سے دور کا بھی تعلق واسطہ نہیں ہے وہ کیا کسی کی شفاعت کر سکتے ہیں۔ (روح البیان)

مشرکین کا عقیدہ تھا کہ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ یہ سب خدا کے حضور ہمارے سفارشی ہوں گے اس عقیدہ کو بھی رد کر دیا کہ مشرکین کا یہ گمان کہ ''سب شفاعت کریں گے'' غلط ہے اس لئے کہ کفار کے لئے تو شفاعت ہی نہیں اور جو ماذونین اللہ کے حضور شفاعت کرنے والے ہیں وہ صرف اور صرف انبیاء کرام ہیں یا ملائکہ یا مومنین ان کے سوا اور کوئی شفیع نہیں۔

پھر اس ذات پاک کی یہ صفت ہے کہ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وہ جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور جو

www.waseemziyai.com

ان کے پیچھے ہے۔یعنی جوان سے پہلے ہو چکا ہے اور جوان کے بعد ہوگا۔

یَعْلَمُ۔حال استمراری ہے یعنی ہمیشہ جانتا ہے۔

مَا۔سے مراد مخلوق کے تمام حالات ہیں۔

بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ۔سامنے کی چیز کو۔

خَلْف۔پیچھے کی چیز کو۔

یعنی امور دنیا و آخرت مَا قَبل وَمَا بَعد سب کا وہی جاننے والا ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ۔اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے اس کی معلومات سے کسی چیز کا۔

باوجودیکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو ہر شے کا علم ہے لیکن مِّنْ عِلْمِهٖٓ کی قید اس لئے لگائی تا کہ تنبیہ ہو جائے کہ وہ علم تام جو تمام اشیاء کی حقیقت کو محیط ہے اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے سوا کسی کا علم کسی شے کی حقیقت کو محیط ہونا نہیں پایا جاتا۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ۔مگر جتنا وہ چاہے۔

اس میں وہ لوگ ہیں جنہیں وہ مطلع فرماتا ہے اور وہ انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں جو بعطاء الٰہی عزوجل غیب پر مطلع ہوتے ہیں اور ان کا غیب پر مطلع ہونا ان کی نبوت کی دلیل ہے۔اس لئے فرمایا عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔علم غیب پر مطلع ہونا رسول کرام ہی کا خاصہ ہے۔(خازن)

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔گھیرے ہوئے ہے اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین کو۔

وَسِعَ۔وَسْعَة سے ہے۔اس کے معنی سما لینا۔گھیر لینا ہے۔

كُرْسِیّ۔ كَرْس سے ہے۔اس کے معنی ہیں ایک شے کے اجزاء کا اوپر نیچے ہونا۔کرسی اس چھوٹے تخت کو بھی کہتے ہیں جو بیٹھنے والے سے نہ بچے۔وہ بھی تختوں سے مرکب ہوتا ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کی عظمت کی تصویر اور محض ایک مثال ہے ورنہ حقیقتاً نہ کرسی ہے نہ کوئی بیٹھنے والا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہاں کرسی سے مراد اللہ کا علم ہے اسی وجہ سے علم کے صحیفہ کو کراسہ کہتے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ کرسی سے مراد اس کا ملک اور سلطنت ہے۔

اہل عرب قدیمی بادشاہت کا نام کرسی رکھ لیتے تھے۔

محققین نے کرسی سے علم و قدرت مراد لیا ہے۔

بعض نے عرش بتایا اور بعض نے اس سے وہ مراد لیا جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے بعض نے اس سے وہی مراد لیا ہے جو فلک البروج کے نام سے موسوم ہے۔

ابن مردویہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو کرسی کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے کسی بڑے بیابان میں کوئی حوض ہوتا ہے اور عرش کو کرسی پر اسی قدر فضیلت ہے جیسی اس بیابان کو اس حوض پر فضیلت ہے۔

www.waseemziyai.com

وَلَا یَئُوْدُہٗ۔ اور نہیں گراں گزرتی اس کو۔ یہ اوْد سے بنا ہے اس کے معنی بوجھ مشقت اس کا مرجع رب تبارک وتعالیٰ ہے۔

حِفْظُھُمَا۔ حفظ کے معنی نگہبانی ہے۔ ان کی حفاظت جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔ وہ علم۔ سلطنت۔ غلبہ اور صفات میں سب سے اعلیٰ اور عظیم ہے۔

ان آیات میں الٰہیات کے باریک مسائل ونکات کا حل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ الٰہیت میں واحد ہے۔ حیات کے ساتھ متصف ہے واجب الوجود ہے اپنے ماسوا کا موجد ہے، تجدد وحلول سے منزہ اور تغیر وفتور سے مبرا ہے نہ کسی کو اس سے مشابہت نہ عوارض مخلوق کو اس تک رسائی۔ ملک وملکوت کا مالک۔ اصول وفروع کا مبداء ومبدع۔ قوی گرفت والا جس کے حضور سوائے ماذونین کے کوئی شفاعت کے لئے بھی لب نہ ہلا سکے۔ قدیم ازلی ایسا ہے کہ

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّیْ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالَا

میرے رب کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی شریک اور نہ ہی اس کی کوئی ضد (مخالف) ہے وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا اسے کوئی زوال نہ آیا۔

موجودات کی ہر شے کا علم جلی اور خفی کلی اور جزئی کا وَاسِعُ الْمُلْکِ وَالْقُدْرَۃِ ادراک ووہم وفہم سے برتر وبالا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ تک جامع مانع صفات فرمائیں۔

فضائل آیۃ الکرسی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک کی زکوٰۃ کی حفاظت کرنے پر مقرر فرمایا۔ میں وہیں تھا کہ ایک شخص نے غلہ چرانا شروع کر دیا میں نے اس کو پکڑ کر کہا کہ میں تجھ کو رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا اس نے کہا کہ میں محتاج غریب ہوں میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے ابوہریرہ تمہارا رات کا قیدی کہاں گیا؟

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنی عیالداری اور حاجت مندی ظاہر کرتا تھا میں نے اسے چھوڑ دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یاد رکھو وہ جھوٹا تھا اور وہ پھر بھی آئے گا۔

مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا میں انتظار کر رہا تھا کہ وہی شخص پھر آ گیا اور غلہ چرانے لگا۔ میں نے پکڑ لیا اور قید کر دیا تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کروں گا اس نے پھر اپنی عیالداری اور معذوری کا اظہار کیا میں نے پھر اسے چھوڑ دیا۔

تیسری دفعہ پھر آیا میں نے پکڑ لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اب اس کو ہرگز نہ چھوڑوں گا کیونکہ ہر دفعہ یہی بات کہہ کر چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔ اس نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں چند کلمے تم کو ایسے بتاؤں گا جن سے خداوند تعالیٰ تم کو محفوظ رکھے گا اور وہ یہ ہیں۔ آیۃ الکرسی پڑھی۔ اس نے کہا کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر محافظ مقرر کر دیئے جائیں گے اور شیطان پاس نہیں آئے گا۔

یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح میں دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے دریافت

www.waseemziyai.com

فرمایا کہ رات والا قیدی کہاں گیا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ وہ چند کلمات بتا کر چلا گیا میں نے اسے چھوڑ دیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تو جھوٹا تھا مگر یہ بات سچ کہہ گیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون تھا جو تین روز سے آ رہا تھا؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو بہشت میں جانے سے سوائے موت کے اسے کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ ایک خبیث جن آپ کو تکلیف پہنچانے کی فکر میں ہے جب آپ بستر پر لیٹا کریں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

جبر و اکراہ نہیں دین میں بے شک روشن ہوگئی راہ رشد گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو بے شک اس نے تھامی محکم گرہ جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ۔ کوئی جبر نہیں۔ یہ کرہ سے بنا ایسا کام جو اپنی مرضی سے نہ کیا جائے بلکہ اس میں زبردستی اور جبر کو دخل ہو اسے بجبر و اکراہ کہا جاتا ہے۔

الدِّيْنِ۔ مذہب۔ جزا و سزا یعنی بدلہ۔

الرُّشْدُ۔ ہدایت۔ راشد اس کا اسم فاعل ہے اس کے ہدایت یافتہ۔ رشد سے اسلام مراد ہے۔

الْغَيِّ۔ گمراہی۔ اس کا مادہ غوی ہے۔ اس کے معنی بہکانے۔ گمراہ کرنے کے ہیں۔ یہاں شرک و کفر مراد ہے۔

صفات الٰہیہ کے بیان کے بعد لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ایسی جامع صفات سننے سمجھنے کے بعد عاقل کے لئے اب قبول حق میں تامل کی وجہ کوئی باقی نہیں رہتی لہٰذا دین میں رب تبارک و تعالیٰ جبر و اکراہ کا حکم نہیں دیتا بلکہ دلائل لائحہ واضحہ اسے خود دین کی طرف مائل کریں گے اور جب سیدھی راہ کج راہ سے واضح اور روشن ہوگئی تو ہر کافر کے لئے اول اپنے کفر سے توبہ و بیزاری ضروری ہے اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوگا جبکہ کفر و ضلالت ایمان و ہدایت کی روشنی میں واضح ہوگیا تو اسے اسلام و ایمان قبول کر کے محکم گرہ تھامنا لازم ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ۔ تو جو نہ مانے بتوں کو۔

طَاغُوْت۔ طغیان سے ہے۔ اس کے معنی حد سے گزرنا۔ سرکش۔ گمراہ کو طاغوت کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کریں۔ جن انسان کے شیاطین ہیں جو عبادت سے روکیں۔

وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ۔ اور ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ۔ بے شک اس نے پکڑ لیا مضبوطی کے ساتھ۔

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔ حلقہ مضبوط رسی ہے۔ عروہ وہ چیز جس کو پکڑ کر لٹکا جائے۔ یعنی رسی۔

www.waseemziyai.com

وَثْقٰی۔ مضبوط۔ یہاں قوی دلائل کو مضبوط گرہ والی رسی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ انْفِصَامَ۔ فصم سے بنا اس کے معنی کھل کر ٹوٹنا۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ سننا اور نیت کو جاننے والا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو اختیار ہے کہ اگر وہ تمہارے پاس رہنا چاہیں تو وہ تمہارے ہی ہیں اور اگر وہ ان کا ساتھ دیں تو ان کے ساتھ انہیں بھی نکال دو۔

شان نزول

انصار میں رواج تھا کہ جن عورتوں کے بچے نہیں جیتے تھے۔ وہ نذر مانتی تھیں کہ اگر یہ بچے زندہ رہیں تو ہم انہیں یہود میں شامل کر دیں گے جب ان کی حاجت پوری ہو جاتی تو وہ نذر پوری کرتیں اور یہ یہودی ہی رہتے۔

مدینہ منورہ میں جب اسلام کا آفتاب ہدایت چمکا اور وہاں سے قبیلہ بنی نضیر کو ملک بدر کیا گیا تو ان میں انصار کی اولاد بھی تھی۔ انصار نے چاہا کہ ان کو نہ جانے دیں کیونکہ یہ اولاد اور بھائی بھتیجے ہیں تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو ایمان لے آئیں اور مدینہ میں رہیں اور چاہیں تو اپنے کفر پر قائم رہیں اور نکل جائیں۔ (خازن)

قبیلہ بنی سالم میں ایک صاحب تھے جن کا نام حصین رضی اللہ عنہ تھا ان کے دو بیٹے عیسائی تھے وہ مدینہ منورہ میں تجارت کے لئے آئے۔ حضرت حصین نے ان کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب تک تم ایمان نہ لاؤ۔ تو انہوں نے انکار کیا۔ یہ مقدمہ دربار رسالت ﷺ میں پیش ہوا۔ حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے جگر کے ٹکڑے دوزخ میں جائیں اور میں دیکھوں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (درمنثور)

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

اللہ والی ہے ایمان والوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے والی وحمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نکالتے ہیں نور سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

وَلِيُّ۔ مددگار۔ دوست۔ اس کی جمع اولیاء ہے۔ یہ لفظ رفیق۔ کارساز۔ دوست کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مومنین سے نومسلم یا جو علم الٰہی میں مومن تھے۔

الظُّلُمٰتِ۔ اندھیرے۔ اس کا واحد ظُلْمَةٌ ہے۔ یہاں کفر وشرک کی تاریکیاں مراد ہیں۔ نور یعنی روشنی جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرے۔ ظلمات سے کفر اور نور سے ایمان مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نومسلموں کو ظلمت کفر سے نور ایمان کی طرف نکالتا ہے یا انہیں شبہات وشکوک کی تاریکیوں سے نکال کر ان کو نور یقین عطا فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ۔ یہاں كَفَرُوْا سے مراد مرتدین یا وہ جو علم الٰہی میں کافر ہیں۔

الطَّاغُوْتُ۔ سے شیاطین مراد ہیں۔ کاہن یا بت وغیرہ (روح البیان) جو کفار کے مددگار شیاطین ہیں جو انہیں کفر میں مدد دیتے ہیں۔

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ۔ ان کو اولیاء سے انہیں نور کی طرف نکالتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اگر کفار سے مرتدین مراد ہیں تو ان کا ایمان سے نکلنا ظاہر ہے اور اگر قدیمی کفار مراد ہیں تو نور اسلام مراد ہے جو میثاق کے دن حاصل ہوا تھا۔ جو اصل فطرت پر ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر لیتے ہیں۔

شان نزول

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے کچھ لوگ منکر تھے جب حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر تھے وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے وہ آپ کے منکر ہو گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ یہی لوگ دوزخی ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یعنی کفار۔ مومن کیسا ہی گنہگار ہو نجات پائے گا۔

اس آیت کریمہ میں ظلمت و نور کا جو استعارہ فرمایا گیا وہ کفر سے ظلمت اور نور سے ایمان کی روشنی مراد ہے اور غرور و تکبر پر انکسار حاصل کرنا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس (غرور کے) سبب سے کہ خدا نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا جب ابراہیم نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے وہ بولا جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں ابراہیم نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا اور خدا بے انصافوں کو ہدایت دیا نہیں کرتا۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ

یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جسے ایک گاؤں میں جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا اتفاق سے گزر ہوا تو اس نے کہا کہ خدا اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کریگا تو خدا نے اس کی روح قبض کر لی (اور) سو برس تک (اس کو مردہ رکھا) پھر اس کو جلا اٹھایا اور پوچھا

www.waseemziyai.com

وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾

تم کتنا عرصہ (ٹھہرے) رہے ہو اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم خدا نے فرمایا (نہیں) بلکہ سو برس (ٹھہرے) رہے ہو اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ (اتنی مدت میں مطلق سڑی) بسی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے) غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں اور (ہاں گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کیوں کر جوڑے دیتے ہیں اور ان پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں۔ جب یہ واقعات اس کے اپنے مشاہدے میں آئے تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾

اور جب ابراہیم نے (خدا سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ خدا نے فرمایا کیا تم نے (اس بات کو) باور نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن (میں دیکھنا) اس لئے (چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان حاصل کر لے۔ خدا نے فرمایا کہ چار جانور پکڑ کر اپنے پاس منگا لو (اور ٹکڑے ٹکڑے کرا دو) پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور جان لو کہ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اِلٰی۔ طرف
الَّذِیْ۔ اس کی جو	حَآجَّ۔ جھگڑا	اِبْرٰهٖمَ۔ ابراہیم سے	فِیْ۔ بیچ
رَبِّهٖۤ۔ اس کے رب کے	اَنْ۔ یہ کہ	اٰتٰىهُ۔ دی اسے	اللّٰهُ۔ اللہ نے
الْمُلْكَ۔ بادشاہی	اِذْ۔ جب	قَالَ۔ کہا	اِبْرٰهٖمُ۔ ابراہیم نے
رَبِّیَ۔ میرا رب	الَّذِیْ۔ وہ ہے جو	یُحْیٖ۔ زندہ کرتا	وَ۔ اور
یُمِیْتُ۔ مارتا ہے	قَالَ۔ کہا	اَنَا۔ میں بھی	اُحْیٖ۔ زندہ کرتا

www.waseemziyai.com

وَ۔اور
فَاِنَّ۔بے شک
مِنَ الْمَشْرِقِ۔پورب سے
فَبُهِتَ۔تو حیران رہ گیا
اللّٰهُ۔اللہ
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالم کو
عَلٰى۔اوپر
خَاوِيَةٌ۔گری ہوئی تھی
اَنّٰى۔کیونکر
بَعْدَ۔بعد
مِائَةَ۔سو
قَالَ۔کہا
لَبِثْتَ۔میں ٹھہرا
يَوْمٍ۔دن کا
مِائَةَ۔سو
طَعَامِكَ۔اپنے کھانے کی
يَتَسَنَّهْ۔بسا
حِمَارِكَ۔اپنے گدھے کی
اٰيَةً۔نشان
اِلَى۔طرف
ان کو
لَحْمًا۔گوشت
قَالَ۔کہا
عَلٰى۔اوپر
وَ۔اور
رَبِّ۔اے میرے رب
تُحْيِ۔زندہ کرے گا تو
لَمْ۔نہیں

اُمِيْتُ۔مارتا ہوں
اللّٰهَ۔اللہ
فَاَتِ۔تو لاتو
الَّذِيْ۔وہ جو
لَا۔نہیں
اَوْ۔یا
قَرْيَةٍ۔ایک بستی کے
عَلٰى۔اوپر
عُرُوْشِهَا۔اپنی چھتوں کے
هٰذِهٖ۔اس کو
فَاَمَاتَهُ۔تو مار دیا اسے
ثُمَّ۔پھر
لَبِثْتَ۔ٹھہرا تو
اَوْ۔یا
بَلْ۔بلکہ
فَانْظُرْ۔سو دیکھ
شَرَابِكَ۔اپنے پینے کی
انْظُرْ۔دیکھ
وَ۔اور
وَ۔اور
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
الْعِظَامِ۔ہڈیوں کے
ثُمَّ۔پھر
فَلَمَّا۔پھر جب
اَعْلَمُ۔میں خوب جانتا ہوں
كُلِّ۔ہر ایک
اِذْ۔جب
اَرِنِيْ۔دکھا
الْمَوْتٰى۔مردوں کو
تُؤْمِنْ۔ایمان لایا تو

قَالَ۔کہا
يَاْتِيْ۔لاتا ہے
بِهَا۔اسے
كَفَرَ۔کافر تھا
يَهْدِيَ۔ہدایت دیتا
كَالَّذِيْ۔اس کی طرح جو
وَ۔اور
هِيَ۔وہ
قَالَ۔بولا
اللّٰهُ۔اللہ
اللّٰهُ۔اللہ نے
بَعَثَهُ۔اٹھایا اس کو
قَالَ۔کہا
بَعْضَ۔بعض حصہ
لَبِثْتَ۔ٹھہرا تو
اِلٰى۔طرف
لَمْ۔نہیں
اِلٰى۔طرف
لِنَجْعَلَكَ۔تاکہ بنائیں ہم تجھ کو
وَ۔اور
كَيْفَ۔کس طرح
نَكْسُوْ۔پہناتے ہیں
تَبَيَّنَ۔ظاہر ہو گیا
اَنَّ۔بے شک
شَيْءٍ۔چیز کے
قَالَ۔کہا
نِيْ۔مجھ کو
قَالَ۔فرمایا
قَالَ۔عرض کیا

اِبْرٰهِيْمُ۔ابراہیم نے
بِالشَّمْسِ۔سورج کو
مِنَ الْمَغْرِبِ۔پچھم سے
وَ۔اور
الْقَوْمَ۔قوم
مَرَّ۔گزرا
هِيَ۔وہ
قَالَ۔بولا
اللّٰهُ۔اللہ
اللّٰهُ۔اللہ نے
بَعَثَهُ۔اٹھایا اس کو
قَالَ۔کہا
بَعْضَ۔بعض حصہ
لَبِثْتَ۔ٹھہرا تو
اِلٰى۔طرف
لَمْ۔نہیں
اِلٰى۔طرف
انْظُرْ۔دیکھ
نُنْشِزُهَا۔کھڑا کرتے ہیں
هَا۔ان کو
لَهٗ۔اس کو
اللّٰهَ۔اللہ
قَدِيْرٌ۔قادر ہے
اِبْرٰهِيْمُ۔ابراہیم نے
كَيْفَ۔کس طرح
اَوَ۔کیا
بَلٰى۔کیوں نہیں

MARKAZUL OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

وَ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن	لِّيَطْمَئِنَّ۔تاکہ اطمینان پائے	
قَلْبِيْ۔میرا دل	قَالَ۔فرمایا	فَخُذْ۔تو پکڑ	اَرْبَعَةً۔چار
مِنَ الطَّيْرِ۔پرند	فَصُرْ۔تو ہلا	هُنَّ۔ان کو	اِلَيْكَ۔اپنی طرف
ثُمَّ۔پھر	اجْعَلْ۔کر	عَلٰى۔اوپر	كُلِّ۔ہر
جَبَلٍ۔پہاڑ کے	مِنْهُنَّ۔ان سے	جُزْءًا۔ایک ٹکڑا	ثُمَّ۔پھر
ادْعُهُنَّ۔بلا انہیں	يَاْتِيْنَكَ۔آئیں گے تیرے پاس		سَعْيًا۔دوڑتے
وَ۔اور	اعْلَمْ۔جان لے	اَنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
عَزِيْزٌ۔غالب	حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے		

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۳

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ۔

کیا نہ دیکھا تم نے (اے محبوب) اسے جو جھگڑا ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں (غرور، تکبر، خود بینی، خود سری کی بناء پر) اس لئے کہ اللہ نے سلطنت اسے بخشی۔

اَلَمْ تَرَ۔یہ استفہام انکاری ہے اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ اے محبوب کیا آپ نے نہ دیکھا۔

اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ۔جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں۔

اس وقت کا بادشاہ مراد ہے جس کا نام نمرود بن کنعان بن سنجاریب تھا۔یا نمرود بن کنعان بن حام بن نوح تھا۔

(روح البیان وروح المعانی)

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ روئے زمین کے چار بادشاہ گزرے ہیں دو مسلمان حضرت سلیمان وذوالقرنین علیہم السلام اور دو کافر نمرود و بخت نصر۔

نمرود پہلا بادشاہ تھا جسے اللہ تعالیٰ عزوجل نے روئے زمین کی سلطنت عطا فرمائی تھی اسی نے سب سے پہلے سر پر تاج رکھا اس کی عمر آٹھ سو اسی برس ہوئی چار سو برس اس کے عزت کے ساتھ گزرے اور بقایا چار سو برس مچھر کے عذاب کی وجہ سے ذلت و پریشانی سے گزرے۔عطاء نعمت پر شکر و اطاعت کی بجائے تکبر و غرور کے ساتھ ربوبیت کا مدعی ہو گیا۔اس نے رب تعالیٰ سے مقابلہ کرنے کے لئے نہایت اونچا قلعہ بنایا تھا۔اس کا پایہ تخت بابل تھا۔(خازن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اللہ تعالیٰ عزوجل کی اطاعت و عبودیت کی دعوت دی یہ دعوت آگ میں پھینکے جانے سے قبل دی یا بعد۔اس کی اصل نہیں ملتی۔

بعض علماء نے کہا کہ یہ مناظرہ آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا جبکہ آپ نے بت شکنی فرمائی تھی۔

www.waseemziyai.com

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مناظرہ آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا جب کہ آگ گلزار ہوگئی اور اس ملک پر مچھر اور قحط کا عذاب آیا تو لوگ بارش کے لئے نمرود کے پاس آئے۔ نمرود ان سے سوال کرتا کہ تیرا رب کون ہے؟ اگر اس نے کہہ دیا کہ تو۔ تو وہ غلہ دے دیتا ورنہ نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آئے اس نے پوچھا تمہارا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ یعنی اجسام میں موت وحیات پیدا کرتا ہے۔

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ۔ یہ دلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نہایت جامع تھی ایک ناخدا شناس کے لئے بہترین ہدایت بھی تھی۔ آپ نے بتایا کہ تو خود اور تیرا وجود اور تیری حیات اس ذات حی وقیوم کے وجود کی شاہد ہے کہ تو اول بے جان نطفہ تھا اس نے تجھے انسانی صورت بخشی۔ حیات عطا کی اسی کو رب کہتے ہیں اور زندگی کے بعد پھر زندہ جسم کو جو موت دے دیتا ہے وہ پروردگار عالم ہے اس کی قدرت کی شہادت خود تیری موت وحیات میں موجود ہے۔ اس کے وجود سے بے خبر رہنا انتہائی جہالت اور غایت سفاہت ہے۔

یہ دلیل بھی ایسی تھی کہ اس کا جواب نمرود سے نہ بن پڑا مگر اس خیال سے کہ بھرے مجمع میں ذلت ورسوائی نہ ہو کہنے لگا۔

قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ۔ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

دلیل کے لئے دو شخص بلائے ان میں سے ایک قتل کر ڈالا اور ایک چھوڑ دیا گویا اس سے یہ بتایا کہ جسے چھوڑا اسے زندہ کیا اور جسے قتل کرایا وہ مار دیا۔ حالانکہ یہ اس کی نہایت احمقانہ بات تھی کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا کہاں موت وحیات کا پیدا کرنا۔ قتل کئے ہوئے کو اگر زندہ کر دیتا اور چھوڑے ہوئے کو بلا قتل حکم سے مار دیتا تب بھی کوئی بات تھی۔ اس مظاہرے سے عقل پر تو اسی وقت ظاہر ہوگیا کہ یہ ہٹ دھرم ہے اس کے پاس جواب نہیں ہے حجت ابراہیم علیہ السلام قاطع ہے۔ لیکن چونکہ نمرود نے اپنے جواب میں شان دعویٰ دکھائی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرانہ گرفت کی اور فرمایا کہ موت وحیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں۔ پھر تیرا دعویٰ ربوبیت جھوٹا نہیں تو اور کیا ہے۔ اچھا چل اس سے آسان دوسرا کام کر کے دکھا دے اور وہ ایک متحرک جسم کا حرکت میں پہلی حرکت سے متبدل ہونا ہے چنانچہ فرمایا۔

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو اتنا ہی کر دے کہ اسے مغرب سے لا دے (اور اگر حرکت اجسام میں بھی تبدل وتغیر کی تجھ میں قوت نہیں تو دعویٰ ربوبیت والوہیت کس منہ سے کرتا ہے۔ نتیجتاً فرمایا گیا۔

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ تو مبہوت ہوگیا وہ جس نے کفر کیا اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

بُهِتَ۔ بُهْتٌ۔ سے بنا اس کے معنی حیرانی وتہمت کے ہیں۔ بہتان اسی لئے کہتے ہیں کہ سننے والا حیران رہ جاتا ہے۔ اس طرف اشارہ ہے کہ وہ کافر کفر کی وجہ سے حیران وپریشان رہ گیا۔ ورنہ کج بحثی کر سکتا تھا اللہ تعالیٰ عزوجل کافروں کو آخرت میں جنت کے راستے کی ہدایت نہ دے گا۔ ظالم کو ہدایت نہیں دیتا۔

www.waseemziyai.com

حضرت عزیر علیہ السلام کا سو برس کے بعد زندہ ہونا

اب دوسرا واقعہ بیان ہوتا ہے بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے۔ بیت المقدس میں بنی اسرائیل آباد تھے۔ جب ان کا فسق و فجور۔ نافرمانی و طغیانی حد سے بڑھ گئی تو عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چھ سو برس پہلے بادشاہ بخت نصر بابلی نے بیت المقدس پر شدید حملہ کر دیا اور اس کے ساتھ چھ لاکھ جھنڈے تھے ہر جھنڈے کے ساتھ افواج تھیں جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کر دیا۔ توریت کے نسخے جلا دیئے بنی اسرائیل کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو قتل کر ڈالا۔ دوسرے کو ذلیل و خوار کر کے شام میں رکھا۔ تیسرے کو قید کر دیا جن کی تعداد دس لاکھ تھی ان میں حضرت عزیر دانیال علیہما السلام بھی تھے جو اس وقت بچے تھے۔

بہت عرصہ کے بعد ان میں سے بعض لوگوں نے قید سے رہائی پائی ان میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی شامل تھے۔ یہ بستی اس وقت تک اجڑی پڑی تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب وہاں سے گزرے آپ کے ساتھ کھجوریں اور ایک برتن میں انگور کا شیرہ تھا۔ آپ دراز گوش پر سوار تھے۔ آپ تمام بستی میں گھومے وہاں کسی کو نہ پایا۔ بستی کی عمارتیں منہدم دیکھیں تو آپ نے تعجب سے فرمایا۔

اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اسے اللہ کیونکر جلائے گا اسے اس کی موت کے بعد۔

اس واقعہ سے پرہیزگاروں کو ہدایت کاملہ اور یقین کے بعد عین الیقین اور حق الیقین عطا فرمایا گیا ہے۔ اب ارشاد ہے کہ

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ۔ یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر (یعنی عزیر علیہ السلام) اور وہ ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر (یعنی اس بستی کی ویرانی اس طرح ہوئی کہ پہلے چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں آ پڑیں) پھر آپ نے ایک جگہ اپنے گدھے کو باندھا اور آرام فرمانے کے لئے ایک جگہ قیام فرمایا۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ جب آپ لیٹے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کی روح قبض کر لی اور گدھا بھی مر گیا اور اس کے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ عزوجل نے شاہان فارس سے ایک بادشاہ کو اس زمین پر مسلط کیا یہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل انہیں پھر یہاں لایا یہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا جب آپ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو زندہ کیا۔ پہلے آنکھوں میں جان آئی اور تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام کے وقت غروب کے قریب ہوا اس وقت اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۚ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۚ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ۚ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ۔

تو اللہ تعالیٰ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا تو (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا (عزیر) نے عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنے ٹھہرے آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم کو یا

www.waseemziyai.com

آپ صبح لیٹے تھے اور اب دیکھا تو شام قریب تھی تو آپ نے سمجھا کہ یہ شام اسی دن کی ہے جس میں سوئے تھے تو اس پر رب العزت کی طرف سے جواب ملا۔

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

فرمایا نہیں بلکہ تجھے یہاں سو برس گزر گئے ہیں تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو پاس نہ لایا اور بسا نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انہیں اٹھان دیتے ہیں پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ حال اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔

چنانچہ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ کریم عزوجل کی طرف سے جواب ملا کہ صبح سے شام کا حساب تم لگا رہے ہو حالانکہ تم سو برس یہاں ٹھہرے اب اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے شیرے کو دیکھو ویسے کا ویسا ہی ہے اس میں بساؤ کا اثر تو کجا معمولی بو بھی باسی ہونے کی نہیں ہے اور اپنے گدھے کو دیکھو آپ نے دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ اور اتنا گل چکا تھا کہ تمام اعضاء بکھر گئے تھے ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں پھر آپ کی نظر کے سامنے اس کے اجزاء جمع ہوئے اور تمام اعضا اپنے اپنے موقع پر آئے ہڈیوں پر گوشت چڑھا گوشت پر کھال چڑھی بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور رینگنے لگا۔ آپ نے یہ مشاہدۂ قدرت دیکھ کر کے عرض کیا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس کے بعد کا قصہ مفسرین نے یوں لکھا ہے کہ آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور اپنے محلہ میں تشریف لائے۔ سر اقدس اور ریش مبارک کے بال سفید تھے اور عمر وہی چالیس سال کی تھی۔ کوئی آپ کو اس وقت کی آبادی والوں میں سے پہچانتا نہ تھا آپ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک بڑھیا ملی جو ضعیف تھی پاؤں رہ گئے تھے نابینا ہو گئی تھی یہ آپ کے وقت کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ مکان عزیر کا ہے بڑھیا نے کہا ہاں مگر اب عزیر کہاں انہیں تو مفقود الخبر ہوئے سو برس گزر گئے یہ کہہ کر خوب روئی۔ آپ نے فرمایا میں عزیر ہوں۔

بڑھیا یہ سن کر بولی سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا۔ پھر زندہ کیا اس نے کہا حضرت عزیر مستجاب الدعوات تھے اگر آپ عزیر ہیں تو میرے لئے دعا کریں کہ میں بینا ہو جاؤں اور اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں آپ نے دعا فرمائی علی الفور وہ بینا ہو گئی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ اٹھ خدا کے حکم سے یہ فرمانا تھا کہ اس کے بے جان پیر درست ہو گئے۔ اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور بولی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بے شک حضرت عزیر علیہ السلام ہیں۔

وہ بڑھیا آپ کو بنی اسرائیل کے محلہ میں لے گئی یہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے۔ بڑھیا نے مجلس میں پکارا لوگوں یہ حضرت عزیر تشریف لے آئے مبارک ہو۔ اہل مجلس نے جھٹلایا اس نے کہا دیکھو۔ آپ کی دعا سے میری آنکھیں صحیح ہو گئی ہیں اور گئی ہوئی بینائی مل گئی۔

www.waseemziyai.com

یہ سن کر لوگ اٹھے آپ کے قریب آئے آپ کے فرزند نے کہا حضرت میرے والد صاحب کے شانوں کے مابین کالے بالوں کا ایک ہلال تھا آپ نے پشت مبارک کھول کر دکھائی تو وہ موجود تھا اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ رہا تھا اور کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا۔ آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ کر سنا دی۔ ایک شخص نے کہا مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاریوں کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے۔

چنانچہ اس پتہ پر جستجو کر کے توریت کا مدفون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا تو ایک ایک حرف مطابق نکلا (جمل) آگے ارشاد ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔

اور جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے رب مجھے دکھا دے تو کیونکر مردوں کو جلائے گا۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر دل کا اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہوں فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر انہیں ساتھ ملا پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان لے کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۔ اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے کہ اے پروردگار مجھ کو دکھا دے تو کیونکر زندہ کرے گا مردے۔

حسن، قتادہ اور ابن جریج رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اس سوال کے کرنے کا سبب یہ تھا کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا۔ مدوجزر جسے جوار بھاٹا کہتے ہیں اس سے سمندر کا پانی اترتا چڑھتا رہتا ہے چنانچہ پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس لاش تک آجاتیں اور اس سے کھاتیں جب اتر جاتا تو جنگل کے درندے اس پر آتے اور کھاتے جب درندے ہٹ جاتے تو پرند آکر اسے نوچتے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو دیکھنے کا شوق ہوا کہ مردے کس طرح زندہ کئے جائیں گے آپ نے بارگاہ حق عزوجل میں عرض کیا کہ یارب مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو ضرور زندہ کرے گا اور ان کے اجزاء دریائی جانوروں اور پرندوں کے پیٹ اور پرندوں کی پوٹوں سے جمع فرمائے گا مگر میں یہ منظر عجیب دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔

ایک قول بعض مفسرین کا یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کہا۔ ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لے کر آپ کو یہ بشارت سنانے آئے آپ نے بشارت سن کر اللہ عزوجل کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خلت کی علامت کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پر مردے زندہ کرے تب آپ نے یہ دعا کی۔ (خازن)

قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۔ فرمایا کیا تجھ کو یقین نہیں۔ کہ مارنے کے بعد پھر اسی ترکیب سے میں مردوں کو زندہ کر سکوں گا۔

أَوَلَمْ۔ میں ہمزہ استفہامیہ ہے۔ ایمان بمعنی یقین ہے۔ یقین کے تین درجے ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین۔

www.waseemziyai.com

علم الیقین جو سن کر حاصل ہوا ایمان کیلئے علم یقین کافی ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے حاصل تھا۔
عین الیقین جو دیکھ کر ہو۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ پھر تم ضرور اسے آنکھوں سے دیکھو گے۔
حق الیقین اس چیز میں فنا ہو کر ارشاد باری ہے۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ بے شک یہ ہے حق یقینی طور پر۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان و یقین کا علم تھا لیکن باوجود اس کے یہ فرمانا اور بطور استفہام کہنا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تجھے یقین نہیں محض اس لئے تھا کہ سامعین واقعہ جان لیں کہ یہ سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کسی شک وشبہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ یقین وایمان سے آگے طمانیت قلب کا ایک درجہ اور ہے وہ حاصل کرنا مقصود تھا۔ (بیضاوی، جمل)

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۔ عرض کیا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو جائے میرے دل کو
یعنی اے رب کریم میں ایمان تو لایا مگر علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین چاہتا ہوں تا کہ مجھے حق الیقین کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار پرند پکڑ لو۔

فَخُذْ۔ میں ف جزائیہ ہے طَيْر – طَائِرٌ کی جمع ہے۔ آپ کو اختیار دیا گیا کہ جو چاہو چار لے لو۔ آپ نے مور، مرغ، کبوتر، گدھ یا کوا پکڑ لیا۔

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ۔ اس کا مادہ صور یا صیر ہے اس کا معنی کاٹنا اَیْ صُرْ هُنَّ یعنی مائل کر لو اور ہلا لو تا کہ تم پہچان سکو۔ اس کا ترجمہ ہلا لینا ہی کا عام طور پر کیا ہے۔ ہلا لینے کا فائدہ یہ ہے کہ ان پرندوں کو جنہیں قطع وبرید کر کے چار پہاڑوں پر رکھنا ہے تا کہ ان کی روحیں پہچان سکیں۔

مفردات میں اس کی تصریح یہ ہے وَالصُّرَةُ الْجَمَاعَةُ الْمُنْضَمُّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ كَاَنَّهُمْ صَرُّوْا بِهَا جَمَعُوْا فِيْ دُعَاءٍ۔ تو اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا قیمہ کر کے ان کا گوشت ملا یا جائے۔

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا۔ پھر رکھ دے ہر ایک پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا۔

ثُمَّ۔ تراخی کے لئے ہے۔

اجْعَلْ۔ رکھ دو۔

جَبَل۔ ہر مضبوط چیز کو کہتے ہیں۔ پہاڑ کو بھی اسی لئے جبل کہتے ہیں۔ دنیا میں کل چھ ہزار چھ سو تہتر پہاڑ ہیں۔ یہاں چار پہاڑ مراد ہیں۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب۔ (روح البیان)

مِّنْهُنَّ۔ کا مرجع طیر ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے چار پرند، مور، مرغ، کبوتر، کوا لے کر انہیں ذبح کیا ان کے پر اکھاڑے اور قیمہ کر کے ان کے اجزاء کو بہم خلط ملط کیا اور پھر اس مجموعہ کے کئی حصہ کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے۔

www.waseemziyai.com

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ۔ پھر ان کو بلا تیرے پاس دوڑتے آئیں گے۔

پھر فرمایا چلے آؤ حکم الٰہی سے آپ علیہ السلام کے اس فرمانے سے وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکل بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر آئے اور اپنے سروں سے مل کر بعینہٖ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ حکمت والا ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگذر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پروا اور بردبار ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾

مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کرو جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

www.waseemziyai.com

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾

اور جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اس پر مینہ پڑے تو دگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾

بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو (ناگہاں) اس باغ پر آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے اور وہ جل (کر راکھ کا ڈھیر ہو) جائے۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو اور سمجھو۔

لفظی ترجمہ

مَثَلُ۔مثال	الَّذِيْنَ۔ان کی جو	يُنْفِقُوْنَ۔خرچ کرتے ہیں	اَمْوَالَهُمْ۔اپنے مال
فِيْ۔میں	سَبِيْلِ۔راستے	اللّٰهِ۔اللہ کے	كَمَثَلِ۔اس کی سی ہے کہ
حَبَّةٍ۔ایک دانہ	اَنْۢبَتَتْ۔کہ اگائے	سَبْعَ۔سات	سَنَابِلَ۔بالیاں
فِيْ۔میں	كُلِّ۔ہر	سُنْۢبُلَةٍ۔بالی کے	مِّائَةُ۔سو
حَبَّةٍ۔دانہ ہے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	يُضٰعِفُ۔بڑھاتا ہے
لِمَنْ۔جس کے لئے	يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
وَاسِعٌ۔فراخی والا	عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	اَلَّذِيْنَ۔وہ جو	يُنْفِقُوْنَ۔خرچ کرتے ہیں
اَمْوَالَهُمْ۔اپنے مال	فِيْ۔میں	سَبِيْلِ۔رستے	اللّٰهِ۔اللہ کے
ثُمَّ۔پھر	لَا۔نہیں	يُتْبِعُوْنَ۔پیچھے لگاتے	مَآ۔اس کے جو
اَنْفَقُوْا۔خرچ کیا	مَنًّا۔احسان	وَّ۔اور	لَآ۔نہ
اَذًى۔تکلیف	لَّهُمْ۔ان کے لئے ہے	اَجْرُهُمْ۔ان کا اجر	عِنْدَ۔نزدیک
رَبِّهِمْ۔ان کے رب کے	وَ۔اور	لَا۔نہ	خَوْفٌ۔خوف ہوگا
عَلَيْهِمْ۔ان پر	وَ۔اور	لَا۔نہ	هُمْ۔وہ
يَحْزَنُوْنَ۔غم کھائیں گے	قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ۔بات اچھی	وَّ۔اور	مَغْفِرَةٌ۔بخشش

www.waseemziyai.com

خَيْرٌ۔ بہتر ہے
أَذًى۔ تکلیف
حَلِيمٌ۔ بردبار
لَا۔ نہ
وَ۔ اور
مَالَهٗ۔ مال اپنا
لَا۔ نہیں
الْيَوْمِ۔ دن
صَفْوَانٍ۔ صاف چٹان
وَابِلٌ۔ زور کی بارش
يَقْدِرُوْنَ۔ قادر ہیں
كَسَبُوْا۔ کمایا انہوں نے
يَهْدِي۔ ہدایت دیتا
مَثَلُ۔ مثال
ابْتِغَآءَ۔ چاہتے ہوئے
تَثْبِيْتًا۔ ثابت کرنے کو
بِرَبْوَةٍ۔ ٹیلے پر
أُكُلَهَا۔ اپنا پھل
يُصِبْهَا۔ پہنچے اسے
اللّٰهُ۔ اللہ
أَ۔ کیا
تَكُوْنَ۔ ہو
وَ۔ اور
الْأَنْهٰرُ۔ نہریں
الثَّمَرٰتِ۔ پھل
وَ۔ اور
فَأَصَابَهَا۔ پھر پہنچے اس کو
فَاحْتَرَقَتْ۔ تو وہ باغ جل گیا

فَمِنْ صَدَقَةٍ۔ اس صدقے سے کہ
وَ۔ اور
يٰٓاَيُّهَا۔ اے
تُبْطِلُوْا۔ ضائع کرو
الْأَذٰى۔ تکلیف دے کر
رِئَآءَ۔ دکھاوے
يُؤْمِنُ۔ ایمان لاتا
الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر
عَلَيْهِ۔ اس پر
فَتَرَكَهٗ۔ تو چھوڑا اسے
عَلٰى۔ اوپر
وَ۔ اور
الْقَوْمَ۔ قوم
الَّذِيْنَ۔ ان کی جو
مَرْضَاتِ۔ خوشنودی
مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔ اپنا دل
أَصَابَهَا۔ پہنچے اسے
ضِعْفَيْنِ۔ دگنا
وَابِلٌ۔ زور کی بارش
بِمَا۔ اس کو جو
يَوَدُّ۔ پسند کرتا ہے
لَهٗ۔ اس کا
أَعْنَابٍ۔ انگوروں کا
لَهٗ۔ اس کے لئے ہوں
وَ۔ اور
لَهٗ۔ اس کے ہوں
إِعْصَارٌ۔ بگولا
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح

اللّٰهُ۔ اللہ
الَّذِيْنَ۔ لوگو جو
صَدَقٰتِكُمْ۔ اپنے صدقے
كَالَّذِيْ۔ اس آدمی کی طرح
النَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
فَمَثَلُهٗ۔ تو اس کی مثال ہے
تُرَابٌ۔ مٹی ہو
صَلْدًا۔ صاف ستھرا
شَيْءٍ۔ کسی چیز کے
اللّٰهُ۔ اللہ
الْكٰفِرِيْنَ۔ کفار کو
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں
اللّٰهِ۔ اللہ کی
كَمَثَلِ۔ مثل اس کے ہے کہ
وَابِلٌ۔ زور کی بارش
فَإِنْ۔ پھر اگر
فَطَلٌّ۔ تو شبنم
تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو
أَحَدُكُمْ۔ کوئی تم میں سے
جَنَّةٌ۔ باغ
تَجْرِيْ۔ چلتی ہوں
فِيْهَا۔ اس میں
أَصَابَهُ۔ اسے آ پکڑے
ذُرِّيَّةٌ۔ بچے
فِيْهِ۔ اس میں ہو
يُبَيِّنُ۔ بیان کرتا ہے

يَتْبَعُهَآ۔ پیچھے لگے اس کے
غَنِيٌّ۔ بے نیاز ہے
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
بِالْمَنِّ۔ احسان جتا کر
يُنْفِقُ۔ جو خرچ کرتا ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
كَمَثَلِ۔ جیسے
فَأَصَابَهٗ۔ پھر پہنچی اسے
لَا۔ نہیں
مِمَّا۔ اس سے جو
لَا۔ نہیں
وَ۔ اور
وَ۔ اور
أَمْوَالَهُمْ۔ اپنے مال
وَ۔ اور
جَنَّةٍ۔ باغ ہو
فَاتَتْ۔ تو دے وہ
لَمْ۔ نہ
وَ۔ اور
بَصِيْرٌ۔ دیکھ رہا ہے
أَنْ۔ یہ کہ
مِنْ نَّخِيْلٍ۔ کھجوروں
مِنْ تَحْتِهَا۔ اس کے نیچے
مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کے
الْكِبَرُ۔ بڑھاپا
ضُعَفَآءُ۔ ننھے ننھے
نَارٌ۔ آگ
اللّٰهُ۔ اللہ

www.waseemziyai.com

لَكُمْ۔تمہارے لئے الْاٰيٰتِ۔آیتیں لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم تَتَفَكَّرُوْنَ۔غور کرو

مختصر تفسیر چوتھا رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۳

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

ان کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں مثل ایک دانہ کے ہے کہ اگائیں اس نے سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی دو چند کرے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

مَثَلُ۔اس کے معنی مثال اور کہاوت ہیں۔

يُنْفِقُوْنَ۔سے ہر خرچ جو کار خیر میں کیا جائے۔

اَنْۢبَتَتْ۔انبات جمع ومصدر ہے اس کے معنی اخراج ہے۔اصطلاح میں زمین سے نکالنے اگانے کو انبات کہتے ہیں اسی لئے گھاس کو نبات کہتے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ خواہ واجب ہو یا نفلی تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی یا کسی شفا خانہ میں دوائیں پہنچا دیں یا شفا خانہ بنوایا یا اموات کے ایصال ثواب میں تیجہ یا دسواں، بیسواں، چالیسواں کر دیا یا کسی طریقہ سے مساکین کو کھانا کھلایا یہ سب انفاق فی سبیل اللہ میں داخل ہیں اور اس کا ثواب كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ کے مطابق ہے۔یہاں دانہ کو اگانے والا بطور نسبت مجازی کے فرمایا ورنہ حقیقی اگانے والا خدا کے سوا کوئی نہیں اس نسبت کے ظاہر فرمانے سے یہ مسئلہ ضرور واضح ہو گیا کہ اسناد مجازی جائز ہے بشرطیکہ اسناد کنندہ غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو۔

اسی لئے تو یوں کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے یا مضر ہے یہ چیز درد کی دافع ہے۔ماں باپ نے اولاد کو پالا، فلاں عالم نے فلاں کو گمراہی سے بچالیا، فلاں بزرگ نے فلاں کی حاجت براری فرمائی۔فلاں فلاں بلا دفع کی فلاں مشکل حل کی یہ سب اسناد مجازی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے عقیدہ میں فاعل حقیقی اور متصرف تحقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جس جس طرح تصرفات کا اسناد غیر اللہ کی طرف ہے وہ محض مجاز اُ ہے کہ یہ سب وسائل ہیں چنانچہ فرمایا۔

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ یعنی ایک دانہ نے سات بال اگائیں ہر بال میں سو دانے آئے تو گویا ایک دانہ سے سات سو دانے ہو گئے اسی طرح راہ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گنا اجر ہو جاتا ہے اور جس کے لئے اللہ چاہے تو اس کا بھی دو چند، سہ چند بڑھا دے۔یہ صدقہ وخیرات کی فضیلت میں ارشاد ہوا آگے فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

وہ جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دینے کے بعد نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کوئی غم۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے ایک ہزار اونٹ بمعہ سامان پیش کئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے چار ہزار درہم بارگاہ رسالت میں صدقہ کئے اور

www.waseemziyai.com

عرض کی میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے نصف میں نے اپنے لئے اور اہل وعیال کے واسطے رکھ لئے اور نصف راہ خدا میں حاضر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو رکھے دونوں میں اللہ برکت دے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے موقع پر ایک ہزار اونٹ معہ ساز وسامان کے پیش کئے اس کے علاوہ اعلان فرمایا کہ جس غازی کے پاس سامان نہ ہو وہ آکر مجھ سے لے جائے۔ مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کی کمی تھی تو آپ نے بیر رومہ خرید کر وقف کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائی۔ حضور علیہ السلام عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اگر آج کے دن کے بعد عثمان غنی کچھ بھی عمل نہ کریں تب بھی ان کے اعمال میں کمی نہ آئے گی۔ تو ایسے مخلصانہ صدقات کی فضیلت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔ اور

ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَّلَا أَذًى ۙ۔ جو فرمایا وہ یہ ہے کہ دے کر احسان رکھنا پھر سے دوسروں کے سامنے اظہار کرنا کہ میں نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اور یہ کہہ کر اس کا دل ملول کرے جس پر احسان کیا اور أَذًى یہ کہہ کر اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا۔ مفلس ومجبور تھا میں نے تیری خبر گیری کی اور ایسے ہی باتیں کرنا جن سے دباؤ پڑے اسے اسلام نے منع فرمایا۔ کیونکہ احسان نہ جتانے کا درجہ خیرات سے اعلیٰ ہے اس لئے ثُمَّ سے لایا گیا۔ یعنی خیرات کے بعد عمر میں کبھی بھی احسان نہ جتائیں۔

يُتْبِعُونَ۔ تَبَعٌ سے بنا اس کے معنی پیچھے ہونا۔

مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَّلَا أَذًى۔ من کے معنی انعام کا احسان جتانا۔ طعنہ دینا۔

أَذًى۔ ہر تکلیف دہ چیز کو کہتے ہیں نہ احسان جتائیں نہ حقارت کا برتاؤ کریں۔

لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ سے معلوم ہوا کہ صدقات وزکوۃ کا حقیقی ثواب قیامت کے دن ملے گا اس کا ثواب واجر ان کے رب کے پاس ہے۔

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ نہ انہیں دنیا اور آخرت میں کوئی اندیشہ ہے نہ محشر میں غم ہوگا۔ آگے اصلاح اخلاق مومن کے لئے ارشاد فرمایا۔

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا أَذًى ۗ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ۔ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا اور ایذا پہنچانا ہو اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَّمَغْفِرَةٌ۔ قول نرم بات کہنا۔

مَّعْرُوفٌ۔ بمعنی دستور کے مطابق نرم وشیریں بات کہنا۔

مَغْفِرَةٌ۔ غفر سے بنا بمعنی درگزر کرنا یعنی سائل کو نرمی سے منع کر دینا اور جو سائل سختی کرے اس سے درگزر کرنا۔

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا أَذًى۔ آزار۔ ہر قسم کی ایذا رسانی۔ اس صدقہ سے اچھا ہے جس کے بعد فقیر کو ایذا اور تکلیف ہو۔ سائل ایذاء اور دینے والا عذاب الٰہی سے بچ جاتا ہے۔

وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ۔ اور اللہ بے پرواہ اور حلم والا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام صدقات سے بے پرواہ ہے اور حلیم ہے۔ یعنی اگر تمہارے در پر سائل آئے اور اسے کچھ نہ دے سکو تو اس سے کم از کم اچھی بات کہنا خوش خلقی کے ساتھ جواب

www.waseemziyai.com

دے دینا اور رنجیدہ نہ کرنا اور اگر وہ سوال میں اصرار کرتے ہوئے تشدد اختیار کرے تو اس سے درگزر کرنا یا ایسے صدقہ وخیرات سے افضل ہے جس کے بعد لعن وطعن ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرے والد فرماتے تھے کہ جس وقت کسی کو تم کوئی چیز دے دو اور تم یہ محسوس کرو کہ اس پر تمہارا اسلام بھی گراں گزرے گا تو اس کو سلام بھی نہ کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔

اے ایمان والو! اپنے صدقے ضائع نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسی ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے تو اس پر زور کا پانی آیا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

یہاں من واذیٰ سے مراد وہی عار دلانا اور طعن وتشنیع کرنا ہے۔ اور منافق کافر کا صدقہ اللہ عزوجل اور آخرت پر ایمان لائے بغیر ہے۔

رِیَاءٌ۔ کا مادی رَأیٌ ہے اس کے معنی ہیں ایک دوسرے کو دکھانا۔ ریا کار کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں اپنی خیرات لوگوں کو دکھاؤں تاکہ لوگ تعریف کریں۔

صَفْوَانٍ۔ صاف پتھر کو کہتے ہیں۔

تُرَابٌ۔ خشک مٹی کو کہتے ہیں۔

وَابِلٌ۔ وہ بارش ہے جس کے قطرے بھاری ہوں۔

صَلْدًا۔ وہ سخت اور چکنا پتھر جس پر غبار نہ ہو اسی لئے گنجے سر کو رَأسٌ صَلْدٌ کہتے ہیں۔

کافر چٹان ہے۔ اس کی خیرات مٹی ہے۔ کفر تیز بارش اور عمل کی بربادی اس پتھر کا دھل جانا ہے۔

كَسَبُوا۔ سے اعمال مراد ہیں۔ یعنی وہ اپنے کسی عمل کا ثواب نہیں پاتے۔

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔ اللہ کفار کو قیامت کے دن جنت کی راہ وہدایت نہ دے گا۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔

اور ان کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اور اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو ٹیلے پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دوچند میوے لایا تو اگر نہ پہنچے زور کا پانی تو شبنم کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اسی لئے راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور رضا الٰہی عزوجل چاہنے والے مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہترین زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھولتا پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی باخلاص مومن کا

www.waseemziyai.com

صدقہ وانفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ عزوجل اسے بڑھاتا ہے اور مومن کی نیت بالاخلاص کو جانتا ہے۔

اِبْتِغَآءَ۔ اس کے معنی ہیں طلب وتلاش۔

مَرْضَاتِ۔ اس کا معنی رضا ہے یعنی اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لئے۔

وَتَثْبِيْتًا۔ ثبات سے بنا۔ اس کے معنی تصدیق ویقین۔

جَنَّةٍ۔ جو باغ چاردیواری سے محفوظ کیا جائے۔ فراء نے کہا جس باغ میں کھجوریں ہوں وہ جنت اور جس میں انگور ہوں وہ فردوس کہلاتا ہے۔ (خازن)

بِرَبْوَةٍ۔ ربو سے بنا اس کے معنی زیادتی ہے یا بلندی ہے۔ اصطلاح میں اونچی اور اعلیٰ درجہ کی ہموار زمین کو ربوہ کہتے ہیں جو دریا کے سیلابوں اور شہر کے گندے پانیوں سے محفوظ رہے جس کے درخت خوشنما اور پھل بے شمار ہوں خیرات اس باغ کی طرح ہے جو بلند اور اعلیٰ درجہ کی زمین میں لگا ہو۔

اَصَابَهَا وَابِلٌ۔ پہنچی تیز بوندوں والی بارش۔

اُكُلَهَا۔ اس کے معنی لقمہ۔ اور لذت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

ضِعْفَيْنِ۔ ضعف کا تثنیہ ہے اس کے معنی دگنا۔ بعض نے کہا کثرت کے لئے آتا ہے جیسے

اس نے بے شمار پھل دیئے۔ (کبیر)

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ۔ طل چھوٹی بوندوں والی پہلی بارش یعنی شبنم کو کہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ یہ خطاب سب کے لئے ہے۔ اللہ تمہارے تمام اعمال خوب دیکھنے والا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو احسان جتا کر ستا کر اپنے صدقات کو باطل کر دیتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اس آیت میں تحذیر اور ترغیب دونوں ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۔

کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں اور اس کے لئے ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ۔ یہ ایک قسم کا استفہام انکاری ہے یعنی کوئی تم میں سے پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ بات کسی عقلمند کے گوارا کرنے کے قابل نہیں۔ باغ کا بیان کر کے کھجور اور انگور کا خصوصیت سے اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ نفیس اور شیریں میوہ ہے تو جب وہ باغ نفیس دلکشا اور نافع ہو تو اس عمر میں جب انسان دوسروں کا محتاج ہوتا ہے بڑھاپا اور اس کی اولاد ناتواں نوعمر یا نابالغ ہو جو کمانے کے قابل نہیں۔ بلکہ پرورش کی محتاج ہوں اور ان کی گزر کا واحد دارومدار صرف اس باغ پر ہو تو جب اس پر آتشیں بگولا آ پڑے اور درختوں کو جلا ڈالے۔ تو اس وقت مالک باغ کے رنج اور غم وحسرت اور نا امیدی کا کیا حال ہوگا۔

www.waseemziyai.com

ایسے ہی خیرات وصدقات کا باغ تو لگایا مگر ریاکاری کا بگولا اس کے پیچھے آ گیا تو اس وقت وہ خیرات کرنے والا کس طرح پچھتائے گا کہ خیرات وصدقات کو میری طرف سے آج ریاکاری کے بگولے نے جلا ڈالا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام علیہم رضوان سے فرمایا کیا آپ کے علم میں ہے کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مثال ایک ایسے دولتمند کی ہے جو نیک عمل کرتا ہو۔ پھر شیطان کے اغواء سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیاں ضائع کر دے۔ (مدارک وخازن)

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو۔ اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو اور ان کو کبھی نہ لو۔ اور جان رکھو کہ خدا بے پرواہ (اور) قابل ستائش ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(اور دیکھنا) شیطان (کا کہا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا ہے اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور خدا تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور خدا بڑی کشائش والا ہے (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

اور تم (خدا کی راہ میں) جس طرح کا خرچ کرو یا کوئی نذر مانو۔ خدا اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور وہ بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور (اسی طرح دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا

(اے محبوب) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے اور (مومنو!)

www.waseemziyai.com

تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

تم جو مال خرچ کرو گے خدا کی خوشنودی کے لئے کرو گے اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجت مندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب لوگوں سے منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ خدا اس کو جانتا ہے۔

لفظی ترجمہ

يَآ اَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو	اَنْفِقُوْا۔ خرچ کرو
مِنْ طَيِّبٰتِ۔ پاک چیزوں سے	مَا۔ جو	كَسَبْتُمْ۔ تم کماؤ	وَ۔ اور
مِمَّآ۔ اس سے جو	اَخْرَجْنَا۔ ہم نے نکالا	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	مِّنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَيَمَّمُوا۔ قصد کرو	الْخَبِيْثَ۔ نکمی چیز کا
مِنْهُ۔ اس سے	تُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہو تم	وَ۔ اور	لَسْتُمْ۔ نہیں ہو تم
بِاٰخِذِيْهِ۔ لینے والے اس کو	اِلَّآ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	تُغْمِضُوْا۔ چشم پوشی کرو
فِيْهِ۔ اس میں	وَ۔ اور	اعْلَمُوْٓا۔ جان لو	اَنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ	غَنِيٌّ۔ بے پروا	حَمِيْدٌ۔ تعریف کیا گیا ہے	اَلشَّيْطٰنُ۔ شیطان
يَعِدُ۔ وعدہ دیتا ہے	كُمُ۔ تم کو	الْفَقْرَ۔ غربت کا	وَ۔ اور
يَاْمُرُ۔ حکم دیتا ہے	كُمْ۔ تم کو	بِالْفَحْشَآءِ۔ بے حیائی کا	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	يَعِدُ۔ وعدہ دیتا ہے	كُمْ۔ تم کو	مَّغْفِرَةً۔ مغفرت کا
مِّنْهُ۔ اپنی طرف سے	وَ۔ اور	فَضْلًا۔ فضل کا	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	وَاسِعٌ۔ فراخی والا	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	يُؤْتِي۔ دیتا ہے
الْحِكْمَةَ۔ حکمت	مَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	يُّؤْتَ۔ دیا گیا	الْحِكْمَةَ۔ حکمت	فَقَدْ۔ تو بے شک

www.waseemziyai.com

أُوْتِيَ۔ دیا گیا
مَا نہیں
الْأَلْبَابِ۔ عقل لوگ
مِّن نَّفَقَةٍ۔ کوئی خرچ
فَإِنَّ۔ تو بے شک
مَا نہیں
لِلظَّالِمِينَ۔ ظالموں کے لئے
الصَّدَقٰتِ۔ صدقے
إِن۔ اگر
تُبْدُوا۔ تم ظاہر کرو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
فَهُوَ۔ تو وہ
يُكَفِّرُ۔ دور کرے گا
اللّٰهُ۔ اللہ
لَيْسَ۔ نہیں
لٰكِنَّ۔ لیکن
يَشَآءُ۔ چاہے
مِنْ خَيْرٍ۔ مال
مَا نہیں
وَجْهِ۔ رضامندی
تُنْفِقُوا۔ تم خرچ کرو گے
وَ۔ اور
لِلْفُقَرَآءِ۔ واسطے فقیروں کے
سَبِيلِ۔ راہ
ضَرْبًا۔ چلنے کی
الْجَاهِلُ۔ ناواقف
تَعْرِفُهُمْ۔ پہچان لے گا تو ان کو
يَسْئَلُونَ۔ مانگتے وہ
مَا۔ جو
اللّٰهَ۔ اللہ

خَيْرًا۔ بھلائی
يَتَذَكَّرُ۔ نصیحت لیتے
وَ۔ اور
أَوْ۔ یا
اللّٰهَ۔ اللہ
يَعْلَمُهُ۔ اسے جانتا ہے
مِنْ أَنصَارٍ۔ کوئی مددگار
فَنِعِمَّا۔ تو اچھا ہے
تُخْفُوهَا۔ تم چھپاؤ
وَتُؤْتُوهَا۔ دے دو
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
عَنكُمْ۔ تم سے
بِمَا۔ اس سے
عَلَيْكَ۔ تجھ پر
اللّٰهَ۔ اللہ
يَهْدِي۔ ہدایت دیتا ہے
وَ۔ اور
فَلِأَنفُسِكُمْ۔ تو وہ تمہارے اپنے لئے ہے
تُنفِقُونَ۔ خرچ کرتے تم
اللّٰهِ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
مِنْ خَيْرٍ۔ مال سے
أَنتُمْ۔ تم
الَّذِينَ۔ وہ جو
اللّٰهِ۔ اللہ کے
فِي۔ میں
أَغْنِيَآءَ۔ دولت مند
مِنَ التَّعَفُّفِ۔ سوال نہ کرنے کی وجہ سے
بِسِيمَاهُمْ۔ ان کی صورت سے
إِلْحَافًا۔ چمٹ کر
مِنْ خَيْرٍ۔ مال
عَلِيمٌ۔ جانتا ہے

كَثِيرًا۔ بہت
إِلَّآ۔ مگر
مَآ۔ جو
نَذَرْتُم۔ نذر مانو تم
يَعْلَمُهُ۔ اسے جانتا ہے
مِنْ أَنصَارٍ۔ کوئی مددگار
فَنِعِمَّا۔ تو اچھا ہے
هِيَ۔ یہ بھی
هَا۔ اس کو
هَا۔ وہ
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
مِّن سَيِّئَاتِكُمْ۔ تمہاری برائیاں
تَعْمَلُونَ۔ جو تم کرتے ہو
هُدَاهُمْ۔ ان کی ہدایت
يَهْدِي۔ ہدایت دیتا ہے
مَا۔ جو
تُنفِقُوا۔ خرچ کرو
إِلَّآ۔ مگر
وَ۔ اور
يُوَفَّ۔ پورا دیا جائے گا
لَا۔ نہ
أُحْصِرُوا۔ روکے گئے
لَا۔ نہیں
يَسْتَطِيعُونَ۔ طاقت رکھتے
الْأَرْضِ۔ زمین کے
يَحْسَبُهُمُ۔ خیال کرتا ہے ان کو
لَا۔ نہیں
وَ۔ اور
فَإِنَّ۔ تو بے شک

وَ۔ اور
أُولُوا۔ صاحب
أَنفَقْتُم۔ خرچ کرو تم
مِّن نَّذْرٍ۔ کوئی نذر
وَ۔ اور
إِن۔ اگر
هِيَ۔ یہ بھی
هَا۔ اس کو
الْفُقَرَآءَ۔ محتاجوں کو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
خَبِيرٌ۔ خبردار ہے
وَ۔ اور
مَن۔ جسے
تُنفِقُوا۔ خرچ کرو
وَ۔ اور
ابْتِغَآءَ۔ واسطے چاہنے
مَا۔ جو
إِلَيْكُمْ۔ تم کو
تُظْلَمُونَ۔ ظلم کئے جاؤ گے
فِي۔ میں

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر پانچواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۡ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔

اے ایمان والو! خرچ کرو پاک ستھری چیزیں اپنی کمائی سے اور اس میں سے کہ جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا اور اس میں سے گندی چیز کا قصد نہ کرو کہ اسے خرچ کرو۔ حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو گے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا (خواہ وہ غلہ ہو یا پھل یا معادن وغیرہ) اس میں سے دو۔ یعنی خیرات کرو

اَنْفِقُوْا۔ خرچ سے صدقات واجبہ مراد ہیں جیسے زکوۃ وغیرہ یا امر استحبابی بھی ہوسکتا ہے نفلی صدقات وغیرہ لیکن صدقات واجبہ زیادہ قوی ہے۔

طَيِّبٰتِ۔ طیبۃ کی جمع ہے اس کے معنی حلال۔ کھرا کے ہیں۔

كَسَبْتُمْ۔ اس کے معنی ہیں ہر وہ کام جو نفع کی غرض سے کیا جائے اس میں سونا چاندی وغیرہ سب ہی داخل ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اے ایمان والو! اپنی کمائی سے پاک کھرا حلال مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

جہاں اموال تجارت جائز ہیں وہاں اس پر زکوۃ بھی لازم ہے۔ (خازن، مدارک)

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ۔ اور نہ پورا کرو ناقص وخبیث مال سے خیرات کو تو اس سے خرچ کرو۔

تَيَمَّمُوا۔ اَمٌّ سے بنا اس کے معنی قصد ہیں۔

الْخَبِيْثَ۔ کے معنی ناپسندیدہ۔ گندی چیز مراد ہے۔ یعنی حرام اور ردی مال سے خیرات کا ارادہ بھی نہ کرو۔

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ۔ صرف ردی مال سے خرچ کرو۔

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ۔ اور نہیں ہوتم اس کو لینے والے مگر یہ کہ اس میں چشم پوشی کرو۔

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ۔ مگر خود لینا گوارا نہیں کرتے۔

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ۔ تغمضوا۔ اغماض سے بنا۔ اس کے معنی ہیں آنکھ بند کرنا۔ یہاں درگزر کرنا اور چشم پوشی کرنا مراد ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔ جان رکھو کہ اللہ تمہاری خیرات سے بے پرواہ اور مستحق حمد ہے۔

شان نزول

بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اس سے فقہاء نے یہ حکم نکالا کہ مصدق یعنی صدقہ لینے والا جو وصول کرے اسے چاہئے کہ وہ متوسط مال لے نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلیٰ۔

www.waseemziyai.com

کچھ لوگ اپنے خرموں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے اچھا کھرا مال علیحدہ کر دیتے تھے اور ردی مال علیحدہ صدقہ دیتے وقت ردی مال دیتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

تفسیر درمنثور نے ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا تو بعض لوگ ردی خرموں کے خوشے لے کر حاضر ہوتے اور مسجد نبوی میں لٹکا دیتے۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کچھ خوشے جھاڑ کر فرمایا کہ کیا ان کا خیرات کرنے والا ناقص ثواب چاہتا ہے۔ (تفسیر کبیر، درمنثور)

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

شیطان تمہیں ڈراتا ہے محتاجی سے اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا (یعنی ایمان والا کسی مصیبت زدہ کی مدد کرنا چاہے یا کسی غریب کو خیرات دینا چاہے تو شیطان اسے خوف دلاتا ہے کہ تیرا اس وقت یہ خرچ کرنا تیرے مفلس ہو جانے کا پیش خیمہ ہے اگر ایسے ہی خرچ کرتا رہا تو نادار ہو جائے گا)۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ۔ شیطان تمہیں ڈراتا ہے تنگدستی سے۔

يَعِدُ۔ وعدہ سے بنا۔ وعدہ ہر اس آئندہ کی خبر کو کہتے ہیں جس سے کسی کو خیر کا امیدوار بنایا جائے۔ وعید وہ خبر ہے جسے شر کا اندیشہ ہو اکثر وعدہ خیر و شر پر بولا جاتا ہے۔

الْفَقْرَ۔ کے معنی جوڑ کے ہیں۔ ذوالفقار۔ جوڑوں والی تلوار۔ غریبی۔ تنگدستی کو فقر اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے ہمت و حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (کبیر، روح المعانی)

وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔ فحشاء۔ فحش سے بنا۔ اس کے معنی حد سے گزرنا۔ بدکار عورت کو فاحشہ کہتے ہیں کہ وہ بدکاری میں حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اس سے یہاں وسوسہ شیطانی یا بخل مراد ہے۔ یعنی خیرات سے روکنا۔ بخل کی طرف مائل کرنا ہے۔ یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ اس آیت کریمہ میں نہایت لطیف انداز سے اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ شیطان اگرچہ بخل کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر بخل کی خوبی ذہن نشین کرنے کی اس میں قوت نہیں سوا اس کے کہ وہ خائف کرتا ہے۔ چنانچہ ہمیشہ ایسی شیطانی جماعت موجود رہی جو مسلمانوں کو صدقہ قربانی۔ زکوٰۃ وغیرہ میں خرچ کرنے سے روکنے کے لئے ایسے لایعنی حربے استعمال کرتے جن سے منفعل ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے جو سخی ہوتا ہے اس کی شاخ کو پکڑ لیتا ہے پھر شاخ جب تک بہشت میں نہیں پہنچا دیتی اسے نہیں چھوڑتی اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے بخیل اس کی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے حتیٰ کہ وہ دوزخ میں پہنچ جاتا ہے وہ ٹہنی ہاتھ سے نہیں چھٹتی۔

دوسری روایت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سخی اللہ سے اور بہشت سے ملا ہوا ہے دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے بہشت سے دور رہتا ہے بے شک جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

www.waseemziyai.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس سے بلا نہیں آتی۔

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۔ اور اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے بخشش۔ عیب پوشی یا ثواب آخرت اور فضل کا۔ فضل سے دنیا میں وسعت رزق کی برکت آخرت میں مغفرت و رحمت عطا فرمائے گا۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ۔ وہ جسے چاہے حکمت دیتا ہے۔

الْحِكْمَةَ۔ سمجھ و دانائی کو کہتے ہیں۔ حکمت کے متعلق انتیس قول ہیں۔ اس سے مراد نبوت ہے یا قرآن کریم و حدیث کا یا فقہ کا علم۔ تفقہ سے سمجھ مراد ہے یا تقویٰ (مدارک و خازن) جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کریم میں حکمت چار معنی میں استعمال ہوا جیسے

۱۔ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۔ (کتاب کی سمجھ)

۲۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۔ (فہم و علم)

۳۔ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ (نبوت)

۴۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ۔ (عقلمندی)

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ یذکر۔ تذکرہ سے بنا۔ اس کے معنی یاد کرنا۔ نصیحت لینا۔ الباب۔ لب کی جمع ہے۔ اس کے معنی مغز۔ خالص عقل مراد ہے۔ خالص عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ۔ انفاق سے مطلقاً خرچ کرنا مراد ہے۔

نَّفَقَةٍ۔ اس سے حلال حرام۔ قلیل کثیر۔ ظاہر پوشیدہ تمام خرچ مراد ہیں۔ (روح البیان)

اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ۔ نذر کے لغوی معنی خوف و ڈر ہیں۔ اور تم جو خرچ کرو (بھلے کام میں یا برے کام میں) یا منت مانو (اطاعت الٰہی کی یا معصیت کی) تو اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

نذر کی مفصل تعریف

نذر عرف میں ہدیہ۔ پیشکش یا کسی چیز کے لازم کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح شرعی نذر سے عبادت قربت کو لازم کرنے کو کہتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر مانی تو وہ صحیح نہیں۔ جو نذر اطاعت الٰہی میں خاص اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے ہو وہ جائز ہے۔

اگر نذر اللہ عزوجل کے لئے مانے کسی ولی کے مزار یا فقراء یا محتاجوں کو اس نذر کا محل صرف مقرر کرے تو جائز ہے مثلاً یوں نذر و منت مانے کہ الٰہی میرا یہ کام پورا ہو جائے یا فلاں بیمار صحت یاب ہو جائے تو فلاں درگاہ و مزار پر فقراء کو کھلاؤں گا۔ یا نقل پڑھوں گا یا مسجد تعمیر کروں گا یا صفیں مسجد میں دوں گا یہ بالکل جائز ہے۔ (درالمختار)

فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ بے شک اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

ظٰلِمِيْنَ۔ ظلم کے معنی کسی چیز کو غیر محل میں استعمال کرنا۔

www.waseemziyai.com

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔

اگر تم خیرات علانیہ دو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اسی میں تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ۔ تُبْدُوا۔ بدء سے بنا اس کے معنی ظہور ہے۔ یہاں اظہار سے مراد وہ ہے جس میں ریاکاری نہ ہو۔

صَدَقٰتِ۔ صَدَقَة کی جمع ہے صدقہ نفلی ہو یا فرضی۔ ہر خیرات مراد ہے۔

فَنِعِمَّا هِیَ۔ بہت ہی اچھا ہے۔

وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ۔ اور اگر چھپا کر حاجت مندوں کو دو تو۔

فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ۔ تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ علانیہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

فقیر غنی کی پہچان مشکل ہے۔ اس لئے فقیر کی قید لگا دی کہ فقیر کو دو۔ زکوٰۃ کے دیگر مصارف ہیں اس لئے اس میں فقیر کو مختص نہیں کیا۔ (روح المعانی)

صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے دیا جائے اور اس میں ریا اور دکھاوے کا تصور نہ ہو تو خواہ وہ علانیہ ہو یا خفیہ دونوں طرح بہتر ہے۔

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ صدقہ فرض ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفلی پوشیدہ طور پر اور اگر نفلی صدقہ دوسروں کو ترغیب دینے کے لئے ظاہر کر کے دیا جائے تو یہ افضل ہے۔ (مدارک)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپا کر خیرات کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور صلہ رحمی کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین ایسے ہیں جن سے بغض رکھتا ہے۔

جن سے محبت رکھتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ وہ شخص کہ جس کے پاس آ کر کسی نے سوال کیا اور کوئی رشتہ داری بھی نہ تھی کسی نے کچھ نہ دیا کہ ایک شخص اٹھا اور اس نے اس طرح چھپا کر دیا کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔

۲۔ دوسرا وہ شخص کہ سفر میں تھے۔ نیند کا غلبہ ہوا تمام ساتھی سو گئے اور یہ شخص خضوع و خشوع سے عبادت میں مشغول ہو گیا۔

۳۔ تیسرا وہ شخص کہ لشکر میں شامل تھا۔ دشمن سے مقابلہ ہوا سب بھاگ نکلے اس نے تن تنہا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فتح حاصل کی۔

اور بغض والے یہ ہیں۔

(۱) بوڑھا جو زانی ہو۔ (۲) متکبر فقیر۔ (۳) ظالم امیر (ترمذی)

وَ یُكَفِّرُ۔ اور دور کر دے گا۔ یہ کفر سے بنا اس کے معنی ڈھانپنا۔

www.waseemziyai.com

مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ جمع سیئہ بمعنی ناگوار چیز یہاں گناہ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ ڈھانپ دے گا یا مٹا دے گا۔ (کبیر)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔

تمہارے ذمہ نہیں انہیں راہ دینا ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے اور تم جو خرچ کرو اچھی چیز تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا بہتر نہیں مگر اللہ کی رضا چاہنے کے لئے اور جو کچھ خرچ کرو گے بھلائی کے اندر تمہیں پورا پورا ملے گا اور تم ظلم نہ کئے جاؤ گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشیر ونذیر وداعی الی اللہ ہو کر مبعوث ہوئے حضور کا فرض منصب دعوت الی اللہ کے بعد تمام ہو جاتا ہے۔ اس سے زائد جدوجہد حضور ﷺ پر لازم نہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا اور انہوں نے اس لئے ہاتھ روکنا چاہا کہ ان کے اس طرز عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جو کچھ تم اللہ عزوجل کے واسطے خرچ کر رہے ہو وہ تمہارے لئے بھلا ہے (اس کا احسان تم دوسروں پر نہ جتاؤ) آگے ارشاد ہے۔

لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے (یعنی صدقات وخیرات جس کی تعریف ہم نے مذکورہ آیت وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ میں کی تھی اس کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنی جانیں جہاد وطاعت الٰہی کے لئے وقف کر دیں۔

شان نزول

یہ آیت اہل صفہ علیہم رضوان کے حق میں نازل ہوئی ان کی تعداد چار سو کے قریب تھی یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے یہاں نہ ان کا کوئی مکان تھا نہ قبیلہ وکنبہ اور نہ ان حضرات نے شادی کی ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے رات میں قرآن کریم پڑھنا اور دن میں جہاد کے اندر رہنا۔ اس آیت میں ان کے بعض اوصاف بیان کئے گئے۔

اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ روکے گئے راہ خدا میں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں چل پھر نہیں سکتے اس لئے کہ انہیں دین کے کاموں میں اتنی فرصت نہیں کہ وہ چل پھر کر کسب معاش کر سکیں۔

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ۔ نادان بے سمجھ لوگ انہیں تونگر سمجھتے ہیں کہ یہ مالدار ہیں۔

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا انہیں ان کی صورتوں سے پہچانا جا سکتا ہے (مزاج میں انکسار اور تواضع چہروں پر ضعف کے آثار بھوک سے رنگ زرد پڑے ہوئے ہیں)۔

عطاء بن یسار بن اسد نے نقل کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے پاس قدرے کھانا ہو اور

www.waseemziyai.com

پھر سوال کرے تو یہ الحاف ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے کام کی چیز تو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد۔ اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

خدا سود کو نابود کرتا (یعنی بے برکت) اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور خدا کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

مومنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝

اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) خدا اور رسول سے جنگ کرنے کیلئے (تیار رہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصلی رقم لینے کا حق

www.waseemziyai.com

ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زر قرض) بخش دو تو وہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۫ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم خدا کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

لفظی ترجمہ

اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو
وَ۔ اور
عَلَانِيَةً۔ ظاہر
عِنْدَ۔ نزدیک
خَوْفٌ۔ خوف ہوگا
هُمْ۔ وہ
الرِّبٰوا۔ سود
كَمَا۔ جیسے
کردے
بِاَنَّهُمْ۔ اس لئے کہ
مِثْلُ۔ مثل
اللّٰهُ۔ اللہ نے
الرِّبٰوا۔ سود کو
مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب کی طرف سے
مَا۔ جو
اِلَى۔ طرف
عَادَ۔ پھر سود لے
فُمْ۔ وہ

يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں
النَّهَارِ۔ دن
فَلَهُمْ۔ تو ان کے لئے ہے
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے
وَ۔ اور
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
وَ۔ اور
يَحْزَنُوْنَ۔ غمگین ہوں گے
لَا۔ نہیں
يَقُوْمُ۔ کھڑا ہوتا ہے
الشَّيْطٰنُ۔ شیطان
قَالُوْٓا۔ وہ بولے
الرِّبٰوا۔ سود کے ہے
وَ۔ اور
الْبَيْعَ۔ تجارت کو
وَ۔ اور
فَمَنْ۔ تو جسے
سَلَفَ۔ گزر چکا
اَمْرُهٗٓ۔ اس کا فیصلہ
اِلَى۔ طرف
اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے
وَ۔ اور
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو وہی ہے
فِيْهَا۔ اس میں

اَمْوَالَهُمْ۔ اپنے مال
سِرًّا۔ پوشیدہ
اَجْرُهُمْ۔ ان کا اجر
وَ۔ اور
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
وَ۔ اور
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو
يَقُوْمُوْنَ۔ کھڑے ہوں گے
اَلَّذِيْ۔ وہ
مِنَ الْمَسِّ۔ چھو کر
اِنَّمَا۔ سوا اس کے نہیں کہ
وَ۔ اور
وَ۔ اور
جَآءَهٗ۔ آئی
فَانْتَهٰى۔ تو باز آ گیا
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اَصْحٰبُ۔ لائق
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں

بِالَّيْلِ۔ رات
وَّ۔ اور
هُمْ۔ ان کا
لَا۔ نہیں
لَا۔ نہ
يَاْكُلُوْنَ۔ کھاتے ہیں
اِلَّا۔ مگر
يَتَخَبَّطُهُ۔ جس کو بدحواس
ذٰلِكَ۔ یہ
الْبَيْعُ۔ تجارت
اَحَلَّ۔ حلال کیا
حَرَّمَ۔ حرام کیا
مَوْعِظَةٌ۔ نصیحت
فَلَهٗ۔ تو اس کے لئے ہے
اَمْرُهٗٓ۔ اس کا فیصلہ
مَنْ۔ جو
النَّارِ۔ آگ کے

www.waseemziyai.com

يَمْحَقُ۔ مٹاتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
الرِّبٰوا۔ سود کو
وَ۔ اور
يُرْبِي۔ بڑھاتا ہے
الصَّدَقٰتِ۔ خیرات کو
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
لَا۔ نہیں
يُحِبُّ۔ پسند کرتا
كُلَّ۔ ہر
كَفَّارٍ۔ ناشکرے
اَثِيْمٍ۔ گنہگار کو
اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے
وَ۔ اور
اَقَامُوا۔ قائم کی
الصَّلٰوةَ۔ نماز
وَ۔ اور
اٰتَوُا۔ دی
الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ
لَهُمْ۔ ان کے لئے
اَجْرُهُمْ۔ اجر ہے
هُمْ۔ ان کا
عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے
وَ۔ اور
لَا۔ نہیں
خَوْفٌ۔ خوف ہوگا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
هُمْ۔ وہ
يَحْزَنُوْنَ۔ غم کھائیں گے
يٰۤاَيُّهَا۔ اے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوا۔ ایمان لائے ہو
اتَّقُوا۔ ڈرو
اللّٰهَ۔ اللہ سے
وَ۔ اور
ذَرُوْا۔ چھوڑو
مَا۔ جو
بَقِيَ۔ باقی ہے
مِنَ الرِّبٰوٓا۔ سود
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
مُّؤْمِنِيْنَ۔ مومن
فَاِنْ۔ پھر اگر
لَّمْ۔ نہ
تَفْعَلُوْا۔ کرو تم
فَاْذَنُوْا۔ تو تیار ہو جاؤ
بِحَرْبٍ۔ لڑائی کے لئے
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ
وَ۔ اور
رَسُوْلِهٖ۔ اس کے رسول سے
وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر
تُبْتُمْ۔ تم توبہ کرو
فَلَكُمْ۔ تو تمہارے لئے ہیں
رُءُوْسُ۔ اصل
اَمْوَالِكُمْ۔ مال تمہارے
تَظْلِمُوْنَ۔ تم ظلم کرو
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
تُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کئے جاؤ
وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر
كَانَ۔ ہو مقروض
ذُوْ۔ صاحب
عُسْرَةٍ۔ تنگدستی
فَنَظِرَةٌ۔ تو مہلت دینا ہے
اِلٰى۔ طرف
مَيْسَرَةٍ۔ آسانی کے
وَ۔ اور
اَنْ۔ یہ کہ
تَصَدَّقُوْا۔ بخشش کرو تم
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے
وَ۔ اور
اتَّقُوْا۔ ڈرو
يَوْمًا۔ اس دن سے
تُرْجَعُوْنَ۔ کہ لوٹو گے
فِيْهِ۔ اس میں
اِلَى۔ طرف
اللّٰهِ۔ اللہ کے
ثُمَّ۔ پھر
تُوَفّٰى۔ پورا دیا جائے گا
كُلُّ۔ ہر
نَفْسٍ۔ آدمی
مَّا۔ جو
كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا
وَ۔ اور
هُمْ۔ وہ
لَا۔ نہ
يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کئے جائیں گے

مختصر تفسیر چھتارکوع۔ سورۃ بقرہ۔ پ ۳

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

www.waseemziyai.com

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات اور دن پوشیدہ اور علانیہ تو ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور نہیں کوئی خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ کسی قسم کا غم کھائیں گے۔

شان نزول

اس کا یہ ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہ خدا عزوجل میں چالیس ہزار دینار خرچ کر ڈالے اور اس طرح کہ دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار علانیہ۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب کہ آپ کے پاس صرف چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے وہ چاروں خیرات کر دیئے اور اس طرح سے کہ ایک درہم رات میں ایک دن میں ایک پوشیدہ ایک علانیہ۔ اس سے یا تو پوشیدہ حالات مراد ہیں یا عام احوال۔ یا یہ کہ وہ خیرات کرتے ہیں ہر حال میں۔

بیان آیت سے ایک فائدہ یہ بھی نکلتا ہے کہ آیہ کریمہ میں نفقہ لیل کو نفقہ نہار پر اور نفقہ سر کو نفقہ علانیہ پر مقدم کیا ہے اس میں اشارۃ یہ بتایا کہ پوشیدہ خیرات کرنا ظاہر کر کے خیرات کرنے سے افضل ہے اس کے بعد فرمایا۔

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ ان کے لئے ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

نیکی ہمیشہ جلدی کرنی چاہئے اگرچہ تھوڑی ہو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے خَيْرُ الْاُمُوْرِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهَا وَاِنْ قَلَّ۔ دائمی عمل اچھا ہے اگرچہ تھوڑا ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ پر ایمان رکھنے اور اس کا وعدہ حق سمجھنے کے بعد راہ خدا میں لڑنے کے لئے گھوڑا دے دیا اس کا پیٹ بھر کر کھانا پانی دیا اس کا لید پیشاب بھی قیامت کے دن میزان عمل میں رکھے جائیں گے۔ (بخاری)

پھر موضوع بدل کر حرمت سود پر بیان فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

وہ جو کھاتے ہیں سود (بروز قیامت) نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے مخبوط الحواس بنا دیا ہو شیطان نے اپنے مس سے یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے آئی اس کے رب کے پاس سے نصیحت اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کی طرف ہے اور جو پھر لوٹ کر ایسی حرکت کرے گا تو وہ جہنمی ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ نہیں پسند فرماتا ناشکرے گنہگار کو۔

www.waseemziyai.com

اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خوروں کی خواری اور شامت کا بیان ہے۔

اَلَّذِیْنَ۔ سے امراء عرب مراد ہیں جو سودی کاروبار کرتے تھے مگر عموم سے تمام سود خوار مراد ہیں۔

یَاْکُلُوْنَ۔ سے یُعَامِلُوْنَ مراد ہے یعنی جو سود کا معاملہ کرتے ہیں۔

رِبٰوا۔ رِبْوٌ سے ہے۔ اس کے معنی زیادتی اور اضافہ کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اصل قرضہ پر زیادتی یا بلا معاوضہ اضافہ حاصل کرنا ہے۔

لَا یَقُوْمُوْنَ۔ اس سے میدان قیامت میں کھڑا ہونا مراد ہے۔ (روح البیان)

یَتَخَبَّطُهُ۔ خبط سے بنا اس کے معنی خلط ہیں جس کی رفتار اور گفتار میں ہمواری نہ ہو۔ اسے خبطی کہتے ہیں۔

اَلشَّیْطٰنُ۔ سے ابلیس مراد ہے۔

مِنَ الْمَسِّ۔ چھو کر۔ مجنون کو ممسوس کہا جاتا ہے۔ یعنی سود خوار اپنی قبروں میں گرتے پڑتے چلیں گے جیسے دیوانہ۔

ذٰلِكَ۔ سے ان کے کھانے یا ان کے عذاب کی طرف اشارہ ہے۔ (روح المعانی) بیع سے مراد حلال تجارتیں ہیں اس میں ان لوگوں نے سود کو جائز کہہ دیا۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط۔ یہاں بیع مطلق ہے۔ اور ربو مجمل۔ تجارت کو حلال اور سود کو حرام جو تجارت اور سود کو یکساں کرے وہ مجنون ہے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب کی نصیحت۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی نصیحت پہنچی۔

فَانْتَهٰى۔ وہ فوراً ہی سود خواری سے باز آ گیا اور اس نے توبہ کر لی۔

فَلَهٗ مَا سَلَفَ ط۔ سلف گزر گیا۔ ممانعت سے پہلے لے چکا وہ جائز ہے۔ اب اسے واپس کرنے کی ضرورت نہیں۔

وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ط۔ امر سے مراد نیت ہے یا معاملہ۔ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

شریعت مطہرہ میں سود کے حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں۔

۱۔ اول سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے جو صریح بے انصافی اور ظلم ہے۔

۲۔ سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے اس لئے کہ جب سود خوار کو بے محنت مال حاصل ہوتا ہے تو اسے کیا ضرورت ہے کہ تجارت کی مشقتوں میں اور تجارتی خطروں میں پڑے اور جب وہ تجارت کی بجائے سودی روپیہ کھانے کا خوگر ہو جائے گا تجارت کی طرف اس کا میلان ہی نہ ہوگا اس طرح تجارت کی کمی انسانی معاشرہ کو ضرر پہنچاتی ہے۔

۳۔ سود خواری کا رواج باہمی رواداری اور مودت و محبت سلوک و ہمدردی کو مفقود کر دیتا ہے۔ سود خوار کسی ضرورت مند کو قرض حسن دینے کی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتا۔

۴۔ سود خوار کی طبیعت میں درندگی اور حیوانیت پیدا ہو جاتی ہے اسی وجہ سے سود خوار میں بے رحمی لازمی پیدا ہو جاتی ہے وہ مدیون کی تباہی کے درپے رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے سلسلہ میں سات آدمی ملعون قرار دیئے۔

www.waseemziyai.com

مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خوار اور اس کے کارپرداز۔ دستاویز نویس اس کے گواہ سب پر لعنت فرمائی اور سب کو گناہ میں برابر شمار کیا۔

پھر لَا يَقُوْمُوْنَ میں جو نقشہ کھینچا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا چلتا ہے قیامت کے روز سود خوار بھی ایسے ہی حال میں میدان حشر میں آئے گا۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے۔

پھر فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ جو فرمایا یہ اس کے لئے ہے جو نزول حرمت سے قبل سود لے چکا تھا اس پر اس کا مواخذہ نہیں۔

وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ۔ اور ہر کام ہی جب خدا کے سپرد ہے تو یہ حکم بھی اسی کے سپرد ہے جو چاہے حکم فرمائے جس کے لئے چاہے ممانعت کرے بندے کا کام اطاعت امر ہے۔ اور

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ تا بد فی النار اس کے لئے ہے جو عود کرے اپنے جرم میں اور سود خواری حلال سمجھ لے تو وہ کافر ہوگا اور کافر کے لئے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور اسے محروم فرماتا ہے برکت سے۔

يَمْحَقُ۔ مَحْق یا مِحَاق سے بنا اس کے معنی گھٹ کر فنا ہو جانا۔ نقصان اور محاق میں فرق یہ ہے کہ نقصان ہر کمی کو کہتے ہیں۔ اور محاق خاص کمی کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل دنیا میں سود کو گھٹاتا ہے اور بے برکت فرماتا ہے۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نہ صدقہ نہ حج نہ جہاد نہ صلہ رحمی قبول کرے۔

وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ۔ اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ یُربی۔ رِبَاء سے جس کا مادہ ربو ہے اس کے معنی بڑھانا ہے یعنی دنیاوی مال میں برکت دیتا ہے اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ۔ اور اللہ جس کا چاہے اجر بڑھا دیتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ۔ اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔ کیونکہ محبت توبہ کرنے والوں سے خاص ہے۔ (روح المعانی)

ایک دفعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دو صاع خراب وردی خرمے دے کر ایک صاع اچھے کھرے خرمے حاصل کئے۔ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سود ہو گیا۔ یوں نہ کرو بلکہ پہلے ردی۔ خراب خرمے فروخت کرو۔ اس کی قیمت روپے سے اچھے خرمے خریدو۔ اسی طرح گیہوں کے بدلے گیہوں۔ چاندی کے بدلے چاندی مت تبدیل کرو۔

رواج کے مطابق رہن حرام ہے۔ یہاں زمین رہن لے کر اس کا نفع قرض دینے والا کھاتا رہتا ہے پھر قرض ادا ہونے پر زمین واپس کرتا ہے یہ خالص سود ہے۔

اس کی تدبیر یہ ہے کہ زمین کی بیع بالوفا کر دی جائے تو اس کا نفع حلال ہوگا یعنی بجائے رہن نامہ کے بیع نامہ لکھا جائے اور اس کے ساتھ ہی اقرار نامہ رجسٹری کر دی جائے جس وقت فروخت کرنے والا اپنی زمین اسی قیمت سے واپس کرنا چاہئے۔ اس طرح یہ نفع حلال ہوگا۔

www.waseemziyai.com

اسی طرح کفار کے بینک جو غیر مسلم ہوں سے نفع حاصل کرنا یا بیمہ کرا کر نفع مال حاصل کرنا جائز وحلال ہے۔ وہ سود نہیں مگر یہ اس صورت میں ہے جبکہ دار الحرب ہو جیسے انڈیا لندن وغیرہ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے نماز قائم کی۔ زکوٰۃ دی ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ نہ کوئی غم۔

اس کے بعد ان لوگوں کے لئے احکام نافذ ہو رہے ہیں جو سود کی حرمت سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور ان کی کافی رقمیں تھیں جو دوسروں پر باقی تھیں اس میں انہیں خیال تھا کہ اب ہم اپنی رقم اور سود ان سے لیں یا نہ لیں اس پر حکم ہوا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر تم مسلمان ہو۔

اس آیت میں سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبہ بھی واجب الترک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں اس کے بعد وعید شدید کے ساتھ مبالغہ تہدید ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ۔ تو اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرنے کا۔

اور ظاہر ہے کہ کس کی مجال ہے جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے چنانچہ ان لوگوں نے اپنے سودی مطالبے چھوڑ دیئے اور عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کی ہم میں تاب نہیں۔ چنانچہ وہ تائب ہو گئے۔

اس حکم میں فرمایا گیا کہ ممانعت کے بعد مقروض سے اپنا اصل مال بھی نہ لے۔ اس آیت میں یہ شبہ دور کیا جا رہا ہے کہ اصل مال لے سکتا ہے پچھلے سود میں مال نہیں کٹے گا۔

شان نزول

یہ ہے کہ کفار مکہ سود کے بہت عادی تھے فتح مکہ کے دن اسلام لا کر جب سود کے احکام سنے تو ان کی یہ خواہش ہوئی کہ آئندہ تو ہم باز رہیں گے لیکن پچھلا تو وصول کر لیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

آگے حسن سلوک اور مراعات انسانی کی طرف مائل کیا اور ارشاد ہوا۔

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور اگر تم توبہ کرو تو اصل مال لے لو نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور اگر قرض بالکل چھوڑ دو تو تمہارے لئے بھلا ہے اگر سمجھو۔

رأس المال سے اصل رقم مراد ہے وہ لے لی جائے اور اگر مقروض تنگدست ہے نادار ہے تو اسے مہلت دو تا کہ وہ آسانی سے ادا کر سکے یا قرض کا جزو کل سب معاف کر دیا جائے یہ اجر عظیم کا موجب ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ

www.waseemziyai.com

اسے اپنے سایہ رحمت میں رکھتا ہے اور اس دن اس پر سایہ رحمت ہوگا جس دن اس کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ اخیر میں ارشاد ہے اور یہ آخری آیت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور ہر جان کو اس کے اعمال کا بدلہ پورے پورے طور پر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یعنی ان کی نیکیاں نہ گھٹائی نہ برائیاں بڑھائی جائیں۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب سے اخیر آیت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اکیس روز دنیا میں تشریف فرما رہے اور ایک روایت کے مطابق صرف نو شب اور ایک کے مطابق سات شب لیکن علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی کہا کہ سب سے آخر آیت آیت ربوا ہے جو نازل ہوئی۔

قرض دینے کے فضائل

حاجت مند کو قرض دینا باعث ثواب ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخصوں کو اجازت ہوگی کہ جنت میں جس دروازہ سے چاہیں داخل ہوں اور جو نعمت چاہیں حاصل کریں۔ (۱) قاتل کا خون مقتول کے ورثاء معاف کریں۔ (۲) جو ہر فرض نماز کے بعد گیارہ بار قل ہو اللہ پڑھا کرے۔ (۳) جو حاجت مند کو قرض دے۔ (روح البیان)

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ وَلَا تَسْـَٔـُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ

مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والا تم میں کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ انصاف سے لکھے نیز لکھنے والا جیسا خدا نے اسے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے اور جو شخص قرض لے وہی (دستاویز کا) مضمون بول کر لکھوائے اور خدا سے کہ اس کا مالک ہے خوف کرے اور زر قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کر لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد

www.waseemziyai.com

أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنٰى أَلَّا تَرْتَابُوْٓا إِلَّآ أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۗ وَأَشْهِدُوْٓا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۭ وَإِنْ تَفْعَلُوْا فَإِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۸۲

دلا دے گی اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں اور قرض تھوڑا ہو یا بہت اس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی نہ کرنا یہ بات خدا کے نزدیک قرین انصاف ہے۔ اور شہادت کے لئے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے۔ اس سے تم کو کوئی شک وشبہ بھی نہیں پڑے گا ہاں اگر سودا دست بدست ہو تو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور جب خرید وفروخت کیا کرو تو بھی گواہ کر لیا کرو اور کاتب دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا نقصان نہ کریں اگر تم (لوگ) ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے اور خدا سے ڈرو اور دیکھو کہ وہ تم کو (کیسی مفید باتیں) سکھاتا ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۲۸۳

اور اگر تم سفر پر ہو اور (دستاویز) لکھنے والا نہ مل سکے تو (کوئی چیز) رہن باقبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کر دے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہو گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

لفظی ترجمہ

يَا أَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو	إِذَا۔ جب
تَدَايَنْتُمْ۔ قرضے کا لین دین کرو	بِدَيْنٍ۔ کوئی قرضہ	إِلٰى۔ طرف	
أَجَلٍ۔ مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر کے	فَاكْتُبُوْهُ۔ تو اسے لکھ لو	وَ۔ اور
لْيَكْتُبْ۔ چاہئے کہ لکھے	بَّيْنَكُمْ۔ تمہارے درمیان	كَاتِبٌ۔ لکھنے والا	بِالْعَدْلِ۔ انصاف سے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يَأْبَ۔ انکار کرے	كَاتِبٌ۔ لکھنے والا

www.waseemziyai.com

اَنْ۔ یہ کہ
یَّكْتُبَ۔ لکھے
كَمَا۔ جیسے
عَلَّمَهُ۔ سکھایا اسے
اللّٰهُ۔ اللہ نے
فَلْيَكْتُبْ۔ تو چاہئے کہ وہ لکھے
وَ۔ اور
يُمْلِلِ۔ چاہئے کہ لکھائے
الَّذِيْ۔ وہ کہ
عَلَيْهِ۔ جس کے ذمہ
الْحَقُّ۔ حق ہے
وَ۔ اور
يَتَّقِ۔ چاہئے کہ ڈرے
اللّٰهَ۔ اللہ سے
رَبَّهٗ۔ جو اس کا رب ہے
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
يَبْخَسْ۔ کم کرے
مِنْهُ۔ اس سے
شَيْئًا۔ کوئی چیز
فَاِنْ۔ پھر اگر
كَانَ۔ ہو
الَّذِيْ۔ وہ
عَلَيْهِ۔ جس پر
الْحَقُّ۔ حق ہے
سَفِيْهًا۔ بے وقوف
اَوْ۔ یا وہ
ضَعِيْفًا۔ کمزور ہو
اَوْ۔ یا
لَا۔ نہ
يَسْتَطِيْعُ۔ طاقت رکھتا ہو
اَنْ۔ یہ کہ
يُّمِلَّ۔ لکھائے
هُوَ۔ وہ
فَلْيُمْلِلْ۔ تو لکھائے
وَلِيُّهٗ۔ اس کا ولی
بِالْعَدْلِ۔ انصاف سے
وَ۔ اور
اسْتَشْهِدُوْا۔ گواہ رکھو
شَهِيْدَيْنِ۔ دو گواہ
مِنْ رِّجَالِكُمْ۔ اپنے مردوں میں سے
فَاِنْ۔ پھر اگر
لَّمْ۔ نہ
يَكُوْنَا۔ ہوں
رَجُلَيْنِ۔ دو مرد
فَرَجُلٌ۔ تو ایک مرد
وَّ۔ اور
امْرَاَتٰنِ۔ دو عورتیں
مِمَّنْ۔ ان سے کہ
تَرْضَوْنَ۔ تم پسند کرو
مِنَ۔ ان کو
الشُّهَدَآءِ۔ گواہوں سے
اَنْ۔ یہ کہ اگر
تَضِلَّ۔ بھول جائے گی
اِحْدٰىهُمَا۔ ایک ان دونوں میں سے
فَتُذَكِّرَ۔ تو یاد کرا دے گی
اِحْدٰىهُمَا۔ ایک ان دونوں
الْاُخْرٰى۔ دوسری کو
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
يَاْبَ۔ انکار کریں
الشُّهَدَآءُ۔ گواہ
اِذَا۔ جب
مَا۔ بھی
دُعُوْا۔ بلائے جائیں
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
تَسْـَٔمُوْٓا۔ سستی کرو
اَنْ۔ یہ کہ
تَكْتُبُوْهُ۔ اسے لکھو
صَغِيْرًا۔ چھوٹا ہو
اَوْ۔ یا
كَبِيْرًا۔ بڑا
اِلٰٓى۔ طرف
ذٰلِكُمْ۔ یہ
اَجَلِهٖ۔ اس کی مدت کے
اَقْسَطُ۔ بہت انصاف والا ہے
عِنْدَ۔ نزدیک
اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور
اَقْوَمُ۔ بہت قائم رکھنے والا
لِلشَّهَادَةِ۔ گواہی کو
وَ۔ اور
اَدْنٰٓى۔ قریب ہے کہ
اَلَّآ۔ نہ
اِلَّآ۔ مگر
اَنْ۔ یہ کہ
تَكُوْنَ۔ ہو
تِجَارَةً۔ بیع
حَاضِرَةً۔ نقد بہ نقد
تُدِيْرُوْنَهَا۔ کہ لے دے لو اس کو
بَيْنَكُمْ۔ آپس میں
فَلَيْسَ۔ تو نہیں
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
اَلَّا۔ یہ کہ نہ
تَكْتُبُوْهَا۔ لکھو اس کو
جُنَاحٌ۔ کوئی گناہ
اَشْهِدُوْٓا۔ گواہ رکھو
اِذَا۔ جب
وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

تَبَايَعْتُمْ۔آپس میں سودا کرو وَ۔اور لَا۔نہ يُضَآرَّ۔نقصان کرے

كَاتِبٌ۔لکھنے والا وَ۔اور لَا۔نہ شَهِيْدٌ۔گواہ

وَ۔اور اِنْ۔اگر تَفْعَلُوْا۔تم کرو فَاِنَّهٗ۔تو وہ

فُسُوْقٌ۔بے حکم ہیں بِكُمْ۔تم سے وَ۔اور اتَّقُوا۔ڈرو

اللّٰهَ۔اللہ سے وَ۔اور يُعَلِّمُكُمُ۔سکھاتا ہے تمہیں اللّٰهُ۔اللہ

وَ۔اور اللّٰهُ۔اللہ بِكُلِّ۔ہر شَيْءٍ۔چیز کو

عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے وَ۔اور اِنْ۔اگر كُنْتُمْ۔ہو تم

عَلٰى۔اوپر سَفَرٍ۔سفر کے وَّ۔اور لَمْ۔نہ

تَجِدُوْا۔پاؤ تم كَاتِبًا۔لکھنے والا فَرِهٰنٌ۔تو گروی ہو مَّقْبُوْضَةٌ۔باقبضہ

فَاِنْ۔پھر اگر اَمِنَ۔امین جانے بَعْضُكُمْ۔بعض تمہارا بَعْضًا۔بعض کو

فَلْيُؤَدِّ۔تو ادا کرے الَّذِى۔وہ جسے اؤْتُمِنَ۔امین سمجھا گیا اَمَانَتَهٗ۔اپنی امانت

وَ۔اور لْيَتَّقِ۔چاہئے کہ ڈرے اللّٰهَ۔اللہ سے جو رَبَّهٗ۔اس کا رب ہے

وَ۔اور لَا۔نہ تَكْتُمُوا۔چھپاؤ الشَّهَادَةَ۔گواہی

وَ۔اور مَنْ۔جو يَّكْتُمْهَا۔چھپائے اسے فَاِنَّهٗٓ۔تو بے شک وہ

اٰثِمٌ۔گنہگار ہے قَلْبُهٗ۔اس کا دل وَ۔اور اللّٰهُ۔اللہ

بِمَا۔اسے جو تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے

مختصر تفسیر ساتواں رکوع۔سورۃ بقرہ۔پ ۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ

اے ایمان والو! جب تم قرض دو کسی قرضہ سے ایک مقررہ مدت تک تو اسے لکھ لو (یعنی قرض نقد روپیہ کا ہو یا بیع کا یعنی کسی چیز کے دینے لینے کا)۔

دَيْنٍ۔ادھار۔عربی زبان میں دین ایسے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں بدلہ کی ادائیگی اسی وقت نہ ہو۔دین جنس ادھار کے خلاف کو کہتے ہیں مثلاً غلہ آج خریدا قیمت اس کی پھر دی جائے۔(تفسیر کبیر)

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بیع سلم مراد ہے۔بیع سلم یہ ہے کہ کسی چیز کو پیشگی قیمت لے کر فروخت کیا جائے اور مبیع مشتری کے سپرد کرنے کے لئے ایک مدت معین کر لی جائے۔

www.waseemziyai.com

اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔ ایک مقررہ مدت تک۔ علماء رحمہم اللہ نے اس سے یہ اشارہ نکالا کہ قرضہ کے معاملہ میں مدت بالکل صاف مقرر ہونی چاہئے گول مول نہ رہے۔ اس بیع کے جواز کے لئے جن سے نوع، صفت، مقدار، مدت، مکان اور مقدار رأس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے۔

فَاکْتُبُوْہُ۔ یہ حکم سب کو ہے خواہ قرض دینے والا یا لینے والا ہو اس لکھائی کا فائدہ یہ ہے کہ کسی قسم کی بھول چوک کا احتمال نہیں رہتا اور مدیون و مقروض کے انکار کا اندیشہ اٹھ جاتا ہے۔

اور چاہئے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا منصفانہ لکھے (یعنی اپنی طرف سے کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرے نہ فریقین میں سے کسی کی رعایت کرے) اور چاہئے کہ لکھنے والا اس کی رقم کے لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے (حاصل معنی یہ ہیں کہ کوئی لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے وثیقہ نویسی کا اسے علم دیا ہے بلا تغیر و تبدل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے)۔

یہ کتابت ایک قول کے مطابق فرض کفایہ ہے اور ایک قول کے مطابق فرض عین بشرطیکہ فراغ کاتب ہو۔ جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے اور ایک قول پر مستحب ہے کیونکہ اس سے مسلمان کی حاجت براری اور نعمت علم کا شکریہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر لایضار کاتب سے منسوخ ہوئی) اور جس پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے۔

وَلْیُمْلِلِ۔ اس کا مصدر املال ہے اور اس کا مادہ ملل ہے اس کے معنی نقل ہے۔ املا کا مادہ ملاء ہے اس کے معنی بھرنا ہے اسی لئے دین کو ملت کہتے ہیں اور جماعت کو ملاء کہتے ہیں۔

وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ۔ یتقی وقی سے بنا اس کے معنی ڈرنا ہے۔ مقروض لکھاتے وقت اپنے رب سے ڈرے۔

فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰىھُمَا الْاُخْرٰی ۔

تو جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل ہو یا ناتواں ہو یا نہ لکھا سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے۔

سَفِیْہ۔ سَفَہٌ یا سَفَاھَۃٌ سے مشتق ہے اس کے معنی بے وقوف۔ احمق۔ بے عقل مراد ہے۔ (روح المعانی وغیرہ)

ضَعِیْف۔ ضَعْفٌ سے بنا اس کے معنی کمزوری ہے۔

لَا یَسْتَطِیْعُ۔ استطاعت سے بنا اس کے معنی طاقت رکھنا ہے یعنی کوئی وجہ ایسی ہو کہ وہ مضمون نہ لکھا سکے۔

فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ ۔ ولی بمعنی قریب بھی ہوتا ہے اور بمعنی متولی بھی۔ ان تمام صورتوں میں مقروض کا ولی اس کی طرف سے لکھوائے۔ عدل کے معنی انصاف ہیں۔ (روح المعانی)

اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے تو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو دوسری یاد دلا دے۔

وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ۔ الاستشہاد طلب شہادت یا طلب شاہد وہ گواہ جن کی گواہی قاضی اسلام قبول کرتا ہو یعنی

www.waseemziyai.com

عادل متقی۔ (روح المعانی)

یعنی اگر مدیون مجنون یا ناقص العقل یا بچہ یا شیخ فانی ہو یا گونگا ہونے یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنے مدعا کا بیان نہ کرسکتا ہو۔ اور شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ اس لئے فرمایا کہ گواہ کے لئے حریت اور بلوغ اور اسلام شرط ہے کافر کی گواہی صرف کافر کے لئے ہی مقبول ہے۔ پھر

وَامْرَاَتٰنِ۔ اس لئے فرمایا کہ گواہ ایک عورت شہادت میں مقبول نہیں نہ ایک کی شہادت جائز۔ بلکہ مرد کی مشارکت بغیر بعض عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ چار ہی کیوں نہ ہوں۔ البتہ جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے مثلاً بچہ جننا۔ باکرہ ہونا۔ نسوانی عیوب وغیرہ اس میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے اور حدود وقصاص میں عورتوں کی شہادت اصلاً معتبر نہیں۔ ان امور میں صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے اس کے سوا اور معاملات میں دو عورت ایک مرد کی شہادت مقبول ہوگی۔

(مدارک، تفسیر احمدی)

اور مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ سے یہ مراد ہے کہ ایسے گواہ لو جن کا عادل ہونا تمہیں معلوم ہو۔ جن کے صالح ہونے پر تم اعتماد رکھتے ہو۔ لہٰذا شہادت میں یہ شرط بطریق اولیٰ ہے۔ عدالت سے مراد یہ ہے کہ واجبات ادا کرے۔ کبیرہ گناہ سے بچے۔ صغیرہ گناہ پر اصرار ترک کردے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا شریک کرنا۔ جادو کرنا۔ قتل کرنا۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا جنگ سے پشت دے کر بھاگنا۔ مسلمان عورت پر تہمت لگانا یہ کبیرہ گناہ ہیں۔

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ وَلَا تَسْـَٔـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۭ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَاۗرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۭ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

اور گواہ انکار نہ کریں جب بلائے جائیں اور اسے بھاری نہ جانو لکھنے میں قرض چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے اور گواہی کے لئے قوت اور قریب ہے اس سے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی بیع کا سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تجھ پر گناہ نہیں اور جب خرید وفروخت کرو تو گواہ کرلو اور تکلیف نہ دی جائے لکھنے والے کو نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۔ لَا يَاْبَ۔ اَبَاء سے بنا اس کے معنی بازر ہنا یا انکار کرنا۔

شُهَدَآءُ ۔ سے وہ لوگ مراد ہیں جو گواہ بن چکے ہوں۔ اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ادائے شہادت فرض ہے جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی چھپانا جائز نہیں۔ یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے۔ بلکہ اخفاء افضل ہے۔

حدیث میں ہے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کرے گا۔ لیکن چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری ہوگیا ہے اس کا حق تلف نہ

www.waseemziyai.com

ہو۔ گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے گواہی میں یہ کہنے پر اکتفا کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ۔ تسامُوْا مسامحۃ۔ اس کے معنی ملال اور اکتاہٹ ہے۔

اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا۔ صغیر سے مراد تھوڑا اور کبیر سے مراد زیادہ قرض ہے۔

اِلٰٓى اَجَلِهٖ۔ یعنی قرض تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے لکھنے میں سستی نہ کرو معیاد لکھ لو۔ (مدارک)

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ اَقْسَطُ قسط سے بنا اس کے معنی عدل کے بھی ہیں اور ظلم کے بھی اور حصہ کے بھی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ اور ظالم لوگ ہی جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور باب افعال میں انصاف کے معنی میں آتا ہے جیسے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ مجرد میں ظلم کے معنی میں آتا ہے۔ (روح المعانی)

یعنی یہ تحریر اللہ کے نزدیک بہت ہی انصاف والی ہے اور انصاف یہ ہے کہ ایک کا حق کسی دوسرے کے پاس نہ جائے۔

وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ۔ میں لام صلہ کا ہے یعنی یہ تحریر گواہی کو درست رکھنے والی ہے جس سے گواہ غلطی سے بچیں گے۔

وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا۔ یعنی یہ تحریر اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم قرض اور اس کی مقدار اور اس کی مدت میں کسی قسم کا شک یا وہم نہ کرو۔

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً۔ حاضر سے مراد قیمت اور مال کی موجودگی ہے۔

تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ۔ تُدِيْرُوْنَ اِدَارَةً سے بنا جس کے معنی گھومنا ہے اس میں خطاب تاجر اور خریدار دونوں کو ہے۔

دوسرا حکم یہ تعلیم دیا کہ مال حاضر دست بدست لینے پر لکھنا ضروری نہیں لیکن اگر اس پر بھی گواہ کر لے تو مستحب ہے کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ۔ اور قرأت عمر میں معروف یعنی وَلَا يُضَآرَّ۔ پہلی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کاتبوں اور گواہوں کو تنگ نہ کریں اپنے حق میں تائید کرنے پر جبر نہ کریں اور انہیں مجبور کر کے کام چھڑا کر لائیں پھر حق کتابت نہ دیں گواہ کو سفر خرچ نہ دیں۔

دوسری تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے نہ آئیں یا کتابت میں تحریف و تبدیل پر زیادتی کمی نہ کریں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہو قبضہ میں دیا ہوا اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا اپنی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ۔ یعنی سفر میں قرض کی ضرورت پیش آئے اور وثیقہ دستاویز کی تحریر کا موقع نہ ملے تو فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ یعنی کوئی چیز راہن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو یہ مستحب ہے اور حالت سفر میں رہن آیت کے صریح حکم سے ثابت ہے اور غیر سفر میں رہن حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ یہودی کے پاس گروی رکھ کر جو صاع جو لئے اس کے ذریعہ آپ

www.waseemziyai.com

کریمہ رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوا اور اگر قرض دینے والا جسے دے اسے امین سمجھتا ہے تو بلا رہن بھی جائز ہے۔

اس شرط کو محض اس لئے ظاہر فرمایا تاکہ صاحب حق کا ابطال حق نہ ہو جائے آخر میں گواہوں کو تاکید کی گئی کہ شہادت کے قائم ہونے کے لئے اگر وہ طلب کئے جائیں تو حق نہ چھپائیں اور اگر وہ چھپائیں تو گنہگار ہونے والے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور شہادت چھپانا ہے۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اولاد آدم کے جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جس وقت تک وہ درست رہے تمام بدن درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے یاد رکھو وہ ٹکڑا دل ہے۔ (متفق علیہ)

اٰثِمٌ قَلْبُهٗ۔ سے مراد دل کا مسخ ہونا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، یہ تہدید اور سرزنش ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾

رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی سب خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجئے۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے

www.waseemziyai.com

وَاغْفِرْ لَنَا ۖ وَارْحَمْنَا ۖ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

لوگوں پر ڈالا تو اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پہ نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کر۔

لفظی ترجمہ

لِلّٰہِ۔ اللہ ہی کا ہے	مَا۔ جو کچھ	فِی۔ میں	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
وَ۔ اور	مَا۔ جو کچھ	فِی۔ میں	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تُبْدُوْا۔ ظاہر کرو تم	مَا۔ جو
فِیْ۔ میں	اَنْفُسِکُمْ۔ تمہاری جانوں کے ہے		اَوْ۔ یا
تُخْفُوْہُ۔ اسے چھپاؤ	یُحَاسِبْکُمْ۔ حساب لے گا تم سے		بِہِ۔ اس کا
اللّٰہُ۔ اللہ	فَیَغْفِرُ۔ پھر بخشے گا	لِمَنْ۔ جسے	یَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	یُعَذِّبُ۔ سزا دے گا	مَنْ۔ جسے	یَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	عَلٰی۔ اوپر	کُلِّ۔ ہر
شَیْءٍ۔ چیز کے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے	اٰمَنَ۔ ایمان لائے	الرَّسُوْلُ۔ رسول
بِمَآ۔ ساتھ اس کے جو	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَیْہِ۔ اس کی طرف	مِنْ رَّبِّہٖ۔ اس کے رب سے
وَ۔ اور	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن بھی	کُلٌّ۔ ہر ایک	اٰمَنَ۔ ایمان لایا
بِاللّٰہِ۔ ساتھ اللہ کے	وَ۔ اور	مَلٰٓئِکَتِہٖ۔ اس کے فرشتوں کے	وَ۔ اور
کُتُبِہٖ۔ اس کی کتابوں کے	وَ۔ اور	رُسُلِہٖ۔ اس کے رسولوں کے	لَا۔ نہیں
نُفَرِّقُ۔ فرق کرتے ہم	بَیْنَ۔ درمیان	اَحَدٍ۔ کسی کے	مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ اس کے
رسولوں میں	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا
وَ۔ اور	اَطَعْنَا۔ ہم نے پیروی کی	غُفْرَانَکَ۔ معافی ہو تیری	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
وَ۔ اور	اِلَیْکَ۔ تیری ہی طرف	الْمَصِیْرُ۔ لوٹنا ہے	لَا۔ نہیں
یُکَلِّفُ۔ تکلیف دیتا	اللّٰہُ۔ اللہ	نَفْسًا۔ کسی جان کو	اِلَّا۔ مگر
وُسْعَھَا۔ بقدر اس کی برداشت کے		لَھَا۔ اس کے لئے ہے	مَا۔ جو
کَسَبَتْ۔ اچھا کام کرے	وَ۔ اور	عَلَیْھَا۔ اس پر ہے	مَا۔ جو
اکْتَسَبَتْ۔ برا کام کرے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	لَا۔ نہ	تُؤَاخِذْنَآ۔ مواخذہ کر ہمارا
اِنْ۔ اگر	نَّسِیْنَآ۔ ہم بھول کر کریں	اَوْ۔ یا	اَخْطَاْنَا۔ چوک جائیں

www.waseemziyai.com

رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَحْمِلْ۔ ڈال
عَلَيْنَآ۔ ہم پر	اِصْرًا۔ بوجھ	كَمَا۔ جیسا کہ	حَمَلْتَهٗ۔ بوجھ ڈالا تو نے
عَلَى۔ اوپر	الَّذِيْنَ۔ ان کے	مِنْ قَبْلِنَا۔ جو ہم سے پہلے تھے	
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُحَمِّلْنَا۔ بوجھ ڈال ہم پر
مَا۔ ایسا کہ	لَا۔ نہ	طَاقَةَ۔ طاقت ہو	لَنَا۔ ہم میں
بِهٖ۔ اس کی	وَ۔ اور	اعْفُ۔ معاف کر	عَنَّا۔ ہم سے
وَ۔ اور	اغْفِرْ۔ بخش دے	لَنَا۔ ہم کو	وَ۔ اور
ارْحَمْنَا۔ رحم کر ہم پر	اَنْتَ۔ تو ہی	مَوْلٰنَا۔ ہمارا مولیٰ ہے	فَانْصُرْنَا۔ تو فتح دے ہمیں
عَلَى۔ اوپر	الْقَوْمِ۔ قوم	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے	

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع - سورۃ بقرہ - پ ۳

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اس کو چھپاؤ اللہ تم سے حساب لے گا تو جسے چاہے بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بعض علماء رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اس آیت میں اس امر پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا ہر شے متحیز ہے۔ اور ممکنات میں کوئی شے مجرد نہیں ہے ورنہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی خالقیت اور مالکیت کے بیان میں نقص ہوگا۔ کیونکہ زیادہ اہتمام کے قابل مجردات ہی کی مالکیت ثابت کرنا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ بعض ممکن مجرد ہیں جیسے ارواح۔ فرشتہ۔ قلب۔ روح۔ امر وخفی وغیرہ۔ باقی اپنی مخلوق کی اللہ کو خبر ہے یعنی آسمان زمین کی ساری چیزیں اللہ ہی کی ہیں کہ وہ ان کا مالک وخالق ہے۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ۔ تُبْدُوْ۔ بداء سے بنا اس کے معنی ظہور ہیں اس سے شے کا ظہور ہوتا ہے۔

مَا۔ سے یہاں مراد دل کی بری چیزیں ہیں۔

اَنْفُسُ۔ نفس کی جمع ہے یہاں نفس سے مراد دل یا جیسے نفس امارہ ہے جیسے حسد۔ غرور۔ تکبر۔ افعال قبیحہ وغیرہ (روح المعانی)

انسان کے دل میں دو طرح کے خیال آتے ہیں ایک بطور وسوسہ یہ وہ خیال ہے کہ ان سے دل خالی کرنا اس کی قدرت میں نہیں لیکن وہ ان کو برا جانتا ہے اور عمل میں لانے کی بجائے ان سے نفرت کرتا ہے اس کو حدیث نفس اور وسوسہ کہتے ہیں اس پر مواخذہ نہیں۔

بخاری ومسلم میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دل میں جو وسوسے گزرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز فرماتا ہے جب تک وہ ان پر عمل نہ کرلے یا ان وسوسوں کے ساتھ متفق نہ ہو۔ یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں۔

دوسرے وہ خیالات ہیں جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد وارادہ کرتا ہے ان پر مواخذہ ہوگا اور انہی کا بیان اس آیت کریمہ میں ہے مثلاً کفر کا عزم کرنا جو قطعاً کفر ہے۔ کسی گناہ کا ارادہ کرنا تو اگر اس پر قائم

www.waseemziyai.com

رہے اور اس کا قصد و ارادہ رکھے لیکن اس گناہ کو عمل میں لانے کے اسباب اس کو مہیا نہ ہو سکیں اور مجبوراً وہ اس کو نہ کر سکے تو جمہور کے نزدیک اس سے پورا مواخذہ کیا جائے گا۔

شیخ ابو منصور ماتریدی اور شمس الائمہ حلوائی اسی طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ۔ اور حدیث صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بندہ جس گناہ کا قصد کرتا ہے اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اس پر عذاب ہے لیکن اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا پھر اس پر نادم ہوا اور استغفار کر لیا تو اللہ اسے معاف فرمائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مومن کو بلا کر اس کا اعمال نامہ اس کے سامنے رکھ کر فرمائے گا کیا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا وہ اقرار کرے گا اور دل میں یہ خیال کرے گا کہ بس اب میں ضرور ہلاک ہوں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی تھی تو آج ہم تیری مغفرت کرتے ہیں پھر اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال اسے عطا فرمائے گا۔ لیکن کافر منافقین کو سب کے سامنے پکار کر فرمایا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے احکام کو جھٹلایا۔ سن لو ظالمین پر اللہ کی لعنت ہے۔ متفق علیہ

فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ کا یہی منشا ہے کہ اپنے فضل سے ایمان والوں کو معاف فرمائے گا۔

وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ۔ اور اپنے عدل سے عذاب دے جسے چاہے اور اللہ ہر چیز پر یعنی عذاب اور مغفرت پر قادر ہے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔

رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ۔ رسول مکرم نے مان لیا۔ اپنی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے والے پیغمبر ہی ہوتے ہیں۔

اٰمَنَ بِاللّٰہِ۔ اللہ کو مانا۔ اللہ پر ایمان لانا مراد ہے اس کی ذات و صفات دونوں کی تصدیق کی جائے۔

شان نزول

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم رضوان کی ایک جماعت نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے تمام احکام کی اطاعت کی اور ہم وفادار رہیں گے لیکن دل کے وساس و خطرات پر قابو نہیں اور اگر ان پر حساب ہوا تو نجات کی کیا راہ ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم بنی اسرائیل کی طرح کہنا چاہتے ہو سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا ہم نے سن لیا مگر مانیں گے نہیں۔ صحابہ نے معذرت کی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

زجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں نماز و زکوٰۃ اور روزے اور حج کی فرضیت اور طلاق۔ ایلاء۔ حیض۔ جہاد کے احکام اور انبیاء کرام کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اور مومنین نے اس تمام مجموعہ احکام کی تصدیق اور قرآن اور اس کے تمام شرائع و احکام کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق کی اور انہوں نے لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ اس میں اصول اور ضروریات ایمان کے چاروں مراتب واضح فرمائے۔

www.waseemziyai.com

وہ چار مرتبے جو ایمان کے لئے ضروری ہیں یہ ہیں کہ اللہ پر ایمان لائے اس طرح کے اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد واحد ہے اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں اس کے تمام اسماء حسنیٰ و صفات علیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قادر ہے اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں دوسرے ملائکہ پر ایمان لائے یہ اس طرح کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں معصوم ہیں پاک ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں علیہم السلام کے مابین احکام و پیام کے وسائط ہیں۔ تیسرے اللہ عزوجل کی کتابوں پر ایمان لائے اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں علیہم السلام کے پاس بطریق وحی بھیجیں بے شک و شبہ سب حق و صدق اور اللہ عزوجل کی طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغیر و تحریف سے محفوظ ہے اور محکم و متشابہ پر مشتمل ہے۔ چوتھے رسولوں پر ایمان لائے اس طرح کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جنہیں اس نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا اس کی وحی کے امین ہیں گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔ ساری مخلوق سے افضل ہیں ان میں بعض نبی بعض سے افضل ہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح نہیں کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا اور اللہ کے احکام سن کر اطاعت کی۔

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شافع محشر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور آپ کی امت کی تعریف کی ہے لہٰذا آپ اپنے رب سے مانگئے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی جس کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان الفاظ میں فرمایا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہئے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔

غُفْرَانَ۔ سبحان کی طرح مصدر ہے۔ اے اللہ ہم تیری اطاعت کا عہد کرتے ہیں تو بھی اپنے کرم سے ہماری خطاؤں کو بخش دے۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ۔ اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت پر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی۔ یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر اور ثواب اور عمل بد کا عذاب ہوگا۔

يُكَلِّفُ۔ تکلیف سے بنا اس کا مادہ کلف ہے اس کے معنی مشقت ہے یعنی وہ احکام مراد ہیں جو طاقت انسانی سے بالا ہوں۔

نَفْسًا۔ سے سارے مکلفین مراد ہیں خواہ مسلمان ہوں یا دوسرے ہوں یعنی اللہ عزوجل کسی مسلمان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ اس کا مادہ کسب ہے اس کے معنی ظاہری عمل کرنا اسی لئے کمائی کو کسب کہتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ کسب عام ہے اکتساب خاص ہے۔

اکتساب وہ فعل ہے جو انسان اپنے لئے کرے اور کسب عام ہے۔ نیکی کے لئے کسب ہے اور گناہ کے لئے اکتساب فرمایا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے مومن بندوں کو طریقہ دعا تعلیم دیا تاکہ وہ اپنے پروردگار سے اس کے موافق عرض معروض کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى

www.waseemziyai.com

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔

اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں (یعنی تیرے حکم کی تعمیل میں بھولنے سے قاصر ہو جائیں) یا چوک جائیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

لَا تُؤَاخِذْ۔ مواخذہ سے بنا اس کے معنی ہیں پکڑنا یا عذاب دینا۔

نِسْيَان۔ بھولنا یا چھوڑنا یہاں ناسی بمعنی تارک ہے۔ (روح المعانی)

فقہاء رحمہم اللہ کی اصطلاح میں نسیان یہ ہے کہ ایسا کام کیا جائے جس میں ارادہ ہو اور مانع کا خیال نہ رہے جیسے روزہ میں بھول کر کھا لینا۔ اور

خطا یہ ہے کہ مانع تو یاد ہے مگر فعل بلا ارادہ ہو گیا جیسے روزے میں کلی کر رہا تھا کہ پانی حلق سے نیچے اتر گیا۔ یہ دعا تعلیم کی گئی۔ اے اللہ عزوجل اگر ہم کوئی نیکی بھول جائیں تو ہماری پکڑ نہ فرما۔

كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ۔ قبل سے مراد پچھلی امتیں یہود و نصاریٰ ہیں۔ ان پر تین قسم کے بوجھ تھے۔ انہیں توبہ کے لئے خودکشی کرنا پڑتی تھی۔ ناپاک کپڑے اور گندی کھال کاٹنا پڑتی تھی۔ دن رات میں پچاس نمازیں فرض تھیں۔ مسجد کے سوا اور کسی جگہ عبادت جائز نہ تھی۔ چوتھائی مال پر زکوٰۃ واجب تھی۔ رات کے گناہ صبح دروازے پر لکھ دیئے جاتے تھے۔ (روح البیان)

اللہ تعالیٰ عزوجل نے نبی آخر الزمان رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں یہ تمام مصائب دور فرما دیں۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ۔ حمل کے معنی لادنا۔ تحمیل اٹھوانا اگر سر پر بوجھ ہو تو اس کو حمل کہتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر ان احکام یا سزاؤں کا بوجھ نہ ڈال جن کے اٹھانے کی طاقت نہیں۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا۔ اعف۔ عفو سے بنا اس کے معنی مٹانا۔ معافی کو اس لئے عفو کہتے ہیں اس سے جرم مٹ جاتا ہے۔

اغْفِرْ۔ غفر سے بنا اس کے معنی چھپانا۔ اسی لئے چھلکا کو غفر کہتے ہیں وہ مغز کو چھپا لیتا ہے۔ اصطلاح میں بخشنے کو کہتے ہیں۔

اِرْحَمْنَا۔ رحم سے بنا اس کے معنی رقت قلب اس کے معنی رحمت کے ہیں۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا۔ مولیٰ۔ ولی۔ اس کے معنی ہیں مددگار۔

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ آمین

ان دعاؤں پر قرآن عظیم کی سب سے طویل سورہ بقرہ ختم ہوتی ہے۔

سورۃ بقرہ کے فضائل

سورۃ بقرہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں تین روز تک شیطان نہیں آتا۔ (روح البیان)

اگر دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کا پہلا رکوع مفلحون تک اور قبر کی پائنتی آخری رکوع پڑھا جائے تو میت کو راحت ملتی ہے۔

www.waseemziyai.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ

وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّ عِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۂ آل عمران - پ ۳

الٓمّٓ ۝

الٓمّٓ۔

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝

خدا (جو معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

اس نے (اے محمد) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے توریت اور انجیل نازل کی۔

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

(یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لئے (تورات اور انجیل اتاری) اور (پھر قرآن جو حق اور باطل کو) الگ الگ کر دینے والا ہے نازل کیا۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

خدا (ایسا خبیر وبصیر ہے کہ) کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

وہی تو ہے جو (ماں کے) پیٹ میں جیسی چاہتا ہے۔ تمہاری صورتیں بناتا ہے۔ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۗ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي

وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور

www.waseemziyai.com

الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝
اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر دیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝
اے پروردگار تو اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں سب لوگوں کو (اپنے حضور) میں جمع کرلے گا بے شک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا۔

لفظی ترجمہ

الٓمّٓ۔الم	اللّٰهُ۔اللہ ہے	لَآ۔نہیں	اِلٰهَ۔کوئی معبود
اِلَّا۔مگر	هُوَ۔وہی	الْحَيُّ۔جو آپ زندہ ہے	الْقَيُّوْمُ۔عالم کا قائم
رکھنے والا	نَزَّلَ۔اس نے نازل کی	عَلَيْكَ۔تجھ پر	الْكِتٰبَ۔کتاب
بِالْحَقِّ۔سچی	مُصَدِّقًا۔تصدیق کرنے والا	لِّمَا۔اس کی	بَيْنَ۔جو درمیان
يَدَيْهِ۔ہاتھوں کے ہے	وَ۔اور	اَنْزَلَ۔نازل کی	التَّوْرٰىةَ۔توریت
وَ۔اور	الْاِنْجِيْلَ۔انجیل	مِنْ قَبْلُ۔اس سے پہلے	هُدًى۔ہدایت
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے	وَ۔اور	اَنْزَلَ۔اتارا	الْفُرْقَانَ۔فیصلہ کرنے والا
اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	بِاٰيٰتِ۔آیات
اللّٰهِ۔اللہ سے	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	شَدِيْدٌ۔سخت
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَزِيْزٌ۔غالب ہے	ذُو۔صاحب
انْتِقَامٍ۔انتقام ہے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَا۔نہیں
يَخْفٰى۔مخفی رہتی	عَلَيْهِ۔اس پر	شَيْءٌ۔کوئی چیز	فِي۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	وَ۔اور	لَا۔نہ	فِي۔بیچ
السَّمَآءِ۔آسمان کے	هُوَ۔وہ اللہ	الَّذِيْ۔وہ ہے جو	يُصَوِّرُكُمْ۔شکل بناتا ہے
كُمْ۔تمہاری	فِي۔بیچ	الْاَرْحَامِ۔رحموں کے	كَيْفَ۔جس طرح
يَشَآءُ۔چاہے	لَآ۔نہیں	اِلٰهَ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر
هُوَ۔وہی	الْعَزِيْزُ۔غالب	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا	هُوَ۔وہ اللہ

www.waseemziyai.com

الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے
مِنْهُ۔ اس کی کچھ
هُنَّ۔ وہی
اُخَرُ۔ دوسری
الَّذِیْنَ۔ ایسے ہیں کہ
فَیَتَّبِعُوْنَ۔ سو وہ پیچھے لگتے ہیں
مِنْهُ۔ ان سے
ابْتِغَآءَ۔ چاہتے ہیں
ابْتِغَآءَ۔ چاہتے ہیں
یَعْلَمُ۔ جانتا
وَ۔ اور
یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
مِنْ۔ طرف سے
یَذَّكَّرُ۔ نصیحت پکڑتے
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
بَعْدَ۔ بعد
وَ۔ اور
رَحْمَةً۔ رحمت
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
لِیَوْمٍ۔ اس دن کے لئے کہ
اِنَّ۔ بے شک
الْمِیْعَادَ۔ وعدہ

اَنْزَلَ۔ اتاری
اٰیٰتٌ۔ آیتیں
اُمُّ۔ اصل
مُتَشٰبِهٰتٌ۔ مشتبہ معنی والی ہیں
فِیْ۔ میں
قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے
مَا۔ اس کے جو
الْفِتْنَةِ۔ فتنہ
وَ۔ اور
تَاْوِیْلِهٖ۔ اس کا مطلب
وَ۔ اور
تَاْوِیْلَهٗ۔ اس کا مطلب
اِلَّا۔ مگر
الرّٰسِخُوْنَ۔ جو پختہ ہیں
اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے
بِهٖ۔ اس کے ساتھ
عِنْدِ رَبِّنَا۔ ہمارے رب کی
وَ۔ اور
اُولُوا۔ صاحب
لَا۔ نہ
اِذْ۔ اس کے کہ
هَبْ۔ دے
اِنَّكَ۔ بے شک تو
اِنَّكَ۔ بے شک تو
لَا۔ نہیں
اللّٰهَ۔ اللہ

عَلَیْكَ۔ تجھ پر
مُحْكَمٰتٌ۔ صاف معنی والی ہیں
الْكِتٰبِ۔ کتاب ہیں
فَاَمَّا۔ تو جو
زَیْغٌ۔ کجی ہے
تَشَابَهَ۔ مشتبہ ہیں
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
اللّٰهُ۔ اللہ
الْعِلْمِ۔ علم کے
كُلٌّ۔ سب ہے
مَا۔ نہیں
اَلْاَلْبَابِ۔ عقل
قُلُوْبَنَا۔ ہمارے دلوں کو
هَدَیْتَنَا۔ تو نے ہم کو ہدایت دی
لَنَا۔ ہم کو
اَنْتَ۔ تو ہی ہے
جَامِعُ۔ جمع کرنے والا ہے
رَیْبَ۔ شک
لَا۔ نہیں

الْكِتٰبَ۔ کتاب
وَ۔ اور
اُخَرُ۔ دوسری
مُتَشٰبِهٰتٌ۔ مشتبہ معنی والی ہیں
وَ۔ اور
اِلَّا۔ مگر
فِیْ۔ میں
الْعِلْمِ۔ علم کے
یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
كُلٌّ۔ سب ہے
مِنْ۔ طرف سے
عِنْدِ رَبِّنَا۔ ہمارے رب کی
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
یَذَّكَّرُ۔ نصیحت پکڑتے
اُولُوا۔ صاحب
الْاَلْبَابِ۔ عقل
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
لَا۔ نہ
تُزِغْ۔ ٹیڑھا کر
قُلُوْبَنَا۔ ہمارے دلوں کو
بَعْدَ۔ بعد
اِذْ۔ اس کے کہ
هَدَیْتَنَا۔ تو نے ہم کو ہدایت دی
وَ۔ اور
هَبْ۔ دے
لَنَا۔ ہم کو
مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی جناب سے
رَحْمَةً۔ رحمت
اَنْتَ۔ تو ہی ہے
الْوَهَّابُ۔ دینے والا
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
اِنَّكَ۔ بے شک تو
النَّاسِ۔ لوگوں کو
لِیَوْمٍ۔ اس دن کے لئے کہ
فِیْهِ۔ اس میں
اِنَّ۔ بے شک
لَا۔ نہیں
یُخْلِفُ۔ بدلتا
الْمِیْعَادَ۔ وعدہ

مختصر تفسیر پہلا رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۳

اس سورۂ مبارکہ کا نام سورۃ آل عمران ہے اس کو مدنی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں دو سو آیتیں تین ہزار چار سو اسی کلمے ہیں چودہ ہزار پانچ سو بیس حرف ہیں۔ (خازن)

توریت میں اس سورۃ مبارکہ کا نام طیبہ ہے اس کے علاوہ اس کا نام سورۃ کنز سورۃ مجادلہ اور سورۃ استغفار بھی ہے یہ نام مضامین کی مناسبت سے ہیں۔

اس سورت میں حضرت عمران کی بیوی سلام اللہ علیہا اور ان کے بچوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں اس لئے اس کا نام سورۃ آل عمران رکھا گیا۔

www.waseemziyai.com

حضرت مریم کے والد سلام اللہ علیہا اور عیسیٰ علیہ السلام کے نانا حضرت عمران تھے۔ اس سورۃ کی سورۃ بقرہ سے چند طرح کی مناسبت ہے۔

سورۃ بقرہ میں بنی اسرائیل کو خطاب تھا اس سورۃ میں عیسائیوں کو خطاب ہے سورۃ بقرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور اس سورۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف اس لئے خدا کا بیٹا مانا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ پہلے اس لئے بیان کیا کہ وہ بغیر ماں باپ کے تھے ان کی پیدائش عجیب تر ہے۔

حضور اکرم نبی محترم ﷺ مدینہ منورہ میں جب تشریف لائے اور دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاعیں اطراف عالم میں پھیلنے لگیں تو مدینہ کے آس پاس کے لوگ اس حق دین سے منکر ہو گئے۔

اس سورۃ مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ یہ آیت وفد نجران کے حق میں نازل ہوئی جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ اس وفد میں چودہ سردار تھے اور تین اس قوم کے بڑے مقتداء تھے ایک کا نام عاقب تھا جسے عبدالمسیح کہتے تھے۔ یہ شخص امیر قوم تھا اور نجرانی عیسائی بغیر اس کی رائے کے کوئی کام نہیں کرتے تھے اور دوسرا سردار ایہم تھا یہ اپنی قوم کا معتمد اعظم تھا اور مالیات کا افسر اعلیٰ۔ خورد و نوش اور رسدوں کے تمام انتظامات اسی کے حکم کے ماتحت تھے۔ تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ تھا۔ یہ نجران کے نصاریٰ کے تمام علماء اور پادریوں کا پیشوائے اعظم تھا۔ سلاطین روم اس کی دینی عظمت تسلیم کرتے تھے اور اس کا اکرام و ادب ملحوظ رکھتے تھے۔ یہ تمام لوگ نہایت تزک و احتشام سے قیمتی پوشاکوں میں زرق برق حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بغرض مناظرہ آئے۔

جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا کر رہے تھے ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آ چکا تھا۔ بنابریں انہوں نے بھی مسجد نبوی میں جانب مشرق متوجہ ہو کر اپنی نماز شروع کر دی جب یہ فارغ ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسلام لاؤ تو کہنے لگے ہم لوگ آپ سے پہلے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ غلط ہے اور تمہارا دعویٰ جھوٹا ہے تمہیں اسلام سے تمہارا عقیدہ روکتا ہے۔

تمہارے اعتقاد میں اللہ کی اولاد ہے۔ تم صلیب کی پوجا ضروری سمجھتے ہو۔ تم خنزیر کو حلال جانتے اور کھاتے ہو۔

انہوں نے جواب دیا اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتایئے کہ عیسیٰ کا باپ کون ہے۔ اس پر وفد کے تمام افراد نے بولنا شروع کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے اس کا انہوں نے اقرار کیا۔

پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے اس کے لئے موت محال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آنے والی ہے یعنی ولی متوفیک میں اس کی خبر ہے اس کا بھی انہوں نے اقرار کیا۔

پھر فرمایا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز ہے اور سب کا محافظ حقیقی اور رازق مطلق ہے انہوں نے کہا ہاں یہ

www.waseemziyai.com

بھی صحیح ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے ہی ہیں۔ سب بولے نہیں۔

فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں انہوں نے اقرار کیا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر تعلیم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حمل میں رہے پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے بچوں کی طرح غذا دیئے گئے کھاتے پیتے تھے۔ عوارض بشری رکھتے تھے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ کیسے اللہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ تمہارا گمان ہے اس پر وہ سب کے سب رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔

اس پر سورۂ آل عمران اول سے کچھ اوپر اسی آیتیں نازل ہوئیں۔ (خازن)

اس مناظرے سے عاجز ہو کر وہ مباہلہ پر آمادہ ہوئے جس کا ذکر اسی سورت میں آئے گا۔ پھر مباہلہ کی بھی ہمت نہ رہی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام سچے نبی ہیں۔

فائدہ

صفات آلہیہ میں حی بمعنی دائم و باقی کے ہیں یعنی اس کی ہمیشگی ایسی ہے کہ جس پر موت نہیں۔

قیوم وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور خلق الٰہی دنیوی و اخروی زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہیں اس کی تدبیر فرمائے۔ سورۃ کے شروع میں الٓمّٓ آیا ہے اس میں مقطعات کے ارشارات ہیں۔ الف۔ لام۔ میم کے ذریعہ فرمایا اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُہٗ۔ ہم وہ اللہ ہیں کہ کوئی معبود نہیں سوائے ہمارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ یا یہ اشارہ ہے اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ غَیْرِیْ وَ مُحَمَّدٌ حَبِیْبِیْ وَرَسُوْلِیْ۔

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ خود زندہ اور عالم کا رکھنے والا اس نے تجھ پر کتاب نازل فرمائی سچائی کے ساتھ پہلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور دوسرے توریت اور انجیل اس سے پہلے نازل کی لوگوں کو ہدایت کرتی اور نازل کیا فیصلہ کرنے والا فرقان۔ بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بدلہ لینے والا ہے۔

یعنی اے لوگو! اللہ عزوجل وہ ذات ہے کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ہی ہمیشہ زندہ ہے اور عالم کو قائم رکھنے والا ہے۔ اولاد سے پاک ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس نے آپ ﷺ پر ایسی کتاب اتاری جو بالکل سچی ہے حق ہے پچھلی ساری کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایسے احکام نازل فرمائے جو حق و باطل میں فرق کریں۔

اس میں آیات الٰہی کے انکار کرنے والوں میں وفد نجران کے نصاریٰ بھی داخل ہیں۔ باقی تمام مضمون واضح ہے۔ محتاج تفسیر نہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

www.waseemziyai.com

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيْلِهٖ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ إِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝

بے شک نہیں پوشیدہ اللہ پر کچھ زمین میں اور نہ آسمان میں وہی ہے وہ جو صورتیں بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔ (یعنی نقش ونگار والوان انسانی ذکور واناث کی صورت میں کالی گوری وجیہ کریہہ وغیرہ) چنانچہ بخاری ومسلم میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مادہ منویہ جس سے تم پیدا ہوتے ہو شکم مادر میں چالیس روز جمع رہتا ہے اس کے بعد بصورت علقہ چالیس دن میں خون بستہ کی شکل اختیار کرتا ہے پھر چالیس دن مضغہ بن کر گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق۔ اس کی عمر اس کے عمل اس کا انجام کار اس کی سعادت وشقاوت سب لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکتا ہے تو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی تقرب الی اللہ میں سب سے بڑھ جاتا ہے تو کتاب تقدیر سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے تو وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے اور اس پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بدی کرنے والے کا حال ہے کہ اخیر میں قضاء وقدر کی مسابقت اس سے جنتیوں کے سے عمل کراتی ہے اس کا خاتمہ اس پر ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا ہے (اس میں بھی نصاریٰ کا رد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں)۔

وہ ہے وہ ذات جس نے تم پر کتاب اتاری۔ اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں (یعنی ان کے لفظی معنی ہی ایسے واضح ہوتے ہیں جس میں کوئی احتمال واشتباہ نہیں) احکام میں ان پر عمل ہوتا ہے اور حلال وحرام پر انہیں کے ماتحت عمل ہے۔

اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے (وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں ان میں کسی وجہ کو ترجیح دینا ترجیح بلا وجہ ہے) اس سے جو مراد الٰہی ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے (یا جسے اللہ تعالیٰ اس کا علم دے) تو وہ جن کے دلوں میں کجی ہے (یعنی گمراہ۔ آزاد منش۔ اقتدار پسند۔ بدمذہب آزاد اسلام سے بے تعلق ہوائے نفسانی کے مارے) وہ کجی کی وجہ سے اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں (اور ان کے ظاہر حکم پر فتوے دے کر ظاہریہ فرقہ میں مل جاتے ہیں یا تاویل باطل کرتے ہیں اور یہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ شک وشبہ میں لوگوں کو ڈالنے کے لئے۔ (جمل)

اس کا پہلو تاویلی نکالتے ہیں اس کی تاویلیں ڈھونڈتے ہیں (اور اپنی خواہشوں کے مطابق نااہل ہوتے ہوئے تاویلیں گھڑتے ہیں۔ (خازن وجمل)

اور حقیقت حال یہ ہے کہ ان کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے (یا جسے وہ اپنے کرم وعطا سے نواز دے (جمل) اور پختہ علم (جیسے حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما) آپ فرماتے ہیں میں رَاسِخِيْنَ فِي الْعِلْمِ سے ہوں۔

اور مجاہد رحمۃ اللہ علی سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راسخ فی العلم وہ عالم باعمل ہے جو علم دین کا متبع ہو۔

ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ راسخ فی العلم وہ ہیں جن میں چار صفتیں ہوں۔ تقوی اللہ کا۔ تواضع لوگوں سے۔ زہد دین سے اور مجاہدہ نفس کے ساتھ۔ (خازن)

کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے (کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو معنی اس کے مراد ہیں حق ہے۔ اور اس کا نازل فرمانا حق ہے۔ حکمت ہے) كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے (محکم ہو یا متشابہ) اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے (ظاہر ہے کہ تاویل رکیک ڈھونڈھ کر گمراہی پھیلانے والے اقتدار پسند بے دین طبقہ کے لوگ ہی ہیں اور ایسے نفس پرست کج دل جو ہیں وہ ہلاک ہوں گے) اس لئے آگے تعلیم دعا کی گئی کہ ہمارے حضور اس طرح توفیق خیر طلب کیا کرو۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

اے ہمارے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو بڑا دینے والا ہے۔ اے رب ہمارے بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن جس میں کوئی شک وشبہ نہیں (یعنی یوم قیامت یوم حساب) بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کذب باری منافی الوہیت ہے۔ لہٰذا رب القدوس کا کذب محال اور اس کی طرف نسبت کذب کرنا سخت بے ادبی۔ (مدارک، تفسیر ابوالسعود)

با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۳

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝

جو لوگ کافر ہوئے (اس دن) نہ تو ان کا مال ہی خدا (کے عذاب) سے ان کو بچا سکے گا اور نہ ان کی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہ لوگ آتش (جہنم) کا ایندھن ہوں گے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ان کا حال بھی فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا سا ہوگا جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی تو خدا نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب (عذاب میں) میں پکڑ لیا تھا اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(اے محبوب) کافروں سے کہہ دو کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بری جگہ ہے۔

www.waseemziyai.com

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

تمہارے لئے دو گروہوں میں جو (جنگ بدر کے دن) آپس میں بھڑ گئے (قدرت خدا کی عظیم الشان) نشانی تھی ایک گروہ (مسلمانوں کا تھا وہ) خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ (کافروں کا تھا وہ) ان کو اپنی آنکھوں سے اپنے سے دوگنا مشاہدہ کر رہا تھا۔ اور خدا اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ جو اہل بصیرت ہیں ان کے لئے اس (واقعے) میں بڑی عبرت ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہے (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

(اے پیغمبر ان سے) کہو کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے خدا کے ہاں باغات (بہشت) ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) خدا کی خوشنودی اور خدا (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

یہ وہ لوگ ہیں جو (مشکلات میں) صبر کرتے اور سچ بولتے اور عبادت میں لگے رہتے اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے اور اوقات سحر میں گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) کہ وہی غالب حکمت والے کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔

www.waseemziyai.com

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝

دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص خدا کی آیتوں کو نہ مانے تو خدا جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

(اے محبوب) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرمانبردار ہو چکے۔ اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی (خدا کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے اور خدا (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	لَنْ۔ ہرگز نہ
تُغْنِیَ۔ بچا سکے گا	عَنْهُمْ۔ ان کو	اَمْوَالُهُمْ۔ ان کا مال	وَ۔ اور
لَآ۔ نہ	اَوْلَادُهُمْ۔ ان کی اولاد	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	شَیْـًٔا کچھ
وَ۔ اور	اُولٰٓئِكَ۔ یہی ہیں	هُمْ۔ وہ جو	وَقُوْدُ۔ ایندھن ہیں
النَّارِ۔ جہنم کا	كَدَاْبِ۔ مثل	اٰلِ۔ آل	فِرْعَوْنَ۔ فرعون کے
وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ ان کے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے	
كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا	بِاٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کو	فَاَخَذَ۔ تو پکڑا	هُمُ۔ ان کو
اللّٰهُ۔ اللہ نے	بِذُنُوْبِهِمْ۔ ان کے گناہوں پر	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
شَدِیْدُ۔ سخت	الْعِقَابِ۔ عذاب والا ہے	قُلْ۔ کہہ	لِّلَّذِیْنَ۔ ان کو جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	سَتُغْلَبُوْنَ۔ تم جلدی مغلوب ہو جاؤ گے		وَ۔ اور
تُحْشَرُوْنَ۔ تم اکٹھے کیے جاؤ گے		اِلٰی۔ طرف	جَهَنَّمَ۔ جہنم کی
وَ۔ اور	بِئْسَ۔ برا ہے	الْمِهَادُ۔ بچھونا	قَدْ۔ بے شک
كَانَ۔ تھی	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	اٰیَةٌ۔ نشانی	فِیْ۔ میں
فِئَتَیْنِ۔ دو جماعتوں کے جو	الْتَقَتَا۔ ٹکرائیں	فِئَةٌ۔ ایک جماعت	تُقَاتِلُ۔ لڑتی تھی
فِیْ۔ میں	سَبِیْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

أُخْرٰى۔ دوسری
مِّثْلَيْهِمْ۔ اپنے سے دگنا
اللّٰهُ۔ اللہ
يُؤَيِّدُ۔ تائید کرتا ہے
يَشَآءُ۔ چاہے
لَعِبْرَةً۔ عبرت ہے
لِّلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَ۔ اور
الْمُقَنْطَرَةِ۔ جمع شدہ
وَ۔ اور
الْأَنْعَامِ۔ چارپائے
مَتَاعُ۔ سامان ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
قُلْ۔ فرمائیے
مِنْ ذٰلِكُمْ۔ اس سے
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے
الْأَنْهٰرُ۔ نہریں
أَزْوَاجٌ۔ بیویاں
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
بِالْعِبَادِ۔ بندوں کو
إِنَّنَآ۔ بے شک ہم
ذُنُوبَنَا۔ ہمارے گناہ
النَّارِ۔ آگ سے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
شَهِدَ۔ گواہی دیتا ہے
إِلٰهَ۔ کوئی معبود
وَ۔ اور
لَآ۔ نہیں

كَافِرَةٌ۔ کافر تھی
رَأْيَ۔ دیکھنا
الْعَيْنِ۔ ظاہر آنکھ کا
يُؤَيِّدُ۔ تائید کرتا ہے
بِنَصْرِهٖ۔ اپنی مدد سے
إِنَّ۔ بے شک
فِيْ۔ میں
لِأُولِي الْأَبْصَارِ۔ آنکھ والوں کے لئے
حُبُّ۔ محبت
الْبَنِيْنَ۔ اولادیں
وَ۔ اور
مِنَ الذَّهَبِ۔ سونے
الْخَيْلِ۔ گھوڑے
وَ۔ اور
الْحَرْثِ۔ کھیتی
الْحَيٰوةِ۔ زندگی
عِنْدَهٗ۔ اس کے پاس ہے
أَؤُنَبِّئُكُمْ۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں
لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے
جَنّٰتٌ۔ باغ ہیں
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
مُطَهَّرَةٌ۔ پاک
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنَّا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور
الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر کرنے والے
وَ۔ اور
الْمُنْفِقِيْنَ۔ خرچ کرنے والے
الْمُسْتَغْفِرِيْنَ۔ بخشش مانگنے والے
اللّٰهُ۔ اللہ
إِلَّا هُوَ۔ مگر وہی
أُولُوا الْعِلْمِ۔ علم والے
إِلٰهَ۔ کوئی معبود

يَرَوْنَهُمْ۔ وہ دیکھتے تھے ان کو
وَ۔ اور
مَنْ۔ جس کی
ذٰلِكَ۔ اس کے
زُيِّنَ۔ زینت دی گئی
مِنَ النِّسَآءِ۔ عورتوں سے
الْقَنَاطِيْرِ۔ ڈھیر
الْفِضَّةِ۔ چاندی سے
وَ۔ اور
ذٰلِكَ۔ یہ
وَ۔ اور
الْمَاٰبِ۔ ٹھکانہ
بِخَيْرٍ۔ بہتر
عِنْدَ۔ نزدیک
مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
وَ۔ اور
رِضْوَانٌ۔ خوشنودی
بَصِيْرٌ۔ دیکھنے والا ہے
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
لَنَا۔ ہم کو
عَذَابَ۔ عذاب
الصّٰدِقِيْنَ۔ سچے
وَ۔ اور
بِالْأَسْحَارِ۔ سحری کے وقت
لَآ۔ نہیں
الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے
بِالْقِسْطِ۔ انصاف پر
هُوَ۔ وہی

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

الْعَزِيْزُ۔ غالب	الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا	اِنَّ۔ بے شک	الَّذِيْنَ۔ دین
عِنْدَ۔ نزدیک	اللّٰهِ۔ اللہ کے	الْاِسْلَامُ۔ اسلام ہے	وَ۔ اور
مَا۔ نہ	اخْتَلَفَ۔ اختلاف کیا	الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے	اُوْتُوا۔ جو دیئے گئے
الْكِتٰبَ۔ کتاب	اِلَّا۔ مگر	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے جو
جَآءَ۔ آیا	هُمُ۔ ان کے پاس	الْعِلْمُ۔ علم	بَغْيًۢا۔ سرکشی سے
بَيْنَهُمْ۔ آپس میں	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يَّكْفُرْ۔ کفر کرے
بِاٰيٰتِ۔ آیات	اللّٰهِ۔ اللہ سے	فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
سَرِيْعُ۔ جلدی	الْحِسَابِ۔ حساب لینے والا ہے	فَاِنْ۔ پھر اگر	حَآجُّوْكَ۔ جھگڑیں تجھ سے
فَقُلْ۔ تو کہہ	اَسْلَمْتُ۔ میں نے جھکایا	وَجْهِيَ۔ اپنا چہرہ	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے
وَ۔ اور	مَنِ۔ جو	اتَّبَعَنِ۔ میرے پیرو ہیں	وَ۔ اور
قُلْ۔ کہہ	لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جو	اُوْتُوا۔ دیئے گئے	الْكِتٰبَ۔ کتاب
وَ۔ اور	الْاُمِّيّٖنَ۔ ان پڑھوں کو	ءَ۔ کیا	اَسْلَمْتُمْ۔ تم مسلمان ہوئے
فَاِنْ۔ پھر اگر	اَسْلَمُوْا۔ مسلمان ہو جائیں	فَقَدِ۔ تو بے شک	اهْتَدَوْا۔ ہدایت پا گئے
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تَوَلَّوْا۔ منہ پھیریں	فَاِنَّمَا۔ تو صرف
عَلَيْكَ۔ آپ کے ذمہ	الْبَلٰغُ۔ پہنچانا ہے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
بَصِيْرٌۢ۔ دیکھنے والا ہے	بِالْعِبَادِ۔ بندوں کو		

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں اور ان سے پہلے لوگوں کا طریقہ کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اس سے سارے کفار مراد ہیں خواہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین بعض نے کہا کہ اس سے فقط نجرانی عیسائی مراد ہیں جو اپنی آمدنی بند ہو جانے کے خوف سے اسلام قبول نہ کرتے تھے۔ (روح المعانی)

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ۔ تُغْنِي غِنًا سے بنا اس کے معنی کفایت اور بے پرواہی ہیں۔ جب اس کے بعد عَنْ آتا ہے تو اکثر دفع کرنے کے معنی دیتا ہے بغیر عَنْ کے اس کے معنی کفایت ہوتا ہے اس سے سارے جمع شدہ مال مراد ہیں۔

اَوْلَادُ۔ ولد کی جمع ہے یہاں بیٹے مراد ہیں۔ مصیبت میں آدمی پہلے مال خرچ کرتا ہے پھر اولاد اسی لئے پہلے مال کا ذکر

www.waseemziyai.com

ہوا پھر اولاد کا۔ یہاں مِن۔ عَنْ کے معنی میں ہے۔ اس کے معنی ہوئے جنہوں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا اور ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے عذاب کو ان سے ہرگز دفع نہ کر سکیں گے اور وہ جہنم کے ایندھن بنیں گے جیسے کہ آگ لکڑی کے رگ وریشہ میں سرایت کر جاتی ہے۔

كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ۔ داب کے معنی کوشش کرنا۔ زور لگانا۔

اٰل۔ اصل میں اہل تھا۔ اصطلاح میں بال بچوں کو کہتے ہیں اور متبعین کو بھی آل کہتے ہیں اس سے فرعون کے پیروکار مراد ہیں۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا۔ ان سب نے ہماری آیتوں کو یا ہمارے معجزات کو جھٹلایا تو اس کا انجام یہ ہوا۔

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ۔ اخذ کے معنی پکڑنا یعنی ان سب کو اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا۔

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ عقاب۔ عقب سے بنا اس کے معنی پیچھے کے ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

فرما دیجئے ان کو جو کافر ہیں عنقریب تم مغلوب ہو گے اور تمہارا حشر دوزخ جہنم کی طرف ہے اور وہ بہت ہی برا بچھونا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لے آؤ کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر آئی تم جان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں تم اپنی کتابوں میں یہ لکھا پاتے ہو۔ اس پر یہود نے جواب دیا کہ قریش فن حرب سے ناآشنا تھے اس وجہ سے پٹ گئے اگر ہم سے مقابلہ ہو تو ہم بتائیں گے کہ مقابلہ اس کو کہتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا۔

سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ۔ تم عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو ایسا ہی ہوا کہ مغلوب ہوئے قید ہوئے ان پر جزیہ مقرر ہوا ایک روز میں چھ سو یہودی قتل ہوئے اور کافی گرفتار ہوئے۔ اہل خیبر کو جزیہ منظور کرنا پڑا ان کے سب دم خم ختم ہو گئے اور قرآن کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

بے شک تمہارے لئے یہ نشانی تھی (یعنی یہود کو مخاطب فرمایا کہ اب بھی ایمان لے آؤ۔ بعض مفسرین کے نزدیک تمام کفار اس کے مخاطب ہیں اور بعض نے کہا اس میں مومنین کو عبرت دلائی گئی ہے۔ جمل) دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے (یعنی جب وہ میدان میں ہوں) ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑتا (یعنی حضور ﷺ کا متبع اور خود رحمت دو عالم ﷺ ان کے قائد تھے ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ ستر مہاجر تھے اور دو سو چھتیس آدمی انصار تھے۔ مہاجرین میں سے علمبردار حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس لشکر میں کل دو گھوڑے ستر اونٹ چند زرہ آٹھ تلواریں تھیں۔

بدر میں چودہ صحابہ علیہم رضوان شہید ہوئے۔ چھ مہاجر اور آٹھ انصار) اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا (ان کی تعداد نو سو پچاس تھی ان کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا ان کے پاس سو سواروں کا رسالہ تھا اور سات سو اونٹ اور کافی زرہ اور ہتھیار تھے۔ جمل) انہیں ان کی آنکھوں نے اپنے سے دوگنا دکھایا اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے (عام اس سے کہ اس کی

www.waseemziyai.com

تعداد قلیل ہو اور ساز و سامان میں وہ کتنے ہی کمزور ہوں) بے شک اس میں عقل والوں کے لئے عبرت ہے لوگوں کے لئے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

زُيِّنَ لِلنَّاسِ۔ زُيِّنَ۔ تزئین سے بنا۔ اس کے معنی ظاہری میک اپ۔ اصطلاح میں ہر ظاہری زیبائش کو بھی زینت کہتے ہیں۔ یعنی لوگوں کے دلوں میں ان چیزوں کی محبت پیدا کی گئی۔

مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ۔ اس سے بیٹے بیٹیاں مراد ہیں۔

مزین کی گئی ان کی خواہش نفسانی کی محبت عورتوں سے اور بیٹوں سے اور تلے اوپر ڈھیر سونے چاندی کے اور چھاپہ لگائے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جتنی دنیا کی پونجی ہے (تاکہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے مابین فرق و امتیاز ظاہر ہو جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ دنیا کے ان ساز و سامان سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے آخر یہ فنا ہو جاتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ متاع دنیا سے وہ نفع حاصل کرے اور اسے ایسی جگہ خرچ کرے جس میں اس کی عاقبت کی درستی اور سعادت آخرت حاصل ہو) اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے (یعنی جنت تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کی طرف ہی رغبت کی جائے اور دنیائے ناپائے دار کے فانی مرغوبات و لذائذ سے دل نہ لگایا جائے)۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ۔ آپ فرما دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس باغیچے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

اَؤُنَبِّئُكُمْ۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں یہ لفظ نبا سے ہے جس کے معنی ہیں عظیم الشان خبر یا غیب کی خبر۔ لفظی معنی ہیں خبر دینے والا۔

مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ۔ میں عورتوں۔ اولاد۔ سونے چاندی کے ڈھیر اور اچھے گھوڑے سب کی طرف اشارہ ہے۔

اس آیت میں فرمایا کہ دنیا کے متاع فانی سے بہتر جو چیز ہے وہ جنت ہے جس میں زنانہ عوارض سے پاک بیبیاں اور ہر ناقابل پسند باتوں سے پاک ہیں اور اللہ اپنے بندوں کے اعمال و افعال کا دیکھنے والا ہے)۔ آگے ارشاد ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ صبر والے اور سچے اور ادب والے اور (راہ خدا میں) خرچ کرنے والے اور پچھلی رات میں معافیاں مانگنے والے۔ (یہ کہنے والے قول اور ارادے اور نیت میں سچے ہیں اور یہ پچھلے پہر آخر شب میں دعا و استغفار کرتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اٰمَنَّا۔ ایمان سے بنا یعنی تصدیق کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تجھ پر۔ تیرے نبی پر تیری کتابوں پر ایمان لائے۔

فَاغْفِرْ لَنَا۔ اِغْفِرْ۔ غفر بمعنی چھپانا۔ درگزر کرنا۔ ڈھانپ لینا یعنی اے ہمارے رب ہمارے گناہ کو چھپالے یا معاف کردے۔

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اَلصّٰبِرِیْنَ۔ صبر سے بنا۔ اس کے معنی روکنا۔ عبادت پر صبر۔ گناہوں سے صبر۔ تکلیف پر جہاد۔ جہاد میں صبر سب داخل ہیں۔

الصّٰدِقِیْنَ۔ صدق سے بنا۔ سچائی کلام میں جھوٹ سے بچنا۔ ہر کام پورا کرنا۔

الْقٰنِتِیْنَ۔ قنوت سے بنا اس کے معنی اطاعت اس میں جانی۔ مالی۔ بدنی ہر طرح کی اطاعت داخل ہے۔

امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے اطاعت عبادت پر پابندی کرنا مراد ہے۔ (روح المعانی)

الْمُسْتَغْفِرِیْنَ۔ استغفار۔ مٹانا۔ چھپانا۔

اَسْحَارِ۔ سَحَر کی جمع ہے۔ سحر اس وقت کو کہتے ہیں جب رات کا اندھیرا صبح کے اجالے میں مل رہا ہو۔

(فائدہ) اس سے آخر شب میں نماز پڑھنے اور دعا و استغفار کا ثبوت اور فضیلت نکلتی ہے اور بات بھی وہی ہے۔

دلا بسوز کہ سوز تو کار ہا بکند دعائے نیم شبی دفع صد بلا بکند

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ بیٹا مرغ سے کم نہ رہنا کہ وہ سحر سے ہی اپنے رب کی یاد کرتا ہے اور تو بچھونے پر سوتا رہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر رات جبکہ تہائی حصہ باقی رہتا ہے تو آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں قبول کروں کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں کوئی ہے جو گناہ بخشوائے اور میں بخش دوں۔ (بخاری)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز سحر تک پڑھتے اور پھر استغفار کرتے ہیں حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ساری رات عبادت سے زندہ رکھتے پھر مجھ سے دریافت فرماتے اے نافع رضی اللہ عنہ کیا سحر ہوگئی میں عرض کرتا نہیں پھر نماز میں مشغول ہوجاتے حتی کہ سحر ہوجاتی پھر توبہ استغفار کرتے رہتے۔

مسئلہ: جو شخص سنت فجر کے بعد ستر بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ اور اول آخر درود شریف پڑھے وہ متقین کے درجے میں ہوجائے گا۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

گواہی دی اللہ نے کہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزت و حکمت والا ہے۔

شَهِدَ۔ شہود۔ اس کے معنی گواہی کے ہیں۔ شہد فعل ماضی ہے اس کا فاعل تین ذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتے، علماء۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کی یہ گواہی آسمانی کتابوں میں برابر آتی رہی کائنات کا ایک ایک ذرہ شہادت دے رہا ہے کہ عبادت

www.waseemziyai.com

کے لائق رب العالمین عزوجل کے سوا کوئی نہیں۔ کتب الٰہی کی شہادت نقلی دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور زمین آسمان کی تمام چیزیں عقلی دلیل کا کام دیتی ہیں۔

اَلْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے بھی یہ گواہی دیتے ہیں۔

اُولُوا الْعِلْمِ۔ علم والے عالم علم حقائق اشیاء اور معرفت حق کا نام ہے۔ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام رحمہم اللہ مراد ہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ شام کے احبار یعنی علماء یہود سے دو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو آپس میں بولے کہ نبی آخرالزمان کے شہر کی یہی صفت ہے جو مشیر طیبہ میں پائی جاتی ہے جب آستانہ اقدس پر حاضر آئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے روئے زیبا کو دیکھ کر حلیہ توریت کے مطابق دیکھ کر پہچان لیا اور عرض کیا آپ محمد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں عرض کیا حضور ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے اس کا ٹھیک جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا سوال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر دونوں حبر یعنی عالم مسلمان ہو گئے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ میں تین سو ساٹھ بت تھے جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبہ کے اندر وہ سب بت کدہ میں گر گئے۔

قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ۔ قائما قیام سے بنا اس کے معنی کھڑا ہونا ہے۔ سیدھا کرنا۔

بِالْقِسْطِ۔ قائم کرنے والا لغوی معنی میں حصہ۔ اصطلاح میں انصاف کو قسط کہتے ہیں۔ اس سے مراد انبیاء کرام اور اولیاء کرام ہیں۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور نہیں اختلاف میں پڑے وہ جنہیں کتاب دی گئی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آ چکا اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

دِيْنَ۔ کے معنی بدلہ یا مذہب کے ہیں یعنی وہ طریقہ فکر و عمل جو ایک شخص یا قوم کے افکار و اعمال کی بنیاد ہو۔

اَلْاِسْلَامُ۔ حکم برداری۔ اسلام کے لفظی معنی سونپ دینے کے ہیں۔ مسلمان اپنے آپ کو ہمہ تن اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اس کے احکام کے سامنے اپنی گردن جھکا کر اقرار کرتے ہیں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے لئے جو طریقہ پسند فرمایا ہے وہ اسلام یعنی اطاعت گزاری اور فرمانبرداری ہے جس کی مکمل اور آخری صورت حضور پرنور ﷺ نے عطا فرمائی۔

ہر اصولی مذہب کو دین کہا جا سکتا ہے خواہ سچا ہو یا جھوٹا مگر اسلام حق اور سچے دین ہی کو کہا جائے گا۔ اصول عقائد کو دین کہتے ہیں اور فروعی مسائل کو مذہب۔ عیسائی یہودیوں میں دینی اختلاف ہے اسی لئے یہاں دین ارشاد ہوا۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ اوتوا الکتاب سے یہودی مراد ہیں یا عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے وصال کے وقت ستر آدمیوں کو چن کر انہیں توریت سپرد کی تھی۔ ان سے تبلیغ دین کا عہد لیا۔ یوشع علیہ السلام کو ان کا امیر مقرر کیا۔ تین پشت تک یہ سب لوگ ہدایت پر رہے پھر ان کی اولاد نے دنیاوی طمع سے دین کو بگاڑ دیا۔

www.waseemziyai.com

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ۔ مگر اس کے بعد کہ آچکا ان کے پاس علم اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی پسندیدہ دین ہے۔

اس آیت میں واضح کیا کہ دین اسلام کے سوا کوئی اور دین اللہ کے یہاں مقبول نہیں۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل اور مقبول کہتے ہیں وہ باطل ہے۔ یہ آیت خصوصیت سے یہود و نصاریٰ کے رد میں وارد ہوئی جنہوں نے اسلام کو قبول نہ کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے اختلاف کیا اور یہ واقعہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے پہچان لیا تھا کہ جس نبی کی صفت توریت اور انجیل میں ہے اور جس کی سابقہ کتب الٰہی میں خبریں دی گئی ہیں وہ یہی ذات اقدس ہے مگر انہوں نے اختلاف کیا اور اختلاف کا سبب محض حسد اور اقتدار پسندی اور منافع دنیویہ کی طمع ہے۔

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

پھر اے محبوب! اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرمادیں میں نے اپنا منہ اللہ کے حضور جھکایا اور جو میرے پیرو ہیں اور کتابیوں اور ان پڑھوں سے فرمادیں کیا تم نے گردن جھکائی تو اگر وہ گردن جھکائیں جب تو راہ پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر بجز اس کے نہیں کہ آپ پر حکم پہنچادینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

حَآجُّوْا۔ محاجہ سے بنا جس کا مادہ حجت ہے یعنی دلیل۔ اصطلاح میں کج بحثی کو کہتے ہیں۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر کفار آپ سے اسلام میں کج بحثی کریں۔

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ۔ اَسْلَمْتُ۔ اسلام سے بنا اس کے معنی اخلاص اطاعت۔

وَجْہ۔ چہرے کو کہتے ہیں۔ یعنی آپ اے محبوب فرمادیں کہ میں نے اپنی ذات کو یا اپنے عمل کو یا اپنے چہرے کو اللہ عزوجل کے لئے خالص کرلیا۔ اس کا مطیع بنالیا۔ اس عبارت سے کفار کو دعوت اسلام دینا مراد ہے۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ۔ اس سے سارے اہل کتاب مراد ہیں اور امیین سے سارے مشرکین مراد ہیں۔

اُمِّیّٖن۔ اُمِّی کی جمع ہے بے پڑھے کو امی اسی لئے کہتے ہیں کہ جیسے وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ ویسا ہی رہا۔

ءَاَسْلَمْتُمْ۔ یہاں بھی اسلام بمعنی اطاعت ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر خاص وعام پڑھے بے پڑھے چھوٹے بڑے سے فرمادیں کہ تم اسلام کی اتباع قبول کرتے ہو یا نہیں۔

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ اسلام میں ہدایت ہے۔ اہتداء سے مراد گمراہی سے نکلنا ہے یا اپنے نفع کو پہچاننا ہے۔ (کبیر)

اس سے اس امر کی وضاحت کی گئی کہ حضور ﷺ یہ اعلان فرمائیں کہ میں اور میرے متبعین اللہ کے فرمانبردار اور مطیع ہیں۔ ہمارا دین ہی خالص توحید ہے جس کی صحت تمہیں خود اپنی کتابوں سے بھی ثابت ہوچکی ہے تو اس میں تمہارا ہم سے جھگڑا کرنا بالکل باطل ہے اور جتنے کافر غیر کتابی ہیں انہیں اس حکم میں داخل فرما کر انہیں میں مشرکین عرب کو بھی شمار کیا۔ اخیر میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اور فرمایا۔

www.waseemziyai.com

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۔ اور اگر وہ منہ پھیریں تو تم پر تو یہی ہے کہ حکم پہنچا دو۔ وہ تم نے پورا کر ہی دیا ہے اس سے انہوں نے نفع نہ اٹھایا وہ نقصان میں رہے آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنج نہ فرمائیں۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ عباد سے سارے مومن کافر مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سب کو دیکھنے والا ہے مومنوں کو ثواب اور کافروں کو عذاب دے گا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع ۔سورۃ آل عمران ۔پ ۳

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾

جو لوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور جو انصاف کا حکم دیتے ہیں انہیں بھی مار ڈالتے ہیں ان کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں (ہوگا)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب خدا (یعنی تورات) سے بہرہ دیا گیا اور وہ (اس) کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ (ان کے تنازعات کا) ان میں فیصلہ کر دے تو ایک فریق ان میں سے کج ادائی کے ساتھ منہ پھیر لیتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِىْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

یہ اس لئے کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ (دوزخ) کی آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی اور جو کچھ یہ دین کے بارے میں بہتان باندھتے رہے ہیں اس نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۖ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

تو اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے (یعنی) اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں اور ہر نفس اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

www.waseemziyai.com

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۚ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨﴾

مومنوں کو چاہئے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس سے خدا کا کچھ (عہد) نہیں ہے ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾

(اے محبوب لوگوں سے) کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو خدا اس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾

جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پالے گا اور ان کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا اے کاش اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بے شک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہیں	بِاٰيٰتِ۔ آیتوں
اللّٰهِ۔ اللہ کی کا	وَ۔ اور	يَقْتُلُوْنَ۔ قتل کرتے ہیں	النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں کو
بِغَيْرِ۔ بغیر	حَقٍّ۔ حق کے	وَ۔ اور	يَقْتُلُوْنَ۔ قتل کرتے ہیں
الَّذِيْنَ۔ ان کو	يَاْمُرُوْنَ۔ جو حکم کرتے ہیں	بِالْقِسْطِ۔ انصاف کا	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں سے
فَبَشِّرْ۔ تو بشارت دو	هُمْ۔ ان کو	بِعَذَابٍ۔ عذاب	اَلِيْمٍ۔ دردناک کی
اُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ	حَبِطَتْ۔ جن کے اکارت ہوئے	
اَعْمَالُهُمْ۔ عمل	فِي۔ میں	الدُّنْيَا	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
مِنْ۔ کوئی
تَرَ۔ دیکھا تو نے
نَصِيْبًا۔ کچھ حصہ
اِلٰى۔ طرف
بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان
مِّنْهُمْ۔ ان میں سے
ذٰلِكَ۔ یہ
تَمَسَّنَا۔ چھوئے گی ہمیں
مَّعْدُوْدٰتٍ۔ گنتی کے
فِيْ۔ میں
يَفْتَرُوْنَ۔ افتراء کرتے
ہم ان کو
فِيْهِ۔ اس میں
نَفْسٍ۔ آدمی
هُمْ۔ وہ
قُلِ۔ کہہ
تُؤْتِي۔ دیتا ہے تو
وَ۔ اور
تَشَآءُ۔ چاہے
تَشَآءُ۔ چاہے
تَشَآءُ۔ چاہے
اِنَّكَ۔ بے شک تو
قَدِيْرٌ۔ قادر ہے
النَّهَارِ۔ دن کے
فِيْ۔ میں
الْحَيَّ۔ زندہ کو
الْمَيِّتَ۔ مردہ کو

وَ۔ اور
نّٰصِرِيْنَ۔ مددگار
اِلٰى۔ طرف
مِّنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب سے
كِتٰبِ۔ کتاب
ثُمَّ۔ پھر
وَ۔ اور
بِاَنَّهُمْ۔ اس لئے کہ
النَّارُ۔ آگ
وَ۔ اور
دِيْنِهِمْ۔ ان کے دین کے
فَكَيْفَ۔ تو کیسا ہوگا
لِيَوْمٍ۔ اس دن کہ
وَ۔ اور
مَّا۔ جو
لَا۔ نہ
اللّٰهُمَّ۔ اے اللہ
الْمُلْكَ۔ ملک
تَنْزِعُ۔ چھین لیتا ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
بِيَدِكَ۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہے
عَلٰى۔ اوپر
تُوْلِجُ۔ ڈالتا ہے
وَ۔ اور
الَّيْلِ۔ رات کے
وَ۔ اور
مِنَ الْمَيِّتِ۔ مردہ سے
وَ۔ اور
مِنَ الْحَيِّ۔ زندہ سے

مَا۔ نہیں
اَ۔ کیا
الَّذِيْنَ۔ ان کی
يُدْعَوْنَ۔ وہ بلائے جاتے ہیں
اللّٰهِ۔ اللہ کے
يَتَوَلّٰى۔ پھر جاتا ہے
هُمْ۔ وہ
قَالُوْا۔ وہ کہتے تھے
اِلَّآ۔ مگر
غَرَّ۔ فریب دیا
مَّا۔ جو
اِذَا۔ جب
لَا۔ نہیں
وُفِّيَتْ۔ پورا پورا دیا جائے گا
كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا ہوگا
يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کئے جائیں گے
مٰلِكَ۔ مالک
مَنْ۔ جسے
الْمُلْكَ۔ ملک
تُعِزُّ۔ عزت دیتا ہے
وَ۔ اور
تُذِلُّ۔ ذلیل کرتا ہے
كُلِّ۔ ہر
الَّيْلَ۔ رات کو
تُوْلِجُ۔ ڈالتا ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور

لَهُمْ۔ ان کے لئے
لَمْ۔ نہیں
اُوْتُوْا۔ جو دیئے گئے
لِيَحْكُمَ۔ تاکہ فیصلہ کرے
فَرِيْقٌ۔ ایک فریق
مُّعْرِضُوْنَ۔ منحرف تھے
لَنْ۔ ہرگز نہ
اَيَّامًا۔ دن
هُمْ۔ ان کو
كَانُوْا۔ تھے
جَمَعْنٰهُمْ۔ اکٹھا کریں گے
رَيْبَ۔ شک
كُلُّ۔ ہر
وَ۔ اور
الْمُلْكِ۔ ملکوں کے
تَشَآءُ۔ چاہے
مِمَّنْ۔ جس سے
مَنْ۔ جسے
مَنْ۔ جسے
الْخَيْرُ۔ بھلائی
شَيْءٍ۔ چیز کے
فِيْ۔ میں
النَّهَارَ۔ دن کو
تُخْرِجُ۔ نکالتا ہے
تُخْرِجُ۔ نکالتا ہے
تَرْزُقُ۔ تو رزق دیتا ہے

www.waseemziyai.com

مَنْ۔ جسے
لَا۔ نہ
اَوْلِیَآءَ۔ دوست
مَنْ۔ جو
مِنَ اللّٰہِ۔ اللہ کی طرف سے
اَنْ۔ یہ کہ
وَ۔ اور
تَقْسَمُ۔ اپنی ذات سے
الْمَصِیْرُ۔ پھرنا
مَا۔ جو
اَوْ۔ یا
وَ۔ اور
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
کُلِّ۔ ہر
تَجِدُ۔ پائے گا
عَمِلَتْ۔ عمل کیا ہوگا
مَا۔ جو
لَوْ۔ کاش
بَیْنَہٗ۔ اس آدمی کے درمیان ہو
وَ۔ اور
نَفْسَہٗ۔ اپنی ذات سے
بِالْعِبَادِ۔ بندوں پر

تَشَآءُ۔ چاہے
یَتَّخِذِ۔ پکڑیں
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے
یَفْعَلْ۔ کرے
فِیْ۔ کچھ
تَتَّقُوْا۔ ڈرو تم
یُحَذِّرُ۔ ڈراتا ہے
وَ۔ اور
قُلْ۔ کہہ
اِنْ۔ اگر
فِیْ۔ کچھ
تُبْدُوْہُ۔ ظاہر کرو اسے
یَعْلَمْ۔ جانتا ہے
وَ۔ اور
مَا۔ جو
اللّٰہُ۔ اللہ
شَیْءٍ۔ چیز کے
کُلُّ۔ ہر
نَفْسٍ۔ شخص
مِنْ خَیْرٍ۔ نیک
عَمِلَتْ۔ عمل کیے ہوں گے
اَنَّ۔ یہ کہ
یُحَذِّرُ۔ ڈراتا ہے
وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ

بِغَیْرِ۔ بغیر
الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن
الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کے
ذٰلِکَ۔ ایسا
شَیْءٍ۔ کسی چیز کے
مِنْھُمْ۔ ان سے
کُمْ۔ تم کو
اِلٰی۔ طرف
اِنْ۔ اگر
صُدُوْرِکُمْ۔ تمہارے سینوں کے ہے
یَعْلَمْہُ۔ جانتا ہے اس کو
مَا۔ جو
مَا۔ جو
وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ
شَیْءٍ۔ چیز کے
نَفْسٍ۔ شخص
مُحْضَرًا۔ سامنے
مِنْ سُوْٓءٍ۔ برے
بَیْنَھَا۔ اس کے کام کے
اَمَدًا۔ فاصلہ
کُمْ۔ تم کو
اللّٰہُ۔ اللہ
رَءُوْفٌ۔ مہربان ہے

حِسَابٍ۔ حساب کے
الْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کو
وَ۔ اور
فَلَیْسَ۔ تو نہیں ہے
اِلَّآ۔ مگر
تُقٰىةً۔ ڈرنا
اللّٰہُ۔ اللہ
اللّٰہِ۔ اللہ کی ہے
تُخْفُوْا۔ چھپاؤ تم
فِیْ۔ کچھ
یَعْلَمُہُ۔ جانتا ہے اس کو
فِیْ۔ کچھ
فِیْ۔ کچھ
عَلٰی۔ اوپر
یَوْمَ۔ جس دن
مَّا۔ جو
وَّ۔ اور
تَوَدُّ۔ چاہے گا
وَ۔ اور
بَعِیْدًا۔ لمبا
اللّٰہُ۔ اللہ
رَءُوْفٌ۔ مہربان ہے

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۔ وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا۔

اَلَّذِیْنَ۔ سے سارے کفار مراد ہیں۔

اٰیٰتِ اللّٰہِ۔ اللہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں یا چھپاتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ۔ یہ وہ پچھلے پیغمبر ہیں جو یہود کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

وَ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۔

اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کیا انہیں بشارت دو دردناک عذاب کی اور وہ ہیں جن کے عمل اکارت ہو گئے دنیا و آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

بنی اسرائیل نے ایک دن صبح کو ایک ساعت میں سنتالیس نبی علیہم السلام شہید کر ڈالے اور جب ان میں سے ایک سو بارہ عابدوں رحمہم اللہ نے اٹھ کر انہیں نیکیوں کا حکم دیا اور بدیوں سے روکا تو اسی روز شام کو انہیں بھی قتل کر ڈالا۔

اس آیت کریمہ میں سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے یہود کو تو بیخا بتایا گیا اس لئے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ اس بدترین فعل سے راضی تھے۔

اس آیت سے یہ امر واضح ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے اور کفر کرنے سے تمام اعمال صالحہ اکارت ہو جاتے ہیں اور مددگار و ناصر بروز قیامت اگر کسی کا نہیں ہوگا تو وہ صرف کافر اور بے دین و گمراہ لوگ ہی ہیں۔

معصیت شعار گناہگار مسلمان صحیح الایمان جماعت کی طرف سے قیامت کے دن مددگار ہوں گے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ قیامت کے دن سخت تر عذاب کسے ہوگا۔ فرمایا اسے جو پیغمبر کو قتل کرے اور اسے جو نصیحت کرنے والے کو قتل کرے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۔

کیا تو نے نہ دیکھا انہیں جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا وہ بلائے جاتے ہیں کتاب اللہ کی طرف کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر انہیں کا ایک گروہ اس سے منحرف ہو کر پھر جاتا ہے یہ جرأت انہیں اس لئے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہمیں ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دنوں میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ اور افتراء سے جو وہ باندھتے تھے۔

ہمزہ استفہامیہ ہے۔ سوال تعجب میں تمام مسلمانوں کو متعجب کرنا مقصود ہے۔

تَرَ۔ کا فاعل حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اَلَّذِيْنَ۔ میں بعض اہل کتاب مراد ہیں جن کا اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے۔

نَصِيْبًا۔ نصب سے بنا اس کے معنی ہیں رکھنا۔ اسی لئے گڑے ہوئے بت کو نصب کہتے ہیں اور اصطلاح میں مقرر حصہ کو نصیب کہتے ہیں۔

كِتٰبِ۔ سے مراد توریت یا لوح محفوظ ہے۔ (روح المعانی)

يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ۔ یعنی ان کو بلایا جاتا ہے۔ قرآن کریم یا توریت کے فیصلہ کی طرف۔

www.waseemziyai.com

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ۔ یحکم۔ حکم سے بنا اس کے معنی ہیں فیصلہ اسی لئے قاضی کو حاکم اور جج کو حکم کہتے ہیں۔ یہاں فیصلہ سے مراد یا دین ابراہیمی علیہ السلام کا فیصلہ ہے یا زنا کے حکم کا۔

ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ ثم ترتیب یا مہلت کے لئے آتا ہے یعنی وہ فوراً ہی توریت سے منہ موڑ گئے تھے۔

يَتَوَلّٰى۔ کے معنی ہیں منہ موڑنا۔ پیٹھ پھیرنا۔

فَرِيْقٌ۔ بمعنی گروہ۔ اس سے مراد اہل کتاب کے رؤساء یا علماء ہیں جنہوں نے منہ موڑنے میں پیش قدمی کی تھی۔

مُّعْرِضُوْنَ۔ ان کا دائمی منہ پھیرنا مراد ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا۔ قول سے مراد دلی اعتقاد یا زبانی بات ہے۔ یہ بات کہ انہوں نے کتاب اللہ سے ان کو حق جاننے کے بعد منہ موڑا انہوں نے اپنے اوپر عذاب الٰہی کے ہونے کا اپنے برے اعتقاد کے سبب سہل سمجھ رکھا ہے۔

قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔

تَمَسَّ۔ مَسٌّ سے بنا اس کے معنی چھونا۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ سے تھوڑی مدت مراد ہے یعنی گنتی کے دن۔ یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم آگ میں ایک ہفتہ یا چالیس دن سے زیادہ نہیں رہیں گے کیونکہ ہمارے بزرگوں نے چالیس دن بچھڑا پوجا تھا اتنی ہی مدت میں جہنم میں ہم رہیں گے خواہ کچھ بھی کریں۔ اس کا رد فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ جھوٹا افتراء ہے۔

وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔

غَرَّ۔ غرور سے بنا۔ اس کے معنی دھوکہ دینا ہے۔

يَفْتَرُوْنَ۔ فری سے بنا۔ اس کے معنی کاٹنا ہے۔ اصلاح کے لئے کاٹنے کو فری کہتے ہیں۔ ان کے گھڑے ہوئے عقیدوں نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا جس کو وہ دین سمجھے بیٹھے ہیں۔ عیسائی کفارہ مسیح کے معتقد ہوئے اور یہودی شفاعت بزرگاں کے اعتماد میں کفر کر بیٹھے۔ (روح المعانی)

آیت کریمہ میں من الکتاب سے توریت اور کتاب اللہ سے قرآن کریم مراد ہے۔ یہود کو توریت کے علوم اور احکام نیک سکھائے گئے تھے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور دین اسلام کی حقانیت کے احکام کی تعمیل بیان ہے لیکن ان میں سے بہت سے یہود منحرف ہو گئے اور ایسا نہیں کیا۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یونہی منقول ہے اس پر نعیم بن عمر اور حارث بن زید نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس دین پر ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ملت ابراہیم پر وہ کہنے لگے حضرت ابراہیم تو یہودی تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توریت لاؤ ابھی ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ اس پر نہ مانے اور منکر ہو گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت میں توریت ہی مراد ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک یہ بھی روایت ہے کہ یہود خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت

www.waseemziyai.com

کے ساتھ زنا کیا تھا اور توریت میں اس جرم کی سزا پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا تھی لیکن چونکہ یہ لوگ اونچے خاندان کے تھے اس لئے انہوں نے ان کا سنگسار کرنا گوارا نہ کیا اور اس امید پر یہ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ شاید آپ سنگساری کا حکم نہ دیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اس پر یہود طیش میں آئے اور کہنے لگے اس گناہ کی یہ سزا نہیں آپ نے ظلم کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا یہ فیصلہ توریت پر رکھو۔ کہنے لگے یہ انصاف کی بات ہے ہمیں منظور ہے۔

چنانچہ توریت لائی گئی اور عبداللہ بن صوریا جو یہود کے بڑے عالم تھے انہیں پڑھنے کو کہا گیا انہوں نے پڑھا جب آیت رجم آئی جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا عبداللہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اس آیت کو چھوڑ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت پڑھ دی یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سنگسار کئے گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام پہلے حصین تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ ۴۳ھ میں وصال ہوا۔ آگے ارشاد ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کے لئے جس میں شک نہیں اور ہر جان کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یہاں تو بیچارا انہیں یوم قیامت سے ڈرایا گیا۔ ظلم سے مراد نقصان ہے۔ (روح المعانی)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۔ عرض کی اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔

مٰلِكَ۔ یعنی قادر مٰلِكَ الْمُلْكِ کے معنی ہوئے قدرت دینے والا۔ اصطلاح میں کسی پر مضبوط قبضہ رکھنے کو ملک کہا جاتا ہے۔ مٰلِكَ الْمُلْكِ بادشاہوں کا مالک۔ (خازن)

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ۔ یہ جملہ مالک الملک کی وسعت کو بیان کر رہا ہے بعض کے نزدیک ملک سے سلطنت مراد ہے۔ یعنی زمین پر حکومت مال۔ عزت۔ کھیتی۔ سامان کی زیادتی۔ بعض کے نزدیک ملک سے ساری ملکیتیں مراد ہیں۔

تَنْزِعُ۔ نَزْعٌ سے بنا اس کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کی جگہ سے کھینچ لینا اس عبارت سے یا سلطنت سے محروم کر دینا مراد ہے۔ یا دے کر چھین لینا ہے۔

شان نزول

غزوۂ خندق یعنی احزاب کے موقعہ پر حضور سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم رضوان مجاہدین اسلام کو حکم دیا کہ خندق کو کھودا جائے ہر دس صحابہ علیہم رضوان پر چالیس گز زمین تقسیم فرما دی کہ وہ کھودیں۔ عمرو بن عوف فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت سلمان فارسی اور حذیفہ بن یمان اور نعمان علیہم رضوان چھ انصاری ایک جگہ کھدائی کر رہے تھے کہ اچانک زمین میں ایک سخت پتھر نمودار ہوا وہ نہیں ٹوٹتا تھا۔ اس لئے ہماری کدالیں بے کار ہو گئیں ہم حضور سید عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا حضور

www.waseemziyai.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کدال خود لی اور حضرت سلمان کے ساتھ خندق میں اتر گئے۔ اس پتھر پر جب چوٹ پڑی تو اس سے سفید روشنی نمودار ہوئی سب نے تکبیر کہی۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس وقت حیرہ کے محل دکھائے گئے ہیں۔

پھر دوسری چوٹ پر پھر چمک پیدا ہوئی فرمایا مجھے شام کی زمین دکھائی گئی ہے۔ تیسری چوٹ پر پھر وہ روشنی نمودار ہوئی اور پتھر ٹوٹ گیا۔ فرمایا مجھے صنعاء کے محل ظاہر کئے گئے ہیں اور جبریل امین علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت کی سلطنت ان سب پر ہوگی۔

صحابہ علیہم رضوان نے خوش ہو کر الحمدللہ کہا جس پر منافقین ہنسنے لگے اور انہوں نے کہا کہ مسلمان مدینہ میں بیٹھے ہوئے حیرہ وصنعاء جیسے مضبوط ملکوں کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان میں باہر نکل کر کفار سے لڑنے کی طاقت نہیں چھپنے کے لئے خندق کھود رہے ہیں اور حیرہ وصنعاء وکسریٰ جیسے مضبوط ملکوں کی امید باندھ رہے ہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (کبیر، روح المعانی)

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہاتھ ہے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ۔

تُعِزُّ۔ عز سے بنا اس کے معنی غلبہ ہیں۔

تُذِلُّ۔ ذل سے بنا۔ اس کے معنی مغلوبیت وحقارت ہے۔

عزت سے دینی عزت مراد ہے جیسے ایمان۔ تقویٰ۔ مخلوق کے دل میں ہیبت یا حکومت وسلطنت ساری چیزیں مراد ہو سکتی ہیں۔

تُذِلُّ۔ میں دنیوی ذلت ونکبت وغیرہ۔

بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ سے مراد۔ قدرت ہے یعنی دین دنیا کی تمام بھلائیاں تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔ ہدایت ایمان۔ عرفان کا صرف تو ہی مالک حقیقی ہے۔

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ خیر وشر کا وہی مالک ہے۔

فتح مکہ کے وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ملک فارس وروم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود ومنافقین نے اسے بہت مشکل سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہاں فارس وروم کے ملک وہ بڑی قوت اور حفاظت والے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آخر کار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بشارت پورا ہوا۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ۫ ۔ تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے۔

وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾۔ اور تو نکالتا ہے زندہ مردے سے اور نکالتا ہے مردہ زندے سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

تُوْلِجُ۔ ایلاج سے بنا اس کے معنی ہیں تنگ جگہ میں داخل ہونا۔

لَيْل۔ سے مراد رات ہے۔

نَهَار۔ سے مراد دن ہے۔

www.waseemziyai.com

ان کے داخل کرنے سے مراد رات دن کا گھٹنا بڑھنا ہے۔ موسم گرما میں دن پندرہ گھنٹے کا ہو جاتا ہے اور رات نو گھنٹے کی ہو جاتی ہے۔

اور سردی میں اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ جناب باری تبارک وتعالیٰ نے اس میں رات کے بڑھانے اور دن کے گھٹانے کی تشبیہ جو دی اس سے یہ امر واضح کیا کہ جب رات دن میں گھٹاؤ بڑھاؤ اس کی قدرت کاملہ سے ہوتا ہے تو فارس و روم سے ملک لے کر غلامان مصطفیٰ ﷺ کو عطا کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے۔

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

اور تو نکالتا ہے زندہ مردے سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

حَیٌّ۔ حیات سے مشتق ہے اور

مَیِّتٌ۔ موت سے بنا۔

حی سے جانور اور میت سے بے جان مراد ہے یعنی تو زندہ کو مردے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔

جب مردہ بچہ زندہ پیٹ سے اور زندہ بچہ مردہ کے شکم سے نکالنا اس کی قدرت میں ہے تو ایک ملک ایک سے لے کر کسی کو دے دینا کیا مستبعد ہے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ زندہ انسان کو نطفہ بے جان سے اور پرند کے زندہ بچے کو بے روح انڈے سے اور زندہ دل مومن کو مردہ دل کافر سے اور زندہ سے مردہ نکالنا اس طرح جیسے زندہ انسان سے نطفہ بے جان نکالتا ہے۔

یونہی سبز گھاس کو خشک دانہ سے اور خشک دانہ کو سبز گھاس سے۔ ہرے بھرے درخت کو خشک بیج سے ایسے ہی مومن کو کافر اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ جسے چاہتا ہے اسے بہت یا بلا حساب کتاب دیتا ہے۔ ایسی جگہ سے دیتا ہے جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہو۔

اس کے بعد انسانی تہذیب کے ساتھ مسلمان کی معاشرتی زندگی کا تذکرہ اور تعلیم ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔

لَا یَتَّخِذِ۔ اس کا مادہ اخذ ہے اس کے معنی اختیار کرنا۔ بنانا اگر بمعنی اختیار ہو تو اولیاء کافرین کا حال ہوگا۔

اَوْلِیَآءَ۔ ولی کی جمع ہے۔ اس کے معنی قرب یا مدد۔ یعنی مسلمان کافروں کو دوست و مددگار نہ بنائیں۔

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ دون کے معنی کوتاہ یا پیچھے رہنے والا ہے یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ۔ جو کفار سے محبت کرے گا یا انہیں اپنا مددگار بنائے گا وہ اللہ کی دوستی کے کسی درجہ میں بھی نہیں کیونکہ دشمن کی بھی دشمنی ہے۔

اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً۔ اتقاء سے اس کا معنی بچنا ہے۔

www.waseemziyai.com

مِنْهُمْ۔ کا مرجع کفار ہیں۔ کفار کو کبھی کسی حال میں کسی غرض کے لئے دوست نہ بناؤ۔

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ۔ اللہ تم کو اپنے عذاب سے یا اپنے سے ڈراتا ہے۔ یعنی ان کافروں کو اپنا دوست بنانے سے۔

شان نزول

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جنگ احزاب کے دن حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی میرے حلیف ہیں میرا خیال ہے کہ میں دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد حاصل کروں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس میں اس امر سے استغناء تعلیم دیا گیا کہ اپنی کمی کا احساس کر کے کافروں سے موالات واستمداد تم کو جائز نہیں جو کرنا ہے اپنے ہی سپاہیوں کے ساتھ کرنا ہے اور کفار سے دوستی ومحبت ممنوع اور حرام قرار دی۔ انہیں اپنا راز دار بنانا۔ ان سے موالات کرنا منع کیا۔ البتہ جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت ان سے صرف ظاہری رواداری اور برتاؤ جائز رکھا گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾

فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے جی میں بات چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

جس دن ہر جان نے جو بھلائی کر کے سامنے پائی اور جو برائی کی وہ امید کرے گا۔ کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

اس میں قیامت کی جزا سزا کا تذکرہ ہے۔

رَءُوْفٌ۔ کے معنی انتہائی محبت وکرم ہے۔

الْعِبَادِ۔ سے تمام بندے مراد ہیں۔ قرآن کریم میں عباد نیک بندوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

(اے محبوب لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

www.waseemziyai.com

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٣﴾
ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾

خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔
ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٥﴾

(وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٣٦﴾

جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا خدا کو خوب معلوم تھا۔ تو کہنے لگیں کہ اے پروردگار میرے تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لئے) لڑکا (موزون تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۭ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾

تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا نگران بنایا زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے (آتا ہے) بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿٣٨﴾

اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما۔ تو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے

فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٣٩﴾

وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) خدا تمہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے

www.waseemziyai.com

اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (خدا کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہوں گے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝

زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا کہ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

زکریا نے کہا کہ پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ خدا نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کر سکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح و شام اس کی تسبیح کرنا۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ کہہ	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	تُحِبُّوْنَ۔ محبت رکھتے
اللّٰهَ۔ اللہ سے	فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ تو تم میری پیروی کرو		يُحْبِبْكُمُ۔ اللہ محبت رکھے گا
تم سے	اللّٰهُ۔ اللہ	وَ۔ اور	يَغْفِرْ۔ بخشے گا
لَكُمْ۔ تم کو	ذُنُوْبَكُمْ۔ تمہارے گناہ	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے	قُلْ۔ کہہ	اَطِيْعُوا۔ کہا مانو
اللّٰهَ۔ اللہ کا	وَ۔ اور	الرَّسُوْلَ۔ رسول کا	فَاِنْ۔ پھر اگر
تَوَلَّوْا۔ منہ پھیریں	فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
يُحِبُّ۔ محبت رکھتا	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں سے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ نے
اصْطَفٰٓى۔ چن لیا	اٰدَمَ۔ آدم کو	وَ۔ اور	نُوْحًا۔ نوح کو
وَ۔ اور	اٰلَ۔ آل	اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کو	وَ۔ اور
اٰلَ۔ آل	عِمْرٰنَ۔ عمران کو	عَلَى۔ اوپر	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہان والوں کے
ذُرِّيَّةًۢ۔ یہ ایک نسل ہے	بَعْضُهَا۔ بعض ان کی	مِنْۢ بَعْضٍ۔ بعض سے	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	سَمِيْعٌ۔ سنتا	عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے	اِذْ۔ جب
قَالَتِ۔ کہا	امْرَاَتُ۔ بیوی	عِمْرٰنَ۔ عمران کی نے	رَبِّ۔ اے رب
اِنِّيْ۔ میں نے	نَذَرْتُ۔ منت مانی ہے	لَكَ۔ تیرے لئے	مَا۔ جو
فِيْ۔ میں	بَطْنِيْ۔ میرے پیٹ کے ہے	مُحَرَّرًا۔ آزاد	فَتَقَبَّلْ۔ تو قبول کر
مِنِّيْ۔ مجھ سے	اِنَّكَ۔ بے شک تو	اَنْتَ۔ تو ہی ہے	السَّمِيْعُ۔ سنتا

www.waseemziyai.com

الْعَلِيْمُ۔ جاننا
رَبِّ۔ اے میرے رب
وَ۔ اور
وَضَعَتْ۔ اس نے جنا
كَالْاُنْثٰى۔ مثل عورت کے
مَرْيَمَ۔ مریم
ہوں اس کو
مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ شیطان
بِقَبُوْلٍ۔ قبول کرنا
نَبَاتًا۔ چڑھانا
زَكَرِيَّا۔ زکریا کی
زَكَرِيَّا۔ زکریا
رِزْقًا۔ رزق
لَكِ۔ تیرے لئے
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے ہے
يَرْزُقُ۔ رزق دیتا ہے
حِسَابٍ۔ حساب کے
رَبَّهٗ۔ اپنے رب سے
لِيْ۔ مجھے
اِنَّكَ۔ بے شک تو
الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتوں نے
يُصَلِّيْ۔ نماز پڑھتا
اَللّٰهَ۔ اللہ
مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرنے والا
سَيِّدًا۔ سردار
نَبِيًّا۔ نبی
رَبِّ۔ اے رب
غُلٰمٌ۔ لڑکا

فَلَمَّا۔ پھر جب
اِنِّيْ۔ بے شک میں نے
اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
لَيْسَ۔ نہیں
اِنِّيْ۔ بے شک میں نے
اِنِّيْٓ۔ میں
وَ۔ اور
وَ۔ اور
بِكَ۔ تیری
الرَّجِيْمِ۔ مردود سے
حَسَنٍ۔ اچھا
حَسَنًا۔ اچھا
كُلَّمَا۔ جب بھی
الْمِحْرَابَ۔ عبادت خانہ میں
قَالَ۔ کہا
هٰذَا۔ یہ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے
مَنْ۔ جسے
هُنَالِكَ۔ یہاں
قَالَ۔ کہا
لِيْ۔ مجھے
مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی جناب سے
سَمِيْعُ۔ سننے والا ہے
وَ۔ اور
فِيْ۔ میں
يُبَشِّرُكَ۔ بشارت دیتا ہے تجھے
بِكَلِمَةٍ۔ ایک کلمہ کی
وَّ۔ اور
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ نیک لوگوں سے
اَنّٰى۔ کہاں سے
يَكُوْنُ۔ ہوگا
وَّ۔ اور

وَضَعْتُهَا۔ اس کو جنا
وَضْعُهَآ۔ جنا اس کو
اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
لَيْسَ۔ نہیں
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اِنِّيْٓ۔ میں
وَ۔ اور
فَتَقَبَّلَهَا۔ تو قبول کیا اس کو
وَّ۔ اور
وَّ۔ اور
دَخَلَ۔ داخل ہوئے
وَجَدَ۔ پایا
يٰمَرْيَمُ۔ اے مریم
قَالَتْ۔ بولی
اِنَّ۔ بے شک
يَشَآءُ۔ چاہے
دَعَا۔ دعا کی
رَبِّ۔ اے رب
ذُرِّيَّةً۔ اولاد
الدُّعَآءِ۔ دعا
هُوَ۔ وہ
الْمِحْرَابِ۔ محراب کے
اِسْمُهُ۔ نام اس کا
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
حَصُوْرًا۔ عورتوں سے پرہیزگار
قَدْ۔ تحقیق

قَالَتْ۔ تو کہا
اُنْثٰى۔ لڑکی
بِمَا۔ جو
الذَّكَرُ۔ مرد
سَمَّيْتُهَا۔ نام رکھا اس کا
اُعِيْذُهَا۔ پناہ میں دیتی
ذُرِّيَّتَهَا۔ اس کی اولاد کو
رَبُّهَا۔ اس کے رب نے
اَنْۢبَتَهَا۔ پروان چڑھایا اسے
كَفَّلَهَا۔ نگرانی میں دیا اسے
عَلَيْهَا۔ اس پر
عِنْدَهَا۔ اس کے پاس
اَنّٰى۔ کہاں سے ہے
هُوَ۔ وہ
اَللّٰهَ۔ اللہ
بِغَيْرِ۔ بغیر
زَكَرِيَّا۔ زکریا نے
هَبْ۔ عطا کر
طَيِّبَةً۔ پاک
فَنَادَتْهُ۔ تو پکارا اسے
قَآئِمٌ۔ کھڑا تھا
اَنَّ۔ بے شک
يٰيَحْيٰى۔ یحییٰ کی
وَ۔ اور
وَ۔ اور
قَالَ۔ کہا
لِيْ۔ میرے لئے
بَلَغَنِيَ۔ پہنچا مجھے

www.waseemziyai.com

اَلْكِبَرُ۔ بڑھاپا	وَ۔ اور	اِمْرَاَتِیْ۔ میری بیوی	عَاقِرٌ۔ بانجھ ہے
قَالَ۔ فرمایا	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	اللّٰهُ۔ اللہ	يَفْعَلُ۔ کرتا ہے
مَا۔ جو	يَشَآءُ۔ چاہے	قَالَ۔ کہا	رَبِّ۔ اے میرے رب
اجْعَلْ۔ بنا	لِّیْ۔ میرے لئے	اٰيَةً۔ نشانی	قَالَ۔ فرمایا
اٰيَتُكَ۔ تیری نشانی	اَلَّا۔ یہ ہے کہ نہ	تُكَلِّمَ۔ کلام کر سکے گا تو	النَّاسَ۔ لوگوں سے
ثَلٰثَةَ۔ تین	اَيَّامٍ۔ دن تک	اِلَّا۔ مگر	رَمْزًا۔ اشارے سے
وَ۔ اور	اذْكُرْ۔ یاد کر	رَّبَّكَ۔ اپنے رب کو	كَثِيْرًا۔ بہت
وَ۔ اور	سَبِّحْ۔ تسبیح بیان کر	بِالْعَشِيِّ۔ پچھلے پہر	وَ۔ اور
الْاِبْكَارِ۔ صبح کے وقت			

مختصر تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ۔ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی اتنی ہے تیری گفتگو اللہ کو پسند (اعلیحضرت)

تُحِبُّوْنَ۔ حب سے بنا اس کے معنی پسند کرنا۔ طالب بننا۔ محبت کرنا۔

فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ یہ اتباع سے بنا اس کے معنی ہیں پیچھے چلنا۔ اصطلاح میں مکمل اطاعت اور خالص پیروی کرنے کو اتباع کہتے ہیں۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنائے گا۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اگلے پچھلے۔ چھوٹے بڑے اور ظاہری باطنی گناہ معاف کردے گا۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ محبت الٰہی کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید الکل فی الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سے متبع ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کرے۔

شانِ نزول

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس تشریف لائے انہوں نے کعبۃ اللہ میں بت نصب کر رکھے تھے اور انہیں سجا سجا کر انہیں سجدے کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم و اسماعیل کے دین کے خلاف ہو۔

www.waseemziyai.com

قریش بولے ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کریں لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى اللهِ زُلْفَى اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور بتایا کہ محبت الٰہی کا دعویٰ صرف اور صرف محبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع اور فرمانبرداری میں صحیح ہے اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں جو اس بات کا مدعی ہے اسے چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کرے۔ اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی کو حرام اور شرک فرمایا ہے تو جو ایسا کرے گا وہ حضور ﷺ کا نافرمان اور محبت الٰہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے حضور ﷺ کی پیروی ہی محبت الٰہی کی نشانی ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾

فرما دیجئے کہ پیروی کرو اللہ اور رسول کے احکام کی تو اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو محبوب نہیں کافر۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بلا اطاعت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اللہ عزوجل کی پیروی نہیں کر سکتا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی اور جو حضور ﷺ کا نافرمان ہوا اس کے کفر میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔

شان نزول

بعض روایتوں میں ہے کہ جب اتباع کی آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن ابی سلول۔ منافقوں کے سردار نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فرمانبرداری کو رب کی فرمانبرداری کی طرح بنا دیا ہے اور ہمیں ایسی محبت کا حکم دیا ہے جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرتے تھے اور یہود نے بھی اعتراض کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (مدارک)

اللہ عزوجل کی اطاعت احکام میں ہوگی نہ کہ افعال میں۔

نبی محترم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت افعال میں ہوگی اور اس کا درجہ۔ درجہ اتباع کے بعد ہوگا۔

(روح البیان)

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ۔ اگر وہ لوگ اطاعت سے بھی منہ موڑیں تو وہ کافر ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ اللهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣٣﴾ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اصْطَفٰى۔ صَفْوٌ سے بنا اس کے معنی ہیں چھانٹنا۔ دیگر انسانوں سے افضل ظاہر کرنا۔

اٰدَمَ۔ آدم علیہ السلام اس طرح برگزیدہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کو فرشتوں کا مسجود بنایا۔ وسیع علم عطا فرمایا۔

نُوْحٍ۔ نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی ہیں جنہوں نے کفار کو تبلیغ فرمائی۔ نافرمانی پر ان کی قوم پر عذاب آیا۔ نُوْحٍ۔ نوح سے بنا اس کے معنی ہیں گریہ زاری۔ آپ خوف الٰہی میں بہت روتے تھے اس لئے آپ کا نام نوح رکھا گیا۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

یہود نے کہا تھا کہ ہم حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کی اولاد سے ہیں اور انہیں کے دین پر ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان حضرات کو اسلام کے ساتھ برگزیدہ کیا تھا اور اے یہود یو تم اسلام پر نہیں تمہارا دعویٰ اسلام غلط ہے اور ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ سے اس امر کا انکشاف کیا کہ ان میں نسبی تعلقات ہیں اور اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۖ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾

جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے خالص تیرے ہی لئے آزاد ہو تو تو مجھ سے قبول کر لے بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے تو جب اس نے جنا بولی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی جیسا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اسے اچھا پروان چڑھایا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا۔ جب زکریا اس کے پاس اس کے عبادت خانہ پر جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دے۔

تحقیق عمران

عمران دو ہیں۔ ایک عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب۔ یہ تو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے والد ہیں۔

دوسرے عمران بن ماثان ہیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم کے والد ہیں۔

ان دونوں میں ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے۔

اس آیہ کریمہ میں جو عمران ہیں وہ دوسرے عمران بن ماثان ہیں ان کی بیوی صاحبہ کا نام حنہ بنت فاقوذا ہے یہ حضرت مریم کی والدہ ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی نانی ہیں ان کا نام حضرت حنہ بنت فاقوذا تھا۔ ان کی دوسری بہن حضرت ایشاع بنت فاقوذا حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی تھیں۔

عمران بن ماثان کی بیوی حنہ بنت فاقوذا نے اللہ عزوجل کے حضور منت مانی کہ جو حمل مجھے ہے وہ خالص تیرے نام پر آزاد کرتی ہوں تو اسے قبول فرما لے تاکہ تیری عبادت کے سوا دنیا کا کوئی کام اس کے متعلق نہ ہو۔ بیت المقدس کی خدمت ہی

www.waseemziyai.com

اس کے ذمہ رہے۔

محققین علماء نے اس واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ حضرت زکریا اور عمران ہمزلف تھے فاقوذا کی بیٹی ایشاع جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں اور ان کی بہن حنہ جو فاقوذا کی دوسری دختر اور حضرت مریم کی والدہ ہیں وہ عمران کی بیوی تھیں۔ ایک زمانہ تک حنہ کی اولاد نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ بڑھاپا آ گیا۔ مایوس ہو گئی یہ خاندان صالحین کا تھا یہ سب لوگ اللہ کے مقبول بندے تھے۔

ایک روز حنہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچے کو چگا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کے دل میں بھی اولاد کا شوق پیدا ہوا بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اسے بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کے لئے اسے حاضر کروں۔

جب وہ حاملہ ہوئیں تو انہوں نے نذر مان لی اور ان کے شوہر نے کہا یہ تم نے کیا کیا اگر لڑکی ہو گئی تو وہ اس قابل کب ہو گی کہ بیت المقدس کے لئے وقف ہو۔ اس زمانہ میں عام طور پر لڑکوں کو خدمت بیت المقدس کے لئے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عوارض نسوانی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں۔ اس لئے انہیں فکر لاحق ہوئی پھر حنہ کے وضع حمل سے قبل ہی عمران کا انتقال ہو گیا۔

جب حنہ کا وضع حمل ہوا تو بجائے لڑکا ہونے کے لڑکی ہوئی تو حنہ نے اعتذار کے طور پر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى اور آپ کو حسرت و غم بھی ہوا کہ لڑکی سے نذر کس طرح پوری ہو سکے گی، مگر ساتھ ہی خیال ہوا کہ جس کی نذر میں نے مانی ہے اس نے ہی جب لڑکی عطا کی ہے کہ یہ لڑکی اسی کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہو گی۔ یہ صاحبزادی حضرت مریم تھیں انہیں اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے زمانہ کی عورتوں میں سب سے اجمل و افضل بنایا۔ پھر نام بھی مریم ہوا۔ مریم کے معنی عابدہ کے ہوتے ہیں۔

اور اپنی منت پوری کرنے کی غرض سے انہیں کو نذر میں پیش کر دیا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں لڑکے کی جگہ لڑکی کی نذر قبول فرما کر شرف بخشا۔

حضرت حنہ نے اس نذر کو اس طرح چڑھایا کہ ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا۔ یہ احبار حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور بیت المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کعبہ مکرمہ میں حجبہ کا۔ چونکہ حضرت مریم ان لوگوں کی امام اور ان کے صاحب فرمان کی صاحبزادی تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلیٰ اور اہل علم میں ممتاز مانا جاتا تھا اس لئے ان سب نے حضرت مریم کو لینے اور ان کا تکفل کرنے کی رغبت ظاہر کی۔ یہ احبار ستائیس تھے۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔ پرورش کرنے والے مربی کو کافل کہتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے خالو تھے حضرت مریم کی نگہبانی کا ذمہ دار انہیں کو بنایا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا میں ان سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ اس لئے کہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں آخر فیصلہ قرعہ اندازی پر ٹھہرا اور جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت زکریا علیہ السلام کے نام پر ہی قرعہ نکلا۔

آپ کے متعلق یہ بھی ایک روایت ہے کہ آپ کے نشوونما کی شان یہ تھی کہ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے

www.waseemziyai.com

ایک سال میں بڑھتے ہیں اسی کی طرف اشارہ قرآن کریم میں بھی ہے وَ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا۔

لغت میں نبات پھیلنے والی گھاس کو کہتے ہیں جس کا تنہ نہ ہو ہر بڑھنے والی شے کو کہا جاتا ہے۔

حسن سے دینی و دنیوی خوبی مراد ہے۔

پھر من جانب اللہ عزوجل آپ کی خورد و نوش جنت کے میوے سے ہوئی۔ آپ نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔ رزق اگرچہ رب کے عطیہ کو کہا جاتا ہے لیکن جب مطلق بولا جائے تو اس سے کھانا مراد ہے۔

حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہاں رزق سے مراد بے موسم پھل ہیں یعنی گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمیوں میں اور یہ جنت کے پھل تھے۔ (روح المعانی)

حضرت مریم علیہا السلام نے بچپن میں ہی کلام فرمایا۔ جس طرح آپ کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا تھا۔

قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ۔ کہا اے مریم تمہارے پاس یہ کہاں سے آئے آج کل اس کا موسم نہیں تم تک کیسے پہنچے تم تو سات قفلوں میں بند تھیں۔

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ۔ اس سے مراد بغیر وسیلہ انسان آنا ہے میرے رب کے پاس سے آیا۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ کلام بچپن کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل جسے چاہے بغیر حساب کے دے۔

فوائد

یہ کرامات اولیاء رحمہم اللہ کے ثبوت کی دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ان کے ہاتھوں پر اظہار خوارق فرماتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا جو ذات پاک مریم کو بے وقت بے فصل اور بلا سبب میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بلاشک اس پر بھی قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں انقطاع امید کے بعد فرزند عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ نے باری تعالیٰ عزوجل سے دعا کی جس کا تذکرہ آگے کی آیتوں میں آرہا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

یہاں زکریا نے دعا کی اپنے رب سے۔ بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے عطا فرما پاک اولاد بے شک تو ہی دعا سننے والا ہے۔

یعنی محراب بیت المقدس میں دوازے بند کر کے حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑے زبردست عالم تھے۔ بارگاہ الٰہی عزوجل میں قربانیاں پیش کرنے کی خدمت آپ ہی کے سپرد تھی۔ اور مسجد شریف میں آپ کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ جب آپ محراب میں مشغول عبادت تھے اور باہر آدمی دخول کی اجازت کے منتظر تھے۔ دروازہ بند تھا۔ اچانک آپ نے ایک سفید پوش جوان دیکھا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی جو آگے اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى میں بیان ہوگا۔

اس دعا کے وقت حضرت مریم علیہا السلام نو عمر تھیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش سے صرف چھ ماہ قبل ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

www.waseemziyai.com

تو فرشتوں نے اسے ندا دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ نماز پڑھ رہا تھا۔ بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحیٰی کا جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار ہوگا اور عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے صالحین میں سے۔

یُصَلِّیْ۔ سے معلوم ہوا کہ ان کے دین میں بھی نماز تھی۔ ان کی نماز بھی اسلامی نماز کی طرح اعمال واقوال کا مجموعہ تھی۔ حالت قیام میں تھے۔

الْمِحْرَابِ۔ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ فرشتوں نے اس حال میں آواز دی جب وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى۔ بشارت بمعنی خوشخبری کیونکہ بانجھ پن میں شفا کی بشارت دی۔ حضرت یحیٰی علیہ السلام پیدائشی نبی تھے۔ حیوۃ بمعنی زندگی ہے۔

آپ کا نام حیا تھا۔ انجیل میں یوحنا اور قرآن پاک میں یحیٰی ہے۔ (روح المعانی)

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ۔ کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ عزوجل نے کلمہ کن سے پیدا فرمایا۔ اسی لئے آپ کا لقب کلمۃ اللہ ہوا۔

اور ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت یحیٰی علیہ السلام ہیں۔ مصدقا سے یہی مراد ہے۔ حضرت یحیٰی علیہ والسلام نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحیٰی علیہ السلام کی والدہ اپنی بہن حضرت مریم علیہا السلام سے ملیں تو انہیں اپنے حاملہ ہونے پر مطلع کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا میں بھی حاملہ ہوں حضرت یحیٰی کی والدہ نے کہا اے مریم مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔

سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا۔ سید۔ سود یا سواد سے بنا۔ سود بمعنی جماعت۔ سید جو بڑی جماعت کا سردار ہو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سید وہ ہے جو کسی پر حسد نہ کرے۔

حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں وہ عالم ہے جو علم وتقویٰ میں اپنی قوم سے افضل ہو۔ (روح المعانی)

سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا۔ میں سیدا اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم ومطاع ہو حضرت یحیٰی علیہ السلام مومنین کے سردار اور علم و حلم۔ دین ودیانت میں ان کے رئیس تھے۔ کیونکہ یحیٰی علیہ السلام میں یہ تمام صفتیں موجود تھیں اس لئے ان کو سید فرمایا گیا۔ اللہ عزوجل کے فرشتہ نے اس مبارک بچہ کی کچھ صفات بھی بیان کیں۔

۱- وہ احکام الٰہی کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

۲- وہ پاک دامن وپاکباز ہوگا۔ عورت کے قریب نہ جائے گا۔

۳- وہ اللہ کا نبی۔ نہایت صالح اور پاکیزہ انسان ہوگا۔

حصور وہ ہے جو اپنے آپ کو ساری نفسانی خواہشات سے روکے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت یحیٰی علیہ السلام بچپن میں بچوں کے پاس سے گزرے وہ کھیل رہے تھے۔ بچوں نے کہا یحیٰی آؤ کھیلیں۔ آپ نے فرمایا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ (روح المعانی)

وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ وہ اللہ کا نبی۔ صالح۔ پاکباز ہوگا۔

www.waseemziyai.com

اگلی آیت میں حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب بیان کیا جا رہا ہے جو بشارت یحیٰی علیہ السلام پر آپ نے کیا۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

کہا الٰہی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو بڑھاپا پہنچ گیا اور میری عورت بانجھ ہے فرمایا اللہ یونہی کرتا ہے جو چاہے۔ عرض کی الٰہی میرے لئے کوئی نشانی کر دے۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے گا مگر اشارے سے اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور تسبیح کر کچھ دن رہے اور نور کے تڑکے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب بشارت فرزند سنی تو براہ تعجب عرض کی کہ دعا تو میری ضرور ہے مگر میرے اولاد کیسے ہو گی۔ میں تو ایک سو بیس سال کا بوڑھا ہو گیا اور میری بیوی اٹھانوے سال کی ہے۔ مقصود سوال سے صرف یہ تھا کہ میری جوانی لوٹائی جائے گی اور میری بیوی کا بانجھ پن دور ہو گا یا ہم دونوں بحالت موجودہ ہی رہیں گے اور اولاد ہو گی۔ اگرچہ اس میں شک نہیں وہ اس پر قادر ہے کہ بڑھاپے میں فرزند عطا کر دے مگر اسباب ظاہری کے اعتبار سے تعجب کی بات ہے تو جواب ملا كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ۔ اللہ یونہی کرتا ہے جو چاہے۔ تو حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی الٰہی میرے لئے کوئی نشانی ایسی کر دے جس سے میں سمجھ سکوں ارشاد ہوا تین دن تم لوگوں سے بات نہ کرو گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آدمیوں سے گفتگو کرنے سے زبان مبارک تین روز تک بند رکھی اور تسبیح و ذکر پر آپ قادر رہے اور یہ ایک عظیم معجزہ تھا کہ جوارح صحیح وسالم ہوں زبان سے تسبیح وتقدیس کے کلمات ادا ہوتے رہیں۔ مگر لوگوں سے گفتگو نہ ہو سکے۔ یہ علامت اس لئے مقرر کی گئی کہ اس نعمت عظیم کے ادائے حق میں زبان ذکر وشکر کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۔ سَبِّحْ کا مصدر تسبیح ہے جیسے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ۔

عَشِيّ۔ سورج ڈھلنے سے صبح کے وقت تک کو کہتے ہیں۔

اِبْكَارِ۔ بکرہ سے بنا۔ اس کے معنی شروع ہیں۔ شروع پھل کو باکورہ کہتے ہیں۔ اصطلاح میں فجر سے چاشت تک کے وقت کو بکرہ کہتے ہیں یعنی صبح وشام اس کی پاکی بولو۔ تسبیح کرو۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰي نِسَاۗءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم! خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ

(اے محمد) یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور

www.waseemziyai.com

يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾

قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم ان کے پاس نہیں تھے اور نہ اس وقت ہی ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾

(وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ ابن مریم ہوگا (اور جو) دنیا اور آخرت میں باآبرو اور (خدا کے) خاصوں میں سے ہوگا۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٤٦﴾

اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکوکاروں میں ہوگا۔

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾

مریم نے کہا پروردگار میرے ہاں بچہ کیوں کر ہوگا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فرمایا کہ خدا اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿٤٨﴾

اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾

اور (عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں اور وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو جاتا ہے اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مردے میں جان ڈال دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے (قدرت خدا کی) نشانی ہے۔

www.waseemziyai.com

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۠ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۵۰

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں اور (میں) اس لئے بھی (آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۵۱

کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲

جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے نافرمانی (اور نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرفدار اور میرا مددگار ہو حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۳

اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴

اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں اپنی) ایک چال چلے اور خدا نے بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لئے) اپنی تدبیر کی اور اللہ خوب تدبیر کرنے والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	اِذْ۔جب	قَالَتِ۔کہا	الْمَلٰٓئِكَةُ۔فرشتوں نے
يٰمَرْيَمُ۔اے	مَرْيَمُ۔مریم	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ نے
اصْطَفٰىكِ۔چن لیا تجھے	وَ۔اور	طَهَّرَ۔پاک کیا	كِ۔تجھ کو
وَ۔اور	اصْطَفٰىكِ۔چن لیا تجھ کو	عَلٰى۔پر	نِسَآءِ۔عورتوں
الْعٰلَمِيْنَ۔جہان کے	يٰمَرْيَمُ۔اے	مَرْيَمُ۔مریم	اقْنُتِيْ۔ادب سے کھڑی ہو
لِرَبِّكِ۔اپنے رب کے حضور	وَ۔اور	اسْجُدِيْ۔سجدہ کر	وَ۔اور
ارْكَعِيْ۔رکوع کر	مَعَ۔ساتھ	الرّٰكِعِيْنَ۔رکوع کرنے والوں کے	
ذٰلِكَ۔یہ	مِنْ اَنْۢبَآءِ۔خبریں	الْغَيْبِ۔غیب کی	نُوْحِيْهِ۔کہ وحی کی ہم نے

www.waseemziyai.com

إِلَيْكَ۔ تیری طرف
لَدَيْهِمْ۔ ان کے پاس
أَيُّهُمْ۔ کہ کون ان میں سے
مَا۔ نہیں
يَخْتَصِمُونَ۔ وہ جھگڑ رہے تھے
الْمَلَائِكَةُ۔ فرشتوں نے
اللَّهَ۔ اللہ
مِنْهُ۔ اپنے کی
ابْنُ۔ بیٹا
الدُّنْيَا۔ دنیا
مِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ ہوگا قرب والا
النَّاسَ۔ لوگوں سے
كَهْلًا۔ پکی عمر میں
قَالَتْ۔ بولی
لِي۔ میرے
يَمْسَسْنِي۔ چھوا مجھے
اللَّهُ۔ اللہ
إِذَا۔ جب
يَقُولُ۔ کہتا ہے
وَ۔ اور
الْحِكْمَةَ۔ حکمت
الْإِنْجِيلَ۔ انجیل
بَنِي۔ اولاد
جِئْتُكُمْ۔ لایا تمہارے پاس
أَنِّي۔ بے شک میں
كَهَيْئَةِ۔ شکل
فَيَكُونُ۔ تو ہو جاتا ہے
وَ۔ اور
أُبْرِئُ۔ میں شفا دیتا ہوں

وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
يُلْقُونَ۔ ڈالتے تھے
مَرْيَمَ۔ مریم کی
لَدَيْهِمْ۔ ان کے پاس
إِذْ۔ جب
مَرْيَمُ۔ مریم
يُبَشِّرُكِ۔ خوشخبری دیتا ہے تجھ کو
اسْمُهُ۔ کہ نام اس کا ہے
مَرْيَمَ۔ مریم کا
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
فِي۔ بیچ
وَ۔ اور
الْمَهْدِ۔ پالنے کے
مِنَ الصَّالِحِينَ۔ ہوگا نیک لوگوں سے
رَبِّ۔ اے میرے رب
وَلَدٌ۔ لڑکا
بَشَرٌ۔ کسی آدمی نے
يَخْلُقُ۔ پیدا کرتا ہے
قَضَى۔ فیصلہ کرتا ہے
لَهُ۔ اس کو
يُعَلِّمُهُ۔ سکھائے گا اس کو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
رَسُولًا۔ رسول ہوگا
أَنِّي۔ بے شک میں
بِآيَةٍ۔ نشانی
أَخْلُقُ۔ بناتا ہوں
الطَّيْرِ۔ پرندے کی
طَيْرًا۔ پرندہ

كُنْتَ۔ تھا تو
أَقْلَامَهُمْ۔ اپنی قلمیں
وَ۔ اور
إِذْ۔ جب
قَالَتِ۔ کہا
إِنَّ۔ بے شک
بِكَلِمَةٍ۔ ایک کلمے
عِيسَى۔ عیسیٰ
فِي۔ بیچ
وَ۔ اور
يُكَلِّمُ۔ بولے گا
وَ۔ اور
أَنَّى۔ کیونکر
يَكُونُ۔ ہوگا
لَمْ۔ نہیں
كَذَٰلِكِ۔ اسی طرح
يَشَاءُ۔ چاہے
فَإِنَّمَا۔ تو اس کے سوا نہیں
فَيَكُونُ۔ تو وہ ہو جاتا ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
إِلَى۔ طرف
قَدْ۔ یقیناً
مِنْ رَبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی طرف سے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
مِنَ الطِّينِ۔ مٹی سے
فِيهِ۔ اس میں
اللَّهِ۔ اللہ سے
وَ۔ اور

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

الْاَبْرَصَ۔ کھلبہری والے کو وَ۔اور اُحْیِ۔زندہ کرتا ہوں اَلْمَوْتٰی۔مردوں کو
بِاِذْنِ۔حکم سے اللّٰہِ۔اللہ کے وَ۔اور اُنَبِّئُکُمْ۔میں خبر دیتا ہوں تم کو
بِمَا۔جو تَاْکُلُوْنَ۔تم کھاتے ہو وَ۔اور مَا۔جو
تَدَّخِرُوْنَ۔جمع کرتے ہو فِیْ۔میں بُیُوْتِکُمْ۔اپنے گھروں کے اِنَّ۔بے شک
فِیْ۔میں ذٰلِکَ۔اس کے لَاٰیَۃً۔نشانی ہے لَّکُمْ۔تمہارے لئے
اِنْ۔اگر کُنْتُمْ۔ہو تم مُّؤْمِنِیْنَ۔ایمان والے وَ۔اور
مُصَدِّقًا۔تصدیق کرتا لِّمَا۔اس کی بَیْنَ۔جو میرے یَدَیَّ۔آگے ہے
مِنَ التَّوْرٰىۃِ۔توریت سے وَ۔اور لِاُحِلَّ۔حلال کروں میں لَکُمْ۔تمہارے لئے
بَعْضَ۔بعض الَّذِیْ۔وہ جو حُرِّمَ۔حرام کی گئیں عَلَیْکُمْ۔تم پر
وَ۔اور جِئْتُکُمْ۔لایا ہوں میں بِاٰیَۃٍ۔نشانی مِّنْ رَّبِّکُمْ۔تمہارے رب سے
فَاتَّقُوا۔تو ڈرو اللّٰہَ۔اللہ سے وَ۔اور اَطِیْعُوْنِ۔کہا مانو میرا
اِنَّ۔بے شک اللّٰہَ۔اللہ رَبِّیْ۔میرا رب ہے وَ۔اور
رَبُّکُمْ۔تمہارا رب ہے فَاعْبُدُوْہُ۔سو تم اسی کی عبادت کرو ھٰذَا۔یہ ہے
صِرَاطٌ۔رستہ مُّسْتَقِیْمٌ۔سیدھا فَلَمَّآ۔پھر جب اَحَسَّ۔محسوس کیا
عِیْسٰی۔عیسیٰ نے مِنْھُمُ۔ان سے الْکُفْرَ۔کفر قَالَ۔فرمایا
مَنْ۔کون ہے اَنْصَارِیْۤ۔میرا مددگار اِلَی۔طرف اللّٰہِ۔اللہ کی
قَالَ۔تو کہا الْحَوَارِیُّوْنَ۔حواریوں نے نَحْنُ۔ہم ہیں اَنْصَارُ۔مددگار
اللّٰہِ۔اللہ کے اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے بِاللّٰہِ۔اللہ پر وَ۔اور
اشْھَدْ۔گواہ رہو بِاَنَّا۔کہ ہم مُسْلِمُوْنَ۔مسلمان ہیں رَبَّنَآ۔اے ہمارے رب
اٰمَنَّا۔ایمان لائے ہم بِمَآ۔اس پر اَنْزَلْتَ۔جو نازل کیا تو نے وَ۔اور
اتَّبَعْنَا۔پیروی کی ہم نے الرَّسُوْلَ۔رسول کی فَاکْتُبْنَا۔سو لکھ ہم کو مَعَ۔ساتھ
الشّٰھِدِیْنَ۔گواہی دینے والوں کے وَ۔اور مَکَرُوْا۔تدبیر کی انہوں نے
وَ۔اور مَکَرَ۔تدبیر کی اللّٰہُ۔اللہ نے وَ۔اور
اللّٰہُ۔اللہ خَیْرُ۔بہتر ہے اَلْمٰکِرِیْنَ۔تدبیر کرنے والا

مختصر تفسیر پانچواں رکوع۔سورۃ آل عمران۔پ ۳

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ ۚ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ ۚ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۝

www.waseemziyai.com

جب کہا فرشتوں نے اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور پاک کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم وحی کے ذریعے تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

اَصْطَفٰىكِ۔ تجھے پسند کیا۔ پسند کے علاوہ اس کے معنی چننا بھی ہیں لفظ مصطفیٰ اسی سے ہے اس کے معنی بھی چنا ہوا برگزیدہ اور منتخب کے ہیں اس سے وہ چناؤ مراد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہوا مثلاً حضرت مریم علیہا السلام باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لئے انہیں نذر میں قبول کیا اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی پرورش فرمائی انہیں جنت کا رزق دیا اور یہ شرف ان کے سوا کسی عورت کو نہ ملا اسی طرح ان کے لئے جنتی رزق کا آنا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو ان کا کفیل بنانا یہ تمام باتیں ان کی اصطفا اور برگزیدگی کی وجہ سے ہیں۔

وَطَهَّرَكِ۔ تطہیر سے بنا اس کے معنی خوب پاک صاف کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ گناہوں اور عوارضات نسوانی سے پاک تھیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی ہوئی تو بغیر خاوند کے اور صاحبزادے بغیر باپ کے متولد ہوئے جن کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے اور آپ کو ملائکہ علیہم السلام کا کلام بھی پہنچا۔

عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔ عالمین سے ساری عورتیں مراد ہیں۔

تمام جہان کی عورتوں پر تمہیں فوقیت فضیلت دی لہٰذا حضرت مریم کو۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ۔ کا حکم ملا اقْنُتِيْ قنوت سے بنا اس کے معنی اطاعت ہیں اس سے عام عبادت مراد ہے۔

وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ فرشتوں نے آپ کو قیام و رکوع و سجود کے لئے کہا تو آپ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ پائے مبارک متورم ہو کر پھٹ گئے اور ان سے خون جاری ہو گیا۔

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ یعنی اے مریم اپنے رب کی اطاعت کر و رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ سجدہ کرو یعنی نماز پڑھو۔

اس کے بعد حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بیان کیا جاتا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ۔ ذٰلِكَ سے حضرت مریم اور ان کی والدہ کے سارے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔

اَنْۢبَآءِ۔ نبأ سے بنا۔ اس کے معنی ہیں خبر یعنی یہ تمام واقعات غیب کی خبروں میں سے ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غیب کا انکشاف بذریعہ وحی خفیہ پیغامبر فرمایا اس سے یہ امر واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ باآنکہ ان واقعات کا حضور علیہ السلام کو پہلے علم نہ تھا مگر بہ عطاء ربی سب منکشف ہوا۔

نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ۔ یہ انباء الغیب کی صفت ہے نُوْحِيْ وحی سے بنا۔ اس کے معنی خفیہ کے ہیں۔ اس کے چند معنی بیان ہوئے۔

۱۔ رسالت کی وحی جیسے نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ۔

۲۔ الہام جیسے وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ۔

www.waseemziyai.com

۳- بات دل میں ڈالنا یَآ اَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝

۴- قدرتی ہدایت جیسے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ (روح البیان)

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ۔ وہ علماء جنہوں نے حضرت مریم کو حاصل کرنے کی خواہش کی۔

اَقْلَام۔ قلم کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں آہستہ کاٹنا۔ اس سے فال نکالنے کے تیر مراد ہیں جن سے اس زمانہ میں قرعہ ڈالا جاتا تھا۔

يُلْقُوْنَ۔ سے مراد دریا میں ڈالنا ہے انہوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ جس کا قلم پانی کے رخ کے خلاف بہے یا تر جائے وہ حضرت مریم علیہا السلام کا کفیل ہوگا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان احبار کے پاس نہ تھے جب وہ مریم کے لئے دریا میں قلم ڈالتے تھے۔ تاکہ کفیل معلوم کریں۔

جب وہ حضرت مریم کے متعلق آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ ان کے پاس موجود نہ تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ اِذْ قَالَتِ۔ اُذْكُرْ۔ فعل پوشیدہ کا ظرف یہ کلام ان کے زمانہ حمل میں تھا۔ (روح المعانی وغیرہ)

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۔ اے مریم بے شک اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو اپنے ایک کلمے کی۔

يُبَشِّرُ۔ بشارت سے بنا۔

كَلِمَة۔ قرآن وحدیث میں کئی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ فرمایا گیا کیونکہ آپ بغیر باپ کے لفظ کن سے پیدا ہوئے۔

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔ لغت میں ہر نشانی کو اسم کہتے ہیں۔ اصطلاح میں صرف نام کو کہتے ہیں مسیح عبرانی لفظ ہے۔ اس کو شیخ یا شیخا کہتے ہیں اس کے معنی مبارک کے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی سے یاد کیا جاتا ہے۔

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔ عیسیٰ نام۔ ابن مریم کنیت ہے اس کے معنی سید کے ہیں۔ جس کا نام مسیح ابن مریم ہے وجیہ ہوگا دنیا و آخرت میں یعنی صاحب جاہ و منزلت اور قرب والا ہوگا بارگاہ الٰہی میں اور لوگوں سے بات کرے گا اپنے پالنے یا جھولے میں اور یہ بات اس عمر میں ہوگی جو رضاعت کی عمر ہوگی۔ جوانی کی عمر کے بعد آسمان سے نزول کے بعد۔

یہ آیت اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ دجال کو قتل کریں گے۔ صلیب توڑیں گے جزیہ اٹھا دیویں گے اور وہ صالحین سے ہوں گے۔

وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ آپ نہایت ہی خوب صورت تھے۔ بہت سے لوگ آپ کا چہرہ دیکھ کر ایمان لے آتے تھے۔

مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ اور قرب والے ہوں گے۔ مقرب۔ تقریب سے بنا اس کے معنی قرب کے ہیں یعنی وہ اللہ کا قرب رکھنے والوں انبیاء کرام میں سے ہوں گے۔ (کبیر، روح المعانی)

www.waseemziyai.com

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اور وہ کلام کریں گے لوگوں سے پالنے میں اور کہولت میں اور نیک لوگوں سے ہوں گے۔

يُكَلِّمُ۔ کلام سے بنا۔ اس کے معنی بات کے ہیں۔

النَّاسَ۔ آپ نے لوگوں سے پیدا ہوتے ہی گفتگو فرمائی۔ آپ والدہ محترمہ کے پیٹ میں توریت پڑھتے تھے جسے حضرت مریم علیہا السلام سنتی تھیں۔ (خازن)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے بعد صرف ایک بار لوگوں سے کلام فرمایا تھا۔ (روح المعانی)

مَهْد۔ کے معنی ابتداء کے ہیں۔ اصطلاح میں بچے کے جھولے اور گہوارے کو مہد کہتے ہیں۔ بعض نے مہد ماں کی گود کو کہا ہے۔ (تفسیر کبیر)

كَهْل۔ کے لغوی معنی پختگی اور مضبوطی کے ہیں۔ اصطلاح میں کہل جوانی اور بڑھاپے کی درمیانی حالت کو کہتے ہیں۔ آپ جوانی میں یعنی تینتیس سال میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ اب واپس آسمان سے آکر چالیس سال زندہ رہیں گے آپ کی کل عمر مبارک تہتر سال ہوگی۔ (تفسیر کبیر)

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ انسان کی عمر کے درجات حسب ذیل بیان کرتے ہیں۔

رحم میں جب بچہ ہوتا ہے اس کا نام جنین۔ پیدائش کے بعد ولید۔ دودھ پینے کا زمانہ رضیع۔ دودھ چھڑانے کے بعد فطیم۔ جب چلنے لگے دراج۔ دودھ کے دانت نکلے خماسی۔ دانت نکل آئیں ثغور۔ جب دودھ کے دانت جھڑ کر دوسرے نکل آئیں مثغر۔ دس سال کی عمر مترعرع۔ بلوغ کے قرب میں یافع یا مراہق جب بالغ ہو جائے تو خرور یا غلام۔ مونچھ نکلنے پر فتایا شارخ۔ جب ڈاڑھی نکل آئے تو مجتمع۔

تیس سے چالیس سال تک شباب۔ چالیس سے ساٹھ تک کہل پھر کبر۔ ہرم۔ ولف۔ خرف پھر میت یہ مرد کے نام تھے۔ (روح المعانی)

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ صالح۔ صلح سے بنا اس کے معنی نیکی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اس جماعت سے ہوں گے جو رب کی اطاعت کریں گے۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۔ بولی الٰہی میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا۔

حضرت مریم نے عرض کی اے رب میرے فرزند کیسے ہوگا نکاح کے ذریعہ یا کسی اور طرح۔ (روح المعانی)

يَمْسَسْنِيْ۔ مس سے بنا۔ اس کے معنی چھونا ہے۔

بشرہ سے بنا اس کے معنی ظہور ہے۔ انسان کو بشر اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی کھال ظاہر ہے۔ یہاں بشر سے مراد مرد ہے کہ میرے فرزند کیسے ہوگا مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں

www.waseemziyai.com

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اسے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ ظاہری اسباب کا محتاج نہیں وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو صرف یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا وہ کام ہو جاتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

اور اللہ سکھائے گا اسے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔

یُعَلِّمُ۔ تعلیم سے بنا اس کے معنی سکھانا۔ کتاب سے مراد کتابت یعنی تحریر اور حکمت سے مراد علوم فقہیہ سارے علوم دینیہ اس صورت میں توریت وانجیل کا ذکر درست ہوا۔ (روح المعانی)

کتاب سے مراد قرآن حکیم ہے۔ حکمت سے حدیث پاک کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر واپس آ کر قرآن و حدیث کی تعلیم کے ماہر ہوں گے۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ پرند ہو جاتا ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور مبروص کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم لوگ ایمان والے ہو۔

اس میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے جو اس وقت حاضر تھے۔ آیت بمعنی نشانی ہے اگرچہ چار معجزات کا ذکر ہے کیونکہ سب کا منشاء ایک ہے یعنی نبوت کا ثبوت ہے اس لئے ان سب کو آیت فرمایا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں۔ الخ

عادت اللہ عزوجل اس حال میں مستمر ہے کہ تولید وتناسل کے لئے عورت مرد کا اختلاط ہوتا ہے پھر استقرار حمل ہو کر نو دس ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے آپ نے بطور استعجاب اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ عرض کیا میرا نکاح ہوا نہ کسی مرد سے میرا کوئی تعلق تو یہ بشارت کیوں کر پوری ہوگی تو جواب ملا ہم اس کے پابند نہیں ہم جیسے چاہیں پیدا کر سکتے ہیں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بغیر باپ ولادت ہوئی انہوں نے طفولیت میں کلام کیا بنی اسرائیل میں اعلان فرمایا کہ میں تم میں ایک نشانی لایا ہوں جو میرے دعوائے نبوت کے صدق کی دلیل ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعوی نبوت کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ علیہ السلام ایک چمگادڑ پیدا کریں آپ علیہ السلام نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگی

www.waseemziyai.com

چمگادڑ بنانے کی خصوصیت سے قوم نے اس لئے درخواست کہ وہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور کمال قدرت پر دلالت کرنے میں اور مخلوق سے ابلغ ہے۔ کیونکہ یہ بغیر پروں کے اڑتی ہے۔ دانت رکھتی ہے۔ منہ ہے اور اس کی مادہ کی چھاتیاں ہوتی ہیں انڈوں کی بجائے بچہ جنتی ہے یا آنکہ اڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں نہیں ہوتیں۔

اور عہد عیسوی میں چونکہ فن طب انتہا عروج پر تھا اور اس کے ماہرین اس فن میں ید طولی رکھتے تھے اور ان کا دعوی تھا کہ مادرزاد اندھا تندرست نہیں ہوسکتا جس کا برص عام ہوگیا ہو سر سے پیر تک پھیل چکا ہو وہ نہیں جاسکتا جس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہو وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔

آپ علیہ السلام نے ان کے مقابلہ میں اعلان فرمایا اور معجزہ کے ذریعہ مادرزاد اندھے کی آنکھیں درست کیں۔ مبروص تندرست فرمائے مردے جلائے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ جو علاج کے ذریعہ صحیح ہونا ناممکن ہے وہ اگر صحیح اور تندرست ہو جائے تو یہ صدق نبوت کی قطعی دلیل ہے۔

وہب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا اور آپ علیہ السلام کی دعا سے سب تندرست ہو جاتے ان میں جو چل سکتا وہ چل کر آتا اور جو نہ آسکتا آپ علیہ السلام اس کے پاس خود تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اسے تندرست فرماتے اور اس سے صرف ایمان لانے کی شرط کرتے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے۔

ایک عازر جس کو آپ علیہ السلام کے ساتھ عقیدت تھی جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی مگر وہ اتنی بعد مسافت پر تھا کہ آپ علیہ السلام تین روز سے قبل وہاں نہ پہنچ سکے جب پہنچے تو دفن کر دیا گیا تھا آپ علیہ السلام نے اس کی بہن سے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی آپ علیہ السلام نے دعا کی عازر زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اس کی اولاد ہوئی۔

دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا تھا جس کا جنازہ آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے اس کے لئے دعا کی وہ زندہ ہو کر جنازہ کی چارپائی سے اتر پڑا گھر آیا کپڑے پہنے اور اتنا زندہ رہا کہ اولاد ہوئی۔

تیسرا ایک عاشر تھا اس کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اسے زندہ کیا۔

چوتھا سام بن نوح اسے مرے ہزاروں سال گزر چکے تھے لوگوں نے خواہش کی آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی قبر بتاؤ لوگوں نے قبر کی نشان دہی کی آپ علیہ السلام قبر پر پہنچے دعا فرمائی۔ سام نے زندہ ہوتے ہوئے سنا کہ کوئی کہتا ہے اَجِبْ رُوْحَ اللّٰہِ یہ سنتے ہی وہ خوف زدہ ہوا اور اسے یہ گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اس ہول سے اس کا آدھا سر سفید ہوگیا۔ پھر اس نے حضرت روح اللہ سے عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ اب مجھے جو موت آئے تو سکرات موت سے میں محفوظ رہوں۔ اور آپ علیہ السلام پر ایمان لایا اور اسی وقت ان کا پھر انتقال ہوگیا۔

آیہ کریمہ میں اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ فرمانے میں رد نصاری مقصود ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں اور الوہیت کے قائل ہیں۔

www.waseemziyai.com

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیماروں کو تندرست کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا یہ جادو ہے اسے ہم نہیں مانتے اس کے علاوہ کوئی اور معجزہ دکھائیے۔

تو آپ نے فرمایا جو تم کھاتے ہو اور جو جمع رکھتے ہو اس سے تمہیں مطلع کروں تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ نبی کے سوا غیب کی خبر اور کسی کو نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپ کا یہ معجزہ تھا کہ آدمی جو کل کھا چکا ہے۔ اس کی بھی خبر دیتے جو شام کو کھانے گا اس سے بھی مطلع فرماتے جو دوسرے دن کھائے گا وہ بھی بتاتے اور بلا واسطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ آگے فرمایا۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو بے شک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اس کو پوجو یہ ہے سیدھا راستہ۔

مُصَدِّقًا۔ تصدیق سے بنا اس کے معنی ہیں سچا کرنا۔

مَا بَيْنَ يَدَيَّ۔ کے معنی ہیں ہاتھوں کے درمیان یعنی سامنے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کتاب کی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری یعنی توریت اس میں بعض احکام میں پہلے سختی تھی وہ اب اٹھا دی جائے گی جو چیزیں تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے حرام کر دی تھیں وہ میں حلال کروں گا اللہ کی طرف سے اپنی نبوت و رسالت کی نشانی لے کر آیا ہوں جو احکام تم کو دیتا ہوں ان کی تعمیل کرو اور جو ہدایات دیتا ہوں ان پر چلو۔

شریعت موسوی میں اونٹ مچھلی اور کچھ پرند حرام تھے۔ ان کے حلال فرمانے کی بنی اسرائیل کو بشارت دی اور ان کے سابقہ اعتقاد کا رد کیا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ۔ میرا تمہارا رب ایک ہے میرے متعلق ربوبیت کا عقیدہ باطل ہے میں تو اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔ اس کے بعد یہود کو آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ آیات باہرات اور معجزات سے بھی یہ اثر پذیر نہ ہوئے اور اپنے کفر پر قائم ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جان لیا تھا کہ آپ علیہ السلام وہی مسیح ہیں جن کی توریت میں بشارت دی گئی ہے اور آپ ان کے دین کو منسوخ فرمانے والے ہیں تو یہ بات یہود کو شاق گزری اور وہ آپ علیہ السلام کے ایذاء و قتل کے درپے ہوئے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔ اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ۔ تو جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کفر محسوس کیا۔

اَحَسَّ۔ احساس سے بنا۔ اس کا مادہ حس ہے۔ اس کی جمع حواس ہے۔ احساس کے معنی ہیں حواس سے معلوم کرنا۔

قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ۔ کہا میرے مددگار کون ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔

مَنْ۔ استفہامیہ ہے۔

اَنْصَارِيْ۔ نصیر کی جمع ہے۔ اس طرح فرمایا مَنْ اَنْصَارِيْ مُلْتَجِيًا وَّذَاهِبًا اِلَى اللّٰهِ۔ جب رب کی طرف جانے لگوں تو اس وقت میرا مددگار کون ہوگا یعنی اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے جس کی نیت صرف رضاء الٰہی ہو۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲۔

حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

حواریوں کے متعلق محققین کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ سب سے پہلے دو اسرائیلی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے وہ دھوبی تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کپڑے کیا صاف کرتے ہو آؤ میں تمہیں دل صاف کرنا سکھا دوں انہوں نے لبیک کہا اس طرح ان کا لقب حواری پڑ گیا۔

بعض کا خیال ہے کہ حوار ایک شہر تھا جو لوگ وہاں کے رہنے والے تھے ان کا لقب حواری ہو گیا۔

بعض کے نزدیک یہ لفظ حور سے بنا اس کے معنی لوٹنا ہے۔

بعض کے نزدیک حواری وہ جماعت مخلص ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی مددگار تھی اور آپ علیہ السلام پر ایمان لائے یہ بارہ اشخاص تھے جن میں یعقوب، شمعون اور یوحنا بھی شامل ہیں۔

بعض نے کہا کہ انتیس تھے پہلی تعداد تحقیقی ہے۔

انصار اللہ میں یا تو دین یا نبی پوشیدہ ہے انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے یا اللہ کے نبی کے یا اللہ کے مددگار ہیں۔

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ۔ ہم اللہ پر ایمان لائے۔

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اس پر گواہ رہیں کہ ہم آپ کے مطیع مسلمان ہیں۔ (خازن)

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۳ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴۔

الٰہی ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر والا ہے۔

اتَّبَعْنَا۔ اتباع سے بنا اس سے عقائد و اعمال میں پیروی کرنا مراد ہے۔

الرَّسُوْلَ۔ میں الف لام عہدی ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ اکتب۔ کتابت سے بنا۔ اس کے معنی لکھنا ہے۔

الشّٰهِدِيْنَ۔ شاہد کی جمع ہے۔ اس کے معنی گواہ و حاضر ہیں۔ اس سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں قیامت کے دن مسلمان نبیوں علیہم السلام کے گواہ ہوں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے گواہ ہوں گے وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح فرمایا۔

مَكَرَ۔ کے لغوی معنی پوشیدگی ہیں اسی لئے اندھیرے کو مکر کہتے ہیں۔ مَكْرُ اللَّيْلِ رات کا اندھیرا۔ اصطلاح میں خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ۔ میں اس امر کا اظہار ہے کہ مشرکین وکفار بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا یعنی دھوکے سے خفیہ آپ علیہ السلام کے قتل کا انتظام کیا اور اپنے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کیا اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس مکر کے بدلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور آپ علیہ السلام کی مشابہت اس شخص پر ڈال دی جو قتل کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا۔ چنانچہ یہود نے اس کو ہی قتل کر دیا اور سمجھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالا۔

لغت عرب میں مکر پوشیدہ تدبیر کے معنی میں آتا ہے عام اس سے کہ وہ تدبیر اچھے مقصد کے لئے ہو۔ یا برے مقصد کے لئے اگر اچھے مقصد میں ہو تو محمود ورنہ قبیح اور اردو محاورہ میں فریب کے معنی میں مکر کا استعمال ہوتا ہے اس بناء پر مکر کا مفہوم عربی زبان کا لینا ضروری ہے نہ کہ اردو کا۔ اور

مَکَرَ اللّٰہُ ۔ میں تو چونکہ شان الٰہی کا تذکرہ ہے اس لئے یہاں تو فریب کے معنی لینے کسی طرح روا نہ ہوں گے چونکہ عرب میں بھی مکر بمعنی خدع معروف ہو گیا ہے اس لئے یہ معنی شان الٰہی عزوجل میں لینا کسی طرح جائز نہیں بلکہ دوسرے معنی خفیہ تدبیر ہی لینے چاہئیں۔ (مفردات راغب)

یعنی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی مضبوط تدبیر کی اور اللہ عزوجل نے انہیں بچانے کی اہم تدبیر کی۔ انہیں آسمان پر بلالیا اور انہیں کا ایک آدمی قتل کرا دیا۔

وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ۔ یہاں خیر سے بہتر تدبیر مراد ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ کیونکر ہوا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تبلیغ حق فرمائی تو انہوں نے آپ علیہ السلام کی مخالفت کی۔ مقابلہ کیا۔ والدہ ماجدہ پر تہمت لگانے کی کوشش کی۔ آپ علیہ السلام نے ان کے لئے بارگاہ رب العزت میں بددعا کی وہ سب کے سب سور بنا دیئے گئے۔ قوم پر ہیبت طاری ہوئی۔ یہ خبر بادشاہ یہود کو پہنچی وہ گھبرایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قدر مستجاب الدعوات ہیں پس اس کو خطرہ ہوا کہ کہیں وہ بادشاہ کے حق میں بددعا دے دیں اس لئے ان کو قتل کرایا جائے۔

ایک شخص ططیانوس کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا یہ شخص منافق تھا۔ بظاہر عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتا تھا بادشاہ نے انعام مقرر کر دیا یہ شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات کے وقت آپ علیہ السلام کی قیام گاہ پر گیا سب نے مکان کو گھیر لیا۔ یہ شخص اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اچانک آسمان پر تشریف لے جا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے ططیانوس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا تھا اب یہ باہر آیا تو اس کو دیکھتے ہی اس کے ہمراہیوں نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر پکڑ لیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ مصلوب ہونے کے بعد جب وہ شخص اپنی حالت میں آیا تو سب کو افسوس ہوا کہ اپنے ہاتھوں اپنے آدمی کو قتل کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دوم پر ہیں اور زمین پر تشریف لاویں گے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شامل ہوں گے چالیس سال قیام فرما کر وصال ہوگا۔ روضہ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حضور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں دفن ہوں گے۔ (خازن)

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع -سورۃ آل عمران- پ ۳

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور یاد کیجئے جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے پاک کروں گا کافروں سے اور کروں گا انہیں جو تیرے متبع ہیں غالب ان پر جو کافر ہیں قیامت تک پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں فیصلہ تم میں کروں گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

تو وہ جو کافر ہوئے میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾

اور وہ جو مومن ہیں اور نیکوکار انہیں پورا پورا بدلہ دوں گا اور اللہ ظالم لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ آیتیں اور نصیحت حکمت والی۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾

بے شک مثال عیسیٰ کی اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے اسے مٹی سے بنایا پھر کہا ہو جا وہ ہو گیا۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾

یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو (اسے سننے والے) تو شک والوں میں نہ ہونا۔

فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَي الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾

تو جو تم سے اے محبوب (عیسیٰ کے بارے میں) حجت کرے بعد اس کے کہ تمہیں علم آ چکا۔ تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾

یہی بے شک سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾

تو اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ فسادیوں کو خوب جانتا ہے۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ

اِذْ۔ یاد کرو جب	قَالَ۔ فرمایا	اَللّٰهُ۔ اللہ نے	یٰعِیْسٰۤی۔ اے عیسیٰ
اِنِّیْ۔ بے شک میں	مُتَوَفِّیْكَ۔ تجھے پوری عمر دوں گا		وَ۔ اور
رَافِعُكَ۔ تجھے اٹھالوں گا	اِلَیَّ۔ اپنی طرف	وَ۔ اور	مُطَهِّرُكَ۔ تجھے پاک کروں گا
مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان سے	كَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں	وَ۔ اور	جَاعِلُ۔ کروں گا
الَّذِیْنَ۔ ان کو	اتَّبَعُوْكَ۔ جو تیرے پیرو ہیں	فَوْقَ۔ غالب	الَّذِیْنَ۔ ان پر
كَفَرُوْۤا۔ جو کافر ہیں	اِلٰی۔ یہاں تک کہ	یَوْمِ۔ دن	الْقِیٰمَةِ۔ قیامت ہو
ثُمَّ۔ پھر	اِلَیَّ۔ میری طرف ہے	مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹ کر آنا	فَاَحْكُمُ۔ تو میں فیصلہ کروں گا
بَیْنَكُمْ۔ تم میں	فِیْمَا۔ اس سے	كُنْتُمْ۔ جو تھے تم	فِیْهِ۔ اس میں
تَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے	فَاَمَّا۔ پھر وہ	الَّذِیْنَ۔ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
فَاُعَذِّبُهُمْ۔ تو میں عذاب دوں گا انہیں		عَذَابًا۔ عذاب	شَدِیْدًا۔ سخت
فِی۔ میں	الدُّنْیَا۔ دنیا	وَ۔ اور	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	لَهُمْ۔ ان کا	مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔ کوئی مددگار
وَ۔ اور	اَمَّا۔ لیکن	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور	عَمِلُوا۔ عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	فَیُوَفِّیْهِمْ۔ تو پورا دے گا ان کو
اُجُوْرَهُمْ۔ ان کے اجر	وَ۔ اور	اَللّٰهُ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
یُحِبُّ۔ پسند کرتا	الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کو	ذٰلِكَ۔ یہ	نَتْلُوْهُ۔ پڑھتے ہیں ہم اسے
عَلَیْكَ۔ تم پر	مِنَ الْاٰیٰتِ۔ آیتوں سے	وَ۔ اور	الذِّكْرِ۔ نصیحت
الْحَكِیْمِ۔ حکمت والی	اِنَّ۔ بے شک	مَثَلَ۔ مثال	عِیْسٰی۔ عیسیٰ کی
عِنْدَ۔ نزدیک	اللّٰهِ۔ اللہ کے	كَمَثَلِ۔ مثل	اٰدَمَ۔ آدم کی
خَلَقَهٗ۔ پیدا کیا اسے	مِنْ تُرَابٍ۔ مٹی سے	ثُمَّ۔ پھر	قَالَ۔ کہا
لَهٗ۔ اس کو	كُنْ۔ ہو جا	فَیَكُوْنُ۔ تو ہو گیا	اَلْحَقُّ۔ حق
مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے ہے		فَلَا۔ تو نہ	تَكُنْ۔ تو ہو
مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔ شک کرنے والا		فَمَنْ۔ تو جو	حَآجَّكَ۔ جھگڑا کرے تجھ سے
فِیْهِ۔ اس میں	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے کہ	جَآءَكَ۔ آیا
لَكَ۔ تیرے پاس	مِنَ الْعِلْمِ۔ علم	فَقُلْ۔ تو کہہ	تَعَالَوْا۔ آؤ
نَدْعُ۔ بلائیں ہم	اَبْنَآءَنَا۔ اپنے بیٹوں کو	وَ۔ اور	اَبْنَآءَكُمْ۔ تمہارے بیٹوں کو

www.waseemziyai.com

وَ۔اور	نِسَآءَنَا۔اپنی عورتوں کو	وَ۔اور	نِسَآءَكُمْ۔تمہاری عورتوں کو
وَ۔اور	اَنْفُسَنَا۔اپنی جانوں کو	وَ۔اور	اَنْفُسَكُمْ۔تمہاری جانوں کو
ثُمَّ۔پھر	نَبْتَهِلْ۔ہم مباہلہ کریں	فَنَجْعَلْ۔تو کرے	لَّعْنَتَ۔لعنت
اللّٰهِ۔اللہ	عَلَى۔اوپر	الْكٰذِبِيْنَ۔جھوٹوں کے	اِنَّ۔بے شک
هٰذَا۔یہ	لَهُوَ۔وہ	الْقَصَصُ۔بیان ہے	الْحَقُّ۔سچا
وَ۔اور	مَا۔نہیں	مِنْ اِلٰهٍ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر
اللّٰهُ۔اللہ	وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
لَهُوَ۔وہی ہے	الْعَزِيْزُ۔غالب	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا	فَاِنْ۔تو اگر
تَوَلَّوْا۔وہ منہ پھیریں	فَاِنَّ۔تو بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے
بِالْمُفْسِدِيْنَ۔فسادی لوگوں کو			

مختصر تفسیر چھٹا رکوع آل عمران۔پ ۳

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ کروں گا جس بات میں جھگڑتے ہو۔

لفظ اِذْ مَكَرَ اللّٰهُ فعل مضمر کا ظرف ہے جب اللہ نے تدبیر فرمائی اور ارشاد فرمایا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ وقت یاد فرمایئے۔

مُتَوَفِّيْكَ۔کا مادہ وَفَاءٌ سے ہے اس کے معنی پورا کرنا۔موت کو وفات اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے عمر پوری ہو جاتی ہے۔اصطلاح میں موت اور نیند پر بولا جاتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وہی سلاتا ہے تم کو رات میں۔علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں متوفیک کے معنی ہیں میں تجھ کو بغیر موت کے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہارے دشمن تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ توفی سے مراد نوم (نیند) ہے۔

اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ۔اس کا مبدأ الاشتقاق وفی ہے۔راغب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔اَلْوَفَاءُ فِي الْاَدَاءِ بَلَغَ التَّمَامَ يُقَالُ دِرْهَمٌ وَافٍ وَكَيْلٌ وَافٍ وَاَوْفَيْتُ الْكَيْلَ وَالْوَزْنَ قَالَ تَعَالٰى وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ — وَفِي بِعَهْدِهٖ يَفِيْ وَفَاءً وَاَوْفٰى اِذَا تَمَّمَ الْعَهْدَ وَلَمْ يَنْقُصْ حِفْظَهٗ۔

وافی وہ ہے جو پورا ہو جائے کہا جاتا ہے کہ درہم پورے ہو گئے اور ماپ پورا ہو گیا اور میں نے تول اور ماپ پورا کیا۔اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا اور جب تم ماپو تو ماپ پورا کرو۔اور اس نے اپنے عہد کو پورا کیا اور اَوْفٰى اس وقت کہا جاتا ہے جب

www.waseemziyai.com

عہد کو پورا کرے اور اس کی حفاظت میں کمی نہ کرے۔

اخیر میں کہتے ہیں وَقَدْ قِيْلَ تَوَفِّي رَفْعَهٗ وَاخْتِصَاصُهٗ۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس کا رفع اور خصوصیت پوری ہوگئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ وفی عام طور پر پورا کرنے کے معنی دیتا ہے آیہ کریمہ میں اس امر کی تسلی دی گئی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تمہیں کفار یہود قتل کرنا چاہیں گے مگر میں قتل نہ ہونے دوں گا اور تمہاری پوری عمر تک تمہیں پہنچاؤں گا۔ (کذا فی المدارک)

اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا یعنی آسمان پر جو محل کرامت اور مقر ملائکہ ہے وہاں بغیر موت کے تمہیں اٹھاؤں گا۔

وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ رَافِعٌ۔ رَفْعٌ سے بنا اس کے معنی اٹھانا۔ بلند کرنا۔ یہاں اِلَيَّ سے آسمان کی طرف اٹھالینا مراد ہے۔

مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ یہ تطہیر سے بنا اس کا مادہ طہر ہے اس کے معنی پاکی ہے یعنی میں تمہیں ان کافروں سے نکال کر آسمان پر بلالوں گا اور دشمنوں سے نجات دوں گا۔ (خازن)

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ۔ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اتباع کرنے والوں کو آپ کے منکرین پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ۔ ثم تاخیر کے لئے ہے مَرْجِعٌ بمعنی لوٹنا۔ اِلَيَّ کے مقدم کرنے سے حصر کا فائدہ ہوا یعنی قیامت کے بعد اے ایمان والو اور منکرو تم سب کا ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ۔ اس رجوع کے بعد فوراً ہی تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ ان تمام باتوں کا فیصلہ کروں گا جس میں تم دنیا میں اختلاف کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں خلیفہ ہو کر نازل ہوں گے۔ صلیب توڑیں گے خنازیر کو قتل کریں گے۔ چالیس سال رہیں گے نکاح فرمائیں گے۔ اولاد ہوگی پھر انتقال فرمائیں گے وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کے اول میں ہوں اور آخر عیسیٰ اور وسط میں میرے اہل بیت سے مہدی علیہم السلام۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارۂ مشرقی دمشق پر نازل ہوں گے۔ یہ بھی وارد ہے کہ حجرۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں مدفون ہوں گے اور کافروں پر ان مسلمانوں کو غلبہ دیا جائے گا۔ جو آپ کی تصدیق نبوت کرنے والے ہیں اور کافروں سے مراد یہودی ہیں۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ نجران کے عیسائی اپنا وفد لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آئے اور کہنے لگے آپ کا خیال ہے کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ اس کے بندے ہیں اور رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذرا کی طرف القا کئے گئے۔

نجرانی وفد یہ سن کر بہت غضبناک ہوا اور بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ کے ہوئے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے تو جب

www.waseemziyai.com

انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلوق اور خدا کا بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے اس کی تفصیل آگے کی آیتوں میں مذکور ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝

تو وہ جو کافر ہوئے تو میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انہیں پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ کو ظالم محبوب نہیں یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ آیتیں اور حکمت والی نصیحت۔ بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثل اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی سی ہے اسے مٹی سے بنایا پھر کہا ہو جا وہ ہو گیا۔ یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو (اے سننے والے) نہ ہو تو شک والوں میں سے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو وہ لاجواب ہو گئے۔

الْمُمْتَرِیْنَ۔ امتراء سے بنا اس کے معنی جذب کرنا یا کھینچنا۔ عربی محاورہ ہے مَرَیْتُ النَّاقَةَ اونٹنی کا دودھ دوھ لیا۔ شک انسان کے قلب کو کھینچے پھرتا ہے اس لئے اس کو ممتر کہا جاتا ہے یعنی اے مسلمان تو شک کرنے والوں کی جماعت سے نہ ہو۔

اس کے بعد اتمام حجت کے لئے آیات مباہلہ پیش کی گئیں جو آگے آتی ہیں۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ ۝

تو جو (اے محبوب) تجھ سے (عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) حجت کرے بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں یہی بے شک سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب حکمت والا ہے تو اگر وہ منحرف ہوں تو اللہ بے شک جانتا ہے فسادیوں کو۔

یہ دعوت مباہلہ جب حضور علیہ السلام نے نجرانیوں کو دی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم مشورہ کر کے کل اس کا جواب دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بڑے عالم اور صاحب الرائے شخص عاقب سے کہا جسے عبدالمسیح کہتے تھے کہ اس معاملہ میں اپنی رائے دے۔ اس نے کہا اے نصرانیو! تم خوب جانتے اور پہچانتے ہو کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں بنا بریں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو تم سب یقیناً ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور اپنے گھروں کو واپس لوٹ چلو۔

یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ حضور کی گود میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور دست اقدس میں حسن کا ہاتھ ہے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما رہے ہیں کہ جب ہم دعا کریں تو تم سب آمین کہنا۔

www.waseemziyai.com

نجران کے سب سے بڑے پادری نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے لوگو! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ ہٹانے کو کہیں تو اللہ ہٹا دے گا۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے حتیٰ کہ روئے زمین پر ایک عیسائی باقی نہ رہے گا۔

یہ سن کر نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور مباہلہ کے لئے ہم تیار نہیں البتہ جزیہ ہمیں منظور ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند نیست و نابود ہو جاتے۔ آخر میں فرمایا کہ سچا بیان ہم بیان کر چکے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہی شان ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۳

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

فرما دیجئے اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ نہ پوجیں مگر اللہ تعالیٰ کو اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور نہ پکڑے ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو اس بات کے کہ ہم مسلمان ہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾

اے کتاب والو کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم کے معاملہ میں اور توریت اور انجیل نہ اتاری گئی مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑتے جس کا تمہیں علم تھا تو کس لئے جھگڑتے ہو اس میں جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ تھے وہ باطل سے جدا مسلمان اور نہیں تھے مشرکوں سے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

بے شک سب لوگوں سے زیادہ حقدار ابراہیم کے وہ ہیں جو ان کے پیرو ہوئے۔ اور یہ نبی اور ایمان لانے والے اور اللہ ایمان والوں کا والی ہے۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب کا کہ تمہیں گمراہ کر دے اور وہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے آپ کو اور انہیں شعور نہیں

www.waseemziyai.com

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی آیتوں سے حالانکہ تم خود اس کے گواہ ہو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے اہل کتاب کس لئے ملاتے ہو حق میں باطل اور چھپاتے ہو حق حالانکہ تم جانتے ہو۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ فرمایئے	يٰٓ۔ اے	اَهْلَ۔ اہل	الْكِتٰبِ۔ کتاب
تَعَالَوْا۔ آؤ	اِلٰى۔ طرف	كَلِمَةٍ۔ ایک کلمہ کی	سَوَآءٍ۔ جو یکساں ہے
بَيْنَنَا۔ ہمارے مابین	وَ۔ اور	بَيْنَكُمْ۔ تمہارے مابین	اَلَّا۔ یہ کہ نہ
نَعْبُدَ۔ پوجیں ہم	اِلَّا۔ مگر	اللّٰهَ۔ اللہ کو	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	نُشْرِكَ۔ شریک کریں ہم	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	شَيْـًٔا کسی کو
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	يَتَّخِذَ۔ پکڑے	بَعْضُنَا۔ بعض ہمارا
بَعْضًا۔ بعض	اَرْبَابًا۔ رب	مِّنْ دُوْنِ۔ سوائے	اللّٰهِ۔ اللہ کے
فَاِنْ۔ تو اگر	تَوَلَّوْا۔ منحرف ہوں	فَقُوْلُوا۔ تو کہہ دو	اشْهَدُوْا۔ گواہ رہو
بِاَنَّا۔ اس پر کہ ہم	مُسْلِمُوْنَ۔ مسلمان ہیں	يٰٓ۔ اے	اَهْلَ۔ اہل
الْكِتٰبِ۔ کتاب	لِمَ۔ کیوں	تُحَآجُّوْنَ۔ جھگڑتے ہو	فِيْ۔ میں
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کے	وَ۔ اور	مَآ۔ نہ	اُنْزِلَتِ۔ نازل ہوئی
التَّوْرٰىةُ۔ توریت	وَ۔ اور	الْاِنْجِيْلُ۔ انجیل	اِلَّا۔ مگر
مِنْۢ۔ بعد	بَعْدِهٖ۔ اس کے	اَفَلَا۔ کیا نہیں	تَعْقِلُوْنَ۔ تمہیں عقل
هٰٓاَنْتُمْ۔ سنتے ہو	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ جو تم ہو	حَاجَجْتُمْ۔ جھگڑے	فِيْمَا۔ اس میں
لَكُمْ۔ کہ تمہیں	بِهٖ۔ اس کا	عِلْمٌ۔ علم ہے	فَلِمَ۔ تو کیوں
تُحَآجُّوْنَ۔ جھگڑتے ہو	فِيْمَا۔ اس میں کہ	لَيْسَ۔ نہیں ہے	لَكُمْ۔ تمہیں
بِهٖ۔ اس کا	عِلْمٌ۔ علم	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	لَا۔ نہیں
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ تھا	اِبْرٰهِيْمُ۔ ابراہیم
يَهُوْدِيًّا۔ یہودی	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	نَصْرَانِيًّا۔ نصرانی
وَّ۔ اور	لٰكِنْ۔ لیکن	كَانَ۔ تھا	حَنِيْفًا۔ سیدھا
مُسْلِمًا۔ مسلمان	وَ۔ اور	مَا	كَانَ۔ تھا

www.waseemziyai.com

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں سے
النَّاسِ۔ لوگوں سے
وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
وَلِيُّ۔ والی ہے
مِنْ۔ سے
يُضِلُّوْنَكُمْ۔ گمراہ کردیں تم کو
يُضِلُّوْنَ۔ گمراہ کرتے
مَا۔ نہیں
الْكِتٰبِ۔ کتاب
بِالْبَاطِلِ۔ باطل سے
وَ۔ اور

إِنَّ۔ بے شک
لَلَّذِيْنَ۔ وہ ہیں جو
النَّبِيُّ۔ نبی
وَ۔ اور
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَدَّتْ۔ چاہتا ہے
الْكِتٰبِ۔ کتاب سے
وَ۔ اور
أَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں کو
يَا۔ اے
تَلْبِسُوْنَ۔ ملاتے ہو
تَكْتُمُوْنَ۔ چھپاتے ہو
تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہو

أَوْلٰى۔ زیادہ قریب
اتَّبَعُوْهُ۔ اس کے پیرو تھے
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
طَآئِفَةٌ۔ ایک گروہ
لَوْ۔ اگر
مَا۔ نہیں
وَ۔ اور
أَهْلَ۔ اہل
الْحَقَّ۔ حق کو
الْحَقَّ۔ حق کو

مختصر تفسیر ساتواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

آپ فرمائیے کہ اے کتابیو! آؤ ایسے کلمہ کی طرف جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ نہ پوجیں مگر ایک اللہ کو اور نہ شریک کریں اس کے ساتھ کسی کو اور نہ پکڑیں ایک دوسرے کو رب اللہ کے سوا تو اگر وہ انحراف کریں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

تَعَالَوْا۔ اسماء افعال سے ہے بمعنی آؤ۔
كَلِمَةٍ۔ عرب میں پورے کلام کو کلمہ کہہ دیا جاتا ہے۔
سَوَآءٍ۔ کلمہ کی صفت ہے اس کے معنی عدل اور برابری کے ہیں۔ سواس کے معنی انصاف کے ہیں۔
كَلِمَةٍ سَوَآءٍ۔ سے عقائد حقہ اور اعمال اسلامی مراد ہیں۔

یہ وہ تعلیم ہے جو قرآن کریم، توریت اور انجیل میں مختلف نہیں اور خدا عزوجل کے سوا کسی کو خدا کا شریک نہ ماننے میں حضرت عیسیٰ اور عزیر علیہم السلام سب کے لئے یہ عہد لازم ہوگیا۔ چونکہ یہود و نصاریٰ نے اپنے احبار اور رہبان کو اپنا معبود بنالیا اور انہیں سجدے کئے ان کی عبادت میں۔ اسی لئے اس معاہدہ پر یہود اور نصاریٰ کو بلایا۔ جمل

لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا عملی شرک کی نفی کے بعد اعتقادی شرک کی نفی کی۔
نُشْرِكَ۔ اشراک سے بنا اس کے معنی شریک کرنا ہے۔
شَيْـًٔا سے غیر خدا مراد ہے۔

www.waseemziyai.com

لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ یَتَّخِذَ۔ اتخاذ سے بنا اس کے معنی اختیار کرنا یہود و عیسائیوں کے وہ علماء جنہوں نے عوام میں حلال حرام کا اختیار دے رکھا تھا۔ عوام ان سے گناہ معاف کرایا کرتے تھے ان کو بعض فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا کہ جب وہ ہمارے ہی ہم جنس ہیں تو پھر ان میں یہ شان الوہیت کہاں سے آگئی۔

اَرْبَاب۔ رب کی جمع ہے اس کے معنی ہیں پالنے والا۔ اپنے پیشواؤں کو اللہ عزوجل کے سوا معبود یا مالک نہ سمجھیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ اگر اہل کتاب تمہاری موافقت سے منہ موڑیں اے مسلمانو! ان سے کہہ دو کہ گواہ بن جاؤ کہ ہم رب تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار بندے ہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝۶۵

اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم کے معاملہ میں توریت انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد کیا تمہیں عقل نہیں۔

شان نزول

نجران کے عیسائی اور احبار یہود میں مباحثہ ہوا۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ عیسائی کہتے تھے کہ آپ نصرانی تھے یہ نزاع بڑا بڑھ گیا تو فریقین نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مان کر آپ سے فیصلہ چاہا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور علماء توریت و انجیل پر ان کا انتہائی جہل ظاہر ہو گیا۔ کہ ان کے باہمی جھگڑے ان کی کمال جہل کی دلیل ہیں اس لئے کہ یہودیت و نصرانیت نزول توریت و انجیل کے بعد ظاہر ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ جن پر توریت اتری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار برس بعد ہے اس بناء پر واضح ہے کہ توریت اور انجیل کسی میں ہر دو نبیوں علیہم السلام کے یہودی یا نصرانی ہونے کا ذکر نہیں۔ پھر ان کا دعویٰ جہل و حماقت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حٰجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝۶۶

سنو یہ جو تم اس میں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہے تو اس میں کیوں الجھتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یعنی اس کا تو تمہیں علم ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کے ظہور کا ذکر اور آپ کی صفت و نعت توریت و انجیل میں موجود ہے تو جان بوجھ کر تم نے انحراف کیا اور ایمان نہ لائے اور تم نے اس میں جھگڑا کیا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے یہ تمہاری خالص جہالت ہے۔ آخر فیصلہ کیا کہ۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝۶۷

ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ بنا بریں نہ کسی یہودی کو آپ کی طرف یہودیت کا الزام دینا صحیح ہے نہ کسی نصرانی کو نہ کسی مشرک کو۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۶۸

www.waseemziyai.com

بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی آخر الزمان اور ایمان والے اور ایمان والوں کا اللہ والی ہے۔

آیت کا مفہوم واضح ہے کہ اپنے متبوع کا تابع ہی حقدار ہے تو وہ ابراہیم کے پیرو اور ابراہیم کے حقدار ہیں جنہوں نے آپ کے عہد نبوت میں آپ پر ایمان لا کر آپ کی شریعت کا اتباع کیا نہ کہ یہودی و نصرانی جو دو ہزار برس بعد کی ذریت ہے۔

اور نبی آخر الزمان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے امتی اس لئے حقدار ہیں کہ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے متبعین نے سب نے نبی مانا۔ اور حنیف کو ہی مسلم کہا۔

شان نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار سرداران یہود نے بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں عرض کی کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم علیہ السلام سے نہایت قرب ہے کیونکہ وہ بھی یہودی تھے اور ہم بھی یہودی ہیں اور آپ محض حسد کی وجہ سے انکار فرما رہے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

چاہتا ہے ایک گروہ کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کریں اور وہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے آپ کو اور انہیں شعور نہیں۔ اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو۔ اے کتابیو! حق میں باطل ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

شان نزول

یہ آیت حضرت معاذ بن جبل۔ حذیفہ بن یمان۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی انہیں یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے اور انہیں یہودیت کی دعوت دیتے اس آیہ کریمہ میں بتایا کہ ان کی یہ ہوس خام پوری نہ ہوگی اس لئے کہ وہ توریت و انجیل کے عالم ہیں تم حق کو باطل میں جان بوجھ کر ملا رہے ہو یہ سب تمہاری تلبیس باطل ہے جسے تم خوب جانتے ہو۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور کہا ایک گروہ اہل کتاب نے وہ جو ایمان والوں پر اترا اس پر ایمان لاؤ صبح کو اور کافر ہو جاؤ دوسرے وقت شاید (اس حیلہ سے مسلمان) پھر آئیں۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ

اور نہ ایمان لاؤ مگر اس پر جو تمہارے دین کا پیرو ہو فرما دیجئے بے شک ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے جس کو عطا

www.waseemziyai.com

أُوْتِيَتُمْ أَوْ يُحَآجُّوكُمْ عِندَ رَبِّكُمْ ۗ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ ۚ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٧٣﴾

ہو۔ مثل اس کے جو تمہیں ملا یا حجت لا سکے تمہارے رب کے پاس فرما دیجئے بے شک فضل اللہ کے ہی ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَآءُ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾

خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِن تَأْمَنْهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ ۖ وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَّا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ ۖ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾

اور بعض کتابی وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کر دے گا اور بعض ان سے وہ ہیں کہ اگر ایک دینار اس کے پاس رکھے تو وہ تجھے واپس نہ دے مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم پر ان پڑھوں کا مواخذہ اور بولتے ہیں اللہ پر جھوٹ جان بوجھ کر۔

بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾

ہاں کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا عہد اور پرہیزگار رہا تو بے شک اللہ پسند کرتا ہے پرہیزگاروں کو۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾

بے شک وہ جو لیتے ہیں اللہ کا عہد اور قسم کے بدلے ذلیل وقلیل رقم ان کا نہیں آخرت میں کچھ حصہ اور اللہ ان سے نہ بات کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ ۚ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾

اور بے شک ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے ہیں تاکہ تم سمجھو یہ بھی کتاب سے ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور کہتے ہیں وہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ دیدہ ودانستہ۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾

کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم اور نبوت دے پھر کہے لوگوں سے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ہاں لیکن یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس کے سبب سے کہ تم سکھاتے ہو کتاب اور اس سبب سے کہ تم

www.waseemziyai.com

وَلَا يَأْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اور تمہیں نہیں حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب پکڑ لو کیا حکم دے گا تمہیں کفر کا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	قَالَتْ۔کہا	طَّآىِٕفَةٌ۔ایک گروہ نے	مِّنْ اَهْلِ۔اہل
الْكِتٰبِ۔کتاب سے	اٰمِنُوْا۔ایمان لاؤ	بِالَّذِيْٓ۔اس پر جو	اُنْزِلَ۔اتارا گیا
عَلَى۔اوپر	الَّذِيْنَ۔ان کے جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَجْهَ۔شروع
النَّهَارِ۔دن میں	وَ۔اور	كَفُرُوْٓا۔انکار کرو	اٰخِرَهٗ۔پچھلے وقت
لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَرْجِعُوْنَ۔لوٹ آئیں	وَ۔اور	لَا۔نہ
تُؤْمِنُوْٓا۔ایمان لاؤ	اِلَّا۔مگر	لِمَنْ۔ساتھ ان کے جو	تَبِعَ۔پیروہو
دِيْنَكُمْ۔تمہارے دین کا	قُلْ۔کہہ	اِنَّ۔بے شک	الْهُدٰى۔ہدایت
هُدَى۔ہدایت	اللّٰهِ۔اللہ کی ہے	اَنْ۔یہ کہ	يُّؤْتٰٓى۔دیا جائے
اَحَدٌ۔کوئی	مِّثْلَ۔مثل	مَآ۔اس کے	اُوْتِيْتُمْ۔جو تم دیے گئے
اَوْ۔یا	يُحَآجُّوْكُمْ۔جھگڑا کریں تم سے		عِنْدَ۔پاس
رَبِّكُمْ۔تمہارے رب کے	قُلْ۔کہہ	اِنَّ۔بے شک	الْفَضْلَ۔فضل
بِيَدِ۔ہاتھ میں	اللّٰهِ۔اللہ کے ہے	يُؤْتِيْهِ۔دیتا ہے وہ	مَنْ۔جسے
يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	وَاسِعٌ۔فراخی والا
عَلِيْمٌ۔جاننے والا ہے	يَّخْتَصُّ۔خاص کرتا ہے	بِرَحْمَتِهٖ۔اپنی رحمت کے ساتھ	
مَنْ۔جسے	يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
ذُوالْفَضْلِ۔صاحب فضل	الْعَظِيْمِ۔عظیم ہے	وَ۔اور	مِنْ اَهْلِ۔بعض اہل
الْكِتٰبِ۔کتاب	مَنْ۔وہ ہیں کہ	اِنْ۔اگر	تَاْمَنْهُ۔امانت دو اس کو
بِقِنْطَارٍ۔ایک خزانہ	يُّؤَدِّهٖٓ۔ادا کرے گا اس کو	اِلَيْكَ۔تیری طرف	وَ۔اور
مِّنْهُمْ۔بعض ان سے	مَّنْ۔وہ ہیں کہ	اِنْ۔اگر	تَاْمَنْهُ۔امانت دے اسے
بِدِيْنَارٍ۔ایک دینار تو	لَّا۔نہ	يُّؤَدِّهٖٓ۔ادا کرے اسے	اِلَيْكَ۔تیری طرف
اِلَّا۔مگر	مَا۔جب تک	دُمْتَ۔رہے تو	عَلَيْهِ۔اس پر
قَآئِمًا۔کھڑا	ذٰلِكَ۔یہ	بِاَنَّهُمْ۔اس لئے ہے کہ	قَالُوْا۔کہا انہوں نے
لَيْسَ۔نہیں ہے	عَلَيْنَا۔ہم پر	فِي۔میں	الْاُمِّيّٖنَ۔ان پڑھوں کے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

سَبِيْلٌ۔ کوئی راہ
اللّٰهِ۔ اللہ کے
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں
بِعَهْدِهٖۤ۔ اس کا عہد
اللّٰهَ۔ اللہ
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
فِيْ۔ میں
يُكَلِّمُهُمُ۔ کلام کرے گا ان سے
لَا۔ نہ
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
يُقَايِلُوْنَ۔ پھیرتے ہیں
مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب سے
مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب سے
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ سے
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے
عَلَى۔ اوپر
هُمْ۔ وہ
لِبَشَرٍ۔ کسی آدمی کا
الْكِتٰبَ۔ کتاب
النُّبُوَّةَ۔ نبوت
كُوْنُوْا۔ ہو جاؤ
اللّٰهِ۔ اللہ کے
رَبّٰنِيّٖنَ۔ رب کے بندے
الْكِتٰبَ۔ کتاب

وَ۔ اور
الْكَذِبَ۔ جھوٹ
بَلٰى۔ ہاں کیوں نہیں
وَ۔ اور
يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے
يَشْتَرُوْنَ۔ لیتے ہیں
اَيْمَانِهِمْ۔ اپنی قسموں کے
لَا۔ نہیں ہے
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
اللّٰهُ۔ اللہ
يَنْظُرُ۔ دیکھے گا
وَ۔ اور
لَهُمْ۔ ان کے لئے
اِنَّ۔ بے شک
اَلْسِنَتَهُمْ۔ اپنی زبانیں
وَ۔ حالانکہ
وَ۔ اور
وَ۔ حالانکہ
وَ۔ اور
الْكَذِبَ۔ جھوٹ
مَا۔ نہیں ہے
يُؤْتِيَهُ۔ دے اس کو
الْحُكْمَ۔ حکمت
يَقُوْلَ۔ کہے
لِيْ۔ میرے
لٰكِنْ۔ لیکن
كُنْتُمْ۔ ہو تم
بِمَا۔ بسبب اس کے کہ
وَ۔ اور

يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
اتَّقٰى۔ ڈرے
الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کو
بِعَهْدِ۔ ساتھ عہد
ثَمَنًا۔ رقم
خَلَاقَ۔ حصہ
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف
لَا۔ نہ
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
مِنْهُمْ۔ ان میں سے
بِالْكِتٰبِ۔ ساتھ کتاب کے
مَا۔ نہیں
يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
مَا۔ نہیں
وَ۔ اور
الْكَذِبَ۔ جھوٹ
مَا۔ نہیں ہے
يُؤْتِيَهُ۔ دے اس کو
الْحُكْمَ۔ حکمت
يَقُوْلَ۔ کہے
لِيْ۔ میرے
لٰكِنْ۔ لیکن
كُنْتُمْ۔ ہو تم
بِمَا۔ بسبب اس کے کہ

عَلَى۔ اوپر
هُمْ۔ وہ
اَنْ۔ یہ کہ
وَ۔ اور
ثُمَّ۔ پھر
عِبَادًا۔ بندے
وَ۔ اور
بِمَا۔ بسبب اس کے کہ
وَ۔ اور

هُمْ۔ وہ
وَ۔ اور
اَوْفٰى۔ پورا کرے
فَاِنَّ۔ تو بے شک
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهِ۔ اللہ کے
قَلِيْلًا۔ تھوڑی
لَهُمْ۔ ان کا
لَا۔ نہ
وَ۔ اور
يَوْمَ۔ دن
يُزَكِّيْهِمْ۔ پاک کرے گا ان کو
اَلِيْمٌ۔ دردناک
لَفَرِيْقًا۔ ایک فرقہ
لِتَحْسَبُوْهُ۔ تاکہ سمجھو تم اس کو
هُوَ۔ وہ
هُوَ۔ وہ ہے
هُوَ۔ وہ
وَ۔ اور
كَانَ۔ حق
اللّٰهُ۔ اللہ
وَ۔ اور
لِلنَّاسِ۔ لوگوں سے
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے
كُوْنُوْا۔ ہو جاؤ
تُعَلِّمُوْنَ۔ سکھاتے
كُنْتُمْ۔ ہو تم

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

تَتْلُوْنَ۔ پڑھتے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	یَّاْمُرَ۔ حکم دے گا
کُمْ۔ تم کو	اَنْ۔ یہ کہ	تَتَّخِذُوا۔ پکڑو تم	الْمَلٰٓئِکَۃَ۔ فرشتوں کو
وَ۔ اور	النَّبِیّٖنَ۔ نبیوں کو	اَرْبَابًا۔ رب	اَ۔ کیا
یَاْمُرُ۔ حکم دے گا	کُمْ۔ تم کو	بِالْکُفْرِ۔ کفر کا	بَعْدَ۔ بعد اس کے
اِذْ۔ جبکہ	اَنْتُمْ۔ تم	مُّسْلِمُوْنَ۔ مسلمان ہو	

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اہل کتاب کا ایک گروہ بولا کہ وہ جو ایمان والوں پر اترا صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور دوسرے وقت منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں۔

اس کے معنی جماعت ہے اہل کتاب سے عام کتابی مراد ہیں۔ علمائے اہل کتاب نے اپنے بعض لوگوں سے کہا مسلمانوں کو اس طرح بہکاؤ کہ تم صبح کے وقت اسلام لا کر مصنوعی مسلمان بن جاؤ شام کو اپنا کفر ظاہر کرو تا کہ مسلمان اسلام سے پھر جائیں۔

شان نزول

یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے منصوبے تیار کیا کرتے تھے چنانچہ خیبر کے یہود میں سے بارہ علماء شخص یہ مکر لے کر اٹھے کہ ہماری ایک جماعت صبح کو اسلام لائے اور شام کو پھر مرتد ہو جائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ نبی موعود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جن کی خبر ہماری کتابوں میں ہے اس چالبازی سے مسلمانوں کو بھی دین اسلام میں شبہ ہوگا اور اس چال سے شاید مسلمان اسلام سے پھر جائیں اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کا راز فاش کر دیا اور مسلمانوں کو پہلے سے ان کی بے ایمانی کا علم ہو گیا۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اور یقین نہ لاؤ مگر اس کا جو تمہارے دین کا پیرو کار ہو فرما دیجئے کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے جسے ملے (یقین کس چیز کا نہ لاؤ) اس کا کہ کسی کو ملا جیسے تمہیں ملا یا کوئی تم پر حجت لا سکے تمہارے رب کے پاس فرما دیجئے کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا ہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

لَا تُؤْمِنُوْٓا۔ میں مسلمانوں سے خطاب ہے اے مسلمانو! تم علماء اسلام کے سوا کسی اور کی بات نہ مانو تم نبی محترم ﷺ کی امت ہو حق پر تم ہو باقی باطل پر ہیں۔ (خازن)

www.waseemziyai.com

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ۔ میں یہ مسئلہ واضح کیا گیا کہ نبوت جسے بھی ملی اللہ کے فضل سے ملی اس میں استحقاق کو دخل نہیں۔ (خازن)

اگلی آیت میں اہل کتاب کے امانت داروں اور خائنوں کی کیفیت ظاہر فرمائی ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور بعض اہل کتاب سے وہ ہیں کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کر دے گا اور بعض ان کے وہ ہیں کہ اگر ایک دینار بھی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے ہرگز نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں کے معاملے میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں جان بوجھ کر۔

اہل کتاب سے تمام کتابی مراد ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے عیسائی مراد ہیں۔

تَاْمَنْهُ۔ امانت۔ کسی کے پاس امانت رکھنے کے لئے اطمینان آتا ہے۔ امین جو امانت لے موتمن وہ جو کسی کی امانت رکھے۔ (روح المعانی)

قِنطَار۔ سے بہت سا مال مراد ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بیل کی کھال بھر کر مال قنطار کہلاتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

شان نزول

یہ آیت اہل کتاب کی حقیقت کے اظہار میں نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں امین اور خائن۔

بعض تو وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس مال کثیر بھی امانت رکھ جائے تو وہ بے کم و کاست بوقت مطالبہ ادا کر دیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جس کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا آپ نے اسے ویسا ہی ادا کیا۔

اور بعض وہ ہیں کہ کم مقدار مال پر بھی ان کی نیت صحیح نہیں رہتی جیسے فنحاص بن عاذوراء اس کے پاس کسی نے ایک دینار امانت رکھا مانگتے وقت مکر گیا۔ گویا دینے والا اس کے پاس سے بٹا تو وہ مال ہضم کر جاتا ہے۔

اُمِّيّٖنَ۔ سے مراد غیر کتابی ہیں اور اللہ پر جھوٹ باندھنا یہ کہ ان کے نزدیک اپنی کتابوں میں دوسرے دین والوں کا مال ہضم کرنا جائز ہے۔ حالانکہ یہ افتراء باطل ہے اور خالص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو بے شک اللہ پرہیزگار متقی کو محبوب رکھتا ہے وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل و قلیل رقم لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

www.waseemziyai.com

بَلٰی اور نَعَمْ دونوں ہاں کے معنی میں آتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ بَلٰی منفی کے اثبات کے لئے آتا ہے اور نعم نفی کے اثبات کے لئے آتا ہے یہود نے کہا کہ ہم پر مسلمانوں کا مال کھالینا گناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کا رد فرما کر فرمایا کہ ہاں ضرور گناہ ہے۔

مَنْ اَوْفٰی۔ ایفاء سے بنا اس کے معنی ہیں خوب پورا کرنا۔ اس عہد سے سارے وعدے مراد ہیں خواہ بندے سے کئے جائیں یا اللہ تعالیٰ سے۔

اتَّقٰی۔ کے معنی ڈرنا ہے۔ جو رب تعالیٰ عزوجل سے ڈرے یا گناہوں سے بچے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ وہ خدا کا پیارا ہے کیونکہ اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔

يَشْتَرُوْنَ۔ اِشْتِرَاءٌ سے بنا اس کے معنی خریدنا یہاں بدلنا مراد ہے۔

بِعَهْدِ اللّٰهِ۔ اس سے یا تو وہ عہد مراد ہے جو یہود سے توریت میں لیا گیا یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اطاعت کرنا۔

اَيْمَانَ۔ یمین کی جمع ہے اس سے وہ جھوٹی قسمیں مراد ہیں جو تجارت میں کھائی جاتی تھیں یا حضور علیہ السلام کے ایمان لانے کی قسم مراد ہے۔

ثمن سے رشوت یا تجارت کا نفع مراد ہے۔ (روح المعانی)

شان نزول

یہ آیت یہود کے احبار اور ان کے رؤساء ابورافع۔ کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ عزوجل کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق ان کی توریت میں لیا گیا۔ انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ ڈالا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور پیسے حاصل کرنے کے لئے کیا۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہ فرمائے گا اور ان کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کو تین مرتبہ پڑھا۔ (مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مذکورہ حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ نقصان و خسران میں ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کا حق مارنے کے لئے قسم کھائے اللہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کر دیتا ہے۔ صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو فرمایا اگرچہ پھول کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ آگے تحریف کرنے والوں کی مذمت اور ان کی خصلت کا بیان ہے۔

www.waseemziyai.com

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور ان (یہودیوں نصرانیوں میں) کچھ ایسا گروہ ہے جو زبان پھیر کر کتاب میں (اپنی طرف سے ملاتے بڑھاتے ہیں) تاکہ تم گمان کرو یہ بھی کتاب میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ کتاب میں نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے اور درحقیقت وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں دیدہ و دانستہ۔

اس آیت میں اہل کتاب کی دینی خیانت اور بددیانتی کا اظہار کیا گیا یہ لوگ دنیاوی معاملات میں دھوکہ دہی کے علاوہ لوگوں کو دینی امور میں بھی فریب دیتے ہیں وہ آسمانی کتابوں میں بھی تحریف کر دیتے ہیں معنی مفہوم کو بدل کر بیان کرتے انہوں نے اپنی طرف سے کچھ جھوٹی باتیں توریت میں شامل کر دی تھیں اور اکثر وہ مسائل جو ان کے حق میں نہ ہوتے تھے آسمانی کتابوں سے خارج کر دیتے تھے۔ تلاوت کرتے وقت ایسے انداز میں زبان کو مروڑ مروڑ کر پڑھتے کہ سننے والا دھوکہ میں آجاتا اور اس کو بھی کتاب کا ہی حصہ سمجھتا۔

شان نزول

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے ان فرقوں کے متعلق نازل ہوئی جو توریت اور انجیل میں تحریف کر کے اپنی طرف سے بڑھا گھٹا کر لوگوں کو سناتے اور کہتے یہ خدا کی طرف سے حکم ہے۔ آگے انبیاء علیہم السلام کی شان اور ان کا عمل اور تبلیغ کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم اور پیغمبری دے (یعنی علم و عمل کا کمال عطا فرمائے اور انہیں معصوم کرے) پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے سوا میرے بندے ہو جاؤ۔ ہاں لیکن یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے اور اس سے درس کرتے ہو اور یہ حکم تمہیں نہ دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا سمجھ لو کیا تمہیں وہ کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔

بَشَر۔ سے اس جانب اشارہ ہے کہ ایسی بکواس انسانیت کے خلاف ہے چہ جائیکہ نبوت و رسالت نبی علیہ السلام اور رسول علیہ السلام کا تو بہت بڑا مقام ہے۔ کسی عام انسان کو بھی خدائی کا دعویٰ زیبا نہیں۔

اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ۔

کِتَاب۔ سے آسمانی کتاب اور حکم سے فیصلہ یا علم مراد ہے۔ نبوت سے پیغمبری مراد ہے پہلے کتاب کا ذکر ہوا پھر حکم یعنی فہم پھر نبوت کا حکم فرمایا۔ کتاب سے علم کتاب مراد ہے۔ حکم سے حکومت مراد ہے۔ نبوت سے نبوت کی روشنی و فیضان مراد ہے۔

ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

www.waseemziyai.com

عِبَادًا۔ عبد سے بنا اس کے معنی خدمت۔ اطاعت۔ (روح المعانی)

یہاں عباد بمعنی پجاری ہے یعنی اللہ سے تجاوز کرتے ہوئے خالص میرے پجاری بندے بن جاؤ۔

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ۔ ربانی بمعنی پرورش کرنے والا۔ سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ربانی وہ عالم ہے جو رب تبارک و تعالیٰ کی ذات وصفات کا جاننے والا ہو اور اس کی اطاعت وعبادت کا پابند ہو۔

انبیاء علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندو اللہ والے علم وعمل کے جامع بن جاؤ۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی شان سے ہ ممکن ہے ان کی طرف اس کی نسبت کرنا بہتان عظیم ہے۔

شان نزول

نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ انہیں رب مانیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تکذیب فرمادی۔

اس آیت کے شان نزول میں ایک قول یہ ہے کہ ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پناہ بخدا میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کیسے دے سکتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے نہ اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لئے مبعوث فرمایا۔

كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ۔ کے معنی عالم فقیہ باعمل دیندار کے بھی آتے ہیں اس معنی کی بنا پر كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ تم عالم باعمل ہو جاؤ۔ دیندار بن جاؤ جسے علم سے یہ فائدہ نہ ہوا اس کا علم ضائع اور رائیگاں ہے۔

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ۔

تُعَلِّمُوْنَ۔ تعلیم سے بنا اس کے معنی سکھانا۔ کتاب سے مراد کتاب الٰہی۔

تَدْرُسُوْنَ۔ درس سے بنا اس کے معنی ہیں تکرار سبق بھی بار بار پڑھا جاتا ہے اس لئے اسے درس کہتے ہیں۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ۔

مشرکین ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اہل کتاب بعض پیغمبروں کو خدا کا بیٹا کہتے تھے ان سب کی تردید کی گئی۔

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

کفر سے غیر خدا کی عبادت مراد ہے۔ مسلم کے معنی مطیع وفرمانبردار اور دین کا مستحق ہے۔ (روح المعانی)

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک نبی علیہ السلام جو ابتداء میں لوگوں کو ربانی اللہ والا اور مسلم وموحد بنانے کی کوشش کرے اور جب لوگ قبول کرلیں تو انہیں شرک وکفر کی طرف لے جا کر اپنی ساری محنت برباد کردیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کی معصومیت کو واضح کیا اور ان تمام الزامات کی تردید کی جو انہوں نے لگائے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا اس پر کہ جو میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تشریف لائے تم میں وہ

www.waseemziyai.com

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

تو جو کوئی اس کے بعد منحرف ہو تو وہی فاسق لوگوں سے ہے۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہو حالانکہ اسی کے لئے گردن جھکائے ہوئے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ لائے موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء اپنے رب سے ہم ان میں کسی پر (ایمان میں) فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے لئے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں نقصان والوں سے ہے۔

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾

کیسے اللہ ایسی قوم کو ہدایت کرے جو کافر ہو بعد ایمان لانے کے اور گواہی دے چکے کہ بے شک رسول سچا ہے اور آچکی ہوں کئی نشانیاں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾

ان کا بدلہ یہ ہے کہ انہیں اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾

ہمیشہ اس میں رہیں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کو مہلت ملے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۗ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾

مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی بعد اس کے اور درست ہو گئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

www.waseemziyai.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِہِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُہُمۡ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوۡنَ ﴿۹۰﴾

بے شک وہ جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں اور یہی گمراہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِہِمۡ مِّلۡءُ الۡاَرۡضِ ذَہَبًا وَّ لَوِ افۡتَدٰی بِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ وَّ مَا لَہُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۹۱﴾

بے شک وہ جو کافر ہوئے اور کفر پر مرے ان میں سے کسی کی ہرگز خیرات قبول نہ ہوگی (خواہ) سونا زمین بھر کر دے اور اپنی خلاصی چاہے ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	اِذۡ۔یاد کرو جب	اَخَذَ۔لیا	اللّٰہُ۔اللہ نے
مِیۡثَاقَ۔عہد	النَّبِیّٖنَ۔نبیوں سے	لَمَآ۔اس پر	اٰتَیۡتُکُمۡ۔جو میں تمہیں دوں
مِنۡ کِتٰبٍ۔کتاب	وَ۔اور	حِکۡمَۃٍ۔حکمت	ثُمَّ۔پھر
جَآءَکُمۡ۔آئے تمہارے پاس	رَسُوۡلٌ۔ایک رسول	مُّصَدِّقٌ۔جو تصدیق کرے	لِّمَا۔ان کی جو
مَعَکُمۡ۔تمہارے ساتھ ہے	لَتُؤۡمِنُنَّ۔تو ضرور ایمان لانا	بِہٖ۔اس پر	وَ لَتَنۡصُرُنَّہٗ۔اور ضرور مدد
کرنا اس کی	قَالَ۔فرمایا	ءَاَقۡرَرۡتُمۡ۔کیا اقرار کیا تم نے	وَ۔اور
اَخَذۡتُمۡ۔پکڑا تم نے	عَلٰی۔اوپر	ذٰلِکُمۡ۔اس کے	اِصۡرِیۡ۔میرا ذمہ
قَالُوۡۤا۔بولے	اَقۡرَرۡنَا۔ہم نے اقرار کیا	قَالَ۔فرمایا	فَاشۡہَدُوۡا۔تو گواہ رہو
وَ۔اور	اَنَا۔میں	مَعَکُمۡ۔تمہارے ساتھ	مِّنَ الشّٰہِدِیۡنَ۔گواہوں سے ہوں
فَمَنۡ۔تو جو	تَوَلّٰی۔منحرف ہو	بَعۡدَ۔بعد	ذٰلِکَ۔اس کے
فَاُولٰٓئِکَ۔تو وہی	ہُمُ۔وہ ہیں	الۡفٰسِقُوۡنَ۔فاسق	اَفَغَیۡرَ۔کیا سوائے
دِیۡنِ۔دین	اللّٰہِ۔اللہ کے	یَبۡغُوۡنَ۔چاہتے ہیں	وَ۔اور
لَہٗۤ۔اسی کے لئے	اَسۡلَمَ۔جھکے ہوئے ہیں	مَنۡ۔جو	فِی۔میں
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ الۡاَرۡضِ۔اور زمین کے ہے	طَوۡعًا۔خوشی سے	وَّ۔اور
کَرۡہًا۔مجبوری سے	وَ۔اور	اِلَیۡہِ۔اسی کی طرف	یُرۡجَعُوۡنَ۔واپس لوٹیں گے
قُلۡ۔کہو	اٰمَنَّا۔ایمان لائے	بِاللّٰہِ۔اللہ پر	وَ۔اور
مَآ۔اس پر جو	اُنۡزِلَ۔اتارا گیا	عَلَیۡنَا۔ہم پر	وَ۔اور
مَآ۔جو	اُنۡزِلَ۔اتارا گیا	عَلٰۤی۔اوپر	اِبۡرٰہِیۡمَ۔ابراہیم
وَ۔اور	اِسۡمٰعِیۡلَ۔اسماعیل	وَ۔اور	اِسۡحٰقَ۔اسحاق

www.waseemziyai.com

وَ۔اور
يَعْقُوْبَ۔یعقوب
وَ۔اور
مَآ۔جو
اُوْتِيَ۔دیے گئے
وَ۔اور
النَّبِيُّوْنَ۔نبی
مِنْ رَّبِّهِمْ۔اپنے رب سے
نُفَرِّقُ۔فرق کرتے ہم
بَيْنَ۔درمیان
اَحَدٍ۔کسی کے
وَ۔اور
نَحْنُ۔ہم
لَهٗ۔اس کے
وَ۔اور
مَنْ۔جو
يَّبْتَغِ۔ڈھونڈے
الْاِسْلَامِ۔اسلام کے
دِيْنًا۔کوئی اور دین
فَلَنْ۔تو ہرگز نہ
مِنْهُ۔اس سے
وَ۔اور
هُوَ۔وہ
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔نقصان میں ہے
كَيْفَ۔کس طرح
اللّٰهُ۔اللہ
قَوْمًا۔اس قوم کو
كَفَرُوْا۔جو کافر ہوئے
اِيْمَانِهِمْ۔ایمان لانے کے
وَ۔اور
بَعْدَ۔بعد
الرَّسُوْلَ۔رسول
حَقٌّ۔سچا ہے
اَنَّ۔یقینا
الْبَيِّنٰتُ۔دلیلیں
وَ۔اور
شَهِدُوْٓا۔گواہی دی کہ
جَآءَهُمُ۔آچکی ان کے پاس
يَهْدِي۔ہدایت دیتا
الْقَوْمَ۔قوم
وَ۔اور
لَا۔نہیں
جَزَآؤُهُمْ۔ان کا بدلہ
اَنَّ۔یہ ہے کہ
اللّٰهُ۔اللہ
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
عَلَيْهِمْ۔ان پر
لَعْنَةَ۔لعنت ہے
وَ۔اور
الْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں کی
النَّاسِ۔لوگوں
اَجْمَعِيْنَ۔سب کی
وَ۔اور
خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہنے والے
لَا۔نہ
يُخَفَّفُ۔ہلکا کیا جائے گا
عَنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور
لَا هُمْ۔نہ وہ
يُنْظَرُوْنَ۔مہلت دیے جائیں
اِلَّا۔مگر
الَّذِيْنَ۔وہ جو
تَابُوْا۔توبہ کریں
مِنْ بَعْدِ۔بعد
ذٰلِكَ۔اس کے
وَ۔اور
اَصْلَحُوْا۔درست ہو جائیں
فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
غَفُوْرٌ۔بخشنے والا
اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو
رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے
كَفَرُوْا۔کافر ہوئے
بَعْدَ۔بعد
اِيْمَانِهِمْ۔اپنے ایمان کے
ثُمَّ۔پھر
ازْدَادُوْا۔زیادہ ہو گئے
كُفْرًا۔کفر میں
لَنْ۔ہرگز نہ
تُقْبَلَ۔قبول کی جائے گی
تَوْبَتُهُمْ۔ان کی توبہ
وَ۔اور
هُمُ۔وہی ہیں
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
الضَّآلُّوْنَ۔گمراہ
اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْا۔کافر ہوئے
وَ۔اور
مَاتُوْا۔مر گئے
وَ۔اور
هُمْ۔وہ
كُفَّارٌ۔کافر ہوں
فَلَنْ۔تو ہرگز نہ
يُّقْبَلَ۔قبول کیا جائے گا
مِنْ اَحَدِهِمْ۔ان سے
الْاَسْبَاطِ۔ان کے بیٹوں پر
مُوْسٰى وَعِيْسٰى۔موسیٰ وعیسیٰ
لَا۔نہیں
مِّنْهُمْ۔ان سے
مُسْلِمُوْنَ۔فرمانبردار ہیں
غَيْرَ۔سوائے
يُّقْبَلَ۔قبول کیا جائے گا
فِي۔میں
يَهْدِي۔ہدایت دے
بَعْدَ۔بعد
اَنَّ۔یقینا
جَآءَهُمُ۔آچکی ان کے پاس
لَا۔نہیں
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ
لَعْنَةَ۔لعنت ہے
وَ۔اور
فِيْهَا۔اس میں
الْعَذَابُ۔عذاب
اِلَّا۔مگر
ذٰلِكَ۔اس کے
اللّٰهَ۔اللہ
الَّذِيْنَ۔وہ جو
ثُمَّ۔پھر
تُقْبَلَ۔قبول کی جائے گی
هُمُ۔وہی ہیں
كَفَرُوْا۔کافر ہوئے
هُمْ۔وہ
مِنْ اَحَدِهِمْ۔ان سے

www.waseemziyai.com

مِلْءُ۔ بھری	الْاَرْضِ۔ زمین	ذَهَبًا۔ سونا	وَ۔ اور
لَوِ۔ اگرچہ	افْتَدٰى۔ وہ فدیہ دیں	بِهٖ۔ اس کا	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
لَهُمْ۔ واسطے ان کے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔ دردناک	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	لَهُمْ۔ ان کا	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ کوئی مددگار	

مختصر تفسیر نواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۳

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اور یاد کرو اے محبوب جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کی ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ اب جو اس کے بعد پھر گیا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

اِذْ۔ اُذْکُرْ پوشیدہ کا ظرف ہے اس میں نبی محترم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرو۔ یا اُذْکُرُوْا پوشیدہ کا ظرف ہے کہ اے محبوب انہیں یاد دلاؤ کیونکہ انجیل، توریت اور سابقہ کتابوں میں اس عہد کا ذکر ہو چکا ہے اس لئے ان کو وہ عہد یاد دلایا گیا۔

مِیْثَاقَ۔ وثوق سے بنا بہت مضبوط عہد۔

آیہ جلیلہ میں اللہ تعالیٰ اجتماع انبیاء کرام فرما کر گویا آل انبیاء کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔ اس کانفرنس میں از آدم تا ایں دم تمام انبیاء و مرسلین کا اجتماع ہے۔ لیکن اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، اسحاق اخرس، طلیحہ، محمد بن تومرہ اور مرزا غلام احمد برطانوی وغیرہ بنے ہوئے نبیوں میں سے کوئی اس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکتا نہ ہو سکتا تھا اس لئے کہ وہ سچے نبیوں کا اجتماع تھا۔

چنانچہ امام اجل ابو جعفر طبری رحمہم اللہ وغیرہ محدثین اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا مِّنْ اٰدَمَ فَمَنْ دُوْنَهٗ اِلَّا اَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِيْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بُعِثَ وَهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَيَنْصُرَنَّهٗ وَيَاْخُذُ الْعَهْدَ بِذٰلِكَ عَلٰى قَوْمِهٖ۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔ یہی تفسیر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

چنانچہ اس ربانی عہد کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم السلام نشر مناقب اور ذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین فرماتے رہے اور اپنی پاک مجالس و محافل کو حضور ﷺ کی مدحت سے زینت دیتے رہے اور اپنے امتیوں سے حضور ﷺ پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے رہے حتی کہ وہ پچھلے مژدہ رساں ابن مریم علیہ السلام عیسیٰ

www.waseemziyai.com

مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ کہتے تشریف لائے۔

یہاں تک کہ تمام ستارے روشن مہ پارے پردۂ غیب میں تشریف لے گئے تو آفتاب عالمتاب ختمیت نے بہ ہزار جاہ و جلال طلوع اجلال فرمایا۔

چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کو بھی حضور ﷺ کی تشریف آوری کی بشارتیں دیتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناصب عالیہ بیان کرتے رہے تو ان کے دلوں میں عظمت ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایسی مرکوز ہوئی کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ۔ اس نبی امّی کے ظہور سے قبل کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ۔ پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۹۔ تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔ اس کی تفسیر میں علماء فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے تو دعا کرتے اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ صِفَتَهٗ فِي التَّوْرَاةِ۔ الٰہی ہمیں دے مدد ان پر صدقہ اس نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں" اور اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

یہی سبب ہے کہ جب آخر زمانہ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ باآنکہ بدستور سابقہ منصب نبوت و رسالت پر ہوں گے۔ مگر اس وقت حضور انور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت پر عمل کریں گے۔ انگریزی نبی کی طرح احکام جہاد کی مخالفت نہیں کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو کافر نہیں کہیں گے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ جیسا کہ خود سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے حَيْثُ قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

اور اس عہد واثق کی پوری تائید اللہ تعالیٰ عزوجل نے توراۃ مقدس میں فرمائی جسے علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات میں نقل فرماتے ہیں۔ يَا مُوْسٰى مَنْ اٰمَنَ بِاَحْمَدَ وَصَدَّقَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ وَمَنْ كَفَرَ بِاَحْمَدَ وَكَذَّبَهٗ فِيْ جَمِيْعِ خَلْقِيْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ. اُولٰٓئِكَ هُمُ النَّادِمُوْنَ. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ۔ اے موسیٰ جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے وہی ہے مراد کو پہنچا ہوا اور میری تمام مخلوق میں جس نے احمد سے انکار کیا اس کی تکذیب کی وہی زیاں کار ہے وہی پشیمان اور وہی بے خبر ہے۔

یہ آیت توریت شریف لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کے مفہوم کو اچھی طرح واضح کر رہی ہے۔

اور علامہ سبکی عبدالکافی تقی الدین ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے آیہ متلوہ پر ایک نفیس رسالہ تالیف فرمایا جس کا نام اَلتَّعْظِيْمُ وَالْمِنَّةُ فِيْ لِتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ رکھا۔ اس میں آیہ مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور ﷺ کے امتی تمام انبیاء علیہم السلام ہیں اور حضور ﷺ سب کے نبی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت عہد سیدنا آدم ابوالبشر سے روز قیامت تک جمیع خلق کو عام اور شامل ہے اور حضور کا ارشاد كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

مختصر یہ کہ مسلمان اگر بہ نظر ایمان اس آیہ کریمہ کے مفاد عظیمہ پر غور کرے تو اسے صاف اور صریح واضح ہو جائے کہ

www.waseemziyai.com

درحقیقت مصطفیٰ ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہی اصل الاصول ہے اور حضور ﷺ ہی وہ رسول ہیں جنہیں رسول اکرم کہا جا سکے۔ بلکہ جو نسبت امتیوں کو انبیاء و رسل سے ہے وہ نسبت انبیاء و رسل علیہم السلام کو اس سید الکل امام الکل فی الکل سے ہے۔

سبحان اللہ عزوجل کیا شان ہے یہ تو دیکھا تھا کہ امتیوں پر فرض ہوتا ہے کہ رسولوں علیہم السلام پر ایمان لائیں۔ یہاں رسولوں علیہم السلام پر فرض کیا گیا کہ اس نبی امی قرشی اُمّی پر ایمان لائیں۔ ان سے عہد و پیمان لیا گیا کہ میرے محبوب ﷺ سے گر دیدگی فرمو گے گویا صاف وصریح جتایا ہے کہ مقصود اصلی صرف ایک یہی ہیں۔ باقی سب تابع وطفیلی ع

مقصود ذات تست ودگر جملگی طفیل

پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے موکد فرمایا۔

۱- انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان سے زنہار حکم الٰہی کا خلاف ممکن ہی نہیں تھا۔ اندریں حال کافی وافی شافی تھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل بہ طریق امر انہیں فرما دیتا کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ جب تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اس کی مدد کرنا مگر اس پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا اور یہ پیمان پیمان ثانی ہے۔

پہلا پیمان اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ تھا۔ اس کے بعد دوسرا پیمان جسے کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نے ظاہر کیا اس سے ظاہر ہے کہ تمام ماسوی اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہی کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

۲- اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ یہ ایسا ہی عہد ہے جو نوابوں سے بیعت سلاطین لیتے وقت حلف کے ذریعے لیتے ہیں۔ علامہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلف وفاداری اور سوگند بیعت کا طریقہ شاید اسی آیہ کریمہ سے ماخوذ ہے۔

۳- نون تاکید اور وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید کو دوبالا فرما دیا۔

۴- کمال اہتمام قابل غور ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں۔ ءَاَقْرَرْتُمْ کیا تم اس امر پر اقرار لاتے ہو۔ گویا کمال تجلیل مقصود ہے۔

۵- پھر اسی پر بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

۶- عَلَيْهِ یا عَلٰى هٰذَا کی جگہ عَلٰى ذٰلِكُمْ فرمایا تاکہ بعد اشارہ دلیل عظمت ہو۔

۷- پھر اہتمام میں اور ترقی کی اور فرمایا فَاشْهَدُوْا۔ اس معاہدہ میں ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ حالانکہ بعد اقرار انبیاء کرام علیہم السلام کا مکر جانا (معاذ اللہ) ان کی قدوسیت کے مغائر اور ان کی معصومیت کے خلاف تھا اور ایسا ممکن ہی نہ تھا۔

۸- پھر کمال یہ کہ فقط ان کی گواہیاں ملتفی نہ ہوئیں بلکہ ارشاد فرمایا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ ہم خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہیں۔

۹- پھر سب سے زیادہ اہمیت اور نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم و جلیل تاکیدوں کے بعد ان کے ساتھ جنہیں عصمت عطا فرمائی۔ جنہیں معصوم قرار دیا یہ سخت تہدید بھی فرما دی گئی کہ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اب جو اس عہد و اقرار سے پھرے گا فاسق ہوگا

www.waseemziyai.com

اللہ اللہ! یہ اہتمام تمام اس قدر اعتناء تام توصرف اور صرف توحید کے بارے میں منظور ہوا تھا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد تھا وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ جوان میں سے کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔ گویا امت رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اشارہ فرمایا گیا کہ جس طرح ایمان کے جزو اول لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے۔ یونہی جزو دوم محمد رسول اللہ سے اعتناء تام ہے۔

میں تمام جہان کا خدا اور اپنے خدا کے ملائکہ بھی میری بندگی سے سرتابی نہیں کر سکتے۔ میرا محبوب بھی سارے عالم کا ایسا رسول و مقتدی ہے کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت سے منہ نہیں موڑ سکتے۔

پھر متنبی کذاب افترا، پرداز افراد کی کیا حیثیت جو اس میدان میں گامزن ہو سکیں پھر یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ادائے امانت و ابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے اس کی تھوڑی تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱- حلم۔ تاکہ کفار کے گستاخانہ کلمات اور بے جا اتہامات سے تکدر نہ ہوں کما قال تعالیٰ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔

۲- صبر۔ کہ مخالفین و مشرکین کی اذیتوں سے گھبرا نہ جائیں كَمَا قَالَ تَعَالٰى فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔

۳- تواضع۔ کہ ان کی صحبت سے نفور نہ ہوں۔ ان سے نفرت نہ کریں حَيْثُ قَالَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

۴- لینت۔ کے قلوب اغیار ان کی طرف راغب ہوں۔ حَيْثُ قَالَ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔

۵- رحمت۔ تاکہ افاضہ خیر و برکت کے لئے واسطہ ہوں۔ كَمَا قَالَ رَحْمَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۔

۶- شجاعت۔ تاکہ دشمن کی کثرت کو بھی خطرہ میں نہ لائیں اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۔

۷- سخاوت۔ تاکہ تالیف قلوب کا موجب ہو۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ۔

۸- عفو و بخشش۔ تاکہ نادان جاہل مانوس ہوں اور فیض یاب ہو سکیں۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔

۹- قناعت و استغنا۔ تاکہ جہال تبلیغ دین و تنظیم مسلمین کو طلب دنیا پر محمول نہ کر سکیں۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ۔

۱۰- جمال و عدل۔ تاکہ تادیب و تربیت امت میں جس کی رعایت کر سکیں۔ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۔

۱۱- کمال عقل۔ جو اصل فضائل اور منبع فواضل ہے یہی وجہ ہے کہ عورت کبھی نبی نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور دیہہ کے بدوی کو بھی نبی نہیں بنایا گیا۔ بلکہ من اھل القری یعنی آبادی کے شہری کو ہی نبی بنایا گیا۔

اسی طرح لطافت نسب و حسن سیرت و صورت تمام صفات جمیلہ کا ہونا بھی لازمی ہے تاکہ ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ

www.waseemziyai.com

ہو سکے۔

غرضیکہ یہ سب خصائل انہی خزانوں کا ایک حصہ ہے جو ان سلاطین نبوت وحقیقت کو عطا ہوتے ہیں پھر جس کی سلطنت عظیم ہو اس کے خزائن بھی عظیم ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے ان اللہ تعالی ینزل المعونۃ علی قدر المئونۃ۔

تو ضرور ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ ان تمام اخلاق فاضلہ اور اوصاف کاملہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے اتم واکمل اعلیٰ واجل ہوں۔ اسی لئے خود ارشاد فرمایا انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا۔ (اخرجہ البخاری فی الآداب) آگے فیصلہ قطعی ہے فرمایا۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں اور اس کے لئے گردن جھکائے ہوئے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔

یعنی جب عہد لے لیا گیا اور دلائل نبوت واضح کر دیئے گئے ملائکہ اور جنات انسان سب نے دلائل میں نظر کر کے انصاف کی راہ سے یہ اطاعت بھر پہلو اختیار کر لی پھر اس دین کے سوا کسی جدید دین کو ماننا سوائے نقصان وخسران میں پڑنے کے اور کوئی فائدہ نہ دے گا۔ خوشی سے ماننے والے تو عامہ مومنین ہوئے اور مجبوری سے ماننے والے وہ ہیں جو کسی خوف سے یا عذاب کے دیکھ لینے سے جھکے جیسے کافر کہ ضغطۂ موت کے وقت ایمان کی طرف فرعون کی طرح رجوع ہوا اور ڈوبتے ہوئے بولا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾۔ (میں ایمان لایا کہ یقیناً کوئی معبود نہیں ہے مگر وہ معبود جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں فرمانبرداروں سے ہوں) جس کا جواب من جانب اللہ عزوجل مل گیا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾۔ (کیا اب ایمان لاتا ہے اور تو پہلے نافرمان تھا اور فساد کرنے والوں سے تھا) اس کے بعد مومنین کو عام ہدایت کی گئی اور ارشاد ہوا۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ لائے موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام انبیاء اپنے رب سے ہم ان میں کسی پر (ایمان میں) فرق نہیں کرتے (جیسے یہود ونصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہو گئے) اور ہم اس کے لئے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ کی تعلیم کے خلاف جانے والوں پر توبیخا حکم فرمایا۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں نقصان وخسران والوں سے ہے۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے لئے نازل ہوئی۔ یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا فتح کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ اور آپ کی نبوت کے مقر تھے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو حسد میں آ کر آپ کا انکار کرنے لگے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (پھر جب آیا ان کے پاس جانا پہچانا تو منکر ہو گئے۔)

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ کے فقرہ میں مسلمانوں کا موقف بتایا گیا کہ ایک مسلمان ان تمام نبیوں علیہم السلام کو حق اور سچا مانتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝

کیسے اللہ ایسی قوم کی ہدایت فرمائے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے (یعنی ایسی قوم کو کیسے توفیق ایمان دے جو جان پہچان کر دل سے مان کر منکر ہو گئی) اور گواہی دے چکے تھے کہ بے شک رسول سچا ہے (یعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر چکے تھے) اور انہیں کھلی نشانیاں آ چکی تھیں (یعنی روشن معجزات دیکھ چکے تھے) اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا ان کی سزا یہی ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ اس میں انہیں رہنا ہے نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ اللہ نظر رحمت سے انہیں دیکھے گا۔

شان نزول

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارہ شخص جن میں ابو عامر راہب۔ حارث بن سوید انصاری۔ طعمہ بن مبارک۔ حجوج بن اسلت مرتد ہو کر کفار سے جا ملے پھر انہوں نے اہل مدینہ کے پاس خطوط لکھے کہ ہماری توبہ قبول ہو سکتی ہے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ان آیات میں تائبین کا استثناء فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۤ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شان نزول

حارث بن سوید انصاری کو کفار کے ساتھ جا ملنے سے ندامت ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کو پیام دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرو کہ حارث شرمندہ ہے کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے چنانچہ ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

تَابُوْا۔ توب سے بنا اس کے معنی رجوع کرنا ہے گناہوں سے رجوع توبہ سے اَصْلَحُوْا اصلاح سے بنا اس کے معنی

www.waseemziyai.com

درستی یعنی توبہ کے ساتھ اپنے اعمال ٹھیک کرلیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مغفرت سے گناہوں کا معاف کرنا اور رحمت سے ان کی نیکیوں کا ثواب دینا مقصود ہے۔ آگے یہود کی بے ایمانیوں کو واضح کرکے اس کا انجام بیان فرمایا جارہا ہے۔ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

بے شک وہ جو ایمان لاکر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی بہکے ہوئے بے شک وہ کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں سے کسی سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا زمین بھر کر سونا اگر وہ اپنی خلاصی کے لئے فدیہ کریں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار و مددگار نہیں۔

شان نزول

یہ آیت یہود کے لئے نازل ہوئی جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل سے کفر کیا پھر کفر میں اور اتنے بڑھے کہ انجیل کے دشمن ہوگئے حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کر بیٹھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ دونوں کے لئے نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و توصیف دیکھ کر ایمان لائے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد کافر و منکر ہوگئے حتیٰ کہ کفر میں اور شدید ترین کافر ہوگئے اور اگر اسی حال میں مرے اور اپنے کفر سے باز نہ آئے تو ان کا زمین پر کر کے سونا بھی خیرات کرنا مقبول نہ ہوگا یہ سخت عذاب کے مستحق ہیں اور میدان حشر میں ان کا کوئی یار و مددگار نہیں۔

الحمد للہ کہ تیسرا پارہ ختم ہوگیا اور چوتھا پارہ شروع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل قبول فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خادم المفسرین فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی۔ ترتیب اضافات فقیر قادری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری

۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء خطیب مسجد وزیر خان، لاہور

www.waseemziyai.com

پارۂ چہارم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾

تم ہرگز بھلائی نہیں حاصل کر سکتے جب تک راہ خدا میں خرچ نہ کرو اپنی محبوب چیز۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے

کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِیۡلُ عَلٰی نَفۡسِہٖ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىۃُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىۃِ فَاتۡلُوۡہَاۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۹۳﴾

سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کئے تھے توریت کے نزول سے قبل فرما دیجئے توریت لاؤ اور پڑھو اگر تم سچے ہو۔

فَمَنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹۴﴾

تو جو جھوٹ باندھے اللہ پر اس کے بعد تو وہی ظالم ہے۔

قُلۡ صَدَقَ اللّٰہُ ۟ فَاتَّبِعُوۡا مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۹۵﴾

فرما دیجئے اللہ سچا ہے تو پیروی کرو دین ابراہیم کی جو ہر باطل سے جدا ہے اور نہیں تھے وہ مشرکوں سے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۶﴾ۚ

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر ہوا وہ ہے مکہ میں برکت والا اور راہنما سارے جہان کا۔

فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۚ۬ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾

اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان پائے اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس راہ میں چلنے کی طاقت رکھے۔ اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۟ۖ وَاللّٰہُ شَہِیۡدٌ عَلٰی مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾

فرما دیجئے اے کتاب والو کفر کرتے ہو اللہ کی آیتوں سے اور اللہ دیکھ رہا ہے تمہارے کام۔

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا وَّاَنۡتُمۡ شُہَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۹﴾

فرما دیجئے اے کتاب والو! اللہ کی راہ سے روکتے ہو اسے جو ایمان لائے چاہتے ہو ٹیڑھا پن اور تم خود اس پر گواہ ہو اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِیۡعُوۡا فَرِیۡقًا مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ یَرُدُّوۡکُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ کٰفِرِیۡنَ ﴿۱۰۰﴾

اے ایمان والو! اگر تم پیروی کرو گے کسی فریق کی جسے کتاب دی گئی ہے تو وہ تمہیں لوٹا دیں گے ایمان کے بعد کفر

www.waseemziyai.com

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

اور تم کیسے کفر کرو گے۔ حالانکہ تم پر پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور تم میں اس کا رسول ہے اور جو سہارا لے اللہ کا وہ ہدایت یافتہ ہے سیدھی راہ کی طرف۔

لفظی ترجمہ

لَنْ۔ ہرگز نہیں
تُنْفِقُوْا۔ خرچ کرو
مَا۔ جو
اللّٰهَ۔ اللہ
الطَّعَامِ۔ کھانے
اِسْرَآءِيْلَ۔ یعقوب کو
اِسْرَآءِيْلُ۔ یعقوب نے
اَنْ۔ وہ
فَاْتُوْا۔ لاؤ
كُنْتُمْ۔ ہو تم
عَلٰى۔ اوپر
ذٰلِكَ۔ اس کے
قُلْ۔ کہو
مِلَّةَ۔ مذہب
مَا۔ نہ
اِنَّ۔ بے شک
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَّ۔ اور
اٰيٰتٌ۔ نشان ہیں
وَ۔ اور
اٰمِنًا۔ امن والا
النَّاسِ۔ لوگوں کے
اسْتَطَاعَ۔ طاقت رکھے

تَنَالُوْا۔ حاصل کر سکتے تم
مِمَّا۔ اسے جو
تُنْفِقُوْا۔ خرچ کرو تم
بِهٖ۔ اسے
كَانَ۔ تھے
اِلَّا۔ مگر
عَلٰى۔ اوپر
تُنَزَّلَ۔ نازل ہو
بِالتَّوْرٰىةِ۔ توریت
صٰدِقِيْنَ۔ سچے
اللّٰهِ۔ اللہ کے
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہی
صَدَقَ۔ سچ کہا
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم
كَانَ۔ تھا وہ
اَوَّلَ۔ پہلا
لَلَّذِيْ۔ وہ ہے
هُدًى۔ ہدایت
بِبَكَّةَ۔ جو مکہ میں ہے
لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کے لئے
مَّقَامُ۔ مقام
دَخَلَهٗ۔ داخل ہوا اس میں
لِلّٰهِ۔ اللہ کا حق ہے
الْبَيْتِ۔ بیت اللہ کا
سَبِيْلًا۔ رستے کی

الْبِرَّ۔ بھلائی
تُحِبُّوْنَ۔ تمہیں محبوب ہے
مِنْ شَيْءٍ۔ کچھ
عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے
حِلًّا۔ حلال
مَا۔ وہ جو
نَفْسِهٖ۔ اپنے نفس کے
التَّوْرٰىةُ۔ توریت
فَاْتُوْهَا۔ تو پڑھو اسے
فَمَنِ۔ پھر جو
الْكَذِبَ۔ جھوٹ
هُمُ۔ وہ ہیں
اللّٰهُ۔ اللہ نے
حَنِيْفًا۔ حنیف کی
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں سے
بَيْتٍ۔ گھر
وُّضِعَ۔ جو بنایا گیا
مُبٰرَكًا۔ برکت والا
فِيْهِ۔ اس میں
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم ہے
كَانَ۔ ہے وہ
عَلَى۔ اوپر
مَنِ۔ جو
وَ۔ اور

حَتّٰى۔ جب تک
وَ۔ اور
فَاِنَّ۔ تو بے شک
كُلُّ۔ سب
لِّبَنِيْٓ۔ اولاد
حَرَّمَ۔ حرام کر لئے
مِنْ قَبْلِ۔ قبل اس کے کہ
قُلْ۔ فرما دیجئے
اِنْ۔ اگر
افْتَرٰى۔ باندھے
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد
الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم
فَاتَّبِعُوْا۔ تو پیروی کرو
وَ۔ اور

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مَنْ۔ جو
كَفَرَ۔ کفر کرے
فَاِنَّ۔ تو بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
غَنِيٌّ۔ بے پرواہ ہے
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ سارے جہان والوں سے
قُلْ۔ کہو
يٰۤ۔ اے
اَهْلَ۔ اہل
الْكِتٰبِ۔ کتاب
لِمَ۔ کیوں
تَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہو
بِاٰيٰتِ۔ آیات
اللّٰهِ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
شَهِيْدٌ۔ گواہ ہے
عَلٰى۔ اوپر
مَا۔ اس کے جو
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے ہو
قُلْ۔ کہو
يٰۤ۔ اے
اَهْلَ۔ اہل
الْكِتٰبِ۔ کتاب
لِمَ۔ کیوں
تَصُدُّوْنَ۔ روکتے ہو
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ خدا کی
راہ سے
مَنْ۔ جو
اٰمَنَ۔ ایمان لائے
تَبْغُوْنَهَا۔ چاہتے ہو اس میں
عِوَجًا۔ ٹیڑھ
وَّ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم
شُهَدَآءُ۔ گواہ ہو
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
اللّٰهُ۔ اللہ
بِغَافِلٍ۔ بے خبر
عَمَّا۔ اس سے جو
تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو
يٰۤاَيُّهَا۔ اے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْۤا۔ ایمان لائے ہو
اِنْ۔ اگر
تُطِيْعُوْا۔ تابعداری کرو گے
فَرِيْقًا۔ ایک فرقے کی
مِّنَ الَّذِيْنَ۔ ان میں سے جو
اُوْتُوا۔ دیے گئے
الْكِتٰبَ۔ کتاب
يَرُدُّوْكُمْ۔ پھیر دیں گے
كُمْ۔ تم کو
بَعْدَ۔ بعد
اِيْمَانِكُمْ۔ ایمان تمہارے کے
كٰفِرِيْنَ۔ کافر
وَ۔ اور
كَيْفَ۔ کیسے
تَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہو تم
وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم پر
تُتْلٰى۔ پڑھی جاتی ہیں
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
اٰيٰتُ۔ آیتیں
اللّٰهِ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
فِيْكُمْ۔ تم میں
رَسُوْلُهٗ۔ اس کا رسول ہے
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
يَّعْتَصِمْ۔ تھام لے
بِاللّٰهِ۔ اللہ کو
فَقَدْ۔ تو بے شک
هُدِيَ۔ وہ ہدایت دیا گیا
اِلٰى۔ طرف
صِرَاطٍ۔ رستے
مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھے کے

مختصر تفسیر دسواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ۔ تم ہرگز بھلائی کو حاصل نہیں کر سکتے۔

قاموس میں ہے اَلْبِرُّ الصِّلَةُ وَالْجَنَّةُ وَالْاِتِّسَاعُ فِي الْاِحْسَانِ۔ احسان عام ہے۔ جس بر کی نسبت بندہ کی طرف ہو وہ طاعت، صدق اور اتساع فی الخیر ہے اور جس بر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو وہ رضا رحمت اور جنت ہے۔

حضرت ابن مسعود اور ابن عباس علیہم رضوان بر سے جنت مراد لیتے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کے معنی لَنْ تَكُوْنُوْا اَبْرَارًا فرماتے ہیں یعنی کثیر الخیر۔

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بر کی حقیقت وہ کمال خیر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا سچ بولنے کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بر کی

www.waseemziyai.com

راہ دکھاتا ہے آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے کذاب لکھا جاتا ہے۔ (مسلم)

حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ جب تک خرچ نہ کرو اپنی پیاری چیز (راہ خدا عزوجل میں)

مَا تُحِبُّوْنَ۔ سے مال کی تمام اقسام مراد ہیں۔ کیونکہ مال سے محبت ہوتی ہے جس شخص نے مال کا کچھ حصہ خرچ نہ کیا حتیٰ کہ زکوٰۃ بھی ادا نہ کی وہ بر کے درجے کو کیسے پہنچ سکتا ہے وہ فاسق و فاجر ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو ہاں مسلمان کو محبوب ہو اسے رضائے الٰہی میں خرچ کرنے کی طرف اس آیت میں توجہ دلائی ہے۔ خواہ ایک کھجور ہی ہو۔ (خازن)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کیا کرتے تھے۔ ان سے دریافت ہوا کہ ایسا کیوں کرتے ہو اس کی بجائے پیسے ہی کیوں نہیں خرچ کر دیتے فرمایا شکر مجھے محبوب ہے اور تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کا مقتضا یہی ہے۔ تو میں وہ چیز صدقہ کرتا ہوں جو مجھے محبوب ہے۔ (مدارک)

بخاری و مسلم میں ایک حدیث ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ میں بڑے مقبول تھے۔ انہیں اپنے اموال میں بیر حا باغ بہت محبوب تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بیر حا میرے اموال میں سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسے راہ خدا عزوجل میں صدقہ کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اظہار مسرت فرمایا۔ پھر اسے بایماء سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقارب اور بنی عم میں تقسیم کر دیا۔

علامہ بغوی حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا میرے لئے ایک باندی خرید کر بھیج دو۔ جب وہ آئی آپ کو بہت پسند ہوئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اسے اللہ کے لئے آزاد کر دیا۔

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ تو اللہ اس کو جانتا ہے یعنی اس کا بدلہ عمل کے مطابق عطا فرمائے گا۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

سب کھانے حلال تھے بنی اسرائیل کو مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لئے تھے توریت اترنے سے پہلے فرما دیجئے توریت لا کر پڑھو اگر تم سچے ہو تو جو افتراء باندھے اللہ پر جھوٹا اس کے بعد تو وہی ظالموں میں ہے فرما دیجئے اللہ سچا ہے تو تم ابراہیم کے دین کی پیروی کرو جو ہر باطل سے پاک ہے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

طعام کے معنی ہیں مزا۔ ام عہدی ہے یعنی ہر حلال کھانا۔

شان نزول

یہود نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ ملت ابراہیمی پر اپنے کو بتاتے ہیں باوجودیکہ حضرت ابراہیم اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے اور آپ کھاتے ہیں پھر آپ ملت ابراہیمی پر اپنے کو کیسے کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حلال تھیں۔ یہود بولے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں

www.waseemziyai.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی حرام تھیں اور ہم تک حرام چلی آ رہی ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر جواب دیا کہ یہود کا یہ دعویٰ باطل ہے بلکہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام سب پر حلال تھیں۔ البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی سبب سے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اور یہ حرمت ان کی اولاد تک ہے جسے بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے خیال سے حرام کر لیا تھا۔ پھر انہوں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی اولاد پر بھی حرام کر دیا تھا۔

مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۔ توریت نازل ہونے سے قبل۔

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اے محبوب فرما دیجئے ان سے کہ لاؤ توریت اور پڑھ کر سناؤ اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب کو حکم دیا۔ یہود نے اس کا انکار کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا توریت لاؤ وہ بھی اسی حکم کی ناطق ہے۔ تو یہود کو اپنی ذلت کا خوف ہوا اور توریت نہ لا سکے۔ ان کا جھوٹ اور افتراء ظاہر ہو گیا اور انہیں شرمندہ ہونا پڑا۔

فائدہ

اس تصریح سے ثابت ہوا کہ پچھلی شریعتوں میں احکام منسوخ ہوتے تھے اور یہود نسخ کے قائل نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار تعلیم ظاہری امی تھے لیکن باوجود امی ہونے کے یہود کو توریت سے الزام دینا اور مضامین توریت سے استدلال فرمانا آپ ﷺ کا معجزہ اور دلیل نبوت صادق ہے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وہبی اور آپ ﷺ کا علوم غیبی پر عبور ثابت ہوا۔

فَمَنِ افْتَرٰى۔ من سے مراد تمام کفار ہیں۔

افْتَرٰى۔ فری اور فریہ سے بنا۔ اس کے اصطلاحی معنی جھوٹ، تہمت اور فساد کے ہیں یعنی جھوٹ گھڑنا بنا لینا ہے (کبیر) پھر اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھنا کہ اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام کی تھی۔

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ۔ اس کے بعد کہ توریت کی حجت لازم ہو گئی۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ تو وہی ہیں ظالم بے انصاف۔

اس آیت میں یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس جواب کے بعد بھی اگر کوئی یہودی اپنے باطل خیال پر اڑا رہے تو اس کے ظالم ہونے میں کیا شک ہے آگے محاکمہ فرما دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

فرما دیجئے اللہ سچا ہے تو تم پیروی کرو دین ابراہیم کی۔ جو ہر باطل سے پاک ہے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

بلکہ ان کا دین وہی ہے جو دین محمدی ہے اس کے بعد مکہ معظمہ اور بیت اللہ شریف کی فضیلت اور حج کے لئے اعلان ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ

www.waseemziyai.com

اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾

بے شک پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے لئے وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں داخل ہوا امان میں ہوا۔ اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو طاقت رکھے اس تک چلنے کی اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

شان نزول

یہود نے مسلمانوں سے کہا کہ کعبہ افضل نہیں بلکہ بیت المقدس جو ہمارا قبلہ ہے وہ افضل ہے اور اس سے پہلا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہجرت ہے اور پرانا قبلہ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس میں بتایا کہ سب سے پہلا گھر جس کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے طاعت وعبادت کے لئے مقرر کیا۔ نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا۔ جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ میں واقع ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ بیت المقدس سے چالیس سال پہلے بنایا گیا۔

پھر اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرنے والی نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ اس میں کتے ہوں یا ہرن یا پرندے وہاں شکار نہیں کرتے۔ عام دلوں کی کشش کعبہ کی طرف ہوتی ہے اس کی طرف دیکھنے سے دل میں رقت ولینت پیدا ہوتی ہے۔ ہر شب جمعہ یہاں ارواح اولیاء رحمہم اللہ حاضر ہو کر اس کے گرد طواف کرتی ہیں۔ جس نے اس کی بے حرمتی کا قصد کیا وہ مثل ابرہۃ الاثرم تباہ وبرباد ہوا۔ انہیں نشانیوں میں مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا بیان فرمایا گیا۔ (مدارک، خازن، تفسیر احمدی)

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ۔ بے شک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں کے واسطے۔

یعنی گھر جو اللہ تعالیٰ عزوجل نے انسانوں کا قبلہ مقرر فرمایا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مسجد جو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لئے اول اول مقرر فرمائی جیسا کہ ارشاد ہے۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ۔ یعنی وہ مسجد جن میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا جائے۔

بیت سے مراد مسجد ہے لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ بے شک وہی بیت ہے جو مکہ میں ہے عرب با کو میم اور میم کو با سے بدل لیتے ہیں جیسے نمیط کا نبیط۔ لازم کا لازب۔

بکہ ب سے وہ جگہ ہے جہاں بیت اللہ ہے جو طواف کی جگہ ہے۔ مکہ کو بکہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں انسانوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ بک کے معنی ازدحام کے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ وہاں بڑے بڑے سرکش متکبروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ جو بری نیت سے آیا اس کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ذلیل وخوار کیا۔ حتیٰ کہ نیست ونابود کیا جیسے تبع اول حمیری اور ابرہۃ الاثرم وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ مکہ وبیت اللہ شریف

حضرت عبداللہ بن عمر سے مجاہد رحمہم اللہ فرماتے ہیں زمین وآسمان پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے اس بیت کو پیدا کیا یہ

www.waseemziyai.com

پانی پر چمکتا ہوا جھاگ تھا پھر زمین نیچے بچھا دی گئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک بیت تھا جس کا نام ربیعت المعمور تھا فرشتوں کو اس بیت کے طواف کا حکم تھا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسی نقشہ کا اتنا ہی بڑا ایک بیت زمین پر بنائیں فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس قبل بنایا اور فرشتے اس کا حج کرتے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تو فرشتوں نے بشارت دی کہ آپ کا حج مبرور و مقبول ہے۔ ہم آپ سے دو ہزار سال پہلے حج کر چکے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اول ہونے سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو انبیاء میں پہلے پہل بنایا۔ (تاریخ مکہ)

بعض نے شرافت کے اعتبار سے اول ہونا قرار دیا نہ کہ زمانہ کے لحاظ سے۔

بعض کا قول ہے یہی پہلا بیت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور طوفان نوح کے زمانہ میں اٹھا لیا گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ بے نشان ہو گیا تھا پھر حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تعمیر کیا پھر قبیلہ جرہم اور عمالقہ نے پھر قریش نے تعمیر کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تعمیر کا ارادہ کر چکے تو اس کی بنیادوں کا پتہ نہیں چلتا تھا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایک ہوا چلائی جس کو ریح الحجوج کہتے تھے اس کے دو پر تھے ایک سر تھا۔ اس ہوا نے چاروں طرف سے بنیادوں کو صاف کر دیا۔ اور بنیادیں معلوم ہو گئیں اسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر شروع کر دی۔

مُبٰرَكًا۔ برکت والا۔ ثواب کا زیادہ باعث ہے کیونکہ بعض عبادتیں بیت اللہ کے ساتھ خاص ہیں جیسے طواف، عمرہ، حج وغیرہ۔

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ منت مانے کہ دو رکعت مسجد حرام میں ادا کرے گا تو اس کی منت دوسری جگہ پوری نہ ہوگی جب تک کہ وہ مسجد حرام میں ہی ادا نہ کرے۔

هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ سیدھا راستہ ہے تمام جہان والوں کے لئے۔

مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ۔ ایک پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کی۔ اس پتھر میں آپ علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان ہیں۔ فقیر نے الحمد للہ زیارت کا شرف حاصل کیا۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ جو شخص اس بیت اللہ مبارک میں داخل ہو جائے اس کو امن ملا۔

جو قاتل قتل کرنے کے بعد حرم میں داخل ہوگا اس کو قتل نہ کیا جائے گا۔

حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم میں پاؤں تو اسے ہاتھ نہ لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ باہر آئے۔

حضرت امام ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو حرم میں آ گیا وہ امن میں آ گیا اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی مفصل بحث **لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ** میں بیان ہو چکی ہے۔

www.waseemziyai.com

زمانہ جاہلیت میں بھی عرب ایک دوسرے کو قتل کر کے حرم میں آ جاتے تو اس کو بالکل نہ چھیڑتے اکثر مفسرین نے اس کا ذکر فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مکہ یا مدینہ میں انتقال کیا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر علیہم رضوان سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن ابوبکر و عمر کے درمیان اٹھوں گا پھر بقیع غرقد کی طرف جاؤں گا پھر وہاں کے دفن ہونے والے میرے ساتھ ہوں گے پھر مکہ والوں کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے آملیں گے۔ سبحان اللہ۔ اللہ عزوجل مدینہ منورہ کی موت عطا کرے۔ آمین۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ۔ اور اللہ کیلئے لوگوں پر فرض ہے۔ ناس سے مراد۔ آزاد۔ عاقل بالغ۔ دولتمند ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نابالغ نے حج کیا اور حج کے بعد بالغ ہوا تو اس پر دوبارہ حج فرض ہے۔

حِجُّ الْبَيْتِ۔ اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا۔

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ٹھہرنے کا اور کعبۃ اللہ کے طواف کا اس کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے۔

حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔ عمر میں ایک بار حج فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ کی توحید اور معبود ہونے پر گواہی دینا اور اللہ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا، نماز کا ادا کرنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود حج ترک کر دے تو ہم اس سے جہاد کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ لہٰذا حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال یا رسول اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ انہوں نے تین بار یہ کلمہ دہرایا تو ارشاد فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا فرمایا جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو اگلی امتیں انبیاء کی مخالفت میں ہلاک ہوئیں لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے کہ اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا ہاں ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج اور عمرہ فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے۔

www.waseemziyai.com

جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو کیونکہ مستطیع پر ہی حکم لگایا گیا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حج کے واجب ہونے کی شرط یہ بھی ہے کہ راستہ میں امن ہو۔ صحت کا ہونا بھی شرط ہے اگر کوئی شخص ضعیف یا اپاہج ہے تو وہ دوسرے کو اپنی طرف سے حج کے لئے بھیج سکتا ہے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عرب کی بول چال میں فُلَانٌ یَسْتَطِیْعُ بِنَاءَ دَارِہٖ۔ فلاں شخص کو اپنا گھر بنانے کی استطاعت ہے مستعمل ہے اگرچہ وہ خود نہیں بنا سکتا بلکہ مال اور مزدوروں سے بنائے گا تو اس دلیل سے ثابت ہوا کہ اگر اپاہج صاحب مال ہے تو اس پر حج واجب ہے دوسرے سے کرالے۔

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ۔ جو منکر ہوا وجوب حج کا۔

حضرت سعید بن منصور نے عکرمہ علیہم رضوان سے نقل کیا کہ جب یہ آیت وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا نازل ہوئی تو یہود نے کہا ہم تو مسلمان ہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں پر تو حج بیت اللہ فرض ہے تو انہوں نے کہا ہم پر حج فرض نہیں تو یہ حکم ہوا۔

اور سعید بن منصور اور ابن جریر نے ضحاک علیہم رضوان سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مذاہب کو جمع فرما کر خطبہ دیا اور فرمایا تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے تمہیں حج کرنا چاہئے تو سوائے مسلمانوں کے۔ مشرکین۔ یہود۔ عیسائی۔ صابئین۔ مجوس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی محترم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہرہ مانع ہوئی نہ بادشاہ ظالم نہ مرض پھر بغیر حج کئے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (ترمذی)

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ تو بے شک اللہ بے نیاز ہے جہان سے۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

فرما دیجئے اے کتابیو! اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے فرما دیجئے اے اہل کتاب کیوں اللہ کی راہ سے روکتے ہو اسے جو ایمان لائے چاہتے ہو اسے ٹیڑھا کرنا اور تم اس پر گواہ ہو اور اللہ تمہارے کرتوت سے بے خبر نہیں۔

بعض آیات لفظ قل سے شروع فرمائی جاتی ہیں تا کہ ان کے مضامین کی اہمیت کا اظہار ہو جائے کہ اے محبوب یہ بات صرف آپ کو فرمانے کا حق ہے۔

لفظ یا پکارنے اور ندا کے لئے ہے۔ پکارنا کبھی اظہار کرم کے لئے ہوتا ہے اور کبھی غافلوں کو بیدار کرنے کے لئے اور کبھی اظہار غضب کے لئے۔

یہاں اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ماں گروہوں کے سمجھ بوجھ والے ہیں۔ (خازن)

www.waseemziyai.com

لِمَ تَكْفُرُوْنَ۔ لِمَ حرف استفہام ہے۔ کفر کے معنی انکار کے ہیں۔

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ۔ آیات۔ آیۃ کی جمع ہے۔ آیتوں سے مراد اللہ کی قائم کردہ نشانیاں ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ یہاں علمائے اہل کتاب سے خطاب ہے۔

لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ صد بمعنی روکنا۔ اسلام سے پھرنا۔ سبیل وہ رستہ ہے جو مسافروں کو اپنے میں لے لے۔ قرآن حکیم میں سبیل اللہ ان عقائد و اعمال کو کہا جاتا ہے جو نجات کا ذریعہ ہوں۔

مَنْ اٰمَنَ۔ اس سے مراد وہ نومسلم ہیں جن کے دلوں میں اسلام پختہ نہ تھا۔ یہودی ان کے دلوں میں شبہات ڈالتے تھے وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ہماری کتاب میں حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نعت نہیں اے کتابیو! تم ان لوگوں کو اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو جو مائل باسلام ہیں۔

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا۔ تبغون۔ بغی سے بنا اس کے معنی تلاش کرنا ہے۔ عِوَجًا اس کے معنی ٹیڑھا پن ہے۔ (خازن) وہ ٹیڑھا پن جو آنکھوں سے دیکھا جائے جیسے دیوار وغیرہ۔ یعنی اے یہود یو تم ٹیڑھے رہ کر راہ حق ڈھونڈتے ہو۔

وَاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۔ اور تم مشاہدہ کرنے والے ہو۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ۔ اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری باطنی اعمال سے باخبر ہے۔

ایمان والوں کو اسلام سے روکنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے حضور ﷺ کی نعت و صفت جو توریت و انجیل میں ہے اسے چھپا کر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ توریت و انجیل میں صاف موجود ہے کہ اس کو جو دین پسند ہے وہ صرف دین اسلام ہے۔ اب آگے ان یہودیوں کی سازباز اور سازشوں کا تذکرہ فرما کر مسلمانوں کو ان سے ہوشیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اے ایمان والو! اگر تم نے پیروی کر لی اس فریق کی جنہیں کتاب دی گئی تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کفر کی طرف لوٹا لیں گے۔ اور تم کیسے کفر کرو گے باآنکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اللہ کا رسول تشریف فرما ہے اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو وہ ضرور سیدھی راہ دکھایا گیا۔

شان نزول

قبیلہ اوس اور خزرج کے اندر اسلام سے قبل سخت دشمنی اور عداوت تھی۔ حتیٰ کہ ان کی لڑائی جو نصف صدی تک رہی مشہور ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی پاک تعلیم سے انہیں سرفراز کیا تو اس کی برکت سے یہ دونوں قبیلے آپس میں بعد از اسلام باہم شیر و شکر ہوئے کہ لوگ ان کی اتحاد و اتفاق کی قسمیں کھاتے تھے

www.waseemziyai.com

ایک روز ایک مجلس میں دونوں قبیلوں کے لوگ بیٹھے ہوئے باہمی انس ومحبت کی باتیں کر رہے تھے کہ شاس بن قیس یہودی جو زبردست دشمن اسلام تھا اس طرف سے گزرا اور ان کے باہمی ربط وضبط کو دیکھ کر جل گیا اور دل میں کہنے لگا جب یہ لوگ آپس میں خلا ملا رہیں گے تو ہماری گزر مشکل ہوگی۔ سوچ کر ایک فتنہ پرور جوان یہودی کو مقرر کیا۔ کہ وہ ان کی مجلس میں نشست وبرخاست کر کے ان کی پچھلی جنگوں اور دشمنوں کے تذکرے دہرائے اور گزشتہ شاعری کے اشعار سنائے جس میں ہر قبیلہ اپنی مدحت میں اور دوسروں کی مذمت میں سب کچھ کہہ گیا ہے۔

چنانچہ اس جوان یہودی نے ایسا ہی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس شر انگیزی نے اثر کیا۔ دونوں قبیلے طیش میں آ گئے۔ حتیٰ کہ ہتھیار اٹھ گئے۔ قریب تھا کہ باہمی خونریز جنگ شروع ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی۔ حضور ﷺ مہاجرین کو ساتھ لے کر تشریف لائے اور فرمایا۔

اے مسلمانو! یہ کیا زمانہ جہالت کی حرکات ہیں با آنکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی عزت دی اور جہالت کی بلا سے نجات بخشی۔ تم میں الفت ومحبت اور نرمی پیدا فرمائی تم پھر زمانہ کفر کی جہالت کی طرف لوٹ رہے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے ان کے دلوں پر اثر کیا اور وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی شیطان کی فریب کاری کا اثر تھا۔ کسی خبیث نے اپنی خباثت سے یہ مکر گانٹھا تھا۔ انہوں نے علی الفور ہاتھوں سے ہتھیار ڈال دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے مل گئے۔ تو ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقاتل بن حبان کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اوس اور خزرج باہمی جھگڑتے رہتے تھے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان میں صلح کرا دی۔ ان میں دو شخص ایسے تھے جنہوں نے فخریہ باتیں کرنی شروع کر دیں۔

قبیلہ اوس میں سے ثعلبہ بن غنم اور خزرج میں سے اسید بن زرارہ۔ اوسی نے باہمی تکرار میں کہا ہم میں جلیل القدر ہوئے ہیں جیسے حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ۔ عاصم بن ثابت وغیرہ۔ خزرجی نے کہا ہم میں چار ایسے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو حفظ کیا۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور ابوزید۔ ان میں سعد بن عبادہ ہیں جو انصار کے خطیب ہیں۔

ان دونوں میں بات بڑھ گئی۔ اشعار میں جذبات بھڑک گئے اور ہتھیار نکل آئے۔ خونریزی ہونے والی تھی کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

اگلی آیات میں استقامت اور اعتصام بحبل اللہ کی ہدایت ہے جو رکوع نہم میں آتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے ڈرنے کا حق اور نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ

اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر اور فرقہ فرقہ نہ ہو اور یاد کرو اس نعمت الٰہی کو جو تم پر ہوئی۔ جب تھے تم آپس کی دشمنی میں تو ملاپ کر دیا تمہارے دلوں میں تو صبح تم

www.waseemziyai.com

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

نے کی اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو کر اور تھے تم اوپر ایک غار کے کنارے دوزخ کے تو بچا لیا تمہیں اس سے ایسے ہی ظاہر فرماتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی نشانیاں تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور ہونا چاہئے تم میں ایک گروہ کہ بلائے بھلائی کی طرف حکم کرے اچھی بات کا اور منع کرے بری سے اور یہی لوگ ہیں مراد کو پہنچے ہوئے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

اور نہ ہو ان جیسے جو پھٹ گئے اور آپس میں مختلف ہو گئے بعد اس کے کہ آ چکی تھیں ان کے پاس نشانیاں یہی وہ ہیں کہ ان کے لئے زبردست عذاب ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

جس دن کچھ منہ اجلے ہوں اور کچھ کالے تو جن کے منہ کالے ہوئے کیا تم کافر ہوئے بعد ایمان کے تو چکھو عذاب اس کا جس میں تھے تم کافر۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور وہ جن کے اجلے ہوئے منہ وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

یہ آیتیں اللہ کی ہیں کہ ہم پڑھتے ہیں تم پر صحیح اور اللہ ارادہ نہیں فرماتا تم پر ظلم کا۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	اتَّقُوْا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے	حَقَّ۔حق	تُقٰتِهٖ۔اس کے ڈرنے کا	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَمُوْتُنَّ۔مرو تم	اِلَّا۔مگر	وَ۔اس حال میں کہ
اَنْتُمْ۔تم	مُّسْلِمُوْنَ۔فرمانبردار ہو	وَ۔اور	اعْتَصِمُوْا۔تھام لو
بِحَبْلِ۔رسی	اللّٰهِ۔اللہ کی	جَمِيْعًا۔سب مل کر	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَفَرَّقُوْا۔فرقے فرقے ہو	وَ۔اور	اذْكُرُوْا۔یاد کرو
نِعْمَتَ۔نعمت	اللّٰهِ۔اللہ کی	عَلَيْكُمْ۔اوپر اپنے	اِذْ۔جب کہ

www.waseemziyai.com

كُنْتُمْ۔ تھے تم
قُلُوْبِكُمْ۔ تمہارے دلوں کے
اِخْوَانًا۔ بھائی بھائی بن کر
شَفَا۔ کنارے
نے تم کو
اللّٰهُ۔ اللہ
تَهْتَدُوْنَ۔ راہ پاؤ
اُمَّةٌ۔ ایک جماعت
وَ۔ اور
يَنْهَوْنَ۔ روکیں
هُمُ۔ وہ جو
تَكُوْنُوْا۔ ہو جاؤ
اخْتَلَفُوْا۔ اختلاف کیا
الْبَيِّنٰتُ۔ نشانیاں
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
وُجُوْهٌ۔ کئی چہرے
فَاَمَّا۔ پھر وہ
اَ۔ کیا
فَذُوْقُوا۔ تو چکھو
تَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے
اِبْيَضَّتْ۔ سفید ہوں گے
اللّٰهِ۔ خدا میں ہوں گے
تِلْكَ۔ یہ
عَلَيْكَ۔ تجھ پر
اللّٰهُ۔ اللہ
وَ۔ اور
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے

اَعْدَآءً۔ دشمن
فَاَصْبَحْتُمْ۔ تو صبح کی تم نے
وَ۔ اور
حُفْرَةٍ۔ گڑھے
مِنْهَا۔ اس سے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
وَ۔ اور
يَدْعُوْنَ۔ جو بلائیں
يَاْمُرُوْنَ۔ حکم دیں
عَنِ الْمُنْكَرِ۔ برائی سے
وَ۔ اور
الْمُفْلِحُوْنَ۔ مراد کو پہنچے
كَالَّذِيْنَ۔ ان کی طرح جو
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد
وَ۔ اور
عَظِيْمٌ۔ بڑا
وَّ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ جن کے
كَفَرْتُمْ۔ تم نے کفر کیا
الْعَذَابَ۔ عذاب
وَ۔ اور
وُجُوْهُهُمْ۔ ان کے چہرے
هُمْ۔ وہ
اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں
بِالْحَقِّ۔ صحیح صحیح
يُرِيْدُ۔ چاہتا
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور

فَاَلَّفَ۔ تو ملا دیا اس نے
بِنِعْمَتِهٖٓ۔ اس کے احسان سے
كُنْتُمْ۔ تھے تم
مِّنَ النَّارِ۔ آگ کے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
اٰيٰتِهٖ۔ اپنی آیتیں
لِتَكُنْ۔ چاہئے کہ ہو
اِلَى۔ طرف
بِالْمَعْرُوْفِ۔ بھلائی کا
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد
وَ۔ اور
يَّوْمَ۔ جس دن
تَسْوَدُّ۔ سیاہ ہوں گے
اسْوَدَّتْ۔ سیاہ ہوں گے
بَعْدَ۔ بعد
بِمَا۔ بدلہ اس کا جو
اَمَّا۔ پھر
فَفِيْ۔ تو وہ
فِيْهَا۔ اس میں
اللّٰهِ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
ظُلْمًا۔ ظلم کرنا
مَا۔ جو کچھ
مَا۔ جو کچھ
اِلَى۔ طرف

بَيْنَ۔ درمیان
عَلٰى۔ اوپر
فَاَنْقَذَكُمْ۔ تو بچا لیا اس
يُبَيِّنُ۔ بیان کرتا ہے
لَعَلَّكُمْ۔ تا کہ تم
مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
الْخَيْرِ۔ بھلائی کی
وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہی ہیں
لَا۔ نہ
وَ۔ اور
جَآءَهُمُ۔ آئیں ان کے پاس
لَهُمْ۔ ان کے لئے
تَبْيَضُّ۔ روشن ہوں گے
وُجُوْهٌ۔ کئی چہرے
وُجُوْهُهُمْ۔ چہرے
اِيْمَانِكُمْ۔ اپنے ایمان کے
كُنْتُمْ۔ تھے تم
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
رَحْمَةِ۔ رحمت
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
نَتْلُوْهَا۔ پڑھتے ہیں ہم ان کو
مَا۔ نہیں
لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں پر
فِيْ۔ میں
فِيْ۔ میں
اللّٰهِ۔ اللہ کی

MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

تُرْجَعُ۔ پھیرے جاتے ہیں الْاُمُوْرُ۔ سب کام

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۚ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو۔ آپس میں تفرقہ نہ کرو اور اللہ کا احسان یاد کرو جو اس نے تم پر کیا جب تم میں آپس میں دشمنی تھی اور تم میں الفت و محبت ڈالی تو اس کے فضل سے صبح کی تم نے آپس میں بھائی ہو کر اور تم ایک کنارے پر جہنم کے گڑھے کے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا یونہی اللہ تمہیں اپنی آیتیں فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اتَّقُوا۔ وَقٰی سے بنا اس کے معنی ہیں بچنا۔ اتَّقُوا کے معنی ہیں خوب بچو ایمان کے بغیر تقویٰ حاصل ہونا مشکل ہے جس طرح جڑ کے بغیر شاخیں پھل پھول مشکل ہے۔

حَقَّ تُقٰتِهٖ۔ جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہئے اللہ تعالیٰ عزوجل سے اتنا ہی ڈرو۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اور نہ مرنا مگر مسلمان یعنی موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ۔ عربی میں حبل رسی کو کہتے ہیں لیکن خاص رسی جو موٹی اور مضبوط ہوتی ہے۔

اِعْتِصَامٌ بِحَبْلِ اللّٰهِ۔ کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں۔

بعض نے کہا اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ قرآن کریم حبل اللہ ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہی پر۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ سے جماعت مراد ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جماعت کو لازم پکڑو وہ حبل اللہ یعنی خدا عزوجل کی رسی ہے۔

اور فرقہ فرقہ ہونا ایسا کہ جس طرح یہود و نصاریٰ پھٹ گئے۔

ان آیات میں ان افعال و معتقدات کی ممانعت کی گئی جو مسلمانوں کے درمیان تفرق کا سبب ہوں طریقہ مسلمین مذہب اہل سنت ہے اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا تفرقہ ہے اور دین میں تفریق کرنا حرام ہے اور دین میں داخل ہونے سے وہ اختلاف و تفرقہ جو موجب بغض و عناد اور دشمنی کا سبب ہو وہ دور ہو جاتی ہے جیسا کہ اوس اور خزرج کی دشمنیاں ختم ہوئیں اور آپس میں دینی محبت پیدا ہو گئی۔

وَلَا تَفَرَّقُوْا۔ یہ فرق سے بنا اس کے معنی جدا جدا ہونا ہے۔ صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں یہاں تفرقہ سے مراد دینی تفرقہ ہے جس سے الفت و محبت جاتی رہتی فرمایا آپس میں بکھر نہ جاؤ۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔ یہاں نعمت سے مراد اتفاق اور اتحاد ہے جو تم کو اسلام کے صدقہ میں محبت و الفت ملی یہ بھی احسان عظیم ہے۔

www.waseemziyai.com

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ

جبکہ تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی تو تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

اسلام سے قبل عرب اور پوری قوم جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔شرک۔ بت پرستی۔کینہ۔عناد میں مبتلا تھے اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی رحمت سے ان میں ہدایت فرمائی اور رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف فرما ہوئے ان کے صدقہ میں ان کو نیکی وسعادت کی راہ دکھائی۔

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ اور تم دوزخ کے کنارے پر تھے یعنی آگ میں گرنے کے قریب تھے کہ کفر پر تمہاری موت ہو۔عربی میں شفا کنارے کو کہتے ہیں جیسے دریا کا کنارہ۔ شَفَاءٌ بیماری سے صحت کا ہونا یہ بھی مرض کا کنارہ ہے۔

حُفْرَةٍ۔دوزخ۔کنویں کی طرح گہری ہوتی ہے۔

مِّنَ النَّارِ۔دوزخ میں داخل ہو جاتے۔

فَاَنْقَذَكُمْ۔پس اللہ نے تم کو بچالیا۔یعنی ایمان کی دولت عطا فرمائی۔ ہلاکت سے بچانے کو انقاذ کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو تم میں بھیجا اور ان کی برکت سے تم کو دوزخ سے بچالیا۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں صاف صاف بیان کردیں تا کہ تم سیدھے راستہ پر آجاؤ۔ ہدایت سے مراد ہدایت پر قائم رہنا۔ترقی کرنا ہے۔

وہ لڑائی جو ایک سو بیس سال سے جاری تھی اور رات دن قتل وغارت کا بازار گرم تھا اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے حبیب پاک کے ذریعہ سب مٹادی اور انہیں آپس میں بھائی بھائی بنادیا اور وہ آگ جو عداوت کی بھڑک رہی تھی سرد کرادی۔جنگجو قبیلوں میں الفت ومحبت پیدا کردی اور اگر وہ باہمی اسلامی محبت پر نہ آتے تو جہنم میں ہی جاتے اور کفر کی وجہ سے عذاب شدید کے مستحق ہوتے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں دولت ایمانی عطا فرما کر ان پر احسان کیا۔اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ان میں محبت پیدا کردی۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے۔وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے اور اختلاف میں پڑ کر علیحدہ ہو گئے۔بعد اس کے کہ انہیں روشن نشانیاں آچکیں۔ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

وَلْتَكُنْ۔ کَانَ کا امر غائب ہے کَانَ یَکُوْنُ سے بنا اس کے معنی ہونا ہے۔

مِّنْكُمْ۔میں مِنْ تبعیض کا ہے کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اس لئے بھی من تبعیضیہ ہے کیونکہ

www.waseemziyai.com

ہر شخص اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے علم کا ہونا شرط ہے۔ نہی المنکر ہر شخص کے ذمہ ہے اس کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ اگر زبان سے نہ منع کر سکے تو دل سے ہی برا سمجھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جو کوئی فعل شریعت کے خلاف پائے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے مٹا دے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانے اور یہ اضعف ایمان ہے یعنی کمزوری ایمان ہے۔ (مسلم)

اُمَّةٌ۔ اصطلاح میں اس جماعت کو امت کہتے ہیں جو کسی نیک کام کا قصد کرے انبیاء علیہم السلام کی اتباع کرنے والوں کو امت کہتے ہیں۔

يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔ يَدْعُوْنَ۔ دعو سے بنا۔ اس کے معنی بلانا۔ دعوت دینا ہے۔ ایسی جماعت کا وجود ہر زمانے میں رہا ہے جو حتی الامکان کوشش کر کے لوگوں کو برائیوں سے روکتی ہے اور نیکی کی دعوت دیتی رہی ہے۔

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ اور اچھے کام کا حکم کریں اور برے کام سے روکیں۔

جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ خواہ وہ حرام ہوں یا مکروہ۔ اس آیت کریمہ میں امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر کی فرضیت اور اجماع امت کے حجت ہونے کی دلیل ہے۔ اہل سنت نے اسی سے اجماع کا استدلال کیا ہے۔ دعوت الی الخیر بھلائی اور نیکی کی دعوت تبلیغ کے ذریعہ لوگوں کو کرنا۔

امر بالمعروف نیکی کا حکم پھیلانا۔ عوام وخواص کو ہدایت کے رستہ پر ڈالنا۔

نہی عن المنکر برائی سے روکنا اور معاشرہ کی غلط رسومات کو حکماً بند کرنا۔ محض زبانی تبلیغ ہی جماعت کا کام نہیں بلکہ مسلمان حکام کا بھی فرض ہے کہ وہ پوری قوت سے نیکی کی حمایت اور برائیوں کا قمع قلع کریں۔

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا۔ برائیوں سے لوگوں کو روکنا بہترین جہاد ہے۔

حضرت جانشین اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو اپنے آپ کو سنبھالو۔ جب تم سیدھے راستہ پر آ جاؤ گے تو گمراہی تم کو نقصان نہ دے گی۔ تم یہ آیت پڑھتے ہو مگر سمجھتے نہیں میں نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے سنا ہے کہ حضور ارشاد فرماتے تھے کہ جب مسلمانوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ بری باتیں دیکھ کر ان کو مٹانے کی فکر نہ کریں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عام عذاب نازل فرمائے گا۔ (ترمذی)

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ مراد کو پانے والے یہی لوگ ہیں۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا ۔ اور تم نہ ہو ان جیسے جو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود کے اکہتر فرقے ہو گئے تھے۔ عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ چکے تھے ان میں ایک جنتی تھا۔

وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۔ اور وہ باہم اختلاف کرنے لگے اس کے بعد کہ آ چکے ان کے پاس صاف روشن احکام۔

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ یہی لوگ ہیں جو پختہ دلائل کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ جن کو بہت بڑا

www.waseemziyai.com

عذاب ہوگا۔ یہود و نصاریٰ کی طرح ایک دوسرے سے عناد و دشمنی کرنے کی ممانعت فرما کر اس کی سزا سنادی اور زمانہ جاہلیت کے دور تفریق سے روکا گیا اور فرمایا گیا کہ تمہیں ایسے لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہئے جنہوں نے آپس میں افتراق پیدا کیا۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ ۖ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٩﴾

جس دن کچھ منہ اجلے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔ تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے کیا تم ایمان لا کر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جن کے منہ اجلے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر پڑھتے ہیں سچائی سے اور اللہ جہان والوں پر ظلم نہیں چاہتا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا لوٹنا ہے۔

جن کے منہ کالے ہوں گے ان سے مراد یا تو تمام کفار ہیں۔ یا بقول حسن منافقین مراد ہیں۔ منافقین وہ ہیں جو زبان سے اظہار ایمان کریں اور دل سے منکر ہوں۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہل کتاب مراد ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد منکر ہو گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ مرتدین اسلام ہیں جو منحرف ہو گئے مسلمان ہو کر اور پھر گئے اور اجلے منہ والے اہل ایمان ہیں جو بعونہ تعالیٰ فرحاں و شاداں ہوں گے اور کفار جو عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ہیں۔ اور بلا ثبوت جرم عذاب دینا ظلم ہے۔ اس کے آگے اظہار ہو گیا وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ۔ اللہ تعالیٰ مخلوق پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

یہاں ظلم کے معنی وہ نہیں جو ہمارے ہاں مستعمل ہیں۔ اس کا ہر معاملہ عین حکمت کے موافق ہوتا ہے۔

ظلم کے لغوی معنی تاریکی نور ہے اصطلاح میں ستانے یا کسی چیز کو بے محل استعمال کرنے کو کہتے ہیں۔

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ۔ ما غیر عقل والی چیز کے لئے آتا ہے من عقل والی چیزوں کے لئے آتا ہے۔

وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔ إِلَى اللَّهِ کا تُرْجَعُ پر مقدم کرنا بیان حصر کے لئے ہے۔ امور سے مراد حاجتیں ہیں۔ تمام عالم کا سارا انتظام ہماری ہی طرف ہے۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی بھلائی کا حکم دیتے ہوئے اور برائی سے منع کرتے ہوئے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ ان میں کچھ مومن ہیں اور زیادہ بے حکمے کافر ہیں

www.waseemziyai.com

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

وہ کچھ تمہیں تکلیف نہ دے سکیں گے مگر یہی ستانا۔ اور اگر تم سے لڑیں تو پیٹھ پھیر جائیں گے۔ پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

مقرر کر دی گئی ان پر ذلت جہاں ہوں مگر اللہ کی رسی اور لوگوں کی رسی سے اور پھر گیا ان پر غضب اللہ سے اور مقرر ہو گئی ان پر محتاجی۔ یہ اس لئے کہ وہ تھے کفر کرتے اللہ کی آیتوں سے اور شہید کرتے نبیوں کو ناحق یہ اس لئے کہ نافرمان اور سرکش تھے

لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝

سب ایک سے نہیں کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں پڑھتے ہیں آیات الٰہی رات کی گہرائیوں میں اور سجدہ کرتے ہیں۔

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

ایمان لاتے ہیں اللہ اور آخر دن پر اور حکم کرتے ہیں بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں میں اور یہ لوگ نیک ہیں۔

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

اور جو بھلائی کریں تو ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ ڈرنے والوں کو جانتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

بے شک وہ جو کافر ہوئے ہرگز نہ بچائے گا انہیں ان کا مال اور نہ اولاد اللہ سے کچھ اور یہی لوگ جہنمی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

ان کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو جو پہنچے کھیتی پر اس قوم کی جو اپنے اوپر ہی ظلم کرتی ہے تو مار گئی اور اللہ نے نہیں ظلم کیا لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اے ایمان والو نہ پکڑو اپنا رازدار اپنے سوا وہ تمہاری برائی میں کمی نہ کریں گے وہ چاہتے ہیں جتنی ایذا تمہیں دیں۔ ظاہر ہے بغض ان کی باتوں سے اور جو چھپے میں سینے میں ہے بہت بڑا ہے ہم ظاہر کرتے ہیں نشانیاں اگر تمہیں عقل

www.waseemziyai.com

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

سنو۔ یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم ایمان لاتے ہو سب کتابوں پر اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوں تو تم پر چبا تے ہیں انگلیاں غصہ سے فرما دیجئے مر جاؤ اپنے غصہ کی جلن میں بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے سینے کی بات۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اگر تمہیں بھلائی پہنچے بری لگے انہیں اور اگر پہنچے تم کو تکلیف تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کئے رہو تو تمہیں نقصان نہ ہوگا اس کا مگر کچھ بے شک اللہ گھیرے ہوئے ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

لفظی ترجمہ

كُنْتُمْ۔ ہو تم	خَيْرَ۔ بہتر	اُمَّةٍ۔ امت	اُخْرِجَتْ۔ جو نکلے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے	تَاْمُرُوْنَ۔ حکم کریں	بِالْمَعْرُوْفِ۔ بھلائی کا	وَ۔ اور
تَنْهَوْنَ۔ منع کریں	عَنِ الْمُنْكَرِ۔ برائی سے	وَ۔ اور	تُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان رکھتے ہیں
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	اٰمَنَ۔ ایمان لاتے
اَهْلُ۔ اہل	الْكِتٰبِ۔ کتاب	لَكَانَ۔ تو ہوتا	خَيْرًا۔ بہتر
لَّهُمْ۔ ان کے لئے	مِنْهُمُ۔ ان میں سے	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ کچھ ایماندار ہیں	وَ۔ اور
اَكْثَرُ۔ اکثر	هُمُ۔ ان کے	الْفٰسِقُوْنَ۔ فاسق ہیں	لَنْ۔ ہرگز نہ
يَضُرُّوْ۔ نقصان دیں	كُمْ۔ تمہیں	اِلَّآ۔ مگر	اَذًى۔ ستانا
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	يُّقَاتِلُوْ۔ لڑائی کریں	كُمْ۔ تم سے
يُّوَلُّوْ۔ تو پلٹ جائیں	كُمْ۔ تم سے	الْاَدْبَارَ۔ پیٹھوں پر	ثُمَّ۔ پھر
لَا۔ نہ	يُنْصَرُوْنَ۔ مدد دیے جائیں	ضُرِبَتْ۔ مقرر ہوگئی	عَلَيْهِمُ۔ ان پر
الذِّلَّةُ۔ ذلت	اَيْنَ۔ جہاں ہوں	مَا۔ نہ	ثُقِفُوْٓا۔ پائیں امان
اِلَّا۔ مگر	بِحَبْلٍ۔ رسی	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی سے	وَ۔ اور
حَبْلٍ۔ رسی	مِّنَ النَّاسِ۔ لوگوں کی سے	وَ۔ اور	بَآءُوْا۔ چھا گیا ان پر
بِغَضَبٍ۔ غضب	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کا	وَ۔ اور	ضُرِبَتْ۔ مقرر ہو گیا
عَلَيْهِمُ۔ ان پر	الْمَسْكَنَةُ۔ فقر و فاقہ	ذٰلِكَ۔ یہ	بِاَنَّهُمْ۔ اس وجہ میں

www.waseemziyai.com

كَانُوا۔ کرتے تھے وہ
وَ۔ اور
حَقٍّ۔ حق کے
وَّ۔ اور
سَوَآءً۔ برابر
قَآئِمَةٌ۔ قائم ہے
اٰنَآءَ۔ گھڑیوں
يَسْجُدُوْنَ۔ سجدہ کرتے ہیں
الْيَوْمِ۔ دن
بِالْمَعْرُوْفِ۔ بھلائی کا
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
فَلَنْ۔ تو ہرگز
عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے
كَفَرُوْا۔ کفر کریں
اَمْوَالُهُمْ۔ ان کے مال
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
اَصْحٰبُ النَّارِ۔ آگ والے
مَثَلُ۔ مثال
هٰذِهِ۔ اس
رِيْحٍ۔ ہوا ہو
حَرْثَ۔ کھیتی
فَاَهْلَكَتْهُ۔ تو اس کو ہلاک کر دیا
اللّٰهُ۔ اللہ نے
يٰۤاَيُّهَا۔ اے
تَتَّخِذُوْا۔ پکڑو
يَاْلُوْنَكُمْ۔ کمی کرتے تمہاری

يَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے
يَقْتُلُوْنَ۔ شہید کرتے
ذٰلِكَ۔ یہ
كَانُوْا۔ تھے
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ کتاب والے
يَتْلُوْنَ۔ پڑھتے ہیں
اٰيٰتِ۔ آیات
الَّيْلِ۔ رات میں
يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں
الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر
وَ۔ اور
يُسَارِعُوْنَ۔ دوڑتے ہیں
اُولٰٓئِكَ۔ یہ ہیں
مَا۔ جو کچھ
يُكْفَرُوْهُ۔ ضائع نہ ہو
بِالْمُتَّقِيْنَ۔ متقیوں کو
لَنْ۔ ہرگز نہ
وَ۔ اور
شَيْـًٔا۔ کچھ
هُمْ۔ وہ
فِيْهَا۔ اس میں
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں
الْحَيٰوةِ۔ زندگی
فِيْهَا۔ اس میں
قَوْمٍ۔ اس قوم کو جنہوں نے
وَ۔ اور
لٰكِنْ۔ لیکن
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
بِطَانَةً۔ رازدار
خَبَالًا۔ تباہی میں

بِاٰيٰتِ۔ آیات
اَلْاَنْۢبِيَآءَ۔ انبیاء کو
بِمَا۔ اس لئے کہ
يَعْتَدُوْنَ۔ سرکش
اُمَّةٌ۔ ایک جماعت
اٰيٰتِ۔ آیات
وَ۔ اور
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
وَ۔ اور
يَنْهَوْنَ۔ روکتے ہیں
فِي۔ میں
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ نیکوں میں سے
يَفْعَلُوْا۔ کریں
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
اِنَّ۔ بے شک
تُغْنِيَ۔ کام آئے
لَا۔ نہ
وَ۔ اور
شَيْـًٔا۔ کچھ
فِيْهَا۔ اس میں
يُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کریں
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
صِرٌّ۔ پالا ہو
ظَلَمُوْٓا۔ ظلم کیا
مَا۔ نہ
اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جان پر
اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جان پر
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
مِّنْ دُوْنِكُمْ۔ اپنے سوا
وَ۔ اور

اللّٰهِ۔ الٰہی کا
بِغَيْرِ۔ بغیر
عَصَوْا۔ وہ نافرمان ہیں
لَيْسُوْا۔ نہیں سب
اُمَّةٌ۔ ایک جماعت
اللّٰهِ۔ الٰہی
هُمْ۔ وہ
وَ۔ اور
يَاْمُرُوْنَ۔ حکم دیتے ہیں
عَنِ الْمُنْكَرِ۔ برائی سے
الْخَيْرٰتِ۔ بھلائی کے
مِنْ خَيْرٍ۔ بھلائی
اللّٰهُ۔ اللہ
الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
عَنْهُمْ۔ ان کے
اَوْلَادُهُمْ۔ ان کی اولاد
اُولٰٓئِكَ۔ یہی ہیں
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں
فِيْ۔ میں
كَمَثَلِ۔ اس کی سی ہے کہ
اَصَابَتْ۔ پہنچے
اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جان پر
ظَلَمَهُمْ۔ ظلم کیا ان پر
يَظْلِمُوْنَ۔ ظلم کرتے ہیں
لَا۔ نہ
لَا۔ نہیں
وَدُّوْا۔ پسند کرتے ہیں

www.waseemziyai.com

مَا۔ جو
الْبَغْضَآءُ۔ دشمنی
مَا۔ جو
قَدْ۔ بے شک
اِنْ۔ اگر
اُولَآءِ۔ جو ہو
یُحِبُّوْنَكُمْ۔ چاہتے وہ تم کو
كُلِّهٖ۔ سب پر
قَالُوْٓا۔ کہتے ہیں
خَلَوْا۔ اکیلے ہوں
مِنَ الْغَيْظِ۔ غصہ سے
اِنَّ۔ بے شک
باتیں
تَسُؤْ۔ بری لگتی ہے
تُصِبْكُمْ۔ پہنچے تم کو
وَ۔ اور
تَتَّقُوْا۔ پرہیزگاری کرو تو
كَيْدُ۔ مکر
اللّٰهَ۔ اللہ

عَنِتُّمْ۔ تم تکلیف پاؤ
قَدْ۔ بے شک
مِنْ اَفْوَاهِهِمْ۔ ان کے مونہوں سے
تُخْفِيْ۔ چھپاتے ہیں
صُدُوْرُهُمْ۔ ان کے سینے
بَيَّنَّا۔ ہم نے بیان کیں
لَكُمُ۔ تمہارے لئے
كُنْتُمْ۔ تم
تَعْقِلُوْنَ۔ سمجھو
تُحِبُّوْنَهُمْ۔ ان کو چاہتے ہو
وَ۔ اور
تُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہو تم
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے
عَضُّوْا۔ تو چبائیں
قُلْ۔ کہو
اللّٰهَ۔ اللہ
عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے
تَمْسَسْكُمْ۔ پہنچے تمہیں
وَ۔ اور
هُمْ۔ ان کو
سَيِّئَةٌ۔ برائی
اِنْ۔ اگر
لَا۔ نہ
هُمْ۔ ان کا
بِمَا۔ جو کچھ

بَدَتِ۔ ظاہر ہوگئی
وَ۔ اور
اَكْبَرُ۔ وہ بہت بڑا ہے
الْاٰيٰتِ۔ آیتیں
هَآاَنْتُمْ۔ یہ تم
لَا۔ نہیں
بِالْكِتٰبِ۔ کتابوں
لَقُوْكُمْ۔ تم سے ملتے ہیں
اِذَا۔ جب
اِذَا۔ جب
الْاَنَامِلَ۔ انگلیاں
بِغَيْظِكُمْ۔ اپنے غصے میں
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے کی
حَسَنَةٌ۔ بھلائی تو
اِنْ۔ اگر
بِهَا۔ اس سے
وَ۔ اور
كُمْ۔ تم کو
اِنَّ۔ بے شک
مُحِيْطٌ۔ گھیرنے والا ہے

مختصر تفسیر بارہواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

تم ہو بہترین امت جو لوگوں میں نکلے حکم کرے بھلائی کا اور منع کرے برائی سے اور ایمان رکھے اللہ پر اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا۔ ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ بے حکمے کافر۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام امتوں میں بہترین امت قرار دیا۔ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام میں افضل ہیں اسی طرح آپ کی امت تمام امتوں میں افضل اور برتر ہے۔ ان کو جامع شریعت عطا فرمائی گئی۔

خَيْرَ اُمَّةٍ۔ تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ خَيْرَ اُمَّةٍ میں اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے۔

اُخْرِجَتْ۔ جو پیدا کی گئی۔

www.waseemziyai.com

لِلنَّاسِ میں۔ لوگوں کے لئے ایسے لوگ بہترین امت ہیں جو لوگوں کی ہدایت کے لئے وجود میں آئے۔

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ اچھے کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس امت خیر الامم میں شامل ہو اسے چاہئے کہ اس شرط کو پورا کرے یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ۔

شان نزول

یہودیوں میں مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ علیہم رضوان سے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں اور ہم تمہارے دین سے باعتبار دین تم سے بہتر ہیں اس لئے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے تم ہمیں اپنے دین میں آنے کی دعوت کیوں دیتے ہو۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا لَا تَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ اور اللہ کا ید قدرت جماعت پر ہے فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔ جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ۔ اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب یعنی یہودی اور نصاریٰ۔

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ۔ ان کے لئے بہتر تھا۔

مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ بعض ان میں سے ایمان والے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام یا نجاشی رضی اللہ عنہما وغیرہ۔ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر تم ایمان لے آتے تو تمہارے حق میں بہتر تھا اس طرح تم بھی خیر الامم میں شامل ہو سکتے تھے۔

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اور ان میں اکثر نافرمان ہیں۔ حق واضح ہو جانے کے باوجود نافرمانی پر اڑے رہے۔

آگے مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ ان کی جماعت سے نہ گھبراؤ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے مگر یہی کہ ستائیں اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے۔ پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

یعنی زبانی طعن و تشنیع سے انواع و اقسام کی دھمکیوں سے ستالیں ورنہ اس سے زیادہ ان کو کچھ ہمت نہیں۔ اللہ عزوجل کا یہ وعدہ ہے بشرطیکہ تم اپنے کو صحیح معنوں میں خیر الامم ثابت کرو۔

شان نزول

یہود میں سے جو لوگ اسلام لے آئے تھے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی علیہم رضوان تو روسا یہود ان کے اسلام لانے کی وجہ سے دشمن ہو گئے انہیں ایذا دینے کی فکر رہنے لگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور انہیں مطمئن کیا کہ زبانی بکواس کے سوا وہ کسی کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ آخر غلبہ مسلمانوں کو ہی رہے گا اور یہود کے لئے انجام کار ذلت و رسوائی ہے۔

قرآن کریم کی یہ پیشگوئی حرف بحرف ثابت ہوئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں اہل کتاب کا برا حشر

www.waseemziyai.com

ہوا جہاں کہیں مقابلہ ہوا شکست کھا کے بھاگے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

مقرر کر دی گئی ان پر ذلت و رسوائی جہاں ہوں امان نہ پائیں مگر اللہ کی ذمہ اور آدمیوں کی ذمہ سے اور سزاوار ہو گئے غضب الٰہی کے اور مقرر ہو گئی ان پر محتاجی یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے ہیں یہ اس لئے کہ نافرمان اور سرکش ہیں۔

ضُرِبَتْ۔ ماری گئی۔ عربی میں یہ لفظ مارنے چلنے۔ مسلط کرنے۔ بیان کرنے کے معنی میں آتا ہے یہاں مسلط کر دینے کے معنی میں آیا ہے۔

الذِّلَّةُ۔ ذلت۔ خواری و رسوائی کے معنی ہیں۔

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی رسی یا عہد یعنی جب تک یہ لوگ اللہ عزوجل کے فرامین پر عمل پیرا نہ ہوں گے ذلت ان سے دور نہ ہوگی۔

حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ۔ لوگوں کا عہد۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جب تک دوسری اقوام کی حمایت انہیں حاصل نہ ہوگی ذلت و خواری سے نجات نہ پائیں گے۔ حبل اللہ اور حبل الناس دونوں سے مراد ایک شے ہے۔

بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ انہوں نے غصہ کمایا یعنی اپنی غلط کاریوں بداعمالیوں کے سبب اللہ کے غضب کی لپیٹ میں آ گئے قہر الٰہی ان پر مسلط ہو گیا۔

بخل حرص میں مبتلا ہونا۔ کیونکہ بخیل مال خرچ کرنا نہیں چاہتا اور حریص مال کی کلفت میں پھنسا رہتا ہے۔ یہود کا یہی حال تھا وہ اکثر ذلت و مسکنت کے گڑھے میں ہیں۔ گویا یہود ہمیشہ ذلیل ہی رہیں گے۔ اسی کا یہ اثر ہے کہ آج تک یہود کو کہیں سلطنت میسر نہ آئی۔ فلسطین وغیرہ میں بھی اگر انگیریز نے بسایا تو بہ حیثیت رعایا اور وہ بھی رات دن خوفزدہ۔

ان کی ذلت اٹھ سکتی ہے تو بحبل اللہ یعنی دین الٰہی کی رسی تھامنے سے یا مسلمانوں کی پناہ لینے سے اور جزیہ دے کر امن میں آ جانے سے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ یہودی دولت مند ہونے کے باوجود غنی بالقلب آج تک نہ ہو سکے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کرام کو قتل کرتے اپنے کفر کی وجہ سے ناحق وہ ظالم ہیں جان بوجھ کر۔

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا۔ یہ کفر اور قتل اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے نافرمانیاں کیں۔ جان بوجھ کر۔

وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ اور وہ حد سے بڑھ گئے۔ عدوان انہوں نے اختیار کیا یعنی انہوں نے حدود الٰہی کو توڑ کر تجاوز کیا۔

آگے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب علیہم رضوان کو یہودیوں میں سے چھانٹ لیا اور ان کی عبادت و تقویٰ کی تعریف فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ

www.waseemziyai.com

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

سب یکساں نہیں۔ کتابیوں میں سے کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں۔ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گہرائیوں میں سجدہ کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ اور یوم آخرت پر اور بھلائی کا حکم کرتے ہیں۔ برائی سے منع کرتے ہیں اور سرعت سے دوڑتے ہیں نیک کاموں پر اور یہ لوگ نیک ہیں اور جو بھلائی کرے ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ جانتا ہے متقیوں کو۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ۔ ان سب کا حال یکساں نہیں۔ یہود ان برائیوں میں برابر نہیں۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

شان نزول

جب حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب علیہم رضوان ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم میں سے جو ایمان لائیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ۔ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کھڑے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ہدایت والا گروہ وہ ہے جو اللہ کے احکام کی پیروی میں مستعد ہیں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ قائمۃ کے معنی عادلۃ کے لیتے ہیں۔ یعنی راہ راست پر ہیں جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۔عطا کا قول ہے کہ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ سے چالیس مرد اہل نجران کے اور بتیس حبشہ کے آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے۔ پھر حضور پر ایمان لائے۔

حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے قبل اسعد بن زرارہ محمد بن سعد۔ عمرو بن سعد، ابوقیس بن حرب بن انس انصار میں سے تھے۔ یہ سب لوگ غسل جنابت کرتے تھے۔

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ۔ آیات الٰہی پڑھتے ہیں۔ آیات سے قرآن حکیم مراد ہے۔

اٰنَآءَ الَّيْلِ۔ رات کی تاریکی میں آیات تلاوت کرتے ہیں۔ اس سے مراد عشاء کی نماز ہے جو اہل کتاب نہیں پڑھتے تھے یا نماز تہجد ہے وہ سجدے کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات عشاء کی نماز کے وقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار ہو رہا تھا جب تہائی رات گزر گئی تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت تک انتظار کر رہے ہو۔ اس وقت تک سوائے تمہارے اور کوئی اس کا منتظر نہیں اگر میری امت پر اس وقت نماز پڑھنا دشوار نہ ہوتا تو میں اسی وقت پڑھا کرتا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موذن کو حکم دیا تکبیر ہوئی پھر نماز پڑھائی۔ (مسلم)

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ اور اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔

وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ۔ اور نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ مرض اور مایوسی والی تاخیر سے قبل جو نیک کام

www.waseemziyai.com

ہو سکے وہ کر لیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سر ہلا دینے والے بڑھاپے اور اچک لینے والی موت سے قبل جو نیک کام کر سکو وہ کر لو۔

وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ یہ لوگ۔ اس مبارک جماعت کی طرف اشارہ ہے جو ان صفات مذکورہ سے پورے متصف ہوں یعنی جن کے دل و جسم صالح ہو گئے۔

وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۔ اور جس قسم کی وہ نیکی کریں گے ہم اس کو ضائع نہ کریں گے اور نہ ہی اس کا ثواب کم کریں گے ان لوگوں کو تسلی دی کہ تمہارے عملوں کے بدلے ضرور ملیں گے جو نیکیاں کرو گے۔

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ۔ اور اللہ پرہیزگاروں کے حال سے خوف واقف ہے۔

آگے یہود کے مالدار لوگوں کے انجام کی خبر دی کہ ان کا مال اولاد انہیں عذاب آخرت سے نہیں بچا سکتا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١٦﴾

جو لوگ منکر ہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے یہاں ہرگز ان کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور یہی لوگ دوزخی ہیں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

كَفَرُوا۔ چونکہ کفار اپنے کاموں کو ذریعہ نجات اور بدکاریوں کو نیکی سمجھتے تھے اس لئے إِنَّ سے شروع کیا گیا۔ کفر کے معنی انکار ہے۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٧﴾

ان کی مثال اس ہوا کی سی ہے جو اس حیات دنیا میں خرچ کرے جس میں پالا ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ۔ اس کی مثال جو خرچ کرتے ہیں۔ کفار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں فخریہ خرچ کرنا۔ جیسا کے لڑائیوں میں خرچ کرتے ہیں یا بتوں پر چڑھاتے تھے۔

فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ۔ اس دنیا کی زندگی میں اس ہوا کی سی ہے جس میں بڑی سردی تھی۔ صر کے معنی سخت سردی کے ہیں۔ (قاموس)

عربی میں صر کے معنی ہیں مضبوط باندھنا یا شدت سے پکڑنا۔ قرآن حکیم میں عذاب کی ہوا کو ریح کہتے ہیں اور رحمت کی ہوا کو ریاح کہتے ہیں۔ یہاں عذاب کی ہوا مراد ہے اس لئے ریح ارشاد ہوا۔

أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۔ وہ ان لوگوں کے کھیت میں جا لگی جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے آخر کار اس ہوا نے اس کھیت کو تباہ و برباد کر دیا ہو۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ لوگ اپنے اوپر آپ ہی ظلم کر

www.waseemziyai.com

رہے ہیں۔

شانِ نزول

یہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ یہود کے رؤسا نے تحصیل ریاست و مال کی غرض سے حضور ﷺ کے ساتھ دشمنی کی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ان کے مال اور اولاد ان کے کچھ کام نہ آئیں گے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے معاملہ میں آئی۔ کیونکہ ابوجہل کو اپنی دولت اور مال پر بڑا فخر تھا۔ اور ابو سفیان نے بدر و احد میں مشرکین پر کثیر مال خرچ کیا تھا۔ اس کا جواب دیا گیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے لئے نازل ہوئی۔ ان سب کو بتایا گیا کہ تمہارے مال اولاد میں کچھ بھی تمہارے کام آنے والا نہیں اور عذاب الٰہی سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔

اور مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ میں جو تمثیل ہے وہ یہود کا وہ خرچ ہے جو اپنے علماء کے اوپر خرچ کرتے تھے۔

ایک قول میں ہے کہ اس سے کفار و مشرکین کے تمام صدقات و نفقات مراد ہیں۔

ایک قول ہے کہ ریاکاری اور دکھاوے سے خرچ کرنے والوں کی مذمت ہے۔

گویا ان کے اخراجات کو اس مثال سے رائیگاں دکھایا جس طرح برفانی ہوا جسے ڈھا بھی کہتے ہیں جب کھیتی پر پڑتی ہے تو تمام کھیتی برباد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کفر و نفاق اور ریا کے لئے صدقات کرنا اپنی نیکیوں کی کھیتی کو برباد کر دینے کے مترادف ہے۔

اب مسلمانوں کو کفار سے علیحدہ رہنے کی تعلیم ہے تاکہ مسلمانوں کی تنظیم مستحکم رہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اے ایمان والو۔ غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی خواہش ہے جتنی تمہیں ایذا دیں۔ بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو گیا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہوئے ہیں وہ بڑا ہے۔ تحقیق ہم نے ظاہر کیں تمہیں روشن نشانیاں اگر تمہیں عقل ہو۔

آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ کفار سے دوستی نہ کرو۔ محبت کے تعلقات نہ رکھو وہ تمہارا راز لے کر تمہیں نقصان ہی دیں گے۔

تَتَّخِذُوْا۔ اِتِّخَاذ سے بنا۔ اس کا مادہ اخذ ہے۔ اس کے معنی بنانا۔ پکڑ لینا۔

بِطَانَةً۔ بَطْنٌ سے بنا۔ اس کے معنی پیٹ ہے۔ اصطلاح میں اندرون کو بطانہ کہا جاتا ہے۔

مِنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۔ يَاْلُوْنَ۔ اَلْوٌ سے بنا۔ اس کے معنی کوتاہی۔ خبال وہ فساد ہے جو کسی جاندار میں اضطراب اور بے چینی پیدا کر دے یعنی وہ تمہاری برائی اور فساد میں کوئی کمی ہرگز نہیں کرتے۔

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۔ وَدُّوْا۔ ود سے بنا۔ بہت تمنا۔ آرزو۔ عَنِتُّمْ۔ اس کے معنی سخت مشقت و تکلیف میں پڑنا بہت پسند ہے۔

www.waseemziyai.com

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ۔ بَدَتْ۔ بَدْوٌ سے بنا اس کے معنی ظاہر ہونا۔

بَغْضَاءُ۔ بُغْضٌ۔ دشمنی کے معنی میں ہے۔ جیسے ضَرَّاءُ سے ضَرَّاء۔

اَفْوَاہ۔ فَمٌ کی جمع۔ اس کی اصل فوہٌ ہے اس کے معنی منہ دہان ہے۔

یہ یہود و منافقین کی دلی عداوت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مگر قدرتی طور پر ان کے منہ سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جس سے ان کے دل کی جلن کا پتہ لگ جاتا ہے۔

وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۔ تُخْفِیْ۔ اخفاء سے بناء اس کے معنی چھپانا۔ صُدُوْرُ۔ صدر کی جمع ہے۔ ان بدنصیبوں کے سینوں میں تمہاری عداوت کی آگ جل رہی ہے اس سے کہیں بہت زیادہ جوان کے منہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ۔ بَیَّنَّا۔ تَبْیِیْنٌ سے بنا۔ اس کا معنی خوب ظاہر کرنا ہے۔ یعنی اے مسلمانو! ہم نے تمہارے دشمنوں کی علامتیں واضح طور پر صاف صاف بیان فرما دیں۔

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ عقل بمعنی جاننا ہے اگر تمہیں عقل ہو تو ان کی باتوں میں نہ آؤ۔

شان نزول

بعض مسلمان یہود سے قرابت اور دوستی اور ہمسائیگی کے تعلقات کی بنا پر میل جول رکھتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ

کفار سے دوستی اور محبت کرنا انہیں اپنا رازدار بنانا شرعاً ممنوع ہے۔ ان کا حسد و عناد ان کے بیان زبان سے جو ظاہر ہوا وہ تو ہوا لیکن جو ان کے سینوں میں ہے وہ زبردست ہے۔ ان کی مخالفت و مخاصمت کی بناء دین سے مخالفت ہے وہ تمہاری کتاب کے اور تمہارے نبی ﷺ کے سخت دشمن ہیں۔ لہٰذا اگر عقل رکھتے ہو تو دشمن کو رازدار نہ بناؤ۔ پھر انہی میں سے منافقین کا حال ظاہر کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے اور کس فصاحت کے ساتھ بیان ہوا۔

هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾

سنو یہ جو تم ہو تو تم انہیں محبت سے چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے اور تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تنہا ہوں تو تم پر انگلیاں چباتے ہیں غصہ سے فرمادیجئے کہ مرجاؤ اپنے غضب کی آگ میں اللہ تمہارے سینوں کی جلن خوب جانتا ہے۔

ہا۔ حرف تنبیہ ہے جو غافل کو غفلت سے بیدار کرنے کے وقت استعمال ہوتا ہے۔ مسلمان کفار و منافقین کی چالوں سے بے خبر تھے اس لئے ہا فرمایا گیا۔ اَنْتُمْ سے صحابہ علیہم رضوان مخاطب ہیں۔

لَا یُحِبُّوْنَكُمْ۔ تم ان کی رشتہ داریوں کی وجہ سے محبت کرتے ہو مگر ان کو تم سے قطعاً محبت نہیں وہ تم کو دشمن سمجھتے ہیں۔

وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۔ اس سے تمام آسمانی کتب مراد ہیں تم تو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو مگر وہ قرآن

www.waseemziyai.com

پر ایمان نہیں رکھتے وہ قرآن پاک کا حکم نہیں مانتے جب یہود تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ۔ ہم ایمان لائے یہ اقرار صرف زبان سے ہے دل سے نہیں۔

وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا۔ خَلَوْا۔ خَلْوٌ سے بنا اس کے معنی اکیلا ہونا۔

عَضُّوْا۔ عَضٌّ سے بنا اس کے معنی دانت سے کاٹنا ہے۔

اَنَامِلَ۔ اَنْمُلَہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں پورے۔

الْغَيْظِ ۔ سخت غصہ کو کہتے ہیں جس سے خون کھول جائے اسلام کی ترقی وعروج کو دیکھ کر خون کے آنسو روتے ہیں اور غصہ میں اپنے ہاتھ کاٹتے ہیں۔

اس آیت کا خلاصہ اس ایک شعر سے واضح ہو جاتا ہے کسی نے خوب کہا ہے۔

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

منافقین مسلمانوں سے ملتے تو آمنا آمنا کہتے۔ مگر جب ان سے علیحدہ ہو کر سوچتے تو پیچ وتاب کھاتے انگلیاں چباتے اور مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیریں سوچتے اور مسلمان اندر باہر یکساں ہونے کی وجہ سے ان سے محبت کے مظاہرے کرتے۔ ان کو جھک کر ملتے تو نرم نرم باتیں کرنے سے سمجھتے کہ یہ بھی ہمارے ساتھ وہی محبت رکھتے ہیں۔ اور حقیقت وہی تھی جو قرآن پاک نے ظاہر فرمائی کہ ان کا جھک کر ملنا بخند اں پیشانی پیش آنا اس امر کی دلیل نہیں۔ اس لئے کہ

سنگیں دل است ہر کہ بظاہر ملائم است پنہاں درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را!

آگے ان کی دشمنی اور ظاہرداری کی دوستی کا اور بھانڈا پھوڑا اور صاف صاف فرمایا۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اگر تمہیں مس کرے کوئی بھلائی تو انہیں برا لگے۔ اور اگر پہنچے برائی تو اس سے خوش ہوں اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گار رہو تو ان کی مکاری عیاری تمہارا کچھ نہ بگاڑے گی بے شک ان کے کاموں پر اللہ محیط ہے۔

تَمْسَسْ۔ مَسٌّ سے بنا۔ اس کے معنی چھونا ہے۔ اصطلاح میں ہر قسم کے چھونے کو کہتے ہیں خواہ وہ بھلائی کا چھونا ہو یا برائی کا۔

حَسَنَةٌ۔ حُسْنٌ کی صفت مشبہ ہے۔ ہر دل خوش کرنے والی اور رغبت والی چیز کو حسنہ کہتے ہیں اس سے مراد اسلام کا پھیلنا۔ دشمنوں پر غلبہ اور مال غنیمت کا حصول ہے۔

تَسُؤْهُمْ ۔ سُوء سے بنا۔ اس کے معنی قباحت۔ دلی صدمہ۔ کفار ومنافقین کو بہت غم وصدمہ پہنچتا ہے ان کو برا لگتا ہے حسد کی وجہ سے۔

تُصِبْ۔ اَصَابَةٌ۔ اس کے معنی ہیں پورا پورا پہنچنا۔ سَيِّئَةٌ اگر تم کو بڑی سے بڑی مصیبت بھی پہنچے تو یہ منافقین کفار غم نہ کریں گے۔

يَّفْرَحُوْا بِهَا۔ یہ فرح سے ہے اس کے معنی دلی خوشی ہے۔ یہ خوشیاں مناتے ہیں اس سے جو مسلمانوں کو پیش آئے۔

www.waseemziyai.com

تَصْبِرُوْا۔ اے مسلمانو! اگر تم صبر کرو ان کی ایذا اور مصیبت سے۔ صبر کے معنی روکنا۔ اپنے کو مصیبت میں گھبراہٹ سے روکنا۔ انتقام سے روکنا۔

وَتَتَّقُوْا۔ اتقاء سے بنا۔ اس کے معنی بچنا۔ ڈرنا۔ اے مسلمانو! اطاعت الٰہی پر صبر کئے رہو اور گناہوں سے بچتے رہو اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو۔

لَا یَضُرُّکُمْ۔ ضرر۔ اس کے معنی تکلیف۔ نقصان۔ تو تم کو نقصان نہیں دے گا۔

کَیْدُھُمْ۔ ان کا فریب۔ کید کے معنی خفیہ تدبیر۔ سازش ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں کید کے معنی عداوت ہے۔ (کبیر) یعنی کفار کی عداوت ان کی چالیں نقصان نہ دیں گی۔

اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ۔ بے شک تمہارے تقویٰ۔ صبر اور تمام نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت گھیرے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کو ان کی ایذا سے محفوظ رکھے گا۔

بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۱﴾

اور یاد کرو (اے محبوب) جب تم صبح کو اپنے دولت سراؤں سے نکلے قائم کرتے ہوئے مسلمانوں کو مورچوں پر لڑانے کے لئے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰہُ وَلِیُّھُمَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

جب تم میں کے دو گروہ کا ارادہ ہوا کہ ثابت قدم نہ رہے اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہئے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور تحقیق اللہ نے مدد کی بدر میں اور تم بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار ہو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَۃِ مُنْزَلِیْنَ ﴿۱۲۴﴾

جب تم فرما رہے تھے مومنین سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں سے اتار کر

بَلٰٓی ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَۃِ مُسَوِّمِیْنَ ﴿۱۲۵﴾

کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور آپڑیں تم پر (کافر) تو مدد کرے گا تمہاری تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے نشان والے بھیج کر۔

وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِہٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿۱۲۶﴾

اور نہیں کی اللہ نے (یہ فتح) مگر تمہاری خوشی کے لئے اور اس لئے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہوں اور مدد نہیں مگر اللہ کے پاس جو غالب حکمت والا ہے۔

لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ یَكْبِتَھُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ ﴿۱۲۷﴾

اس لئے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے یا انہیں ذلیل کرے کہ پلٹ جائیں نامراد۔

www.waseemziyai.com

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾

یہ کام تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توفیق توبہ ہو یا ان پر عذاب کرے اس لئے کہ وہ ظالم ہیں۔

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢٩﴾

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جسے چاہے بخشے۔ اور عذاب دے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور
تُبَوِّئُ۔قائم کرتے ہوئے
وَ۔اور
اِذْ۔جب
اَنْ۔اس پر کہ
وَلِيُّهُمَا۔ان دونوں کا والی ہے
فَلْيَتَوَكَّلِ۔بھروسہ کریں
نَصَرَ۔مدد دی
وَ۔اور
اللّٰهَ۔اللہ سے
تَقُوْلُ۔تو کہہ رہا تھا
يَكْفِيَكُمْ۔کافی تم کو
رَبُّكُمْ۔تمہارا رب
مُنْزَلِيْنَ۔اتار کر
وَ۔اور
كُمْ۔تم پر
كُمْ۔تمہاری
مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں
جَعَلَهُ۔یا اسے
لَكُمْ۔تمہارے لئے
قُلُوْبُكُمْ۔تمہارے دلوں کو
بِهٖ۔اس سے

اِذْ۔یاد کرو جب
الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کو
اللّٰهُ۔اللہ
هَمَّتْ۔تیار ہوئے
تَفْشَلَا۔نامردی دکھائیں
وَ۔اور
الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومن
كُمْ۔تم کو
اَنْتُمْ۔تم
لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کو
اَنْ۔یہ کہ
بِثَلٰثَةِ۔تین
بَلٰى۔کیوں نہیں
تَتَّقُوْا۔ڈرو
مِنْ فَوْرِهِمْ۔فوراً
رَبُّكُمْ۔تمہارا رب
مُسَوِّمِيْنَ۔نشان والوں سے
اللّٰهُ۔اللہ نے
وَ۔اور

غَدَوْتَ۔صبح کو نکلے تم
مَقَاعِدَ۔مورچوں پر
سَمِيْعٌ۔سنتا
طَآئِفَتٰنِ۔دو گروہ
وَ۔اور
عَلَى۔اوپر
وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ نے
اَذِلَّةٌ۔بے سروسامان تھے
تَشْكُرُوْنَ۔شکر کرو
اَ۔کیا
يُّمِدَّ۔مدد کرے
اٰلٰفٍ۔ہزار
اِنْ۔اگر
وَ۔اور
هٰذَا۔یہ
بِخَمْسَةِ۔پانچ
وَ۔اور
اِلَّا۔مگر
بُشْرٰى۔خوشخبری
لِتَطْمَئِنَّ۔اطمینان دینے کے لئے
وَ۔اور

مِنْ اَهْلِكَ۔اپنے گھر سے
لِلْقِتَالِ۔لڑائی کے لئے
عَلِيْمٌ۔جانتا ہے
مِنْكُمْ۔تم میں سے
اللّٰهُ۔اللہ
اللّٰهِ۔اللہ کے
لَقَدْ۔بے شک
بِبَدْرٍ۔بدر میں
فَاتَّقُوا۔تو ڈرو
اِذْ۔جب
لَنْ۔نہیں
كُمْ۔تمہاری
مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں سے
تَصْبِرُوْا۔صبر کرو
يَاْتُوْ۔آجائیں
يُمْدِدْ۔مدد کرے
اٰلٰفٍ۔ہزار
مَا۔نہیں

www.waseemziyai.com

النَّصْرُ۔ مدد	اِلَّا۔ مگر	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ اللہ کے پاس سے جو	
الْعَزِيْزِ۔ غالب	الْحَكِيْمِ۔ حکمت والا ہے	لِيَقْطَعَ۔ تا کہ کاٹے	طَرَفًا۔ ایک حصہ
مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں سے جو		كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	اَوْ۔ یا
يَكْبِتَهُمْ۔ ذلیل کرے ان کو	فَيَنْقَلِبُوْا۔ تو پلٹ جائیں	خَآئِبِيْنَ۔ نامراد	لَيْسَ۔ نہیں
لَكَ۔ تمہارے ہاتھ	مِنَ الْاَمْرِ۔ اس کام سے	شَيْءٌ۔ کچھ	اَوْ۔ یا
يَتُوْبَ۔ توبہ کی توفیق ہو	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	اَوْ۔ یا	يُعَذِّبَهُمْ۔ عذاب ہو ان پر
فَاِنَّهُمْ۔ تو وہ	ظٰلِمُوْنَ۔ ظالم ہیں	وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
مَا۔ جو	فِي۔ میں	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور
مَا۔ جو	فِي۔ میں	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	يَغْفِرُ۔ بخشے
لِمَنْ۔ جسے	يَشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	يُعَذِّبُ۔ عذاب کرے
مَنْ۔ جسے	يَشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے		

مختصر تفسیر تیرہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور یاد کیجئے اس واقعہ کو جب آپ صبح اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ مومنین کو مورچوں پر قائم کرتے ہوئے لڑائی کے لئے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ جب تم میں کے دو گروہ کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں اور اللہ ان کا نگہبان ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔

اِذْ۔ ظرفیہ ہے اس کا فعل اُذْکُرْ پوشیدہ ہے۔

غَدَوْتَ۔ غَدْوٌ سے بنا اس کے معنی صبح سویرے روانہ ہونا ہے صبح صادق سے زوال کے وقت تک کو غدا کہتے ہیں اس کے بعد کے وقت کو عِشَا کہتے ہیں۔

اَهْلِ۔ سے مراد گھر والے۔ یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے لئے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے روانہ ہوئے۔

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تُبَوِّئُ۔ تَبْوِئَۃٌ سے بنا۔ اس کے معنی ہموار جگہ۔ یعنی آپ مسلمانوں کو مناسب جگہ بٹھاتے تھے۔ مومنین سے مراد مجاہدین اسلام ہیں۔

مَقَاعِدَ۔ مَقْعَدٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنی بیٹھنے کی جگہ۔

لِلْقِتَالِ۔ یعنی جنگی مورچے۔ مجاہدین کو جنگی مورچوں میں قرینے سے بٹھا رہے تھے تا کہ وہ مورچے سنبھال لیں۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابن عباس۔ سدی بن اسحاق۔ ربیع وغیرہ علیہم رضوان فرماتے ہیں کہ اس آیت میں غزوۂ احد کی طرف اشارہ ہے جمہور مفسرین بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوۂ احد کا ہے جس کا اجمالی واقعہ یہ ہے کہ یوم چہارشنبہ بارہ شوال ۳ھ میں قریش مکہ تین ہزار نامی گرامی سورماؤں کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی غرض سے آ گئے کیونکہ اس سے ایک سال قبل وہ بدر میں بری طرح شکست کھا چکے تھے اس کا ان کے دلوں میں سخت رنج وملال تھا اس لئے انہوں نے بغرض انتقام لشکر گراں مرتب کر کے فوج کشی کی۔

مشرکین احد میں بدھ یا جمعرات کو پہنچے تھے۔ ان میں عرب کے چرب زبان خطیب شاعر عمرو بن عاص شامل تھے جو مقتولین بدر کے نوحہ کے قصیدے گانے والی عورتوں کو حفظ کرا کر جوش دلاتے تھے۔ ان کی قیادت ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے کی۔

تین ہزار سورما مردوں کا لشکر تھا جن میں سات سو زرہ پوش تھے تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے تھے اس لشکر میں پندرہ سو عورتیں تھیں۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے خفیہ طور پر کفار کی تیاریوں کی اطلاع دی حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ اس خبر کی تحقیق کریں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ کفار کا لشکر ذوالحلیفہ جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے پہنچ چکا ہے۔

جب سرکار ابد قرار رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے بموجب حکم الٰہی وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ اپنے صحابہ علیہم رضوان کو جمع کیا اور مشورہ فرمایا۔ اس مشورہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی بلایا گیا جو اس سے پہلے کبھی مشورہ میں نہیں بلایا گیا تھا۔

عبداللہ بن سلول اور اکثر انصار نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مدینہ میں قیام فرمائیں قسم بخدا ہمارا تجربہ ہے کہ جو ہمارا دشمن مدینہ میں چڑھائی کرنے آیا ہم اس پر غالب آئے اور اگر ہم مدینہ سے باہر گئے تو وہ ہم پر غالب آیا۔ اس وقت حضور ہم میں موجود ہیں کوئی کیسے غالب آ سکتا ہے۔ لہٰذا حضور ان کی پرواہ نہ کریں۔ اگر وہ مدینہ میں داخل ہوں گے تو مرد ان کا مقابلہ کریں گے عورتیں بچے اوپر سے پتھر برسائیں گے اس طرح مدینہ منورہ میں رہ کر دشمن کا مدافعانہ جواب دیں گے۔

یہ رائے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند آئی۔ لیکن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب۔ سعد بن عبادہ۔ مالک بن سنان۔ ابوسعید خدری کے والد اور بہت سے جوشیلے نوجوانوں علیہم رضوان کی رائے باہر نکل کر جنگ کرنے کی ہوئی چونکہ کثرت رائے یہی تھی اس لئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قبول کیا اور فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ بِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَصُوْلُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا جو بدر میں مال غنیمت میں آئی تھی خواب میں دیکھا کہ تلوار ٹوٹ گئی ہے مگر بعد میں پہلے سے بہتر ہو گئی ہے۔ دوسرا خواب دیکھا کہ زرہ مضبوط ہے۔ یہی تلوار حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمائی تھی۔ اس کا نام ذوالفقار رکھا گیا تھا اس کے معنی جوڑ۔

www.waseemziyai.com

مدینہ منورہ میں تین میل کے فاصلے پر جانب شمال ایک پہاڑ ہے جس کا نام احد ہے یعنی اکیلا۔ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بشارت دی کہ تم اگر ثابت قدم رہے تو فتح ان شاء اللہ تمہاری ہوگی۔ بعد نماز عصر دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہمراہ تھے۔ سر اقدس پر عمامہ باندھا۔ زرہ پہنائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تلوار حمائل کئے برچھا ہاتھ میں لئے۔ دو زرہیں زیب تن کئے چمڑے کی پٹی کمر سے کسے ہوئے مجاہدانہ شان سے باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت انتظار میں تھی صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو اس لباس میں دیکھا تو حیران رہ گئے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گستاخی ہوگئی ہم نے اپنی رائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ رائے کے خلاف دی ہماری رائے اب وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ کے نبی کی یہ شان نہیں کہ ہتھیار جنگ پہننے کے بعد بغیر جنگ کئے کھول دے چلو اللہ پر بھروسہ کریں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ (کبیر)

جمعہ کے بعد حضرت مالک بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی نماز جنازہ حضور علیہ السلام نے پڑھائی پھر حضور علیہ السلام اپنی سواری سکب نامی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ شانہ مبارک پر کمان لٹکی ہوئی تھی۔ سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ علیہم رضوان زرہ پہنے ہوئے کھڑے تھے۔ یہاں تک کہ پندرہ شوال ۳ھ یک شنبہ ثنیہ گھاٹی پر پہنچے اور مورچے قائم فرمائے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین پرچم بنائے۔

مہاجرین کا پرچم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

انصار میں اوس کا پرچم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔

اور خزرج کا پرچم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ کوہ عینین پہاڑ کا ایک درہ تھا جو لشکر کے پیچھے پڑتا تھا اور اس طرف سے دشمن کے حملہ کا خطرہ تھا مامور فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر دشمن اس طرف سے حملہ آور ہو تو تیر اندازی سے ان کو زیر کریں اور کسی حال میں بھی یہاں سے نہ ہٹیں خواہ فتح ہو یا شکست جب تک ہم تمہیں نہ بلائیں۔

عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کو میمنہ پر دائیں طرف اور ابو سعد بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو میسرہ پر بائیں جانب ابو عبیدہ بن جراح سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو مقدمہ پر اور مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ساقہ پر مقرر کیا۔

اس دن سرکار مدینہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں جو تلوار تھی اس پر یہ شعر کندہ تھا۔

فِي الْجُبْنِ عَارٌ وَّ فِي الْاِقْبَالِ مَكْرُمَةٌ وَالْمَرْءُ بِالْجُبْنِ لَا يَنْجُوْ مِنَ الْقَدَرِ

بزدلی میں شرم ہے۔ بہادری میں عزت ہے۔ انسان بزدلی کر کے تقدیر سے نہیں بچ سکتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا حق ہے؟ فرمایا لڑتے لڑتے اس کو میڑھا کر دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار لی اور حق ادا کیا اور آپ ابوسفیان کی بیوی ہندہ تک پہنچ گئے۔ وہ پکار اٹھی میں عورت ہوں۔ اسلام عورتوں پر تلوار کا حکم نہیں دیتا آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

www.waseemziyai.com

منافقین کی غداری

عبداللہ بن سلول منافق جس نے مدینہ میں رہ کر جنگ کرنے کی رائے دی تھی اپنی رائے کے خلاف میدان میں آجانے سے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ حضور علیہ السلام نے میری بات نہیں مانی اور نوعمر لڑکوں کا کہنا مانا جب دشمنان اسلام مقابلہ میں آئے تو اس نے اپنے تین سو منافقین کو وہاں سے بھاگ جانے کا حکم دیا تاکہ مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو جائے اور ان کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر مسلمانوں کے بھی پاؤں اکھڑ جائیں منافقین کے علیحدہ ہونے سے اب مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو باقی تھی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے ثبات کو متزلزل نہ ہونے دیا۔

جنگ احد کا اجمالی خاکہ

ابو عامر راہب جسے فاسق کہا جاتا ہے پچاس سورماؤں کے ساتھ آگے بڑھا اور بکواس کے ساتھ پتھر برسانے لگا۔ مجاہدین اسلام کی طرف سے پتھروں کا جواب دیا گیا اس کے مقابلہ کے لئے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جو اس کے بیٹے تھے نے اجازت طلب کی لیکن دربار رسالت پناہ ﷺ سے اجازت نہیں ملی۔

ابن نطلحہ جو قریش کا علمبردار تھا۔ میدان میں حضرت مولائے کائنات شیر خدا ایک ہی وار میں اس کا سر چیر کے واپس تشریف لائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے طلحہ کو قتل کیوں نہیں کیا صرف زخمی کر کے آپ رضی اللہ عنہ آگئے۔ حضرت مولائے کائنات نے فرمایا کہ وہ بچتا نہیں مرجائے گا۔ زخمی حالت میں وہ عریاں ہو گیا تھا مجھے اس کا ستر دیکھ کر شرم محسوس ہوئی اس لئے اسے چھوڑ دیا آخر وہ مر گیا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن طلحہ کو قتل کیا۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابوشیبہ جو کفار کا چوٹی کا بہادر تھا ٹکڑے کر دیا۔ غضب کا رن پڑا بڑے بڑے کفار کے سردار مارے گئے۔ مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور صحابہ کرام علیہم رضوان نے بھاگتے ہوئے مشرکین کا تعاقب کیا۔

جنگ کا رخ بدل گیا

عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے پچاس ساتھیوں نے جو درہ پر متعین تھے اور جن کو حضور علیہ السلام نے ہر حال میں قائم رہنے کا حکم فرمایا تھا وہ وہاں قائم نہ رہے جب کفار کو بھاگتے دیکھا تو یہ بھی درے سے نکل کھڑے ہوئے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے سمجھایا لیکن صرف سات صحابہ علیہم رضوان اس درہ پر رہ گئے تھے۔

خالد بن ولید جو کفار کے لشکر کے امیر تھے نے درہ خالی دیکھا تو دھاوا بول دیا جو صحابہ علیہم رضوان باقی تھے وہ اس درہ پر شہید ہو گئے۔ مسلمانوں میں سراسیمگی اور بھگدڑ کا یہ عالم تھا کہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے حضرت حذیفہ کے والد یمان رضی اللہ عنہما کو اس گھمسان میں مسلمانوں نے ہی شہید کر دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آٹھ مہاجر اور سات انصار باقی رہے جو اپنے مقام پر جمے رہے مہاجرین میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص،

www.waseemziyai.com

زبیر بن عوام، طلحہ بن عبداللہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

انصار میں خباب بن منذر، ابودجانہ، عاصم بن ثابت، سہل بن حنیف، اسید بن حضیر، سعد بن معاذ اور حارث بن صمہ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

کچھ مسلمان تو ثابت قدم رہے کچھ شہید ہو گئے۔ کچھ پہاڑوں میں چھپ گئے کچھ واپس مدینہ منورہ آ گئے ایک بدبخت کے پتھر سے دندان مبارک کا شہید ہونا۔ سر اقدس پر خود کا بیٹھ جانا۔ چھ گڑیوں کا دوش اقدس میں پیوستہ۔ کفار نے شور مچا دیا اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قُتِلَ (آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے) اس خبر وحشت اثر سے مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا ایک آواز پر مسلمان جمع ہوئے اور شکست فتح سے تبدیل ہوئی۔

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار اور عتبہ کو جو ہندہ کا باپ تھا قتل کر دیا تھا۔ مطعم جو طعیمہ کا بھتیجا تھا نے اپنے غلام وحشی سے کہا اگر تو میرے چچا کا بدلہ لے لے تو میں منہ مانگا انعام دوں گا اور تجھے آزاد کر دوں گا۔ ادھر عتبہ کی بیٹی ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لئے انعام واکرام کا لالچ دیا وحشی دامن کوہ میں ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھا تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو وحشی نے نیزہ کا وار کیا جو زیر ناف آ کر لگا اور پار ہو گیا۔ آپ نے وحشی کا تعاقب کیا لیکن آپ نے ایک خندق میں گر کر جام شہادت نوش کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

وحشی نے آپ کا کلیجہ نکال کر ہندہ کو دیا اس نے چبایا۔ گردے۔ کان۔ ناک اعضاء کا ہار بنا کر ہندہ کے گلے میں ڈالا فتح مکہ کے موقع پر یہ مسلمان ہوئی۔ اور عہد فاروقی میں لشکر اسلام کے ساتھ بڑا کام کیا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور (مثلہ) اعضا کٹ جانے کا بہت صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ نے ہر شہید کے جنازے کے ساتھ ان کی نماز پڑھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو احد کے میدان میں ہی دامن کوہ میں دفن کیا گیا۔ خوش نصیب زائر مدینہ جب حاضر ہوتے ہیں تو بارگاہ حمزہ رضی اللہ عنہ میں سلام پیش کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں دکھا دیا کہ بدر میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی برکت سے فتح ہوئی۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف جانے کا یہ نتیجہ ہوا اور مشرکین کے دلوں سے رعب وہیبت دور ہو گیا حتیٰ کہ وہ پلٹ پڑے اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت رہی۔ جس میں حضرت صدیق اکبر، حضرت علی اور حضرت مصعب وطلحہ وسعد رضی اللہ عنہم تھے۔ اسی جنگ میں دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرہ زیبا پر زخم آیا۔ اور اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا۔ میں جو دو گروہوں کا ذکر ہے یہ دونوں گروہ انصار میں سے تھے ایک بنی سلمہ خزرج میں سے اور ایک بنی حارثہ اوس میں سے یہ دونوں لشکر کے بازو تھے۔ جب عبداللہ بن سلول منافق بھاگا تو انہوں نے بھی واپس جانے کا قصد کیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے کرم کیا اور انہیں اس ہزیمت سے محفوظ رکھا۔ آخر وہ ثابت قدم رہے۔

وَاللّٰہُ وَلِیُّھُمَا۔ اور اللہ ان کا مددگار ہے۔

www.waseemziyai.com

وَلِی ۔ کے معنی دوست کے ہیں یعنی اللہ عزوجل ان دونوں گروہوں کو دوست رکھتا ہے۔ ولی کے معنی عاصم کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو اس بری حرکت سے محفوظ رکھا یا ولی کے معنی ناصر کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل ان کا مددگار ہے۔

آگے چل کر اللہ تعالیٰ اس نعمت اور احسان کا ذکر فرماتا ہے جو اس موقع پر مسلمانوں پر ہوا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾۔ اور بے شک مدد کی تمہاری اللہ نے بدر میں اور تم اس وقت بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکرگزار رہو۔

وَلَقَدْ نَصَرَ۔ نصرت سے اس کے معنی امداد۔ بدر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک میدان کا نام ہے اس میدان میں ایک کنواں ہے جسے بدر بن عامر نے کھدوایا تھا۔ اس نسبت سے اس کا نام بدر مشہور ہوا۔ اور جنگ بدر اسلام و کفر کے درمیان سب سے پہلا معرکہ ہے جو ۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری میں ہوا۔ بدر کے میدان میں مٹھی بھر ۳۱۳ مسلمانوں نے ایسی شاندار کامیابی حاصل کی کہ کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔

اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ ۔ تم کمزور تھے۔ اَذِلَّةٌ ذلیل کی جمع ہے جس کا مادہ ذل ہے۔ اس کے معنی کمزوری۔ بے سروسامانی پوری فوج میں ستر اونٹ دو گھوڑے چند تلواریں تھیں۔ بعض کے ہاتھوں میں تو صرف کھجور کے ڈنڈے تھے۔

کفار میں ایک ہزار قریشی۔ ابوجہل۔ عتبہ بن ربیعہ جیسے تجربہ کار سپہ سالار تھے اکثریت سواروں۔ زرہ پوش اور ہر قسم کے جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ پس اللہ سے ڈرو۔ ف جزائیہ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ڈرنا جب اللہ تعالیٰ نے تم پر کرم فرمایا تو تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ لعل امید کے لئے ہے تاکہ تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں کو اتار کر۔

تَقُوْلُ۔ میں خطاب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ مومنین سے مراد مجاہدین بدر ہیں جبکہ اے محبوب آپ ایمان والوں سے کہہ رہے تھے۔

اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار آسمان سے تین ہزار فرشتہ بھیج کر تمہاری مدد کرے۔

یہ استفہام انکاری ہے۔ لفظ لن کے تاکید کی۔

يَكْفِيَ۔ کفایت سے بنا اس کے معنی حاجت پوری کرنا۔

يُّمِدَّ۔ امداد۔ اس کے معنی مسلسل مدد دینا۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ امداد بھلائی میں مدد دینے کو کہتے ہیں۔

(روح البیان)

تین ہزار فرشتوں سے۔ مَلَائِکَہ۔ ملک کی جمع ہے۔

مُنْزَلِيْنَ۔ آسمان سے اتارے ہوئے جو مسلمانوں کے دلوں میں طمانیت اور کفار پر رعب طاری کرتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر اور تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں۔ تو تمہارا رب تمہاری مدد کرے گا۔ پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیج کر۔ اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہارے لئے بشارت اور اطمینان قلب کے لئے اور مدد نہیں مگر اللہ کے پاس ہے جو غالب حکمت والا ہے۔

بَلٰٓى۔ ہاں۔ بلی مابعد لن کے ایجاب کے لئے ہے یعنی یہ مقدار ضرور کافی ہوگی پھر زیادہ کرنے کا وعدہ فرمایا۔

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا۔ اگر تم مصیبتوں میں صبر کرو اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو۔

وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ۔ اور دشمن بھی اسی دم تم پر چڑھائی کر دے۔

فَوْرِهِمْ اَیْ مِنْ سَاعَتِهِمْ۔ فوراً اسی وقت کافر آ پہنچیں تو اللہ تعالیٰ عزوجل مدد میں اضافہ فرمائے گا۔

چنانچہ مومنین نے صبر و تقویٰ سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے پانچ ہزار فرشتوں سے حسب وعدہ مدد فرمائی جس سے مسلمانوں کو فتح اور مشرکین کو شکست ہوئی۔

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔ مسومین کے مختلف معنی ہیں۔ چھوڑنا۔ طلب کرنا۔ عذاب چکھانا۔ بیچنا۔ نشانی والے۔ یعنی وہ فرشتے جو اپنے اور گھوڑے پر نشان لگائے ہوئے تھے۔ بدر میں سیاہ پگڑیوں والے اور احد میں سرخ پگڑیوں والے دیکھے گئے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مشرک کے مقابلہ میں تھا۔ میرے وار سے پہلے وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور آواز آئی اُقْدُمْ یَا حَیْزُوْمُ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ خیزوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے اور تمہاری مدد روح الامین نے کی۔

جنگ بدر کے اسباب اور کفار و مشرکین کا جذبہ انتقام

مشرکین مکہ نے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت سے سخت اذیت پہنچائی اور مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے اور اسلام کو مٹانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ تو مسلمان ہجرت پر مجبور ہو گئے اور مدینہ منورہ میں ایک سال ہی سکون سے گزرا تو مشرکین نے طرح طرح کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے انہوں نے ابوسفیان کو تجارتی مال دے کر شام کی طرف روانہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ مال کے نفع سے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار خریدے جائیں گے۔

اس تجارت میں ان کو بہت فائدہ ہوا۔ ابوسفیان کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ مدینہ کے راستہ میں مسلمان اس قافلہ کو لوٹ نہ لیں۔ اس نے قبل از مرگ مناجات ضمضم بن عمرو غفاری کو ابوجہل کے پاس مکہ روانہ کر دیا اس نے اپنی قمیص پھاڑ دی اونٹ کی ناک کاٹ دی۔ یہ علامت اس زمانہ کی انتہائی خوفناک ہوتی تھی اور چیختا ہوا مکہ میں گھومنے لگا۔

ابوجہل نے مکہ میں اعلان کرایا کہ کوئی شخص مکہ میں نہ رہے سب جنگ کے لئے چلیں۔ ابولہب نے عاص بن ہشام کو بھیج دیا۔ امیہ بن خلف چھپتا پھرتا تھا۔ کفار جن کی تعداد ایک ہزار تھی سو گھوڑے تھے سات سو اونٹ لاتعداد زرہ اور ہتھیار تھے۔ اس

www.waseemziyai.com

کے علاوہ شراب کے مٹکے۔ حسین عورتیں تھیں ان کا خیال تھا کہ کچھ عیش وطرب کا جشن کر کے واپس لوٹ آئیں گے۔

ابوسفیان راستہ تبدیل کر کے صحیح سلامت مکہ پہنچ گیا اور ابوجہل کو رائے دی کہ ابھی جنگ نہ کرے۔ لیکن ابوجہل نہ مانا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام علیہم رضوان سے مشورہ کیا تو صحابہ کرام علیہم رضوان میں حضرت مقداد حضرت صدیق اکبر اجلہ صحابہ کرام علیہم رضوان تھے سب نے یک زبان ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور سامان حرب بھی ہے مگر ہم سب اپنی جانیں حضور پر نثار کر دیں گے ہمیں آپ جو حکم دیں گے ہم دل و جان سے بجا لائیں گے ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہیں جنہوں نے کہہ دیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام تم اور تمہارا خدا دشمنوں سے لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو اللہ کی راہ میں شہادت کے مشتاق ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں دعا دی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

غزوۂ جنگ بدر

بارہ رمضان المبارک ۲ ہجری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کی مختصر جمعیت کے ساتھ مدینہ منورہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ حق و باطل کا مقابلہ سترہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ہوا انیس رمضان المبارک کو اس جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔

مجاہدین بدر میں کل تین سو تیرہ صحابہ کرام علیہم رضوان تھے۔ ان میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار تھے۔ مہاجرین کے علمبردار حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سامان حرب میں دو گھوڑے، ستر اونٹ، چھ زرہیں، آٹھ شمشیریں

پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

اس جنگ میں آٹھ حضرات عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ تین مہاجرین حضرت عثمان بن عفان جو حضور علیہ السلام کے حکم سے اپنی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے رک گئے۔ دوسرے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تیسرے سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان دونوں کو حضور علیہ السلام نے مشرکین کی تلاش میں بھیجا تھا۔ پانچ انصاری تھے ان کا حضور نے مال غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ اور زید بن حارث رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی سواری کے ساتھ باری باری سے سواری کرتے۔ جب سرکار مدینہ ﷺ کے پیدل چلنے کی باری آتی تو حضور ﷺ فوراً سواری چھوڑ دیتے۔ ان حضرات نے عرض کیا حضور سوار رہیں ہماری طرف سے رضامندی ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے زیادہ کمزور نہیں اور نہ ثواب سے مستغنی ہوں۔

صحابہ علیہم رضوان کا جذبہ جہاد و شوق شہادت

مدینہ منورہ کے تمام نوجوان جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اس جہاد میں شریک ہونے کی خواہش رکھتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض کو مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ بعض کو جہاد میں شامل ہونے کی اجازت دی۔

حضرت سعد اور ان کے والد حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہما میں بحث چھڑ گئی۔ حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ اپنے جواں سال بیٹے

www.waseemziyai.com

کو فرماتے تم مدینہ میں رہ کر عورتوں بچوں کی حفاظت کرو مجھے اس جہاد میں شریک ہونے دو۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ابا جان شہادت کے لئے اور حضور علیہ السلام کے دشمنوں سے انتقام کے لئے بے چین ہوں مجھے اجازت دیجئے آخرش باپ بیٹے میں قرعہ اندازی ہوئی اور اس میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا نام نکل آیا۔

مقام بدر میں مجاہدین کی صف آرائی

بدر کا وہ مقام جو مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے جب مجاہدین اسلام کا یہ قافلہ پہنچا تو مسلمانوں کے حصہ میں ریگستان آیا جس میں چلنا بھی مشکل تھا۔ پانی بھی نہ تھا۔ کفار کے حصہ میں پختہ پتھریلا مقام آیا۔ پانی بھی موجود تھا۔ مسلمان رات میں سربسجود تھے محبوب خدا بارگاہ ربی میں نورانی ہاتھوں سے دعا فرما رہے تھے۔ صبح آسمان سے پانی برسا سب نے غسل کیا۔ وضو کیا۔ پیٹ بھر کر پانی پیا۔ دوسری طرف کفار نشہ میں چور اور عیش وطرب میں مخمور تھے۔

جمعہ کی صبح صف آرائی فرمائی گئی۔ کفار میں زیادہ تر مسلمانوں کے قرابت دار آئے مثلاً عبدالرحمٰن اپنے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آئے۔ حضرت علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما نے ربیعہ کے بیٹوں کو قتل کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا۔

اس جنگ میں چودہ صحابی علیہم رضوان شہید ہوئے اور ستر کفار کے نامی گرامی سردار مارے گئے ان کی لاشیں چاہ بدر یعنی اس کنویں میں ڈال دی گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح بدر کے بعد اس کنویں پر تشریف لائے اور تین دن قیام فرمایا۔

واپسی پر اسی کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایک کا نام لے کر آواز دی اور فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کو سچا پالیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مردہ بے جان جسموں سے کلام فرماتے ہیں؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری تمہاری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ (بخاری)

مسئلہ

جب مشرک مرنے کے بعد سنتا ہے۔ تو مومن نبی ولی کا مقام بہت بلند وبالا ہے وہ بدرجہ اعلیٰ سن سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے میدان بدر میں نشان لگا دیئے تھے کہ فلاں مشرک فلاں جگہ مارا جائے گا بالکل اسی مقام پر مارے گئے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۔ اور اللہ نے اس امداد کو نہیں کیا مگر تمہاری ہی خوشی کے لئے تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں یعنی ہم ان واقعات کو اس لئے سنا رہے ہیں تاکہ تم دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے پریشان نہ ہو۔ بندہ اپنے مسبب حقیقی پر نظر رکھے اور اپنے علل واسباب پر نظر رکھ کر ان پر بھروسا نہ کرے۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اور درحقیقت مدد تو اللہ کی ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔

آگے کفار کی ہمت ٹوٹنے اور ان کی ہزیمت کے اسباب ظاہر فرمائے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۔

www.waseemziyai.com

تا کہ کاٹ دے کافروں کا ایک حصہ یا انہیں ذلیل کرے تا کہ پھر جائیں نامراد۔

جیسے کہ ہوا بدر کے کفار کے بڑے بڑے سردار ابوجہل جیسے مارے گئے اور گرفتار ہوئے۔ آخر میں بتایا کہ بالذات کسی کے ہاتھ میں کوئی طاقت نہیں خواہ نبی ہو یا ولی۔ اگر کسی میں کوئی طاقت ہے تو وہ صرف بعطائے الٰہی ہے۔ چنانچہ فرمایا

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢٩﴾

یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے وہ ظالم ہیں اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بخشے جسے چاہے اور عذاب دے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کفار کو توبہ کی توفیق ملنا یا ان پر عذاب آنا یہ اس دعا کی طرف اشارہ ہے جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ کی صورت میں فرمائی۔

بعض کا خیال ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ کفار کے حق میں بددعا فرمائیں تا کہ وہ نیست و نابود ہو جائیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾

اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ دوگنا چوگنا اور اللہ سے ڈرو تا کہ تمہیں کامیابی ہو۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾

اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

اور پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول کی تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾

اور جلدی کرو بخشش کی طرف اپنے رب سے اور اس جنت کی طرف جس کا چوڑان آسمانوں اور زمین ہے پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾

وہ جو خرچ کریں خوشی اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور درگزر کرنے والے لوگوں سے اور اللہ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا ظلم کریں اپنی جانوں پر یاد کرتے ہیں اللہ کو تو معافی چاہیں گناہوں کی اور کون بخشے گناہ مگر اللہ تعالیٰ اور ہرگز اصرار نہ کریں اپنے کئے پر جان بوجھ کر یہ ہیں جن کا بدلہ بخشش ہے۔

www.waseemziyai.com

أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

ان کے رب سے اور جنت جس کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور اچھا ہے بدلہ عمل کرنے والوں کا۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

بے شک گزر چکے ہیں تم سے پہلے کچھ طریقے۔ تو زمین میں چل کر دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

یہ بیان ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت و نصیحت پرہیزگاروں کو۔

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

اور نہ سستی کرو اور نہ غم میں پڑو تمہیں غالب آؤ گے اگر مومن ہو۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

اور اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو تو وہ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کی باریاں رکھی ہیں اور جان لیں وہ جو ایمان لائیں اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۫ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

اور یقیناً تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس کے ملنے سے پہلے تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَاْكُلُوا۔ کھاؤ	الرِّبٰوا۔ سود	اَضْعَافًا۔ دگنا	مُّضٰعَفَةً۔ چوگنا
وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ۔ مراد پاؤ	وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	النَّارَ۔ آگ سے

www.waseemziyai.com

الَّتِیْ۔ وہ جو
اُعِدَّتْ۔ تیار کی گئی ہے
لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کے لئے
وَ۔ اور
اَطِیْعُوا۔ پیروی کرو
اللّٰهَ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
الرَّسُوْلَ۔ رسول کی
لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم
تُرْحَمُوْنَ۔ رحمت کئے جاؤ
وَسَارِعُوْٓا۔ اور جلدی کرو
اِلٰی۔ طرف
مَغْفِرَةٍ۔ بخشش کی
مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ اپنے رب سے
وَ۔ اور
جَنَّةٍ۔ جنت کی
عَرْضُهَا۔ جس کی چوڑائی
السَّمٰوٰتُ۔ آسمان ہیں
وَ۔ اور
الْاَرْضُ۔ زمین
اُعِدَّتْ۔ تیار کی گئی ہے
لِلْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کے لئے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں
فِی۔ میں
وَ۔ اور
السَّرَّآءِ۔ خوشی کے
وَ۔ اور
الضَّرَّآءِ۔ تکلیف کے
وَ۔ اور
الْکٰظِمِیْنَ۔ پینے والے
الْغَیْظَ۔ غصہ کو
وَ۔ اور
الْعَافِیْنَ۔ معاف کردینے والے
عَنِ النَّاسِ۔ لوگوں کو
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
یُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے
الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیک لوگوں کو
وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ کہ
اِذَا۔ جب
فَعَلُوْا۔ کرتے ہیں
فَاحِشَةً۔ کوئی بے حیائی
اَوْ۔ یا
ظَلَمُوْٓا۔ ظلم کرتے ہیں
اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں پر
ذَکَرُوا۔ یاد کریں
اللّٰهَ۔ اللہ کو
فَاسْتَغْفَرُوْا۔ تو معافی مانگیں
لِذُنُوْبِهِمْ۔ اپنے گناہوں کی
وَ۔ اور
مَنْ۔ کون
یَّغْفِرُ۔ بخشے
الذُّنُوْبَ۔ گناہوں کو
اِلَّا۔ مگر
اللّٰهُ۔ اللہ
وَ۔ اور
لَمْ۔ نہ
یُصِرُّوْا۔ اصرار کریں
عَلٰی۔ اوپر
مَا۔ اس کے کہ
فَعَلُوْا۔ کیا انہوں نے
وَ۔ اور
هُمْ۔ وہ
یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں
اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ
جَزَآؤُهُمْ۔ ان کا بدلہ
مَّغْفِرَةٌ۔ بخشش ہے
مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ ان کے رب سے
وَ۔ اور
جَنّٰتٌ۔ جنت
تَجْرِیْ۔ چلتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
خٰلِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں
فِیْهَا۔ اس میں
وَ۔ اور
نِعْمَ۔ اچھا ہے
اَجْرُ۔ اجر
الْعٰمِلِیْنَ۔ عمل کرنے والوں کا
قَدْ۔ بے شک
خَلَتْ۔ گزر چکے
مِنْ قَبْلِکُمْ۔ تم سے پہلے
سُنَنٌ۔ طریقے
فَسِیْرُوْا۔ تو چلو
فِی۔ میں
الْاَرْضِ۔ زمین کے
فَانْظُرُوْا۔ تو دیکھو
کَیْفَ۔ کیسا ہوا
کَانَ۔ ہوا
عَاقِبَةُ۔ انجام
الْمُکَذِّبِیْنَ۔ جھٹلانے والوں کا
هٰذَا۔ یہ
بَیَانٌ۔ بیان ہے
لِّلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَ۔ اور
هُدًی۔ ہدایت
وَّ۔ اور
مَوْعِظَةٌ۔ نصیحت
لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کے لئے
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
تَهِنُوْا۔ سستی کرو
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
تَحْزَنُوْا۔ غم کھاؤ
وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم ہی

MARKAZ UL-OLOOM GHAZIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

الْاَعْلَوْنَ۔ غالب رہو گے
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
مُّؤْمِنِيْنَ۔ مومن
اِنْ۔ اگر
يَّمْسَسْكُمْ۔ پہنچے تم کو
قَرْحٌ۔ زخم
فَقَدْ۔ تو بے شک
مَسَّ۔ پہنچا
الْقَوْمَ۔ اس قوم کو بھی
قَرْحٌ۔ زخم
مِّثْلُهٗ۔ اسی جیسا
وَ۔ اور
تِلْكَ۔ یہ
الْاَيَّامُ۔ دن ہیں
نُدَاوِلُهَا۔ جن کو ہم بدلتے ہیں
بَيْنَ۔ درمیان
النَّاسِ۔ لوگوں کے
وَ۔ اور
لِيَعْلَمَ۔ تا کہ ظاہر کرے
اللّٰهُ۔ اللہ
الَّذِيْنَ۔ ان کو جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور
يَتَّخِذَ۔ بنائے
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
شُهَدَآءَ۔ شہید
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
لَا۔ نہیں
يُحِبُّ۔ پسند کرتا
الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو
وَ۔ اور
لِيُمَحِّصَ۔ تا کہ خالص کرے
اللّٰهُ۔ اللہ
الَّذِيْنَ۔ ان کو
اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے
وَ۔ اور
يَمْحَقَ۔ مٹا دے
الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو
اَمْ۔ کیا
حَسِبْتُمْ۔ گمان کرتے ہو تم
اَنْ۔ یہ کہ
تَدْخُلُوا۔ داخل ہو گے
الْجَنَّةَ۔ جنت میں
وَ۔ اور
لَمَّا۔ ابھی تک نہ
يَعْلَمِ۔ جانا
اللّٰهُ۔ اللہ نے
الَّذِيْنَ۔ ان کو
جٰهَدُوْا۔ جو مجاہد ہیں
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
وَ۔ اور
يَعْلَمَ۔ آزمائش کرے
الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر والوں کی
وَ۔ اور
لَقَدْ۔ یقیناً
كُنْتُمْ۔ تھے تم
تَمَنَّوْنَ۔ تمنا کرتے
الْمَوْتَ۔ موت کی
مِنْ قَبْلِ۔ پہلے
اَنْ۔ اس سے کہ
تَلْقَوْهُ۔ ملو اس کو
فَقَدْ۔ تو بے شک
رَاَيْتُمُوْهُ۔ دیکھ لیا تم نے اس کو
وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم
تَنْظُرُوْنَ۔ دیکھ رہے ہو

مختصر تفسیر چودھواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ﴿۱۳۱﴾۔

اے ایمان والو سود دو چند سہ چند نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

اس آیت کریمہ میں سود کھانے کی ممانعت ہے اور جو کھائے اسے توبیخ ہے اور اس زیادتی پر جو اس زمانہ میں عام طور پر مروج تھی کہ جب معیاد ختم ہوتی اور قرضدار کے پاس ادا کرنے کی کوئی سبیل نہ ہوتی تو اصل پر جو سود چڑھا تھا اسے اصل میں شمار کر کے اس وقت سے اس رقم پر مع رقم سود کے اور سود شروع کر دیا جاتا اور اس ملک میں بھی سود خور ایسا ہی کرتے ہیں، اسے سود در سود کہتے ہیں۔

کفار کا یہ دستور تھا کہ جب انہیں قرض کی مدت پوری ہوتی اور وہ مقروض سے تقاضا کرتے اور مقروض مجبور ہوتا تو

www.waseemziyai.com

قرض بڑھا دیتے تھے۔ مقروض اپنے اوپر دوگنا قرض قبول کر لیتا اور وہ اسے مہلت دے دیتے تھے اسی طرح وصولیابی تک دگنا بلکہ کئی گنا قرض ہو جاتا تھا اس ظلم کو روکنے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن و مدارک)

سود کھانے سے بے مروتی، قلبی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ حرام مال کھانے سے اطاعت اور تابعداری کی طاقت نہیں رہتی۔ سود سے انسان میں بخل پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت یہودیوں سے مسلمانوں کے اکثر سودی کاروبار و معاملات رہتے تھے اور اس میں بعض منافقین کو بہت دخل تھا اس لئے مسلمانوں کو سختی سے منع کیا گیا کہ یہ کاروبار بالکل ختم کر دیں۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت میں ایمان والوں کو تہدید ہے کہ سود وغیرہ جو چیزیں اللہ نے حرام فرمائیں ان کو حلال نہ جانیں کیونکہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے اور اس آیت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔ اور دوزخ کی آگ سے ڈرتے رہو جو کافروں کے لئے تیار کی ہے۔

ان امور میں جن کی اس نے ممانعت کی ہے (بیضاوی) اور دوزخ کی آگ بالذات کافروں کے لئے ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ اور سرعت کرو طرف بخشش کے اپنے رب کی طرف سے اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی میں سب آسمان اور زمین آ جائیں وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خوشی میں اور رنج میں اور کظم غیظ کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی خالص اللہ عزوجل کی پیروی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والا اللہ عزوجل کا فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ اور مسارعت الی المغفرت توبہ و ادائے طاعات و فرائض و اخلاص سے عمل اختیار کرنا مسارعت الی المغفرت ہے اور جنت کی وسعت کا بیان آسمان و زمین سے تشبیہ دے کر ظاہر کرنا اس لئے ہے کہ لوگ سمجھ سکیں۔ کیونکہ سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہوئی ہے وہ آسمان و زمین ہے اس سے بہ آسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر آسمان اور زمین کے طبقے بنا کر جوڑ دیئے جائیں اور سب کا ایک پرت کر دیا جائے اس سے جنت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے۔

ہرقل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان و زمین اس میں آ جائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا تجھے سمجھنا چاہئے کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے اس کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں۔ ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورۂ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کی جانب

www.waseemziyai.com

مقابل میں شب ہوتی ہے اسی طرح جنت جانب بالا میں ہے اور دوزخ جہت پستی میں۔

یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی جواب دیا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ توریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے۔

خلاصہ معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل کی قدرت واختیار سے کچھ بعید نہیں جس چیز کو جہاں چاہے رکھے یہ انسان کی تنگ نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہو کر پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سمائے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں آپ نے فرمایا کونسی زمین اور کون سا آسمان جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا پھر کہاں ہے فرمایا آسمانوں کے اوپر اور عرش کے نیچے۔

اس سے پہلی آیت وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ سے ثابت ہوا کہ جنت دوزخ پیدا ہو چکیں اور وہ موجود ہیں۔

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ جو لوگ خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں خدا کے نام پر۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سخی اللہ سے قریب۔ جنت سے قریب اور دوزخ سے دور ہوتا ہے اور بخیل اللہ سے دور۔ جنت سے دور اور دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جو شخص اس درخت کی شاخ کو پکڑ لے گا یعنی سخاوت اختیار کرے گا وہ شاخ اس کو جنت میں کھینچ لے گی ایسے ہی دوزخ کے درختوں میں بخل ایک درخت ہے اس کی شاخیں بھی دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جو اس کو پکڑ لے گا یعنی بخل کی عادت اختیار کرے گا وہ شاخ جہنم میں لے جائے گی۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا یعنی راہ خدا عزوجل میں دو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملے گا۔

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ۔ اور دبا لیتے ہیں غصہ کو۔

کظم لغت میں سانس کی نالی کو کہتے ہیں۔ کظوم سانس روکنا۔ کظم کے معنی ہیں غصہ میں آدمی کا بھرا ہونا۔ کَظَلَمتِ الْقِرْبَۃُ جبکہ مشکیزہ بھرا ہو اور اس کا منہ بند کر دیا جائے۔ ناگوار واقعہ پر دل میں رنج ہوتا ہے اور غصہ کا اتنا آنا فطری بات ہے لیکن نیک لوگ غصہ پی جاتے ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے غصہ پی لیا حالانکہ وہ قادر تھا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں امن وامان بھر دے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا غصہ روکا حالانکہ وہ اپنا غصہ پورا کر سکتا تھا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو تمام مخلوق کے سامنے لا کر اختیار دے گا کہ جو حور چاہے پسند کر لے۔

وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ۔ لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ عفو اس کا مادہ ہے اس کے معنی درگزر کرنا کسی کی غلطی کو نظر انداز کر دینا یہ نیک انسانوں کی خوبی ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسے آدمی میری امت میں بہت کم ہوں گے مگر جسے اللہ توفیق دے۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ احسان کیا ہے؟ تو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کی ایسی عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ تم سے نہیں ہو سکتا تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

امام ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احسان یہ ہے کہ جو شخص تم سے برائی کرے اس کے ساتھ تم سلوک اور بھلائی کرو کیونکہ اگر تم نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا تو یہ عوض اور معاوضہ ہو جائے گا۔

امام زین العابدین کی لونڈی وضو کے لئے پانی لائی پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے گر گیا آپ پر پڑا۔ آپ نے اس کی طرف غصہ میں دیکھا اس نے کہا وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ آپ نے غصہ ضبط فرمالیا پھر اس نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نے اس کو معاف فرما دیا۔ اس نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ (روح المعانی، مدارک)

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۫ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور وہ جب کر لیں کوئی بے حیائی یا ظلم کر لیں اپنی جانوں پر تو یاد کریں اللہ کو تو اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور کون ہے بخشنے والا گناہوں کا سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر اصرار نہ کریں جان بوجھ کر یہ وہ ہیں کہ ان کا بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے عمل (صالح) کرنے والوں کا۔

فَاحِشَةً۔ کھلا گناہ فحش سے نکلا یعنی ایسی خرابی یا گناہ جو ڈھکا چھپا نہ ہو۔

فاحشہ سے مراد کبیرہ و صغیرہ گناہ ہیں دونوں قسم کے۔ اگر یہ سرزد ہوں اور توبہ کر لی جائے آئندہ اس سے باز آ جائیں تو ان کی توبہ قبول ہے اور اس کا اجر جنت ہے۔

ان آیات کے شان نزول کی تین روایات ہیں۔

اول تو یہ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ بنی اسرائیل کا اللہ کے ہاں ہم سے زیادہ مرتبہ تھا کیونکہ ان میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس گناہ کا کفارہ لکھا ہوا ملتا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ خوش قسمت تم ہو کہ سچی توبہ سے معافی مل جاتی ہے۔

دوسرا شان نزول یہ ہے کہ سفین خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی تو اس نے کہا کہ اس سے اعلیٰ خرمے مکان میں ہیں اس حیلے سے اس کو مکان میں لے گیا اور اسے لپٹا لیا اس کا منہ چوم لیا عورت نے کہا خدا سے ڈر۔ یہ سنتے ہی دہل گیا اور اسے چھوڑ دیا اپنے کئے پر نادم ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر آیا اور تمام ماجرا عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ ایک انصاری اور قبیلہ بنی ثقیف کے ایک آدمی میں محبت تھی ہر ایک نے دوسرے کو بھائی بنا رکھا تھا۔ اتفاق سے جہاد میں ثقفی کو جانا پڑا اس نے اپنے منہ بولے بھائی انصاری کو نگرانی مکان پر مقرر کر دیا اور ایک روز انصاری گوشت لایا جب ثقفی کی بیوی نے گوشت لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ یہ فعل تو سرزد ہو گیا لیکن

www.waseemziyai.com

معاً سے سخت شرمندگی ہوئی وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور منہ پر طمانچے مارے۔

جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اپنی بیوی کو تنہا پایا۔ پوچھا وہ میرا بھائی انصاری کہاں ہے؟ اس نے کہا خدا ایسے بھائی نہ بنائے اور واقعہ بیان کیا۔ انصاری پہاڑوں میں روتا۔ استغفار و توبہ کرتا پھرتا تھا۔ ثقفی اس کو تلاش کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ گزشتہ ماجرا سنایا اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اگرچہ مورد خاص ہے لیکن یہ بشارت عام ہے۔

تیسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص تمار تھا اس کی کھجوروں کی دکان تھی اس کی دکان پر ایک حسین عورت آئی انہوں نے اس سے کہا کہ اچھی کھجوریں اندر ہیں وہ گھر میں داخل ہوئی تو انہوں نے اسے لپٹا لیا۔ اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر کل قیامت میں کیا منہ دکھائے گا۔ اللہ عزوجل کا نام سنتے ہی اسے پسینہ آ گیا شرمندہ ہو کر دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے خوب بدلہ ہے نیک کام والوں کے لئے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جنت کا متقین تائبین کے لئے بطور جزا کے بنائے جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے گناہ پر اصرار کیا ہو وہ داخل نہ ہوں جیسا کہ دوزخ کا کافروں کے لئے بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے سوا اس میں کوئی اور داخل نہ ہو اور وہ گنہگار جو کبائر گناہ پر اصرار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں گناہوں سے پاک صاف کر کے داخل کرے گا ہو سکتا ہے کہ گناہوں سے پاک صاف دوزخ کے عذاب سے ہو۔

کیونکہ دوزخ گنہگار کے لئے بھٹی کے مثل ہوگی۔ بھٹی لوہے کا میل کچیل صاف کر دیتی ہے ایسے مومن کے گناہ کو دوزخ صاف کر دے گی یا رحمت و مغفرت سے بغیر عذاب بخشش ہو جائے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

اس کے بعد ان ظالموں کی حالت کا اجمالاً ذکر ہے جنہوں نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی مخالفت کی اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں مہلتیں دیں اور وہ راہ راست پر نہ آئے آخر انہیں ہلاک کر دیا تا کہ پچھلوں کو عبرت ہو چنانچہ ارشاد ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آ چکے ہیں تو زمین میں چل کر دیکھو ان کا کیسا انجام ہوا جو جھٹلانے والے تھے یہ لوگوں کو سنانا ہے اور راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے۔

قَدْ خَلَتْ۔ قَدْ قرب کے لئے یا تحقیق کے لئے ہے۔

خَلَتْ۔ خَلْوٌ سے بنا۔ اس کے معنی اکیلا یا علیحدہ ہونا۔ جب یہ لفظ زمانہ کے لئے بولا جائے تو گزرنے کے معنی ہوں گے (کبیر) بے شک تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

www.waseemziyai.com

حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بہت سی قومیں امتیں گزر چکی ہیں۔ گزشتہ امتوں میں سے جن لوگوں نے انبیاء مرسلین علیہم السلام کی دشمنی میں ان کی تکذیب پر کمر باندھی اور بدکاری سرکشی کرتے رہے ان کا کیسا برا انجام ہوا۔

سنت وہ طریقہ ہے جس کا اتباع کیا جائے چاہے وہ اچھا طریقہ ہو یا برا طریقہ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً جس نے نیک طریقہ جاری کیا تو اس کا ثواب اس پر ہے جو عمل کرے اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کا گناہ اس پر ہے جو اس پر عمل کرے۔

مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ۔ سنۃ کی جمع ہے اس کا مادہ سنن ہے اس کے معنی ایک رو پر پانی بہانا۔ تیز تلوار تیز کرنا۔ اصطلاح میں سنت یہ ہے کہ سیدھے راستے کو کہتے ہیں۔ شرعی احکام کو بھی کہتے ہیں۔ تم سے پہلے امتیں یا شریعتیں گزر چکیں۔ (روح المعانی)

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ۔ سِيرُوا۔ سیر سے بنا اس کے معنی چلنا ہے۔

الْأَرْضِ۔ سے مراد وہ زمین ہے جہاں گزشتہ قومیں آباد تھیں۔

فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ۔ فا تعقیبیہ ہے۔

انْظُرُوا۔ نظر سے بنا اس کے معنی دیکھنا۔ غور کرنا ہے۔ عبرت پکڑنا۔

كَيْفَ عَاقِبَةُ۔ عقب سے اس کے معنی پیچھے ہیں۔ یہاں بمعنی انجام ہے۔

الْمُكَذِّبِينَ۔ سے مراد نبیوں علیہم السلام اور علماء رحمہم اللہ کو جھوٹے کہنے والے کفار ہیں۔

زمین میں چلو پھرو سیر کرو تا کہ تم دیکھو ان کفار کا انجام جنہوں نے اپنے نبیوں علیہم السلام کو جھٹلایا۔

هَٰذَا۔ یہ قرآن کریم۔

بَيَانٌ۔ بَيَانٌ۔ نطق سے عام ہے۔ نطق انسان کے بولنے کو کہتے ہیں۔ بیان ہر اظہار کو کہتے ہیں۔

لِلنَّاسِ۔ یہ آیتیں سارے ہی لوگوں کے لئے ہیں مومن ہو یا کافر۔

وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ۔ قرآن مجید کی حیثیت عالمگیر ہدایت کی ہے یہ ہر زمانے میں ہر قوم کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے۔

مَوْعِظَةٌ۔ وعظ سے بنا اس کے معنی نصیحت خیر خواہی۔

مُتَّقِينَ۔ سے مراد تمام مسلمان ہیں۔ ہدایت نصیحت صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

اگلی آیات میں مسلمانوں کو غلبہ کی بشارت دی گئی ہے بشرطیکہ وہ ایمان میں صحیح رہیں۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ اور نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو تمہی غالب رہو گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

وَلَا تَهِنُوا۔ سست نہ ہو۔ وہن اس کا مادہ ہے اس کے معنی سستی واضمحلال ہیں۔ یعنی شکستہ خاطر۔ افسردہ طبیعت نہ ہو پورے یقین کے ساتھ راہ حق میں گامزن رہو۔

وَلَا تَحْزَنُوا۔ غم نہ کھاؤ۔ حزن اس کا مادہ ہے۔ حزن خاص طور پر ماضی کی کوتاہیوں کے بارہ میں ہوا کرتا ہے۔

الْأَعْلَوْنَ۔ غالب۔ علو۔ علو ہر قسم کا علو مادی ہو یا روحانی ہو۔

www.waseemziyai.com

یہ آیت جنگ احد کے حالات کے ضمن میں نازل ہوئی۔ جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چور چور ہو رہے تھے۔ کئی بہادروں اور نوجوانوں کی لاشیں سامنے پڑی تھیں۔ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تک زخمی ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے پیغام امید نازل فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بشارت دی کہ اے ایمان والو سختیوں سے گھبرا کر نا امید نہ ہونا۔ آخری فتح تمہاری ہے۔ غلبہ تم کو ہی حاصل ہوگا بشرطیکہ ایمان پر قائم رہو۔

اس بشارت سے مسلمانوں کی مایوسی دور ہوئی۔ ارادوں میں استقلال آیا آخر کفار کو شکست ہوئی۔ اور مسلمان غالب آئے۔ اور فتحیابی حاصل کی۔

اگلی آیات میں اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ اگر کوئی کسی موقعہ پر تمہیں بھی نقصان پہنچے تو تمہیں شکوہ نہیں کرنا چاہئے کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی۔ ہمت ہار جانا مومن کا کام نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۙ﴿۱۴۰﴾ وَ لِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ ؕ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۫ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے (جیسی غزوہ احد میں) تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں (جنگ بدر میں با آنکہ ان کی طرف سے پست ہمتی نہ ہوئی بلکہ نہایت ہمت سے مقابلہ میں ڈٹے رہے) اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں (کبھی کسی کو غلبہ۔ کبھی کسی کو) اور یہ اس لئے کہ اللہ پہچان کرادے ایمان والوں کی (کہ جو اخلاص سے اعلائے کلمۃ الحق میں پیش پیش ہوں گے۔ ناکامی و مشقت انہیں اپنے جزم اور استقلال سے نہیں ہٹا سکتی) اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

اور اس لئے کہ اللہ عزوجل نکھار دے مسلمانوں کو (یعنی کافروں و مرتدوں سے جو مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ مسلمانوں کے لئے تطہیر و شہادت کے مرتبہ تک پہنچا دینے والی ہیں اور مسلمان جو کفار کو قتل کریں تو یہ کفار کی بربادی اور ان کا استیصال ہے) اور کافروں کو مٹا دے۔

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارا مجاہدوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

اور تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس کے ملنے سے پہلے تو اب وہ تمہیں آنکھوں کے سامنے نظر آئی۔

جنگ احد میں مسلمانوں کو جو شدید نقصان اٹھانا پڑا اس سے وہ سخت پریشان تھے پھر انہیں منافقوں اور دشمنوں کے طعنوں سے اذیت پہنچی تھی۔

زخم سے مراد وہ عظیم جانی و مالی نقصان ہے جو غزوہ احد میں ذرا سی غلطی سے مسلمانوں کو اٹھانا پڑا۔ کئی بہادر شہید ہوئے اور اکثر زخمی ہوئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ اگر اس مقابلہ میں تمہیں زخم پہنچا ہے یا تمہیں تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔

www.waseemziyai.com

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو احد کے ایک درے پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ اپنی جگہ پر ہر حال میں جمے رہنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آدمی بھیجوں اگر تم یہ دیکھو کہ ہم کو جانوروں نے اچک لیا۔ ہم پر غالب آ گئے ہیں جب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔

راوی فرماتے ہیں کہ کفار کو شکست ہوئی اس درہ کے صحابہ علیہم رضوان نے سمجھا کہ اب فتح حاصل ہوگئی لہٰذا مال غنیمت حاصل کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے خدا کے بندو کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھول گئے ہو لیکن ان کی بات نہ سنی اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کل بارہ صحابہ علیہم رضوان رہ گئے۔

اس معرکہ میں مسلمانوں کے ستر مجاہد شہید ہوئے۔ ابوسفیان نے تین بار آواز دی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے منع فرمادیا کہ جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے سیدنا حضرت صدیق اکبر، سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم علیہم رضوان کو آواز دی۔ پھر کہنے لگا کہ شاید یہ سب مقتول ہو گئے۔ پھر ابوسفیان نے خوشی میں اُعْلُ هُبَل کی آواز بلند کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بآواز بلند کہو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ اللہ تعالیٰ ہی کا بول بالا ہے۔

پھر ابوسفیان نے کہا اِنَّ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ ہمارے لئے عزیٰ ہے تمہارے لئے عزیٰ نہیں (یہ ان کے بت کا نام ہے)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔ اللہ ہمارا والی ہے تمہارا والی کوئی بھی نہیں۔

اَيَّامٌ۔ دن۔ یوم اس کا واحد ہے۔ یہاں ایام سے مراد گردش لیل ونہار۔

نُدَاوِلُ۔ دَوْل سے بنا۔ اس کے معنی گھومنا۔ کبھی فتح کبھی شکست مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل دکھ سکھ کے دن اقوام میں بدلتا رہتا ہے۔

اس آخری آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب شہداء بدر کے درجے اور مرتبے اور ان پر اللہ تعالیٰ عزوجل کے انعام و احسان بیان فرمائے گئے تو جو مسلمان وہاں حاضر نہ تھے انہیں حسرت ہوئی۔ انہوں نے آرزو کی کہ کاش کسی جہاد میں انہیں حاضری میسر آئے اور شہادت کے درجات ملیں یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے احد پر جانے کے لئے اصرار کیا تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

گویا بتادیا کہ تمہاری تمنا کے مطابق تم احد میں پہنچے پھر اگر کچھ شہید ہوئے تو رنج کیوں۔ اس کے بعد نبی ﷺ کی بعثت کا مقصود بیان ہوتا ہے جو آئندہ رکوع میں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۗىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے قبل اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرما گئے یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پلٹے گا تو ہرگز نقصان نہ کرے گا اللہ کا کچھ اور عنقریب بدلہ دے گا اللہ شکر والوں کو۔

www.waseemziyai.com

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۵

اور نہیں کوئی جان مر نہیں سکتی حکم خدا بغیر سب کا وقت لکھا ہوا ہے اور جو چاہے دنیا کا ثواب ہم اس میں سے اسے دیں گے اور جو چاہے ثواب آخرت ہم اس میں سے اسے دیں گے اور قریب ہے کہ ہم بدلہ دیں شکر والوں کو۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۶

اور کتنے انبیاء نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت اللہ والے تھے تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو انہیں پہنچیں اللہ کی راہ میں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے اور اللہ دوست رکھتا ہے صبر والوں کو۔

وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۴۷

اور کچھ نہ تھا ان کا کہنا سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں جو ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر مدد دے۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۴۸

تو دیا ان کو اللہ نے ثواب دنیا اور بہتریاں ثواب آخرت کی اور اللہ کو نیکوکار محبوب ہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	مَا۔نہیں	مُحَمَّدٌ۔محمد	اِلَّا۔مگر
رَسُوْلٌ۔ایک رسول	قَدْ۔بے شک	خَلَتْ۔گزر چکے	مِنْ قَبْلِهِ۔ان سے پہلے
الرُّسُلُ۔کئی رسول	اَفَاۡئِنْ۔کیا اگر	مَاتَ۔وفات پائیں	اَوْ۔یا
قُتِلَ۔شہید ہوں تو	انْقَلَبْتُمْ۔پھر جاؤ گے تم	عَلٰٓى۔اوپر	اَعْقَابِكُمْ۔اپنی ایڑیوں کے
وَ۔اور	مَنْ۔جو	يَنْقَلِبْ۔پھر جائے	عَلٰى۔اوپر
عَقِبَيْهِ۔اپنی ایڑیوں کے	فَلَنْ۔تو ہرگز نہ	يَّضُرَّ۔نقصان دے گا	اللّٰهَ۔اللہ کو
شَيْـًٔا۔کچھ	وَ۔اور	سَيَجْزِي۔جلدی بدلہ دے گا	
اللّٰهُ۔اللہ	الشّٰكِرِيْنَ۔شکر کرنے والوں کو		وَ۔اور
مَا۔نہیں	كَانَ۔ہے	نَفْسٍ۔کسی جان کا اختیار	اَنْ۔یہ کہ
تَمُوْتَ۔مر جائے	اِلَّا۔مگر	بِاِذْنِ۔ساتھ حکم	اللّٰهِ۔خدا کے
كِتٰبًا۔لکھا ہوا ہے	مُّؤَجَّلًا۔مقررہ وقت	وَ۔اور	مَنْ۔جو

www.waseemziyai.com

يُرِدْ۔ چاہے گا	ثَوَابَ۔ ثواب	الدُّنْيَا۔ دنیا کا	نُؤْتِهٖ۔ دیں گے ہم اس کو
مِنْهَا۔ اس سے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يُرِدْ۔ چاہے
ثَوَابَ۔ ثواب	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	نُؤْتِهٖ۔ دیں گے ہم اسے	مِنْهَا۔ اس سے
وَ۔ اور	سَنَجْزِي۔ جلدی بدلہ دیں گے ہم		الشّٰكِرِيْنَ۔ شکر کرنے والوں کو
وَ۔ اور	كَاَيِّنْ۔ کتنے ہی	مِّنْ نَّبِيٍّ۔ نبی تھے	قٰتَلَ۔ کی لڑائی
مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ ہو کر	رِبِّيُّوْنَ۔ اللہ والوں	كَثِيْرٌ۔ بہت نے	فَمَا۔ تو نہ
وَهَنُوْا۔ سست پڑے	لِمَآ۔ جو	اَصَابَهُمْ۔ پہنچا انہیں	فِيْ۔ میں
سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	مَا۔ نہ
ضَعُفُوْا۔ کمزور ہوئے	وَ۔ اور	مَا۔ نہ	اسْتَكَانُوْا۔ دبے
وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الصّٰبِرِيْنَ۔ صبر والوں کو
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ تھی	قَوْلَهُمْ۔ ان کی بات
اِلَّآ۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	قَالُوْا۔ بولے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
اغْفِرْ۔ بخش دے	لَنَا۔ ہم کو	ذُنُوْبَنَا۔ ہمارے گناہ	وَ۔ اور
اِسْرَافَنَا۔ ہماری زیادتیاں	فِيْٓ۔ میں	اَمْرِنَا۔ ہمارے کام	وَ۔ اور
ثَبِّتْ۔ مضبوط رکھ	اَقْدَامَنَا۔ ہمارے قدم	وَ۔ اور	انْصُرْنَا۔ مدد دے ہمیں
عَلَى۔ اوپر	الْقَوْمِ۔ قوم	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے	فَاٰتٰىهُمُ۔ تو دیا ان کو
اللّٰهُ۔ اللہ نے	ثَوَابَ۔ ثواب	الدُّنْيَا۔ دنیا کا	وَ۔ اور
حُسْنَ۔ اچھا	ثَوَابِ۔ ثواب	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کو	

مختصر تفسیر پندرہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ہیں تو کیا اگر وہ انتقال کر جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر گیا وہ اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام محمد اور احمد ہیں۔ باقی صفاتی نام ہیں۔

قاموس میں حمد۔ شکر۔ رضا۔ جزا اور حق ادا کر دینا ہے۔ تحمید اللہ تعالیٰ عزوجل کی بار بار حمد کرنا۔ اسی سے لفظ محمد مشتق ہے

www.waseemziyai.com

یعنی بار بار تعریف کئے ہوئے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ لفظ محمد کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام تعریفوں کے احاطہ کرنے والے کا نام ہے۔ کیونکہ حمد کا مستحق وہی ہوتا ہے جو کمال کی انتہا کو حاوی ہو۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَ عَبْدَهٗ بِبُرْهَانِهٖ وَ اللّٰهُ اَعْلٰى وَ اَمْجَدُ

وَ شَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ فَذُوْا لْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ هٰذَا مُحَمَّدُ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو برہان و دلیل دے کر بھیجا اور اللہ تو برتر و بزرگ ہے اور ان کے نام کو ان کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے اپنے نام سے نکالا پس عرش والا اللہ تعالیٰ تو محمود ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اِلَّا رَسُوْلٌ۔ پہلی امتوں نے اپنے مصلح یا رسول کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ اسلام نے کلمہ شہادت میں رسول فرمایا۔ رسول خلق و مخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ ہیں۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ۔ رسل سے مراد سارے نبی ہیں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے رسول گزر چکے ہیں۔

اَعْقَابَ۔ عقب کی جمع ہے۔ اس کے معنی ایڑی۔ انسان جہاں سے آیا ہو ایڑیوں پر لوٹ جانا کہا جاتا ہے۔

اِنْقَلَاب۔ سے مراد دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانا ہے۔

اگرچہ یہ حضرات احد میں صرف گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے بختی سے روکنے کے لئے فرمایا کہ اگر تم لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی غلط خبر سن کر اس قدر گھبرا گئے تو کیا شہادت کی خبر سن کر اسلام چھوڑ دو گے یا جہاد بند کر دو گے۔

انبیاء و رسل علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تبلیغ رسالت ہے اور قیام حجت ہے نہ کہ قوم میں ان کا ہمیشہ موجود رہنا۔ آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جنگ احد میں جب کافروں نے مشہور کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور شیطان نے اس جھوٹی افواہ کو عام کر دیا تو صحابہ کرام علیہم رضوان میں سخت اضطراب پیدا ہوا حتیٰ کہ بعض تو نکل کھڑے ہوئے اس خیال سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہ رہے تو اب جنگ بیکار ہے۔

پھر جب ندا کی گئی کہ یہ خبر غلط ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں تو گئے ہوئے صحابہ علیہم رضوان کی جماعت واپس آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملامت فرمائی تو سب نے عرض کی کہ حضور ہمارے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قدا ہوں۔ آپ کی شہادت کی خبر نے ہمارے دل توڑ دیئے اور ہم سے نہ ٹھہرا گیا۔ مایوسی نے زمانہ تاریک کر دیا اس پر آیہ متلوہ نازل ہوئی۔

اس میں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو جاتے یا وفات پا جاتے تو پھر بھی حمایت و حفاظت دین لازم تھی۔

چنانچہ جن کے پائے ثبات قائم رہے ان کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ وہ امیر الشاکرین ہیں۔ انہی ثابت قدم رہنے والوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور انہی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امیر الشاکرین

www.waseemziyai.com

فرمایا اور انہی کی تعریف میں۔

وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۔ شاکرین سے مراد دین پر قائم رہنے والے جہاد کرنے والے مسلمان ہیں۔ ہر نیک کام اللہ تعالیٰ عزوجل کی نعمتوں کا شکریہ ہے۔

آگے اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ موت کسی پر بغیر حکم الٰہی عزوجل نہیں آسکتی لہٰذا جہاد میں خوف موت سے بھاگنا اطاعت حکم کے منافی اور گناہ ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝

اور کوئی جان بغیر حکم الٰہی مر نہیں سکتی موت کا وقت لکھا ہوا ہے اور جو دنیا کا ثواب چاہے ہم اس میں سے اسے دیں گے اور جو آخرت کا انعام ہم سے چاہے اس میں سے اسے دیں گے اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو بدلہ عطا کریں۔

اس آیت کریمہ میں جہاد کی ترغیب ہے اور مسلمانوں کو دشمن کے مقابلہ پر جری بنایا ہے۔ چنانچہ اطمینان دلایا گیا کہ کوئی بغیر حکم الٰہی عزوجل مر نہیں سکتا چاہے وہ کیسے ہی مہالک و معارک میں پھنسا ہوا ہو یا خود ان میں گھس جائے اور جب موت کا وقت آتا ہے تو کوئی تدبیر نہیں بچا سکتی۔ وقت سے آگے پیچھے کچھ نہیں ہوتا۔

رائی گھٹے نہ تل بڑھے نہ سائیں کی چاہ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

پھر بتایا کہ جو اپنے عمل و طاعت سے دنیا حاصل کرنا چاہے اسے وہ ملے گی اور جسے آخرت مطلوب ہو تو اسے وہ ملے گی۔ اس آیت کریمہ میں یہ امر واضح کر دیا کہ عمل کا بدلہ نیت پر ہے جیسا کہ احادیث بخاری و مسلم میں مذکور ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى۔

تیراندازوں کا دستہ جنگ احد میں مال غنیمت کے لئے مشغول ہوا اس خیال سے کہ مشرکین کو مار مار کر کمزور بنا دیا گیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ نے مشرکین علمبردار طلحہ بن طلحہ کو جہنم رسید کیا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ہندہ اور اس کی ساتھیوں کو بے تحاشا بھاگتے دیکھا۔

مسلمان جو اس درے پر متعین تھے فتح دیکھ کر مال غنیمت کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے گیارہ ساتھی علیہم رضوان جمے رہے۔ خالد بن ولید۔ عکرمہ جو اس وقت تک لشکر کفار کے ساتھ تھے نے حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے گیارہ ساتھیوں علیہم رضوان نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور فرمانبرداری میں ثابت قدم رہے۔ ان لوگوں کے لئے آخرت کا بدلہ ہے جو لوگ دین پر قائم رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل احسان ماننے والوں کو بدلہ دے گا۔

آگے آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں امتی ہی نہیں ہوتے بلکہ بنفس نفیس انبیاء کرام علیہم السلام بھی جہاد میں ہوتے تھے تو وہ اور ان کے امتی تنگی۔ فراخی۔ عسرت۔ عشرت کرب و بلا اور فتح و ظفر سب ہی میں مضبوط رہتے تھے۔ مصائب میں کمزور نہ ہوتے تھے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا

www.waseemziyai.com

اسْتَكَانُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اور کتنے ہی نبیوں نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے اور اللہ کو صبر والے محبوب ہیں۔

كَاَيِّنْ۔ میں اہل لغت کے دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ لفظ مفرد ہے جس کا نون اصلی ہے خاص اپنے معنی کے لئے وضع ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ لفظ کان تشبیہ اور ای۔ ابہامیہ سے مرکب ہے۔ ای کی تنوین نے نون کی شکل اختیار کر لی اس کے معنی کم یا کتنے یا بہت سے۔

مِّنْ نَّبِيٍّ۔ نبی سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بعد والے وہ پیغمبر علیہم السلام ہیں جن کی شریعت میں جہاد تھا۔ آپ ہی پہلے مجاہد ہیں آپ علیہ السلام کے بعد بعض کی شریعت میں جہاد تھا اور بعض کے یہاں نہ تھا۔

قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ ۔ بہت سے نبی وہ ہیں جن کے بہت سے ساتھیوں نے جہاد کیا اور بہت سے اللہ والے شہید کر دیئے گئے۔

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رِبِّيُّوْنَ۔ ربانیون کے معنی میں ہے لہٰذا ربی کے معنی اللہ والا۔

فَمَا وَهَنُوْا۔ ما سے مراد تکلیف۔ مصیبتیں جو جہاد میں آتی ہیں یعنی ان مصیبتوں کی وجہ سے جو انہیں جہاد میں پہنچیں کمزور نہ ہوئے۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اللہ کی راہ میں۔

وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۔ اس کے معنی عاجزی بعض نے کہا دلی کمزوری استکانت ہے بعض کے نزدیک دشمن کے دین کی طرف منتقل ہو جانا استکانت ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔ آفات میں گھبراہٹ سے رکنا یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل مصیبتوں میں نہ گھبرانے والوں اور استقامت والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ راہ حق میں ان کا ساتھ دینے والوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ تن من دھن لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل کے سامنے عجز و نیاز سے سر جھکائے رکھتے ہیں اور بڑی عاجزی و خلوص سے عرض کرتے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی کر اپنی رحمت کے پردے ہماری لغزشوں اور خطاؤں پر ڈال دے۔ ہماری کمزوریوں سے درگزر فرما اور ہمیں معاف فرما دے۔

اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا۔ ہمارے کام میں ہم سے جو زیادتی ہو اس پر بھی پردہ ڈال دے اور اسے معاف فرما دے اور۔

ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا۔ ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ کسی مشکل اور آڑے وقت میں ہمارے قدم نہ ڈگمگا جائیں۔

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ ہمیں کافروں کی قوم پر کامیابی عطا فرما جو تیرے ماننے والے نہیں۔ تیرے نبی کے مخالف اور تیرے دین کے دشمن ہیں۔ ان پر ہمیں غلبہ عطا فرما۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

www.waseemziyai.com

اس دعا کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ایسے بندوں کو دنیا اور آخرت میں بدلہ دیا اور آخرت کے بدلہ کے کیا کہنے ہیں اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

عموماً حرب وضرب ومجاہدت میں جب تکالیف پہنچتی ہیں تو فطرتاً کلمات شکایت زبان پر آجاتے ہیں مگر صابر یقیناً شاکر بہ رضا رہنے والے اپنی زبان پر کوئی ایسا کلمہ لانا بھی گوارا نہیں کرتے جس میں گھبراہٹ اور پریشانی کا یا تزلزل واضطراب کا شائبہ بھی ہو بلکہ وہ ہر حال میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ کہتے ہیں اور استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہیں۔

آگے مشرکین ومنافقین سے علیحدہ رہنے کا حکم ہے۔

بامحاورہ ترجمہ سولہواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

اے ایمان والو! اگر تم نے پیروی کی کافروں کی تو وہ تمہیں لوٹا دیں گے تمہارے الٹے پاؤں تو تم پلٹ جاؤ گے نقصان کھا کے۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے اور سب سے بہتر مددگار ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

عنقریب ہم ڈالیں گے دلوں میں کافروں کے رعب اس سبب سے کہ وہ مشرک ہیں ایسی طرح کہ اللہ نے ان پر کوئی دلیل نہ اتاری اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے ظالموں کا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور بے شک سچ کر دیا اللہ نے تمہیں اپنا وعدہ جب کہ تم اس کے حکم سے مقاتلہ کر رہے تھے حتیٰ کہ جب تم نے بزدلی کی اور جھگڑا ڈالا حکم میں اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ دکھا چکا تھا وہ جو تم پسند کرتے تھے تم میں کوئی چاہتا تھا دنیا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا پھر تمہارا منہ اس نے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزماوے اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ ہے بڑا فضل والا مومنین پر۔

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

جب تم منہ اٹھائے جا رہے تھے اور پلٹ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں پکار رہے تھے تمہاری دوسری جماعت میں تو تمہیں غم کا بدلہ غم پہنچا تاکہ نہ غمگین ہو اس پر جو ہاتھ سے گیا اور نہ اس پر جو افتاد پڑی رنج کرو اور اللہ خبردار ہے تمہارے کاموں سے۔

www.waseemziyai.com

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾

پھر نازل کی تم پر بعد غم کے چین کی نیند کہ گھیرے ہوئے تھی ایک جماعت کو اور ایک جماعت کو اپنی جان کی پڑی تھی گمان تھا انہیں اللہ پر بے جا ناحق جہالت کے گمان کہتے تھے کیا اس معاملہ میں ہمارا بھی اختیار ہے فرما دیجئے بیشک اختیار تو سارا اللہ کا ہے چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں وہ جو نہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہتے ہوئے اگر ہوتا ہمارا اختیار کچھ تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو ضرور باہر آتے وہ جن کا قتل مقدر تھا اپنی خوابگاہوں کی سمت اور اس لئے کہ آزماوے اللہ اسے جو سچ سینوں کے ہے تمہارے اور کھول دے اسے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

بے شک وہ جو پلٹ گئے تم میں سے جس دن دونوں فوجیں ملیں تھیں اس کے سوا نہیں کہ لغزش دی انہیں شیطان نے ان کے بعض عملوں کی وجہ سے اور یقیناً اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بے شک اللہ بخشنے والا علم والا ہے۔

لفظی ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا	اے	الَّذِيْنَ	وہ جو
تُطِيْعُوا	پیروی کرو گے	الَّذِيْنَ	ان کی جو
كُمْ	تم کو	عَلٰٓى	اوپر
خٰسِرِيْنَ	نقصان میں	بَلِ	بلکہ
وَ	اور	هُوَ	وہ
سَنُلْقِيْ	جلدی ڈالیں گے ہم	فِيْ	میں
كَفَرُوا	کافر ہیں	الرُّعْبَ	رعب
بِاللّٰهِ	اللہ کے ساتھ	مَا	ان کو جو
بِهٖ	اس کی	سُلْطٰنًا	کوئی دلیل
لَهُمْ	ان کی	النَّارُ	آگ ہے
اٰمَنُوْٓا	ایمان لائے ہو	اِنْ	اگر
كَفَرُوْا	کافر ہیں	يَرُدُّوْ	تو پھیر دیں گے
اَعْقَابِكُمْ	تمہاری ایڑیوں کے	فَتَنْقَلِبُوْا	تو پھرو گے
اللّٰهُ	اللہ	مَوْلٰىكُمْ	تمہارا مولا ہے
خَيْرُ	بہترین	النّٰصِرِيْنَ	مدد دینے والا ہے
قُلُوْبِ	دلوں	الَّذِيْنَ	ان کے جو
بِمَآ	بوجہ اس کے جو	اَشْرَكُوْا	شریک کیا
لَمْ	نہیں	يُنَزِّلْ	اتاری
وَ	اور	مَاْوٰى	جگہ
وَ	اور	بِئْسَ	بری

www.waseemziyai.com

مَثْوًى۔ جگہ ہے
صَدَقَكُمُ۔ سچا کر دیا تم سے
تَحُسُّوْنَهُمْ۔ قتل کرتے تھے تم ان کو
اِذَا۔ جب
فِيْ۔ میں
مِنْ بَعْدِ۔ بعد اس کے
تُحِبُّوْنَ۔ تم پسند کرتے تھے
الدُّنْيَا۔ دنیا
يُرِيْدُ۔ چاہتے ہیں
عَنْهُمْ۔ ان سے
لَقَدْ۔ بے شک
اللّٰهُ۔ اللہ
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کے
وَ۔ اور
اَحَدٍ۔ کسی کے
كُمْ۔ تم کو
فَاَثَابَكُمْ۔ تو پہنچا تم کو
تَحْزَنُوْا۔ غم کھاؤ
وَ۔ اور
وَ۔ اور
تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو
مِنْ بَعْدِ۔ بعد
يَغْشٰى۔ ڈھانپتی تھی
طَآئِفَةً۔ ایک جماعت کو
اَنْفُسُهُمْ۔ ان کی جانوں نے
الْحَقِّ۔ حق کے
هَلْ۔ کیا
قُلْ۔ کہو

الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کی
اللّٰهُ۔ اللہ نے
فَشِلْتُمْ۔ تم بزدل ہوئے
الْاَمْرِ۔ کام کے
مَآ۔ جو
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
وَ۔ اور
الْاٰخِرَةَ۔ آخرت
لِيَبْتَلِيَكُمْ۔ تاکہ آزمائش کرے تمہاری
عَفَا۔ معاف کیا
ذُوْ۔ صاحب
اِذْ۔ جب
لَا۔ نہیں
وَّ۔ اور
فِيْ۔ میں
غَمًّا۔ غم
عَلٰى۔ اوپر
لَا۔ نہ
اللّٰهُ۔ اللہ
ثُمَّ۔ پھر
الْغَمِّ۔ غم کے
طَآئِفَةٌ۔ ایک جماعت کو
قَدْ۔ بے شک
يَظُنُّوْنَ۔ گمان کرتے تھے
ظَنَّ۔ گمان
لَنَا۔ ہے ہمارے لئے
اِنَّ۔ بے شک

وَ۔ اور
وَعْدَهٗٓ۔ اپنا وعدہ
بِاِذْنِهٖ۔ اس کے حکم سے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اَرٰىكُمْ۔ دکھایا تم کو
مَّنْ۔ وہ بھی ہیں جو
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
ثُمَّ۔ پھر
لِيَبْتَلِيَكُمْ۔ تاکہ آزمائش کرے تمہاری
عَنْكُمْ۔ تم کو
فَضْلٍ۔ فضل ہے
تُصْعِدُوْنَ۔ تم اوپر چڑھے جا رہے تھے
تَلْوٗنَ۔ متوجہ ہوتے تھے
الرَّسُوْلُ۔ رسول
اُخْرٰى۔ دوسری جماعت
بِغَمٍّ۔ غم کے بدلے
مَا۔ اس کے جو
مَآ۔ اس پر جو
خَبِيْرٌ۔ خبردار ہے
اَنْزَلَ۔ اتاری
اَمَنَةً۔ امن کی
مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
اَهَمَّتْهُمْ۔ ان کو اپنی جان کی پڑی تھی
بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
الْجَاهِلِيَّةِ۔ جاہلیت کا
مِنَ الْاَمْرِ۔ کام سے
الْاَمْرَ۔ کام

لَقَدْ۔ بے شک
اِذْ۔ جب
حَتّٰٓى۔ یہاں تک کہ
تَنَازَعْتُمْ۔ جھگڑا کیا تم نے
عَصَيْتُمْ۔ نافرمانی کی تم نے
مَّا۔ جو
يُّرِيْدُ۔ چاہتے ہیں
مَّنْ۔ وہ بھی ہیں جو
صَرَفَكُمْ۔ پھیر دیا تم کو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
عَلٰى۔ اوپر
عَلٰٓى۔ اوپر
يَدْعُوْ۔ بلا رہے تھے
كُمْ۔ تمہاری کے
لِّكَيْلَا۔ تاکہ نہ
فَاتَكُمْ۔ گزر چکی
اَصَابَكُمْ۔ تمہیں پہنچی
بِمَا۔ اس سے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
نُعَاسًا۔ اونگھ
وَ۔ اور
غَيْرَ۔ بغیر
يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے تھے
مِنْ شَيْءٍ۔ کچھ
كُلَّهٗ۔ سارا

www.waseemziyai.com

لِلّٰہِ۔ اللہ کے لئے ہے
مَا۔ جو
یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
مِنَ الْاَمْرِ۔ کام سے
ھٰھُنَا۔ اس جگہ
فِیْ۔ میں
کُتِبَ۔ لکھا گیا
مَضَاجِعِھِمْ۔ اپنی خوابگاہ کے
مَا۔ جو
وَ۔ اور
قُلُوْبِکُمْ۔ تمہارے دلوں کے ہے
عَلِیْمٌ۔ جانتا ہے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
التَقَی۔ ملیں
الشَّیْطٰنُ۔ شیطان نے
وَ۔ اور
عَنْھُمْ۔ ان کو
حَلِیْمٌ۔ حلم والا ہے

یُخْفُوْنَ۔ چھپاتے ہیں
لَا۔ نہیں
لَوْ۔ اگر
شَیْءٌ۔ کچھ چیز تو
قُلْ۔ کہہ
بُیُوْتِکُمْ۔ اپنے گھروں کے
عَلَیْھِمُ۔ ان پر
وَ۔ اور
فِیْ۔ میں
لِیُمَحِّصَ۔ تاکہ خالص کرے
وَ۔ اور
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے کی باتیں
تَوَلَّوْا۔ پھر گئے
الْجَمْعٰنِ۔ دو جماعتیں
بِبَعْضِ۔ بعض
لَقَدْ۔ بے شک
اِنَّ۔ بے شک

فِیْ۔ میں
لَبَرَزَ۔ تو نکلتے
الْقَتْلُ۔ قتل ہونا
لِیَبْتَلِیَ۔ تاکہ آزمائے
صُدُوْرِکُمْ۔ تمہارے سینوں کے ہے
لِیُمَحِّصَ۔ تاکہ خالص کرے
مَا۔ جو
وَ۔ اور
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے کی باتیں
مِنْکُمْ۔ تم میں سے
اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ
مَا۔ ان کے
عَفَا۔ معاف کیا
اللّٰہَ۔ اللہ

أَنْفُسِھِمْ۔ اپنی جانوں کے
لَکَ۔ تیرے لئے
لَنَا۔ ہمارے لئے
قُتِلْنَا۔ مارے جاتے
کُنْتُمْ۔ ہوتے تم
الَّذِیْنَ۔ وہ جو
اِلٰی۔ طرف
اللّٰہُ۔ اللہ
فِیْ۔ میں
مَا۔ جو
فِیْ۔ میں
اللّٰہُ۔ اللہ
اِنَّ۔ بے شک
یَوْمَ۔ جس دن
اسْتَزَلَّھُمُ۔ لغزش دی ان کو
کَسَبُوْا۔ اعمال کے
اللّٰہُ۔ اللہ نے
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا

مختصر تفسیر سولھواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ بَلِ اللّٰہُ مَوْلٰکُمْ ۚ وَھُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ ۝

اے ایمان والو! اگر تم نے کافروں کے کہنے پر عمل کرلیا۔ تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے تو تم نقصان میں لوٹ جاؤ گے۔ بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔

اس آیہ کریمہ میں اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ یہودی ہوں یا نصرانی، مشرک ہوں یا منافق، مرزائی ہوں یا کوئی سے دین مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان سے جدا رہیں اور ان کے مشورہ اور ان کی رائے پر ہرگز عمل نہ کریں۔ ان کے کہنے پر نہ چلیں۔ مسلمان کا مشیر بھی مسلمان ہی ہوسکتا ہے۔

احد کے میدان میں عارضی شکست کی وجہ سے کچھ مسلمان بددل ہو گئے تھے۔ منافقین و کفار نے اس موقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر الزامات اور طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کر دی تھی کہ اگر مسلمان سچے ہوتے تو اتنے نہ مارے جاتے۔ مال غنیمت کے

www.waseemziyai.com

پیچھے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کو چھوڑ دیا۔ بعض نے کہا کہ کفار سے لڑنا دانشمندی نہیں ہے تم آئندہ اس قسم کی دلیری نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے مسلمانوں کو خبردار کر دیا کہ ان کے فریب میں نہ آنا ورنہ یہ تم کو دوبارہ کفر کی طرف لوٹا دیں گے جس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں خسارہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی مدد کے طلبگار رہیں۔ کیونکہ وہی

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ۔ بل۔ پھیرنے۔ منتقل کرنے کے لئے آتا ہے۔ ماقبل کی نفی کرتا ہے۔

وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ۔ اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔

آگے احد کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر کے مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝۔

قریب ہے کہ ہم کافروں کے دل میں رعب ڈالیں گے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا بلا دلیل اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا برا ٹھکانہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ احد سے پٹ پٹا کر جب مشرکین مکہ واپس ہوئے تو ابوسفیان وغیرہ کو اس پر افسوس ہوا کہ ہم نے اس موقعہ پر بھی مسلمانوں کو ختم کر دینے میں کامیابی حاصل نہ کی۔ آپس میں مشورہ کر کے پھر تیار ہوئے کہ ایک دفعہ اور حملہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا اور وہ حملہ کی جرأت نہ کر سکے اور یہ رعب بفضلہٖ تعالیٰ عزوجل دنیا کے تمام کفار پر قیامت تک رہے گا اور مسلمان بشرطیکہ صحیح مسلمان ہوں کبھی کسی کافر و مشرک سے مغلوب نہ ہوں گے۔

شان نزول

ابوسفیان اور مشرکین مکہ میدان احد سے واپس مکہ روانہ ہوئے تو راستہ میں ابوسفیان نے اپنے کفار ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے بڑی غلطی کی کہ ناکام واپس لوٹے۔ لہٰذا ایک اعرابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ ہم پھر آ رہے ہیں۔

حضور پرنور ﷺ نے حکم دیا کہ میدان میں دوبارہ چلو۔ مجاہدین اسلام اسی حالت میں زخموں پر پٹیاں باندھے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ حمراء الاسد تک پہنچ گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ سو اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں تمہاری ہیبت و رعب ڈال دیں گے وہ تمہارے زخمی اور کمزور ہونے کے باوجود تم پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابوسفیان اپنے لشکر کو لے کر بھاگ نکلا اس کے دل میں اس قدر ہیبت اور اسلام کا رعب تھا کہ ہمت نہ ہوئی۔

اس کے بعد احد کا واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں پر کچھ مصیبت آئی۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک بھی شہید ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۔

اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دکھا چکا تھا تمہاری خوشی کی بات تم میں کوئی دنیا چاہتا

www.waseemziyai.com

تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

لَقَدْ۔ میں دو تاکیدیں ہیں۔ لام اور قد شبہ دفع کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

صَدَقَ۔ سچا ہونا۔ سچا کر دکھانا۔

وَعْدَهٗۤ۔ سے مراد ہے جو اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ میں ہے۔

بعض مفسرین نے کہا کہ وعدہ الٰہی عزوجل۔ وعدۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ ایک بکرا ذبح کر رہے ہیں اور تعبیر دی کہ ہم جنگ احد میں کافروں کو ذبح کریں گے اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب سچی کر دکھائی۔

کفار مکہ کا علمبردار طلحہ بن عثمان معہ اپنے نو ساتھیوں کے پہلے ہی ہلہ میں مارا گیا۔

ابی بن خلف احد کی گھاٹی پر یہ کہتا ہوا ملا کہ اگر آپ بچ گئے ہیں تو میں نہیں بچ سکتا۔ صحابہ علیہم رضوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس مردود کا فیصلہ کر دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آگے آنے دو جب وہ بکتا ہوا قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس پر مارا۔ نیزہ اس کی گردن میں لگا وہ گھوڑے سے نیچے گر گیا اور بیل کی طرح ڈکرانے لگا اور موضع سرف میں جا کر واصل جہنم ہو گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا سخت غصہ اس شخص پر ہوتا ہے جو نبی کے دست حق پرست سے قتل ہو۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنا وعدہ جنگ کے شروع میں سچا کر دکھایا تھا۔ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کے حکم سے کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے گئے تھے۔ مشرکین بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کو اپنی فتح و کامرانی نظر آئی تو وہ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اس اثناء میں تیر اندازوں میں اختلاف ہوا اور بعض نے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی جس سے خالد بن ولید نے فائدہ اٹھا کر اس درہ پر حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔

تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ۔ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ آپس میں جھگڑ پڑے اور مال غنیمت حاصل کرنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف سات صحابہ علیہم رضوان رہ گئے تھے جو بعد میں شہید ہو گئے تھے باقی مال غنیمت لوٹنے میں مشغول تھے۔ خالد بن ولید نے فائدہ اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے لڑائی کا نقشہ بدل دیا مسلمان تین حصوں میں ہو گئے ایک تہائی زخمی ایک تہائی مقتول اور باقی بھاگ نکلے۔

حضرت مقداد سے روایت ہے کہ قسم اس ذات کی جس نے پیدا کیا حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو جس نے حق دے کر بھیجا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے ایک بالشت نہیں ہٹے اور دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کل پندرہ صحابہ علیہم رضوان رہ گئے تھے ان میں آٹھ مہاجر اور سات انصار تھے۔ مہاجرین میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت طلحہ حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم تھے۔

www.waseemziyai.com

اور انصار میں سے حضرت حباب بن منذر حضرت ابو دجانہ حضرت عاصم بن ثابت۔ حضرت حارث بن صمہ حضرت سہل بن حنیف۔ حضرت سعد بن معاذ یا سعد بن عبادہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اس دوران میں ستر جنے تلوار کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے محفوظ رکھا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے چار بار پتھر برسائے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک شہید ہوئے عبداللہ بن شہاب زہری کے ہاتھ سے سر اقدس زخمی ہوا۔ اس زخم سے اس قدر خون بہا کہ داڑھی مبارک خون آلود ہو گئی تھی۔ عبداللہ بن قمیہ لیثی کے تیر سے رخسار مبارک زخمی ہوا۔ خود کے دو حلقے گھس گئے وہ قتل کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو علمبردار لشکر تھے نے مقابلہ کیا اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ وہ یہ سمجھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اس نے اپنے لشکر میں جا کر کہا کہ میں نے معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کی افواہ نے مسلمانوں کو سخت بددل اور پریشان کر دیا اور مسلمان ہمت ہار کر بیٹھ گئے۔

منافقین میں سے بعض نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے بعد اپنا پہلا دین اختیار کریں۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے فرمایا اگر حضور پرنور ﷺ شہید ہو گئے تو ان کا رب تو حی وقیوم ہے جس بات پر رسول اللہ ﷺ نے جہاد کیا تم بھی جہاد کرو اور اسی طرح تم بھی شہید ہو جاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ تلوار لے کر میدان میں نکلے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند پتھر پر چڑھ کر مسلمانوں کو بلا رہے تھے۔ سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تھے وہ فرماتے ہیں کہ خود کے نیچے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم مبارک چمکتے ہوئے نظر آئے تو میں بلند آواز سے پکارا اور مسلمانوں کو بشارت دی کہ اے مسلمانو! مبارک ہو یہ اللہ کے رسول موجود ہیں۔ مسلمان حضور علیہ السلام کے اردگرد جمع ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو جہاد سے بھاگنے پر ملامت کی اور پھر جم کر مقابلہ کیا اور فتح ونصرت حاصل ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن قمیہ کے حق میں بددعا کی فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے اسی سال ایک پہاڑی بکرے نے اسے ہلاک کر کے واصل جہنم کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو زرہ زیب تن فرما رکھی تھیں۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ڈھال بنا رکھا تھا جو تیر حضور ﷺ کی طرف آتا وہ اسے ہاتھوں پر روک لیتے ان کا ہاتھ خشک شل ہو گیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن معرکہ احد تمام طلحہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا انہوں نے نہایت جانبازی کا ثبوت دیا۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سر میں ایسا زخم آیا کہ اس سے خون اس قدر بہا کہ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ میں پانی ڈالا وہ ہوش میں آئے تو پہلا سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خیریت کے بارے میں کیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں مجھے تمہاری خبر گیری کے لئے بھیجا ہے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ ایزدی میں شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ

www.waseemziyai.com

علیہ وسلم سلامت رہیں تو کیسی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ ہو وہ سب آسان ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا اس وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا اَوْجَبَ طَلْحَةُ۔ طلحہ نے بہشت واجب کر لی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس دن تیر اندازی کے خوب جوہر دکھائے یہاں تک کہ چھ کمانیں ٹوٹ گئیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکش الٹ دیا اور فرمایا تیر چلاتے جاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے تیر انداز ساتھیوں میں اختلاف رائے ہوا ایک کہنے لگا کہ اب کفار کو ہزیمت ہو چکی ہے لہٰذا اب یہاں ٹھہرے رہنا فضول ہے۔ اب ہمیں بھی چلنا چاہئے تاکہ ہم بھی مال غنیمت اکٹھا کرنے میں مدد دیں۔ دوسرا کہنے لگا ہمیں مرکز چھوڑنا نہیں چاہئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید ہمیں فرمایا تھا کہ تم اس جگہ قائم رہنا کسی حال میں یہ جگہ نہ چھوڑنا جب تک میرا حکم نہ آئے۔

مگر تَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ تم آپس میں جھگڑ پڑے اور غنیمت حاصل کرنے کے لئے چل دیئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو یہاں سے بلا حصول حکم ثانی نہ ہٹوں گا۔ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دس سے بھی کم صحابہ رہ گئے۔ باقی نے مرکز چھوڑ دیا اور غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ اسی طرف وَعَصَيْتُمْ میں اشارہ فرمایا۔ اور مِّنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ میں اس فتح عظیم کو ظاہر کیا جسے مسلمان چاہ رہے تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

مِّنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا۔ تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔ (آخرت چاہنے والے وہ تھے جو حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور وہیں شہید ہو گئے) پھر تمہارا منہ اس نے پھیر دیا تاکہ تمہیں مبتلائے بلا کیا جائے (اور عین مصیبت میں صابر و ثابت رکھ کر امتحان کیا جائے) وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مومنین کے لئے صاحب فضل ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وہ وقت یاد کرو جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور دوسری جماعت (جو ہمارے حبیب کے ساتھ تھی اس میں) وہ رسول تمہیں پکار رہے تھے (کہ خدا کے بندوں میری طرف آؤ) تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا یعنی تم نے جو ہمارے رسول کے حکم کی مخالفت کر کے انہیں غمگین کیا۔ تو اس کے بدلے ہم نے تم کو ہزیمت کے غم میں مبتلا کیا) تاکہ جو تمہارے ہاتھ سے گیا اور جو افتاد پڑی اس پر تم غم نہ کرو اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

إِذْ تُصْعِدُونَ۔ جب تم چڑھے جاتے تھے۔ یہ صعود سے بنا اس کے معنی اوپر کو چڑھنا۔ یہاں غزوۂ احد کے ایک خاص منظر کی طرف اشارہ ہے جبکہ تیر اندازوں کی غلطی سے فائدہ اٹھا کر مشرکین مکہ نے حملہ کیا اور مسلمان بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھے جا رہے تھے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اس وقت رحمت مجسم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور اپنی جگہ رونق افروز تھے اور مسلمانوں کو بزدلی سے روک رہے تھے اور اپنی طرف بلا رہے تھے آخر میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے چلا کر بلایا تو وہ واپس لوٹ کر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گئے۔

www.waseemziyai.com

غَمًّا بِغَمٍّ۔ غم کے عوض غم۔ یا یہ معنی ہوں گے غم پر غم۔ اس جملہ میں اس حالت کی طرف اشارہ ہے کہ جب فتح کے بعد شکست کے آثار دکھائی دے رہے تھے مسلمانوں کو فتح و کامیابی کے بعد ناکامی کا غم اور دوسرے مجاہدین اسلام کے شہید ہونے کا غم۔ تیسرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا غم۔ اور پھر مال غنیمت کا ہاتھ سے چلے جانے کا غم۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اس میں سارے مسلمانوں کو خطاب ہے اور عمل سے نیت مراد ہے بدنی اعمال بعض کا ڈر کر بھاگنا اور بعض کا ڈٹ کر رہنا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے وہ جانتا ہے کہ بھاگنے والوں کی نیت خراب نہ تھی۔ آگے ارشاد ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۔ پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اتاری جو تمہاری جماعت کو گھیرے تھی (یعنی جو رعب و خوف دلوں میں تھا اسے اللہ تعالیٰ عزوجل نے دور کر دیا اور امن و راحت کے ساتھ ان پر نیند اتاری یہاں تک کہ مسلمانوں کو غنودگی آگئی اور نیند نے ان پر غلبہ کیا۔

اس آیت میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ عزوجل کے ایک احسان کا ذکر ہے جن لوگوں کے حصہ میں شہادت کی سعادت تھی وہ شہید ہو گئے جو میدان میں باقی تھے ان پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے غنودگی کی کیفیت طاری کر دی۔

چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز احد ہم پر نیند چھا گئی۔ ہم میدان میں تھے تلوار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی پھر اٹھاتے تھے یہ نیند اس جماعت پر آئی تھی جو صادق الایمان تھی۔

اس کیفیت کے بعد ان کے دل سے دشمنوں کا تمام خوف ختم ہو گیا۔ غنودگی عین اس وقت آئی جب غازیان اسلام زخموں سے چور تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرقت کی افواہ نے ان کے ہوش و حواس گم کر دیئے تھے۔

يَّغْشٰى۔ ڈھانپ لیا۔ غشی سے یہ لفظ بنا۔ غشاوہ اسی سے ہے اس کے معنی پردہ ہیں یہاں اونگھ مراد ہے اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ کیفیت طاری کر کے ان کی تمام تکان دور کر دی۔ یہ فتح و نصرت کی علامت تھی۔ میدان جہاد میں اصل طاقت ایمان۔ دل کے اطمینان۔ عزم اور حوصلہ کی ہے جو مومن کو ایمان و ایقان سے حاصل ہوتا ہے۔

اور دوسرے طبقہ کے متعلق جو منافق تھا اس کے لئے ارشاد ہے۔

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ۔ اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے۔ جاہلیت کے گمان کہتے ہیں کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے (یعنی جو منافق تھے۔ ان پر اپنی ہی جانوں کی پڑی تھی اور خوف سے سخت پریشانی تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ عزوجل نے مومنین کو منافقین سے اس طرح ممتاز کیا کہ مومنین پر اطمینان کا اور نیند کا غلبہ تھا اور منافقین خوف و ہراس میں پریشان تھے۔

ان کو اپنی جان عزیز تھی وہ اس فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ جان کیوں کر بچائی جائے اس فکر میں ان کو نیند کیونکر آسکتی تھی۔ ان کے دلوں میں چور تھا۔ ان کے دلوں میں باطل خیالات آرہے تھے کہتے تھے کہ اللہ کا وعدہ کہاں گیا۔ غیبی نصرت کہاں ہے؟ منافقین کو خوف و ہراس میں یہ گمان بھی ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل دین الٰہی والوں کی کچھ مدد نہ فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اب یہ دین بھی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۔ فرما دیجئے اختیار تو سارا اللہ کا ہے (یعنی فتح و ظفر قضا و قدر سب اس کے ہاتھ میں ہے مگر تم

www.waseemziyai.com

جو اپنے دلوں میں چھپاتے ہو اور ظاہر نہیں کرتے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۔ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے وہ کیا ہے۔ ارشاد ہوا۔

يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۔ کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم نہ مارے جاتے یہاں (منافقین اپنا کفر اور وعدہ الٰہی میں اپنا تردد اور مسلمانوں کے ساتھ چلے آنے پر تاسف کر رہے تھے اور کہتے تھے اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم گھر سے نہ نکلتے اور مسلمانوں کے ساتھ اہل مکہ سے لڑائی نہ لیتے اور نہ ہمارے سردار مارے جاتے۔

منافقین نے یہ باتیں مدینہ میں کی کیونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ کو واپس چلا گیا تھا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منافق لوگوں نے میدان جنگ میں ہی الفاظ کہے تھے۔ یہ فتنہ پرور مقولہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کا تھا۔ اور یہی معتب بن قشیر نے کہا) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جس کا مارا جانا لکھا جا چکا ہے اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے (اور گھروں میں بیٹھ رہنا کچھ کام نہ آتا۔ اس لئے کہ قضا و قدر کے سامنے فیصلہ اور تدبیر کی کچھ نہیں چلتی) اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سینوں کی بات آزما دے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (خواہ وہ منافقانہ ہو یا مخلصانہ اور اس سے کچھ مخفی نہیں اور یہ آزمائش درحقیقت دوسروں کو خبردار کرنے کے لئے تھی۔

اس کے بعد ان لوگوں کا حال بیان ہو رہا ہے جو غزوہ احد میں بھاگ گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ صرف تیرہ یا چودہ اصحاب علیہم رضوان باقی رہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ وہ شیطان کے بہکانے سے ایسا کر گزرے ہم نے انہیں معاف کر دیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

بے شک وہ جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں۔ انہیں شیطان نے لغزش دی ان کے بعض عملوں کے سبب (یعنی جنگ احد میں جو بھاگ گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے حکم کے خلاف مرکز چھوڑا) یہ شیطانی توسوس کی بناء پر ہوا لہٰذا ہم نے انہیں معاف کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ احد سے بھاگ گئے۔ جنگ بدر میں غائب رہے بیعت رضوان میں حاضر نہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو اس کے جواب میں فرمایا کہ جنگ احد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان سب کو معاف فرما دیا پھر تم اعتراض کرنے والے کون؟ رہا بدر میں شریک نہ ہونا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ جو حضرت عثمان کے عقد میں تھیں سخت بیمار تھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان کو حکم دیا تھا کہ تم ان کے پاس رہو تمہیں بدر میں شریک ہونے کا ثواب مل جائے گا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہی مقام ہے۔

www.waseemziyai.com

رہا بیعت رضوان میں موجود نہ ہونا تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ میں سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ ان کے جانے کے بعد ان کی شہادت کی خبر پر یہ بیعت لی گئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان باتوں کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ ستر ہواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۵۶

اے ایمان والو! ان کی طرح نہ ہونا جنہوں نے کفر کیا اور کہا اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کو نکلے یا جہاد میں گئے اگر ہوتے ہمارے پاس تم تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے اس لئے کہ اللہ ان کے دلوں میں یہ حسرت رکھے اور اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۱۵۷

اور اگر تم قتل کئے جاؤ اللہ کی راہ میں یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش یقینی ہے اور رحمت بہتر ہے اس سے جو وہ دھن دولت جمع کریں۔

وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۱۵۸

اور اگر مرو یا قتل ہو تو یقیناً اللہ کی طرف پلٹو گے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝۱۵۹

تو کتنی اللہ کی رحمت ہے کہ تمہیں (اے محبوب) نرم دل کیا ان کے لئے اور اگر ہوتے تم تند مزاج سخت دل تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف دو ان کے لئے استغفار کرو اور مشورہ لو ان سے کام میں اور جب پختہ ارادہ کر لو تو اللہ پر توکل کرو۔ بے شک اللہ کو توکل والے پیارے ہیں۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۶۰

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو نہیں غالب آ سکتا تم پر کوئی اور اگر وہ تمہیں ذلیل کرے تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے اس کے بعد اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے۔

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۱

اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے اور جو چھپا رکھے وہ آئے گا قیامت کے دن چھپائی ہوئی چیز کے ساتھ پھر پوری دی جائے گی ہر جان کو ان کی کمائی اور ظلم نہ کئے جائیں گے۔

www.waseemziyai.com

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

تو کیا جو پیرو ہوا اللہ کی مرضی کا وہ اس جیسا ہوگا جس نے اللہ کا غضب لے لیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ یقیناً بری جگہ ہے لوٹنے کی۔

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

وہ درجہ درجہ ہیں اللہ کے پاس اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہی میں سے بھیجا ایک رسول جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور انہیں پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے انہیں کتاب و حکمت اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾

کیا تمہیں پہنچی کوئی مصیبت تو اس سے دو چند تم پہنچا چکے ہو تو کہنے لگو یہ کہاں سے آئی فرما دیجئے کہ وہ تمہاری طرف سے ہی آئی بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾

اور جو مصیبت تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ پہچان کرائے ایمان والوں کی۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾

اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہیں اور ان سے کہا گیا کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دشمن کو دفع کرو بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے وہ کفر کے لئے اس دن قریب تھے بہ نسبت ایمان کی کہتے ہیں اپنے منہ سے جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ جانتا ہے جو چھپائے ہوئے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور بیٹھ گئے کہ وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے فرما دیجئے کہ تم اپنی موت ہی ٹال دو اگر تم سچے ہو۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

اور نہ گمان کرو انہیں جو قتل ہوئے راہ خدا میں مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

شاد ہیں اس پر جو دیا انہیں اللہ نے اپنے فضل سے اور خوشیاں منا رہے ہیں ان کی جو ابھی ان سے نہ ملے پچھلے لوگ کہ نہیں خوف ان پر اور نہ کچھ غم۔

www.waseemziyai.com

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت کی اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مومنین کا۔

لفظی ترجمہ

يَا۔اے	اَيُّهَا۔وہ	الَّذِيْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
لَا۔نہ	تَكُوْنُوْا۔ہو جاؤ	كَالَّذِيْنَ۔ان کی طرح	كَفَرُوْا۔جو کافر ہوئے
وَ۔اور	قَالُوْا۔بولے	لِاِخْوَانِهِمْ۔اپنے بھائیوں سے	اِذَا۔جب
ضَرَبُوْا۔وہ نکلے	فِيْ۔میں	الْاَرْضِ۔زمین کے	اَوْ۔یا
كَانُوْا۔تھے	غُزًّى۔لڑتے	لَّوْ۔اگر	كَانُوْا۔ہوتے تم
عِنْدَ۔پاس	نَا۔ہمارے تو	مَا۔نہ	مَاتُوْا۔مرتے
وَ۔اور	مَا۔نہ	قُتِلُوْا۔قتل ہوتے	لِيَجْعَلَ۔تاکہ کرے
اللّٰهُ۔اللہ	ذٰلِكَ۔یہ	حَسْرَةً۔حسرت	فِيْ۔میں
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	يُحْيٖ۔زندہ کرتا
وَ۔اور	يُمِيْتُ۔مارتا ہے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
بِمَا۔اس کو جو	تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو	بَصِيْرٌ۔دیکھنے والا ہے	وَ۔اور
وَلَئِنْ۔اگر	قُتِلْتُمْ۔تم مارے جاؤ	فِيْ۔میں	سَبِيْلِ۔راہ
اللّٰهِ۔اللہ کے	اَوْ۔یا	مُتُّمْ۔مرو تم	لَمَغْفِرَةٌ۔تو بخشش ہے
مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کی	وَ۔اور	رَحْمَةٌ۔اس کی رحمت	خَيْرٌ۔بہتر ہے
مِّمَّا۔اس سے جو وہ	يَجْمَعُوْنَ۔جمع کرتے ہیں	وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر
مُتُّمْ۔مرجاؤ تم	اَوْ۔یا	قُتِلْتُمْ۔قتل ہو جاؤ	لَاِ۔تو یقیناً
اِلٰى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	تُحْشَرُوْنَ۔اکٹھے کئے جاؤ گے	
فَبِمَا۔تو کتنی	رَحْمَةٍ۔رحمت ہے	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کی کہ	لِنْتَ۔آپ نرم ہیں
لَهُمْ۔ان کے لئے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	كُنْتَ۔آپ ہوتے
فَظًّا۔تند مزاج	غَلِيْظَ۔سخت	الْقَلْبِ۔دل	لَانْفَضُّوْا۔تو وہ دوڑ
جاتے سب	مِنْ حَوْلِكَ۔آپ کے اردگرد سے		فَاعْفُ۔تو معاف کرو
عَنْهُمْ۔ان کو	وَ۔اور	اسْتَغْفِرْ۔بخشش مانگو	لَهُمْ۔ان کے لئے
وَ۔اور	شَاوِرْهُمْ۔مشورہ کرو	هُمْ۔ان سے	فِيْ۔میں
الْاَمْرِ۔کام کے	فَاِذَا۔پھر جب	عَزَمْتَ۔پختہ ارادہ کرلو	فَتَوَكَّلْ۔تو بھروسہ کرو

www.waseemziyai.com

عَلٰی۔اوپر
یُحِبُّ۔پسند کرتا ہے
یَنْصُرْکُمُ۔مدد کرے تمہاری
لَکُمْ۔تم پر
فَمَنْ۔تو کون ہے
ذَا الَّذِیْ۔وہ جو
یَنْصُرُ۔مدد دے
عَلَی۔اوپر
وَ۔اور
الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومنوں کو
اَنْ۔یہ کہ
یَّغُلَّ۔چھپائے
یَغْلُلْ۔چھپائے گا
یَوْمَ۔دن
کُلُّ۔ہر
وَ۔اور
اَفَمَنِ۔تو کیا جو
کَمَنْ۔وہ اس کی طرح ہے جو
وَ۔اور
بِئْسَ۔برا ہے
عِنْدَ۔پاس
بَصِیْرٌ۔دیکھتا ہے
مَنَّ۔احسان کیا
اِذْ۔جبکہ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔انہیں میں سے جو
اٰیٰتِهٖ۔اس کی آیتیں
یُعَلِّمُهُمُ۔سکھاتا ہے ان کو
وَ۔اور
اِنْ۔بے شک
ضَلٰلٍ۔گمراہی
اَصَابَتْكُمْ۔پہنچی تم کو
مِّثْلَیْهَا۔اس سے دگنی
قُلْ۔کہو

اللّٰهِ۔اللہ کے
الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔بھروسہ کرنے والوں کو
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور
اِنْ۔اگر
یَّخْذُلْكُمْ۔ذلیل کرے تم کو
یَنْصُرْكُمُ۔مدد دے
وَ۔اور
مِنْۢ بَعْدِهٖ۔اس کے بعد
وَ۔اور
لِنَبِیٍّ۔کسی نبی کو زیبا
مَنْ۔جو
غَلَّ۔اس نے چھپایا
تُوَفّٰی۔پورا دیا جائے گا
كُلُّ۔ہر
وَ۔اور
یُظْلَمُوْنَ۔ظلم کیے جائیں گے
اللّٰهِ۔اللہ کی
مِنَ اللّٰهِ۔اللہ کی لے کر
وَ۔اور
وَ۔اور
دَرَجٰتٌ۔درجے ہیں
اللّٰهُ۔اللہ
لَقَدْ۔بے شک
اِذْ۔جبکہ
الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کے
رَسُوْلًا۔رسول
عَلَیْهِمْ۔ان پر
وَ۔اور
الْحِكْمَةَ۔حکمت
مِنْ قَبْلُ۔اس سے پہلے
اَوَ۔کیا
قَدْ۔کہ بے شک
اَنّٰی۔کہاں سے ہے

اِنَّ۔بے شک
الْمُتَوَكِّلِیْنَ۔بھروسہ کرنے والوں کو
اللّٰهُ۔اللہ
فَلَا۔تو نہیں کوئی
اِنْ۔اگر
وَ۔اور
ذَا الَّذِیْ۔وہ جو
وَ۔اور
الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومنوں کو
اَنْ۔یہ کہ
یَّغُلَّ۔چھپائے
یَغْلُلْ۔چھپائے گا
یَوْمَ۔دن
كُلُّ۔ہر
وَ۔اور
كَمَنْ۔وہ اس کی طرح ہے جو
وَ۔اور
بِئْسَ۔برا ہے
عِنْدَ۔پاس
بَصِیْرٌ۔دیکھتا ہے
مَنَّ۔احسان کیا
اِذْ۔جبکہ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔انہیں میں سے جو
اٰیٰتِهٖ۔اس کی آیتیں
یُعَلِّمُهُمُ۔سکھاتا ہے ان کو
وَ۔اور
اِنْ۔بے شک
ضَلٰلٍ۔گمراہی
اَصَابَتْكُمْ۔پہنچی تم کو
مِّثْلَیْهَا۔اس سے دگنی
قُلْ۔کہو

اللّٰهَ۔اللہ
اِنْ۔اگر
غَالِبَ۔غالب آنے والا
یَّخْذُلْكُمْ۔ذلیل کرے تم کو
كُمْ۔تم کو
اللّٰهِ۔اللہ کے
مَا۔نہیں
یَّغُلَّ۔چھپائے
یَاْتِ۔لائے گا
الْقِیٰمَةِ۔قیامت کے
نَفْسٍ۔آدمی کو
هُمْ۔وہ
اتَّبَعَ۔پیروی کرے
بَآءَ۔پھرا
مَاْوٰىهُ۔اس کا ٹھکانہ
الْمَصِیْرُ۔ٹھکانہ
اللّٰهِ۔اللہ کے
بِمَا۔جو وہ
اللّٰهُ۔اللہ نے
بَعَثَ۔بھیجا
وَ۔اور
الْكِتٰبَ۔کتاب
اِنْ۔بے شک
ضَلٰلٍ۔گمراہی
اَصَابَتْكُمْ۔پہنچی تم کو
مِّثْلَیْهَا۔اس سے دگنی
قُلْ۔کہو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

هُوَ۔وہ
اِنَّ۔بے شک
شَیْءٍ۔چیز کے
اَصَابَکُمْ۔پہنچے تم کو
فَبِاِذْنِ۔حکم
الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کو
نَافَقُوْا۔منافق ہیں
تَعَالَوْا۔آؤ
اللّٰہِ۔اللہ کے
لَوْ۔اگر
پیروی کرتے
اَقْرَبُ۔زیادہ قریب تھے
بِاَفْوَاهِهِمْ۔اپنے مونہوں سے
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے
بِمَا۔جو کچھ
لِاِخْوَانِهِمْ۔اپنے بھائیوں کو
اَطَاعُوْنَا۔کہا مانتے ہمارا
فَادْرَءُوْا۔ہٹالو
اِنْ۔اگر
لَا۔نہ
فِیْ۔بیچ
بَلْ۔بلکہ
یُرْزَقُوْنَ۔کھاتے ہیں
اللّٰہُ۔اللہ نے
مانتے ہیں
بِهِمْ۔انہیں
عَلَیْهِمْ۔ان پر
یَحْزَنُوْنَ۔غم کھاتے ہیں

مِنْ عِنْدِ۔پاس سے
اللّٰہَ۔اللہ
قَدِیْرٌ۔قادر ہے
یَوْمَ۔دن
اللّٰہِ۔الٰہی سے ہے
وَ۔اور
وَ۔اور
وَ۔اور
قَاتِلُوْا۔لڑائی کرو
اَوِ۔یا
نَعْلَمُ۔ہم جانتے
هُمْ۔وہ
لِلْکُفْرِ۔کفر کے
مِنْهُمْ۔ان کے
لِلْاِیْمَانِ۔ایمان سے
وَ۔اور
اللّٰہُ۔اللہ
اَلَّذِیْنَ۔وہ جنہوں نے
قَعَدُوْا۔بیٹھ رہے
قُتِلُوْا۔مارے جاتے
عَنْ اَنْفُسِکُمُ۔اپنی جانوں سے
کُنْتُمْ۔ہو تم
تَحْسَبَنَّ۔خیال کر
سَبِیْلِ۔راہ
اَحْیَآءٌ۔زندہ ہیں
فَرِحِیْنَ۔خوش ہیں
مِنْ فَضْلِهٖ۔اپنے فضل سے
بِالَّذِیْنَ۔ان پر
خَلْفِهِمْ۔پیچھے سے کہ
وَ۔اور
یَسْتَبْشِرُوْنَ۔خوشیاں مناتے ہیں

اَنْفُسِکُمُ۔تمہاری جانوں کے ہے
عَلٰی۔اوپر
وَ۔اور
الْتَقَی۔ملاقات
وَ۔اور
لِیَعْلَمَ۔تا کہ ظاہر کرے
لِیَعْلَمَ۔تا کہ ظاہر کرے
قِیْلَ۔کہا گیا
فِیْ۔بیچ
ادْفَعُوْا۔مدافعت کرو
قِتَالًا۔لڑائی کرنا
لِلْکُفْرِ۔کفر کے
لِلْاِیْمَانِ۔ایمان سے
لَیْسَ۔نہیں
اللّٰہُ۔اللہ
اَلَّذِیْنَ۔وہ جنہوں نے
قَعَدُوْا۔بیٹھ رہے
قُتِلُوْا۔مارے جاتے
عَنْ اَنْفُسِکُمْ۔اپنی جانوں سے
صٰدِقِیْنَ۔سچے
الَّذِیْنَ۔ان لوگوں کو جو
اللّٰہِ۔خدا کے
عِنْدَ۔پاس
بِمَآ۔اس پر جو
وَ۔اور
لَمْ۔جو نہیں
اَلَّا۔یہ کہ نہیں
لَا۔نہ
یَسْتَبْشِرُوْنَ۔خوشیاں مناتے ہیں

کُلِّ۔ہر
مَآ۔جو
الْجَمْعٰنِ۔دو جماعتوں کے تو
لِیَعْلَمَ۔تا کہ ظاہر کرے
الَّذِیْنَ۔ان کو جو
لَهُمْ۔ان کو
سَبِیْلِ۔راہ
قَالُوْا۔کہتے ہیں
لَا اتَّبَعْنٰکُمْ۔تو ہم تمہاری
یَوْمَئِذٍ۔اس دن
یَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
فِیْ۔بیچ
اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے
قَالُوْا۔کہا
لَوْ۔اگر
قُلْ۔کہہ
الْمَوْتَ۔موت
وَ۔اور
قُتِلُوْا۔مارے گئے
اَمْوَاتًا۔مردے
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کے
اٰتٰهُمُ۔دیا ان کو
یَسْتَبْشِرُوْنَ۔خوشیاں
یَلْحَقُوْا۔ملے
خَوْفٌ۔خوف
هُمْ۔وہ
بِنِعْمَةٍ۔نعمتوں کے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	وَ۔ اور	فَضْلٍ۔ فضل سے	وَ۔ اور
اَنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	يُضِيْعُ۔ ضائع کرتا
اَجْرَ۔ اجر	الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کا		

مختصر تفسیر ستر ہواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اے ایمان والو نہ ہونا ان جیسے جنہوں نے کفر کیا اور کہا اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر میں تھے یا جہاد کو گئے کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے اس لئے کہ اللہ ان کے دلوں میں اس کا افسوس رکھے اور اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے جمع کئے ہوئے مال سے بہتر ہے اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے۔

ابوداؤد نے مرفوعاً حضرت ابن عمر اور طبرانی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ ان ہی میں شمار ہو جاتا ہے جبکہ وہ مشابہت باعث کفر ہو کیونکہ جو واقعہ آگے آ رہا ہے اس میں تقدیر کا انکار ہے جو صریح کفر ہے۔

ان آیات کریمہ میں ان لوگوں کا حال بیان فرمایا گیا جو سفر میں یا جہاد میں مر گئے اور شہید ہوئے۔ مشرکین نے ملامت کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے پر چلتے تو ایسا نہ ہوتا۔ اس کا جواب دیا گیا کہ موت و حیات اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو مسافر و غازی کو سلامت رکھے اور اس کے گھر بخیریت واپس لائے اور گھر میں محفوظ بیٹھے ہوؤں کو ان کے بستروں پر ایڑیاں رگڑوا کر موت دے ان منافقین کے پاس بیٹھ رہنا کیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے اور جہاد میں جانے سے موت لازم نہیں البتہ اگر آدمی جہاد میں مارا جائے تو وہ مرنا گھر کی موت سے بدرجہا بہتر و افضل ہے۔ لہٰذا منافقین کا یہ قول باطل ہے بلکہ فریب دہی کے مترادف ہے کہ یہاں ہوتے تو نہ مرتے۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو جہاد سے نفرت دلانا ہے۔

جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کو جہاد سے نفرت دلائی۔

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۔ تاکہ اس گمان سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں افسوس ڈالے۔ اس کے معنی بعض مفسرین نے اس طرح کئے کہ منافقین کی زبان اور دل میں ایسی باتیں اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس لئے جاری کیں کہ ان میں ہمیشہ حسرت و افسوس ہی رہے وہ آخرت میں بھی حسرت و افسوس ہی کرتے رہیں کہ مسلمان ہماری مانند نہ ہوئے بعض شہید بعض فاتح۔

وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ مارنا اور زندہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اس میں کسی کا دخل نہیں اللہ تعالیٰ سب کی نیت کو جانتا ہے وہ جو کام کرتے ہیں اللہ انہیں دیکھتا ہے ہر

www.waseemziyai.com

ایک کو مناسب حال بدلہ دے گا۔ آگے فرماتا ہے اگر تم میری راہ میں مرجاؤ یا مارے جاؤ تو۔

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ ۔تو تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے تم پر رحمتیں ہوں گی۔

اللہ عزوجل کی راہ میں مرجانا اس کے عوض اللہ عزوجل کا دیا ہوا صلہ۔ مناسب چیز سے کہیں زیادہ بہتر ہے جسے حاصل کرنے کے لئے منافقین اور کفار موت سے بچنے کے لئے زور لگا رہے ہیں۔ اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلو اور کچھ دیر کے لئے بچ بھی جاؤ تو کیا تم کبھی نہ مرو گے یا نہ مارے جاؤ گے مرنا تو ہر حالت میں ہے پھر تم سب اللہ عزوجل کے حضور جمع ہو گے اس وقت پتہ چل جائے گا کہ جو خوش قسمت اللہ کی راہ میں مرے یا مارے گئے ان پر اللہ تعالیٰ عزوجل کی کیسی کیسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

راہ خدا میں مرنے سے جو درجات ملتے ہیں وہ گھر کے مرنے سے بدرجہا افضل و بہتر ہیں اور بہر صورت دونوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھنا ہے جیسا کہ فرمایا لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۔ اس میں مقام عبدیت کے تینوں مقام بیان فرمائے گئے۔

پہلا مقام تو یہ ہے کہ بندہ اللہ عزوجل کی عبادت بخوف دوزخ کرے تو اسے عذاب نار سے امن دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ۔

دوسرا مقام یہ ہے کہ بندہ شوق جنت میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی عبادت کرے اس کی طرف وَرَحْمَةٌ میں اشارہ فرمایا کیونکہ رحمت بھی جنت کا نام ہے۔

تیسرا مقام یہ ہے کہ بندہ مخلصانہ طور پر عشق الٰہی عزوجل میں ذات واحد کی محبت میں عبادت کرے اس کا مقصد اس عبادت میں اس کی ذات کے سوا اور کچھ نہ ہو اسے اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے دائرہ کرامت میں اپنی تجلی سے نوازے گا۔ اس کی طرف اشارہ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ میں فرمایا گیا۔

پھر تم سب حضور خدا عزوجل میں جمع ہو گے اس وقت پتہ چل جائے گا کہ جو اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہوئے یا قتل کئے گئے ان پر اللہ تعالیٰ عزوجل کی کیسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جو کفر کی موت مرے ان پر کیا عذاب ہوتا ہے۔

آگے کی آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم اور رحمت و شفقت کا تذکرہ فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

تو کیسی اللہ کی رحمت ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہو (اور آپ کے مزاج اقدس میں اس درجہ لطف و کرم ہے کہ روز احد میں بھی ان لوگوں پر غضب نہ فرمایا جو خلاف حکم اپنی مرضی سے درۂ احد چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے تھے) اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے (اور ہر بات میں ان پر شدت و غلظت فرماتے) تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو کر بکھر جاتے تو آپ انہیں معاف فرمائیں اور ان کے لئے استغفار کریں (تاکہ اللہ آپ کی طلب بخشش کی بدولت انہیں معاف فرما دے) اور کاموں میں ان سے مشورہ لیں (اس لئے کہ اس استشارہ کرنے میں ان کی دلداری اور دلجوئی بھی ہے اور ان کی عزت افزائی بھی اور آپ کی طرف سے یہ سنت فعلی بھی عام ہو جائے گی کہ مشورہ کرنا مسنون ہے اس سے آئندہ امت نفع اٹھاتی رہے گی۔

www.waseemziyai.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بات ہم کتاب وسنت میں نہ پائیں اس میں کیا طریق اختیار کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا سمجھداراور اہل ذکر سے مشورہ کرو۔ اس حدیث سے باہمی مشوروں کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

تعریف مشورہ

مشورے کے معنی ہیں کسی امر میں رائے لینا۔ اس سے اجتہاد کا جواز اور قیاس کا حجت ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ (مدارک، خازن)

اور پھر جب کسی کام کا ارادہ پختہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو (توکل کہتے ہیں اللہ عزوجل پر اعتماد کرنا اور اپنے تمام کام اس کے سپرد کردینا۔ مقصود یہ ہے کہ بندہ اللہ عزوجل پر اتنا اعتماد کرلے کہ تمام کام اسی کی رضا پر موقوف کردے اور اس سے مشورہ کا خلاف نہیں۔ اس لئے کہ مشورہ کرکے توکل برخدا عزوجل ممنوع نہیں) بے شک اللہ محبوب رکھتا ہے توکل والوں کو۔

شان نزول

غزوہ احد کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ دربار اقدس میں حاضر آئیں اور اپنے شوہر پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ عفان کے فرزند نے یہ کیا کیا وہ آئندہ کسی کلیدی ذمہ داری کے قابل نہیں رہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مولائے کائنات علی مرتضی رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار دھو رہے تھے۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیوی کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آج عثمان نے ہم کو رسوا کردیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو منع فرمایا اور فرمایا بس بس آگے کچھ نہ کہنا۔ حضرت عثمان غنی اور ان کے ساتھی علیہم رضوان مدینہ منورہ پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان اور ان کے رفقاء کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا لَقَدْ ذَهَبْتُمْ فِيهَا عَرِيضَةً۔ بھائی تم اس دن ہم سے بہت دور چلے گئے تھے۔ اللہ تعالی عزوجل نے اس خلق کریمانہ کی تعریف فرمائی اس اخلاق کو رحمت قرار دیا۔ (تفسیر کبیر)

اس کے بعد واضح کیا گیا کہ اللہ عزوجل کی اعانت ونصرت کے مقابل دنیا کی طاقت ہیچ ہے اور اگر وہ غضب فرمائے تو دنیا کی اعانت اسے نہیں روک سکتی کما قال تعالی۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اگر اللہ مدد فرمائے تمہاری تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا (اور یہ حقیقت ہے کہ اعانت الٰہی عزوجل وہی حاصل کرسکتا ہے جو اپنی قوت وطاقت پر بھروسہ نہیں کرتا اور رحمت الٰہی عزوجل کا امیدوار رہتا ہے) اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہئے۔

یعنی اپنے تمام کام اللہ عزوجل کے حوالے کرکے اس پر اعتماد کرو۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی شان تھی۔ غزوہ احد میں مسلح ہوکر تشریف لائے بعض صحابہ علیہم رضوان نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا منشاء یہ ہرگز نہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ ہتھیار باندھ کر بغیر مقابلہ کے

www.waseemziyai.com

ہتھیار کھول دے بلکہ اللہ پر بھروسا کرو۔ مشورہ تو محض چند آراء کا علم ہے اور بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے۔

تعریف توکل

اللہ تعالیٰ عزوجل سے التجا کرنا۔ بعض نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ روزی کی خواہش نفسانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عزوجل کی نافرمانی نہ کی جائے۔

بعض نے کہا کہ سوائے اللہ تعالیٰ عزوجل کے کسی کو معین حقیقی نہ جانو اسی پر بھروسہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے ارشاد فرمایا وہ لوگ جو نہ داغ لگواتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں نہ فال بد لیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ منتر سے مراد وہ علوم ہیں جو غیر مسلموں نے ایجاد کئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو بلا محنت اسی طرح روزی دے گا جیسے پرندوں کو کہ وہ صبح بھوکے جاتے ہیں شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔

اس کے بعد نبی کا دامن پاک ظاہر فرماتے ہیں بتایا کہ انبیاء الٰہی معصوم ہیں کہ ان کے متعلق کسی چیز کے چھپانے کا الزام بھی توہین انبیاء ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے (اس لئے کہ یہ شان نبوت کے خلاف ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سب معصوم ہیں ایسا ممکن نہیں وہ وحی اور غیر وحی میں غلول نہیں کر سکتے اور جو ایسا کرے اور من گھڑت چیزیں اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف مثل غلام احمد قادیانی منسوب کر کے پیش کرے اس کا حکم یہ ہے کہ) جو چھپائے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو اس کی کمائی پوری پوری دی جائے گی اور ان پر ظلم ہرگز نہ ہوگا۔

يَّغُلَّ۔ مضارع ہے اس کے معنی چھپانا ہے اس لفظ کے تین معنی ہوں گے۔

الف۔ کسی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ جائز نہیں کہ انہیں خیانت کا اتہام لگایا جائے۔

ب۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی نبی علیہ السلام خائن ہو۔

ج۔ قیامت تک جہاد کی غنیمتیں نبی کے تصرف میں ہیں ان میں خیانت کرنے والا نبی کا مجرم ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ۔ مَا غَلَّ سے مراد خیانت کیا ہوا سارا مال ہے جو بہت ہی زیادہ وزنی ہو کر خائن کی گردن پر رکھا جائے گا جس سے وہ رسوا ہوگا۔

یوم قیامت سے مراد مخلوق کا قبروں سے اٹھ کر جنت دوزخ میں پہنچنے تک کا وقت ہے یہ پچاس ہزار سال کا زمانہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر والے سال حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

www.waseemziyai.com

روانہ ہوئے اس وقت سوائے مال غنیمت۔ اسباب چاندی سونے کے کچھ نہ تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رفاعہ بن زید نے ایک حبشی غلام پیش کیا اور اس کا مدعم تھا وہ غلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کجاوہ اونٹ سے اتار رہا تھا کہ دفعتاً ایک تیر اس کے لگا اور وہ جاں بحق ہو گیا۔ حاضرین نے کہا هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ جنت اسے مبارک ہو۔ شفیع محشر نبی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں میں نے اس کو کمبل کے بدلے دوزخ میں دیکھا ہے۔ اس واقعہ کی خبر جب لوگوں کو ہوئی تو کوئی ایک تسمہ کوئی دو تسمہ لئے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ آگ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی بھاری خیانت ایک گز زمین ہے۔ دو آدمی پڑوسی ہوں اور ایک دوسرے کی زمین سے گز بھر کاٹ کر اپنی زمین میں ملا لے۔ قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر کرکرہ نامی ایک شخص نگران تھا اس کا انتقال ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہ دوزخ میں ہے۔ صحابہ کرام علیہم رضوان نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں ایک عبا جو اس نے خیانت کر کے دبالی تھی نکلی۔ (بخاری)

شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جنگ بدر میں ایک سرخ چادر جو غنیمت میں آئی تھی گم ہو گئی۔ تلاش کرنے پر نہ ملی۔ بعض منافقین نے کہا کہ وہ چادر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لے لی ہو گی اس کی تردید فرمائی گئی کہ غنیمت میں سے چھپا کر لینا نبی علیہ السلام کے لئے حلال نہیں اس آیت میں نہایت اعلیٰ شان سے صفائی پیش کی گئی۔

جنگ احد میں درہ پر جو پچاس تیر انداز حفاظت کے لئے مامور تھے انہوں نے مسلمانوں کی کامیابی و فتح یابی دیکھی تو یہ حضرات صرف غنیمت کے لالچ میں ہٹ گئے اس خیال سے درہ کو خالی چھوڑ دیا کہ شاید حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان فرما دیں کہ جو جس نے مال غنیمت حاصل کر لیا ہے وہ اسی کا ہے شاید ہم وہ مال حاصل نہ کر سکیں اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی۔ (روح المعانی)

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾۔

تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا (اور اس کی نافرمانی سے مجتنب رہا۔ جیسے کہ مہاجرین و انصار اور صالحین امت) وہ اس جیسا ہو گا جس نے اللہ کا غضب سر لیا (اور خالص نافرمان ہوا جیسے منافقین و کفار) اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

مَنِ۔ سے مراد سارے انسان ہیں فرشتے جن داخل نہیں اتباع کے معنی ہیں کسی کے پیچھے پیچھے چلنا۔ یہاں اس کا مفہوم رضوان ہے اس لئے یہاں اتباع سے مراد حصول کے لئے سعی کرنا ہے۔ یہ کامیابی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے۔

رِضْوَانَ۔ بمعنی رضا و خوشنودی کے ہیں۔ اجتہاد وہ شخص ہے جو اللہ عزوجل کی رضا تلاش کرے۔ رضائے الٰہی عزوجل

www.waseemziyai.com

سے مراد یا تو ایمان لے آنا ہے یا نیک عمل کرنا ہے۔ یہ دونوں چیزیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں موجود ہیں۔

كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ۔ میں کفار و منافقین ہیں جس نے اللہ کا غضب سر لیا اور خالص نافرمان ہوا۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے درجوں پر ہیں (ان کے لئے ہر ایک کی منزلت اور مقام جدا جدا ہے) اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے۔

اس کے بعد مومنین پر احسان اور انہیں تعلیم کتاب وحکمت دین کا تذکرہ فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

بے شک اللہ نے بڑا احسان فرمایا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اپنی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ یقیناً تھے اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔

مَنَّ۔ صیغہ ماضی ہے منت سے ماخوذ ہے۔ منت نعمت عظیمہ کو کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ سید عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت ہمارے لئے نعمت عظیمہ ہے اس لئے کہ مخلوق کی پیدائش جہل وعدم درایت اور قلت فہم اور نقصان عقل کے ساتھ ہوئی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضور پرنور رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ واکمل التسلیم کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور اس ذات ستودہ صفات کی بدولت انہیں بصارت وبصیرت عطا کی۔ انہیں جہل سے نکالا اور انہیں راہ راست کی ہدایت کی اور حضور ﷺ کے طفیل میں بے شمار نعمتوں سے نوازا اور ایسے کریم رؤف ورحیم کو بھیجا جو ان کے حال پر شفقت وکرم فرمانے والا ان کے لئے موجب فخر وشرف ہے جس کے احوال زہد وورع۔ راستبازی ودیانتداری۔ خصائل جمیلہ اخلاق حمیدہ سے وہ خود واقف ہیں۔ اس لئے کہ انہی میں سے آپ ﷺ کا ظہور ہوا۔

اور کتاب وحکمت سکھانے سے مراد قرآن کریم سنانا پڑھانا ہے جس سے ان کے کان اس سے پہلے کبھی آشنا نہ تھے۔ قرآن پاک کی تعلیم ہی آپ ﷺ کا منصب تھا اور قرآن کو سمجھنے کے لئے آپ ﷺ ہی کے فرامین کی ضرورت ہے۔

اور يُزَكِّيْهِمْ فرما کر اس امر کو واضح کیا کہ انہیں کفر وضلالت اور ارتکاب محرمات ومعاصی اور خصائل ناپسندیدہ اور ملکات رزیلہ وظلمات نفس سے وہ پاک کئے گئے اور ایسے پاک کئے گئے کہ جن دماغوں میں نخوت وخودسری تھی وہ سودائے محبت کا خزانہ بن گئے۔ جن دلوں میں بغض وحسد وعناد اور انتقام کے جذبات ابھرے ہوئے تھے ان میں اخلاص ومحبت ورادرو رقت بھر گئی۔ سب بھائی بھائی ہو گئے اور نفس کی قوت علمیہ وعملیہ دونوں کی تکمیل ہو گئی۔ اگرچہ اس سے پہلے کھلی گمراہی کے شکار تھے۔ حق وباطل نیک وبد میں قطعی امتیاز نہ کر سکتے تھے جہالت کی نابینائی میں مبتلا تھے۔ پھر نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم محبت نے اس قوم کو ہادی ومعلم بنا دیا

ہے جہاں میں جن کی چمک دمک ہے چمن میں جن کی چہل پہل
وہی اک مدینہ کے چاند ہیں سب انہی کے دم کی بہار ہے

www.waseemziyai.com

اس کے بعد تسلی دی گئی کہ مصائب و آلام سے گھبرانا مومن کا کام نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچی (جیسی کہ جنگ احد میں پہنچی کہ تم میں سے ستر قتل ہو گئے) تو اس سے دو چند گزند تم انہیں پہنچا چکے ہو (چنانچہ بدر میں تم نے ان کے ستر کو قتل کیا اور ستر گرفتار کیے) پھر تمہارا یہ پوچھنا کہ اَنّٰى هٰذَا کہتے ہو یہ کہاں سے آئی (اور یہ مصیبت کیوں آئی جبکہ ہم مسلمان ہیں اور ہم میں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں) تو فرما دیجئے کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی (اس لئے کہ تم نے ہمارے حبیب کی مرضی کے خلاف اول تو مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اصرار کیا پھر وہاں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت کی۔ تم غنیمت حاصل کرنے کے لئے مرکز چھوڑ کر نکل پڑے یہ سب تھا جس کی وجہ سے تمہارے اوپر قتل و عزیمت کی مصیبت آئی) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ چاہتا تو تمہیں امتحان میں نہ ڈالتا آگے اسی کی اور وضاحت فرمائی جا رہی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اور وہ مصیبت جو تم پر آئی (یعنی احد میں) جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں (یعنی مومنین و مشرکین کی) وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی۔

اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو دفع کرو (یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین کو شریک کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کریں یا اسے دفع کریں۔ مسلمانوں کی تعداد بڑھا کر حفاظت دین کر لیں مگر ان سے حفاظت تو کیا ہو سکتی تھی وہ ظاہر کر دیئے گئے کہ یہ مسلمان نہیں بلکہ درحقیقت منافق ہیں اگرچہ) بولے اگر ہم لڑائی جانتے کہ ہوگی تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب تھے اپنے منہ سے کہتے ہیں (یعنی ظاہرداری کرتے ہیں مگر) ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں (یعنی ان کی بے ایمانی نفاق پروری کا خدا عزوجل کو علم ہے)۔

وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے (یعنی ہم قبیلہ برادری کے) بارے میں کہا اور آپ بیٹھے رہے کہ وہ ہمارا کہا مانتے (یعنی جہاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جاتے) تو نہ مارے جاتے۔ فرما دیجئے تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر سچے ہو (اسی دن ستر منافق گھر میں رہتے ہوئے مر گئے اور وہ اپنی جان نہ بچا سکے)۔

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ۔ جس دن دو فوجیں ملیں اور آپس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر آیا اور واپس جانے لگا تو اسے فرمایا کہ کہاں جاتے ہو۔ اگر مسلمان ہو تو اللہ کی راہ میں جہاد کرو یا کم از کم دشمن کے دفع کرنے میں شریک رہو تاکہ دشمن کے دلوں میں رعب رہے لیکن ان کے دل کا

www.waseemziyai.com

نفاق ظاہر ہوگیا۔

اس کے بعد شہداء احد کے حق میں مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کا نزول ہوا۔ اس اعتبار سے اس کا مورد خاص ہے لیکن حکم اس کا عام ہے اس لئے کہ یہ اصول ہے کہ مورد اگر خاص ہو تو جب تک کوئی مخصص نہ ہو اس کا حکم عام ہوتا ہے بنا بریں یہ فضیلت عام شہداء کے حق میں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور نہ گمان کرو انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا بدلہ مسلمانوں کا۔

شان نزول

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت فضائل شہداء احد میں نازل ہوئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل شکستہ دیکھ کر فرمایا کیوں پریشان ہو؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے والد احد میں شہید ہو گئے وہ بہت مقروض اور بال بچے والے تھے جس کا بوجھ مجھ پر ہے۔

فرمایا کیا میں تم کو خوشخبری نہ دوں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج تک کسی کو بے حجاب کلام نہ فرمایا سوائے تمہارے والد کے ان کو اپنا دیدار بھی کرایا اور کلام بھی فرمایا۔ کہ اے میرے بندے مانگ انہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے دوبارہ زندہ کر اور دنیا میں بھیج دے تا کہ میں پھر تیری راہ میں جہاد کروں اور شہادت حاصل کروں۔

ارشاد ہوا کہ بعد موت ہم واپس دنیا میں نہیں بھیجتے۔ انہوں نے عرض کی کہ پھر ہماری راحت وسکون کی خبر دنیا والوں کو بھیج دے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی غزوہ احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے اور وہ جنت کی نہروں پر پرواز کرتے ہیں اور جنتی میوے کھاتے ہیں۔ طلائی قندیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں۔

جب انہوں نے کھانے پینے اور رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تا کہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ و جہاد سے بیٹھ نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (ابوداؤد)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں اور زندوں کی طرح ان کی خورد و نوش ہے

www.waseemziyai.com

وہ عیش کرتے ہیں۔

سیاق آیت کریمہ اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ آیت حیات روح وجسم دونوں کے لئے ہے۔ علماء نے فرمایا شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ مٹی انہیں خراب نہیں کرتی اور زمانہ صحابہ علیہم رضوان میں اور اس کے بعد سے اب تک بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تروتازہ پائے گئے۔ (خازن وغیرہ)

اور فضل وکرامت ورحمت واحسان یہ ہے کہ موت کے بعد حیات دی۔ اپنا مقرب کیا جنت کا رزق دیا۔ نعمتیں عطا فرمائیں اور پچھلے لوگ جن کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ وہ ہیں جو ایمان وتقویٰ پر ہیں۔ جب شہید ہوں گے ان سے ملیں گے اور قیامت کے دن امن وچین واطمینان سے محشور ہوں گے۔

ترمذی، نسائی میں ہے کہ شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر اتنی جتنی کسی کو خراش لگے۔

بخاری ومسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کو راہ خدا میں زخم لگا وہ قیامت کے دن ایسا ہی آئے گا جیسے زخم لگنے کے وقت تھا اور اس کے خون میں مشک کی خوشبو ہوگی اور رنگ خون کا۔

مسلم شریف میں ہے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے حقوق العباد قرض وغیرہ کے۔

حضرت طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غابہ (ایک جگہ کا نام ہے) کے لئے روانہ ہوا راستہ میں رات ہوگئی میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر قیام کیا۔ رات کے حصہ میں میں نے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی اس آواز سے دلکش اور موثر میں نے آواز کبھی نہیں سنی۔ میں نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عبداللہ ہی تھے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت میں رکھ دیا ہے جب رات ہوتی ہے تو ان کی ارواح ان کے جسموں میں آ کر اسی طرح تلاوت وذکر کرتی ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تو اپنے مکانوں میں چلی جاتی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے جب نہر نکالی تو وہاں شہداء احد کی قبریں تھیں جب ان کی قبروں کو کھولا گیا تو بالکل اسی طرح تروتازہ تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت جابر کے والد کو انہوں نے اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا جب ہٹایا تو خون کا فوارہ جاری ہوگیا پھر ہاتھ رکھا گیا تو خون بند ہوگیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ گویا وہ سو رہے ہیں اور کفن کی چادر تک اپنی اصلی حالت میں تھی پاؤں پر جو گھاس رکھی تھی وہ بھی ویسی ہی تھی۔ حالانکہ ان کو چھیالیس سال ہو چکے تھے۔

ان شہداء میں سے ایک صاحب کے پیر میں بعد شہادت پھاوڑا لگا اور وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ پھاوڑا لگتے ہی خون جاری ہوگیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کی قبر سے جو مٹی نکلی تھی اس میں سے خوشبو مہکتی تھی۔

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے واپس ہوئے تو مصعب بن عمیر جو شہید ہو چکے تھے ان کی قبر سے گزرے وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے اور ان کے واسطے دعا فرمائی پھر یہ آیت پڑھی ﴿

www.waseemziyai.com

الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ۔ اس کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہیدوں میں ہوں گے۔ دیکھو ان کی قبروں پر آ کر ان کی زیارت کیا کرو اور سلام کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت تک جو شخص بھی ان کو آ کر سلام کرے گا یہ اس کا جواب دیا کریں گے۔

بامحاورہ ترجمہ اٹھارواں رکوع۔سورۃ آل عمران۔پ ۴

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾

وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کی نیکوکاریوں اور پرہیزگاریوں کا بڑا ثواب ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ بے شک لوگوں نے اجتماع کیا ہے تمہارے لئے تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہا ہم کو اللہ کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾

تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے نہ پہنچی انہیں کوئی تکلیف اور اللہ کی رضا میں چلے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

وہ تو شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے تو نہ ڈرو ان سے اور مجھ سے ڈرو اگر تم ہو ایمان والے۔

وَ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

اور (اے محبوب) نہ غمگین کرے تمہیں ان کا کفر میں دوڑنا بے شک وہ اللہ کا نہ بگاڑ سکیں گے کچھ اللہ چاہتا ہے کہ نہ کرے ان کا آخرت میں کوئی حصہ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

وہ جنہوں نے خریدا ایمان کے بدلے کفر ہرگز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ۔ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

اور نہ گمان میں رہیں کافر جو ہم نے انہیں ڈھیل دی بہتر ہے ان کے لئے ہم نے تو اسی لئے انہیں ڈھیل دی کہ گناہوں میں اور برائیوں میں بڑھیں اور ان کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

www.waseemziyai.com

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

نہیں ہے اللہ کہ چھوڑے مومنین کو اس حال پر جس پر تم ہو حتیٰ کہ جدا کر دے گندے کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ کہ تمہیں سب کو مطلع کر دے غیب پر ہاں لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور نہ گمان کریں جو بخل کرتے ہیں اس سے جو اللہ نے دی انہیں اپنے فضل سے بہتر ہے ان کے لئے بلکہ وہ برا ہے ان کے لئے بہت جلدی ان کے گلے میں طوق ہوگا جس میں وہ بخل کیا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

لفظی ترجمہ

اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو	اسْتَجَابُوْا۔ بلانے پر آئے	لِلّٰهِ۔ اللہ	وَ۔ اور
الرَّسُوْلِ۔ رسول کے	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد اس کے	مَآ۔ جو	اَصَابَهُمْ۔ پہنچا انہیں
الْقَرْحُ۔ زخم	لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے جو	اَحْسَنُوْا۔ اچھے ہوئے	مِنْهُمْ۔ ان سے
وَ۔ اور	اتَّقَوْا۔ پرہیزگار رہے	اَجْرٌ۔ اجر	عَظِيْمٌ۔ بڑا
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جن کو	قَالَ۔ کہا	لَهُمْ۔ ان کو	النَّاسُ۔ لوگوں نے
اِنَّ۔ بے شک	النَّاسَ۔ لوگ	قَدْ۔ یقیناً	جَمَعُوْا۔ اکٹھے ہو چکے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	فَاخْشَوْهُمْ۔ تو ڈرو	هُمْ۔ ان سے	فَزَادَهُمْ۔ تو زیادہ ہوا
هُمْ۔ ان کا	اِيْمَانًا۔ ایمان	وَّ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے
حَسْبُنَا۔ کافی ہے ہم کو	اللّٰهُ۔ اللہ	وَ۔ اور	نِعْمَ۔ اچھا ہے
الْوَكِيْلُ۔ کارساز	فَانْقَلَبُوْا۔ تو پلٹے وہ	بِنِعْمَةٍ۔ نعمت	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
وَ۔ اور	فَضْلٍ۔ فضل کے ساتھ	لَّمْ۔ نہ	يَمْسَسْهُمْ۔ پہنچی ان کو
سُوْٓءٌ۔ کوئی تکلیف	وَّ۔ اور	اتَّبَعُوْا۔ پیروی کی	رِضْوَانَ۔ رضامندی
اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	ذُوْ۔ صاحب
فَضْلٍ۔ فضل	عَظِيْمٍ۔ بڑے کا ہے	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	ذٰلِكُمُ۔ یہ

www.waseemziyai.com

الشَّيْطٰنُ۔ شیطان ہے
يُخَوِّفُ۔ ڈراتا ہے
أَوْلِيَآءَهٗ۔ اپنے دوستوں کو
فَلَا۔ تو نہ
تَخَافُوْهُمْ۔ خوف کرو تم ان سے
وَ۔ اور
خَافُوْنِ۔ مجھ سے ڈرو
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
مُّؤْمِنِيْنَ۔ ایمان والے
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
يَحْزُنْكَ۔ غمگین کریں تم کو
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يُسَارِعُوْنَ۔ دوڑتے
فِي۔ میں
الْكُفْرِ۔ کفر کے
اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ
لَنْ۔ ہرگز نہ
يَّضُرُّوا۔ نقصان پہنچا سکیں گے
اللّٰهَ۔ اللہ کو
شَيْئًا۔ کچھ
يُرِيْدُ۔ چاہتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
اَلَّا۔ یہ کہ نہ
يَجْعَلَ۔ بنائے
لَهُمْ۔ ان کا
حَظًّا۔ حصہ
فِي۔ میں
الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے
وَ۔ اور
لَهُمْ۔ ان کے لئے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
عَظِيْمٌ۔ بڑا
اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اشْتَرَوُا۔ خریدیں
الْكُفْرَ۔ کفر کو
بِالْاِيْمَانِ۔ ایمان کے بدلے
لَنْ۔ ہرگز نہ
يَّضُرُّوا۔ تکلیف دیں گے
اللّٰهَ۔ اللہ کو
شَيْئًا۔ کچھ بھی
وَ۔ اور
لَهُمْ۔ ان کے لئے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
اَلِيْمٌ۔ دردناک
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
يَحْسَبَنَّ۔ خیال کریں
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْٓا۔ کافر ہیں
اَنَّمَا۔ کہ جو
نُمْلِيْ۔ مہلت دی ہے ہم نے
لَهُمْ۔ ان کو
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
لِّاَنْفُسِهِمْ۔ ان کے لئے
اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں
نُمْلِيْ۔ ہم مہلت دیتے ہیں
لَهُمْ۔ ان کو
لِيَزْدَادُوْٓا۔ تاکہ بڑھا لیں
اِثْمًا۔ گناہ
وَ۔ اور
لَهُمْ۔ ان کے لئے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
مُّهِيْنٌ۔ رسوا کرنے والا
مَا۔ نہیں
كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
لِيَذَرَ۔ کہ چھوڑ دے
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کو
عَلٰى۔ اوپر
مَآ۔ اس کے جو
اَنْتُمْ۔ تم ہو
عَلَيْهِ۔ اس پر
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يَمِيْزَ۔ الگ کر دے
الْخَبِيْثَ۔ پلید کو
مِنَ الطَّيِّبِ۔ پاک سے
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
لِيُطْلِعَكُمْ۔ کہ خبردار کرے تم کو
عَلَى۔ اوپر
الْغَيْبِ۔ غیب کے
وَ۔ اور
لٰكِنَّ۔ لیکن
اللّٰهَ۔ اللہ
يَجْتَبِيْ۔ چن لیتا ہے
مِنْ رُّسُلِهٖ۔ اپنے رسولوں میں سے
مَنْ۔ جسے
يَّشَآءُ۔ چاہے
فَاٰمِنُوْا۔ تو ایمان لاؤ
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
وَ۔ اور
رُسُلِهٖ۔ اس کے رسولوں پر
وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر
تُؤْمِنُوْا۔ تم ایمان لاؤ
وَ۔ اور
تَتَّقُوْا۔ پرہیزگاری کرو
فَلَكُمْ۔ تو تمہارے لئے
اَجْرٌ۔ اجر ہے
عَظِيْمٌ۔ بڑا
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
يَحْسَبَنَّ۔ خیال کریں

www.waseemziyai.com

الَّذِیْنَ۔ وہ جو
اللّٰہُ۔ اللہ نے
خَیْرٌ۔ بہتر ہے
شَرٌّ۔ برا ہے
مَا۔ جو
الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
اللّٰہُ۔ اللہ

یَبْخَلُوْنَ۔ بخل کرتے ہیں
مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے کہ
لَّهُمْ۔ ان کے لئے
لَهُمْ۔ ان کے لئے
بَخِلُوْا۔ بخل کیا
وَ۔ اور
وَ۔ اور
بِمَا۔ اس سے جو

بِهٖ۔ اس کے ساتھ
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کی
الْاَرْضِ۔ زمین میں
تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو

بِمَا۔ اس سے جو
اٰتٰىهُمُ۔ دیا ان کو
هُوَ۔ وہ
هُوَ۔ وہ
سَیُطَوَّقُوْنَ۔ جلدی طوق ڈالے جائیں گے
یَوْمَ۔ دن
مِیْرَاثُ۔ ملکیت ہے
وَ۔ اور
خَبِیْرٌ۔ خبردار ہے

مختصر تفسیر اٹھارواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾

وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر آئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔ ان کے نیک لوگوں اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے اجتماع کیا ہے تمہارے لئے تو ڈرو ان سے تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہنے لگے ہم کو کافی ہے اللہ اور وہ بہترین وکیل ہے تو لوٹے وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور اللہ کی رضا پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے وہ تو شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو خوف دلاتا ہے تو ان سے ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

شان نزول

اس آیت کریمہ میں مختلف روایات ہیں۔ صحیح اور قوی روایت یہ ہے کہ پندرہ شوال کو احد کی جنگ ختم ہوئی۔ ابوسفیان اپنے رفقاء کے ساتھ جب مقام روحاء پر پہنچا تو حسرت سے کہنے لگا کہ ہم نے جیتا ہوا میدان چھوڑ دیا اور ان قیدیوں کو بھی ہمراہ نہ لائے جو ہمارے قبضہ میں تھے یہ بڑی غلطی کی۔

یہ سوچ کر انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اس کا علم ہوا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صرف وہی مجاہد جو غزوۂ احد میں تھے ابوسفیان اور اس کے لشکر کے مقابلہ کے لئے نکلیں۔

یہ حکم ملتے ہی غازیان اسلام بپھرے ہوئے شیروں کی طرح میدان کے لئے نکل آئے۔ ان میں اکثر صحابہ کرام علیہم رضوان زخمی حال میں تھے بعض اپنے زخموں پر مرہم پٹی بھی نہ کر سکے تھے ایک زخمی دوسرے زخمی کا سہارا لے کر چلتے بعض اس قدر کمزور اور زخمی تھے کہ پیدل نہ چل سکتے تھے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر میدان میں لائے ان کی تعداد ستر کے قریب تھی۔

www.waseemziyai.com

جن میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف، حذیفہ بن یمان، ابوعبیدہ بن جراح اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

جو حضرات رہ گئے تھے وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رہے تھے جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ تمہارے والد کل شہید ہو چکے ہیں اور تمہاری سات یتیم بہنیں ہیں انہیں سنبھالو۔

جانثاران اسلام کا یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا اور شام تک منزل حمراء الاسد تک پہنچ گیا۔ یہ منزل مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بعض نے کہا کہ تین میل ہے۔ اصل میں یہ دونوں مختلف راستے ہیں ایک طرف سے آٹھ میل دوسرے سے تین میل۔ ان جان نثاروں کو معبد بن ابی معبد خزاعی نے دیکھا تو ابوسفیان کو کہا کہ میں نے اس شان کے مجاہد اور جاں نثار آج تک نہیں دیکھے اگر تیرا مقابلہ ہو گیا تو تجھ کو نیست و نابود کر دیں گے۔ صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا کہ مکہ واپس چلو تمام کفار صفوان کے ہمزبان ہو گئے اور مکہ کو واپس چلے گئے۔

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک منزل حمراء الاسد میں قیام کیا جب کوئی مقابل نہ آیا تو بخیریت فاتحانہ شان سے مدینہ واپس تشریف لے آئے اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس غزوہ کا نام غزوۂ حمراء الاسد رکھا گیا۔ (روح المعانی)

دوسری روایت یہ ہے۔ عکرمہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آیت کریمہ غزوۂ بدر صغریٰ کے موقع پر نازل ہوئی۔

غزوۂ احد سے واپسی پر ابوسفیان نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آئندہ سال بدر میں تم سے ملیں گے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ابوسفیان کو جواب دیا تھا کہ ان شاء اللہ ضرور دو دو ہاتھ ہوں گے۔

چنانچہ دوسرے سال ابوسفیان سامان جنگ فراہم کرنے میں مصروف ہو گیا۔ قریش مکہ کو مکہ سے نکلنے کی ترغیب دینے لگا۔ نعیم بن مسعود اشجعی نے جو مدینہ سے مکہ پہنچا تھا ابوسفیان اور قریش کو شوکت اسلام اور سامان حرب کے متعلق بتایا کہ لشکر اسلام سے مدینہ اس طرح کھچا کھچ بھرا ہوا ہے جیسے انار دانوں سے بھرا ہوتا ہے۔

ابوسفیان نے نعیم بن مسعود اشجعی سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم نے غزوۂ احد کے بعد وعدہ کیا تھا لیکن اس سال قحط اور خشک سالی نے ہمارے جانوروں کو چارہ سے محروم کر دیا لہٰذا تم مدینہ منورہ جا کر جاں نثاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کرو تا کہ وہ جنگ کا ارادہ ملتوی کر دیں اگر تو نے یہ کام کر دیا تو ہم تجھے سہ سالہ بیس اونٹ دے دیں گے۔

نعیم مدینہ پہنچا اور اپنے سر کو منڈا کر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ عمرہ کر کے آیا ہے اس نے جان نثاران اسلام کو قریش کی تیاریوں اور ان کی شان و شوکت کے بارے میں بتایا اور مشورہ دیا کہ وہ مدینہ سے نہ نکلیں کچھ حضرات نے نعیم کی اس بات سے گرانی محسوس کی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ شاید اب مسلمان مدینہ سے باہر قدم نہ رکھیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ علم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمایا پندرہ سو مجاہدین کو ساتھ لے کر تشریف لے چلے۔ اس لشکر میں دس گھوڑے اور بہت سا مال غنیمت تھا وہاں آٹھ روز تک قیام فرمایا۔

ابوسفیان دو ہزار اشقیا لے کر مکہ سے چلا تھا جس میں پچاس گھوڑے تھے جب منزل مرالظہران جو کہ مکہ سے آٹھ میل

www.waseemziyai.com

کے فاصلہ پر ہے پہنچ کر یہ بہانہ کرتا ہوا واپس ہوا کہ جنگل خشک ہیں جانوروں کے لئے چارہ اور لوگوں کے لئے دودھ میسر نہیں ہے۔ حقیقتاً اس پر اسلام کا رعب طاری ہو گیا تھا کہ بھاگتے ہوئے ستو راستے میں پھینک گئے تھے۔ اس کا تذکرہ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ میں کیا گیا۔

یہ حال دربار رسالت تک پہنچا۔ حضور نے فرمایا قسم بخدا میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ ایک بھی نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستر سوار لے کر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ بدر میں پہنچ کر آٹھ شب قیام فرمایا۔ مال تجارت ساتھ تھا اسے فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم وغانم مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے جنگ نہیں ہوئی۔

چونکہ ابوسفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہو کر مکہ کو واپس ہو چکے تھے اس وجہ سے کوئی مقابلہ میں آیا ہی نہیں اس واقعہ کو اس آیہ کریمہ میں ظاہر فرمایا گیا کہ اللہ کی نعمتوں میں متمتع ہونے والے تجارت کا نفع حاصل کرنے والے وہی ہیں جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہیں۔ دشمن کے مقابلہ کے لئے جرأت سے نکلیں اور فضل الٰہی سے بلا جنگ جہاد کا اجر لے کر واپس ہوں۔

اور یہ سب کچھ اسی صاحب فضل عظیم رب کریم کا کرم تھا۔ جس نے انہیں اطاعت کی توفیق دی اور مشرکوں کے دلوں میں خوف وہراس ڈال دیا۔ رہا منافق نعیم بن مسعود اشجعی یہ مسلمانوں کو خوف دلاتا ہی رہا۔ مگر منافق ومشرکین جو اولیاء الشیطان تھے وہی پسپا ہوئے اس لئے کہ انہیں خوف علل واسباب کا ہوتا ہے اور مسلمانوں کو خدا عزوجل کا ہی خوف ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے کہا تھا۔ اَلَّذِيْنَ سے مراد صحابہ کرام مجاہدین اسلام علیہم رضوان ہیں۔ النَّاسُ سے نعیم بن مسعود اشجعی ہیں۔ اگرچہ کہنے والا ایک شخص تھا لیکن راضی تمام کفار ومشرکین تھے اس لئے النَّاسُ ارشاد فرمایا اس سے ابوسفیان وغیرہ مراد ہیں۔

جَمَعُوْا۔ اکٹھا کرنا۔

فَاخْشَوْهُمْ۔ خشیت۔ خوف۔ خشیت اس ڈر کو کہتے ہیں جس میں خشوع خضوع ہو۔

لَا تَخَافُوْهُمْ۔ ان سے بالکل نہ ڈرو۔

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا۔ نعیم کی یہ خبر صحابہ کرام علیہم رضوان کے لئے زیادتی ایمان کا باعث بنی۔ یہ کمال ایمان ہے۔

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ حسب کے معنی کافی ہونا۔ وکیل کے معنی سپرد کرنا۔ صحابہ علیہم رضوان نے کہا کہ کفار کی ہم کو پرواہ نہیں۔ ہمارا رب ہمیں کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ۔ وہ حضرات روانہ ہو گئے۔ میدان میں پہنچ گئے۔ قیام کیا۔ پھر لوٹے۔ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ۔ نعمت سے مراد عافیت اور فضل سے مراد تجارتی نفع۔

لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ۔ کوئی تکلیف ان کے قریب نہ آئی۔

وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ۔ اتباع۔ پیچھے چلنا۔ رضوان۔ رضاء کا مصدر ہے۔ یہ حضرات مدینہ منورہ سے مدینہ منورہ تک جانے آنے۔ کھانے پینے۔ تجارت کرنے نفع کمانے ہر حال میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی رضاء کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ عزوجل ان سے راضی ہوا۔

www.waseemziyai.com

وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ۔ اللہ تعالیٰ سب پر بڑے ہی فضل وکرم والا ہے۔

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ۔ ذٰلِکُمْ اسم اشارہ ہے یعنی کفار مکہ ہیں۔ شیطان سے مراد ابلیس ہے۔ یہ لوگ ڈرانے والے یا کہلا کر بھیجنے والے سرداران قریش۔

یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ۔ یخوف بمعنی ڈراتا۔ تم کو اپنے کفار سے ڈراتا ہے۔

فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ اے صحبہ کرام۔ ایمان والو تم مجھ سے ہی ڈرنا۔ ان کے ڈرانے سے مطلقاً خوف نہ کرنا میں تمہارے لئے کافی ہوں یہ تمام خطاب اپنے صحابہ کرام سے ہے جو بدر صغریٰ میں شریک ہوئے۔

اس کے بعد سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ مشرکین وکفار کتنی ہی تیاریاں کریں آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ ۚ اِنَّھُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا ؕ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۔

اور اے محبوب تمہیں غمگین نہ کرے (ان کا رویہ) جو دوڑ رہے ہیں کفر کی طرف وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے (خواہ وہ کفار قریش ہوں یا منافقین یا روساء یہود یا مرتدین یا مرزائی وہ آپ کے مقابلہ کے لئے کتنے ہی لشکر جمع کریں کامیاب نہ ہوں گے) اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہو سکے (اس میں قدریہ معتزلہ فرقہ کا رد ہے اور یہ آیت اس امر پر دلیل ہے کہ خیر وشر بہ ارادہ الٰہی ہے مشیت بغیر کچھ نہیں ہوتا) اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حُزن۔ کے معنی غمگین ہونا یا کرنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی حرکات سے سخت رنج اور غم ہوتا تھا۔

الَّذِیْنَ۔ سے مراد منافقین مرتدین کفار ہیں۔

یُسَارِعُوْنَ۔ دوڑتے ہیں۔ سرعت۔ تیزی کے معنی میں آتا ہے یعنی جلدی کرتے ہیں یعنی اے محبوب وہ لوگ آپ کو غمگین نہ کریں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں اور اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اِنَّھُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا۔ یہاں اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنا ذکر فرمایا اور اپنے محبوب مومنین مراد لئے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام۔ شَیْئًا۔ نکرہ فرما کر تمام نقصانات کی نفی فرمادی کہ یہ کبھی بھی کچھ نقصان نہ دے سکیں گے۔

یُرِیْدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَۃِ ۔ یَجْعَلَ اس کے معنی پیدا کرنا۔ حظ کے معنی ہیں حصہ آخرۃ سے مراد دنیاوی زندگی کے بعد کا عالم برزخ۔ یعنی اللہ عزوجل کا ارادہ یہ ہے کہ انہیں قبر حشر میں اللہ عزوجل کی رحمت سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ کیونکہ ایمان سے یہ حصہ ملتا ہے۔

وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ انہیں اس قدر بڑا عذاب ملے گا جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکے۔ امام قفال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول۔

منافقین مرتدین ہیں جو وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو پریشان کرتے تھے اور کفر میں جلدی کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر طعن وتشنیع کرتے ہیں جیسے کعب بن اشرف وغیرہ کے بارے میں ہوا۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

آگے مرتدین کے متعلق ارشاد ہے۔ بعض جو مسلمان ہو کر کلمہ پڑھ کر بے ایمان ہوئے۔ وہ دردناک عذاب کے مستحق ہیں اور انہیں جو ڈھیل دی گئی ہے اسے وہ اپنی کامیابی نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے ذخیرہ معاصی کو بڑھانے کا ایک اور ذریعہ ہے تاکہ عذاب الٰہی عزوجل سے کسی طرح نہ بچ سکیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝

وہ جنہوں نے ایمان کے بدلہ کفر خریدا (یعنی منافقین جو کلمہ ایمان پڑھنے کے بعد کافر ہوئے یا وہ جو باوجود قادر ہونے کے کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے) وہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور نہ گمان کریں کافر کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے ہم تو اس کے لئے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں پڑیں (حق سے عناد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر کے اپنا نامہ عمل اور سیاہ کر رہے ہیں۔

اشْتَرَوُا۔ انہوں نے مول لیا اس کے معنی خریدنا انہوں نے ایمان و یقین کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا۔ علماء یہود حضور نبی آخر الزمان سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کی لوگوں کو بشارتیں دیتے تھے مصیبتوں میں آپ ﷺ کے وسیلے سے دعائیں مانگتے تھے۔ جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو انہوں نے حسد و عناد سے مخالفت کی۔ (تفسیر کبیر)۔

حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضور کون شخص اچھا ہے فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور اعمال صالح۔ عرض کیا گیا اور بدتر کون ہے؟ فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور اعمال طالح اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ یہاں چند باتیں واضح فرمائی گئیں۔

اول یہ کہ مومن کافر کے مابین اللہ تعالیٰ عزوجل امتیاز کرے گا۔ اور ملا جلا نہ رہنے دے گا۔

دوسرے یہ علم تمیز کے لئے رسولوں میں ذات مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء بالخصوص مختص ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰى یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝

نہیں اللہ کہ چھوڑ دے مومنین کو اس حال میں جس پر تم ہو جب تک تمیز نہ کرا دے خبیث لوگوں کی پاک لوگوں سے اور نہیں ہے اللہ کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر لیکن چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگار رہو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

اس آیہ کریمہ میں اہل ایمان اور منافقین اسلام کے مابین امتیاز کا اعلان فرمایا اور بتایا کہ ہم نے مومن مخلص کے احوال پر حضور ﷺ کو مطلع فرما کر منافق کی اندرونی حالت ظاہر فرما دی اور دونوں میں امتیاز فرمانے کا علم حضور ﷺ کو عطا فرما دیا۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے خلقت و آفرینش سے قبل جبکہ میری امت مٹی کی مورتوں میں تھی۔ میرے آگے پیش کی گئی۔ جس طرح آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا ہر

www.waseemziyai.com

اس شخص کا جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو کفر کرے گا۔

یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے استہزاء کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ سب کچھ جانتے ہیں حتی کہ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اس کو بھی پہنچانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ حالانکہ ہم ان کے سامنے ہیں وہ ہمیں نہیں جانتے کہ ہم میں کون ان پر صحیح ایمان لایا ہے۔

اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرمایا اور حمد و ثناء کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس سے کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔

اس پر عبداللہ بن حذافہ سہمی اٹھا اور بولا حضور میرا باپ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حذافہ۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ کی ربوبیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دین اسلام پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کی تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں طعن کرنا وسعت علم پر نقص نکالنا یہ شیوۂ منافقین ہے اور وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اگرچہ علم بقدر مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ملا مگر جو رسولوں میں مجتبیٰ ہے جو انبیاء علیہم السلام میں برگزیدہ رسول ہے اسے اللہ تعالیٰ عزوجل علم غیب عطا فرماتا ہے۔ پھر سید انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام رسولوں میں سب سے اعلیٰ و اولیٰ و افضل و اعلم ہیں انہیں جتنا بھی علم عطا ہو وہ کم ہے۔

اور پھر علم غیب بذات خود ایک معجزہ ہے اور معجزات انبیاء علیہم السلام مسلم ہیں۔ اس کے بعد آیتوں میں بخل کی مذمت اور بخیل کے لئے وعید شدید کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور نہ گمان کریں وہ جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی۔ کہ وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لئے بری ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ اور اللہ وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ۔ کا فاعل یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یا قرآن پاک کا قاری ہے یعنی اے محبوب یا اے قاری قرآن ان لوگوں کے بخل کو ان کے حق میں بہتر نہ سمجھو۔

بخل کے معنی

بخل کے معنی میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے اس لئے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں

www.waseemziyai.com

چنانچہ اس آیت کریمہ میں بھی ایک وعید ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ بخل اور بدخلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں۔ (ترمذی)

اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوۃ کا نہ دینا مراد ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی روز قیامت وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں اور جبکہ سب کچھ اللہ عزوجل کا ہے اور باقی کی ملک باطل ہے تو سخت نادانی ہے کہ اس مال ناپائیدار پر بخل کیا جائے اور راہ خدا عزوجل میں نہ دیا جائے۔

سَيُطَوَّقُوْنَ۔ طوق سے بنا۔ طوق ہر وہ چیز جو گلے میں ڈالی جائے خواہ قدرتی ہو یا مصنوعی۔

مَا بَخِلُوْا۔ سے وہ مال مراد ہے جس میں بخل کیا گیا۔

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ قیامت کے دن۔ بخیل کی پردہ پوشی نہ ہوگی بلکہ اس طوق کے ذریعہ اسے رسوا کیا جائے گا۔

وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔ میراث۔ وارث کی چیز کا دوسرے کی طرف بغیر کسی عقد کے منتقل ہو جانا ورثہ کہلاتا ہے۔ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں۔

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ جو کچھ تم سخاوت کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ انیسواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

بے شک اللہ نے سنا انہیں جنہوں نے کہا اللہ محتاج ہے اور ہم غنی اب ہم لکھ رکھیں گے جو انہوں نے کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا اور کہیں گے ہم چکھو عذاب جلانے والا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾

یہ جو ہے تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بے شک اللہ نہیں ظلم کرنے والا بندوں پر۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

وہ جو کہتے ہیں کہ بے شک اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھائے فرما دیجئے بے شک آ چکے ہیں مجھ سے پہلے بہت رسول کھلی نشانیاں لے کر اور اس کے ساتھ جو تم کہتے ہو تو کیوں قتل کیا تم نے انہیں اگر تم سچے ہو۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

تو اگر وہ جھٹلائیں تو تم سے پہلے رسول بھی جھٹلائے گئے تم سے پہلے جو آئے تھے صاف نشانیاں اور صحیفے اور روشن

www.waseemziyai.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

ہر جان کو ذائقہ موت چکھنا ہے اور تم کو تو پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا تو جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی نہیں مگر یہی دھوکہ کا مال ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور جان سے اور بے شک تم ان کی سنو گے جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور مشرکوں سے برائیاں بہت کچھ اور اگر صبر کرو اور تقویٰ تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور بیان کر دینا لوگوں سے اور نہ اسے چھپانا تو انہوں نے ڈال دیا اسے پس پشت اور خرید لیا اس کے بدلے ذلیل مال تو برا ہے جو انہوں نے خریدا۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

نہ گمان کریں وہ جو خوش ہو رہے ہیں اس پر جو حاصل کیا اور پسند کرتے ہیں یہ کہ تعریف کئے جائیں جو نہیں کیا تو نہ سمجھو انہیں دور عذاب سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

اور اللہ کے لئے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لفظی ترجمہ

لَقَدْ۔ بے شک
سَمِعَ۔ سنی
الَّذِيْنَ۔ ان کی جو
قَالُوْٓا۔ بولے
فَقِيْرٌ۔ محتاج ہے
وَّ۔ اور
سَنَكْتُبُ۔ جلد ہی لکھیں گے ہم
وَ۔ اور
قَتْلَهُمُ۔ قتل کرنا ان کا
حَقٍّ۔ حق کے
وَّ۔ اور
عَذَابَ۔ عذاب
الْحَرِيْقِ۔ جلنے کا
قَدَّمَتْ۔ آگے بھیجا
اَيْدِيْكُمْ۔ تمہارے ہاتھوں نے
اللّٰهُ۔ اللہ نے
اِنَّ۔ بے شک
نَحْنُ۔ ہم
مَا۔ جو
الْاَنْۢبِيَآءَ۔ نبیوں کو
نَقْتُلُ۔ ہم کہیں گے
ذٰلِكَ۔ یہ
قَوْلَ۔ بات
اللّٰهَ۔ اللہ
اَغْنِيَآءُ۔ غنی ہیں
قَالُوْا۔ انہوں نے کہا
بِغَيْرِ۔ بغیر
ذُوْقُوْا۔ چکھو
بِمَا۔ بدلہ ہے اس کا جو
وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

اَنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
لِلْعَبِيْدِ۔ بندوں پر
اللّٰهَ۔ اللہ نے
نُؤْمِنَ۔ ایمان لائیں ہم
بِقُرْبَانٍ۔ قربانی
قَدْ۔ بے شک
مِّنْ قَبْلِيْ۔ اس سے پہلے
قُلْتُمْ۔ تم نے کہا
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
صٰدِقِيْنَ۔ سچے
فَلِمَ۔ پھر کیوں
قَتَلْتُمُوْهُمْ۔ قتل کیا تم نے ان کو
اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم
صٰدِقِيْنَ۔ سچے
فَقَدْ۔ تو بے شک
كُذِّبَ۔ جھٹلائے گئے
رُسُلٌ۔ رسول
مِّنْ قَبْلِكَ۔ آپ سے پہلے
جَآءُوْ۔ آئے وہ
بِالْبَيِّنٰتِ۔ دلائل کے ساتھ
وَ۔ اور
الزُّبُرِ۔ صحیفے
وَ۔ اور
الْكِتٰبِ۔ کتاب
الْمُنِيْرِ۔ روشن
كُلُّ۔ ہر
نَفْسٍ۔ جی
ذَآئِقَةُ۔ چکھنے والا ہے
الْمَوْتِ۔ موت کو
اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ
تُوَفَّوْنَ۔ پورا دیئے جاؤ گے تم
اُجُوْرَكُمْ۔ اپنا بدلہ
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
فَمَنْ۔ پھر جو
زُحْزِحَ۔ بچایا گیا
عَنِ النَّارِ۔ آگ سے
وَ۔ اور
اُدْخِلَ۔ داخل کیا گیا
الْجَنَّةَ۔ جنت میں
فَقَدْ۔ تو بے شک
فَازَ۔ وہ کامیاب ہوا
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
الْحَيٰوةُ۔ زندگی
الدُّنْيَآ۔ دنیا کی
اِلَّا۔ مگر
مَتَاعُ۔ سامان
الْغُرُوْرِ۔ دھوکے کا
لَتُبْلَوُنَّ۔ ضرور آزمائے جاؤ گے تم
فِيْ۔ میں
اَمْوَالِكُمْ۔ اپنے مالوں کے
وَ۔ اور
اَنْفُسِكُمْ۔ اپنی جانوں کے
وَ۔ اور
لَتَسْمَعُنَّ۔ ضرور سنو گے تم
مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو
اُوْتُوا۔ دیئے گئے
الْكِتٰبَ۔ کتاب
مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے
وَ۔ اور
مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو
اَشْرَكُوْٓا۔ مشرک ہیں
اَذًى۔ تکلیف
كَثِيْرًا۔ بہت
وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر
تَصْبِرُوْا۔ تم صبر کرو
وَ۔ اور
فَاِنَّ۔ تو بے شک
ذٰلِكَ۔ یہ
تَتَّقُوْا۔ پرہیزگاری کرو
وَ۔ اور
اِذْ۔ جب
مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ ہمت کے کاموں سے ہے
مِيْثَاقَ۔ وعدہ
الَّذِيْنَ۔ ان سے جو
اَخَذَ۔ پکڑا
اللّٰهُ۔ اللہ نے
لَتُبَيِّنُنَّهٗ۔ ضرور بیان کرنا تم اس کو
اُوْتُوا۔ دیئے گئے
الْكِتٰبَ۔ کتاب
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
وَ۔ اور
لَيْسَ۔ نہیں ہے
بِظَلَّامٍ۔ ظلم کرنے والا
قَالُوْٓا۔ بولے
اِنَّ۔ بے شک
اِلَيْنَآ۔ ہم سے
اَلَّا۔ یہ کہ نہ
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يَاْتِيَنَا۔ لائے ہمارے پاس
النَّارُ۔ آگ
قُلْ۔ کہہ دیجئے
تَاْكُلَهُ۔ کہ کھائے اس کو
قَدْ۔ بے شک
جَآءَ۔ آئے
رُسُلٌ۔ رسول
مِّنْ قَبْلِيْ۔ اس سے پہلے
بِالَّذِيْ۔ وہ لے کر جو
قُلْتُمْ۔ تم نے کہا
هُمْ۔ ان کو
فَاِنْ۔ پھر اگر
كُذِّبَ۔ جھٹلائے گئے
رُسُلٌ۔ رسول
مِّنْ قَبْلِكَ۔ آپ سے پہلے
جَآءُوْ۔ لائے وہ
بِالْبَيِّنٰتِ۔ دلائل
وَ۔ اور
الْكِتٰبِ۔ کتاب
ذَآئِقَةُ۔ چکھنے والا ہے
الْمَوْتِ۔ موت کو
تُوَفَّوْنَ۔ پورا دیئے جاؤ گے تم
اُجُوْرَكُمْ۔ اپنا بدلہ
يَوْمَ۔ دن
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
عَنِ النَّارِ۔ آگ سے
وَ۔ اور
اُدْخِلَ۔ داخل کیا گیا
الْجَنَّةَ۔ جنت میں
فَقَدْ۔ تو بے شک
فَازَ۔ وہ کامیاب ہوا
وَ۔ اور
مَا۔ نہیں
الْحَيٰوةُ۔ زندگی
الدُّنْيَآ۔ دنیا کی
اِلَّا۔ مگر
مَتَاعُ۔ سامان
الْغُرُوْرِ۔ دھوکے کا

WWW.KA-UL-OLOOM
ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

لَا۔ نہ
تُظْهُوْرِ۔ پیٹھوں
بِهٖ۔ اس کے ساتھ
مَا۔ جو
الَّذِيْنَ۔ ان کو جو
وَ۔ اور
بِهَا۔ اس سے جو
تَحْسَبَنَّهُمْ۔ خیال کرتو ان کو
لَهُمْ۔ ان کے لئے
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے ہے
الْاَرْضِ۔ زمین کی
كُلِّ۔ ہر

تَكْتُمُوْنَهٗ۔ چھپانا اس کو
هِمْ۔ اپنی کے
ثَمَنًا۔ قیمت
يَشْتَرُوْنَ۔ وہ خریدتے ہیں
يَفْرَحُوْنَ۔ خوش ہوتے ہیں
يُحِبُّوْنَ۔ پسند کرتے ہیں
لَمْ۔ نہ
بِمَفَازَةٍ۔ بچنے والے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے
مُلْكُ۔ بادشاہی
وَ۔ اور
شَيْءٍ۔ چیز کے

فَنَبَذُوْهُ۔ تو ڈال دیا اس کو
وَ۔ اور
قَلِيْلًا۔ تھوڑی
لَا۔ نہ
بِمَآ۔ اس سے جو
اَنْ۔ یہ کہ
يَفْعَلُوْا۔ کیا انہوں نے
مِّنَ الْعَذَابِ۔ عذاب سے
اَلِيْمٌ۔ دردناک
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
اللّٰهُ۔ اللہ
قَدِيْرٌ۔ قادر ہے

وَرَآءَ۔ پیچھے
اشْتَرَوْا۔ خریدی انہوں نے
فَبِئْسَ۔ تو برا ہے
تَحْسَبَنَّ۔ خیال کرتو
اٰتَوْا۔ وہ لائے
يُحْمَدُوْا۔ تعریف کیے جائیں
فَلَا۔ تو نہ
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
عَلٰى۔ اوپر

مختصر تفسیر انیسواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

بے شک اللہ نے سنا ان کا کہنا جنہوں نے کہا بے شک اللہ محتاج ہے اور ہم غنی عنقریب ہم لکھ لیں گے جو انہوں نے کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا اور کہیں گے ہم انہیں چکھو عذاب جلانے والا یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ابن اسحاق۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ عکرمہ عن ابن عباس رحمہم اللہ سے روایت کیا۔

شان نزول

کہ ایک روز حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہود کے بیت المدراس میں گئے وہاں قبیلہ بنی قینقاع کے لوگ جمع تھے ان کے علماء حیی بن اخطب۔ کعب بن اشرف۔ اشلع بھی موجود تھے اور فنحاص بن عازوراء بھی تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فنحاص کو خطاب کر کے فرمایا۔

"اے فنحاص اللہ سے ڈر۔ اسلام لے آ قسم خدا کی تو جانتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں جن کا ذکر تورات میں بھی ہے لہٰذا ایمان اختیار کر۔ نماز قائم کر۔ زکوۃ ادا کر۔ اللہ تعالیٰ کو قرض دے اجر پائے گا۔" آپ رضی اللہ عنہ نے مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا تلاوت کی۔

فنحاص نے کہا کہ جب اللہ ہی ہم سے قرض طلب کرتا ہے اور معبود ہو کر ہمارا مقروض بنتا ہے تو ہم غنی ہوئے اور جو قرض

www.waseemziyai.com

طلب کرے وہ محتاج۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جوش میں آ کر اس کے طمانچہ مار دیا اور فرمایا کہ اگر تو ہمارا ذمی نہ ہوتا تو ہم تجھے قتل کر دیتے فنحاص نے بارگاہ رسالت پناہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر کو طلب کیا اور واقعہ دریافت فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام واقعہ عرض کیا۔ فنحاص نے ان واقعات کی تصدیق سے انکار کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

ارشاد ہوا ہم بے خبر نہیں جو کچھ یہود نے کہا اور ان کے اعمال ناموں میں یہ بات بھی لکھی جائے گی اور یہ جرم ایسا عظیم ہے جیسا قتل انبیاء۔ گویا یہ بتایا کہ نبی علیہ السلام کی گستاخی اللہ تعالیٰ عزوجل کی شان میں گستاخی کرنا دونوں ہی یکساں جرم ہیں۔

وَنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔ اور کہیں گے ہم کہ اب جلتی آگ کا عذاب چکھو۔ الْحَرِيْقِ بمعنی حرق۔ جھلس دینے والی آگ کا مزہ یہ فرشتے کہیں گے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا ہے اور اللہ یقیناً بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اس کے بعد یہود کی دوسری بکواس کا رد ہے جس کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاۗءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے اقرار لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے۔ فرما دیجئے مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو۔ تو (اے محبوب) اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلا چکے ہیں جو صاف نشانیاں اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

شان نزول

یہود کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم سے توریت میں عہد لیا گیا ہے کہ مدعی رسالت کی یہی خاص علامت ہے کہ وہ ہر قربانی کے لئے آسمان سے سفید آگ اتارے جو اس قربانی کو کھا جاوے اور جو ایسا نہ کرے ہم اس پر ہرگز ایمان نہ لائیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے اس کذب محض اور افترا خالص کا ابطال کیا۔

کیونکہ توریت میں اس شرط کا نام و نشان بھی نہیں اور ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام کی تصدیق کے لئے معجزات ہوتے ہیں کوئی معجزہ ہو جب نبی علیہ السلام نے معجزہ دکھایا اس کے صدق پر دلیل قائم ہو گئی۔ پھر اس کی تصدیق کرنا اس کی نبوت کو ماننا ہر فرد پر لازم ہو گیا۔ اب کسی خاص معجزہ کا مطالبہ اور اس مطالبہ پر اصرار یہ حجت قائم ہونے کے بعد نبی علیہ السلام کا انکار ہے پھر الزامی جواب دیا گیا کہ تم نے تو ان انبیاء علیہم السلام کو بھی قتل کیا جو قربانی پر آسمان سے سفید آگ لائے اور ان پر تم ایمان نہ لائے بنا بریں یہ ثابت ہوا کہ تمہارا دعویٰ محض باطل اور حیلہ ہے۔

www.waseemziyai.com

اور اگر اس پر بھی وہ تکذیب کریں تو یہ تکذیب نئی بات نہیں آپ سے پہلے جو نبی بینات یعنی معجزات اور زبر یعنی صحیفے لائے اور روشن کتاب یعنی توریت انجیل ان کی تکذیب کرنے سے بھی یہ نہ چوکے اس کے بعد حقیقت دنیا اور متاع دنیا پر روشنی ڈال کر ہدایت فرمائی جاتی ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

ہر جان کو ذائقہ موت چکھنا ہے اور تمہارے عملوں کے بدلے تو پورے ملیں گے قیامت کے دن تو جو آگ سے بچا اور جنت میں داخل ہوا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ۔ مبتداء ہے۔ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ خبر ہے۔ کل میں نفس کا ہر فرد شامل ہے۔ ذات۔ دل۔ روح۔ جان والا بدان۔ جیسے فرشتہ۔ جن۔ حیوانات۔ یہاں نفس کے معنی روح کے ہیں۔

ذَآئِقَةُ۔ ذوق کے معنی چکھنا۔ موت۔ روح کا بدن سے نکل جانا۔

یہ جہاں رفیق فنا یہ دنیا گنج بخش رنج وعنا ہے۔ یہاں جو آیا ہے اس کو جانا ہے جس نے دروازۂ عدم سے فضاء وجود میں قدم رکھا اس کو رخنہ فنا نے نکالا جس نے راحت آمال دامانی عرصہ زندگانی میں لا کر رکھا اس کو لازمی فریب دے کر رہزن اجل نے لوٹا عربی کا مقولہ ہے۔

اَلْمَوْتُ قَدَحٌ كُلُّ نَفْسٍ شَارِبُوْهَا - وَالْقُبُوْرُ بَابٌ كُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُوْهَا۔ موت ایک پیالہ ہے ہر جان کو اسے پینا ہے اور قبر ایک دروازہ ہے کہ ہر نفس نے اس میں داخل ہونا ہے۔

كُلُّ مَخْلُوْقٍ سَيَمُوْتُ وَكُلُّ مَرْزُوْقٍ سَيَفُوْتُ۔ ہر مخلوق مرنے کے لئے ہے اور ہر رزق دیا گیا فوت ہونے والے کے لئے ہے۔ اگر بقا ہے تو اس ہی وجہ کریم کو جو ذی الجلال والاکرام ہے ورنہ خاقان امیر بندگی۔ وزیر دبیر غنی وفقیر۔ صغیر وکبیر۔ جوان وپیر۔ قوی وضعیف سب کو پنجہ موت میں آنا ہے۔

اگر کسی کو اس جہان میں حیات ابدی اور بقائے سرمدی زیبا ہوتی تو وہ محض انبیاء مرسلین علیہم السلام کے شایان شان ہوتی اس لئے کہ وہ عظیم ہستیاں ہادی اور سالک راہ استقامت تھیں اگر کسی کو موت مہلت دیتی اور اس کے لئے دروازۂ بقا ہوتا تو وہ سید الانبیاء وامام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زیبا تھی کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ ہم اولاد آدم کے سردار ہیں۔

مگر انتقال جسمانی بہر ائے جاودانی ان کے لئے بھی لازمی ہوا۔ ارشاد باری ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ اے حبیب آپ بھی دنیا سے جانے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں کسی نے خوب کہا

وَ لَوْ كَانَ اِنْسَانٌ يَدُوْمُ بَقَاهُ لَمَامَاتَ خَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٌ

اگر انسان ہمیشہ باقی رہنے والا ہوتا تو خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال جسمانی بھی نہ ہوتا۔

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

اِنَّمَا۔ حصر کے لئے ہے۔

www.waseemziyai.com

تُوَفَّوْنَ۔ وَفَاءٌ سے بنا۔ توفی کے معنی پورا پورا دینا۔

اُجُوْرَكُمْ۔ اجر کی جمع ہے۔ اس کے معنی جزاء عمل۔ یہاں اجر جزاء وسزا دونوں کو شامل ہے۔ کُمْ۔ تمام روئے زمین کے انسانوں سے خطاب ہے۔

یَوْمَ۔ کے معنی وقت۔ قیامت۔ حساب کا وقت کیونکہ قیامت میں دن رات نہ ہوں گے سب اپنی قبروں سے نکل کر کھڑے ہوں گے۔ اسی لئے اس کو قیامت کہتے ہیں یعنی اٹھنے کا دن۔ بدلہ کا دن۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۔

مَنْ۔ سے صرف انسان مراد ہیں۔ کیونکہ جنت میں ثواب واجر صرف انسان کو ہی ملے گا۔

زُحْزِحَ۔ اس کے معنی دور رکھنا۔ نار دوزخ کے تمام طبقات گرم ہوں یا سرد ہوں۔

اُدْخِلَ۔ جنت میں داخل ہونا۔ جنت کے معنی گھنا باغ۔

فَازَ۔ کامیابی ہر قسم کی یعنی جو انسان اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل وکرم سے اس دن آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔

الْحَيٰوةُ۔ روح کا جسم میں رہنا ہے۔

مَتَاعُ۔ وہ سامان جو برت کو چھوڑ دیا جائے جیسے برتن مکان کہ دنیا والے برت کر چھوڑ جاتے ہیں اور وہ ویسے ہی رہتے ہیں۔

الْغُرُوْرِ۔ غرر سے بنا۔ اس کے معنی غفلت۔ دھوکہ دینے والے۔ غفلت پیدا کرنے والے۔ دنیا کی زندگی جو غفلت میں گزرے وہ دھوکہ کا سامان ہے۔ حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دنیا اس خوشنما سانپ کی طرح ہے جو دیکھنے میں حسین اور چھونے میں نرم ہے۔ مگر اس کا زہر قاتل ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا کا طالب دنیا کے لئے جو کچھ حاصل کرتا ہے یقیناً وہ متاع غرور اور دھوکا کا سرمایہ ہے اور طلب آخرت کے لئے دولت باقی کے حصول کا فکر سرمایہ آخرت نفع دینے والا اور باقی رہنے والا ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۡ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور ضرور تم ان کتاب والوں سے جو تم سے پہلے گزرے اور مشرکوں سے بہت کچھ تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

اس مبارک طرز بیان نے دنیا کی حقیقت بے حجاب کر دی اور اس انسان کو سبق عبرت دیتا جو دنیا کی زندگی پر مفتون وشیدا ہے اور اسی کو سرمایہ زندگی سمجھتا ہے اور زندگی کی اس مہلت کو اسی کے حاصل کرنے میں ضائع کر دیتا ہے۔ آخر دم بوقت رحلت اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دھوکہ ہی دھوکہ تھا اس میں بقا نہ تھی اس کے ساتھ دل لگانا حیات اخروی اور ابدی زندگی کے لئے سخت نقصان دہ تھا۔

www.waseemziyai.com

لَتُبْلَوُنَّ۔ بَلاء سے بنا اس کا معنی آزمائش وامتحان ہے۔

اَمْوَال۔ اس میں ہر قسم کا مال داخل ہے۔

اَنْفُس۔ کے معنی جان ہے۔

شان نزول

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ قبیلہ بنی قینقاع کے سردار فنحاص کے پاس ایک نامہ عالی بھیجا۔ جس میں مشرکین کے مقابلہ کے لئے تعاون کے لئے فرمایا اور حضرت صدیق کو یہ بھی حکم دیا کہ اگر کوئی سخت جواب ملے تو برداشت کرنا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ نامہ لے کر فنحاص کے پاس گئے۔ فنحاص نے کہا کہ کیا تمہارا رب تھک گیا جو تم ہم سے مدد مانگ رہے ہو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس جواب پر قتل کرنا چاہا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آ گیا اور وہ واپس آ گئے پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

اور یہ مضمون اس آیت کریمہ کے اوپر کے جملوں سے باشارۃ النص مستفاد بھی ہوتا ہے لہٰذا مسلمان کا یہ طریقہ بھی ہونا چاہئے کہ دشمنان اسلام سے اذیت رساں باتیں سن کر صبر کرے۔ حقوق وفرائض اور نقصان ومصائب امراض وخطرات قتل و رنج۔ الم وغم وغیرہ کے مواقع جب پیش آئیں تو صبر اور تقویٰ سے برداشت کرے مسلمان اور غیر مسلم میں بھی عمل امتیاز کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کو بالخصوص یہ خطاب اس لئے فرمایا گیا کہ آنے والے مصائب وشدائد پر انہیں صبر آسان ہو جائے اور یہود و نصاریٰ مشرکین کے طعن وتشنیع انہیں بددل نہ کر دے اور ہر تکلیف واکراہ میں معصیت پر برداشت اور نیکی کی طرف رجحان عام رہے۔ اس کے بعد احبار یہود اور علمائے نصاریٰ کا حال بیان ہو رہا ہے۔ اس کی تصریح فرمائی جاتی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور اسے لوگوں پر بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے وہ عہد پس پشت ڈال دیا اور اس کے بدلے ذلیل وقلیل رقم خریدی تو بری ہے وہ چیز جو انہوں نے خریدی۔

اِذْ۔ ظرفیہ ہے جس کا مظروف۔ فعل اذکر ہے۔ یعنی اے محبوب یاد کرو۔

مِيْثَاقَ۔ وثق کے معنی مضبوطی۔ اصطلاح میں مضبوط وعدہ۔

حضرت عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں الَّذِيْنَ سے مراد صرف یہودیوں کے پوپ ہیں۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہودیوں کے علاوہ عیسائیوں کے پادری مراد ہیں۔

یعنی اے محبوب یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے مضبوط عہد لیا تھا جنہیں توریت وانجیل میں علم دیا گیا۔ کتاب سے مراد توریت یا انجیل ہے۔

لَتُبَيِّنُنَّهٗ۔ لَتُبَيِّنُنَّ۔ تَبْيِيْنٌ سے بنا اس کے معنی اظہار ہے یعنی آہستہ آہستہ سمجھا کر بیان کرنا تاکہ سننے والے کے دل

www.waseemziyai.com

میں اتر جائے۔

لِلنَّاسِ۔ سے مراد عوام یہود و نصاریٰ ہیں۔

لَا تَكْتُمُوْنَهٗ۔ کتم سے بنا اس کے معنی ہیں چھپانا۔ کسی قسم کی تاویل نہ کریں صاف بتا دیں کہ یہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ۔

نَبَذُوْا۔ نَبْذٌ سے بنا اس کے معنی پھینکنا دور کرنا۔

وَرَآءَ۔ پیچھے کو کہتے ہیں۔

ظُهُوْرِ۔ ظہر کی جمع ہے۔ اس کے معنی پشت۔ یعنی ان لوگوں نے کتاب اللہ یا اس عہد کو پس پشت ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے علماء توریت و انجیل پر واجب فرمایا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں جو حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر مدح و نعت کا تذکرہ ہے اور جو بیان کہ حضور ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والے ہیں وہ لوگوں کو اچھی طرح مشرح طور پر سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں۔ انہوں نے اس معاہدہ کو پس پشت ڈال دیا اور رشوتیں لے کر حضور ﷺ کے اوصاف کو چھپایا جو توریت و انجیل میں مذکور تھے تو انہوں نے یہ سودا غلط اور بہت برا کیا۔

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ۔ ان کی یہ خریداری بری ہے جو دین کے عوض خریدا۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

نہ گمان کریں وہ جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو تو نہ سمجھنا چاہئے انہیں عذاب سے دور ہو گئے ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی ملکیت اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا تَحْسَبَنَّ۔ میں خطاب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

الَّذِيْنَ۔ سے مراد سرداران یہود و منافقین ہیں۔

يَفْرَحُوْنَ۔ فرح سے بنا اس کے معنی شیخی کے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾۔

ترجمہ: شیخی نہ مار واللہ شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔

دوسری جگہ فرمایا وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشیاں مناؤ۔

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا۔

يُحِبُّوْنَ۔ حب سے بنا اس کے معنی چاہنا۔ پسند کرنا۔ منافقین اور یہود کے سردار برے کام کر کے خوش ہوتے ہیں اور اپنی تعریفیں چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ۔

بِمَفَازَةٍ۔ مَفَازَة۔ اس کے معنی فوز و کامیابی۔ نجات۔ فوز کے لغوی معنی آفتوں سے دوری ہے۔ کامیاب انسان ناکامی

www.waseemziyai.com

سے دور رہتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا مالک ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جاوے۔ اس سے یہ حکم بھی نکل آیا کہ خود پسندی کرنے والے کے لئے اور اس کے لئے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے ان کے لئے یہ وعید سبق عبرت ہے اور آخر میں انہیں تنبیہ ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی۔ جواب میں فرمایا آسمانوں اور زمین کا سب کچھ اللہ کا ہے۔

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منافقین غزوات میں شریک نہ ہوتے اور وہ خوش ہوتے کہ ہم شریک نہیں ہوتے۔ عذر خواہی کر کے اپنی تعریف کے خواہش مند ہوتے تھے۔

شان نزول

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے توریت کے بارے میں کوئی بات دریافت فرمائی۔ انہوں نے دانستہ طور پر غلط بیانی کی اور یہ ظاہر کیا کہ گویا وہ سچ بول رہے ہیں اور اس بات کے آرزومند تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تعریف فرمائیں۔ ان کی مذمت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ بیسواں رکوع۔ سورۃ آل عمران۔ پ ۴

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝۱۹۰
الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى
جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۹۱
رَبَّنَآ إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ۗ وَ
مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝۱۹۲
رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ
اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ
كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝۱۹۳

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور اختلاف لیل اور نہار (کی تبدیلیوں) میں نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے۔
جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر اور غور کرتے ہیں بیچ تخلیق آسمانوں اور زمین کے اے ہمارے رب نہیں پیدا کیا تو نے یہ بے کار پا کی ہے تجھے تو ہمیں بچالے عذاب دوزخ سے۔
اے ہمارے رب بے شک تو جسے داخل کرے جہنم میں اسے یقیناً تو نے رسوائی دی اور نہیں ظالموں کے لئے کوئی مددگار۔
اے رب ہمارے ہم نے سنا ایک منادی دینے والا جو پکارتا ہے ایمان کے لئے کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے اور ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور مٹا دے ہماری برائیاں اور موت دے ہمیں اچھوں کے ساتھ

www.waseemziyai.com

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۱۹۴

اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ جس کا وعدہ کیا تو نے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں نہ رسوا کر قیامت کے دن بے شک تو نہیں خلاف کرتا وعدہ۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝۱۹۵

تو سن لی ان کی ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل والے کا مرد ہو یا عورت آپس میں تم ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ مٹادوں گا اور ضرور داخل کروں گا ان باغیچوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اللہ کے پاس ثواب ہے اور اللہ ہی وہ ہے کہ اس کے پاس اچھا ثواب ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۹۶ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۹۷

(اے سننے والے) نہ دھوکہ دے تجھے کافروں کا کھلم کھلا پھرنا شہروں میں بہت کم رہنا ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا بچھونا ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝۱۹۸

لیکن وہ جو پرہیزگار ہوئے اپنے رب سے ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان میں رہنا ہے اللہ کی طرف سے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ سب سے بہتر ہے نیکوں کے لئے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹۹

اور بے شک کچھ کتاب والے ایسے ہیں کہ جو ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو تمہاری طرف اترے اور جو ان کی طرف اترا جھکے ہوئے ہیں اللہ کے لئے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل رقم یہ وہ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے اور بے شک اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۲۰۰

اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو (اور سرحد اسلامی میں) باہم مل کر نگرانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تم کامیاب ہو۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بے شک	فِیْ۔ میں	خَلْقِ۔ پیدائش	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور	اخْتِلَافِ۔ اختلاف
الَّیْلِ۔ رات	وَ۔ اور	النَّهَارِ۔ دن میں	لَاٰیٰتٍ۔ یقیناً نشانیاں ہیں
لِّاُولِی۔ صاحب	الْاَلْبَابِ۔ عقل کے لئے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَذْکُرُوْنَ۔ یاد کرتے ہیں
اللّٰهَ۔ اللہ کو	قِیٰمًا۔ کھڑے	وَ۔ اور	قُعُوْدًا۔ بیٹھے
وَ۔ اور	عَلٰی۔ اوپر	جُنُوْبِهِمْ۔ اپنی کروٹوں کے	وَ۔ اور
یَتَفَکَّرُوْنَ۔ غور کرتے ہیں	فِیْ۔ میں	خَلْقِ۔ پیدائش	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	مَا۔ نہیں
خَلَقْتَ۔ پیدا کیا تو نے	هٰذَا۔ یہ	بَاطِلًا۔ بیکار	سُبْحٰنَكَ۔ تو پاک ہے
فَقِنَا۔ تو بچا ہم کو	عَذَابَ۔ عذاب	النَّارِ۔ آگ سے	رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
اِنَّكَ۔ بے شک تو نے	مَنْ۔ جسے	تُدْخِلِ۔ داخل کیا	النَّارَ۔ آگ میں
فَقَدْ۔ تو بے شک	اَخْزَیْتَهٗ۔ تو نے اسے رسوا کیا		وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	لِلظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کے لئے	مِنْ اَنْصَارٍ۔ کوئی مدد کرنے والا	
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب	اِنَّنَا۔ بے شک ہم نے	سَمِعْنَا۔ سنا	مُنَادِیًا۔ ایک آواز دینے والا
یُّنَادِیْ۔ جو آواز دیتا ہے	لِلْاِیْمَانِ۔ ایمان کی	اَنْ۔ یہ کہ	اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ
بِرَبِّكُمْ۔ اپنے رب پر	فَاٰمَنَّا۔ تو ہم ایمان لائے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	فَاغْفِرْ۔ بخش دے
لَنَا۔ ہم کو	ذُنُوْبَنَا۔ ہمارے گناہ	وَ۔ اور	كَفِّرْ۔ دور کر
عَنَّا۔ ہم سے	سَیِّاٰتِنَا۔ ہماری برائیاں	وَ۔ اور	تَوَفَّنَا۔ فوت کر ہم کو
مَعَ۔ ساتھ	الْاَبْرَارِ۔ نیکوں کے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	وَ۔ اور
اٰتِنَا۔ دے ہم کو	مَا۔ جو	وَعَدْتَّنَا۔ وعدہ کیا تو نے ہم سے	
عَلٰی۔ بواسطہ	رُسُلِكَ۔ اپنے رسولوں کے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تُخْزِنَا۔ رسوا کر ہم کو	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے	اِنَّكَ۔ بے شک تو
لَا۔ نہیں	تُخْلِفُ۔ خلاف کرتا	الْمِیْعَادَ۔ وعدہ	فَاسْتَجَابَ۔ تو سن لی
لَهُمْ۔ ان کی	رَبُّهُمْ۔ ان کے رب نے	اَنِّیْ۔ کہ بے شک میں	لَآ۔ نہیں
اُضِیْعُ۔ ضائع کرتا	عَمَلَ۔ عمل	عَامِلٍ۔ کسی عمل کرنے والے کا	مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
مِّنْ ذَكَرٍ۔ مرد ہو	اَوْ۔ یا	اُنْثٰی۔ عورت	بَعْضُكُمْ۔ بعض تمہارا
مِّنْ بَعْضٍ۔ بعض سے ہے	فَالَّذِیْنَ۔ تو وہ جنہوں نے	هَاجَرُوْا۔ ہجرت کی	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

أُخْرِجُوْا۔ نکالے گئے
أُوْذُوْا۔ تکلیف دیئے گئے
قٰتَلُوْا۔ لڑے
عَنْهُمْ۔ ان سے
لَأُكَفِّرَنَّ۔ ضرور دور کروں گا میں
الْأَنْهٰرُ۔ نہریں
وَ۔ اور
الثَّوَابِ۔ بدلہ ہے
الَّذِيْنَ۔ ان کا جو
مَتَاعٌ۔ برتنا ہے
جَهَنَّمُ۔ جہنم ہے
لٰكِنِ۔ لیکن
لَهُمْ۔ ان کے لئے
الْأَنْهٰرُ۔ نہریں
مِنْ عِنْدِ۔ پاس
عِنْدَ۔ پاس
وَ۔ اور
مَنْ۔ ایسے ہیں جو
مَآ۔ جو
مَآ۔ جو
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے
اللّٰهِ۔ الٰہی پر
لَهُمْ۔ ان کے لئے
إِنَّ۔ بے شک
والا ہے
اصْبِرُوْا۔ صبر کرو
رَابِطُوْا۔ نگرانی کرو
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم

مِنْ دِيَارِهِمْ۔ اپنے گھروں سے
فِيْ۔ میں
وَ۔ اور
سَيِّاٰتِهِمْ۔ ان کی برائیاں
جَنّٰتٍ۔ باغوں میں کہ
ثَوَابًا۔ بدلہ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
لَا۔ نہ
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
قَلِيْلٌ۔ تھوڑا سا
وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
جَنّٰتٌ۔ باغ ہیں
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں
اللّٰهِ۔ اللہ کے
اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے
إِنَّ۔ بے شک
يُؤْمِنُ۔ ایمان لاتا ہے
أُنْزِلَ۔ اتارا گیا
أُنْزِلَ۔ اتارا گیا
لَا۔ نہیں
ثَمَنًا۔ قیمت
أَجْرُهُمْ۔ ان کا اجر ہے
اللّٰهَ۔ اللہ
يٰٓاَيُّهَا۔ اے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
تُفْلِحُوْنَ۔ کامیاب ہو

سَبِيْلِيْ۔ میری راہ کے
قُتِلُوْا۔ مارے گئے
وَ۔ اور
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں
مِنْ عِنْدِ۔ نزدیک
عِنْدَهٗ۔ اس کے پاس
يَغُرَّنَّكَ۔ دھوکہ دے تجھے
فِيْ۔ میں
ثُمَّ۔ پھر
بِئْسَ۔ برا ہے
اتَّقَوْا۔ ڈرے
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں
فِيْهَا۔ اس میں
وَ۔ اور
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
مِنْ اَهْلِ۔ بعض اہل
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
اِلَيْكُمْ۔ تمہاری طرف
اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف
يَشْتَرُوْنَ۔ خریدتے
قَلِيْلًا۔ تھوڑی
عِنْدَ۔ نزدیک
سَرِيْعُ۔ جلدی
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
صَابِرُوْا۔ صبر کی تلقین کرو
اتَّقُوْا۔ ڈرو

وَ۔ اور
وَ۔ اور
لَأُكَفِّرَنَّ۔ تو دور کروں گا میں
لَأُدْخِلَنَّهُمْ۔ ضرور داخل
مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
اللّٰهِ۔ اللہ کے
حُسْنُ۔ اچھا
تَقَلُّبُ۔ پھرنا
الْبِلَادِ۔ شہروں کے
مَأْوٰىهُمْ۔ ان کا ٹھکانا
الْمِهَادُ۔ بچھونا
رَبَّهُمْ۔ اپنے رب سے
مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
نُزُلًا۔ مہمانی ہے
مَا۔ جو
لِّلْأَبْرَارِ۔ نیکوں کے لئے
الْكِتٰبِ۔ کتاب
وَ۔ اور
وَ۔ اور
خٰشِعِيْنَ۔ جھکنے والے
بِاٰيٰتِ۔ آیات
أُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے
الْحِسَابِ۔ حساب لینے
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
وَ۔ اور
اللّٰهَ۔ اللہ سے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر بیسواں رکوع - سورۃ آل عمران - پ ۴

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ۔

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے وہ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور فکر وغور کرتے ہیں پیدائش آسمان اور زمین میں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

ایک ذی فہم انسان جب آسمان اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے نظام قدرت پر غور کرتا ہے تو اسے یقین آجاتا ہے کہ اس کائنات کا خالق ایک ذات ہے جو قادر مطلق ہے ایسے یقین رکھنے والے صبح وشام ہر حال میں اپنے رب عزوجل کو یاد کرتے ہیں اور اس کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔

وہ ذات رب العالمین عزوجل صانع کائنات قدیم وعلیم حکیم وحلیم ہے۔ قادر علی الاطلاق ہے اس کے وجود پر دلالت کرنے والی چیزوں میں سے آسمان وزمین ہے۔ جن لوگوں کی عقل کدورت سے پاک ہے اور جو عجائب وغرائب خلق کو بنظر اعتبار واستدلال دیکھتے ہیں ان کے لئے عالم کے موجودات میں بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں وہ وجود ازلی۔ ابدی سرمدی کو مان کر رات دن اس کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اولوالالباب فرمایا گیا۔

الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ

وہ سمجھ والے جو اولوالالباب موصوف۔ اور الذین صفت ہے۔ کیونکہ عقل کا مقتضی یہی ہے کہ بندہ ذکر وفکر استغفار اور دعا اور عاجزی کے اوصاف سے متصف ہو۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بیٹھے لیٹے۔ حضرت مولائے کائنات اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ نماز کا حکم ہے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھے اور اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سخت بواسیر تھی۔ میں نے رسول مکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ مریض کے بارے میں دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر۔ اگر سجدہ کی طاقت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھو۔ (ترمذی۔ بخاری۔ نسائی)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مریض بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کر کے نماز ادا کرے اگر چت نہ لیٹ سکتا ہو تو داہنی کروٹ نماز ادا کرے۔

ان آیتوں سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ذکر پر دوام واستمرار ہو کوئی وقت اس کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ۔ اور آسمان وزمین کی بناوٹ میں غور وفکر کرتے ہیں۔ تاکہ ان اشیاء سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل قائم کر سکیں۔

www.waseemziyai.com

فکر کے معنی ہیں معلوم باتوں کو مجہول شے کے حاصل کرنے کے لئے ترتیب دینا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ستاروں اور آسمان کو دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اے آسمان تیرا خالق رب ہے پھر اس کا دل خدا کی محبت میں بھر آیا اور کہا اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

فکر وہ علمی قوت ہے جو معلوم تک پہنچنے والی ہو۔ یہ قوت انسان کے لئے مخصوص ہے حیوانات میں یہ قوت نہیں ہوتی۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۔ اور بول اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے اس کارخانہ عالم کو بیکار نہیں بنایا ہے۔

رَبَّنَا۔ دعائیہ الفاظ ہیں هٰذَا سے مذکورہ بالا چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ آسمان۔ زمین۔ مخلوقات۔

بَاطِلُ۔ حق کی ضد ہے۔ باطل کے معنی عبث لغو۔ حکمتوں سے خالی۔

ہم اقرار کرتے ہیں کہ ان چیزوں کو بے فائدہ نہ بنایا ان میں لاکھوں حکمتیں ہیں۔

سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

سُبْحٰنَكَ۔ پاک ہے تو۔ حال موکدہ بنانے کی صورت میں یہ معنی ہوں گے اللہ تعالیٰ عزوجل بری اور عبث باتوں سے منزہ و پاک ہے۔

فَقِنَا۔ میں ف جزائیہ ہے۔ اس کی شرط پوشیدہ ہے۔

نَارِ۔ سے مراد دوزخ ہے پس بچا ہم کو اے پروردگار دوزخ کے عذاب سے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قیام کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول شب میں آرام فرمایا۔ پچھلی نصف شب میں بیدار ہوئے۔ مسواک کی پھر وضو فرمایا اور اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تلاوت فرمائی پھر دو رکعت پڑھی جن میں قیام۔ رکوع۔ سجدہ بہت ہی طویل فرمایا۔ پھر سلام پھیر کر آرام فرمایا۔

شان نزول

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیام کی باری میرے یہاں تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بستر پر آرام فرما ہو گئے کچھ عرصہ بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ آج میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے رب کی خوب عبادت کروں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا قرب بھی چاہتی ہوں اور رضا بھی۔ آپ عبادت میرے گھر میں کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا۔ قیام کیا پھر سجدے میں اس قدر روئے کہ مصلی آنسوؤں سے بھیگ گیا حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا اور حضرت بلال نے دستک دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لے گئے تو میں نے دریافت کیا تو فرمایا آج شب مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر فرمایا خرابی ہے ان کی جو یہ آیات پڑھیں اور صناعت قدرت پر غور نہ کریں۔ (روح المعانی)

اخْتِلَافِ۔ خلف سے بنا اس کے معنی پیچھے کے ہیں۔ یہاں اختلاف سے مراد رات دن کا بڑھنا گھٹنا ہے موسم سرما میں راتیں بڑی دن چھوٹا موسم گرما میں دن بڑا رات چھوٹی بعض مقامات میں دن دس گھنٹہ کا کہیں چودہ گھنٹہ کا چھ ماہ دن چھ ماہ

www.waseemziyai.com

رات۔ رات کیونکہ پہلے آتی ہے اس لئے لیل فرمایا۔ رات دن کے آنے جانے بڑھنے گھٹنے۔ ٹھنڈے گرم ہونے کا ذکر فرمایا۔ کفار خالص عقل نہیں رکھتے اس لئے وہ محروم ہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۣ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

اے ہمارے رب تو جسے دوزخ میں داخل کرے اسے ضرور تو نے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک ندا دینے والے کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا دیتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں مٹا دے اور ہمیں مار نیکوں کے ساتھ اے رب ہمارے اور ہمیں وہ دے جس کا تو نے ہم سے اپنے رسول کے ذریعہ وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۔ اے پروردگار ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اس کو بہت ہی رسوا کیا۔

رَبَّنَآ ۔ کو مکرر ذکر کرنا عاجزی میں مبالغہ کے لئے ہے اس امر پر یقین ہے کہ وہ ذات اپنی ربوبیت کی صفت کو پورا کرے گی وہی ذات اپنے بندوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔

اَخْزَيْتَهٗ ۔ خِزْیٌ سے بنا اس کے معنی رسوا کرنا۔ ذلیل کرنا۔ ہلاک کرنا۔ تحقیر کرنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومن کا جہنم میں جانا محض تنبیہ کے لئے ہوگا اور اس سے زیادہ رسوائی کے لئے۔

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ ۔ انہیں دوزخ میں داخل کرنے کا سبب ان کا ظلم ہوگا۔ اور ظالمین سے مراد کفار اور مشرکین ہیں۔

مِنْ اَنْصَارٍ ۔ کوئی مددگار۔ اَنْصَار ناصر کی جمع ہے اس کے معنی مددگار ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ کفار کے لئے کوئی مددگار نہیں جو عذاب سے بچا سکے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا ۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا۔

حضرت ابن مسعود۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر علماء نے منادی سے سید الانبیاء رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے ہیں جن کی شان میں شاہد اور مبشر و نذیر و وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ بھی قرآن عظیم میں وارد ہے۔ اور بعض نے قرآن مجید مراد لیا ہے۔

يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ۔ جو ایمان کی منادی کر رہا تھا۔ ندا کیونکہ انتہا اور اختصاص کے معنی کو متضمن ہوتی ہے جس کو پکارا جائے وہی گویا منتہی اور مخصوص ہوتا ہے۔

يُّنَادِيْ ۔ بمعنی حال ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی ندا دے رہے ہیں اور تا قیامت دیتے رہیں گے۔ اے اللہ ہم نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نداء ایمان سن لی۔

فَاٰمَنَّا ۔ تو ہم ایمان لے آئے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا ۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ ف سببیہ ہے۔ کیونکہ ایمان مغفرت کا سبب ہے بغیر ایمان کے مغفرت بعید از قیاس ہے۔

www.waseemziyai.com

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا۔ اور ہماری برائیاں ہم سے دور فرما دے۔ سیات سے مراد گناہ صغیرہ ہیں۔ چھوٹے گناہ کثرت سے ہوتے رہتے ہیں۔ پردہ پوشی فرما۔

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ اور نیک بندوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ بر کے معنی سچا۔ کثرت سے نیک کام کرنے والا۔ ابرار سے مراد انبیاء وصالحین ہیں۔

دعا کرتے ہیں اے اللہ ہمارے بڑے گناہ بخش دے چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے جب ہمیں موت آئے تو نیک بندوں کے ساتھ آئے ہمیں انہیں کے ساتھ اٹھا انہی میں شامل رکھ۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا۔ اے ہمارے رب جو وعدے تو نے فرمائے ہم کو نصیب کر۔

اٰتِنَا۔ اٰتٍ اِیْتَاءٌ۔ اس کے معنی دینا۔ نا سے مراد تمام ایمان والے۔

مَا۔ دینی۔ دنیاوی تمام نعمتیں ہیں۔

وَعَدْتَّ۔ وَعْدٌ سے بنا اس کے معنی امیدوار۔ اچھی بات کا وعدہ کرنا۔ جنت میں انعام۔ اپنا دیدار۔ قرب کے مراتب۔ دشمنوں پر فتح ونصرت عطا فرمانا۔

عَلٰی رُسُلِكَ رسولوں کی معیت جس کا وعدہ فرمایا۔

رُسُلْ۔ سے مراد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مرسلین ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت تمام رسولوں علیہم السلام کی اطاعت ہے۔ آپ کا وعدہ تمام رسولوں علیہم السلام کا وعدہ ہے۔

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ ہمیں دوزخ میں داخل کر کے رسوا نہ فرما قیامت کے دن۔ ہمیں محفوظ رکھ اور ہمارے گناہ معاف کر ہماری پردہ پوشی کر۔

لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ بے شک تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ دعا قبول کرنے کا وعدہ ہے اس کے خلاف تو نہیں کرتا۔

اس کے بعد اجابت دعا کی شان کا اظہار ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں نہیں ضائع کرتا عمل کسی عمل والے کا مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے۔ میں ضرور ان کے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور انہیں ان باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں بدلہ اللہ کے پاس سے ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اس آیہ کریمہ میں اس امر کو واضح کیا گیا کہ اعمال اور جزائے اعمال میں عورت مرد کے مابین کوئی فرق نہیں۔ شان نزول بھی یہی بتا رہا ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر نہیں پاتی۔ مردوں کے فضائل تو معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ اجر ملے گا یا نہیں؟

www.waseemziyai.com

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور عورتوں کو مطمئن کیا گیا کہ ثواب میں عورت مرد کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ سب مساوی ہیں۔

استجابت اور اجابت کے ایک معنی ہیں اس کے معنی ہیں قبول کرنا۔ نحوی کہتے ہیں اجابت مطلقاً جواب دینے کو کہتے ہیں خواہ قبولیت ہو یا نہ ہو مگر استجابت صرف قبولیت کے جواب کو کہتے ہیں۔

لَهُمْ۔ کا مرجع مومنین ہیں۔

رَبُّهُمْ۔ یہ قبولیت حق تعالیٰ کی ربوبیت کی بنا پر ہے۔ ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی۔

اَنِّیْ۔ الف کسرہ سے ہے زیر سے۔

اُضِیْعُ۔ ضِیَاعٌ اس کے معنی برباد ہلاک کرنے کے ہیں۔

عَمَلَ۔ سے مراد نیک عمل۔

مِنْكُمْ۔ سے مراد مسلمان ہیں۔ ہم کسی نیک مسلمان کے عمل ضائع و برباد نہیں کرتے اسے بدلہ ضرور دیتے ہیں۔

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ ذکر سے مسلمان مرد اور اُنثیٰ سے مسلمان عورت مراد ہے۔ ہم کسی مرد یا عورت کے نیک اعمال برباد نہیں کرتے۔

بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔ تم سب ایک دوسرے سے ہو دینی محبت میں۔

بعض کا قول ہے کہ نسب اور انسانیت میں کیونکہ تمام انسانوں کی ابتداء حضرت آدم وحواء سے ہے۔ عورت کے پیٹ سے مرد اور مرد کے نطفہ سے عورت لہٰذا جیسے مردوں کو ان کے نیک عمل کا ثواب ملے گا۔ عورتوں کو بھی ان کے نیک عمل کا ثواب ملے گا۔ اس کے بعد عاملین کے عمل کا ذکر کیا گیا۔

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا اور عزیز و اقربا چھوڑے۔ مال ومتاع لٹایا۔

هَاجَرُوْا۔ ہجر سے بنا۔ اس کے معنی چھوڑنا ہے۔ اصطلاح میں وطن چھوڑنے کو کہتے ہیں جو رضاء الٰہی کے لئے کیا۔

اُخْرِجُوْا۔ اخراج سے بنا اس کے معنی نکلنے کے ہیں۔

دِیَارِ۔ دار کی جمع ہے اس کے معنی گھر یا وطن ہے۔

هَاجَرُوْا۔ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اور گناہ چھوڑا۔

اُخْرِجُوْا۔ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے وطن چھوڑا۔ (روح المعانی)

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ۔ ایذاء کے معنی ہیں ستانا۔ ظلم کرنا۔ ہجرت سے پہلے کفار نے بہت ظلم وستم کئے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں۔

وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا۔ لڑے اور شہید کئے گئے۔ بعض صرف شہید اور بعض غازی ہوتے انہیں تین جزائیں ملیں گی۔ پہلی جزا۔

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے تمام گناہ معاف کئے گئے لَاُكَفِّرَنَّ تکفیر سے بنا اس کا مادہ کفر ہے اس کے معنی چھپانا۔ مٹانا ہے یعنی بالکل معاف فرما دے گا۔ دوسری جزا۔

www.waseemziyai.com

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ اول ہی جنت میں داخل فرمانا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ تیسری جزا۔

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ ثواب سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو بطور ثواب دی جائیں گی۔

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ اللہ کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کے ایک واہمہ کا رد کیا گیا جو عام طور پر دلوں میں پیدا ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین اللہ عزوجل کے دشمن ہیں اور عیش و آرام میں ہیں اور اللہ عزوجل کے دوست ہونے کے باوجود تنگی و مشقت میں ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی چنانچہ شان نزول بھی اسی کا موید ہے۔ ارشاد ہے۔

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝

(اے سننے والے) نہ دھوکہ دے تجھے کافروں کا کھلم کھلا پھرنا شہروں میں تھوڑا برتنا ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا بچھونا ہے۔ لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں۔ یہ مہمانی ہے اللہ کی طرف سے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے بہت بہتر ہے۔

لَا یَغُرَّنَّكَ۔ غرور سے بنا اس کے معنی دھوکہ ہے۔ دھوکہ کو غرور کہتے ہیں۔ انسان دھوکہ سے کفر کرتا ہے اس میں خطاب ہر مسلمان کو ہے۔

تَقَلُّبُ۔ قلب سے بنا اس کے معنی پھرنا۔ دل کو اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک حال میں نہیں ہوتا۔

كَفَرُوْا۔ سے تمام کفار مراد ہیں۔

بِلَاد۔ بَلَد کی جمع ہے شہر کو کہتے ہیں۔ کفار کا تجارت کے لئے منڈیوں شہروں میں پھرنا دھوکہ میں ڈال دینے کے لئے ہے۔

قَلِیْلٌ۔ تھوڑا۔ فرمایا آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مدت بہت تھوڑی ہے اسی لئے قلیل فرمایا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا آخرت کے مقابلہ میں صرف ایسی ہے جیسے سمندر میں تم اپنی انگلی ڈالو اور اس میں تری محسوس ہو۔ سمندر کے مقابلہ میں وہ انگلی کی تری کس قدر قلیل ہے۔

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۔ ماوی کے معنی پناہ اور جہنم کے معنی گہرا کنواں ہے۔

وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ مہاد۔ مہد سے بنا اس کے معنی گہوارہ ہے۔ آخر کار ٹھکانہ دوزخ ہے۔

لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا۔ یعنی جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

نحویوں کے نزدیک لٰكِنِ استدراک کے لئے ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے کلام سے جو وہم پیدا ہوا اس کو لٰكِنِ سے دفع کر دیا جائے یہاں یہ وہم تھا کہ کافر لوگ جو دنیا میں طرح طرح کے عیش و آرام میں ہیں وہ قلیل متاع ہیں تو متقی جو دنیا کی

www.waseemziyai.com

لذات کو چھوڑنے والے ہیں بہت ہی قلیل متاع ہوں گے اس وہم کو دفع کرنے کے لئے اس آیت میں فرمایا کہ متقیوں کے لئے دنیا میں وہ چیز حاصل کردی جو آخرت میں نعمتوں کا ذریعہ ووسیلہ ہے (اللہ تعالیٰ عزوجل کی خوشنودی)

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۔ نُزُل۔ وہ کھانا جو نووارد مہمان کے لئے تیار کیا جائے جنت میں جنتیوں کے لئے بہت پرتکلف نعمتیں ہوں گی۔ اصل رضائے الٰہی ہوگی۔ (روح المعانی)

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔ اور جو اللہ کے یہاں ہے وہ نیکوں کے لئے بہت بہتر ہے۔

اَبْرَار۔ بَارٌ کی جمع ہے بمعنی نیکوکار۔ مسلمان تاجر جو تقوے والے ہیں وہ ابرار ہیں۔ متقیوں کی مدح اور عظمت بیان کی جاتی ہے۔

شان نزول

مسلمان لوگوں کی ایک جماعت کو اس وسوسہ نے گھیرا کہ کفار ومشرکین اللہ عزوجل کے دشمن تو عیش وآرام میں ہیں اور ہم مسلمان جو اللہ عزوجل کے دوست ہیں تنگی ومشقت میں ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ چنانچہ بخاری ومسلم میں ایک حدیث ہے کہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چٹائی پر رونق افروز ہیں اور سر اقدس کے نیچے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے اور پیروں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا۔ میں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر بوریے کے نشان دیکھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عمر کیوں روتے ہو؟

میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیصر وکسریٰ حالانکہ کافر ہیں مگر عیش وآرام میں ہیں اور حضور تو اللہ کے رسول ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عمر کیا یہ تمہیں پسند نہیں کہ ان کے حصہ میں دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت ہو۔

دوسری روایت یہ ہے کہ ان لوگوں کو (کفار کو) دنیا کی نعمتیں دنیا میں دے دی گئیں۔

اب اہل کتاب میں جو ایمان والے ہیں ان کے اجر وثواب کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اور بے شک جو اہل کتاب ایسے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا۔ ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اللہ کی آیتوں کے بدلے نہیں خریدتے ذلیل وقلیل رقم یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

ان آیات میں اہل کتاب کا جو متقی اور پرہیزگار ہیں ذکر فرمایا گیا ہے جو اللہ عزوجل پر ایمان لائے جنہوں نے کتاب اللہ

www.waseemziyai.com

کو مانا۔ اللہ عزوجل کے آگے خشیت اور عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کے احکام کو نہ چھپایا نہ ان کے احکام کو بدلا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑا اجر ہے۔ حساب کا دن جلد آنے والا ہے۔

شان نزول

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت نجاشی شاہ حبشہ کے باب میں نازل ہوئی۔ ان کی وفات کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا آؤ اپنے بھائی نجاشی کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس نے دوسرے ملک میں وفات پائی ہے۔ حضور بقیع میں تشریف لائے اور زمین حبشہ حضور کے سامنے کی گئی اور حضور نے نجاشی تاجدار حبشہ کا جنازہ ملاحظہ فرمایا۔ اس پر آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز ادا کی اور اس کے حق میں استغفار فرمائی۔

اس پر منافقین نے طعن کی اور کہا حبشہ کے نصرانی پر نماز پڑھائی جاتی ہے جسے کبھی آپ نے دیکھا بھی نہیں اور وہ آپ کے دین پر بھی نہ تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

یہ ہے وسعت نظر مصطفیٰ ﷺ کہ سرزمین حبشہ حجاز میں پیش نظر ہے۔ اسی بناء پر فقہاء احناف نے کہا نماز جنازہ غائب کی جائز نہیں البتہ اگر اس طرح کسی پر اللہ عزوجل منکشف فرمادے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوا تو اسے جائز ہے اور یہ وہ حق نوش وحق نیوش تھا کہ عجز وانکسار کے ساتھ اسلام قبول کیا اور کبھی ذلیل وقلیل رقم سے دین نہ بیچا جیسا کہ روسائے یہود کرتے رہے ہیں۔

اس کے بعد اب عام مخاطبہ ہے اور مسلمانوں کو مربوط ومتحد ہونے کی تعلیم ہے اور سورت ختم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾

اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور (سرحد اسلامی پر ملک کی نگہبانی) باہمی ربط وضبط سے کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو یعنی کسی شدت وتکلیف کی وجہ سے اپنے دین کو نہ چھوڑو اور صبر سے کام لو۔

سورت کے خاتمہ پر چار نصیحتیں فرمائی ہیں جن میں کامیابی ہے۔

۱۔ صبر کرو ثابت قدم رہو گے۔

۲۔ صَابِرُوْا۔ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو۔ مقابلہ میں مضبوط رہو۔

۳۔ رَابِطُوْا۔ باہم متحد ہو جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں مٹا دے۔ اور درجے بڑھا دے۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا وضو اچھا کرنا۔ سردیوں میں مسجد کی طرف جانا نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا یہ بھی رباط ہے۔ (خازن)

۴۔ اتَّقُوا اللّٰہَ۔ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ دین ودنیا میں کامیابی حاصل کرو۔

www.waseemziyai.com

صبر کے معنی

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبر نام ہے ناگوار امور پر اپنے نفس کو بغیر جزع وفزع کے روک کر رکھنا۔
بعض حکماء نے صبر کی تین قسمیں کی ہیں۔

(۱) ترک شکایت (۲) قبول قضاوقدر (۳) صدق رضا۔

فضائل آل عمران

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ سورت آل عمران پڑھنے والے کو ہر آیت کے عوض پل صراط پر امان ملے گی۔ جو جمعہ کے روز اس کی تلاوت کرے اس کے غروب آفتاب تک ملائکہ اس کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔
(تفسیر بیضاوی)

اور فرمایا دو چمکدار سورتیں پڑھا کرو۔ سورۃ بقرہ اور آل عمران۔ قیامت کے دن یہ دونوں سورتیں بدلی بن کر سایہ کریں گی اور تلاوت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ سے جھگڑ جھگڑ کر شفاعت کریں گی۔

۲۲ جولائی ۱۹۵۳ء سکھر جیل یوم چہار شنبہ بوقت صبح سورۃ آل عمران کی تفسیر مکمل ہوئی ولہ الحمد رب العالمین

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان
صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان

اضافات
یکم دسمبر ۱۹۷۶ء بمطابق ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

امین الحسنات سید خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان

www.waseemziyai.com

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

۱۷۶ آیات، ۲۴ رکوع، ۳۰۴۵ کلمات، ۱۶۳۰ حروف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۴

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ

اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جان سے اور بنایا اس سے جوڑا اور پھیلائے انہیں سے مرد عورت بہت سے۔

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

اور ڈرو اللہ سے جس کے نام پر مانگتے ہو اور صلہ رحمی رکھو بے شک اللہ تمہارا نگہبان ہے۔

وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

اور دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو خبیث مال پاک مال سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر بے شک یہ گناہ بڑا ہے۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

اور اگر خوف ہو تمہیں یہ کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں میں تو نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر خوف ہو تمہیں یہ کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝

اور دو عورتوں کو ان کے حق مہر خوشی سے تو اگر وہ اپنی خوشی سے تمہیں مہر سے کچھ دیدیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور نہ دو بے سمجھ سفیہوں کو ان کے وہ مال جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہارے لئے بسر اوقات کیا ہے اور انہیں کھلاؤ اس میں سے اور پہناؤ اور ان سے اچھا کلام کرو۔

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ

اور یتیموں کو آزماتے رہو حتیٰ کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں دے دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جو ہو غنی وہ بضرورت کھانے سے بھی بچے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر

www.waseemziyai.com

اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

مناسب کھا لے تو جب دو انہیں ان کے مال تو گواہ کرلو ان پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝

مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ مقرر کیا ہوا۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور جب بانٹا جائے حصہ رشتہ دار یا یتیموں میں یا مساکین کو تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی طرح بولو۔

وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا انہیں خطرہ ہوتا تو ڈریں اللہ سے اور نرم بات کریں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

بے شک وہ جو کھاتے ہیں مال یتیموں کا ظلم سے جزا یں نیست کہ کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور قریب ہے کہ پہنچیں دھکتی آگ کو۔

لفظی ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو	اتَّقُوْا۔ڈرو	رَبَّكُمُ۔اپنے رب سے
الَّذِيْ۔جس نے	خَلَقَكُمْ۔پیدا کیا تم کو	مِّنْ نَّفْسٍ۔جان	وَّاحِدَةٍ۔ایک سے
وَ۔اور	خَلَقَ۔پیدا کیا	مِنْهَا۔اس سے	زَوْجَهَا۔اس کی بیوی
وَ۔اور	بَثَّ۔پھیلائے	مِنْهُمَا۔ان سے	رِجَالًا۔مرد
كَثِيْرًا۔بہت	وَّ۔اور	نِسَآءً۔عورتیں	وَ۔اور
اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	الَّذِيْ۔وہ کہ	تَسَآءَلُوْنَ۔سوال کرتے ہو
بِهٖ۔اس کے نام سے	وَ۔اور	الْاَرْحَامَ۔رحموں سے	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	كَانَ۔ہے	عَلَيْكُمْ۔تم پر	رَقِيْبًا۔نگران
وَ۔اور	اٰتُوا۔دو	الْيَتٰمٰى۔یتیموں کو	اَمْوَالَهُمْ۔ان کے مال
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَتَبَدَّلُوا۔بدلو	الْخَبِيْثَ۔ردی کو
بِالطَّيِّبِ۔اچھی سے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَاْكُلُوْۤا۔کھاؤ

www.waseemziyai.com

أَمْوَالَهُمْ۔ان کے مال
إِنَّهُ۔بے شک وہ
وَ۔اور
تُقْسِطُوْا۔انصاف کرسکو
مَا۔جو
مَثْنٰى۔دو دو
ثُلٰثَ۔تین تین
رُبٰعَ۔چار چار
تَعْدِلُوْا۔انصاف کرسکو
مَلَكَتْ۔مالک ہوئے
أَلَّا۔یہ کہ نہ
النِّسَآءَ۔عورتوں کو
طِبْنَ۔خوشی سے دیں
نَفْسًا۔اپنے آپ
وَ۔اور
أَمْوَالَكُمْ۔اپنے مال
نَكُمْ۔تم کو
هُمْ۔ان کو
هُمْ۔ان کو
قَوْلًا۔بات
الْيَتٰمٰى۔یتیموں کو
النِّكَاحَ۔بلوغت کو
رُشْدًا۔بھلائی
وَ۔اور
إِسْرَافًا۔حد سے زیادہ
يَّكْبَرُوْا۔بڑے ہوں
غَنِيًّا۔غنی
كَانَ۔ہو
فَإِذَا۔تو جب

إِلَى۔طرف
كَانَ۔ہے
إِنْ۔اگر
فِي۔میں
طَابَ۔پسند ہو
وَ۔اور
فَإِنْ۔تو اگر
فَوَاحِدَةً۔تو ایک ہی
أَيْمَانُكُمْ۔تمہارے دائیں ہاتھ
تَعُوْلُوْا۔ظلم کرو
صَدُقٰتِهِنَّ۔ان کے حق مہر
لَكُمْ۔تم کو
فَكُلُوْهُ۔تو کھاؤ اسے
لَا۔نہ
الَّتِيْ۔وہ کہ
قِيٰمًا۔نگران
فِيْهَا۔اس میں
وَ۔اور
وَ۔اور
مَّعْرُوْفًا۔اچھی
وَ۔اور
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
فَإِنْ۔تو اگر
انَسْتُمْ۔معلوم کرو تم
فَادْفَعُوْا۔تو دے دو
لَا۔نہ
وَ۔اور
وَ۔اور

أَمْوَالَكُمْ۔اپنے مالوں کے ملا کر
حُوْبًا۔گناہ
خِفْتُمْ۔تم ڈرو
الْيَتٰمٰى۔یتیموں کے
لَكُمْ۔تم کو
ثُلٰثَ۔تین تین
خِفْتُمْ۔تم ڈرو
أَوْ۔یا
ذٰلِكَ۔یہ
وَ۔اور
نِحْلَةً۔خوشی سے
عَنْ شَيْءٍ۔کوئی چیز
هَنِيْٓـًٔا۔رچتا
تُؤْتُوا۔دو تم
جَعَلَ۔بنایا
وَّ۔اور
وَ۔اور
قُوْلُوْا۔کہو
وَ۔اور
ابْتَلُوا۔آزماؤ
بَلَغُوا۔پہنچ جائیں
مِّنْهُمْ۔ان سے
أَمْوَالَهُمْ۔ان کے مال
تَأْكُلُوْا۔کھاؤ
بِدَارًا۔جلدی سے
مَنْ۔جو
وَ۔اور
فَلْيَأْكُلْ۔تو وہ کھائے
إِلَيْهِمْ۔ان کو
دَفَعْتُمْ۔دو تم

كَبِيْرًا۔بڑا
أَلَّا۔یہ کہ نہ
فَانْكِحُوْا۔تو نکاح کرو
مِّنَ النِّسَآءِ۔عورتوں سے
وَ۔اور
أَلَّا۔یہ کہ نہ
مَا۔جو
أَدْنٰى۔بہت قریب ہے
أَتُوا۔دو
فَإِنْ۔پھر اگر
مِّنْهُ۔اس سے
مَّرِيْٓـًٔا۔چکتا
السُّفَهَآءَ۔بیوقوفوں کو
اللّٰهُ۔اللہ نے
ارْزُقُوْا۔کھلاؤ
اكْسُوْا۔پہناؤ
لَهُمْ۔ان کے لئے
ابْتَلُوا۔آزماؤ
بَلَغُوا۔پہنچ جائیں
مِّنْهُمْ۔ان سے
أَمْوَالَهُمْ۔ان کے مال
هَآ۔اس کو
أَنْ۔یہ کہ
كَانَ۔ہو
مَنْ۔جو
بِالْمَعْرُوْفِ۔مناسب
أَمْوَالَهُمْ۔ان کے مال

www.waseemziyai.com

فَاشْهَدُوْا۔تو گواہ کرلو
بِاللّٰهِ۔اللہ
حَسِيْبًا۔حساب لینے والا
تَرَكَ۔چھوڑ جائیں
وَ۔اور
تَرَكَ۔چھوڑ جائیں
مِمَّا۔اس سے جو
قَلَّ۔کم ہو
مِنْهُ۔اس سے
اَوْ۔یا
كَثُرَ۔زیادہ
نَصِيْبًا۔حصہ ہے
وَ۔اور
اِذَا۔جب
حَضَرَ۔حاضر ہوں
اُولُوا۔صاحب
الْقُرْبٰى۔قرابت
وَ۔اور
الْيَتٰمٰى۔یتیم
وَ۔اور
الْمَسٰكِيْنُ۔مسکین
فَارْزُقُوْ۔تو دو
هُمْ۔ان کو
مِّنْهُ۔اس سے
وَ۔اور
قُوْلُوْا۔کہو
لَهُمْ۔ان سے
قَوْلًا۔بات
مَّعْرُوْفًا۔اچھی
وَ۔اور
لْيَخْشَ۔ڈریں
الَّذِيْنَ۔وہ لوگ کہ
لَوْ۔اگر
تَرَكُوْا۔چھوڑ جائیں
مِنْ خَلْفِهِمْ۔اپنے پیچھے
ذُرِّيَّةً۔اولاد
ضِعٰفًا۔کمزور تو
خَافُوْا۔ڈریں
عَلَيْهِمْ۔ان پر
فَلْيَتَّقُوا۔تو ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے
وَ۔اور
لْيَقُوْلُوْا۔کہو
قَوْلًا۔بات
سَدِيْدًا۔نرم
اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو
يَاْكُلُوْنَ۔کھاتے ہیں
اَمْوَالَ۔مال
الْيَتٰمٰى۔یتیموں کا
ظُلْمًا۔ظلم سے
اِنَّمَا۔سوا اس کے نہیں
يَاْكُلُوْنَ۔وہ کھاتے ہیں
فِيْ۔میں
بُطُوْنِهِمْ۔اپنے پیٹوں کے
نَارًا۔آگ
وَ۔اور
سَيَصْلَوْنَ۔جلدی داخل ہوں گے
سَعِيْرًا۔دھکتی آگ میں

لِلرِّجَالِ۔مردوں کے لئے
نَصِيْبٌ۔حصہ ہے
الْوَالِدٰنِ۔ماں باپ
وَ۔اور
لِلنِّسَآءِ۔عورتوں کے لئے
نَصِيْبٌ۔حصہ ہے
الْوَالِدٰنِ۔ماں باپ
وَ۔اور
مِمَّا۔اس سے جو
الْاَقْرَبُوْنَ۔قریبی
وَ۔اور
مِمَّا۔اس سے جو
الْاَقْرَبُوْنَ۔قریبی
اَوْ۔یا
وَ۔اور
اُولُوا۔صاحب
وَ۔اور
مِنْهُ۔اس سے
قَوْلًا۔بات

كَفٰى۔کافی ہے

مختصر تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۴

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۔

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے پھیلا دیئے بہت مرد عورت اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے۔نفس واحدہ سے پیدا کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام جن کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا تھا۔انسان کی ابتداء پیدائش کا بیان کر کے قدرت الٰہی کی عظمت کا بیان فرمایا گیا۔اگرچہ دنیا کے بے دین بے عقلی و نافہمی سے اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں چنانچہ اپنے فہم و خرد جانتے ہیں کہ یہ مضمون ایسی زبردست

www.waseemziyai.com

برہان سے ثابت ہے جس کا انکار محال ہے مردم شماری کا حساب پتہ دیتا ہے کہ آج سے سو برس قبل دنیا میں انسانوں کی تعداد آج سے بہت کم ہے اور اس سے سو برس پہلے اور بھی کم۔ تو اس طرح جانب ماضی میں چلتے چلتے اس کمی کی حد ایک ذات قرار پائے گی یا یوں کہئے کہ قبائل کی کثیر تعداد صرف ایک شخص کی طرف منتہی ہوتی ہے۔

مثلاً سید دنیا میں کروڑوں پائے جائیں گے۔ مگر جانب ماضی میں ان کی نہایت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات پر ہوگی۔ اور بنی اسرائیل کتنے ہی کثیر ہوں مگر اس تمام کثرت کا مرجع حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ذات ہوگی۔

اسی طرح اور اوپر چلنا شروع کریں تو انسان کے تمام شعوب وقبائل کی انتہا ایک ذات آدم علیہ السلام پر ہوگی اور ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص توالد وتناسل کے عام طریقہ سے پیدا ہو سکے اس لئے کہ اگر اس کے لئے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں نہ ہوگی تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہو اور جب بغیر ماں باپ کے اس کی پیدائش مانی جائے گی تو یقیناً تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ انہیں عناصر سے پیدا ہو جو اس کے وجود میں پائے جاتے ہیں۔

پھر عناصر میں سے جو عنصر اس کا مسکن ہو اور جس کے سوا دوسرے میں وہ نہ رہ سکے۔ لازمی ہے کہ وہی اس میں غالب ہو اس لئے نسبت پیدائش اس عنصر کی طرف جائے گی۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ توالد وتناسل کا عام طریقہ ایک شخص سے جاری نہیں ہو سکتا اس لئے اس کے ساتھ ایک اور بھی ہوتا کہ جوڑا ہو جائے اور وہ دوسرا شخص جو اس کے بعد پیدا ہو مقتضائے حکمت یہی ہے کہ اس کے جسم سے پیدا ہو۔ کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہو چکی۔ مگر یہ بھی لازم ہے کہ اس کی خلقت پہلے انسان سے معمولی توالد کے سوا کسی اور طریقہ سے ہو کیونکہ عام توالد بغیر دو کے ممکن نہیں اور یہاں صرف اور صرف ایک ہے اور حکمت الٰہیہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ایک بائیں پسلی ان کی خواب کے وقت نکالی اور اس سے ان کی بیوی حضرت حوا کو پیدا کیا چونکہ حوا بطریق توالد عام پیدا نہیں ہوئیں اس لئے انہیں اولاد نہیں کہہ سکتے جیسے اس طریقہ تولید کے خلاف جسم انسانی سے بہت سے کیڑے پیدا ہوتے ہیں اور وہ اس کی اولاد نہیں ہوتے۔ اسی طرح حوا کو بھی اولاد نہیں کہا جا سکتا۔

خواب سے بیدار ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک اور انسانی شبیہ موجود ہے اور ان کے ساتھ موانست جنس دل میں موج زن ہے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو؟ حضرت حوا علیہا السلام نے جواب دیا عورت فرمایا کس لئے پیدا کی گئی ہو؟ عرض کیا آپ کی تسکین خاطر کے لئے تو آپ علیہ السلام ان سے مانوس ہوئے یہ ہے خلاصہ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا کا۔

زَوْج۔ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام تنہائی سے گھبراتے تھے آپ علیہ السلام اپنی جنس دیکھ کر بہت خوش ہوئے آپ علیہ السلام نے ہاتھ لگانا چاہا حکم ہوا پہلے مہر ادا کرو عرض کیا مہر کیا ہے؟ فرمایا ہمارے نبی آخر الزمان خاتم الانبیاء جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو آپ علیہ السلام نے درود بھیجا۔ حضرت حوا سے دو بچے پیدا ہوتے تھے وصال تک چالیس بچے پیدا ہوئے۔ (تفسیر صاوی) ان سے کثیر مرد عورتیں پیدا ہوئیں۔

بَثَّ۔ بَثٌّ سے بنا اس کے معنی پھیلانا یعنی آدم وحوا سے۔

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۔ بہت سے مرد عورتیں۔

نساء کو کثیرہ کے ساتھ وصف کرنے سے۔ رِجَالًا کا کثرت کے ساتھ وصف کر دینا کافی ہے رِجَالًا كَثِيْرًا کے قرینہ

www.waseemziyai.com

سے نِسَآءً كَثِيْرًا سمجھا جاتا ہے کیونکہ عورتیں مردوں سے زیادہ ہوتی رہی ہیں اس لئے ایک مرد کو چار عورتیں نکاح میں جائز رکھیں۔

اور تقوی کا حکم اس واقعہ پر اس لئے مرتب فرمایا کہ کمال قدرت پر دلالت کرے۔ صلہ رحمی اور حقوق العباد میں تقوی لازمی ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور ڈرتے رہو اس ذات سے جو اللہ ہے وہ جمیع صفات کمال کا جامع ہے۔

الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ۔ وہ اللہ جس کے واسطے سے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔

اَلْاَرْحَامَ۔ رحم کی جمع ہے۔ رحم بچہ دانی کو کہتے ہیں یہاں رحم سے مراد آپس کے رشتہ ہیں یعنی اللہ عزوجل سے ڈرو اور قرابت داریاں قائم رکھو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگہبان ہے یعنی تمہارا محافظ وخبردار ہے۔

آگے جو ارشاد ہے وَالْاَرْحَامَ اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ صلہ رحمی لازمی ہے لہٰذا اسے قطع نہ کرو۔ چنانچہ حدیث میں بھی ارشاد ہے جو رزق کی کشائش چاہے اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے۔

آگے یتیم کے حقوق پر احکام ہیں۔ نکاح کی تعداد۔ مہر وغیرہ کے حقوق کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۝

اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے مال کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

الْيَتٰمٰٓى۔ یتیم کی جمع ہے۔ یتیم۔ یتم سے بنا اس کے معنی علیحدہ ہونا۔ اصطلاح میں وہ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو یتیم کہلاتا ہے۔

اَمْوَالَ۔ جمع مال۔ یتیموں کا ہر قسم کا مال۔ بدلہ نہ کرو کہ اپنا ردی مال تو یتیموں کے مال میں رکھ دو اور کھرا مال خود کھا جاؤ ان کا مال تمہارے لئے حرام ہے۔

حُوْبًا۔ وبال۔ ایسے گناہ جس کا انجام تکلیف ہو۔

حُوْبًا كَبِيْرًا۔ فرما کر جرم کی حقیقت واضح فرما دی کہ یہ حق العباد ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا۔

شان نزول

ایک شخص کی نگرانی میں اس کے یتیم بھتیجے کا بہت سا مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا اس نے اپنا مال طلب کیا چچا نے اسے دینے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حکم الٰہی عزوجل سن کر اس شخص نے وہ مال یتیم کے حوالہ کر دیا اور کہا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں۔

اس کے بعد حکم فرمایا کہ اپنے حلال مال کو گندہ نہ کرو یعنی یتیم کا مال جو تمہیں کھانا بلا مجبوری کے حرام ہے اسے اچھا سمجھ کر اپنے مال سے نہ بدلو کیونکہ وہ مال جو تمہارا ہے تمہارے لئے حلال وطیب ہے اور مال جو یتیم کا ہے تم پر حرام ہے۔ یہ اختلاط کرنا تم

www.waseemziyai.com

پر سخت گناہ ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے آپ کو حرص اور حرام مال سے بچالیا اور اس نے اپنے رب کی اطاعت کی تو بے شک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں پائے گا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو تمہیں پسند آئیں نکاح میں لاؤ دو دو، تین تین، چار چار۔ تو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ متعدد بیویوں میں عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو تو اگر وہ اپنی خوشی سے مہر میں سے کچھ تمہیں دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔

یتیم عورتوں لڑکیوں میں اگر تم ان کے حقوق کی رعایت نہ کر سکو تو انہیں اپنے نکاح میں لا کر پریشان نہ کرو۔

اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى۔ اس میں خطاب ورثاء یتیم کو ہے۔

لَا تُقْسِطُوْا۔ اس کا مادہ قسط بمعنی حصہ ہے۔ اصطلاح میں ظلم کو قسط کہتے ہیں۔

اور اس کے بعد فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ کے معنی میں چند قول ہیں۔

حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پہلے زمانہ میں اہل مدینہ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجودیکہ اس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھر اس کے بعد اس سے معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اس کے مال کے وارث بننے کے لئے اس کی موت کے منتظر رہتے اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے اس وجہ سے گھبراتے تھے کہ کہیں بے انصافی نہ ہو جائے اور ویسے زنا کی پرواہ نہ کرتے تھے اس آیت کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ اگر تم ناانصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی دولت سے گھبراتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو ناانصافی کا اندیشہ کرتے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ پرواہ نہ کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حقوق میں ناانصافی کرنے سے بھی ڈرو اتنی ہی عورتیں نکاح میں لاؤ جن کے حقوق عدل و انصاف سے پورے کر سکو۔

ایک قول عکرمہ رضی اللہ عنہ کا ہے وہ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریشی دس دس بلکہ اس سے زیادہ نکاح کر لیا کرتے تھے اور جب ان کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں ان کی زیر سرپرستی ہوتیں۔ ان کے مال خرچ کر ڈالتے۔

اس آیت میں تنبیہ کی گئی کہ استطاعت و قوت دیکھ کر نکاح کرو اور چار سے زائد نہ کرو تاکہ تمہیں یتیموں کے مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتیں نکاح میں رکھنا

www.waseemziyai.com

جائز ہیں خواہ وہ حرہ ہوں یا امۃ یعنی لونڈیاں۔

یہ بھی مستفاد ہوا کہ امت کا اجماع اسی پر ہے کہ ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتیں رکھنا کسی کو جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور نے انہیں فرمایا ان میں سے چار رکھلو۔

ترمذی میں ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے ان کی دس بیویاں تھیں وہ بھی ساتھ ہی مسلمان ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ان میں سے چار رکھو۔

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ جن لوگوں نے اس آیت سے چار سے زائد کو جائز قرار دیا وہ اہل بدعت ہیں۔ (تفسیر روح المعانی)

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ۔ پس اگر ڈرو تم اس سے کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک عورت ہی سے نکاح کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیویوں کے مابین عدل فرض ہے۔ نئی، پرانی، باکرہ، ثیبہ سب استحقاق میں مساوی ہیں یہ عدل لباس، خوردونوش، سکنی یعنی رہنے کی جگہ میں لازم ہے اور اسی طرح شب باشی میں بھی عدل ومساوات فرض ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کردو۔

مہر کی ادائیگی بہ خندہ پیشانی لازم فرمائی گئی یہ اس لئے کہ ہر ایک سمجھ جائے کہ مہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے اولیاء یہی وجہ ہے کہ مہر اگر کسی عورت کے ولی نے وصول کرلیا اور عورت نے اسے وصول نہ کیا تو وہ مہر اس سے لے کر عورت کو دینا ضروری ہے۔

یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مہر کا کوئی حصہ یا تمام مہر اگر معاف کرسکتی ہے تو بیوی کرسکتی ہے اگر ولی قریب یا بعید اپنے اختیار سے مہر کی مقدار میں سے کچھ معاف کردیں یا سب چھوڑ دیں اور بیوی کو جب علم ہو اور وہ نہ مانے تو یہ معافی کالعدم ہے۔ عورتوں کو ہی اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو مہر کا کوئی حصہ ہبہ کریں یا کل مہر مگر مہر کا بخشوانا جبر جائز نہیں۔ اس لئے کہ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ فرمایا گیا ہے جس کے معنی دل کی خوشی سے معاف کرنے کے ہیں۔ یا وصول کر کے خاوند کو واپس کردے تو اس میں کچھ حرج نہیں خاوند اسے خوشی سے لے سکتا ہے۔

هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۔ اسے ذوق وشوق سے کھاؤ۔

اس کے بعد ان یتیموں کی تولیت کے مسائل ہیں۔ جو بے سمجھ بے عقل ہیں اور ان کے مال میں تصرف کرنے کے احکام کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کے لئے کیا ہے اور انہیں اس مال میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی طرح بات کہو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا

www.waseemziyai.com

تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

اور یتیموں کو آزماتے رہو حتیٰ کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں واپس کر دو اور اس مال کو تم نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور خرچ جلدی سے نہ کرو کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جو مستغنی ہو اسے چاہئے کہ اس مال سے بچتا رہے اور جو ضرورت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے تو جب انہیں ان کے مال سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔

سفیہ کہتے ہیں عربی زبان میں ایسے بے سمجھ کو جو مال کا مصرف نہ پہچان سکے اور اسے بے محل خرچ کر دے اور اس حال میں مال اس کے سپرد کرنے کی ممانعت کی گئی تا کہ وہ متروکہ آباء کو ضائع نہ کر دے اور ان سے اچھی بات کرنے کے یہ معنی ہیں کہ انہیں تسلی دی جائے اور ان کی پریشانی دفع کریں انہیں بتائیں کہ اتنا مال تمہارا میرے پاس ہے جب تم ہوشیار ہو جاؤ گے تمہیں سپرد کر دیا جائے گا۔

اور وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى سے ان کا وہ امتحان مراد ہے جس سے متولی اطمینان کر سکے کہ اب یہ معاملہ فہم ہوا یا نہیں۔ اس میں اپنے بھلے برے کی سمجھ آئی یا نہیں اور امین مال اگر غریب اور تنگدست ہے تو بقدر حاجت اس مال سے اپنے خرچ میں لا سکتا ہے اور اگر مالدار کھاتا پیتا ہے تو اسے چاہئے کہ مال یتیم سے پرہیز کرے پھر جب مال واپس کیا جائے تو اس پر گواہ کر لئے جائیں تا کہ بعد میں کسی قسم کے اتہام والزام کا موقع ہی نہ پیدا ہو سکے۔

شان نزول

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ان کے ایک بچہ ثابت بن رفاعہ تھا مرحوم اپنا متروکہ مال اپنے بھائی کے سپرد کر گئے تھے۔ مرحوم کے بھائی حضور سید عالم ﷺ کی خدمت عالی میں حاضر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ثابت کے مال کا متولی بنایا گیا ہے کیا میں بحق خدمت اس مال سے کچھ اپنے تصرف میں لا سکتا ہوں؟ اور یہ مال ثابت کو کب واپس کروں اور کس طرح کروں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور مفصل جواب دیا گیا۔ (خازن)

اس کے بعد عورت مرد کا حصہ متروکہ میں ظاہر کیا گیا اور اس رسم جہالت کی مخالفت کی گئی جو زمانہ جاہلیت میں تھی کہ عورتوں اور بچوں کو ورثہ نہ دیتے تھے اس کا ابطال اس آیہ کریمہ میں فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ ہے مقرر کیا ہوا اور جب آ جائیں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین تو دو انہیں بھی اس میں سے کچھ اور ان سے گفتگو کرو خوشگوار اور ڈریں

www.waseemziyai.com

وہ لوگ اگر چھوڑیں اپنے بعد اولاد کمزور تو ان کا خطرہ ان پر ہوتا تو ڈریں اللہ سے اور چاہئے کہ گفتگو نرم کریں بے شک وہ جو کھاتے ہیں مال یتیموں کا بطور ظلم کے تو وہ سوا اس کے نہیں کہ کھاتے ہیں اپنے شکموں میں آگ اور عنقریب پہنچیں گے بھڑکتے ہوئے آواہ میں۔

شان نزول

حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا وہ بہت سا مال چھوڑ گئے تھے ان کی بیوی ام کحہ اور تین لڑکیاں تھیں۔ چچا کے دو لڑکے سوید اور عرفجہ نے ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا حضرت اوس کی بیوی اور بچیوں کو کچھ نہ دیا اس زمانہ میں عورتوں کو میراث نہیں دی جاتی تھی ان کا کہنا تھا کہ جو میراث پائے وہ جنت میں جائے۔ حضرت اوس کی بیوی نے سوید اور عرفجہ سے کہا کہ اگر تم ان یتیم بچیوں کا مال لیتے ہو تو ان کو اپنے عقد میں لے لو انہوں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ یہ بچیاں خوبصورت نہ تھیں۔

حضرت ام سلمہ اوس رضی اللہ عنہ کی بیوی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آئیں اور تمام واقعہ عرض کیا اور فریاد کی کہ ان بچیوں کی پرورش کیوں کر کروں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوید اور عرفجہ کو طلب فرمایا اور اس ظلم کی وجہ دریافت کی انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے یہاں عورتوں اور نابالغوں کو میراث نہیں دیا جاتا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور وہ مال محفوظ کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ پر يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ کا حکم ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کے مال کی اس طرح تقسیم فرمائی۔

حضرت اوس کی بیوی کو آٹھواں حصہ اور بیٹیوں کو دو تہائی باقی جو بچا وہ سوید اور عرفجہ کو تقسیم کیا۔ (کبیر)

زمانہ جاہلیت میں کفار عورتوں اور بچوں کو ورثہ نہ دیتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی رسم کو غلط قرار دیا۔ پھر مزید مراعات بطور امر استحبابی یہ اور دی کہ اگر تقسیم ترکہ کے موقع پر برادری کا غریب یتیم ایسا آجائے جس کا حصہ متروکہ میں نہ ہو تو اسے بھی کچھ دے دیا جائے تو یہ مستحب ہے۔

اور قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا فرما کر طرز تکلم مہذب بنایا اور اخلاق مسلمین کو حسن کیا۔ آیت بالا میں عذر جمیل، وعدہ حسنہ، دعائے خیر کی بھی تعلیم دی گئی اور میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ والے اور یتیم مسکین کو بطور صدقہ دینے اور قول معروف سے تکلم کرنے کا حکم امر تادیبی کی شکل میں دیا گیا۔

چنانچہ صحابہ کرام علیہم رضوان میں اس پر عمل تھا۔ محمد بن سرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرا کے کھانا پکایا اور قریبی بعیدی رشتہ والوں کو کھلایا اور مساکین اور یتیموں کو بھی دیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مضمون عبیدہ سلمانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت کیا اس میں یہ اور ہے کہ آپ نے فرمایا اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔ چنانچہ تیجا جسے سوم کہتے ہیں اور عام مسلمین میں مروج ہے وہ بھی اس آیت کریمہ کے اتباع میں ہے کہ اس تیجا میں بھی رشتہ دار، یتامیٰ، مساکین ہی شرکت کرتے ہیں۔ کلمہ کا ختم دیتے ہیں تلاوت قرآن مجید کر کے دعا قول معروف کی تعمیل میں کی جاتی ہے۔

اس کے بعد وصی اور یتیم کے ولی اور وہ لوگ جو قریب موت مرنے والے کے پاس موجود ہوں انہیں ہدایت کی کہ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو۔ تم پر بھی ایسا وقت آنا ہے۔ پھر یتیموں کا مال کھا جانے کے خوگر لوگوں کو تو بیخا فرمایا کہ وہ مال نہیں

www.waseemziyai.com

کھاتے بلکہ خالص آگ سے اپنے شکم پر کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ یتیموں کا مال کھانے والے بروز قیامت اسی طرح اٹھائے جائیں گے کہ ان کی قبروں سے ان کے منہ اور کانوں سے دھواں نکلتا ہوگا۔ لوگ انہیں جان لیں گے کہ یہ یتیم کا مال کھانے والے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ نساء - پ ۴

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۪ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولاد میں بیٹے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے تو اگر نری لڑکیاں ہوں دو سے اوپر تو انہیں متروکہ سے دو تہائی ہے اور اگر ہو ایک لڑکی تو اسے آدھا اور (میت کے) والدین کو ہر ایک کو ان میں سے چھٹا اس سے جو (میت نے چھوڑا) اگر ہو (میت کی) اولاد تو اگر نہ ہو میت کی اولاد اور وارث صرف ماں باپ ہوں تو ماں کا تہائی تو اگر ہوں میت کے بھائی بہن تو مال کا چھٹا بعد ادا کرنے وصیت کے جو میت نے کی یا قرضہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے نہیں جانتے تم کہ کون ان میں سے قریب تر ہو نفع دینے میں مقرر کردہ حصہ ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

اور تمہیں آدھا متروکہ کا ہے بیویوں کے ترکہ سے اگر نہ ہو ان کی اولاد تو اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لئے چوتھائی ہے متروکہ سے بعد اس کے جو وصیت کریں وصیت والے کو یا قرضہ اور ان عورتوں کے لئے تمہارے متروکہ سے چوتھائی ہے اگر نہ ہو تمہاری اولاد تو اگر ہو تمہاری اولاد تو انہیں آٹھواں اس سے جو تم چھوڑ گئے بعد وصیت پوری کرنے کے جو تم کر جاؤ یا قرضہ اور اگر ہو کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ جس کے ماں باپ اور اولاد کوئی بھی نہ ہو اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی ہو یا بہن تو ہر ایک کے لئے ان میں سے چھٹا تو اگر ہوں زیادہ بہن بھائی تو وہ سب تہائی میں شریک ہیں بعد ادائے وصیت کے جو کر گیا یا ایسے قرضہ کی جس میں سے نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

www.waseemziyai.com

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

یہ اللہ کے حدود ہیں اور جو پیروی کرے اللہ اور اس کے رسول کی داخل کرے گا اللہ اسے باغوں میں جس کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور بڑھ جائے اللہ کی حدود سے داخل کرے گا اسے آگ میں اسے ہمیشہ رہنا ہوگا اس میں اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

لفظی ترجمہ

يُوْصِيْكُمُ۔ حکم دیتا ہے تم کو	اللّٰهُ۔ اللہ	فِيْ۔ بیچ	اَوْلَادِ۔ اولاد
كُمْ۔ تمہاری کے	لِلذَّكَرِ۔ واسطے مرد کے	مِثْلُ۔ مثل	حَظِّ۔ حصے
الْاُنْثَيَيْنِ۔ دو عورتوں کے	فَاِنْ۔ تو اگر	كُنَّ۔ ہوں	نِسَآءً۔ عورتیں
فَوْقَ۔ زیادہ	اثْنَتَيْنِ۔ دو سے	فَلَهُنَّ۔ تو ان کے لئے	ثُلُثَا۔ دو تہائی ہے
مَا۔ اس کی جو	تَرَكَ۔ چھوڑ گیا	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
كَانَتْ۔ ہو	وَاحِدَةً۔ ایک	فَلَهَا۔ تو اس کے لئے	النِّصْفُ۔ آدھا ہے
وَ۔ اور	لِاَبَوَيْهِ۔ اس کے ماں باپ کے لئے		لِكُلِّ۔ واسطے ہر
وَاحِدٍ۔ ایک کے	مِّنْهُمَا۔ ان سے	السُّدُسُ۔ چھٹا حصہ ہے	مِمَّا۔ اس سے جو
تَرَكَ۔ چھوڑ گیا	اِنْ۔ اگر	كَانَ۔ ہو	لَهٗ۔ اس کی
وَلَدٌ۔ اولاد	فَاِنْ۔ پھر اگر	لَّمْ۔ نہ	يَكُنْ۔ ہو
لَّهٗ۔ اس کی	وَّلَدٌ۔ اولاد	وَّ۔ اور	وَرِثَهٗ۔ وارث ہوں اس کے
اَبَوٰهُ۔ اس کے ماں باپ	فَلِاُمِّهِ۔ تو اس کی ماں کا	الثُّلُثُ۔ تیسرا حصہ ہے	فَاِنْ۔ پھر اگر
كَانَ۔ ہوں	لَهٗ۔ اس کے	اِخْوَةٌ۔ بھائی بہن	فَلِاُمِّهِ۔ تو اس کی ماں کا
السُّدُسُ۔ چھٹا حصہ ہے	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	وَصِيَّةٍ۔ پوری کرنے وصیت کے	
يُّوْصِيْ۔ جو کر گیا ہو	بِهَآ۔ اس کی	اَوْ۔ یا	دَيْنٍ۔ قرضہ
اٰبَآؤُكُمْ۔ باپ	وَ۔ اور	اَبْنَآؤُكُمْ۔ بیٹے	
كُمْ۔ تمہارے	لَا۔ نہیں	تَدْرُوْنَ۔ جانتے تم	اَيُّهُمْ۔ کون ان میں سے

www.waseemziyai.com

أَقْرَبُ۔ زیادہ قریب ہے
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
عَلِيْمًا۔ جاننے والا
نِصْفُ۔ آدھا ہے
اِنْ۔ اگر
وَلَدٌ۔ اولاد
تَرَكْنَ۔ چھوڑیں
بِهَآ۔ اس کی
لَهُنَّ۔ ان کے لئے
اِنْ۔ اگر
وَلَدٌ۔ اولاد
وَلَدٌ۔ اولاد
تَرَكْتُمْ۔ تم چھوڑو
بِهَآ۔ اس کی
اِنْ۔ اگر
كَلٰلَةً۔ وہ جس کا ماں باپ نہ ہو
وَّ۔ اور
اُخْتٌ۔ بہن ہے
السُّدُسُ۔ چھٹا حصہ ہے
مِنْ ذٰلِكَ۔ اس سے
الثُّلُثُ۔ تیسرے حصہ کے
بِهَآ۔ اس کی
مُضَآرٍّ۔ نقصان کے
اللّٰهُ۔ اللہ
حُدُوْدُ۔ حدیں ہیں
يُّطِعِ۔ اطاعت کرے
يُدْخِلْهُ۔ داخل کرے گا اسے

نَفْعًا۔ نفع میں
اللّٰهَ۔ اللہ
وَ۔ اور
تَرَكَ۔ چھوڑ جائیں
يَكُنْ۔ ہو
الرُّبُعُ۔ چوتھائی ہے
وَصِيَّةٍ۔ وصیت کے
دَيْنٍ۔ قرضہ
مِمَّا۔ اس سے جو
يَكُنْ۔ ہو
الرُّبُعُ۔ چوتھائی ہے
وَصِيَّةٍ۔ وصیت کے
دَيْنٍ۔ قرضہ
مِمَّا۔ اس سے جو
يَكُنْ۔ ہو
كَانَ۔ ہو
الثُّمُنُ۔ آٹھواں حصہ ہے
وَصِيَّةٍ۔ وصیت کے
دَيْنٍ۔ قرضہ
رَجُلٌ۔ ایسا آدمی یا عورت جو
أَوِ۔ یا
أَخٌ۔ بھائی
وَاحِدٍ۔ ایک کے
كَانُوْٓا۔ ہوں
شُرَكَآءُ۔ شریک ہیں
وَصِيَّةٍ۔ وصیت کے
دَيْنٍ۔ قرضہ
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے
حَلِيْمٌ۔ حلم والا ہے
وَ۔ اور
اللّٰهِ۔ اللہ کی
اللّٰهَ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں

فَرِيْضَةً۔ مقرر ہے
كَانَ۔ ہے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
وَ۔ اور
تَرَكَ۔ چھوڑ جائیں
اَزْوَاجُكُمْ۔ تمہاری بیویاں
لَّهُنَّ۔ ان کی
مِمَّا۔ اس سے جو
يُوْصِيْنَ۔ جو وصیت کریں
وَ۔ اور
تَرَكْتُمْ۔ تم چھوڑو
لَّكُمْ۔ تمہاری
لَكُمْ۔ تمہاری
مِمَّا۔ اس سے جو
تُوْصُوْنَ۔ جو تم وصیت کرو
وَ۔ اور
يُوْرَثُ۔ ترکہ بٹتا ہو
امْرَاَةٌ۔ عورت
اَوِ۔ یا
اَخٌ۔ بھائی
اَوْ۔ یا
مِنْهُمَا۔ ان میں سے
اَكْثَرَ۔ زیادہ
فِي۔ میں
يُوْصٰى۔ کہ وصیت کی جائے
غَيْرَ۔ غیر
وَ۔ اور
تِلْكَ۔ یہ
مَنْ۔ جو
رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسول کی
مِنْ تَحْتِهَا۔ اس کے نیچے

MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

الْاَنْهٰرُ۔نہریں	خٰلِدِیْنَ۔ہمیشہ رہیں	فِیْهَا۔اس میں	وَ۔اور
ذٰلِكَ۔یہ ہے	الْفَوْزُ۔کامیابی	الْعَظِیْمُ۔بڑی	وَ۔اور
مَنْ۔جو	یَّعْصِ۔نافرمانی کرے	اللّٰهَ۔اللہ کی	وَ۔اور
رَسُوْلَهٗ۔اس کے رسول کی	وَ۔اور	یَتَعَدَّ۔گزر جائے	حُدُوْدَهٗ۔اس کی حدوں سے
یُدْخِلْهُ۔داخل کرے گا اسے	نَارًا۔آگ میں	خَالِدًا۔ہمیشہ رہے	فِیْهَا۔اس میں
وَ۔اور	لَهٗ۔اس کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	مُّهِیْنٌ۔ذلیل کرنے والا

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۴

یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ ۪ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ۔

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تمہاری اولاد میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔تو اگر ہوں لڑکیاں دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی ہے۔

اصطلاح میں وصیت وہ حکم ہے جو وفات کے بعد کے متعلق کیا جائے۔ایصاء پہچانا۔

اہل عرب وصیت کا احترام کرتے تھے اور وصیت ضرور پوری کرتے تھے۔

فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ ۪۔بیٹے بیٹیاں مراد ہیں۔اللہ تعالیٰ عزوجل لڑکے اور لڑکیوں کے متعلق حکم دیتا ہے ارشاد ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۚ۔مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

ذَكَر۔سے مراد لڑکا ہے۔لڑکے کا دوگنا۔لڑکی کا ایک گنا کل مال کے تین حصہ کر دو حصہ لڑکے کے لئے ایک حصہ لڑکی کے لئے۔

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ۔

شان نزول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں سخت بیمار ہوا۔حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے مجھے بے ہوش پایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا غسالہ شریف مجھ پر چھڑکا مجھے ہوش آ گیا تو میں نے دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال کے متعلق کیا فیصلہ کروں میرے انتقال کے بعد یہ مال کیسے تقسیم ہوگا؟

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔(روح المعانی)

حضرت سعد بن ربیعہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی بیوی نے دربار رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ سعد کے بھائی نے سارا مال لے لیا اور ان کی یتیم بچیاں ہیں حضور ﷺ نے سعد کے بھائی کو حکم بھیجا کہ سعد کے مال کا آٹھواں حصہ

www.waseemziyai.com

ان کی بیوی کو دو۔ دو تہائی ان کی لڑکیوں کو اور جو باقی بچے وہ تم رکھو۔ (خازن)

اس رکوع میں وراثت کے احکام ہیں۔

پہلا حکم: اگر میت نے بیٹے بیٹیاں دونوں چھوڑے ہوں تو لڑکے کا لڑکی کے حصہ سے دوچند دے کر سب متروکہ تقسیم ہو گا۔ اور اگر فقط لڑکیاں ہوں اور دو سے اوپر ہوں تو وہ ترکہ کی دو تہائی لیں گی۔

اور اگر ایک لڑکی ہو تو وہ متروکہ سے آدھا لے گی جیسا کہ آگے ارشاد ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

اور میت کے والدین میں ہر ایک کو متروکہ میت سے چھٹا ملے گا۔ بشرطیکہ میت کے اولاد بھی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکیلا لڑکا وارث رہا تو کل مال اس کا ہوگا کیونکہ پہلے بیٹے کا حصہ بیٹیوں سے دگنا بتایا گیا ہے تو جب اکیلی لڑکی ہوگی تو نصف اور تنہا لڑکا ہوگا تو اس سے دوچند اور وہ کل ہے۔

آگے میت کے والدین کو متروکہ سے چھٹا حصہ دیا۔ ایسی صورت میں جبکہ میت نے ولد چھوڑا ہو اور ولد کا اطلاق لڑکا لڑکی دونوں پر ہوتا ہے جیسے اولاد کا اطلاق لڑکا لڑکی دونوں پر ہوتا ہے۔

آگے اور صورت ترکہ بیان فرمائی اور کہا

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ۔ تو اگر میت کے اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی ہوں تو ایسی صورت میں ماں کا حصہ تہائی ہوگا۔

یعنی اگر میت صرف ماں باپ چھوڑے اور ماں باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ چھوڑ دے تو ماں کا حصہ زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی رہے اس کا تہائی ہے نہ کہ کل متروکہ کا تہائی اور آگے فرمایا۔

فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ۔ تو اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا دیا جائے گا۔ عام اس سے کہ وہ بھائی سوتیلا ہو۔ خواہ ایک ہی ماں کا حصہ بہر حال چھٹا رہے گا مگر وصیت اور دین یعنی قرضہ تقسیم وراثت سے مقدم ہے اور دین تو وصیت پر بھی مقدم ہے چنانچہ حدیث میں ہے اَلدَّيْنُ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ آگے تعیین حصص کی حکمت ظاہر فرمائی اور کہا۔

اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ کون تمہارے نفع پہنچانے میں قریب تر ہے (اس لئے حصوں کی تعیین تمہاری رائے پر نہیں چھوڑی) یہ حصہ مقرر کردہ ہے اللہ سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

پھر آگے بقیہ حصص پر نفاذ حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ۔ اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو۔

فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۔

www.waseemziyai.com

تو اگر ہو ان کی اولاد تو ان کے متروکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے بعد اس کے جو وصیت کر گئیں یا قرضہ دے کر اس کے بعد بیویوں کے حصہ کا تقسیمہ فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ

اور عورتوں کو تمہارے ترکہ سے چوتھائی ہے (خواہ ایک بیوی ہو یا کئی۔ ایک ہوگی تو وہ تنہا چوتھائی پائے گی۔ کئی ہوں گی تو سب اس چوتھائی میں برابر کی شریک ہوں گی) بشرطیکہ تمہارے اولاد نہ ہو۔ تو اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ہے خواہ بیوی ایک ہو یا ایک سے زائد) بعد اس کے جو وصیت تم کر جاؤ یا قرضہ۔ اس کے بعد کلالہ کے لئے حکم فرمایا۔

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ

اور اگر ہو مرد کلالہ یا عورت اور اس کے بھائی یا بہن ہوں تو ہر ایک کو دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے۔

فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

تو اگر (وہ بہن بھائی) ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب شریک ہیں تہائی میں میت کی وصیت اور ایسا دین نکال کر جس میں مرنے والے نے وارث کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

تعریف کلالہ

کلالہ وہ مرد اور عورت ہے جس کا ترکہ ایسے حال میں تقسیم ہو کہ اس نے مرتے وقت ماں باپ اولاد نہ چھوڑی ہوں۔ تو آیہ مذکورہ میں وَلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فرمایا گیا۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ اب جو وارث ہیں وہ ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو اس میں اس کے متروکہ سے میراث کا تقاسمہ یوں ہوگا کہ ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

اور اگر ویسے بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو تہائی حصہ متروکہ میت سے نکل کر سب میں بحصہ مساوی تقاسمہ ہوگا۔

کیونکہ وہ ماں کے رشتہ کی وجہ سے مستحق ہوئے اور ماں تہائی سے زیادہ نہیں لے سکتی۔ اس لئے ان میں مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے زیادہ نہیں ہے۔

اور آخر آیت میں وصیت اور دین کی تشریح میں غیر مضار جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وصیت پر عمل کیا جائے اور دین بھی ادا ہو لیکن وہ مرنے والے کے وارث یا وارثوں کو تہائی سے زیادہ وصیت نہ ہو اگر وہ ایسا کر گیا تو یہ مضار ہے اور مضار پر عمل نہ ہوگا۔

مختصر خلاصہ مسائل فرائض

وارث تین قسم کے ہیں۔

اصحاب فرائض۔ عصبات۔ ذوی الارحام۔

www.waseemziyai.com

اصحاب فرائض وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے حصے مقرر ہیں مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی حقدار ہے ایک سے زائد ہوں تو سب کے لئے دو تہائی۔ پوتی پر پوتی اور اس کے نیچے کی ہو۔ پوتی اگر میت کی اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے۔ اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی تو پوتی پر پوتیاں چھٹا لیں گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائیں گی اور کچھ نہ لے سکیں گی۔

اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی پوتیاں ساقط ہیں اور اگر نیچے کے درجہ میں کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اس کو عصبہ بنا دے گا۔

سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹوں کے حکم میں ہے۔

علاتی بہنیں جو باپ میں شریک ہوں اور ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہوں وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی علاتی اور حقیقی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور بیٹے، پوتے اور اس کے نیچے کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط ہو جاتے ہیں۔

اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔

سوتیلے بھائی بہنیں جو حصہ ماں میں شریک ہوں۔ ان میں سے ایک ہو تو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تہائی اور ان میں مرد عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ دادا ہوتے ساقط ہیں اور باپ کا چھٹا حصہ اس حال میں ہے جب کہ میت نے بیٹا یا پوتا یا اس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں ورنہ نہیں۔

اگر میت نے بیٹی یا پوتی یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا حصہ لے کر وہ باقی بھی لے گا جو اصحاب فروض کو دے کر بچے۔

دادا یعنی میت کے باپ کا باپ۔ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے۔ سوا اس کے کہ ماں کو ثلث ما بقی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔

ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے کی اولاد یا بہن بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر ان میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی۔

اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے اس کا تہائی ملے گا اور جس کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی ہو یا باپ کی طرف سے یعنی دادی ایک ہو یا زیادہ۔ البتہ قریب والی دور والی کی حاجب ہوتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف سے جو دادیاں ہیں وہ باپ کی موجودگی میں محجوب ہوتی ہے اس صورت میں کچھ نہ ملے گا۔

زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے پوتے پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو۔

اور اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو زوج یعنی شوہر نصف پائے گا۔

میت کی زوجہ بیٹے پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں لے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی۔

www.waseemziyai.com

عصبات

عصبات وہ وارث ہیں۔ جن کے لئے کوئی حصہ معین نہیں بلکہ ذوی الفروض سے جو بچا وہ پاتے ہیں ان میں سب سے اولیٰ بیٹا ہے پھر پوتا نیچے تک پھر باپ پھر دادا۔ پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی۔ پھر سگے بھائی کا بیٹا، پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا پھر چچا پھر باپ کا چچا پھر دادا کے چچا پھر آزاد کرنے والا۔ یعنی اس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصہ نصف یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں۔

ذوالارحام

اصحاب فروض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوالارحام میں داخل ہیں ان کی ترتیب عصبات کے مثل ہے۔

اس کے بعد آخر میں تنبیہا فرما دیا گیا کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم مانے اسے ان باغوں میں داخل کیا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا۔ اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

اس لئے کہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا کافر ہے اور مومن کتنا بھی گنہگار ہو حد ایمان سے پھر بھی متجاوز نہیں ہو سکتا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ نساء - پ ۴

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

اور وہ جو بدکاری کریں تمہاری عورتوں میں سے اس پہ گواہی کرلو اپنوں میں سے چار گواہ تو اگر وہ گواہی دے دیں تو بند کرو انہیں گھروں میں حتی کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ بنائے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

اور جو مرد و عورت ایسا کام کریں تم میں سے ان کو ایذا دو تو اگر وہ توبہ کرلیں اور درست ہو جائیں تو ان دونوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ

توبہ تو وہ ہے جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے اور انہی کی توبہ ہے جو نادانی سے برائی کریں

www.waseemziyai.com

يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾

پھر جلدی توبہ کریں تو انہیں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

اور وہ توبہ نہیں جو کرتے رہیں گناہ حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اے رب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی توبہ جو کافر مریں ان کے لئے ہم نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

اے ایمان والو نہیں حلال تمہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور نہ روکو عورتوں کو تاکہ لو بعض اس کا جو مہر سے انہیں دے چکے ہو مگر یہ کہ کریں وہ علانیہ بے حیائی اور ان سے اچھا برتاؤ کرو تو اگر تم کو کراہت ہو ان سے تو قریب ہے کوئی چیز ایسی ہو کہ کراہت کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾

اور اگر بدلنا چاہو بیوی، بیوی کی جگہ اور اسے کافی مال دے چکے ہو تو نہ لو اس سے کچھ کیا وہ واپس لیتے ہو جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے۔

وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

اور کیسے لو گے اس سے حالانکہ تم میں ایک دوسرا بے تعلق ہو گیا اور لے چکیں تم سے پختہ عہد۔

وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾

اور نہ نکاح کرو ان سے جن سے نکاح کیا تمہارے باپ دادا نے عورتوں سے مگر جو ہو گزرا بے شک وہ بے حیائی ہے اور غضب والا کام اور بری راہ۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	الّٰتِیْ۔ وہ جو	یَاْتِیْنَ۔ آئیں	الْفَاحِشَةَ۔ بے حیائی کو
مِنْ نِّسَآئِكُمْ۔ تمہاری عورتوں سے	فَاسْتَشْهِدُوْا۔ تو گواہ کرلو تم	عَلَيْهِنَّ۔ ان پر	
اَرْبَعَةً۔ چار آدمی	مِّنْكُمْ۔ اپنے میں سے	فَاِنْ۔ تو اگر	شَهِدُوْا۔ وہ گواہی دیں
فَاَمْسِكُوْهُنَّ۔ تو روکو	هُنَّ۔ ان کو	فِی۔ میں	الْبُيُوْتِ۔ گھروں کے
حَتّٰی۔ یہاں تک کہ	يَتَوَفّٰهُنَّ۔ اٹھالے ان کو	الْمَوْتُ۔ موت	اَوْ۔ یا
يَجْعَلَ۔ بنائے	اللّٰهُ۔ اللہ	لَهُنَّ۔ ان کے لئے	سَبِيْلًا۔ کوئی راہ

www.waseemziyai.com

وَ۔اور
فَاٰذُوْ۔تو سزا دو
وَ۔اور
اِنَّ۔بے شک
رَّحِیْمًا۔مہربان
اللّٰہِ۔اللہ کے
بِجَهَالَةٍ۔نادانی سے
فَاُولٰٓئِكَ۔تو یہی ہیں کہ
وَ۔اور
حَكِیْمًا۔حکمت والا
لِلَّذِیْنَ۔ان کی جو
اِذَا۔جب
الْمَوْتُ۔موت تو
الْاٰنَ۔اب
یَمُوْتُوْنَ۔مریں
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں کہ
اَلِیْمًا۔دردناک
لَا۔نہیں
تَرِثُوا۔وارث بنو
لَا۔نہ
بِبَعْضِ۔بعض حصہ
اَنْ۔یہ کہ
وَ۔اور
فَاِنْ۔پھر اگر
اَنْ۔یہ کہ
یَّجْعَلَ۔کرے
كَثِیْرًا۔بہت
اسْتِبْدَالَ۔بدلنے کا

الَّذٰنِ۔وہ دو
هُمَا۔ان کو
اَصْلَحَا۔درست ہو جائیں
اللّٰهَ۔اللہ
اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ
التَّوْبَةُ۔توبہ
لِلَّذِیْنَ۔ان کے لئے ہے جو
ثُمَّ۔پھر
یَتُوْبُ۔توبہ قبول کرتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ
كَانَ۔ہے
وَ۔اور
یَعْمَلُوْنَ۔کام کریں
حَضَرَ۔حاضر ہو
قَالَ۔کہے
وَ۔اور
وَ۔اور
اَعْتَدْنَا۔ہم نے تیار کر رکھا ہے
یٰۤاَیُّهَا۔اے
یَحِلُّ۔حلال
النِّسَآءَ۔عورتوں کے
تَعْضُلُوْ۔روکو
مَآ۔اس کا جو
یَّاْتِیْنَ۔وہ آئیں
عَاشِرُوْهُنَّ۔برتاؤ کرو ان سے
كَرِهْتُمُوْ۔ناپسند کرو تم
تَكْرَهُوْا۔ناپسند کرو تم
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور
زَوْجٍ۔بیوی

یَاْتِیٰنِهَا۔جو آئیں اس کو
فَاِنْ۔تو اگر
فَاَعْرِضُوْا۔تو درگزر کرو
كَانَ۔ہے
التَّوْبَةُ۔توبہ
یَعْمَلُوْنَ۔کام کرتے ہیں
یَتُوْبُوْنَ۔توبہ کرتے ہیں
اللّٰهُ۔اللہ
اللّٰهُ۔اللہ
لَیْسَتِ۔نہیں
السَّیِّاٰتِ۔برے
اَحَدَ۔ایک
اِنِّیْ۔بے شک میں
لَا۔نہ
هُمْ۔وہ
لَهُمْ۔ان کے لئے
الَّذِیْنَ۔وہ لوگ جو
لَكُمْ۔تم کو
كَرْهًا۔زبردستی
هُنَّ۔ان کو
اٰتَیْتُمُوْهُنَّ۔دیا ہے ان کو
بِفَاحِشَةٍ۔بے حیائی کی طرف
فِیْهِ۔اس میں
اِنْ۔اگر
مَكَانَ۔جگہ

مِنْكُمْ۔تم میں سے
تَابَا۔وہ توبہ کریں
عَنْهُمَا۔ان سے
تَوَّابًا۔توبہ قبول کرنے والا
عَلٰی۔ذمہ
السُّوْٓءَ۔برے
مِنْ قَرِیْبٍ۔جلدی سے
عَلَیْهِمْ۔ان کی
عَلِیْمًا۔جاننے والا
التَّوْبَةُ۔توبہ
حَتّٰی۔یہاں تک کہ
هُمُ۔ان کے کو
تُبْتُ۔توبہ کرتا ہوں
الَّذِیْنَ۔ان کی جو
كُفَّارٌ۔کافر ہوں
عَذَابًا۔عذاب
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
اَنْ۔یہ کہ
وَ۔اور
لِتَذْهَبُوْا۔تاکہ لے لو تم
اِلَّآ۔مگر
مُّبَیِّنَةٍ۔کھلم کھلا
بِالْمَعْرُوْفِ۔اچھا
فَعَسٰٓی۔تو قریب ہے
وَّ۔اور
خَیْرًا۔بھلائی
اَرَدْتُّمُ۔ارادہ کرو تم

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

وَ۔اور
اٰتَيْتُمْ۔دیا تم نے
اِحْدٰىهُنَّ۔ایک
هُنَّ۔ان کی کو
قِنْطَارًا۔ڈھیر مال کا
فَلَا۔تو نہ
تَاْخُذُوْا۔لو
مِنْهُ۔اس سے
شَيْئًا۔کچھ
اَ۔کیا
تَاْخُذُوْنَهٗ۔لیتے ہو
بُهْتَانًا۔جھوٹ باندھ کر
وَ۔اور
اِثْمًا۔گناہ
مُّبِيْنًا۔کھلے ہوئے سے
وَ۔اور
كَيْفَ۔کیونکر
تَاْخُذُوْنَهٗ۔لیتے ہو اس سے
وَ۔اور
قَدْ۔بے شک
اَفْضٰى۔مل چکے ہیں (بے پردہ)
بَعْضُكُمْ۔بعض تمہارا
اِلٰى۔طرف
بَعْضٍ۔بعض کے
وَ۔اور
اَخَذْنَ۔لے چکیں
مِنْكُمْ۔تم سے
مِّيْثَاقًا۔عہد
غَلِيْظًا۔مضبوط
وَ۔اور
لَا۔نہ
تَنْكِحُوْا۔نکاح کرو
مَا۔اس سے
نَكَحَ۔جس سے نکاح کر چکے
اٰبَآؤُ۔باپ
كُمْ۔تمہارے
مِّنَ النِّسَآءِ۔عورتوں سے
اِلَّا۔مگر
مَا۔وہ جو
قَدْ۔ہو
سَلَفَ۔گزرا
اِنَّهٗ۔بے شک وہ
كَانَ۔ہے
فَاحِشَةً۔بے حیائی
وَ۔اور
مَقْتًا۔غضب کی بات
وَ۔اور
سَآءَ۔بری
سَبِيْلًا۔راہ

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۴

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

اور وہ عورتیں جو فحش کاری کریں تمہاری عورتوں میں سے ان پر چار مردوں کی گواہی لو جو تم میں سے ہوں تو اگر وہ گواہی دیدیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو حتی کہ انہیں اٹھالے موت یا اللہ ان کے لئے بنائے کوئی راہ۔

الْفَاحِشَةَ۔بدکاری۔فحش اس کا مادہ ہے بے حیائی اور بدکاری دونوں معنی ہیں۔لغت میں ایسے قول وفعل کو فحش کہتے ہیں جو برا ہو جس کا ذکر کرنا یا سننا ناگوار ہو۔

اِسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ۔ان پر چار گواہ لاؤ عام معاملات میں صرف دو گواہ ہوتے ہیں لیکن اس کی سزا میں سخت احتیاط لازم قرار دی گئی اور چار گواہ رکھے گئے۔

آیت کا مفہوم واضح ہے کہ بدکاری اگر مسلمان کی ظاہر ہو تو چار گواہ لئے جائیں گے اور وہ گواہ بھی تم میں سے یعنی مسلمان ہوں گے۔گھروں میں بند رکھنا اس لئے فرمایا تاکہ وہ آئندہ بدکاری نہ کر سکیں۔

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا۔کے یہ معنی ہیں کہ مستقبل قریب میں یا تو اللہ تعالیٰ ان کی سزا کے لئے کوئی حد مقرر فرما دے یا وہ نکاح کر لیں۔الفاحشہ میں مفسرین نے زنا مراد لیا ہے اور ان کا بیان ہے کہ حبس فی البیت کا حکم حدود زنا نازل ہونے سے پہلے تھا۔جب حدود نازل ہو گئیں اس آیت کریمہ کا حکم منسوخ ہو گیا اور اس قسم کی آیتیں منسوخ الحکم مامور التلاوت کہلاتی ہیں۔(خازن، جلالین، تفسیر احمدی) آگے مزید توضیح فرمائی گئی اور کہا

www.waseemziyai.com

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

اور تم میں جو مرد و عورت ایسا کام کریں انہیں ایذا دو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ تم میں سے تو ان کو تکلیف دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زبان سے عار دلانے اور ہاتھ سے جوتے مار کر ایذا دو۔

یعنی انہیں جھڑک کر برا کہہ کر شرمندہ کر کے جوتیاں مار کر ایذا دو۔ (جلالین، مدارک، خازن)

حسن کہتے ہیں زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی۔ پھر گھروں میں محبوس کرنا۔ پھر مارنا خواہ کوڑے خواہ سنگساری۔

ابن بحر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ میں ان عورتوں کے لئے حکم ہے جو عورتوں کے ساتھ مساحقت یعنی چپٹی کرتی ہیں اور دوسری آیت وَالَّذٰنِ سے لواطت کرنے والے مردوں کا حکم ہے اور زانی اور زانیہ کا مفصل حکم سورۃ نور میں بیان فرمایا گیا۔

اس تقدیر پر یہ آیتیں منسوخ الحکم ہیں۔ اور ان میں امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دلیل ظاہر ہے کہ لواطت میں تعزیر ہے حد نہیں۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ بے شک توبہ۔ اِنَّمَا حصر کے لئے توبہ کے قبول کی خبر دی گئی۔ توبہ کے لفظی معنی ہیں لوٹنا، پلٹ کر آ جانا، جب کوئی گناہ کرے تو اللہ کے حضور اپنی غلطی کا اقرار کرے اور سچے دل سے عہد کرے کہ وہ باز رہے گا۔

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ۔ اللہ توبہ انہیں لوگوں کی قبول کرتا ہے جو کام جہالت سے کرتے ہیں۔ جو لوگ نادانی و حماقت سے گناہ کرتے ہیں پھر موت سے پہلے توبہ کر لیں تو ان کی توبہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے۔

ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

پھر جلدی سے توبہ کرتے ہیں تو انہیں اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شیطان نے بارگاہ رب العزت میں کہا تیری عزت و جلال کی قسم میں ابن آدم کو جب تک ان میں جان رہے گی بہکاتا رہوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے میں ان کو بخشتا رہوں گا۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابویعلیٰ رحمہم اللہ نے بھی روایت کیا۔

اس کے بعد اس امر کی وضاحت کی گئی کہ توبہ کس کی مقبول ہے اور کس کی مردود تاکہ توبہ ایک رسمی فعل نہ ہو جائے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اور توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہیں حتیٰ کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہہ دے اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی توبہ مقبول ہے جو کافر مریں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو توبہ قبل از موت ہو وہ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ کے اعتبار سے مقبول ہے اور جو موت

www.waseemziyai.com

کا وقت آنے کا انتظار کر کے توبہ میں تاخیر کرتے جائیں وہ توبہ مِنْ قَرِیْبٍ کے موافق نہیں۔

اور قبول توبہ کا وعدہ جو اوپر کی آیت میں فرمایا وہ اس قسم کے لوگوں کے لئے نہیں جو توبہ کو ایک رسم بنا لیتے ہیں اس میں مرضی مولیٰ ہے قبول فرمائے یا نہ فرمائے بخشے یا عذاب کرے۔ (تفسیر احمدی)

اور موت کے قریب تو کافر بھی توبہ کر لیتا ہے جب عذاب کے فرشتے نظر آتے ہیں تو اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ (میں اب توبہ کرتا ہوں) کہنے لگتا ہے اس کی توبہ اس کا ایمان مقبول نہیں جیسے فرعون بھی غرق کے گرداب میں آ کر پکارنے لگا تھا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (میں اس پر ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس اللہ کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں سے ہوں) تو یہ ایمان الٹا اس کے منہ پر مار دیا گیا اور فرمایا اٰلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور تو فسادی تھا)

توبہ کی قبولیت پر دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ گناہ نادانی کی بنا پر کیا گیا ہو دوم یہ کہ توبہ کی طرف جلد رجوع کیا گیا ہو دانستہ یا نادانستہ گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ عزوجل کی طرف رجوع کیا جائے بندہ ایک قدم اس کی طرف بڑھتا ہے تو اس کی رحمت دس قدم بڑھتی ہے۔

اس کے بعد زمانہ جاہلیت کی رسم کا رد کیا گیا جو ان میں مروج تھی چنانچہ ارشاد ہوا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ۝ وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ وَ كَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۝۔

اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور انہیں نہ روکو اس سبب سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو تو اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو بہت قریب ہے کہ کوئی چیز تم ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے اور اگر تم ارادہ کرو بیوی کے بدلے دوسری بیوی کا اور اسے ڈھیر مال دے چکے ہو تو اس سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے اور کیسے لے سکتے ہو حالانکہ تم نے ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو لیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۔

شان نزول

زمانہ جاہلیت میں لوگ مال کی طرح اپنے اقارب کی بیویوں کے بھی وارث بن جاتے تھے۔ گویا انہیں بھی ایک قسم کا جاندار مال مثل گائے گھوڑے اونٹ کے سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر تو بغیر مہر مقرر انہیں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کی بیوی بنا دیتے اور خود مہر پر قبضہ کر لیتے یا انہیں اپنے پاس قید کر لیتے۔ حتیٰ کہ جو ورثا انہوں نے پایا تھا وہ انہیں دے کر رہائی حاصل کریں یا مر جائیں اور یا از روئے ظلم ان کے وارث بن جائیں۔

مختصر یہ کہ وہ مظلوم عورتیں ان کے ہاتھوں مظلوم و مجبور ہوتی تھیں اس رسم کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے

www.waseemziyai.com

مسلمانوں کی اصلاح فرماتے ہوئے ان کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت میں اس کے متعلق حکم ہے جو اپنی بیوی سے نفرت رکھتا ہو اور اس وجہ سے اس سے بدسلوکی کرتا ہو تا کہ عورت مجبور ہو کر مہر واپس دے دے۔ اس فعل ظالمانہ سے روکنے کے لئے لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جاہل زمانہ جاہلیت میں عورت کو طلاق دیتے پھر رجوع کر لیتے پھر طلاق دے دیتے اس طرح اسے معلق رکھتے تا کہ وہ ان کے پاس آرام نہ پا سکیں اور دوسری جگہ بھی ٹھکانہ نہ بنا سکے۔

ایک قول یہ ہے کہ میت کے اولیاء کو خطاب ہے کہ وہ اپنے مورث کی بیوی کو نہ روکیں۔

اور اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ میں شوہر کی نافرمانی اور بدزبانی یا حرام کاری ایسی چیزوں کے ہوتے خلع چاہنے میں مضائقہ نہیں۔ اور عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ میں کھلانے پلانے بات چیت کرنے اور حقوق زوجیت پورے کرنے کا حکم ہے۔

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ۔ میں عورت کی بدخلقی یا صورت ناپسند ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اس حالت میں صبر کرو اور اسے اپنے سے جدا نہ کرو۔

فَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ میں ولد صالح اس سے پیدا ہونے کی امید ظاہر فرمائی۔

اور وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ میں اس امر کو ظاہر فرمایا کہ ایک کو طلاق دینا۔ دوسری سے نکاح کرنا جائز فرمایا گیا۔

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا۔ مہر گراں ہونے کا جواز دکھایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر حکم فرمایا کہ عورتوں کے مہر گراں نہ باندھو ایک عورت نے کھڑے ہو کر یہی آیت سنائی اور عرض کیا ابن خطاب اللہ ہمیں دیتا ہے اور آپ منع کرتے ہیں یہ سنتے ہی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ والا ہے اور اعلان فرمایا میں اپنا اعلان واپس لیتا ہوں جتنا چاہو مہر مقرر کرو۔

لیکن جہاں مہر کی گرانی کی آزادی ہے۔ وہاں دیئے ہوئے مہر سے واپس لینے کی ممانعت بھی ہے۔

آیت کے آخر میں اس عادت قبیحہ کا رد ہے جو جاہلیت میں تھا کہ جب کوئی اور عورت پسند آئے۔ تو پہلی عورت پر الزام لگاتے۔ انواع و اقسام تہمتیں لگاتے تا کہ وہ پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس دے کر اپنا راستہ صاف کر لے اس کی ممانعت فرمائی اور اسے اثم عظیم کہا۔ اس کے بعد منکوحۃ الاب کی حرمت کا قانون نافذ ہوا۔ اور فرمایا

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝

اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا وہ بے شک بے حیائی ہے اور غضب کا کام اور بہت ہی برا چلن ہے۔

اٰبَآؤُكُمْ تمہارے باپ۔ دادا تا سب شامل۔

مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ جنہیں تمہارے باپ نکاح میں لائے ہوں۔

www.waseemziyai.com

زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا کرتے تھے یہاں اس بات کی ممانعت کی گئی ہے اس لئے کہ باپ کی بیوی بمنزلہ ماں کے ہے۔ زمانہ جاہلیت میں حقیقی ماں کے سوا باپ کی منکوحہ کو مفروشہ بنانا جائز سمجھتے تھے اور باپ کے بعد بیٹا بیاہ لیتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ موطوءۃ الاب بمنزلہ ماں ہے اس سے بیٹے کو نکاح کرنا حرام ہے۔

پھر یہ امر بھی آخر کو واضح ہو جاتا ہے کہ باپ نے جس سے وطی کر لی خواہ بعد نکاح یا بلا نکاح بطریق زنا وہ بہر صورت بیٹے پر حرام ہے اس لئے کہ نکاح کے معنی ہی وطی ہیں اور وہ نکاح جو عرف میں نکاح کہلاتا ہے وہ عقد کہلاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے کہ اس قسم کے واقعات جو ہو چکے ہیں فَاحِشَةً بے حیائی ہے۔

وَمَقْتًا۔ غضب۔ یہ لفظ ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں طبیعت میں گھن پیدا ہو۔

سَآءَ سَبِيْلًا۔ برا چلن۔ برا راستہ مراد ہے۔

اب اس کے بعد جس قدر عورتیں حرام ہیں ان کا بیان ہوتا ہے۔ ان میں سات نسب سے حرام ہیں اور باقی دوسرے تعلق سے حرام ہیں۔ کل چودہ محرمات ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس سے رکوع شروع ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۴

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں تمہاری اور بہنیں تمہاری اور پھوپھیاں تمہاری اور خالائیں تمہاری اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور رضائی مائیں تمہاری اور رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور ربیبہ جو تمہاری گود میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو اگر تم نے صحبت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں تم پر اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں اور حرام ہے یہ کہ جمع کرو دو بہنیں بیک وقت مگر وہ جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

حُرِّمَتْ۔ حرام ہوئیں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	اُمَّهٰتُكُمْ۔ تمہاری مائیں	وَ۔ اور
بَنٰتُكُمْ۔ تمہاری بیٹیاں	وَ۔ اور	اَخَوٰتُكُمْ۔ تمہاری بہنیں	وَ۔ اور
عَمّٰتُكُمْ۔ تمہاری پھوپھیاں	وَ۔ اور	خٰلٰتُكُمْ۔ تمہاری خالائیں	وَ۔ اور
بَنٰتُ۔ بیٹیاں	الْاَخِ۔ بھائی کی	وَ۔ اور	بَنٰتُ۔ بیٹیاں
الْاُخْتِ۔ بہن کی	وَ۔ اور	اُمَّهٰتُكُمْ۔ تمہاری مائیں	الّٰتِيْٓ۔ وہ جو
اَرْضَعْنَكُمْ۔ دودھ پلائیں تم کو		وَ۔ اور	اَخَوٰتُكُمْ۔ تمہاری بہنیں

www.waseemziyai.com

مِنَ الرَّضَاعَةِ۔ دودھ پلانے کے ذریعہ
نِسَآئِكُمْ۔ تمہاری بیویوں کی
الّٰتِیْ۔ وہ جو
مِنْ نِّسَآئِكُمْ۔ تمہاری عورتوں سے
بِهِنَّ۔ ان سے
دَخَلْتُمْ۔ صحبت کی تم نے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اَنْ۔ یہ کہ
اِلَّا۔ مگر
اِنَّ۔ بے شک
رَّحِيْمًا۔ مہربان

وَ۔ اور
وَ۔ اور
فِيْ۔ میں
حُجُوْرِكُمْ۔ گودوں
الّٰتِیْ۔ وہ جو
لَمْ۔ نہ
فَاِنْ۔ پھر اگر
بِهِنَّ۔ ان سے
وَ۔ اور
تَجْمَعُوْا۔ اکٹھا کرو تم
مَا۔ جو
اللّٰهَ۔ اللہ
كَانَ۔ ہے

اُمَّهٰتُكُمْ۔ مائیں
رَبَآئِبُكُمْ۔ ربیبہ تمہاری
كُمْ۔ تمہاری کے ہیں
دَخَلْتُمْ۔ صحبت کی ہو تم نے
تَكُوْنُوْا۔ ہو تم کہ
جُنَاحَ۔ گناہ
اَبْنَآئِكُمْ۔ تمہارے بیٹوں کی
وَ۔ اور
الْاُخْتَيْنِ۔ دو بہنوں کے
سَلَفَ۔ گزر چکا
غَفُوْرًا۔ بخشنے والا

حَلَآئِلُ۔ بیویاں
مِنْ اَصْلَابِكُمْ۔ تمہاری نسل سے ہوں
بَيْنَ۔ درمیان
قَدْ۔ پہلے

مختصر تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۴

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۪ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

حرام ہوئیں تم پر مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری اور بہنیں اور پھوپھیاں تمہاری اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ شریکی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کے ساتھ آئی ہوئی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی (پہلے خاوندوں سے بیٹیاں) تمہیں حلال ہیں ان میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قابل حرمت ان عورتوں کو کہا جاتا ہے جن سے نکاح جائز نہ ہو اسی لئے حرمت ارشاد فرمایا گیا۔

وہ نسبی رشتے جو حرام ہیں سات ہیں۔ ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔ ان سب سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

اول قاعدہ کلیہ

ہر وہ عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعہ سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی۔ سب

www.waseemziyai.com

مائیں ہیں اور اپنی حقیقی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔

دوسرا قاعدہ کلیہ

پوتیاں نواسیاں کسی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔

تیسرا قاعدہ کلیہ

بھانجی، بھانجی، بھتیجی، بھتیجی سگے ہوں یا سوتیلے یہ سب حرام ہیں۔

یہ تمام رشتے نسبی ہیں۔ اس کے بعد ان رشتوں کا ذکر ہے جو سبب سے حرام ہو جاتے ہیں۔

اس میں سب سے پہلے دودھ پلانے والی کا ذکر ہے اس لئے کہ یہ اگر غیر تھی تو دودھ پلانے سے پہلے حلال تھی اس میں سبب حرمت دودھ پلانا ہے دودھ کے رشتے کے لئے شیر خواری کی مدت میں قلیل دودھ پینا یا کثیر دودھ پینا دونوں برابر ہیں۔

مدت شیر خواری حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک تیس مہینہ تھے مگر صاحبین کے نزدیک دو سال ہوئے۔ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ شیر خواری دو سال کے بعد اگر ہوگی تو حرمت رضاعت کو مستلزم نہیں۔

شیر خواری سے جو حرمت ہے اسے اللہ تعالیٰ عزوجل نے نسب کے قائم مقام رکھا حُرِّمَ بِالرَّضَاعَةِ مَا حُرِّمَ بِالنَّسَبِ قاعدہ کلیہ ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ دودھ پلانے والی کی ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن کہا گیا اسی طرح رضاعی ماں کا شوہر شیر خوار کا باپ ہے اور اس کا باپ اس کا دادا ہوگا۔ رضاعی ماں کی بہن شیر خوار کی خالہ ہوگی۔

اور رضاعی ماں کا ہر بچہ جو دودھ پلانے والی کے سوا اور کسی سے ہو خواہ قبل شیر خواری کے پیدا ہوا ہو یا اس کے بعد وہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلانے والے کی ماں شیر خوار کی نانی اور اس کی بہن اس کی خالہ اور اس شوہر سے اس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن ہیں اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کے سوتیلے بھائی بہن۔

کیونکہ حدیث میں صاف حکم آچکا کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لئے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔

اب محرمات بالصہر کا بیان ہے

وہ تین ہیں۔

بیویوں کی مائیں۔ بیویوں کی بیٹیاں بغیر ربیبہ۔ ربیبہ وہ ہے جو پہلے خاوند سے یہ عورت لڑکی لائے اور بیٹوں کی بیویاں۔

بیویوں کی مائیں یعنی ساس صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیویاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ یعنی ان سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

اور لڑکی کا گود میں ہونا غالب حال کے لئے بیان ہوا نہ کہ حرمت کے لئے شرط۔ فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان ربیبہ لڑکیوں کی ماؤں سے طلاق یا موت کے ذریعہ سے قبل از صحبت اگر جدائی ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں ان لڑکیوں سے نکاح جائز ہے اور حلائل ابنائکم میں اس امر کی تصریح ہے کہ حقیقی بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام

www.waseemziyai.com

ہیں نہ کہ منہ بولے بیٹوں کی بیویاں جسے متبنیٰ کہتے ہیں اور جب کہ نسبی طور پر یہ حرمت ہے تو رضاعی بیٹے کی بیوی بھی حرام ہوگی کیونکہ نسبی کے حکم میں داخل ہے اور پوتے پر پوتے بیٹوں میں داخل ہیں۔

جمع بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ تو حرام ہی ہے کہ نص صریح موجود ہے اور اگر جہاد میں دو بہنیں ایسی صورت میں آئیں کہ دونوں ایک ہی کے ملک ہوں تو ان سے وطی جائز نہ ہوگی اور حدیث شریف میں پھوپھی بھتیجی، خالہ بھانجی کا بھی نکاح میں جمع کرنا حرام فرمایا گیا اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ

نکاح میں ہر ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن سے ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو دوسری اس کے لئے حلال نہ ہو جیسے پھوپھی بھتیجی کہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کیا جائے تو وہ چچا بنا اور چچا اور بھتیجی حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو دوسری پھوپھی ہوگی۔ تو پھوپھی اس پر حرام ہوگی گویا کہ حرمت دونوں طرف سے ہے۔

اگر یہ حرمت صرف ایک طرف ہو تو جمع حرام نہیں جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لئے باپ کی بیوی تو حرام ہے مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بیوی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگی اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔

الحمدللہ چوتھا پارہ ختم ہوگیا۔ اور پانچواں پارہ شروع ہوا

اظہار تشکر

حضرت مولانا عبدالغنی عثمانی اور پروفیسر علامہ قاری مشتاق احمد صاحب ایم اے کا فقیر بے حد ممنون ہے کہ انہوں نے تفسیر کی تصحیح میں تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل جزائے خیر عطا کرے اور ان کی خدمات کو قبول کرے۔ آمین

فقیر قادری امین الحسنات حنفی قادری

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

پارہ نمبر ۵

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

اور حرام ہیں شوہر والیاں مگر (کافروں کی عورتیں) جن پر تم جنگ میں قبضہ کرو یہ اللہ کا قانون ہے تم پر اور حلال تمہیں اس کے ماسوا کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو پاک دامن نہ بطور زنا کاری تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو انہیں ان کے مہر مقررہ ادا کرو اور نہیں گناہ (مہر سے) برضامندی لینے میں بعد مقدار مقرر ہونے کے بے شک اللہ علم وحکمت والا ہے۔

وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

اور جو نہ طاقت رکھے آزاد عورت کو نکاح میں لانے کی وہ نکاح کرے لونڈیوں سے جو مومنہ ہوگئی ہیں کنزیں ایمان والیاں اور اللہ جانتا ہے تمہارے ایمان کو بعض تمہارے بعض سے ہیں تو نکاح کرو ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو مہر ان کا حسب دستور جو نیک ہیں نہ کہ آوارہ اور نہ یار بنانے والیاں جب وہ قید میں آ جائیں تو اگر برا کام کریں تو ان پر آدھی سزا ہے اس سے جو آزاد کی ہے سزا سے یہ اس کے لئے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہو اور صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	الْمُحْصَنٰتُ۔ خاوند والیاں	مِنَ النِّسَآءِ۔ عورتوں میں سے	
اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو	مَلَكَتْ۔ مالک ہوئے	اَيْمَانُكُمْ۔ تمہارے ہاتھ
كِتٰبَ۔ نوشتہ ہے	اللّٰهِ۔ اللہ کا	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	وَ۔ اور
اُحِلَّ۔ حلال ہیں	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	مَّا۔ جو	وَرَآءَ۔ سوا
ذٰلِكُمْ۔ اس کے ہیں	اَنْ۔ یہ کہ	تَبْتَغُوْا۔ ڈھونڈو	بِاَمْوَالِكُمْ۔ اپنے مال سے
مُّحْصِنِيْنَ۔ نیک چلن	غَيْرَ۔ نہ کہ	مُسٰفِحِيْنَ۔ شہوت رانی کو	فَمَا۔ تو جو

www.waseemziyai.com

اسْتَمْتَعْتُمْ۔ نکاح کرو
بِهٖ۔ ان سے
مِنْهُنَّ۔ ان میں سے
فَاٰتُوْ۔ تو دو
هُنَّ۔ ان کو
اُجُوْرَ۔ حق مہر
هُنَّ۔ ان کے
فَرِيْضَةً۔ مقرر شدہ
وَ۔ اور
لَا۔ نہیں
جُنَاحَ۔ گناہ
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
فِيْمَا۔ اس میں جو
تَرٰضَيْتُمْ۔ رضامند ہو
بِهٖ۔ اس پر
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد
الْفَرِيْضَةِ۔ مقرر کرنے کے
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
كَانَ۔ ہے
عَلِيْمًا۔ جاننے والا
حَكِيْمًا۔ حکمت والا
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
لَّمْ۔ نہ
يَسْتَطِعْ۔ طاقت رکھے
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
طَوْلًا۔ فراخی کی
اَنْ۔ یہ کہ
يَّنْكِحَ۔ نکاح کرے
الْمُحْصَنٰتِ۔ آزاد
الْمُؤْمِنٰتِ۔ مومنہ سے
فَمِنْ۔ تو ان سے
مَّا۔ جو
مَلَكَتْ۔ مالک ہوئے
اَيْمَانُكُمْ۔ تمہارے ہاتھ
مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ۔ کنیزیں
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
بِاِيْمَانِكُمْ۔ تمہارے ایمان
بَعْضُكُمْ۔ بعض تمہارا
مِّنْۢ بَعْضٍ۔ بعض سے ہے
فَانْكِحُوْ۔ تو نکاح کرو
هُنَّ۔ ان سے
بِاِذْنِ۔ اجازت
اَهْلِهِنَّ۔ ان کے مالکوں سے
وَ۔ اور
اٰتُوْ۔ دو
هُنَّ۔ ان کو
اُجُوْرَ۔ حق مہر
هُنَّ۔ ان کے
بِالْمَعْرُوْفِ۔ دستور کے مطابق
مُحْصَنٰتٍ۔ پاک دامنوں کو
غَيْرَ۔ نہ کہ
مُّسٰفِحٰتٍ۔ بدچلن
وَّ۔ اور
لَا۔ نہ
مُتَّخِذٰتِ۔ پکڑنے والیاں
اَخْدَانٍ۔ یاروں کو
فَاِذَآ۔ تو جب
اُحْصِنَّ۔ قبضہ میں آجائیں
فَاِنْ۔ تو اگر
اَتَيْنَ۔ آئیں
بِفَاحِشَةٍ۔ بے حیائی کی طرف
فَعَلَيْهِنَّ۔ تو ان پر
نِصْفُ۔ آدھا ہے
مَا۔ جو
عَلَى۔ اوپر
الْمُحْصَنٰتِ۔ آزاد عورتوں کے ہے
مِنَ الْعَذَابِ۔ سزا سے
ذٰلِكَ۔ یہ
لِمَنْ۔ اس کے لئے ہے
خَشِيَ۔ جو ڈرے
الْعَنَتَ۔ زنا سے
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
وَ۔ اور
اَنْ۔ اگر
تَصْبِرُوْا۔ صبر کرو تو
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
لَّكُمْ۔ تمہارے لئے
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع — سورۃ نساء — پ ۵

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ۔ اور خاوندوں والی عورتیں۔

الْمُحْصَنٰتُ۔ اِحْصَان سے ہے۔ اس کا مادہ حصن ہے۔ اس کے معنی حفاظت یا قلعہ ہے۔ ابن عرب کا مقولہ تھا تَحَصَّنَ زَيْدٌ۔ زید نے قلعہ میں پناہ لے لی۔ پھر یہ لفظ ہر قسم کی حفاظت پر استعمال ہونے لگا چنانچہ زرہ کو حصنہ کہتے ہیں۔ بدن کی حفاظت کرنے والا لباس۔

الْمُحْصَنٰتُ۔ مُحْصَنَہ کی جمع ہے یعنی وہ عورت جو باقاعدہ کسی کی بیوی ہو اور اس کا خاوند موجود ہو ان کے بعد استثناء

www.waseemziyai.com

کیا گیا۔

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ۔ تمہارے دائیں ہاتھ کی ملکیت۔

دائیں ہاتھ کی ملکیت سے مراد وہ غلام عورتیں ہیں جو جہاد میں گرفتار ہو کر بغیر اپنے شوہروں کے تمہارے ہاتھ آئیں وہ تمہارے لئے بعد استبراء رحم حلال ہیں۔ حاملہ ہو تو حمل کے بعد غیر حاملہ ہو تو ایک حیض گزر جانے کے بعد اگرچہ دار الحرب میں ان کے شوہر موجود ہوں۔ کیونکہ دین اور دیار کا اختلاف ان کے شوہروں سے جدائی کا موجب ہو گیا۔

شان نزول

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس میں جو فتح مکہ کے دن یا اس کے متصل ہوئی اسلامی لشکر بھیجا وہاں کے کفار مرو ڑ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور پہاڑیوں گھاٹیوں میں چھپ گئے۔ ان کی بہت سی عورتیں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے پاس آئیں۔

مجاہدین اسلام نے خیال کیا کہ ان کے خاوند زندہ ہیں اور انہوں نے ان کو طلاق بھی نہیں دی اس لئے ان سے صحبت حرام ہو گی۔ ان مجاہدین نے بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آ کر دریافت کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور لونڈیوں کے ساتھ جماع کی اجازت دی گئی۔ کیونکہ لونڈی بعض احکام میں مثل جانور کے مانی گئی ہے اس لئے مافرمایا جو غیر عاقلوں کے لئے آتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جب ہو گا کہ صرف عورتیں ہی قید ہو کر آئیں خاوند نہ آئیں۔ اس کے بعد حلال عورتوں کے لئے کلیۃً حکم ہوا اور ارشاد ہوا۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ۔ اور حلال ہیں تم پر ان کے ماسوا جن کا ذکر ہو گیا۔ اور یہ حلت نکاح اور ملک یمین دونوں پر حاوی ہے۔

اُحِلَّ۔ کا مادہ حل ہے اس کے معنی کھلنا۔ کیونکہ جائز چیز سے پابندی دور کر دی جائے اسی لئے اسے حلال کہتے ہیں۔ اس سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱- نکاح میں مہر ضروری ہے۔ اس لئے کہ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ فرمایا گیا جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو اور اگر مہر معین نہ کیا ہو جب بھی مہر واجب ہے۔

۲- مہر مال سے ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت سے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تھا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہارے نکاح میں دے دوں اس مہر پر کہ آٹھ سال تک تم میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو یہ تمہارا احسان ہے۔ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شریعت موسوی منسوخ ہو گئی اور خدمت سے مہر پورا تسلیم نہ ہوا بلکہ مہر کے لئے مال ہی شرط ہے۔

۳- اتنا قلیل مہر جسے مال نہ کہا جائے مہر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حضرت جابر اور حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم ہے ایک درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے اس حساب سے ساڑھے تین

www.waseemziyai.com

مشہد چونڈی کی قیمت لگائی جائے ورنہ زیادہ جتنا بھی مقرر ہو ہر راضی طرفین وہ جائز ہے۔

اور ہمارے زمانہ میں ساڑھے بتیس روپے مہر شرعی یہ محض تصوراتی بات ہے۔ یہ ممکن ہے کہ شاہان مغلیہ کے عہد کا ایک تعین ہو اور نہ ہم اسے شرعی کہنا صحیح نہیں آگے ارشاد ہے۔

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۔ نیک چلن نہ کہ شہوت رانی کے لئے۔

مُحْصِنِيْنَ۔ اِحْصَان سے بنا اس کے معنی پرہیزگاری وعفت ہیں یعنی نفس کو ان چیزوں سے محفوظ رکھنا جو ملامت کا موجب بنے۔

مُسٰفِحِيْنَ۔ سفح سے بنا اس کے معنی بہانا۔ اصطلاح میں سفاح کے معنی زنا کے ہیں کیونکہ زانی صرف مادہ بہاتا ہے۔ نسل یا اولاد کا مقصد نہیں ہوتا اس لئے زنا کو سفاح کہتے ہیں۔

اس سے حرام کاری مراد ہے اور اس تعبیر میں تنبیہ ہے کہ زانی محض شہوت رانی کرتا ہے اور اس کا یہ فعل قبیح غرض صحیح اور مقصد حسن سے خالی ہے اسے نہ اولاد حاصل کرنا نہ نسل ونسب محفوظ رکھنا نہ اپنے نفس کو حرام سے بچانا منظور ہے وہ اپنے نطفہ مال کو ضائع کر کے دین ودنیا میں خسارہ کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کرتا آگے مہر معین میں سے تراضی طرفین واپس لینے کی اجازت دی گئی چنانچہ فرمایا۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۲۴

تو جن عورتوں سے نکاح کر کے ان کے مقررہ مہر سے انہیں دو اور مقرر ہو جانے کے بعد اگر تمہارے آپس میں رضامندی ہو جائے تو اس میں گناہ نہیں بے شک اللہ علم وحکمت والا ہے۔

اِسْتَمْتَعْتُمْ۔ اِسْتِمْتَاع مصدر ہے اس کے معنی حاصل کرنا ہے۔

اُجُوْرَهُنَّ۔ ان کے حقوق۔ اجور کا واحد اجر ہے۔ اس کے معنی بدلہ اس سے مہر مراد ہے۔ نکاح کے بعد اگر خلوت صحیحہ ہو جائے تو شوہر پورا مہر ادا کرے گا اور اگر صرف نکاح ہوا اور رخصتی نہ ہوئی تو تخلیہ ہوا تو اس صورت میں مہر نصف ہوگا۔

اس میں اجازت ہے کہ عورت اگر مہر مقررہ میں سے کچھ کم کر دے یا بالکل بخش دے اسی طرح مرد مقررہ مہر کی مقدار زیادہ کر دے دونوں جائز ہیں۔

اس کے بعد وہ کنیزیں جو جہاد میں آئیں ان کا حکم ہے اور کم استطاعت لوگوں کے لئے ایک آسانی کا پہلو بتایا گیا۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَي الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۵

اور جو تم میں استطاعت نہ رکھے نکاح کی آزاد عورتوں ایمان والیوں سے تو ان سے نکاح کرے جو تمہاری ملک میں

www.waseemziyai.com

ایمان والیاں کنیزیں اور اللہ تمہارے ایمان خوب جانتا ہے تم میں ایک دوسرے کو تو ان سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو پاک دامنی سے نہ کہ زانیہ آوارہ اور نہ یار بنانے والیاں جب وہ قید میں آ جائیں پھر برا کام کریں تو ان پر اس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں سے ہے اس کے لئے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَسْتَطِعْ۔ اِسْتِطَاعَة۔ سے بنا۔ اس کے معنی طاقت رکھنا۔

مَنْ لَّمْ۔ میں خطاب تمام مسلمانوں سے ہے۔

طَوْلًا۔ طَوْلٌ۔ سے بنا اس کے معنی لمبائی درازی۔ دراز آدمی کو طویل کہتے ہیں اور پستہ قد کو حقیر۔ یہاں قدرت کے معنی ہیں۔

اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ۔ نکاح کے لغوی معنی ملنا ہے۔ یہاں صحبت کے معنی ہیں۔

چونکہ مسلمان کا اپنی کنیز سے نکاح نہیں ہوتا وہ بغیر نکاح مولیٰ کے لئے حلال ہے۔ آیہ کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا کہ جو شخص حرہ مومنہ سے نکاح کی مقدار و وسعت نہیں رکھتا اسے چاہئے کہ ایماندار کنیز سے نکاح کر لے اور یہ عار کی بات نہیں لیکن چونکہ وہ کسی کی کنیز ہے اس لئے اس کے مولیٰ سے اس نکاح کی اجازت حاصل کرنی چاہئے اس سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ اس آیت میں اگرچہ نہیں مگر اوپر کی آیت میں وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ ہے کہ حرام نکاح بیان کر دیئے گئے اس کے ماسوا سب حلال ہیں۔

۲۔ کتابیہ باندی سے بھی نکاح جائز ہے اور مومنہ سے افضل۔

۳۔ وہ باندی جو جہاد میں ملک یمین آئے وہ اگر اپنی لونڈی ہے تو بلا نکاح اور اگر دوسرے کی ہے تو باذن اہلہا جائز ہے۔

۴۔ اور بلا اذن اہلہا باندی کو باختیار خود نکاح کا حق نہیں یہی حکم غلام کے لئے ہے اگر وہ نکاح کرے گا تو بہ اجازت اپنے مولیٰ کے کر سکتا ہے۔

۵۔ مہر کے مالک اگرچہ کنیز کے مولیٰ ہوتے ہیں لیکن وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ سے واضح ہوتا ہے کہ مہر دینا کنیز کو ہی چاہیئے اور کنیز کو دینا مولیٰ ہی کو دینا ہے اس لئے کہ وہ خود اور جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے سب اس کے مولیٰ کی ملک ہے۔

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ۔ یہ نیک چلنی کی صفت بیان کی گئی ہے کہ علانیہ خفیہ کسی طرح بدکاری نہ کرنے والی اور اگر وہ بدکاری کر بیٹھیں تو ان کی سزا آزاد حرہ سے آدھی ہے تو چونکہ حرہ کے لئے سو درہ ہیں تو اس کے لئے پچاس درہ ہوں گے اور باندیوں کے لئے چونکہ رجم نہیں ہے اس لئے یہاں سزا کی تنصیف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور باندی سے نکاح کی اجازت اس لئے ہے کہ کہیں زنا کی طرف ہی میلان نہ ہو جائے۔

کنیز اور لونڈیوں سے نکاح کی اجازت دے کر اسلام نے ایک طرف تو بدکاری کا سد باب کیا۔ لونڈیوں سے نکاح کے لئے مندرجہ ذیل شرائط قرار دیئے۔

www.waseemziyai.com

(۱)ان کے مالکوں سے اجازت حاصل کی جائے۔(۲)مہر ادا کیا جائے۔(۳)لونڈیاں نیکوکاری پاک دامنی کو پسند کرنے والی ہوں۔(۴)شہوت و مستی میں مبتلا نہ ہوں۔(۵)آوارہ نہ ہوں۔

اور اگر صبر کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ باندی سے جو اولاد ہوگی وہ حر نہیں کہلائے گی بلکہ مملوک کہلائے گی اس بناء پر مملوک حاصل کرنے کے بجائے صبر بہتر ہے۔

اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۔اے لوگو اگر تم صبر کرو چاہے شہوت کا غلبہ کتنا ہو مگر لونڈیوں سے نکاح نہ کرو کیونکہ لونڈی سے نکاح میں جو اولاد ہوگی وہ غلام ہوگی اور اپنی اولاد کو غلام بنانا کوئی پسند نہ کرے گا۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع ۔سورۃ نساء۔پ ۵

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾

اللہ چاہتا ہے تمہارے لئے ظاہر فرمانا اپنے احکام اور تمہیں ہدایت کرنا پہلوں کی روش بتا کر اور رجوع کرنا تم پر اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾

اور اللہ چاہتا ہے یہ کہ رجوع فرمائے تم پر توبہ قبول کر کے اور چاہتے ہیں وہ جو اپنی خواہشات کے متبع ہیں یہ کہ تم پلٹ جاؤ زبردست پلٹنا۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور آدمی پیدا کیا گیا ہے ضعیف۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

اے ایمان والو نہ کھاؤ اپنے مال دوسرے کے مال میں ناحق ملا کر مگر یہ کہ ہو تجارت دونوں کی رضا سے تم میں اور نہ ہلاک کرو اپنی جانیں بے شک اللہ ہی تم پر مہربان ہے۔

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

اور جو کرے ایسا زیادتی اور ظلم سے تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں داخل کریں گے عزت کی جگہ۔

www.waseemziyai.com

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

اور نہ آرزو کرو اس کی جس سے اللہ نے تم میں ایک دوسرے کو افضل کیا مردوں کے لئے حصہ ہے ان کے عمل کا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے ان کے عمل کا اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾

اور ہر ایک کے لئے کیا ہے ہم نے مستحق جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے بندھا گیا عہد قسم سے انہیں دو ان کا حصہ بے شک اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

لفظی ترجمہ

يُرِيْدُ۔ چاہتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
لِيُبَيِّنَ۔ کہ ظاہر کرے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے
وَ۔ اور
يَهْدِيَكُمْ۔ دکھائے تم کو
سُنَنَ۔ طریقہ
الَّذِيْنَ۔ ان کا
مِنْ قَبْلِكُمْ۔ جو تم سے پہلے تھے
وَ۔ اور
يَتُوْبَ۔ رجوع کرے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ علم والا حکمت
والا ہے
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
يُرِيْدُ۔ چاہتا ہے
اَنْ۔ یہ کہ
يَّتُوْبَ۔ رجوع کرے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور
يُرِيْدُ۔ چاہتے ہیں
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يَتَّبِعُوْنَ۔ پیروی کرتے ہیں
الشَّهَوٰتِ۔ خواہشوں کی
اَنْ۔ یہ کہ
تَمِيْلُوْا۔ جھکو تم
مَيْلًا۔ جھکنا
عَظِيْمًا۔ بہت
يُرِيْدُ۔ چاہتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
اَنْ۔ یہ کہ
يُّخَفِّفَ۔ ہلکا کرے
عَنْكُمْ۔ تم سے
وَ۔ اور
خُلِقَ۔ پیدا کیا گیا
الْاِنْسَانُ۔ انسان
ضَعِيْفًا۔ کمزور
يٰۤاَيُّهَا۔ اے
الَّذِيْنَ۔ لوگو جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
لَا۔ نہ
تَاْكُلُوْۤا۔ کھاؤ
اَمْوَالَكُمْ۔ اپنے مال
بَيْنَكُمْ۔ آپس میں
بِالْبَاطِلِ۔ ناحق
اِلَّاۤ۔ مگر
اَنْ۔ یہ کہ
تَكُوْنَ۔ ہو
تِجَارَةً۔ تجارت
عَنْ تَرَاضٍ۔ رضامندی سے
مِّنْكُمْ۔ تم میں
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
تَقْتُلُوْۤا۔ ہلاک کرو
اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں کو
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
كَانَ۔ ہے
بِكُمْ۔ تم پر
رَحِيْمًا۔ مہربان
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
يَّفْعَلْ۔ کرے
ذٰلِكَ۔ ایسا
عُدْوَانًا۔ زیادتی
وَّ۔ اور
ظُلْمًا۔ ظلم سے

www.waseemziyai.com

فَسَوْفَ۔ تو جلدی
وَ۔ اور
اللّٰہِ۔ اللہ کے
کَبٰٓئِرَ۔ بڑے گناہوں سے
نُکَفِّرْ۔ دور کردیں گے ہم
نُدْخِلْکُمْ۔ داخل کریں گے ہم تم کو
وَ۔ اور
فَضَّلَ۔ بزرگی دی
عَلٰی۔ اوپر
بِمَا۔ اس سے جو
نَصِیْبٌ۔ حصہ ہے
سْئَلُوا۔ مانگو
اِنَّ۔ بے شک
عَلِیْمًا۔ جاننے والا
مَوَالِیَ۔ حقدار
وَ۔ اور
عَقَدَتْ۔ عہد ہوا
نَصِیْبَھُمْ۔ ان کا حصہ
عَلٰی۔ اوپر

نُصْلِیْہِ۔ داخل کریں گے ہم اسے
کَانَ۔ ہے
یَسِیْرًا۔ آسان
مَا۔ جو
تُنْھَوْنَ۔ روکے گئے ہو تم
عَنْکُمْ۔ تم سے
سَیِّاٰتِکُمْ۔ تمہاری برائیاں
مُدْخَلًا۔ جگہ
لَا۔ نہ
اللّٰہُ۔ اللہ نے
بَعْضٍ۔ بعض کے
اکْتَسَبُوْا۔ کمائیں وہ
اِمَّا۔ اس سے جو
اکْتَسَبْنَ۔ وہ کمائیں
اللّٰہَ۔ اللہ سے
اللّٰہَ کَانَ۔ اللہ ہے
وَ۔ اور
مِمَّا۔ اس سے جو
تَرَکَ۔ چھوڑ جائیں
وَ۔ اور
اَیْمَانُکُمْ۔ قسموں سے
اِنَّ۔ بے شک
کُلِّ۔ ہر

نَکْفِرْ۔ دور کردیں گے ہم
عَنْکُمْ۔ تم سے
وَ۔ اور
کَرِیْمًا۔ اچھی میں
مَا۔ اس کی جو
بَعْضَکُمْ۔ بعض کو
نَصِیْبٌ۔ حصہ ہے
لِلنِّسَآءِ۔ عورتوں کے لئے
وَ۔ اور
مِنْ فَضْلِہٖ۔ اس کے فضل سے
بِکُلِّ۔ ہر
لِکُلٍّ۔ ہر ایک کے لئے
الْوَالِدٰنِ۔ ماں باپ
الَّذِیْنَ۔ وہ جن سے
ھُمْ۔ ان کو
کَانَ۔ ہے
شَھِیْدًا۔ نگران

نَارًا۔ آگ میں
عَلٰی۔ اوپر
تَجْتَنِبُوْا۔ پرہیز کرو تم
عَنْہُ۔ اس سے
وَ۔ اور
کَرِیْمًا۔ اچھی میں
مَا۔ اس کی جو
بَعْضَکُمْ۔ بعض کو
نَصِیْبٌ۔ حصہ ہے
لِلنِّسَآءِ۔ عورتوں کے لئے
وَ۔ اور
مِنْ فَضْلِہٖ۔ اس کے فضل سے
شَیْءٍ۔ چیز کو
جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے
الْوَالِدٰنِ۔ ماں باپ
الَّذِیْنَ۔ وہ جن سے
ھُمْ۔ ان کو
کَانَ۔ ہے
شَھِیْدًا۔ نگران

مختصر تفسیر پانچواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَ یَھْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَ یَتُوْبَ عَلَیْکُمْ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۲۶﴾ وَ اللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ ۟ وَ یُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّھَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ﴿۲۷﴾ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ﴿۲۸﴾

اللہ چاہتا ہے کہ ظاہر کرے تمہارے لئے (احکام اپنے) اور بتادے تمہیں ان کی روشیں جو تم سے پہلے تھے اور رجوع فرمائے تم پر اپنی رحمت سے اور اللہ علم وحکمت والا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائے اور چاہتے ہیں وہ جو اپنی خواہشات کے پیرو ہیں کہ تم کو پھیر دیں (سیدھے راستہ سے) پھرنا زبردست اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف فرمائے اور آدمی کمزور بنایا گیا ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ عزوجل کی مرضی ہے کہ احکام واضح کرے اور انبیاء وصالحین جو تم سے پہلے ہو گزرے

www.waseemziyai.com

ہیں ان کی روشوں سے مطلع کرے اور جو خواہشات کے پیرو ہیں وہ تمہیں حرام میں مبتلا کر کے گمراہ کرنا چاہتے ہیں تا کہ تم ان کی طرح خراب ہو جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے احکام تم پر بعض امتوں سے ہلکے نافذ فرمانا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ انسان ضعیف البنیان ہے اس کو عورتوں سے صبر مشکل ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں بھلائی نہیں اور ان کی طرف سے صبر بھی نہیں نیکوں پر وہ غالب آتی ہیں اور بدان پر غالب آتا ہے۔

انسانی زندگی کے اہم مسئلے مثلاً رشتہ ازواج وغیرہ کے احکام ارشاد فرمائے مثلاً زنا کی مذمت۔ اس سے توبہ۔ عورتوں کے احکام۔ محرمات کا ذکر۔ نکاح کا مہر۔

انسان کو اپنی کمزوریوں کے باعث ان احکام کی اطاعت ناگوار ہوتی ہے اس لئے ان احکام پر زور دیا گیا۔

شان نزول

یہود اپنی علاتی بہنوں اور بھتیجیوں۔ بھانجیوں سے نکاح جائز سمجھتے تھے۔ اسلام نے ان عورتوں کو حرام کیا تو یہود نے کہا کہ اسلام نے خالہ۔ پھوپھی کو حرام کیا ہے لیکن ان کی بیٹیاں حلال ہیں۔ ایسے ہی وہ بھائی بہن حرام ہیں ان کی بیٹیاں حلال ہونی چاہئے تھیں۔ اس کا رد فرمایا گیا کیونکہ یہ حکم توریت میں نہ تھا بلکہ یہ محض ان کی نفسانی خواہشات تھیں اس لئے فرمایا کہ یہ خواہشات کی اتباع کرتے ہیں۔

اس کے بعد غیر کے مال کو اپنے مال میں ملا کر کھانے کی ممانعت اور بہ تراضی طرفین تجارت میں مشارکت کی اجازت کا قانون ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تجارت رضامندی سے ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ میں ایمان والوں کو مکرر خطاب فرمایا گیا کیونکہ ایمان سے ایمان مقدم ہے۔

لَا تَأْكُلُوا۔ حرام مال کا استعمال مطلقاً حرام ہے ہر قسم کے حرام مال سے بچو کیونکہ حرام مال میں برکت نہیں ہوتی وہ جلد فنا ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ باطل ہے۔

آپس میں مال بطریقہ حرام کھانا یہی ہے کہ جوا کھیل کر ہارنا جیتنا چوری خیانت۔ غصب سود یہ سب ناحق اور باطل ہیں اس آیت میں سب کی ممانعت کی گئی اور تجارت کا استثناء کر دیا اس لئے کہ وہ حلال ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیع وہی ہے جو آپس میں رضامندی سے ہو۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تجارت کا قصد کرو کیونکہ تجارت زبان اور ہاتھ سے لین دین کا نام ہے۔ اور

www.waseemziyai.com

لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۔ میں دنیا اور آخرت کی ہلاکت اور مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا۔ خودکشی اتباع نفس میں حرام کا ارتکاب پھر کبائر گناہ سے اجتناب کا حکم دے کر صغائر کی معافی کی بشارت دی گئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو پہاڑ سے خود گر کر اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں گرتا رہے گا اور اگر کسی ہتھیار سے ہلاک کرے تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ دوزخ میں ہمیشہ مارتا رہے گا۔ (مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ پہلی امت میں ایک شخص کا عضو زخمی ہو گیا۔ اس نے گھبرا کر چھری نکال کر اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس سے خون نہ رکا یہاں تک کہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بندے نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے میں جلدی کی میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔

بعض نے کہا کہ اس آیت کے معنی ناجائز طریق سے مال کھا کر اپنی جانوں کو ہلاک کرنا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔ اس نے اپنی غایت رحمت سے تم کو اچھی باتوں کا حکم کیا اور بری باتوں سے منع فرمایا۔ ندامت و استغفار کو تمہارے لئے توبہ قرار دیا۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝

اور جو ظلم اور زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں پہنچائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ۔ جو کرے گا ناحق غیر کے مال کو کھائے گا یا بے قصور مارے گا۔

عُدْوَانًا۔ بوجہ زیادتی کے۔

وَّظُلْمًا۔ اور ظلم سے۔

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ۔ اس کو ہم داخل کریں گے دوزخ کی آگ میں۔ چونکہ اس قسم کے لوگ مرتے ہی آگ کا عذاب پاتے ہیں اس لئے سوف ارشاد فرمایا۔

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا۔ آگ میں داخل کرنا اللہ پر آسان ہے اس کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ حلال جاننے والوں کے حق میں یہ وعید ہے۔

اس کے بعد حسد و بغض و کینہ سے مجتنب رہنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ۔ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچو گے۔

تَجْتَنِبُوْا۔ کا مادہ جنب ہے۔ اس کے معنی پرہیز کرنا۔ گریز کرنا۔ جنب پہلو کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں بچنے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں۔ کبائر۔ کبیرہ سے ہے جس گناہ پر دنیا میں سزا یا آخرت میں عذاب ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اس کے برعکس معمولی لغزشوں کو صغیرہ کہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جس گناہ کے عذاب کو اللہ تعالیٰ نے آگ یا غصہ یا لعنت یا عذاب کے ساتھ تمام کیا وہ کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا سات چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں ان سے بچو۔ صحابہ علیہم رضوان نے عرض کی وہ کیا ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ جادو کرنا۔ قتل کرنا۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ جہاد میں پیٹھ موڑ کر آنا۔ ایماندار پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔ (بخاری)

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ نُكَفِّرْ۔ تکفیر۔ سے بنا اس کے معنی چھپانا۔ مٹانا۔

سَيِّاٰتٌ۔ سَيِّئَةٌ۔ کی جمع ہے۔ ناپسند چیز۔ یہاں گناہ صغیرہ مراد ہے۔

نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔ کریم سے مراد اعلیٰ۔ عزت والی۔ ہم تمہارے گناہ صغیرہ مٹا دیں گے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ سب کا نگہبان ہے۔

لَا تَتَمَنَّوْا۔ اصطلاح میں آرزو کرنے کو تمنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کسی بات میں برتری وفضیلت عطا فرمائے اور اسے اس میں ممتاز کر دے تو اس کی ہوس نہ کرو حرص وحسد اللہ کو پسند نہیں۔

کسی کی عزت وترقی پر پچھتانا خواہ دنیا کی جہت سے ہو یا دین کی جس سے آپس میں حسد وبغض پیدا ہو یہ ممنوع ہے اور کسی کی ترقی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ جو اللہ عزوجل نے اسے دیا اسے سلامت رہے اور مجھے بھی ایسا ہی دے خواہ وہ دنیا کی جہت سے ہو یا دین کے وہ غبطہ کہلاتا ہے یہ منع نہیں۔ جو بری صفت ہے اس میں حاسد اپنے لئے وہ نعمت چاہتا ہے جو دوسرے میں دیکھے اور اس سے اس کے زوال کا متمنی ہوتا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب آیہ کریمہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ نازل ہوئی۔ تو مردوں نے کہا ہمیں امید ہے کہ آخرت میں ثواب بھی عورتوں سے دگنا ملے گا تو عورتوں نے کہا ہمیں امید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ۔ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

شان نزول

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر ہم بھی مرد ہوتے تو جہاد کرتے اور مردوں کی طرح ثواب پاتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور عورتوں کو تسلی دی گئی اور فرمایا عورتیں اپنے شوہروں کی اطاعت اور پاک دامنی سے اتنا ثواب حاصل کرتی ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اس کے بعد والدین کے ترکہ کا حکم نافذ ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

www.waseemziyai.com

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

اور ہر ایک کے لئے ہم نے کئے ہیں حقدار جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا انہیں ان کا حصہ دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر ہے۔

جَعَلْنَا۔ جعل۔ سے مشتق ہے اس کے معنی بنانا۔ پیدا کرنا۔

مَوَالِيَ۔ مولیٰ کی جمع ہے اس کے معنی قرب ہیں یعنی ہم نے ہر مسلمان یا ہر ماں یا ہر قوم یا ترکہ کے لئے وارث مقرر فرمائے جو اس کے وارث ہوتے ہیں۔

مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۔ مبتداء محذوف کی صفت ہے تو اس کی تقدیر یوں ہوئی۔

لِكُلِّ جَمَاعَةٍ مِنْ وِرَاثَةٍ جَعَلْنَا هُمْ مَوَالِ يَرِثُوْنَ حَظَّهُمْ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ۔

ہر ایک وارثوں کی جماعت کے لئے جس کو ہم نے اس کا وارث ٹھہرایا جو اپنے ماں باپ اور قرابت والوں کے ترکہ سے حصہ لیتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ اس سے عقد موالات مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص دوسرے سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے میں مرجاؤں تو تو میراث کا وارث ہوگا اور میں اگر کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینی ہوگی اور دونوں میں یہ معاہدہ ہو جائے تو اسے عقد صحیح کہا جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور اس پر بصورت جنایت دیت بھی آجاتی ہے اس کو صحیح قرار دے کر اس کا حکم فرمایا۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝

مرد افسر ہیں عورتوں پر بایں وجہ کہ اللہ نے فضیلت دی ہے بعض کو بعض پر اور اس وجہ میں کہ خرچ کرتے ہیں وہ اپنے مال تو نیک عورتیں ادب والیاں ہیں حفاظت کرنے والیاں خاوندوں کی پس غیب جیسا کہ اللہ نے انہیں حفاظت کا حکم دیا اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ شب گزارو اور انہیں مارو تو اگر وہ پیرو ہو جائیں تو ان پر زیادتی کی راہ نہ تلاش کرو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اور اگر تمہیں دونوں میں جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حکم عورت کی طرف سے اگر ارادہ کریں دونوں صلح کا تو اللہ ان میں میل کر دے گا

www.waseemziyai.com

خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾

اور پوجو اللہ کو اور اس کا شریک نہ بناؤ قطعاً۔ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریب کے ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں اور ان کے ہمسایوں اور مسافروں اور باندی غلاموں کے ساتھ بیشک اللہ نہیں پسند کرتا اسے جو ہو بڑائی مارنے والا اترانے والا۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾

جو آپ بخل کرے اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم کرے اور چھپائے اسے جو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

اور وہ لوگ جو خرچ کریں اپنا مال دکھاوے کو اور نہ ایمان لائیں اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو وہ بہت ہی برا مصاحب ہے۔

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

اور کیا تھا ان پر بوجھ اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور قیامت پر اور خرچ کرتے اللہ کے دیئے ہوئے سے اور اللہ انہیں جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

بے شک اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر ہو نیکی تو دوچند کرتا ہے اور دیتا ہے اپنی طرف سے بڑا ثواب۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

تو کیسی ہوگی جب ہم لائیں ہر امت سے ایک گواہ اور (اے محبوب) تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾

اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں ملا کر برابر کر دیا جاتا اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات۔

لفظی ترجمہ

اَلرِّجَالُ۔ مرد	قَوّٰمُوْنَ۔ افسر ہیں	عَلٰى۔ اوپر	النِّسَآءِ۔ عورتوں کے
بِمَا۔ اس وجہ سے کہ	فَضَّلَ۔ بزرگی دی	اللّٰهُ۔ اللہ نے	بَعْضَهُمْ۔ ان کے بعض کو
عَلٰى۔ اوپر	بَعْضٍ۔ بعض کے	وَّ۔ اور	بِمَآ۔ اس لئے کہ

www.waseemziyai.com

أَنْفَقُوْا۔خرچ کرتے ہیں
قٰنِتٰتٌ۔ادب والیاں
بِمَا۔جیسی کہ
اللّٰتِیْ۔وہ عورتیں
فَعِظُوْهُنَّ۔تو نصیحت کرو
هُنَّ۔ان کو
اضْرِبُوْهُنَّ۔مارو
فَلَا۔تو نہ
إِنَّ۔بے شک
كَبِيْرًا۔بڑا
شِقَاقَ۔بے اتفاقی
مِّنْ أَهْلِهٖ۔مرد کے لواحقین سے
مِّنْ أَهْلِهَا۔عورت کے لواحقین سے
إِصْلَاحًا۔درستی کا
إِنَّ۔بے شک
خَبِيْرًا۔خبردار
وَ۔اور
شَيْئًا۔کسی کو
إِحْسَانًا۔احسان کرنا
وَ۔اور
وَ۔اور
وَ۔اور
الصَّاحِبِ۔ساتھی
وَ۔اور
إِنَّ۔بے شک
مَنْ۔اس کو جو
الَّذِيْنَ۔وہ جو

مِنْ أَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں سے
حٰفِظٰتٌ۔حفاظت کرنے والیاں
حَفِظَ۔حفاظت کرائی
تَخَافُوْنَ۔کہ تم ڈرو
هُنَّ۔ان کو
فِي۔بیچ
هُنَّ۔ان کو
تَبْغُوْا۔ڈھونڈو
اللّٰهَ۔اللہ
وَ۔اور
إِنْ۔اگر
بَيْنِهِمَا۔ان کی سے
وَ۔اور
إِنْ۔اگر
اللّٰهُ۔اللہ
كَانَ۔ہے
اعْبُدُوا۔عبادت کرو
وَ۔اور
لَا۔نہ
وَ۔اور
وَ۔اور
الْجَارِ۔ہمسائے
الْجَارِ۔ہمسائے
بِالْجَنْۢبِ۔ان کے پاس کے
مَا۔جن کے
اللّٰهَ۔اللہ
كَانَ۔ہو
يَبْخَلُوْنَ۔بخل کرتے ہیں

فَالصّٰلِحٰتُ۔تو نیک عورتیں
لِّلْغَيْبِ۔غائبانہ
وَ۔اور
هُنَّ۔ان کی سے
اهْجُرُوْهُنَّ۔علیحدہ رکھو
وَ۔اور
الْمَضَاجِعِ۔بستروں کے
أَطَعْنَكُمْ۔کہا مانیں تمہارا
سَبِيْلًا۔کوئی راستہ
عَلِيًّا۔بلند
خِفْتُمْ۔تم ڈرو
حَكَمًا۔ایک پنچ
حَكَمًا۔ایک پنچ
يُّرِيْدَآ۔ارادہ کریں وہ
بَيْنَهُمَا۔ان کے درمیان
عَلِيْمًا۔جاننے والا
اللّٰهَ۔اللہ کی
تُشْرِكُوْا۔شریک ٹھہراؤ
بِهٖ۔اس کا
بِالْوَالِدَيْنِ۔ماں باپ کے ساتھ
بِذِي الْقُرْبٰى۔قرابت والوں سے
وَ۔اور
الْمَسٰكِيْنِ۔مسکینوں
ذِي الْقُرْبٰى۔قریب والے سے
وَ۔اور
الْجُنُبِ۔دور کے سے
وَ۔اور
ابْنِ السَّبِيْلِ۔مسافروں سے
مَلَكَتْ۔مالک ہوئے
أَيْمَانُكُمْ۔تمہارے ہاتھ
لَا۔نہیں
يُحِبُّ۔پسند کرتا
مُخْتَالًا۔اترانے والا
فَخُوْرًا۔فخر کرنے والا
وَ۔اور
يَأْمُرُوْنَ۔حکم دیتے ہیں

www.waseemziyai.com

النَّاسَ۔لوگوں کو
مَآ۔جو
وَ۔اور
مُّهِيْنًا۔ذلت کا
اَمْوَالَهُمْ۔اپنے مال
لَا۔نہیں
لَا۔نہ
مَنْ۔جو
قَرِيْنًا۔ساتھی
مَا۔کیا ہے
اٰمَنُوْا۔ایمان لاتے
الْاٰخِرِ۔قیامت پر
رَزَقَهُمْ۔دیا ان کو
اللّٰهُ۔اللہ
اللّٰهَ۔اللہ
ذَرَّةٍ۔ذرہ کے
حَسَنَةً۔نیکی
يُؤْتِ۔دیتا ہے
عَظِيْمًا۔بڑا
مِنْ۔ہر
وَّ۔اور
هٰٓؤُلَآءِ۔ان کے
الَّذِيْنَ۔وہ جو
الرَّسُوْلَ۔رسول کی
الْاَرْضُ۔زمین
اللّٰهَ۔اللہ سے

بِالْبُخْلِ۔بخل کا
اٰتٰهُمُ۔دیا ان کو
اَعْتَدْنَا۔تیار کیا ہم نے
وَ۔اور
رِئَآءَ۔دکھاوے کو
يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے
بِالْيَوْمِ۔ساتھ دن
يَكُنِ۔ہو
فَسَآءَ۔تو برا ہے
ذَا۔انہیں
بِاللّٰهِ۔اللہ پر
وَ۔اور
اَنْفَقُوْا۔خرچ کرتے
وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ نے
بِهِمْ۔ان کو
لَا۔نہیں
وَ۔اور
يُضٰعِفْهَا۔تو دوچند کرتا ہے اسے
مِنْ لَّدُنْهُ۔اسے اپنے پاس سے
فَكَيْفَ۔تو کیسی ہوگی
كُلِّ۔ایک
جِئْنَا۔لائیں ہم
شَهِيْدًا۔گواہ
كَفَرُوْا۔کافر ہوئے
لَوْ۔کاش کہ
وَ۔اور
حَدِيْثًا۔کوئی بات

وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ نے
لِلْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کے لئے
الَّذِيْنَ۔وہ جو
النَّاسِ۔لوگوں کے
بِاللّٰهِ۔اللہ پر
الْاٰخِرِ۔پچھلے کے
الشَّيْطٰنُ۔شیطان
قَرِيْنًا۔ساتھی
عَلَيْهِمْ۔ان پر
وَ۔اور
اَنْفَقُوْا۔خرچ کرتے
وَ۔اور
عَلِيْمًا۔جاننے والا
يَظْلِمُ۔ظلم کرتا
اِنْ۔اگر
وَ۔اور
مِنْ لَّدُنْهُ۔اسے اپنے پاس سے
اَجْرًا۔اجر
اِذَا۔جب
اُمَّةٍ۔امت سے
بِكَ۔تجھ کو
يَوْمَئِذٍ۔اس دن
وَ۔اور
تُسَوّٰى۔برابر کر دی جائے
لَا۔نہ

يَكْتُمُوْنَ۔چھپاتے ہیں
مِنْ فَضْلِهٖ۔اپنے فضل سے
عَذَابًا۔عذاب
يُنْفِقُوْنَ۔خرچ کرتے ہیں
وَ۔اور
وَ۔اور
وَ۔اور
لَهٗ۔اس کا
وَ۔اور
لَوْ۔اگر
الْيَوْمِ۔دن
مِمَّا۔اس سے جو
كَانَ۔ہے
اِنَّ۔بے شک
مِثْقَالَ۔مقدار
تَكُ۔ہو
وَ۔اور
اَجْرًا۔اجر
جِئْنَا۔لائیں ہم
بِشَهِيْدٍ۔گواہ
عَلٰى۔اوپر
يَوَدُّ۔چاہیں گے
عَصَوُا۔نافرمانی کی
بِهِمُ۔ان سے
يَكْتُمُوْنَ۔چھپا سکیں گے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر چھٹا رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ ۔

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر مال خرچ کئے تو نیک عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کی پس غیبت محافظت کرتی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا حکم دیا۔

اَلرِّجَالُ اور النِّسَآءِ۔ میں الف لام جنسی ہے رِجَالٌ۔ رُجُل کی جمع ہے۔ اس کے معنی مرد ہیں۔

قَوّٰمُوْنَ۔ اس کا واحد قوام ہے اس کے معنی حاکم اور نگران ہیں۔ مرد عورتوں کی کفالت کرنے والے اور حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں مرد اور عورت کے درجات بتائے گئے ہیں۔ مرد کا درجہ عورت پر زیادہ ہے۔ اس میں مرد کی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مردوں کو عورتوں پر حاکم اور ان کا کفیل بنایا ہے۔ مرد کو عورت پر فضیلت عطا کی گئی یہ فضیلت جسمانی اور روحانی لحاظ سے ہے اس کی تشریح احادیث مبارکہ میں تفصیل سے موجود ہے۔

جب مرد عورتوں پر حاکم ہیں تو انہیں لازم ہوا کہ ان کی اطاعت کریں اور مردوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں۔ ان کے مصالح اور تدابیر اور تادیب وحفاظت میں ساعی ہوں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر اپنی بیوی حبیبہ کو طمانچہ مار دیا ان کے والد انہیں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لائے اور ان کے شوہر کی شکایت کی اس پر یہ حکم نافذ ہوا۔

اور دوسری فضیلت بھی ظاہر فرمائی گئی کہ مردوں اور عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد۔ نبوت وخلافت امانت۔ اذان۔ خطبہ۔ جماعت۔ جمعہ۔ تکبیر وتشریق۔ حدود وقصاص کی شہادت میں ممتاز فرمایا۔ پھر ورثہ میں دو چند حصہ کا حقدار بنایا۔ تعصیب ونکاح وطلاق کا مالک کیا۔ نسبوں میں انہیں یہ امتیاز بخشا کہ اَلْاُمَّهَاتُ وِعَاءٌ وَالْاَنْسَابُ اٰبَآءٌ تمام نسب کی نسبت باپ کی طرف قائم کی۔ نماز روزہ میں کامل طور پر مرد کو ہی حق ملا عورت کی نماز روزہ ایام حیض میں نہیں پھر داڑھی عمامہ کے ساتھ بھی مرد ہی کو فضیلت ہے۔

اور بِمَآ اَنْفَقُوْا فرما کر یہ بتا دیا کہ عورتوں کے نفقات جو مردوں پر واجب ہیں وہ ادا کرتے ہیں تو نیک مودب عورتوں کی علامت یہ ہونی چاہئے کہ وہ محافظت عصمت کے ساتھ حفاظت عفت بھی کریں اور اپنے شوہر کے مال اور ان کے راز بھی محفوظ رکھیں۔ یہ نیک خصلت عورتوں کی ذمہ داریاں بیان کیں۔

اس کے بعد ناچاقی کے پہلوؤں پر درجہ بدرجہ تادیب۔ توبیخ۔ مقاطعت مابین کا حکم نافذ کیا اور ارشاد ہوا۔

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ

www.waseemziyai.com

اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

اور وہ عورتیں جن سے تمہیں نافرمانی کا اندیشہ ہو تو انہیں اول سمجھاؤ اور ان سے الگ سونا اختیار کرو اور انہیں ہلکی ضرب مارو تو اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند اور بڑا ہے اور اگر تمہیں میاں بیوی کے مابین جھگڑے کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل ملاپ کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

تَخَافُوْنَ۔ کے معنی تَعْلَمُوْنَ۔ کے ہیں یعنی ان کی سرکشی کو تم جانتے ہو۔

نُشُوْزَ۔ کے معنی اونچے ہونے کے ہیں۔ اونچی جگہ کو نشز کہتے ہیں۔ تکبر ضد ہٹ دھرمی مراد ہے۔

عورت کو سمجھانا یہی ہے کہ شوہر کی نافرمانی اور اطاعت نہ کرنے کے نتائج۔ خاوند کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کے عواقب سمجھائے جائیں۔ اللہ عزوجل کے عذاب کا خوف دلایا جائے اگر اس پر بھی وہ نہ مانے تو اپنے پاس سونے بلانے کا رشتہ ترک کیا جائے پھر بھی نہ مانے تو ضرب غیر شدید سے تنبیہ کی جائے۔

قرآن حکیم نے ضرب مار کر حد بتا دی ہے کہ سخت تکلیف دہ مار نہ مارے بلکہ صرف اصلاح کے لئے تنبیہ کرے۔ سخت مار ہرگز نہ مارے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ عورتوں کی مار پیٹ صرف بدخو اور نافرمان کے لئے ہے۔

اور جب دیکھو کہ سمجھانا، علیحدہ سونا۔ مارنا کچھ بھی کارآمد نہ ہوا تو دو حاکم مقرر کرو جو اقارب سے ہوں اس لئے کہ اقارب اپنے رشتہ داروں کے خانگی حالات و عادات سے واقف ہوتے ہیں اور زوجین کے مابین موافقت بھی چاہتے ہیں پھر فریقین کو اپنے دل کی بات ان سے کہنے میں حجاب بھی نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ عزوجل ان کے ارادۂ موافقت میں مدد فرمائے گا اور میل ملاپ کر دے گا کیونکہ وہ دل کی حالتوں سے خبردار ہے ان حکموں کو زوجین میں تفریق کا مجاز نہیں۔ جب وہ نافرمانی چھوڑ دیں تو ظلم نہ کرو اللہ عزوجل سے ڈرو وہ سب پر غالب اور حاکم ہے۔

اب عبادت الٰہی عزوجل کا حکم اور اشراک باللہ کی ممانعت فرماتے ہوئے حقوق والدین اور حقوق ذی القربیٰ و ہمسایہ کا حکم فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

اور اللہ کی پرستش کرو اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں اور کروٹ کے ساتھیوں اور راہ گیر مسافروں اور باندی غلام سے بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی اترانے والا شیخی مارنے والا جو آپ بخل کرے اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دے اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا اسے چھپائیں اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب۔

عبودیت کا معنی نہایت درجہ کا عجز و انکساری ظاہر کرنا ہے اور اس کا وہی شخص مستحق ہے جو نہایت درجہ کا اعلیٰ فضیلت رکھنے

www.waseemziyai.com

والا ہے۔

وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ شرک کرنے والے جاندار اور بے جان دونوں کو ہی خدا کا شریک بناتے ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل نے وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا فرما کر دونوں کا رد کیا اور بتایا کہ ربوبیت الٰہی میں جاندار اور نہ بے جان دونوں شریک نہیں اور اسی طرح اس کی عبادت میں۔

لَا تُشْرِكُوْا۔ اشراک سے بنا۔ اس کا مادہ شرک ہے۔ چاہے کسی مخلوق کو خدا عزوجل کی طرح مستقل خالق مانے جیسے مجوسی یزدان کو خالق خیر مانتے ہیں اور خالق شر اہرمن کو کہتے ہیں یا جیسے یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو یا مشرکین فرشتوں علیہم السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا یا بیٹیاں مانتے تھے۔ ان کی تردید فرمائی گئی۔

شَيْئًا سے مراد بے جان چیزیں ہیں چاند سورج وغیرہ۔

پھر والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا یعنی ادب اور تعظیم کے ساتھ ان کی خدمت میں مستعد رہنا ان پر خرچ کرنے میں کسی قسم کا دریغ نہ کرنا۔

حدیث میں آیا حضور سید یوم النشور نے فرمایا اور تین بار فرمایا رَغِمَ اَنْفُهٗ یعنی اس کی ناک خاک آلود ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کس کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنتی نہ ہو گیا۔ (مسلم)

احسان سے مراد بھلائی ہے۔ علماء فرماتے ہیں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک یہ ہے کہ اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کی خدمت کرے اور ان کے سامنے جھڑک کر نہ بولے ان کا ہر حکم مانے ماں باپ کی وفات کے بعد ان کا قرض ادا کرے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت حنظلہ بن عامر مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے والد مشرک تھے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا چاہا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرما دیا۔ (تفسیر کبیر)

وَبِذِي الْقُرْبٰى۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا۔ قربیٰ مصدر ہے۔ قرابت والوں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہاں قرابت سے ماں باپ کے سوا تمام دوسرے رشتہ دار ہیں۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

رشتہ داروں کے لئے ارشاد فرمایا۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے والے کی عمر دراز ہوتی ہے اور رزق وسیع ہوتا ہے۔ (بخاری)

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ۔ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ۔ یَتَامٰی۔ یتیم کی جمع ہے وہ نابالغ بچہ جس کا باپ فوت ہو چکا ہو۔

مَسَاكِيْن۔ سے غریب فقیر مراد ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اس کو ہر بال کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو

www.waseemziyai.com

یتیم لڑکی یا لڑکے کی پرورش کرے تو وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اس حدیث کو حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ کَاصْبَعَیْنِ کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والوں کو مجاہد فی سبیل اللہ سے تشبیہ دی۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی۔ اور نزدیک والے ہمسایہ کے ساتھ۔

وہ پڑوسی جس کا پڑوسی دور ہو یا وہ پڑوسی جو قرابت دینی میں شریک نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ پڑوسی جس کے تین حق ہوتے ہیں۔ پڑوس کا حق۔ قرابت کا حق اور اسلام کا حق۔

اور ایک وہ پڑوسی جس کا ایک ہی حق ہوتا ہے۔ پڑوس کا حق اور وہ وہ ہوتا ہے جو اہل کتاب میں سے ہو مسلمان نہ ہو۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو پڑوسی ہیں کس کو تحفہ دوں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تیرے قریب ہو۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو سالن پکائے تو اس میں پانی زیادہ کر لیا کر اور اپنے ہمسائے کا خیال رکھا کر۔ (مسلم)

ایک حدیث میں فرمایا مجھے جبریل نے ہمیشہ ہمسایوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید فرمائی حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ وارث قرار پا جائیں گے۔ (بخاری)

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ۔ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ۔

حضرت ابن عباس مجاہد اور عکرمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ اس سے رفیق سفر مراد ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ۔ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ صاحب بالجنب سے بیوی یا جو زیادہ صحبت میں رہے یا رفیق سفر ہو یا ساتھ پڑھنے والا یا مجلس و مسجد میں ساتھ رہنے والا مراد ہو سکتا ہے۔

وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ۔ مسافر اور مہمان ہے چنانچہ حدیث میں ہے جو اللہ عزوجل اور قیامت پر ایمان رکھے اسے چاہئے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ (بخاری و مسلم)

اور شرعی غلام یا عام باندیاں انہیں ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے سخت کلامی سے پرہیز رکھا جائے کھانا کپڑا بقدر حاجت ضرور دیا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ۔ اور اپنے مملوکوں کے ساتھ۔ اس سے مراد لونڈی۔ غلام۔ مملوکہ جانور ہیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ وہ سلوک کرے جو اس کے لائق ہے۔ (تفسیر کبیر)

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔

www.waseemziyai.com

مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔ جو اپنے اقارب اور بھائیوں سے تکبر کرتا ہو۔ ان پر فخر کرتا ہو۔ بدخلق شیخی بگھارنے والا مراد ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بدخلق داخل نہ ہوگا۔ (ترمذی)

فَخُوْرًا۔ خود بین یا ایسا شخص جو رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ذلت کی نظر سے دیکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص دو چادریں پہن کر اترا رہا تھا۔ تکبر و غرور کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ فرمایا وہ شخص زمین میں دھنسایا گیا اور قیامت تک اس میں اترتا جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے آتی ہے۔ ماں باپ کا نافرمان قطع رحمی کرنے والا بڑھاپے میں زنا کرنے والا۔ تہبند کو تکبر سے لٹکانے والا اس کی خوشبو سے بھی محروم ہوں گے بے شک بڑائی اللہ کے لئے ہے۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ۔ جو کنجوسی کرتے ہیں۔ یہ آیت ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے سے خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے کو بھی اس کام سے روکنا چاہتے ہیں۔

وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ۔ اور لوگوں کو بخل کا حکم کرتے ہیں۔

بخل کی تعریف یہ ہے کہ خود کھائے پہنے اور دوسرے حاجتمند کو نہ دے اور اس سے بھی سخت درجہ ہے شیخی کا وہ یہ کہ نہ کھائے نہ کھلائے۔

اس کا عکس سخاوت ہے اس کا مقتضی یہ ہے کہ خود بھی کھائے اور دوسرے کو بھی کھلائے۔

شان نزول

یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرنے میں بخل کرتے اور نعت چھپاتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کردبہ بن زید اور حیی بن اخطب رفاعہ بن زید بن تابوت اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جو یہود میں سے تھے اور انصار کے پاس آ کر مال خرچ کرنے سے روکتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور نبی آخر الزمان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارتوں کو چھپانے کی کوشش کی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بخل ہو سکتا ہے۔

وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا اس کو چھپاتے ہیں۔ یعنی مال۔ یا علم۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ۔ اور تیار کیا ہم نے منکروں کے لئے۔

عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ رسوا کرنے والا عذاب۔ جیسا کہ اس نے اپنے بخل اور علم کے چھپانے سے اللہ عزوجل کی نعمت کو رسوا کیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہشت میں دغاباز اور احسان جتانے والا ہرگز نہ داخل ہوگا۔ (ترمذی)

وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ کے بیان سے یہ مقصد ہے کہ ہوتے ہوئے مفلس بننا تنگدستی دکھانا اللہ

www.waseemziyai.com

عزوجل کو ناپسند ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ پسند فرماتا ہے کہ بندہ پر اس کی نعمت ظاہر ہو۔ اللہ کی نعمت کا اظہار اخلاص کے ساتھ ہو تو یہ بھی شکر نعمت ہے۔ اس کے بعد صرف بے جا کی مذمت بیان فرمائی اور ارشاد ہوا۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝

اور وہ جو اپنے مال دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور قیامت پر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو وہ کتنا برا مصاحب ہے اور ان کا کیا نقصان تھا اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور قیامت پر اور اللہ کے دیئے ہوئے سے اس کی راہ میں خرچ کرتے اور اللہ ان کو جانتا ہے۔

یہی جو لوگ نام ونمود کو خرچ کرتے ہیں اور رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی جیسے مشرکین ومنافقین یہ بھی وہی ہیں جن کا مشیر ومصاحب شیطان ہے۔ اگر وہ ایمان لاتے اور آخرت کا خوف دل میں رکھتے تو ان کا نفع ہی تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اللہ ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دوچند کرتا ہے اور اپنے خزانہ غیب سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

ذَرَّةٍ۔ چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل ذرہ بھر ظلم نہ کرے گا۔ یعنی رسوا کرنے والا عذاب کفار کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ عین انصاف ہے ظلم بالکل نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا قسم بخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو بڑھا کر بیس لاکھ نیکیاں کر دے گا۔

اس کے بعد حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقف وشاہد ہونے میں خاص اہتمام سے مہر تصدیق کی اور فرمایا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور (اے محبوب) آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں برابر کر دیا جاتا اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔

اس آیت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تمام اقوام امتوں پر گواہی دینے والا بیان فرمایا۔ ہولاء کے مفہوم میں دنیا کے تمام نبی۔ رسول علیہم السلام امتیں شامل ہیں خواہ انہوں نے ان کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔

حضرت سعید بن مسیب سے ابن مبارک رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ ہر روز صبح وشام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت پیش ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام ان کے عملوں سے ان کو پہچانتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ارشاد فرمایا مجھے پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن عظیم آپ پر اترا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر فرمایا میں نے

www.waseemziyai.com

سورہ نساء پڑھنی شروع کی۔ جب میں اس آیت پر آیا تو آپ نے فرمایا اب مجھ کو اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

یہ گواہی ہر امت کے نبی علیہم السلام کے ذمہ ہوگی کہ اس کا امتی ان کے بعد کیسا رہا کیا عمل کئے اور جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ان سب پر گواہ لائے جائیں گے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں زیرا کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بنور نبوت بر جمیع خلائق مطلع است۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سب کی امتوں کے کفر و نفاق اور تمام افعال پر شاہد ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ مطلقاً اپنی امتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں اور نبی الانبیاء حضور ہیں تو تمام امتی حضور کی امت ہیں۔

تو جب مشرک اپنی خطاؤں سے انکار کریں گے اور قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے کوئی غلط کاری نہیں کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے بعد اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾۔ ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے اعضاء خود ان کے خلاف بول پڑیں گے اور اس سے وہ خجل و منفعل ہو کر آرزو کریں گے کہ کاش ہم مٹی میں ملا دیئے جاتے وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بغیر نہائے مگر مسافری میں اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے ملامست کی اور پانی نہ پایا تو تیمم کرو پاک مٹی سے تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن کو کتاب سے ایک حصہ ملا گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی گمراہ ہو جاؤ۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

اور اللہ جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے اللہ مددگار۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ

کچھ یہودی ایسے ہیں کہ کلام کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور رَاعِنَا کہتے ہیں زبان میں بل ڈال کر اور دین میں طعنہ کے لئے اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری سنیں اور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے

www.waseemziyai.com

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

لئے بہتر ہوتا اور دین میں پختہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ایمان نہیں لا سکتے مگر تھوڑے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا تصدیق کرنے والا اس کا جو تمہارے ساتھ ہے قبل اس کے کہ ہم بگاڑیں منہ تو انہیں پھیر دیں ان کی پشتوں کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسے لعنت کی ہم نے ہفتہ والوں پر اور امر الٰہی پورا ہونے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور بخشتا ہے اس کے سوا جسے چاہے اور شرک جو کرے وہ گناہ کا بڑا طوفان باندھنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جو خود ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ جسے اللہ چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا خرما کے ڈورے برابر۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾

دیکھئے کیسا افتراء کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور ان کے لئے یہی کافی ہے گناہ۔

لفظی ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَقْرَبُوا۔ قریب جاؤ	الصَّلٰوةَ۔ نماز کے	وَ۔ اس حال میں کہ	اَنْتُمْ۔ تم
سُكٰرٰى۔ نشہ میں ہو	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	تَعْلَمُوْا۔ جانو تم	مَا۔ جو
تَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	جُنُبًا۔ ناپاک
اِلَّا۔ مگر	عَابِرِيْ۔ مسافر	سَبِيْلٍ۔ راستہ کا	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
تَغْتَسِلُوْا۔ غسل کرے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم
مَّرْضٰۤى۔ بیمار	اَوْ۔ یا	عَلٰى۔ اوپر	سَفَرٍ۔ سفر کے
اَوْ۔ یا	جَآءَ۔ آئے	اَحَدٌ۔ کوئی	مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
مِّنَ الْغَآئِطِ۔ قضائے حاجت سے		اَوْ۔ یا	لٰمَسْتُمُ۔ ہاتھ لگاؤ تم
النِّسَآءَ۔ عورتوں کو	فَلَمْ۔ پھر نہ	تَجِدُوْا۔ پاؤ	مَآءً۔ پانی

www.waseemziyai.com

فَتَيَمَّمُوْا۔ تو تیمم کرو
صَعِيْدًا۔ مٹی
طَيِّبًا۔ پاک سے
فَامْسَحُوْا۔ تو مسح کرو
بِوُجُوْهِكُمْ۔ اپنے منہ کا
وَ۔ اور
اَيْدِيْكُمْ۔ اپنے ہاتھوں کا
اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ
كَانَ۔ ہے
عَفُوًّا۔ معاف کرنے والا
غَفُوْرًا۔ بخشنے والا
اَ۔ کیا
لَمْ۔ نہ
تَرَ۔ دیکھا تو نے
اِلَى۔ طرف
الَّذِيْنَ۔ ان کی جو
اُوْتُوْا۔ دیئے گئے
نَصِيْبًا۔ ایک حصہ
مِّنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب کا
يَشْتَرُوْنَ۔ خریدتے ہیں
وَ۔ اور
يُرِيْدُوْنَ۔ چاہتے ہیں
اَنْ۔ یہ کہ
الضَّلٰلَةَ۔ گمراہی
وَ۔ اور
تَضِلُّوا۔ گمراہ ہو جاؤ تم
السَّبِيْلَ۔ راہ سے
اللّٰهُ۔ اللہ
اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
بِاَعْدَآئِكُمْ۔ تمہارے دشمنوں کو
وَ۔ اور
كَفٰى۔ کافی ہے
بِاللّٰهِ۔ اللہ
وَلِيًّا۔ والی
وَّ۔ اور
كَفٰى۔ کافی ہے
بِاللّٰهِ۔ اللہ
نَصِيْرًا۔ مددگار
مِنَ الَّذِيْنَ۔ کچھ وہ ہیں
هَادُوْا۔ یہود سے جو
يُحَرِّفُوْنَ۔ بدل ڈالتے ہیں
الْكَلِمَ۔ کلمات کو
عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ اس کی جگہ سے
وَ۔ اور
يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا
وَ۔ اور
عَصَيْنَا۔ نہ مانا
وَ۔ اور
اسْمَعْ۔ سن
غَيْرَ۔ نہ
مُسْمَعٍ۔ سنایا جائے تو
وَّ۔ اور
رَاعِنَا۔ راعنا کہتے ہیں
لَيًّا۔ پیچ دے کر
بِاَلْسِنَتِهِمْ۔ اپنی زبانوں کو
وَ۔ اور
طَعْنًا۔ طعن کرتے ہیں
فِي۔ بیچ
الدِّيْنِ۔ دین کے
وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر
اَنَّهُمْ۔ وہ
قَالُوْا۔ کہتے
سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا
وَ۔ اور
اَطَعْنَا۔ ہم نے مانا
وَ۔ اور
اسْمَعْ۔ سن
وَ۔ اور
انْظُرْنَا۔ دیکھ ہماری طرف
لَكَانَ۔ تو ہوتا
خَيْرًا۔ بہتر
لَّهُمْ۔ ان کے لئے
وَ۔ اور
اَقْوَمَ۔ قوی تر
وَ۔ اور
لٰكِنْ۔ لیکن
لَّعَنَهُمُ۔ ان کو لعنت کی
اللّٰهُ۔ اللہ نے
بِكُفْرِهِمْ۔ بوجہ کفر
فَلَا۔ تو نہیں
يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لائیں گے
اِلَّا۔ مگر
قَلِيْلًا۔ تھوڑے
يٰۤاَيُّهَا۔ اے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اُوْتُوا۔ دیئے گئے ہو
الْكِتٰبَ۔ کتاب
اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ
بِمَا۔ اس پر جو
نَزَّلْنَا۔ ہم نے اتارا
مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرتا
لِّمَا۔ اس کی جو
مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ ہے
مِّنْ قَبْلِ۔ پہلے
اَنْ۔ اس سے کہ
نَّطْمِسَ۔ مٹائیں ہم
وُجُوْهًا۔ چہرے
فَنَرُدَّ۔ تو پھیر دیں
هَا۔ ان کو
عَلٰۤى۔ اوپر
اَدْبَارِهَا۔ پیٹھوں
هَآ۔ ان کی کے
اَوْ۔ یا
نَلْعَنَهُمْ۔ لعنت کریں ہم ان پر
كَمَا۔ جیسے

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

لَعَنَّآ۔لعنت کی ہم نے
كَانَ۔ہے
اِنَّ۔بے شک
اَنْ۔یہ کہ
يَّغْفِرُ۔بخشے گا
لِمَنْ۔جسے
يُّشْرِكْ۔شرک کرے
اِثْمًا۔گناہ
تَرَ۔دیکھا تونے
اَنْفُسَهُمْ۔اپنے آپ کو
مَنْ۔جسے
يُظْلَمُوْنَ۔ظلم کیے جائیں گے
كَيْفَ۔کیسے
اَلْكَذِبَ۔جھوٹا
اِثْمًا۔گناہ

اَصْحٰبَ۔اصحاب
اَمْرُ۔حکم
اللّٰهَ۔اللہ
يُشْرَكَ۔شرک کیا جائے
مَا۔جو
يَّشَآءُ۔چاہے
بِاللّٰهِ۔اللہ کے ساتھ
عَظِيْمًا۔بڑا
اِلَى۔طرف
بَلِ۔بلکہ
اللّٰهُ۔اللہ
يَّشَآءُ۔چاہے
فَتِيْلًا۔دانہ خرما کے ڈورے کے برابر
يَفْتَرُوْنَ۔افترا کرتے ہیں
وَ۔اور
مُّبِيْنًا۔صریح

السَّبْتِ۔ہفتہ کو
اللّٰهِ۔اللہ کا
لَا۔نہیں
بِهٖ۔اس کے ساتھ
دُوْنَ۔کم ہے
وَ۔اور
فَقَدِ۔تو بے شک
اَ۔کیا
الَّذِيْنَ۔ان کی جو
بَلِ۔بلکہ
اللّٰهُ۔اللہ
وَ۔اور
عَلٰى۔اوپر
كَفٰى۔کافی ہے

وَ۔اور
مَفْعُوْلًا۔پورا ہونے والا
يَغْفِرُ۔بخشا
وَ۔اور
ذٰلِكَ۔اس سے
مَنْ۔جو
اِفْتَرٰٓى۔باندھا اس نے
لَمْ۔نہ
يُزَكُّوْنَ۔پاک بناتے ہیں
يُزَكِّيْ۔پاک کرتا ہے
لَا۔نہ
اُنْظُرْ۔دیکھ
اللّٰهِ۔اللہ کے
بِهٖ۔ان کے لئے

مختصر تفسیر ساتواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۴۳

اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بغیر نہائے مگر مسافری میں جب تک غسل نہ کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے ملامست کی اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک صلوٰۃ سے مراد نماز ہے تاکید فرمایا گیا کہ نشہ کی حالت میں قریب بھی مت جاؤ۔

سُکٰرٰی۔سکر نشہ کو کہتے ہیں یعنی وہ دماغی کیفیت کہ انسان کے حواس میں خلل آجائے اور عقلی توازن صحیح نہ رہے یہ کیفیت نشہ کے علاوہ غضب شدید کے غلبہ سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نماز کی حالت میں نیند کا غلبہ ہو جائے تو وہ سو جائے حتی کہ نیند جاتی رہے تاکہ بدخواہی میں غلط بات منہ سے نکل جائے۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت صحابہ علیہم رضوان کی دعوت کی اس میں کھانے کے بعد شراب بھی لائی گئی اس لئے کہ ابھی حرمت شراب کا حکم نہیں آیا تھا۔ بعض نے پی لی۔ اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ امام نشہ میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۔ پڑھ گئے اور دونوں جگہ لَآ ترک کر دیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی کہ معنی الٹ گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ چنانچہ مسلمانوں نے اوقات نماز میں شراب نوشی ترک کر دی اس کے بعد شراب بالکل حرام کر دی گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بحالت نشہ اگر مسلمان کی زبان سے کلمہ کفر نکل جائے تو اس پر کفر لازم نہ آئے گا اگرچہ نشہ کرنے کے جرم کا مجرم ضرور ہوگا۔

وَلَا جُنُبًا۔ غسل کی ضرورت۔ ایسی حالت جبکہ غسل فرض ہو جائے چاہے مرد ہو یا عورت اس کو جنبی کہتے ہیں ان کو غسل کا حکم ہے۔

تیسرا یہ حکم آیا کہ جب پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو عام اس سے کہ پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال سے خوف ضرر ہو اور غَائِطِ فرما کر کنایہ بے وضو ہونے سے کیا۔

لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ۔ سے جماع مراد لیا گیا۔

عدم وجدان ماء کی صورت میں فقہاء نے تصریح کی۔

کہ پانی نہ پانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اس کا وجود ہی اس جگہ نہ ہو جہاں اسے ضرورت ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ پانی ہے مگر استعمال ضرر کرتا ہے۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ کنواں ہے لیکن ڈول یا رسی یا کوئی ایسا آلہ نہیں جس سے پانی لیا جا سکے۔

پانچویں صورت یہ کہ پانی ہے مگر سانپ یا درندہ یا دشمن وہاں ہے اور قدرت نہیں رکھتا۔

چھٹی صورت یہ کہ جس کے پاس پانی ہے وہ دینا نہیں چاہتا۔

ان تمام صورتوں میں مریض۔ جنابت وحدث کی حالت میں تیمم کرے۔ (مدارک)

حیض ونفاس سے طہارت کے لئے بھی بصورت عدم استطاعت علی الماء وہی تیمم ہے۔

طریقہ تیمم

دل سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے اس لئے کہ تیمم میں نیت بالاجماع شرط ہے۔

پھر مٹی یا مٹی کی جنس گرد۔ ریتا۔ پتھر پر دو ضربیں ماری جائیں۔

پہلی ضرب مار کر چہرہ پر پھیر لیں۔ دوسری ضرب مار کر ہاتھوں پر کہنیوں تک ہاتھ پھیریں۔

چند مسائل متعلق تیمم

پانی کے ساتھ طہارت اصل ہے اور تیمم پانی سے عاجز ہونے کی صورت میں اس کا پورا پورا قائم مقام ہے جس طرح حدث پانی سے زائل ہوتا ہے اسی طرح تیمم سے حتیٰ کہ ایک تیمم سے جتنے فرائض ونوافل چاہیں پڑھ سکتے ہیں یعنی جیسے وضو سے

www.waseemziyai.com

ویسے ہی تیمم سے اداء الصلوۃ ہوگی۔

تیمم کرنے والے کی اقتداء میں غسل و وضو کرنے والے کی نماز ہو جائے گی۔

آیہ کریمہ کا شان نزول

غزوہ بنی مصطلق میں لشکر اسلام ایسے بیابان میں اترا جہاں پانی نہ تھا۔ صبح وہاں سے کوچ تھا۔ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا۔ اس کی تلاش میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ میں تاخیر فرمائی۔ صبح ہوگئی پانی نہ تھا وضو کی فکر ہوئی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ اس کے بعد یہود کے اخلاق اور کتمان حق کی مذمت فرمائی گئی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو کتاب سے کچھ حصہ ملا کہ گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بہک جاؤ راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

کچھ یہودی تحریف کرتے ہیں کلمات (الٰہی میں) اور بدلتے ہیں اس کی جگہ اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نافرمانی کیا اور سنئے آپ سنائی نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبان لپیٹ کر اور دین میں طعنہ کے لئے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری سنیں اور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لئے بھلائی تھی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یہ یقین نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

کتاب سے کچھ حصہ یہ کہ انہوں نے توریت سے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو جانا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اس میں نعت اور صفت تھی اس کے جاننے اور سمجھنے سے محروم رہے اور کھلم کھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہو گئے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ رفاعہ بن زید اور مالک بن دخشم یہ دونوں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے تو زبان لپیٹ کر باتیں کرتے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی۔ یہ یہودی تھے۔

اور وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ سے یہ مطلب ہے کہ یہودی سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا کہتے ہیں یہ کلمہ ذو جہتین ہے مدح و ذم دونوں پہلو رکھتا ہے۔ مدح کا پہلو تو یہ ہے کہ کوئی ناگوار بات آپ کے سننے میں نہ آئے اور ذم کا پہلو یہ ہے کہ آپ کو سننا نصیب نہ ہو۔ یا آنکہ رَاعِنَا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنے کی ممانعت کی جا چکی ہے پہلے پارہ میں لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا گزر چکا ہے اس لئے کہ یہ لفظ ان کی زبان میں خراب معنی رکھتا ہے مفصل تصریح پہلے گزر چکی ہے۔

پھر طعنہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں اپنے رفیقوں میں بیٹھ کر کہ ہم رَاعِنَا کہہ کر حضور کی بدگوئی کرتے ہیں اگر آپ نبی ہوتے تو آپ اس کو جان لیتے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے خبث باطن کو ظاہر فرما دیا پھر لفظ رَاعِنَا کی بجائے اُنْظُرْنَا تعلیم فرما دیا کہ یہ اہل ادب کی زبان پر ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ کتاب (یعنی توریت) کی تصدیق کرتا ہوا قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ منہ تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت ہفتہ والوں پر کی اور خدا کا حکم ہو کر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہودیوں سے فرمایا کہ قرآن پاک پر ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ ہم تمہارے چہرے بگاڑ دیں شکلیں مسخ کر دیں جس طرح سبت والوں کو بندر بنا دیا تھا اس کا مفصل واقعہ سورۃ اعراف میں ہے۔

منہ بگاڑنے سے یہ مراد ہے کہ آنکھ کان ناک کا نقشہ بگاڑ دیا جائے اور لعنت اصحاب سبت کی طرح کرنے سے یہ مراد ہے کہ مسخ صورت یا لعنت دو میں سے ایک ہو پھر یہ لعنت دنیا میں تو یوں کہ زمانہ انہیں ملعون کہے یہاں مفسرین کے چند اقوال ہیں۔

بعض اس طرف گئے ہیں کہ اس وعید کا وقوع دنیا میں ہوا بعض نے کہا آخرت میں ہوگا۔ بعض کہتے ہیں اگر یہود میں سے ایمان نہ لاتے تو اس کا وقوع ہوتا۔ چونکہ ایمان بھی لائے اس وجہ سے اب نہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو اعلم و اعظم علماء یہود سے تھے انہوں نے ملک شام سے واپس آتے ہوئے راہ میں یہ آیت سنی اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اسلام لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ امید نہ تھی کہ مسخ صورت اور لعنت سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو سکوں گا اسی خوف سے میں نے قبول ایمان میں عجلت کی۔ توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کی میں تصدیق کر چکا ہوں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بھی علماء یہود کے سردار تھے یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سنتے ہی ایمان لے آئے۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ کی لعنت سے ڈرایا گیا اور آگاہ کیا گیا کہ اللہ کا ہر حکم پورا ہو کر رہے گا۔ لہٰذا نافرمانی نہ کرو۔

اس کے بعد مشرک کے لئے وعید ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

بے شک اللہ بخشے گا نہیں اسے جو شرک کرے اس کے ساتھ اور بخش دے گا اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے اور جس نے خدا کا شریک کیا اس نے سخت افتراء عظیم اور گناہ کیا۔ کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ جسے اللہ چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے ڈورے برابر۔ دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے کھلا گناہ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شرک و کفر پر مر گیا اس کی بخشش نہیں اس کے لئے ابدی عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو اگرچہ سیہ کار ہو مرتکب کبائر بھی ہو اور بغیر توبہ بھی مر جائے تو اس کے لئے خلود عذاب نہیں اس کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر

www.waseemziyai.com

ہے چاہے معاف فرمادے یا اس کی عصیان کاری کی سزا دے پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمادے۔

دوسری آیت جس میں یُزَکُّوْنَ فرمایا یہود و نصاری کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ کہہ کر سب سے ستھرا ظاہر کرتے ہیں اور ان کا دعوی ہے کہ لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى۔ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو۔ یہ خودستائی ہے اور مومن کی یہ شان نہیں ہوتی۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جنہیں دیا گیا ایک حصہ کتاب سے ایمان لاتے ہیں بت پر اور شیطان پر اور کہتے ہیں انہیں جو کافر ہوئے کہ یہ لوگ زیادہ ہدایت پر ہیں ایمان والوں سے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾

یہ ہیں وہ کہ لعنت کی اللہ نے جن پر اور جن پر اللہ لعنت کرے تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی بھی مددگار۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾

کیا ان کے لئے حصہ ہے ملک میں تو ایسا ہو تو نہ ملے لوگوں کو تل برابر۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو دیا اللہ نے انہیں اپنے فضل سے تو بے شک دیا ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت سے اور دیا انہیں بڑا ملک۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾

تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا اور ان میں سے کسی نے منہ پھیرا اس سے اور کافی ہے اسے جہنم کی دھکتی آگ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾

جو ہماری آیتوں سے کفر کرے عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں گے جب سڑ جائیں ان کی کھالیں بدلائیں گے ہم اور کھالیں ان کے علاوہ تا کہ عذاب چکھیں بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے عنقریب داخل کریں گے ان کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے ان کے لئے ان باغوں میں بیویاں ہوں گی پاک ستھری اور ہم داخل کریں گے انہیں جہاں سایہ ہی سایہ ہو۔

www.waseemziyai.com

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

بے شک اللہ حکم کرتا ہے تمہیں کہ ادا کرو امانتیں ان کے اہل کی طرف اور جب تم لوگوں میں فیصلہ دو تو انصاف سے فیصلہ دو بے شک اللہ اچھی نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور جو تم میں حکومت والے ہیں۔ تو اگر جھگڑا ہو تم میں تو لوٹاؤ اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر ہو تم ایمان لائے ہوئے اللہ پر اور دن آخرت پر یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اِلَى۔ طرف
الَّذِيْنَ۔ ان کی جو	اُوْتُوْا۔ دیئے گئے	نَصِيْبًا۔ ایک حصہ	مِّنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب کا
يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِالْجِبْتِ۔ بت پر	وَ۔ اور	الطَّاغُوْتِ۔ شیطان پر
وَ۔ اور	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	لِلَّذِيْنَ۔ ان کے متعلق	كَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں
هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ	اَهْدٰى۔ زیادہ ہدایت والے ہیں		مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	سَبِيْلًا۔ راہ سے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ	الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں کہ
لَعَنَهُمُ۔ لعنت کی ان پر	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جس پر
يَلْعَنِ۔ لعنت کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	تَجِدَ۔ پائے گا تو
لَهٗ۔ اس کے لئے	نَصِيْرًا۔ کوئی مددگار	اَمْ۔ کیا	لَهُمْ۔ ہے ان کا
نَصِيْبٌ۔ کوئی حصہ	مِّنَ الْمُلْكِ۔ ملک میں سے	فَاِذًا۔ تو اس وقت	لَّا۔ نہ
يُؤْتُوْنَ۔ دیں	النَّاسَ۔ لوگوں کو	نَقِيْرًا۔ تل بھر	اَمْ۔ کیا
يَحْسُدُوْنَ۔ حسد کرتے ہیں	النَّاسَ۔ لوگوں کا	عَلٰى۔ اوپر	مَآ۔ اس کے جو
اٰتٰىهُمُ۔ دیا ان کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے	مِنْ۔ اپنے	فَضْلِهٖ۔ فضل سے
فَقَدْ۔ تو بے شک	اٰتَيْنَآ۔ دی ہم نے	اٰلَ۔ آل	اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کو
الْكِتٰبَ۔ کتاب	وَ۔ اور	الْحِكْمَةَ۔ حکمت	وَ۔ اور
اٰتَيْنٰهُمْ۔ دیا ہم نے ان کو	مُّلْكًا۔ ملک	عَظِيْمًا۔ بڑا	فَمِنْهُمْ۔ تو بعض ان سے
مَّنْ۔ وہ ہیں جو	اٰمَنَ۔ ایمان لائے	بِهٖ۔ اس پر	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

مِنْهُمْ۔ بعض
وَ۔ اور
اِنَّ۔ بے شک
سَوْفَ۔ جلدی
كُلَّمَا۔ جب بھی
بَدَّلْنٰهُمْ۔ بدل دیں گے ہم ان کو
لِيَذُوْقُوا۔ تاکہ چکھیں
كَانَ۔ ہے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
الصّٰلِحٰتِ۔ نیک
تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں
فِيْهَآ۔ اس میں
اَزْوَاجٌ۔ بیویاں ہیں
ان کو
اللّٰهَ۔ اللہ
تُؤَدُّوا۔ ادا کرو تم
وَ۔ اور
النَّاسِ۔ لوگوں کے
اِنَّ۔ بے شک
بِهٖ۔ اس میں
سَمِيْعًا۔ سننے والا
اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو
اَطِيْعُوا۔ پیروی کرو
الْاَمْرِ۔ حکومت کی
فِيْ۔ چیز
اللّٰهِ۔ اللہ
كُنْتُمْ۔ ہو تم
الْيَوْمِ۔ دن

مَنْ۔ وہ ہیں جو
كَفٰى۔ کافی ہے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
نُصْلِيْهِمْ۔ داخل کریں گے ہم ان کو
نَضِجَتْ۔ پک جائیں گے
جُلُوْدُهُمْ۔ بدل دیں گے ہم ان کو
الْعَذَابَ۔ عذاب
عَزِيْزًا۔ غالب
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
سَنُدْخِلُهُمْ۔ داخل کریں گے ہم ان کو
مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
اَبَدًا۔ دوام
مُّطَهَّرَةٌ۔ پاک
ظِلًّا۔ سایہ ہی
يَاْمُرُ۔ حکم دیتا ہے
الْاَمٰنٰتِ۔ امانتیں
اِذَا۔ جب
اَنْ۔ یہ کہ
اللّٰهَ۔ اللہ
اِنَّ۔ بے شک
بَصِيْرًا۔ دیکھنے والا
اَطِيْعُوا۔ پیروی کرو
الرَّسُوْلَ۔ رسول کی
مِنْكُمْ۔ جو تم میں سے ہو
شَيْءٍ۔ کسی چیز کے
وَ۔ اور
تُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان رکھتے
الْاٰخِرِ۔ قیامت پر

صَدَّ۔ رک گئے
جَهَنَّمَ۔ دوزخ
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
نُصْلِيْهِمْ۔ داخل کریں گے ہم ان کو
جُلُوْدٌ۔ چمڑے
جُلُوْدًا۔ چمڑے
اِنَّ۔ بے شک
حَكِيْمًا۔ حکم والا
وَ۔ اور
سَنُدْخِلُهُمْ۔ داخل کریں گے ہم ان کو
الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
لَهُمْ۔ ان کے لئے
وَ۔ اور
ظَلِيْلًا۔ سایہ میں
كُمْ۔ تم کو
اِلٰى۔ طرف
حَكَمْتُمْ۔ فیصلہ کرو تم
تَحْكُمُوْا۔ فیصلہ کرو تم
نِعِمَّا۔ اچھی
اللّٰهَ۔ اللہ
يٰٓاَيُّهَا۔ اے
اللّٰهَ۔ اللہ کی
وَ۔ اور
الرَّسُوْلَ۔ رسول کی
فَاِنْ۔ تو اگر
فَرُدُّوْهُ۔ تو لوٹاؤ اسے
الرَّسُوْلِ۔ رسول کی
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر
ذٰلِكَ۔ یہ

عَنْهُ۔ اس سے
سَعِيْرًا۔ بھڑکتا ہوا
بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں سے
نَارًا۔ آگ میں
كُلَّمَا۔ جب بھی
نُضِجَتْ۔ پک جائیں گے
جُلُوْدُهُمْ۔ بدل دیں گے ہم ان کو
لِيَذُوْقُوا۔ تاکہ چکھیں
الْعَذَابَ۔ عذاب
حَكِيْمًا۔ حکم والا
وَ۔ اور
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کئے
جَنّٰتٍ۔ باغوں میں کہ
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے
فِيْهَآ۔ ان میں
نُدْخِلُهُمْ۔ داخل کریں گے
اِنَّ۔ بے شک
اَنْ۔ یہ کہ
اَهْلِهَا۔ ان کے اہل کی
بَيْنَ۔ درمیان
بِالْعَدْلِ۔ انصاف سے
يَعِظُكُمْ۔ نصیحت کرتا ہے
كَانَ۔ ہے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
وَ۔ اور
اُولِي۔ صاحب
تَنَازَعْتُمْ۔ جھگڑا ہو تمہارا
اِلٰى۔ طرف
اِنْ۔ اگر
وَ۔ اور
خَيْرٌ۔ بہتر ہے

www.waseemziyai.com

وَ۔اور اَحْسَنُ۔اچھا تَاْوِیْلًا۔طریقہ

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

کیا تو نے انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا وہ بتوں اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں ایمان والوں سے یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

الطَّاغُوْتِ۔سرکش۔حد سے بڑھنے والا۔مفسرین نے بعض جگہ طاغوت سے شیطان اس لئے مراد لیا کہ اس نے حدود سے تجاوز کیا۔

جن لوگوں نے صرف اغراض کی وجہ سے بتوں کی تعظیم کی اور کفر کو اسلام سے افضل جانا ان پر اللہ تعالیٰ عزوجل کی لعنت ہوگی اور اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

کیا ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے اگر ایسا ہو تو یہ لوگوں کو ایک تل برابر بھی نہ دیں گے یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب وحکمت عطا فرمائی اور ان کو بڑا ملک دیا۔

یہود کا یہ گمان تھا کہ پیغمبری ہماری میراث ہے جو ہر زمانہ میں ہمیں ہی ملنی چاہئے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو عار سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ آخر کار حکومت ہم کو ہی مل کر رہے گی۔ان کے اس دعویٰ کا رد فرمایا گیا کہ یہ ایسے بخیل ہیں کہ اگر یہ حاکم ہو جائیں تو یہ لوگوں کو تل برابر بھی خیرات نہ کریں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں کتاب۔علم اور عظیم ملک عطا فرمایا وہ حسد وبغض کرتے ہیں جو جائز نہیں۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝

پھر ان میں سے کوئی ایمان لایا اور کسی نے اس سے منہ پھیرا اور دوزخ بھڑکتی آگ کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

بے شک جو ہماری آیتوں سے منکر ہوئے انہیں ہم آگ میں ڈالیں گے جس وقت ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم انہیں اور کھال بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ آیتیں یہود ونصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو اللہ عزوجل کا بیٹا اور اس کا پیارا بتاتے تھے۔اور کہتے تھے کہ ہمارے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔آیت کریمہ

www.waseemziyai.com

شان نزول

کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود ستر سواروں کی جمعیت لے کر قریش سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے۔ قریش نے ان سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اس لئے تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ قرب رکھتے ہو کیسے اطمینان کریں کہ تم ہم سے فریب کرتے ہوئے نہیں مل رہے ہو البتہ اگر تم ہمارے بتوں کو سجدہ کرلو تو ہم مطمئن ہو سکتے ہیں انہوں نے شیطان کی پیروی کرتے ہوئے بتوں کو سجدہ کرلیا۔

پھر ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ بھی واضح کردو کہ تمہارے نزدیک ہم راہ پر ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو کعب بن اشرف نے کہا تم ہی راہ راست پر ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی اس وجہ سے کہ انہوں نے محض حضور ﷺ کی عداوت میں مشرکین کے بتوں کو پوجا۔ دوسری آیت میں ان کے اس دعویٰ کا رد کیا کہ جب تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ ملک ونبوت میں تم ہی سب سے زیادہ ہو اور اسی وجہ سے تم عربوں کی پیروی نہیں کرتے تھے اور اب عربوں کی خوشامد میں بت پرستی تک کر گزرے۔ درحقیقت اگر تمہارا کچھ ہوتا تو تمہارے بخل کا مقتضی تو یہ تھا کہ اپنے سوا لوگوں کو ایک تل بھی نہ دیتے۔

تم نے لوگوں سے حسد کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی حسد کیا اور ان مومنین سے بھی حسد کیا جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے نبوت ونصرت وعزت عطا فرمائی۔

اور آل ابراہیم میں حضرت یوسف حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہم السلام کو بھی سب کچھ دیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فضل ہونے سے کیوں جلتے ہو۔ آخر تم میں بھی منصف مزاج تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی علیہم رضوان کہ دلائل حقہ سنتے ہی ایمان لے آئے اور وہ بھی تم ہی میں ہیں جنہوں نے حق سے منہ پھیرا اور ایمان سے محروم رہے اور جو محروم ایمان ہیں ان کے لئے بھڑکتا ہوا جہنم ہے۔ پھر کافروں کی سزا کی کیفیت ظاہر کی کہ۔

ان کی کھالیں جلنے پکنے کے بعد بدل دی جائیں گی اور ہمیشہ وہ عذاب میں ہی رہیں گے اس کے بعد بموجب اسلوب بیان قرآن کہ اگر اول جہنمی لوگوں کا ذکر کیا جائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ضروری کیا جاتا ہے اور اگر اول جنتیوں کا ذکر ہو جائے تو بعد میں جہنمیوں کا ذکر لازمی کیا جاتا ہے اس میں لف ونشر مرتب رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اب جہنمیوں کے بعد جنتیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لئے ستھری بیویاں ہیں اور وہاں رہیں گے جہاں سایہ ہی سایہ ہے۔ جس کا ایمان درست ہو گا۔ اس کے اعمال بھی درست ہوں گے۔

جَنّٰتٍ۔ ایسے باغ جن میں گھنے درخت ہوں یہ ابدی نعمت ہے کبھی اس کو زوال نہ ہوگا۔

اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔ یعنی ایسی پاک بیویاں جو ہر نجاست وگندگی اور نفرت والی چیزوں سے پاک ہیں۔ اور سایہ ہی سایہ

www.waseemziyai.com

ایسا کہ جس کی راحت وآسائش فہم وادراک کے احاطہ سے بالاتر ہے۔

ظِلًّا ظَلِيْلًا۔ وہاں سورج کی تپش نہ ہوگی ایمان والے چین وآرام کی زندگی پائیں گے۔

اب اس کے بعد امانتوں کے متعلق حکم نافذ ہوا۔ اور حکم الٰہی کی صورت میں عدل کی تاکید چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝۵۸

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے تمہیں کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں ادا کرو اور یہ کہ جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں اچھی نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اس آیت میں اصحاب امانات اور حکام کو امانتیں دیانتداری کے ساتھ حقدار کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں فرائض بھی اللہ تعالیٰ عزوجل کی امانتیں ہیں ان کی ادا بھی اس حکم میں داخل ہے اور عدل کا مقتضی یہ ہے کہ فریقین میں سے قطعاً کسی کی رعایت نہ ہو۔ علماء نے فرمایا کہ حاکم کو چاہئے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک کرے۔

۱- اپنے پاس آنے میں یا تو دونوں کو موقعہ دے یا کسی کو نہ دے۔
۲- نشست دونوں کی مساوی ہو۔
۳- دونوں کی طرف یکساں متوجہ ہو۔
۴- بات سننے میں دونوں کی طرف یکساں توجہ رکھے۔
۵- فیصلہ دینے میں حق کی رعایت رکھے۔

حدیث میں ہے انصاف کرنے والے کو قرب الٰہی میں نوری منبر عطا ہوگا۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ شان سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو عثمان بن طلحہ تمی جو قبیلہ بنی عبدالدار سے تھے اور کعبہ کے چابی بردار تھے۔ انہوں نے کعبہ کے دروازہ میں قفل لگا دیا اور خود چھت پر چڑھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چابی طلب فرمائی۔ عثمان نے انکار کر دیا اور کہا اگر میں آپ کو اللہ کا رسول سمجھتا تو ضرور چابی دے دیتا۔

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے چابی چھین لی اور فرمایا عثمان ہوش کر تمہاری کیا طاقت ہے کہ ہمارے حضور علیہ السلام کو چابی نہ دو۔ اور چابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دی۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے دروازے کو کھولا۔ داخل کعبہ ہوئے اور وہاں سے بت نکلوا کر پاک کیا اور دو نفل ادا کئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ شریف سے باہر تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور حاجیوں کو پانی میں پلاتا ہوں بیت اللہ شریف کی چابی بھی مجھ کو عطا فرمائی جائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

www.waseemziyai.com

حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چابی عثمان کو واپس دے آؤ۔ حضرت علی المرتضی عثمان بن طلحہ کے گھر پہنچے اور معذرت سے انہیں چابی واپس کر دی۔

عثمان بن طلحہ نے کہا پہلے تو آپ بہت گرم تھے اب نرم ہیں کیا وجہ ہے؟ حضرت مولائے کائنات نے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور حضرت عثمان کو بشارت دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اب کنجی ہمیشہ تمہاری نسل میں رہے گی۔ اس پر عثمان بن طلحہ حجی شرف اسلام سے مشرف ہو گئے۔

اس واقعہ کو محدثین رحمہم اللہ نے تھوڑے تھوڑے تغیر سے بیان کیا ہے۔ مگر ارباب نقد و نظر نے اس واقعہ کو موثق نہیں مانا کیونکہ ابن عبداللہ اور ابن مندہ اور ابن اثیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بن طلحہ ۸ھ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے اور یہاں مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے کنجی فتح مکہ کے روز اپنی خوشی سے پیش کی تھی اور بخاری و مسلم کی احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ اس کے بعد اطاعت الٰہی و اطاعت رسالت پناہی کی تعلیم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

اے ایمان والوں پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی جو تم میں سے حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور بہترین طریقہ۔

أَطِيعُوا۔ اِطَاعَةٌ۔ سے بنا۔ طَوْع بمعنی خوشی۔ اصطلاح میں بخوشی کسی حکم کا ماننا اور قبول کرنا اطاعت کہلاتا ہے۔

آیہ کریمہ کا مفہوم واضح ہے۔ اللہ عزوجل و رسول ﷺ کی اطاعت ہی اطاعت ہے۔

بخاری مسلم کی حدیث ہے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اس حدیث میں ارشاد ہے جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلم امراء و حکام کی اطاعت واجب ہے جب تک کہ وہ حق کے خلاف حکم نہ کریں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام تین قسم کے ہیں۔

ایک وہ جو ظاہر کتاب یعنی قرآن کریم سے ثابت ہوں۔

دوسرے وہ جو ظاہر حدیث سے۔

تیسرے وہ جو قرآن و حدیث کی طرف بطریق قیاس رجوع کرنے سے۔

أُولِي الْأَمْرِ۔ میں امام۔ امیر۔ بادشاہ۔ حاکم۔ قاضی سب داخل ہیں۔ خلافت کاملہ علی منہاج النبوۃ تو زمانہ رسالت کے تیس سال بعد تک رہی۔ اب خلافت ناقصہ رہی وہ خلفاء عباسیہ میں تھی اور اب تو امامت بھی مفقود ہے اس لئے کہ امام کے

www.waseemziyai.com

لئے قرشی ہونا شرط ہے اور یہ اکثر مقامات میں معدوم ہے۔ البتہ سلطنت وامارت باقی ہے اور چونکہ سلطان وامیر بھی اولوالامر میں داخل ہیں اس لئے ان کی اطاعت بھی بحد شریعت ہم پر لازم ہے۔

شان نزول

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے امیر بنائے گئے۔ اسی لشکر کے ایک سپاہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے جس مقام پر حملہ ہونا تھا وہاں حملہ کی خبر ملی تو وہ لوگ اپنا مال لے کر راتوں رات بھاگ گئے اور وہ علاقہ خالی کر گئے۔ صرف ایک شخص باقی رہ گیا تھا جو رات کے اندھیرے میں حضرت یاسر سے ملا۔ اس نے حضرت یاسر کو بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے اور اس کی قوم بھاگ گئی ہے اور وہ صرف تنہا رہ گیا ہے کیا اس کا اسلام لانا مفید ہوگا یا نہیں؟

حضرت یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا اسلام تجھ کو نفع دے گا۔ لہٰذا تو اطمینان سے رہ میں ضمانت دیتا ہوں۔ وہ شخص مطمئن ہو گیا صبح جب لشکر اسلام نے اس بستی پر حملہ کیا تو سوائے اس شخص کے کسی کو نہ پایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کا مال اپنے قبضہ میں کر لیا۔

جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر لشکر میں ہوں امان کا حق مجھے ہے اس پر حضرت خالد اور عمار میں اختلاف ہو گیا۔ جب یہ دونوں حضرات مدینہ پہنچے تو معاملہ دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمار کے حق میں فیصلہ دیا اور اس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمار کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ بغیر اجازت امیر کسی کو امان نہ دیا کریں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ عمار جیسے غلام کو میرے مقابلہ کی اجازت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو عمار کو برا کہے اللہ تعالیٰ اس کو برا کرے جو عمار سے بغض رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو حضرت عمار رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت سے فیصلہ لے کر چلے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے اور دامن پکڑ کر لپٹ گئے اور ان کو راضی کر لیا۔ (روح المعانی، خازن)

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو گمان کرتے تھے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو نازل ہوا تمہاری طرف اور وہ نازل ہوا تم سے پہلے ارادہ رکھتے تھے یہ کہ پنچ بنائیں شیطان کو اور انہیں تو یہ حکم تھا کہ اس کو ہرگز نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر دے دور کی گمراہی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ کی طرف سے اترا اور رسول کی طرف نازل ہوا دیکھو گے منافقین کو کہ منہ پھیر کر تم سے منحرف ہو جاتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾

کیسی ہوگی جب پہنچے گی انہیں مصیبت بدلہ ان کی پہلی کرتوت کا پھر (اے محبوب) تمہارے پاس آئیں گے قسم کھاتے یہ کہتے کہ ہمارا ارادہ تو یہ تھا کہ بھلائی اور میل کریں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِيٓ أَنفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾

ان کے دلوں کی بات اللہ جانتا ہے تو آپ ان سے اعراض فرمائیں اور انہیں نصیحت کریں اور انہیں رسائی کی بات پہنچائیں۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾

اور ہم نے تو کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی پیروی کی جائے خدا کے حکم سے اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو (اے محبوب) تیرے حضور حاضر ہوں تو اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی چاہے تو ضرور اللہ کو پائیں گے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

تو تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمہیں منصف نہ مانیں اپنے آپس کے جھگڑوں میں پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں ذرہ بھر رکاوٹ اس سے جو تم حکم سناؤ اور جی سے مان لیں۔

وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَٰرِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٦﴾

اور اگر ہم فرض کرتے ان پر یہ کہ اپنے آپ کو قتل کردو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو نہ کرتے وہ سب مگر تھوڑے ان سے اور اگر وہ کرتے وہی جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے لئے بھلا تھا اور ایمان کا مضبوط ہونا۔

وَإِذًا لَّآتَيْنَٰهُم مِّن لَّدُنَّآ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٧﴾

اور جب وہ ایسے ہوتے تو ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے۔

وَلَهَدَيْنَٰهُمْ صِرَٰطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٦٨﴾

اور ضرور انہیں راہ دکھاتے سیدھی راہ۔

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہو تو یہ وہ ہیں جو معیت میں ہوں گے ان کی جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ مبارک ہیں ساتھی۔

ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ﴿٧٠﴾

یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ

اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تو نے	اِلَی۔طرف
الَّذِیْنَ۔ان کی جو	یَزْعُمُوْنَ۔گمان کرتے تھے کہ	اَنَّهُمْ۔وہ	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
بِمَآ۔اس پر جو	اُنْزِلَ۔اترا	اِلَیْكَ۔تمہاری طرف	وَ۔اور
مَآ۔جو	اُنْزِلَ۔اترا	مِنْ قَبْلِكَ۔تم سے پہلے	یُرِیْدُوْنَ۔چاہتے ہیں
اَنْ۔یہ کہ	یَّتَحَاكَمُوْٓا۔پنچ بنائیں	اِلَی۔طرف	الطَّاغُوْتِ۔شیطان کی
وَ۔اور	قَدْ۔بے شک	اُمِرُوْٓا۔حکم ملا تھا انہیں	اَنْ۔یہ کہ
یَّكْفُرُوْا۔انکار کریں	بِهٖ۔اس کا	وَ۔اور	یُّرِیْدُ۔چاہتا ہے
الشَّیْطٰنُ۔شیطان	اَنْ۔یہ کہ	یُّضِلَّهُمْ۔گمراہ کرے ان کو	ضَلٰلًۢا۔گمراہ
بَعِیْدًا۔بعید	وَ۔اور	اِذَا۔جب	قِیْلَ۔کہا جاتا ہے
لَهُمْ۔ان کو	تَعَالَوْا۔آؤ	اِلٰی۔طرف	مَآ۔اس کے جو
اَنْزَلَ۔اتارا	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	اِلَی۔طرف
الرَّسُوْلِ۔رسول کی تو	رَاَیْتَ۔دیکھتا ہے تو	الْمُنٰفِقِیْنَ۔منافقوں کو	یَصُدُّوْنَ۔منہ موڑے ہوئے
عَنْكَ۔تم سے	صُدُوْدًا۔پھر	فَكَیْفَ۔تو کیسا ہوگا	اِذَآ۔جب
اَصَابَتْهُمْ۔پہنچے گی ان کو	مُّصِیْبَةٌ۔مصیبت	بِمَا۔بہ سبب اس کے جو	قَدَّمَتْ۔پہلے کر چکے
اَیْدِیْهِمْ۔ان کے ہاتھ	ثُمَّ۔پھر	جَآءُوْكَ۔پھر آئیں وہ تمہارے پاس	
یَحْلِفُوْنَ۔قسم کھاتے ہوئے	بِاللّٰهِ۔اللہ کی	اِنْ۔کہ نہیں	اَرَدْنَآ۔ارادہ کیا ہم نے
اِلَّآ۔مگر	اِحْسَانًا۔بھلائی	وَّتَوْفِیْقًا۔اور ملاپ کا	اُولٰٓئِكَ۔یہ
الَّذِیْنَ۔وہ ہیں کہ	یَعْلَمُ اللّٰهُ۔جانتا ہے اللہ	مَا۔جو	فِیْ۔میں
قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے ہے	فَاَعْرِضْ۔تو منہ پھیرو	عَنْهُمْ۔ان سے	وَ۔اور
عِظْهُمْ۔نصیحت کرو ان کو	وَ۔اور	قُلْ۔کہو	لَهُمْ۔ان کے لئے
فِیْٓ۔میں	اَنْفُسِهِمْ۔ان کے	قَوْلًۢا۔بات	بَلِیْغًا۔رسائی کی
وَ۔اور	مَآ۔نہیں	اَرْسَلْنَا۔بھیجا ہم نے	مِنْ رَّسُوْلٍ۔کوئی رسول
اِلَّا۔مگر	لِیُطَاعَ۔اس لئے کہ پیروی ہو اس کی		بِاِذْنِ۔حکم سے
اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	اَنَّهُمْ۔وہ
اِذْ۔جب	ظَّلَمُوْٓا۔ظلم کر بیٹھیں	اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جانوں پر	جَآءُوْكَ۔آئیں
كَ۔آپ کے پاس	فَاسْتَغْفَرُوا۔تو بخشش چاہیں	اللّٰهَ۔اللہ سے	وَ۔اور
اسْتَغْفَرَ۔بخشش چاہے	لَهُمُ۔ان کے لئے	الرَّسُوْلُ۔رسول	لَوَجَدُوا۔تو پائیں

www.waseemziyai.com

اللّٰہَ۔ اللہ کو
وَ۔ اور قسم ہے
حَتّٰی۔ جب تک
مَا۔ اس کے جو
لَا۔ نہ
حَرَجًا۔ کوئی تنگی
وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر
اَنِ۔ یہ کہ
اُخْرُجُوْا۔ نکل جاؤ
فَعَلُوْهُ۔ کرتے ایسا
وَ۔ اور
مَا۔ جو
لَكَانَ۔ تو ہوتا
اَشَدَّ۔ مضبوطی سے
لَاٰتَيْنٰهُمْ۔ دیں گے ہم انہیں
وَّ۔ اور
مُّسْتَقِيْمًا۔ سیدھی کی
اللّٰہَ۔ اللہ کی
مَعَ۔ جو ساتھ ہوں
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
وَ۔ اور
وَ۔ اور
ذٰلِكَ۔ یہ
كَفٰى۔ کافی ہے

تَوَّابًا۔ توبہ قبول کرنے والا
رَبِّكَ۔ تیرے رب کی
يُحَكِّمُوْكَ۔ حکم نہ مانیں
شَجَرَ۔ جھگڑا ہو
يَجِدُوْا۔ پائیں
مِمَّا۔ اس سے جو
يُسَلِّمُوْا۔ مان لیں
اَنَّا۔ ہم
اقْتُلُوْٓا۔ قتل کرو
مِّنْ دِيَارِكُمْ۔ اپنے گھروں سے تو
اِلَّا۔ مگر
قَلِيْلٌ۔ تھوڑے
اَنَّهُمْ۔ وہ
يُوْعَظُوْنَ۔ نصیحت دیئے جاتے
خَيْرًا۔ بہتر
لَّهُمْ۔ ان کے لئے
وَ۔ اور
تَثْبِيْتًا۔ جمنا
مِّنْ لَّدُنَّآ۔ اپنے پاس سے
اَجْرًا۔ اجر
لَهَدَيْنٰهُمْ۔ ہدایت کریں گے ہم ان کو
وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ ان کے
مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں سے
الشُّهَدَآءِ۔ شہیدوں سے
حَسُنَ۔ اچھی ہے
الْفَضْلُ۔ فضل
بِاللّٰهِ۔ اللہ

رَّحِيْمًا۔ مہربان
لَا۔ نہیں
لَكَ۔ آپ کا
بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان
فِيْٓ۔ میں
قَضَيْتَ۔ تو فیصلہ کرے ان میں
تَسْلِيْمًا۔ پورا ماننا
كَتَبْنَا۔ فرض کریں
اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں کو
اَوِ۔ یا
مَّا۔ نہ
قَلِيْلٌ۔ تھوڑے
اَنَّهُمْ۔ وہ
يُوْعَظُوْنَ۔ نصیحت دیئے جاتے
خَيْرًا۔ بہتر
لَّهُمْ۔ ان کے لئے
وَ۔ اور
تَثْبِيْتًا۔ جمنا
مِّنْ لَّدُنَّآ۔ اپنے پاس سے
اَجْرًا۔ اجر
لَهَدَيْنٰهُمْ۔ ہدایت کریں گے ہم ان کو
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
الرَّسُوْلَ۔ رسول کی
اَنْعَمَ۔ جن پر انعام کیا
وَ۔ اور
الشُّهَدَآءِ۔ شہیدوں سے
وَ۔ اور
اُولٰٓئِكَ۔ یہ
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ کا ہے
عَلِيْمًا۔ جاننے والا

فَلَا۔ تو نہیں
يُؤْمِنُوْنَ۔ مومن ہوں گے
فِيْ۔ میں
ثُمَّ۔ پھر
اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے
وَ۔ اور
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
اَوِ۔ یا
مَّا۔ نہ
مِّنْهُمْ۔ ان میں سے
فَعَلُوْا۔ کرتے
بِهٖ۔ اس کی
وَ۔ اور
اِذًا۔ ایسا کریں گے تو
عَظِيْمًا۔ بڑا
صِرَاطًا۔ راہ
يُّطِعِ۔ پیروی کرے
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ وہ ہیں
اللّٰهُ۔ اللہ نے
الصِّدِّيْقِيْنَ۔ صدیقوں سے
الصّٰلِحِيْنَ۔ نیکوں سے
رَفِيْقًا۔ رفاقت
وَ۔ اور

مختصر تفسیر نواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا
اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

www.waseemziyai.com

کیا تم نے نہ دیکھا جن کا دعویٰ تھا کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف نازل ہوا اور اس پر جو تم سے پہلے نازل ہوا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا جج بنائیں اور ان کو یقیناً حکم تھا کہ اسے ہرگز نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر دے گمراہی دور کی۔

شان نزول

ایک منافق تھا جس کا نام بشر تھا اس کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا۔ یہودی نے کہا چلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرائیں۔ منافق سمجھتا تھا کہ حضور ﷺ بلا رعایت حق کا فیصلہ کریں گے اور اس طرح یہودی کا منشاء پورا ہوگا۔ اس منافق نے کہا چلو کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرائیں۔ قرآن کریم نے طاغوت فرما کر کعب بن اشرف مراد لیا ہے۔

یہودی جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت خور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ان عیوب سے مبرا و منزہ ہے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے کعب کو جج تسلیم نہ کیا۔ مجبوراً منافق کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا اور وہ یہودی کے موافق تھا۔

بشر منافق نے فیصلہ سن کر یہودی کو مجبور کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس چلو یہ فیصلہ ان سے کرائیں یہ دونوں بارگاہ صدیق میں آئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

بشر منافق بولا کہ میری تسلی اب بھی نہیں ہوئی چلو حضرت عمر کے پاس چل کر فیصلہ کرائیں۔ یہودی نے کہا اچھا چل۔ چنانچہ یہودی آیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کر دیا کہ میرا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق رضی اللہ عنہ طے فرما چکے ہیں لیکن یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہیں اسی وجہ سے آپ کے پاس مجھے لایا۔

آپ نے ان کو فرمایا اچھا میں ابھی آ کر فیصلہ کرتا ہوں آپ مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کے لئے میرا یہ فیصلہ ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس سے ان نفاق کے مریضوں کا نقشہ دکھایا جاتا ہے کہ وہ جس طرح حق سے بھاگتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾۔

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتری ہوئی کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔ جس طرح بشر منافق پھرا۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾۔

تو کیسی ہوگی جب ان پر کوئی مصیبت پڑے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو پھر آئیں آپ کے حضور اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصد تو بھلائی اور میل جول ہی تھا۔

جیسے بشر منافق کہ آخر اسے اپنے نفاق سے جانبر ہونے کا موقع ہی نہ ملا اور وہ غیرت فاروق سے مارا گیا اس کے رشتہ دار عذر و ندامت کا اظہار کرتے ہوئے آئے اور اس کے خون کا بدلہ طلب کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کی معذرتیں منظور

www.waseemziyai.com

نہ کیں اور ان کے خون کا بدلہ نہیں دیا اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے خوش نہ ہونے کی وجہ سے کشتنی ہی تھا۔ اس کے بعد طریقہ ہدایت تعلیم دیا جاتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۣ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝

ان کے دلوں کی باتیں تو اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھاؤ اور ان کے معاملہ میں ان سے رسائی کی بات کہو۔

تا کہ وہ نصیحت ان کے دلوں میں گھر کر جائے ورنہ حشر تو وہی ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا یعنی انہیں دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ آگے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم کا نفاذ ہے اور رسالت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کا اظہار ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ۔

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجنا ہی اس لئے ہے کہ وہ مطاع بنائے جائیں اور ان کے بھیجنے کی علت کو حصر انفراد کے ساتھ مہتم بالشان کیا تو واضح ہوا کہ رسل کرام کی اطاعت فرض ہے اور جو ان کے حکم سے راضی نہ ہوا اس نے حقیقتاً تسلیم رسالت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کیا اور ایسا شخص واجب القتل اور کافر ہے۔

حضرت ابوبکر عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ منافقوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی نیت کی جب یہ لوگ بری نیت سے حاضر ہوئے تو دربار رسالت پناہ میں مہاجرین و انصار کا مجمع تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ اس مجلس میں بری نیت سے آئے ہیں جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکیں گے وہ کھڑے ہو کر اخلاص سے اپنے رب کے حضور توبہ کریں ہم بھی دعا مغفرت کریں گے۔ پھر دوبارہ ارشاد فرمایا یہ لوگ نہ اٹھے حضور علیہ السلام نے نام لے کر محفل سے نکل جانے کا حکم دیا۔ یہ بارہ تھے۔ انہوں نے معذرت چاہی ان کی توبہ قبول نہ ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر علی الخصوص ذات مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے منصب کو ظاہر کیا گیا اور فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو (اے محبوب) وہ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر بخشش مانگیں اللہ سے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش کریں تو ضرور اللہ کو پائیں توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ تو (اے محبوب) تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تجھے حاکم نہ مانیں پھر جو کچھ تو حکم دے اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

اِذْ ظَّلَمُوْٓا۔ یعنی نافرمانی و معصیت کر کے اپنے کو مجرم بنا لیں تو آپ ہی کا دربار وہ ذریعہ ہے جس سے وہ نجات پا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ احدیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت ہی کارآمدی کا ذریعہ ہے۔

www.waseemziyai.com

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور قبر مبارک کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے بخشش مانگنے حاضر ہوا ہوں تو اب آپ میرے رب سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ او اعرابی جا تیری بخشش کی گئی۔

اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے۔

۱- بارگاہ الٰہی میں عرض حاجت کے لئے مقبولان بارگاہ کا وسیلہ لینا ذریعہ کامیابی ہے۔

۲- قبر پر حاجت روائی کے لئے جانا بھی جَآءُوْكَ میں داخل ہے اور خیر القرون کا معمول رہا ہے۔

۳- بعد وفات مقبولان حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

۴- مقبولان الٰہی مدد فرماتے ہیں ان کی دعا سے حاجت مندوں کی حاجتیں بر آتی ہیں۔

پھر ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کے بعد آپ کا دوسرا منصب ظاہر فرمایا کہ آپ کا حکم ہی حکم ہے اور آپ کا فیصلہ جب تک بصدق دل نہ مانا جائے کوئی مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ پہاڑوں سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک انصاری کا تنازعہ ہو گیا۔ مقدمہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ زبیر اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے ہمسایہ کی طرف وہ پانی چھوڑ دے۔

یہ فیصلہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ زبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں یا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی حضور نے دوبارہ حکم دے دیا کہ زبیر اپنا باغ سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً تم ہی بوجہ قرب کے مستحق ہو اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن، روح المعانی)

اس کے بعد نظیر میں گزشتہ واقعہ پیش فرما کر جو بنی اسرائیل میں پیش آیا ایک صحابی کے دعویٰ کا رد کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور اگر ہم فرض کرتے ان پر یہ کہ اپنے آپ کو قتل کریں یا اپنے گھروں سے نکل جائیں تو نہ کرتے وہ مگر ان میں سے تھوڑے اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان کی مضبوطی اور اگر ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے اور ضرور انہیں سیدھی راہ کی ہدایت کرتے۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

ثابت بن قیس بن شماس۔ ابن مسعود۔ عمار بن یاسر وغیرہم علیہم رضوان کا کچھ یہود سے مناظرہ ہوا۔ یہودی بولے کہ ہم اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ایسے مطیع ہیں کہ انہوں نے ہم کو ایک خطا کی معافی کے لئے جان دینے کو کہا تو ہم نے بلا عذر اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کر دیا اور ستر ہزار قتل ہو گئے تمہارا یہ حال ہے کہ تمہارے نبی برحق تم کو جہاد کا حکم دیتے ہیں جس میں تمہارا ہی بھلا ہے تو تم سے بعض لوگ پس وپیش کرتے ہیں۔

صحابہ کرام نے جواباً فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ہماری جانیں ہیں اگر ہم کو ہمارے آقا جان دینے اور گھر بار چھوڑنے کا حکم دیں تو بلا تامل تعمیل کریں گے۔ یہ آیت ان کی تائید اور منافقین کے رد میں نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اس کے بعد اطاعت الٰہی واطاعت رسالت پناہی کا حکم ظاہر فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا ہے نبیوں سے اور صدیقوں سے اور شہیدوں سے اور صالحوں سے اور یہ اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے اطاعت الٰہی اور اطاعت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ظاہر فرمایا اور بتایا کہ ہمارے رسول کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان لوگوں کی معیت وصحبت اور دیدار سے متمتع ہوں گے۔

النَّبِيّٖنَ۔ نبیٌ۔ کی جمع ہے غیب کی خبر دینے والے۔ یہ اللہ عزوجل کے پیغام بندوں تک کما حقہ پہنچانے والے ہیں۔

ان کے بعد منعم علیہم کا پہلا درجہ صدیق کا ہے۔

صدیق انبیاء علیہم السلام کے سچے متبع کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہے لیکن یہاں صرف افاضل اصحاب نبی کریم مراد ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

شہید وہ ہیں جنہوں نے راہ خدا عزوجل میں جانیں دیں اور شہادت حق اپنے خون سے پیش کر دی۔

صالح وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور ان کے احوال واعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں۔ پیدائشی نیک ہو۔

شان نزول

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدرجہا تم محبت تھی حتیٰ کہ ایک ساعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی گوارہ نہ تھی۔ ایک روز غمگین حاضر آئے اور حضور ﷺ نے دیکھا کہ چہرہ کا رنگ متغیر ہے حضور ﷺ نے وجہ دریافت کی۔ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اس کے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے نہیں ہوتے تو درجہ آخر تک وحشت و پریشانی ہوتی ہے اسی نقشہ کو جب آخرت کے ساتھ دیکھتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پا سکوں گا اس لئے کہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا۔ میری وہاں کس طرح رسائی ہوگی۔

www.waseemziyai.com

اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو تسلی دی گئی کہ باوجود فرق مراتب و منازل فرمانبرداروں کو معیت کا شرف حاصل ہوگا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں بشارت دی اور فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (نسائی) آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔

امام مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ گھر میں تشریف لے جاتے ہیں تو مجبوراً ہم کو بھی گھر جانا پڑتا ہے نہ بچے ہمیں اچھے لگتے ہیں نہ گھر یا رجب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلیں ہم کو قرار و سکون حاصل نہیں ہوتا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ دسواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

اے ایمان والو اپنی حفاظت کرو اور دشمن کی گھات سے بچو تو نکلو جمع ہو کر یا تھوڑے یا نکلو تم سب جمع ہو کر۔

وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝

اور تم میں سے وہ بھی ہیں جو دیر لگائیں تو اگر کوئی پہنچے تمہیں مصیبت تو کہے کہ خدا نے مجھ پر انعام کیا کہ میں نہ تھا ان میں موجود۔

وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور اگر تمہیں پہنچا اللہ کا فضل تو ضرور کہیں گویا کہ نہ تھی تم میں اور اس میں دوستی کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو پہنچتا زبردست مراد کو۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَ مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

تو انہیں چاہئے کہ اللہ کی راہ میں لڑیں جو بیچ چکے ہیں زندگی دنیا کو آخرت کے بدلے اور جو لڑے اللہ کی راہ میں تو قتل ہو جائے یا غالب آئے تو عنقریب دیں گے ہم اسے بڑا ثواب۔

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

اور کیا ہوا تمہیں کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں سے اور عورتوں سے اور ان بچوں سے جو یہ دعا کر رہے ہیں اے ہمارے رب نکال ہمیں اس بستی سے جس کے لوگ ظالم ہیں اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

وہ جو ایمان لائے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور وہ جو کفر کریں لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں تو لڑو حمایتوں سے شیطان کے بے شک شیطان کا مکر کمزور ہے۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا۔ اے
خِذْرَكُمْ۔ بچاؤ
اَوِ۔ یا
اِنَّ۔ بے شک
قَانْ۔ تو اگر
قَدْ۔ بے شک
اِذْ۔ جبھی تو
شَهِيْدًا۔ حاضر
فَضْلٌ۔ فضل
تَمْ۔ نہیں
بَيْنَهٗ۔ اس میں
مَعَهُمْ۔ ان کے ساتھ
فَلْيُقَاتِلْ۔ تو لڑیں
يَشْرُوْنَ۔ بیچتے ہیں
وَ۔ اور
سَبِيْلِ۔ راہ
يَغْلِبْ۔ غالب آئے
عَظِيْمًا۔ بڑا
لَا۔ نہیں
اللّٰهِ۔ خدا کے
وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
مِنْ هٰذِهِ۔ اس
وَ۔ اور
وَلِيًّا۔ حمایتی
مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی طرف سے

الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كُمْ۔ اپنا
انْفِرُوْا۔ نکلو
مِنْكُمْ۔ تم میں سے
اَصَابَتْكُمْ۔ پہنچے تم کو
اَنْعَمَ۔ انعام کیا
لَمْ۔ نہیں
وَ۔ اور
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
تَكُنْ۔ ہے
مَوَدَّةٌ۔ محبت
فَاَفُوْزَ۔ تو پہنچتا میں
فِيْ۔ بیچ
الْحَيٰوةَ۔ زندگی
مَنْ۔ جو
اللّٰهِ۔ خدا کے
فَسَوْفَ۔ تو جلدی
وَ۔ اور
تُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے تم
وَ۔ اور
النِّسَآءِ۔ عورتوں سے
يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
الْقَرْيَةِ۔ بستی سے کہ
اجْعَلْ۔ بنا
وَ۔ اور
نَصِيْرًا۔ مددگار

اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
فَانْفِرُوْا۔ تو نکلو
جَمِيْعًا۔ جمع ہو کر
لَمَنْ۔ وہ بھی ہے جو
مُصِيْبَةٌ۔ کوئی مصیبت
اللّٰهُ۔ اللہ نے
اَكُنْ۔ ہوا میں
لَئِنْ۔ اگر
لَيَقُوْلَنَّ۔ تو کہے
بَيْنَكُمْ۔ تم میں
يٰلَيْتَنِيْ۔ کاش کہ
فَوْزًا۔ مراد
سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ راہ خدا کے
الدُّنْيَا۔ دنیا کو
يُقَاتِلْ۔ لڑے
فَيُقْتَلْ۔ تو مارا جائے
نُؤْتِيْهِ۔ دیں گے ہم اسے
مَا۔ کیا ہے
فِيْ۔ بیچ
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ۔ کمزور
وَ۔ اور
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
الظَّالِمِ۔ ظالم ہیں
لَنَا۔ ہمارے لئے
اجْعَلْ۔ بنا
الَّذِيْنَ۔ وہ جو

خُذُوْا۔ پکڑو
ثُبَاتٍ۔ تھوڑے
وَ۔ اور
لَيُبَطِّئَنَّ۔ دیر کرتا ہے
قَالَ۔ کہتا ہے
عَلَيَّ۔ مجھ پر
مَّعَهُمْ۔ ان کے ساتھ
اَصَابَكُمْ۔ پہنچے تم کو
كَاَنْ۔ گویا کہ
وَ۔ اور
كُنْتُ۔ ہوتا میں
عَظِيْمًا۔ بڑی کو
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت کے بدلے
فِيْ۔ بیچ
اَوْ۔ یا
اَجْرًا۔ اجر
لَكُمْ۔ تم کو
سَبِيْلِ۔ راہ
مِنَ الرِّجَالِ۔ مردوں سے
الْوِلْدَانِ۔ بچوں سے
اَخْرِجْنَا۔ نکال ہم کو
اَهْلُهَا۔ اس کے لوگ
مِنْ لَّدُنْكَ۔ اپنی طرف سے
لَنَا۔ ہمارے لئے
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے

www.waseemziyai.com

يُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے ہیں	فِيْ۔ میں	سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	يُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے ہیں
فِيْ۔ میں	سَبِيْلِ۔ راہ	الطَّاغُوْتِ۔ شیطان کے	فَقَاتِلُوْٓا۔ تو لڑو
اَوْلِيَآءَ۔ دوستوں سے	الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کے	اِنَّ۔ بے شک	كَيْدَ۔ مکر
الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کا	كَانَ۔ ہے	ضَعِيْفًا۔ کمزور	

مختصر تفسیر دسواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

اے ایمان والو! دشمن کی گھات سے ہوشیار رہو تو دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا سب اکٹھے ہو کر نکلو۔

حِذْرَ۔ کے معنی سلاح کے ہیں۔

ایک قول ہے کہ حِذْرَ مصدر ہے اور وہ خوف سے بچنے کے معنی دیتا ہے۔ تو اس آیت میں کنایۃً حکم ہے کہ اسلحات اور وہ آلات جس سے محفوظ ہو سکے مسلمان کو رکھنا چاہئے۔

محققین نے اسی بناء پر اس کا کنایہ مفہوم یہ بتایا کہ اِسْتَعِدُّوْا لِاَعْدَآئِكُمْ وَ تَيَقَّظُوْا وَاحْتَرِزُوْا هُمْ وَلَا تُمَكِّنُوْهُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ یعنی تیار رہو دشمن کے لئے یا ہوشیار رہو اور دشمن کی گھات سے بچے رہو اور ہتھیار اپنے پاس رکھو کہ حفاظت جان کے لئے ہتھیار رکھنا اور تدابیر حفاظت کرنا شرعاً جائز و مستحسن ہے۔

ثُبَاتٍ۔ ثُبَةٌ۔ کی جمع ہے چھوٹی سی ٹولی۔ جماعت جو دس افراد سے زائد ہو اس سے مراد سریہ ہے جس میں حضور علیہ السلام نے شرکت نہ کی ہو۔

جَمِيْعًا۔ سے مراد بڑی جماعت ہے جو پانچ سو تک ہو۔

جَيْش۔ جو آٹھ ہزار تک ہو۔ آیت کا معنی یہ ہوا کہ احتیاط سے سامان حرب جمع کرو پھر جماعت کی صورت میں کفار کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝

اور تم میں بعض وہ ہیں کہ ضرور بھٹکیں گے (جہاد میں جانے سے) تو اگر تم پر کوئی مصیبت پہنچے تو کہے خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا۔

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور اگر تمہیں اللہ کا فضل پہنچے تو ضرور کہے گویا تم میں اس میں کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا۔

منافقین کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ جہاد میں ٹال مٹول اور بہانہ سازی کرتے ہیں گویا وہ محروم فضل حسرتوں میں کف افسوس ملتا اور کہتا ہوا کہ اگر میں بھی تمہارے ہمرکاب ہوتا تو مجھے بھی مال غنیمت ملتا اور فتح کرنے والوں کے ساتھ ہوتا۔

www.waseemziyai.com

اس کے بعد جہاد کی فرضیت کا حکم آیا اور اس کی فضیلت بیان ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٧٤﴾

تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت خریدتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر شہید ہو یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

اس آیت میں جانفروشوں کی شان ظاہر فرما کر جہاد میں شہید ہونے والے یا فتح کرنے والوں کا اجر عظیم واضح کیا اس کے بعد حکم جہاد سنایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ﴿٧٥﴾

اور تمہیں کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں حالانکہ کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی یہ آوازیں ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے۔

جہاد فرض فرما کر بتا دیا کہ اس سے علیحدہ رہنے یا اس کے ترک کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں تمہارا فرض ہے کہ ان کمزور مسلمانوں کو کفار کے پنجہ ظلم سے چھڑاؤ جنہیں مکہ مکرمہ میں مشرکین نے قید کر لیا تھا اور طرح طرح کی ایذائیں دے رہے تھے اور ان کی عورتوں اور بچوں تک بے رحمانہ مظالم کرتے تھے اور لوگ ان کے ہاتھوں میں مجبور تھے اس حالت میں وہ اپنے رب عزوجل سے اپنی خلاصی اور مدد الٰہی کی دعائیں کرتے پھر یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا ولی و مددگار بنا کر انہیں مشرکین کے ظلم و استبداد سے چھڑایا۔ مکہ فتح ہوا۔ آیہ کریمہ کا۔

شان نزول

مشرکین مکہ میں مسلمانوں کو ایذائیں دے رہے تھے قبل از ہجرت ایک جماعت صحابہ علیہم رضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں کافروں سے مقابلہ کی اجازت دی جائے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے۔ بڑی ایذائیں پہنچائیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی جنگ سے ہاتھ روکے رہو اور نماز زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو اس کے بعد یہ جہاد اور قتل کا فرق ظاہر ہوا جس سے واضح کیا کہ جہاد اسلامی کیا ہے اور شیطانی کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ﴿٧٦﴾

ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں (اور یہ جہاد ہے) اور وہ جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں (یہ محض فساد فی الارض ہے) تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

آیات سابقہ سے یہ امر واضح ہوا کہ نماز زکوٰۃ جو [illegible] کے بعد جہاد کی فرضیت نازل ہوئی۔

www.waseemziyai.com

اب اگلے رکوع میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ نماز زکوۃ کی فرضیت کے بعد جہاد فرض ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن کے لئے کہا گیا اپنے ہاتھ روکو اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو تو جب فرض کیا گیا ان پر جہاد تو ان میں سے ایک فریق لوگوں سے ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زیادہ خوف زدہ اور بولے اے رب ہمارے کیوں فرض کیا ہم پر جہاد کیوں نہ ہمیں دیا ہمیں کچھ مدت اور فرما دیجئے دنیا کی متاع تھوڑی ہے اور آخرت تقوی والوں کے لئے بہتر ہے اور تم پر خرما کے دھاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝

تم جہاں بھی ہوگے پالے گی تمہیں موت اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے کوئی تکلیف تو کہیں یہ آپ کی طرف سے آئی۔فرما دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو کیا ہوا اس قوم کو کہ نہیں معلوم ہوتے سمجھنے والے کسی بات کے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

تجھے جو پہنچے بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو پہنچے تجھے برائی سے تو وہ تیری شامت نفس سے ہے اور (اے محبوب) ہم نے تمہیں بھیجا ہے لوگوں کے لئے رسول اور اللہ کافی ہے گواہ۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝

جو پیروی کرے گا رسول کی وہ یقیناً اللہ کا پیرو ہے اور جو منحرف ہوا تو ہم نے تمہیں ان کا حفاظت کرنے والا نہیں بھیجا۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا جب نکل کر جاتے ہیں تمہارے پاس سے تو رات میں ان میں سے ایک گروہ جو کہ گیا تھا اس کے خلاف منصوبے کرتا ہے اور اللہ علم رکھتا ہے ان کی منصوبہ بندی کا تو اے محبوب ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔اور کافی ہے اللہ تمہارا وکیل۔

www.waseemziyai.com

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ﴿۸۲﴾

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر ہوتا غیر خدا کے پاس تو اس میں ضرور اختلاف پاتے بہت۔

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾

اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات امن یا خوف کی چرچا کر ڈالتے ہیں اور اگر لوٹاتے اسے رسول کی طرف یا ذی اختیار لوگوں کی طرف جو ان میں سے ہیں تو ضرور جان لیتے اس کی حقیقت اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا اور رحمت تم پر تو ضرور تم پیچھے شیطان کے ہو جاتے مگر تھوڑے۔

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا ﴿۸۴﴾

تو اے محبوب اللہ کی راہ میں جہاد کرو تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مومنین کو آمادہ کرو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے اور اللہ کی سختی سخت ترین ہے اور اس کا عذاب شدید ترین۔

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ﴿۸۵﴾

جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں حصہ ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے اس سے حصہ ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾

اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر شے کا محاسب ہے۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾

اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں اور کون ہے زیادہ سچا بات میں اللہ کے مقابل۔

لفظی ترجمہ

اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تو نے	اِلَى۔طرف
الَّذِیْنَ۔ان کی کہ	قِیْلَ۔کہا گیا	لَهُمْ۔ان کو	كُفُّوْۤا۔روکو
اَیْدِیَكُمْ۔اپنے ہاتھ	وَ۔اور	اَقِیْمُوا۔قائم کرو	الصَّلٰوةَ۔نماز
وَ۔اور	اٰتُوا۔دو	الزَّكٰوةَ۔زکوٰۃ	فَلَمَّا۔تو جب
كُتِبَ۔لکھا گیا	عَلَیْهِمُ۔ان پر	الْقِتَالُ۔لڑنا	اِذَا۔تو اس وقت
فَرِیْقٌ۔ایک فرقہ	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	یَخْشَوْنَ۔ڈرتے تھے	النَّاسَ۔لوگوں سے

www.waseemziyai.com

كَخَشْيَةِ۔ جیسے ڈر
خَشْيَةً۔ ڈر
لِمَ۔ کیوں
لَوْ۔ کیوں
إِلَىٰ۔ طرف
مَتَاعُ۔ سامان
الْآخِرَةُ۔ آخرت
وَ۔ اور
دھاگے برابر
يُدْرِكْكُمُ۔ پالے گی تم کو
كُنْتُمْ۔ ہوتم
وَ۔ اور
يَقُولُوا۔ تو کہتے ہیں
وَ۔ اور
يَقُولُوا۔ تو کہتے ہیں
قُلْ۔ کہو
اللَّهِ۔ اللہ کے ہے
لَا۔ نہیں
مَا۔ جو
سے ہے
مِنْ سَيِّئَةٍ۔ کوئی بھی تکلیف
أَرْسَلْنَاكَ۔ بھیجا ہم نے تجھ کو
كَفَىٰ۔ کافی ہے
يُطِعِ۔ پیروی کرے
اللَّهَ۔ اللہ کی
فَمَا۔ تو نہیں
حَفِيظًا۔ حفاظت کرنے والا
فَإِذَا۔ پھر جب

اللَّهِ۔ اللہ کا
وَ۔ اور
كَتَبْتَ۔ لکھا تو نے
لَا۔ نہ
أَجَلٍ۔ مدت
الدُّنْيَا۔ دنیا کا
خَيْرٌ۔ بہتر ہے
لَا۔ نہ
أَيْنَ۔ کہیں
الْمَوْتُ۔ موت
فِي۔ میں
إِنْ۔ اگر
هَٰذِهِ۔ یہ
إِنْ۔ اگر
هَٰذِهِ۔ یہ
كُلٌّ۔ سب کچھ
فَمَالِ۔ تو کیا ہے
يَكَادُونَ۔ قریب کہ
أَصَابَكَ۔ پہنچے تجھ کو
وَ۔ اور
فَمِنْ نَّفْسِكَ۔ تو وہ تیرے نفس سے ہے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
بِاللَّهِ۔ اللہ
الرَّسُولَ۔ رسول کی
وَ۔ اور
أَرْسَلْنَاكَ۔ بھیجا ہم نے آپ کو
وَ۔ اور
يَقُولُونَ۔ کہتے ہیں
مِنْ عِنْدِكَ۔ تیرے پاس سے تو

أَوْ۔ یا
قَالُوا۔ بولے
عَلَيْنَا۔ ہم پر
أَخَّرْتَنَا۔ مہلت دی تو نے ہم کو
قَرِيبٍ۔ قریب کے
قَلِيلٌ۔ تھوڑا ہے
لِّمَنِ۔ اس کے لئے جو
تُظْلَمُونَ۔ ظلم کئے جاؤ گے
مَا۔ بھی
وَ۔ اور
بُرُوجٍ۔ قلعوں
تُصِبْهُمْ۔ پہنچے ان کو
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ۔ تیرے پاس سے ہے
تُصِبْهُمْ۔ پہنچے ان کو
مِنْ۔ سے
مِنْ۔ سے
هَٰؤُلَاءِ۔ اس
يَفْقَهُونَ۔ سمجھیں
مِنْ حَسَنَةٍ۔ کوئی بھی بھلائی
مَا۔ جو
فَمِنَ اللَّهِ۔ تو اللہ کی طرف
أَصَابَكَ۔ پہنچے تجھ کو
وَ۔ اور
رَسُولًا۔ رسول
وَ۔ اور
شَهِيدًا۔ گواہ
فَقَدْ۔ تو بے شک اس نے
مَنْ۔ جو
أَطَاعَ۔ پیروی کی
تَوَلَّىٰ۔ منہ پھیرے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
طَاعَةٌ۔ فرمانبرداری ہے

أَشَدُّ۔ زیادہ
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
الْقِتَالَ۔ لڑنا
قُلْ۔ کہہ دیجئے
وَ۔ اور
اتَّقَىٰ۔ پرہیزگار ہو
فَتِيلًا۔ خرما کی گٹھلی کے
تَكُونُوا۔ ہوتم
لَوْ۔ اگرچہ
مُّشَيَّدَةٍ۔ مضبوط کے
حَسَنَةٌ۔ کوئی بھلائی
سَيِّئَةٌ۔ کوئی برائی
عِنْدِكَ۔ آپ کے پاس
عِنْدِ۔ طرف سے
الْقَوْمِ۔ قوم کو
حَدِيثًا۔ بات کو
وَ۔ اور
مَنْ۔ جو
أَطَاعَ۔ پیروی کی
تَوَلَّىٰ۔ منہ پھیرے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
طَاعَةٌ۔ فرمانبرداری ہے
مِنْ عِنْدِكَ۔ تیرے پاس سے تو

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بَيَّتَ۔ بات کرتی ہے
الَّذِیْ۔ جو
یَکْتُبُ۔ لکھتا ہے
فَاَعْرِضْ۔ تو منہ پھیر
عَلَی۔ اوپر
بِاللّٰہِ۔ اللہ
یَتَدَبَّرُوْنَ۔ غور کرتے
کَانَ۔ ہوتا
لَوَجَدُوْا۔ تو پاتے
وَ۔ اور
اَمْرٌ۔ کوئی حکم
اَذَاعُوْا۔ تو چرچا کرتے ہیں
رَدُّوْہُ۔ لوٹاتے اس کو
اِلٰی۔ طرف
لَعَلِمَہُ۔ تو جانتے اس کو
وَ۔ اور
اللّٰہِ۔ اللہ کا
لَاتَّبَعْتُمُ۔ تو یقیناً متبع ہو جاتے تم
قَلِیْلًا۔ تھوڑے
اللّٰہِ۔ اللہ کے
اِلَّا۔ مگر
الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو
یَکُفَّ۔ روک دے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
تَنْکِیْلًا۔ عذاب والا
مَنْ۔ جو
یَشْفَعْ۔ سفارش کرے
لَہٗ۔ اس کا
مَنْ۔ جو

طَآئِفَۃٌ۔ ایک جماعت
تَقُوْلُ۔ آپ کہتے ہیں
مَا۔ جو
عَنْہُمْ۔ ان سے
اللّٰہِ۔ اللہ کے
وَکِیْلًا۔ کارساز
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن میں
مِنْ عِنْدِ۔ پاس سے
فِیْہِ۔ اس میں
اِذَا۔ جب
مِّنَ الْاَمْنِ۔ امن کا
بِہٖ۔ اس کا
اِلَی۔ طرف
اُولِی۔ صاحب
الَّذِیْنَ۔ وہ لوگ
لَوْ۔ اگر
عَلَیْکُمْ۔ تم پر
عَسٰی۔ قریب ہے
بَاْسَ۔ سختی
اللّٰہُ۔ اللہ
اَشَدُّ۔ بہت سخت
اَشَدُّ۔ بہت سخت
شَفَاعَۃً۔ سفارش
نَصِیْبٌ۔ حصہ
یَشْفَعْ۔ سفارش کرے

مِنْہُمْ۔ ان میں سے
وَ۔ اور
یُبَیِّتُوْنَ۔ وہ منصوبے بناتے ہیں
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اَ۔ کیا
وَ۔ اور
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن میں
غَیْرِ۔ غیر
اخْتِلَافًا۔ اختلاف
جَآءَ۔ آتا ہے
اَوِ۔ یا
وَ۔ اور
الرَّسُوْلِ۔ رسول کی
الْاَمْرِ۔ حکم کی
یَسْتَنْۢبِطُوْنَہٗ۔ چن کر
لَا۔ نہ ہوتا
وَ۔ اور
الشَّیْطٰنَ۔ شیطان کے
فِیْ۔ میں
تُکَلَّفُ۔ تکلیف دیئے جاؤ گے تم
وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ
الَّذِیْنَ۔ ان کی
اَشَدُّ۔ بہت سخت
تَنْکِیْلًا۔ عذاب والا
حَسَنَۃً۔ اچھی
مِنْہَا۔ اس سے
شَفَاعَۃً۔ سفارش

غَیْرَ۔ سوائے اس کے
اللّٰہُ۔ اللہ
یُبَیِّتُوْنَ۔ وہ منصوبے بناتے ہیں
تَوَکَّلْ۔ بھروسہ کر
کَفٰی۔ کافی ہے
فَلَا۔ پھر نہیں
لَوْ۔ اگر
غَیْرِ۔ غیر
کَثِیْرًا۔ بہت
ھُمْ۔ ان کے پاس
الْخَوْفِ۔ خوف کا
لَوْ۔ اگر
وَ۔ اور
الرَّسُوْلِ۔ رسول کی
وَ۔ اور
مِنْہُمْ۔ ان میں سے
مِنْہُمْ۔ ان سے
فَضْلُ۔ فضل
رَحْمَتُہٗ۔ اس کی رحمت
اِلَّا۔ مگر
فِیْ۔ میں
سَبِیْلِ۔ راہ
وَ۔ اور
حَرِّضِ۔ ترغیب دے
اَنْ۔ یہ کہ
کَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں
بَاْسًا۔ تکلیف دینے والا ہے
مَنْ۔ جو
یَکُنْ۔ ہوگا
وَ۔ اور
سَیِّئَۃً۔ بری

www.waseemziyai.com

يَكُنْ۔ ہوگا	لَّهُ۔ اس کا	كِفْلٌ۔ حصہ	مِّنْهَا۔ اس سے
وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	عَلٰى۔ اوپر
كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ شے کے	مُّقِيْتًا۔ قادر	وَ۔ اور
اِذَا۔ جب	حُيِّيْتُمْ۔ تمہیں کوئی سلام کرے		بِتَحِيَّةٍ۔ کسی لفظ تعظیم سے
فَحَيُّوْا۔ تو تعظیم کرو	بِاَحْسَنَ۔ بہتر اس سے	مِنْهَآ۔ انہیں	اَوْ۔ یا
رُدُّوْهَا۔ اتنا ہی لوٹاؤ	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے
عَلٰى۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ چیز کے	حَسِيْبًا۔ حساب لینے والا
اَللّٰهُ۔ اللہ ہے	لَآ۔ نہیں	اِلٰهَ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر
هُوَ۔ وہی	لَيَجْمَعَنَّكُمْ۔ ضرور جمع کرے گا تم کو		اِلٰى۔ طرف
يَوْمِ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	لَا۔ نہیں	رَيْبَ۔ شک
فِيْهِ۔ اس میں	وَ۔ اور	مَنْ۔ کون ہے	اَصْدَقُ۔ زیادہ سچا
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	حَدِيْثًا۔ بات میں		

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ ۔

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روکو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو تو جب ان پر فرض کیا گیا جہاد تو ان میں سے ایک فریق بعض لوگوں سے ایسا ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی سخت خوفزدہ اور کہنے لگے اے ہمارے رب تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا تھوڑی مدت ہمیں اور جینے دیا ہوتا۔ فرما دیجئے دنیا کی زندگی اور برتنا تھوڑا ہے اور آخرت تقوی والوں کے لئے بہتر ہے اور تم پر کھجور کی گٹھلی کے دھاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ تم جہاں بھی ہو گے موت تمہیں آ لے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں ہی میں کیوں نہ ہو۔

مکہ معظمہ میں جب تک مسلمانوں کا قیام رہا مشرکین سے جہاد کی اجازت نہ ہوئی حتی کہ صحابہ سعد بن ابی وقاص عبدالرحمن بن عوف اور مقداد بن اسود کندی علیہم رضوان نے ان کے جبر و تشدد سے تنگ آ کر مدافعت کی اجازت چاہی لیکن حضور ﷺ نے فرمایا مجھے جب تک حکم الٰہی نہ ہو تمہیں اجازت نہیں دیتا تم نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو پھر

بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آنے کے بعد میدان بدر میں حاضر آنے کا حکم ہوا تو بعض مسلمان خوف زدہ ہونے لگے اور یہ خوف طبعی تھا۔ انسان کی جبلت ہے کہ موت و ہلاکت سے گھبراتا ہے اور ڈرتا ہے۔ اس کا تذکرہ فرما کر تو بتایا فرمایا اسی وجہ سے ہے کہ اس حال میں ان کا خوف زدہ ہونا ضعف ایمانی کی بناء پر نہ تھا بلکہ طبعا تھا اور ان کا یہ کہنا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا

www.waseemziyai.com

القِتَالَ۔ اے ہمارے رب کیوں فرض کیا ہم پر جہاد وقتال کیوں نہ ہم کو چھوڑ رکھا کچھ مدت۔

یہ بطریق سوال تھا نہ کہ بطریق اعتراض گویا فرضیت جہاد کی حکمت معلوم کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس کا جواب بھی من جانب اللہ عزوجل تسکین کے لئے نرم ہی ملا اور ارشاد ہوا فرمایا دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ۔ اس میں واضح فرمایا کہ حیات دنیا اور اس کا عیش سب فانی ہے اور موت تو ایسی قطعی چیز ہے کہ بہر حال اپنے وقت پر آنی ہے جہاں کہیں بھی تم ہو وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ لہٰذا خائف نہ ہو اور تعمیل حکم کے لئے سربکف تیار ہو جاؤ۔ بستروں پر جان دینے سے راہ خدا عزوجل میں شہید ہونا بدرجہا بہتر ہے اور موجب سعادت۔

اس کے بعد انسانی طبائع کا حال بیان فرمایا کہ وہ تکلیف وراحت میں کیا کیا گمان کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ نفاق کے مرض کے مریض تو ایسے تذبذب میں ہیں کہ

وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾

انہیں جب کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے فرما دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو کیا ہو گیا ان لوگوں کو کہ کوئی بات ہی سمجھنے کو تیار نہیں تو جو پہنچے تجھے بھلائی وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور (اے محبوب) ہم نے آپ کو سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

حَسَنَةٌ۔ بھلائی۔ اس لفظ میں خوشی۔ نیکی۔ فتح ونصرت کامیابی کا حصول ہے۔

سَيِّئَةٌ۔ برائی۔ نقصان۔ جانی۔ مالی نقصان مراد ہیں۔

بھلائی پہنچنا یہ کہ کثرت پیداوار اور ارزانی وغیرہ ہو۔ اور برائی یہ کہ گرانی قحط سالی ہو۔ تو یہ حال منافقوں کا ہے کہ جب انہیں سہولتیں اور عشرتیں ملتی ہیں تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور جب انہیں کوئی سختی پیش آتی ہے تو اسے ہمارے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے اور کہتے ہیں کہ معاذ اللہ جب سے یہ آئے ہیں ہم پر ایسی ہی سختیاں آ رہی ہیں۔ لہٰذا انہیں مطلع فرما دیجئے کہ گرانی ہو یا ارزانی۔ قحط ہو یا فراوانی۔ رنج ہو یا راحت۔ آرام ہو یا تکلیف۔ فتح ہو یا شکست حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بات سمجھنے کی اگر تم میں استعداد ہو اور سمجھنا چاہو تو معاملہ صاف ہے برائی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیل مجاز ہے درحقیقت فاعل حقیقی قادر تحقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔

اسی وجہ سے مفسرین نے تصریح کی ہے کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیل ادب ہے خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعل حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اس کی طرف سے جانے اور جب وہ اسباب پر نظر کرے تو برائیوں کو اپنے شامت نفس کے سبب سے سمجھے ورنہ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہے جو بات سمجھنے کے قریب نہیں پھٹکتے۔

www.waseemziyai.com

پھر ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت عظیم کا اعلان کیا اور فرمایا وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا۔ عرب وعجم کے لئے آپ کی ذات اقدس کو رسول بنایا گیا بلکہ کل جہان آپ کی سلطنت میں داخل کیا گیا یہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور عظمت ورفعت مکان ہے۔ اس سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ سب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کا اتباع مطلقاً فرض ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ اللہ کافی گواہ ہے۔

اس کے بعد حکم اطاعت کو واضح کر کے فرمایا کہ ان کی اطاعت ہی تو اللہ عزوجل کی اطاعت ہے اور کوئی اطاعت کوئی عبادت کسی قسم کی ریاضت مقبول نہیں چنانچہ ارشاد ہوا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝۸۰

جس نے ان کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان سے منہ پھیرا تو ہم نے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ان کا چوکیدار نہیں بنایا ہے۔

شان نزول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اس پر منافقین بول پڑے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں۔ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو رب مانا تو اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے رد میں آیہ کریمہ نازل فرمائی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق فرمائی اور اس سے انحراف کرنے والوں کا حشر آگے واضح کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۸۱

اور کہتے ہیں ہم نے پیروی کی پھر جب آپ کے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ جو کچھ مان گیا تھا اس کے خلاف رات میں منصوبہ باندھتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے خفیہ مشورے تو (اے محبوب) تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور کافی ہے اللہ تمہارا وکیل۔

یہ آیت بھی منافقین کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کی یہ عادت تھی کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایمان واطاعت کا اقرار و اعتراف کر لیتے اور کہہ دیتے کہ حضور ہمیں جو حکم فرمائیں اس کی اطاعت ہم اپنے لئے لازم سمجھتے ہیں اور جب علیحدہ ہو کر رات میں اپنی پنچایت کرتے ہیں تو اس میں اطاعت کی بجائے بغاوت کے منصوبے گانٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ۔ اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے۔

اور اس آیہ کریمہ کا نزول قبل از جہاد ہے اس لئے ارشاد ہوا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان سے چشم پوشی فرمائیں۔ اس کے بعد نزول قرآن میں جو خبریں یا احکام اترتے تھے اسے شائع ذائع کر دینے والوں کے لئے حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہوا۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝۸۲ وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ

www.waseemziyai.com

مِنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے اور جب ان کے پاس کوئی بات امن یا ڈر کی آتی ہے تو اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس کو رسول یا صاحب اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیرو ہو جاتے مگر تھوڑے۔

تدبر فی القرآن سے یہ مطلب ہے کہ اس کے علوم و حکم نہیں دیکھتے کہ اس نے اپنی فصاحت سے تمام خلق کو عاجز کر دیا اور غیبی خبروں سے منافقین کے احوال اور کید و مکر کا راز افشا کر دیا اور اولین و آخرین کی خبریں دی ہیں انہیں یہ لوگ اس کا مقصود سمجھے بغیر شائع کر دیتے ہیں حالانکہ اسے اہل فہم سمجھ سکتے تھے کہ اس خبر سے کیا مقصد ہے۔

لہٰذا مسلمان ایسا نہ کریں اسی طرح فتح اسلام کی خبر یا دشمن کے خفیہ منصوبوں کی اطلاع یا مسلمانوں کی ہزیمت وغیرہ یہ بغیر رسول یا اولی الامر کے بتائے اپنی رائے سے سمجھ کر شائع کر دینا غلط ہے۔

اولی الامر سے مراد اکابر صحابہ علیہم رضوان اور اصحاب رائے اور صاحب بصیرت ہیں جو خود کچھ دخل نہیں دیتے بلکہ مفہوم منطوق کے مقتضیات سے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے اس آیت میں جواز قیاس کی دلیل ہے اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ حکم ایک قسم کا نہیں ہوتا ایک تو وہ ہے کہ جو قرآن و حدیث سے استنباط و قیاس کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

ایک وہ ہے جو بہ نص قرآن و حدیث حاصل ہو اسی وجہ میں ارباب اصول نے چار طریقہ اخذ حکم کے لئے رکھے ہے عبارت النص۔ بہ اقتضاء النص۔ بہ دلالۃ النص۔ بہ اشارت النص۔

اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ امور دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں بلکہ حکم حدیث و قرآن کو اس کے اہل کی طرف لوٹانا ضروری ہے۔

اور اِلَّا قَلِیْلًا میں وہ لوگ ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کے نزول سے قبل آپ پر ایمان لائے جیسے زید بن عمرو بن نفیل۔ ورقہ بن نوفل۔ قیس بن ساعدہ علیہم رضوان اس کے بعد جہاد کا مطلق حکم ہوا اور ارشاد فرمایا۔

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِیْلًا ۝

تو (اے محبوب) اللہ کی راہ میں جہاد کرو تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنی جان کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ بدر صغریٰ کی جنگ جو ابوسفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آ پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جانے کے لئے لوگوں کو دعوت دی ان میں وہ بھی تھے جن پر یہ حکم گراں گزرا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ حکم نازل فرمایا جس میں ارشاد ہوا۔

www.waseemziyai.com

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے اور اللہ سخت تر ہے عذاب دینے میں اور سخت تر ہے انتقام میں۔

اس میں فرمایا اور مطلق حکم دیا کہ ضرور جہاد کرو خواہ کوئی آپ کا ساتھ دے یا نہ دے اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ بدر صغریٰ کی جنگ کے لئے روانہ ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف ستر سوار تھے اور بہ تعمیل حکم الٰہی عزوجل حضور ﷺ نے تحریض للجہاد فرما دی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کا یہ مختصر سا لشکر کامیاب آیا اور کفار اتنے مرعوب ہوئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ کی جرأت نہ کر سکے آگے باہمی حمایت واعانت کی تعلیم دی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ۝ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ۝۔

جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس کا بدلہ ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے اس میں حصہ ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں اور وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

اس آیت میں چند باتیں تعلیم دی گئیں۔

۱- کسی سے کسی کو نفع پہنچائے یا کسی مصیبت سے کسی کو خلاصی دلائے تو موجب ثواب ہے اور اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ عزوجل عطا فرمائے گا۔

۲- اگر کسی آدمی کو کوئی تکلیف دے یا نقصان پہنچائے تو اس کا عذاب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

۳- سلام کرنا سنت ہے اور جواب سلام واجب اور افضل یہ ہے کہ سلام کرنے والے کے سلام کا جواب کچھ بڑھا کر دے مثلاً السلام علیکم کہا گیا تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے۔

۴- کافر بے دین کو اور استنجا کرتے ہوئے کو سلام یا جواب ممنوع ہے۔

۵- خطبہ اور تلاوت قرآن کریم درس حدیث یا مذاکرہ علمیہ یا اذان وتکبیر میں سلام وجواب سلام نہیں ہے۔

۶- گھر میں داخل ہو تو بیوی کو سلام کہنا مستحب ہے آج کل مسلمانوں میں یہ بری رسم جاری ہے کہ بیوی اور خاوند کے مابین سلام مکروہ سمجھا جاتا ہے۔

۷- بہتر سواری والا کمتر سواری والے کو۔ کمتر سواری والا پیدل چلنے والے کو پیدل بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

آگے فرمایا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا۔ اس ذات واجب سے سچا کون ہے اس لئے کہ اس سے کذب محال ہے۔ کیونکہ کذب ایک عیب ہے اور ہر قسم کے عیب سے وہ ذات منزہ ہے۔ تو کذب سے بھی اس کا منزہ ہونا لازم ہے۔

۸- اقتضاء النص سے آیہ کریمہ کے یہ بھی مستفاد ہوا کہ تحیہ کا لفظ مقام سلام میں داخل ہے اور اس کا جواب اَحْسَنَ مِنْهَا

www.waseemziyai.com

دینے کا حکم ہے۔ لہٰذا آداب وتسلیمات وکورنشات وغیرہ بھی ایک قسم کے تحیہ کے الفاظ ہیں یہ بھی جائز ہونے چاہئیں۔

بامحاورہ ترجمہ بارہواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۸۸

تو تمہیں کیا ہوا کہ دو فرقے ہو گئے (منافقوں کے بارے میں) اور اللہ نے انہیں اندھا کر دیا ہے ان کی کرنی کے سبب کیا چاہتے ہو اسے راہ دکھانا جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لئے ہرگز نہ پائے گا راہ۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۸۹

وہ تو چاہتے ہیں کہ اگر تم بھی کفر کرلو جیسا کہ وہ کفر کرتے ہیں تو تم سب یکساں ہو جاؤ تو ان میں سے نہ بناؤ اپنا دوست حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں تو اگر وہ انحراف کریں تو انہیں پکڑو اور مارو جہاں انہیں پاؤ اور نہ پکڑو ان میں سے دوست اور نہ مددگار۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰

مگر وہ جو علاقہ رکھتے ہیں قوم تمہارے اندر اور تم میں ان میں معاہدہ ہے یا آئیں تمہارے پاس ایسے کہ سکت نہ ہو ان کی ان کے دلوں میں تم سے مقابلہ کی یا مقاتلہ کریں اپنی قوم سے اور اگر چاہے اللہ تو ضرور انہیں مسلط کر دے تم پر تو یقیناً وہ لڑتے تم سے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور نہ لڑیں اور صلح کی طرح ڈالیں تو اللہ نے نہیں کیا تمہیں ان پر کسی راہ سے لڑنے والا۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۹۱

اب کچھ اور تم ایسے پاؤ گے جو چاہتے ہیں یہ کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور ان کی قوم بھی انہیں امن میں رکھے جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف اکسائے تو اس پر اوندھے گرتے ہیں تو اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور صلح کی طرف جھکیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو انہیں پکڑو اور مارو جہاں پاؤ اور یہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا۔

لفظی ترجمہ

فَمَا۔ تو کیا ہے | لَكُمْ۔ تم کو | فِي۔ میں | الْمُنٰفِقِيْنَ۔ منافقوں کے

www.waseemziyai.com

فِئَتَيْنِ۔دو جماعتیں ہو گئے
بِمَا۔بدلے
اَنْ۔یہ کہ
اللّٰهُ۔اللہ نے
اللّٰهُ۔اللہ
سَبِيْلًا۔کوئی راہ
كَمَا۔جیسے
فَلَا۔تو نہ
حَتّٰى۔یہاں تک کہ
اللّٰهِ۔اللہ کے
هُمْ۔ان کو
حَيْثُ۔جہاں
لَا۔نہ
وَّ۔اور
الَّذِيْنَ۔وہ جو
بَيْنَكُمْ۔تم میں
اَوْ۔یا
صُدُوْرُهُمْ۔سینے
كُمْ۔تم سے
وَ۔اور
سَلَّطَهُمْ۔تو مسلط کر دیتا ان کو
كُمْ۔تم سے
فَلَمْ۔تو نہ
اَلْقَوْا۔ڈالیں
جَعَلَ۔بنایا
سَبِيْلًا۔کوئی راستہ
اَنْ۔یہ کہ
يَّاْمَنُوْا۔امن میں رہیں
يَّاْمَنُوْا۔امن میں رہیں

وَ۔اور
كَسَبُوْا۔ان کی کمائی کے
تَهْدُوْا۔ہدایت دو
وَ۔اور
فَلَنْ۔تو ہرگز نہ
وَدُّوْا۔چاہتے ہیں
كَفَرُوْا۔کفر کیا انہوں نے
تَتَّخِذُوْا۔پکڑو
يُهَاجِرُوْا۔ہجرت کریں
فَاِنْ۔تو اگر
وَ۔اور
وَجَدْتُّمُوْ۔پاؤ تم
تَتَّخِذُوْا۔پکڑو
لَا۔نہ
يَصِلُوْنَ۔قرابت والے ہیں
وَ۔اور
جَآءُوْ۔آئیں
هُمْ۔ان کے
اَوْ۔یا
لَوْ۔اگر
فَاِنِ۔تو اگر
يُقَاتِلُوْ۔لڑیں
اِلَيْكُمْ۔تمہاری طرف
اللّٰهُ۔اللہ نے
سَتَجِدُوْنَ۔جلدی پاؤ گے تم
يَّاْمَنُوْ۔امن میں رہیں
قَوْمَهُمْ۔اپنی قوم سے

اللّٰهُ۔اللہ نے
اَ۔کیا
مَنْ۔جسے
مَنْ۔جسے
تَجِدَ۔پائے گا تو
لَوْ۔اگر
فَتَكُوْنُوْنَ۔تو ہو جاؤ تم
مِنْهُمْ۔ان میں سے
فِيْ۔میں
تَوَلَّوْا۔منہ پھیریں
اقْتُلُوْ۔قتل کرو
هُمْ۔ان کو
وَجَدْتُّمُوْ۔پاؤ تم
تَتَّخِذُوْا۔پکڑو
مِنْهُمْ۔ان سے
نَصِيْرًا۔مددگار
اِلٰى۔طرف
بَيْنَهُمْ۔ان کے درمیان
كُمْ۔تمہارے پاس
اَنْ۔یہ کہ
يُقَاتِلُوْا۔لڑیں
شَآءَ۔چاہتا
عَلَيْكُمْ۔تم پر
اعْتَزَلُوْ۔کنارہ کریں
كُمْ۔تم سے
السَّلَمَ۔صلح
لَكُمْ۔تمہارے لئے
اٰخَرِيْنَ۔کچھ اور لوگوں کو
كُمْ۔تم سے
كُلَّمَا۔جب بھی

اَرْكَسَهُمْ۔انہیں اوندھا کر دیا
تُرِيْدُوْنَ۔چاہتے ہو تم
اَضَلَّ۔گمراہ کیا
يُضْلِلِ۔گمراہ کرے
لَهٗ۔اس کے لئے
تَكْفُرُوْنَ۔کفر کرو تم
سَوَآءً۔برابر
اَوْلِيَآءَ۔دوست
سَبِيْلِ۔راہ
فَخُذُوْ۔تو پکڑو
هُمْ۔ان کو
وَ۔اور
وَلِيًّا۔دوست
اِلَّا۔مگر
قَوْمٍ۔قوم کے
مِّيْثَاقٌ۔عہد ہو
حَصِرَتْ۔تنگ ہوں
يُّقَاتِلُوْ۔لڑیں
قَوْمَهُمْ۔اپنی قوم سے
اللّٰهُ۔اللہ
فَلَقٰتَلُوْ۔تو وہ لڑتے
كُمْ۔تم سے
وَ۔اور
فَمَا۔تو نہیں
عَلَيْهِمْ۔ان پر
يُرِيْدُوْنَ۔چاہتے ہیں
وَ۔اور
رُدُّوْٓا۔ابھارے گئے وہ

MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اِلٰی۔طرف	الْفِتْنَةِ۔فتنہ کی	اُرْكِسُوْا۔اوندھے گرے	فِيْهَا۔اس میں
فَاِنْ۔پھر اگر	لَمْ۔نہ	يَعْتَزِلُوْكُمْ۔کنارہ کریں	كُمْ۔تم سے
وَ۔اور	يُلْقُوْا۔نہ ڈالیں	اِلَيْكُمُ۔تمہاری طرف	السَّلَمَ۔صلح
وَ۔اور	يَكُفُّوْا۔نہ روکیں	اَيْدِيَهُمْ۔اپنے ہاتھ	فَخُذُوْهُمْ۔تو پکڑو
هُمْ۔ان کو	وَ۔اور	اقْتُلُوْهُمْ۔قتل کرو	هُمْ۔ان کو
حَيْثُ۔جہاں	ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔پاؤ تم	هُمْ۔ان کو	وَ۔اور
اُولٰٓئِكُمْ۔یہی لوگ ہیں	جَعَلْنَا۔کر دیا ہم نے	لَكُمْ۔تم کو	عَلَيْهِمْ۔ان پر
سُلْطٰنًا۔اختیار	مُّبِيْنًا۔روشن		

مختصر تفسیر بارہواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ۙ

تو تمہیں کیا ہو گیا کہ منافقوں کے معاملہ میں دو گروہ ہو گئے اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کی کرتوت کے باعث کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو ہرگز تو اس کے لئے راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہیں تو تم سب ایک سے ہو جاؤ۔تو ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں تو اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

شان نزول

نمبر ۱ بعض لوگ مدینہ منورہ آئے اور بظاہر مسلمان ہو کر وہاں رہنے لگے کچھ روز بعد بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرنے لگے کہ مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہیں ہم کو اجازت دی جائے کہ ہم میدان بدر میں چلے جائیں تاکہ وہاں کی آب وہوا موافق رہے اجازت دے دی گئی۔

وہ لوگ کچھ دن بدر میں ٹھہر کر مکہ معظمہ پہنچ گئے اور کفار مکہ سے مل گئے جب یہ خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو صحابہ کرام علیہم رضوان میں ان کے متعلق بحث ہوئی۔بعض نے کہا وہ آب وہوا کی وجہ سے گئے ہیں وہ کلمہ گو تھے ہمیں شک نہ کرنا چاہئے اور ان کو قتل نہ کرنا چاہئے۔

بعض نے کہا کہ یہ لوگ منافق تھے اب کافروں سے مل کر مرتد ہو گئے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(روح البیان)

نمبر ۲ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک جنگ میں منافقین کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے رک گئی ان

www.waseemziyai.com

کے معاملہ میں صحابہ کرام علیہم رضوان کے دو فرقے ہو گئے ایک فرقہ قتل پر مصر تھا اور دوسرا قتل کے خلاف اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا کہ ان کا صحیح راستہ سے اندھا ہو جانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جانے سے محروم رہنا ان کے کفر و ارتداد کی دلیل ہے اور مشرکین کے ساتھ مل جانے کے باعث تو کھلم کھلا اسلام سے نکل چکے اب مسلمانوں کو بھی ان کے کفر میں اختلاف نہ کرنا چاہئے اور ان سے ترک موالات کرنا لازمی ہے خواہ وہ ایمان کا مظاہرہ ہی کر رہے ہوں تا آنکہ وہ ہجرت کریں اور گھر بار چھوڑ کر اللہ عزوجل کی راہ میں نکل کر اپنا ایمانی ثبوت دیں اور ہجرت کے بعد اس ایمان پر قائم رہیں اس سے ورے ورے اگر تم سے دوستی کا دعویٰ کریں اور مسلمانوں کی نصرت کا بھی دعویٰ کریں تو ان کی مدد قبول نہ کرو البتہ جو استثناء کیا گیا وہ یہ ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے یا تمہارے پاس وہ یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں۔

یہ استثناء قتل کی طرف راجع ہے کیونکہ کفار و منافقین کے ساتھ موالات کسی حال میں جائز نہیں اور عہد سے یہ عہد مراد ہے کہ اس قوم کو اور جو اس قوم سے جا ملے اس کو امن ہے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے وقت ہلال بن عویمر اسلمی سے معاہدہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ ان میں سکت و ہمت ہی مسلمانوں سے مقابلہ کی نہ رہی اور اللہ عزوجل نے ان کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھا پھر شان بے نیازی کا مظاہرہ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَیْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ وَ اَلْقَوْا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا ۝

اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا تو وہ بے شک تم سے لڑتے تو اگر وہ تم سے کنارہ کشی کریں اور نہ لڑیں اور صلح کی طرح ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی۔ یعنی پھر ان سے جنگ کی اجازت نہیں۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ حکم آیہ کریمہ اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ سے منسوخ ہو گیا آگے قبیلہ اسد اور قبیلہ بنی غطفان کی ریاکاری اور ظاہرداری کا پول کھولا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْكُمْ وَ یَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ وَ یُلْقُوْۤا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ وَ یَكُفُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۝

اب کچھ تم لوگ ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے گرتے ہیں پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور صلح کی طرف نہ جھکیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ انہیں قتل کرو اور یہ وہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

مدینہ طیبہ میں قبیلہ اسد اور غطفان کے لوگ ریاکاری سے کلمہ اسلام پڑھتے اور اپنے آپ کو مسلمان بتاتے اور جب ان میں سے کوئی اپنی قوم سے ملتا اور وہ ان سے کہتا کہ تم کس چیز پر ایمان لائے تو وہ کہتے کہ بندروں بچھوؤں وغیرہ پر اس انداز بیان سے ان کا مطلب یہ تھا کہ دونوں طرف سے راہ و رسم رہے اور کسی جانب سے انہیں نقصان نہ پہنچے یہ لوگ منافق تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں منافقین کو واجب القتل ٹھہرایا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ تیرہواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۙ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۹۲

اور نہیں مسلمانوں کو یہ حق کہ قتل کریں مسلمان کو مگر غلطی سے اور جو قتل کرے کسی مسلمان کو غلطی سے تو آزاد کرنا ہے ایک مسلمان مملوک اور خون بہا جو مقتول کے گھر والوں کو دے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں تو اگر ہوں اس قوم سے جو تمہارے دشمن ہیں اور خود مسلمان تو صرف ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا ہے اور اگر ہو اس قوم سے کہ تمہارے ان کے معاہدہ ہے تو دیت دینا ہے اس کے لوگوں کو اور آزاد کرنا ایک مملوک مسلمان تو جو اس قابل نہ ہو تو وہ لگاتار دو مہینہ کے روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝۹۳

اور جو قتل کرے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور لعنت اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۹۴

اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور نہ کہو اسے جو تمہیں سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں تم کیا چاہتے ہو دنیا میں مال ملے تو اللہ کے پاس غنیمتیں بہت ہیں ایسے ہی تم بھی تھے پہلے تو اللہ نے تم پر احسان کیا تو تحقیق کر لینا ضروری ہے بے شک اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

نہیں برابر بیٹھنے والے مومنین سے بلا عذر اور جہاد کرنے والے اپنے جان اور مال سے فضیلت دی اللہ نے

www.waseemziyai.com

أَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾

مجاہدوں کو جو مال جان سے اٹھنے بیٹھنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے اور سب سے بھلائی کا وعدہ ہے اور فضیلت دی مجاہدین کو قاعدین پر بڑے ثواب سے۔

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾

درجے ہیں اس کی طرف سے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور	مَا۔نہیں	كَانَ۔چاہیے	لِمُؤْمِنٍ۔مومن کے لئے
اَنْ۔یہ کہ	يَّقْتُلَ۔قتل	مُؤْمِنًا۔کرے مومن کو	اِلَّا۔مگر
خَطَـًٔا۔غلطی سے	وَ۔اور	مَنْ۔جو	قَتَلَ۔قتل کرے
مُؤْمِنًا۔مومن	خَطَـًٔا۔غلطی سے	فَتَحْرِيْرُ۔تو آزاد کرنا ہے	رَقَبَةٍ۔غلام
مُّؤْمِنَةٍ۔مومن کا	وَّ۔اور	دِيَةٌ۔خون بہا	مُّسَلَّمَةٌ۔سپرد کرنا
اِلٰٓى۔طرف	اَهْلِهٖٓ۔مقتول کے گھر والوں کے		اِلَّآ۔مگر
اَنْ۔یہ کہ	يَّصَّدَّقُوْا۔وہ معاف کر دیں		فَاِنْ۔پھر اگر
كَانَ۔ہو وہ	مِنْ قَوْمٍ۔اس قوم سے	عَدُوٍّ۔جو دشمن ہے	لَّكُمْ۔تمہاری
وَ۔اور	هُوَ۔وہ	مُؤْمِنٌ۔مومن ہو	فَتَحْرِيْرُ۔تو آزاد کرنا ہے
رَقَبَةٍ۔غلام	مُّؤْمِنَةٍ۔مومن کا	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
كَانَ۔ہو	مِنْ قَوْمٍ۔ایسی قوم سے	بَيْنَكُمْ۔کہ تمہارے درمیان	وَ۔اور
بَيْنَهُمْ۔ان کے درمیان	مِّيْثَاقٌ۔معاہدہ ہے	فَدِيَةٌ۔تو خون بہا	مُّسَلَّمَةٌ۔سپرد کیا جائے
اِلٰٓى۔طرف	اَهْلِهٖ۔اس کے وارثوں کے	وَ۔اور	تَحْرِيْرُ۔آزاد کرنا
رَقَبَةٍ۔ایک غلام	مُّؤْمِنَةٍ۔مومن کا	فَمَنْ۔تو جو	لَّمْ۔نہ
يَجِدْ۔طاقت رکھے	فَصِيَامُ۔تو روزے ہیں	شَهْرَيْنِ۔دو مہینے کے	مُتَتَابِعَيْنِ۔متواتر
تَوْبَةً۔یہ توبہ ہے	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کی طرف سے	وَ۔اور	كَانَ۔ہے
اللّٰهُ۔اللہ	عَلِيْمًا۔جاننے والا	حَكِيْمًا۔حکمت والا	وَ۔اور
مَنْ۔جو	يَّقْتُلْ۔قتل کرے	مُؤْمِنًا۔مومن کو	مُّتَعَمِّدًا۔جانتے بوجھتے
فَجَزَآؤُهٗ۔تو اس کا بدلہ	جَهَنَّمُ۔جہنم ہے	خٰلِدًا۔ہمیشہ رہے	فِيْهَا۔اس میں
وَ۔اور	غَضِبَ۔غضب ہوا	اللّٰهُ۔اللہ کا	عَلَيْهِ۔اس پر

www.waseemziyai.com

وَ۔اور
لَهٗ۔اس کے لئے
الَّذِيْنَ۔وہ لوگ جو
فِيْ۔میں
وَ۔اور
اَلْقٰى۔ڈالے
مُؤْمِنًا۔مومن
الدُّنْيَا۔دنیا کا
كَثِيْرَةٌ۔بہت
فَمَنَّ۔تو احسان کیا
اِنَّ۔بے شک
تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو
اَلْقٰعِدُوْنَ۔بیٹھ رہنے والے
اُولِي۔صاحب
والے
بِاَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں سے
اللّٰهُ۔اللہ نے
وَ۔اور
كُلًّا۔سب سے
وَّعَدَ۔وعدہ کیا
فَضَّلَ۔فضیلت دی
عَلَى۔اوپر
عَظِيْمًا۔زبردست
مَّغْفِرَةً۔بخشش
كَانَ۔ہے

لَعَنَهُ۔لعنت اس کی
عَذَابًا۔عذاب
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
سَبِيْلِ۔راہ
لَا۔نہ
اِلَيْكُمُ۔تمہاری طرف
تَبْتَغُوْنَ۔چاہتے ہو تم
فَعِنْدَ۔تو نزدیک
كَذٰلِكَ۔اسی طرح
اللّٰهُ۔اللہ نے
اللّٰهَ۔اللہ ہے
خَبِيْرًا۔خبردار
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں میں سے
الضَّرَرِ۔عذر کے
فِيْ۔میں
وَاور
اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں سے
الْمُجٰهِدِيْنَ۔جہاد کرنے والوں کو
اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں سے
دَرَجَةً۔درجہ میں
اللّٰهُ۔اللہ نے
الْحُسْنٰى۔بھلائی کا
اللّٰهُ۔اللہ نے
الْقٰعِدِيْنَ۔بیٹھ رہنے والوں کے
دَرَجٰتٍ۔درجے ہیں
وَّ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ
غَفُوْرًا۔بخشنے والا

وَ۔اور
عَظِيْمًا۔بڑا
اِذَا۔جب
اللّٰهِ۔اللہ کے
تَقُوْلُوْا۔کہو
السَّلٰمَ۔سلام
عَرَضَ۔سامان
اللّٰهِ۔اللہ کے
كُنْتُمْ۔تھے تم
عَلَيْكُمْ۔تم پر
كَانَ۔ہے
لَا۔نہیں
وَ۔اور
سَبِيْلِ۔راہ
وَاور
اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں سے
بِاَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں سے
عَلَى۔اوپر
وَ۔اور
وَ۔اور
مِنْهُ۔ان سے
رَحْمَةً۔رحمت
رَّحِيْمًا۔مہربان

اَعَدَّ۔تیار کیا
يٰۤاَيُّهَا۔اے
ضَرَبْتُمْ۔تم چلو
فَتَبَيَّنُوْا۔تو تحقیق کرلو
لِمَنْ۔اس کو جو
لَسْتَ۔نہیں تو
الْحَيٰوةِ۔زندگی
مَغَانِمُ۔غنیمتیں ہیں
مِّنْ قَبْلُ۔پہلے
فَتَبَيَّنُوْا۔تو تحقیق کرلیا کرو
بِمَا۔اس سے جو
يَسْتَوِي۔برابر ہیں
غَيْرُ۔بغیر
الْمُجٰهِدُوْنَ۔جہاد کرنے
اللّٰهِ۔اللہ کے
فَضَّلَ۔فضیلت دی
بِاَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں سے
الْقٰعِدِيْنَ۔بیٹھ رہنے والوں
كُلًّا۔سب سے
وَ۔اور
اَجْرًا۔اجر
وَ۔اور
وَ۔اور
رَّحِيْمًا۔مہربان

مختصر تفسیر تیرہواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ

www.waseemziyai.com

اور کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مسلمان کو قتل کرے مگر قتل خطا اور جو کسی مسلمان کو خطا سے قتل کر دے تو اس پر ایک مملوک کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے اہل کے سپرد کرے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔

تَحْرِیْرُ۔ آزاد کرنا۔ اس کا مادہ حر ہے۔

رَقَبَۃٌ۔ گردن۔ یہاں اس سے مراد غلام ہے کیونکہ غلام کی گردن مالک کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

دِیَۃٌ۔ خون بہا۔ وہ مال جو خون کے بدلے مقتول کے وارثوں کو دیا جائے۔

یَّصَّدَّقُوْا۔ معاف کر دیں۔ مقتول کے وارث قاتل کو معاف کر دیں تو یہ ان کی طرف سے صدقہ ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی کہ مومن کافر کی طرح مباح نہیں ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ فرما کر مشرکین کے لئے مطلق آزادی دے دی گئی۔ تو مسلمان کا قتل بغیر حق کے روا نہیں اور مسلمان کی شان نہیں کہ اس سے کسی مسلمان کا قتل سرزد ہو بجز اس کے کہ وہ قتل خطاء کا مرتکب ہو جائے اور قتل خطا یہی ہے کہ مارنا تھا شکار یا کافر حربی کو ہاتھ بہک گیا یا گولی کی زد میں اتفاقاً مسلمان آ گیا یا کسی کو حربی سمجھ کر مار دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھا اس پر ایک مملوک مسلمان آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا ضروری ہے۔

البتہ اگر ورثاء مقتول متفق ہو کر خون بہا معاف کر دیں تو معاف ہے۔

تعریف دیت

مقتول کے ورثا کو مقتول کی طرف سے اتنا مال دینے کو کہتے ہیں جس پر ورثاء مقتول راضی ہو سکیں اور وہ خون بہا مقتول کے ترکہ میں داخل ہوگا۔ اس سے مقتول کا قرضہ بھی ادا کیا جائے گا وصیت بھی پوری کی جائے گی۔

دوسرا حکم یہ آیہ کریمہ میں ہے کہ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۔ تو اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور بس۔

یعنی مقتول اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے مگر مقتول خود مسلمان ہے تو ایسی صورت میں ایک مملوک مسلمان آزاد کیا جائے گا اور خون بہا نہیں۔ اب تیسری شکل یہ ہے کہ

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۔

اور اگر ہو وہ اس قوم سے کہ ان کے تمہارے مابین معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان بھی آزاد کرنا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ معاہد ذمی ہوتا ہے اور ذمی کا مال جان مسلمانوں کی حفاظت میں اتنا ہی درجہ رکھتا ہے جیسے ان کا اپنا جان مال تو مقتول ذمی کا وہی حکم ہوگا جو مسلمان کا۔

اب چوتھی شکل فرمائی گئی۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۹۲

تو جس میں سکت نہ ہو غلام آزاد کرنے کی تو لگاتار پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ کی طرف سے اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

www.waseemziyai.com

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ۔ یعنی قاتل ایسا ہے کہ وہ کسی غلام کا مالک نہیں تو وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور ایسے حساب سے رکھے کہ ان میں رمضان کے روزے اور ایام تشریق نہ آ جائیں اور مسلسل بغیر یا بلا عذر کسی طرح نہ توڑے اگر کسی مرض یا کسی اور عذر سے روزوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو یہ کفارہ کے روزے از سر نو رکھنے ضروری ہیں اس میں کوئی عذر مسموع نہیں اس لئے کہ یہ سزا ہے نہ کہ محض عبادت۔

آیہ کریمہ کا شان نزول

عیاش بن ربیعہ مخزومی قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں اسلام لا چکے تھے اور گھر والوں کے خوف سے مدینہ طیبہ میں پناہ گزین تھے۔ ان کی والدہ کو ان سے بحد غایت محبت تھی وہ ان کی جدائی میں بے قرار تھیں۔ انہوں نے اپنے سوتیلے بیٹوں حارث اور ابو جہل سے کہا کہ خدا کی قسم نہ میں سایہ میں بیٹھوں گی نہ کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے آؤ۔

وہ دونوں حارث بن زید بن ابی ابیہ کو ساتھ لے کر تلاش میں نکلے جب مدینہ طیبہ پہنچے تو عیاش کو پا لیا انہوں نے اپنی والدہ کی بے قراری اور جزع فزع کی کیفیت سنائی اور اللہ تعالیٰ عزوجل کو درمیان دے کر یہ عہد کیا کہ ہم مذہب کے معاملہ میں تجھ سے نہ کہیں گے اور عیاش کو مدینہ سے نکال لائے۔ مدینہ سے باہر آ کر انہوں نے عیاش کی مشکیں کسیں اور دونوں نے سو سو کوڑے مارے۔

پھر ان کی والدہ کے پاس لائے ماں نے مشکیں کسی دیکھ کر صاف کہا کہ میں تیری مشکیں نہ کھولوں گی جب تک تو اپنا یہ دین اسلام ترک نہ کر دے اور عیاش کو دھوپ میں ڈلوا دیا۔ عیاش ان مصیبتوں میں مبتلا رہتے رہتے تنگ آ گئے۔ آخرش ماں کا کہنا مان لیا اور دین اسلام ترک کر دیا تو حارث نے عیاش کو ملامت کی اور کہا تو جس دین پر آیا تھا اگر وہ حق تھا تو تو نے حق کیوں چھوڑ دیا اور اگر وہ باطل تھا تو تو نے حماقت سے باطل کی حمایت کی تھی۔

عیاش کو اس طعن سے سخت غصہ آیا اور کہا میں تجھ کو اکیلا پاؤں گا تو خدا کی قسم ضرور قتل کروں گا اس کے بعد عیاش رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور انہوں نے مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ اس کے بعد حارث رضی اللہ عنہ پر بھی آفتاب ہدایت روشن ہوا اور وہ بھی اسلام لا کر ہجرت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ عیاش رضی اللہ عنہ ان کے پہنچنے کے دن موجود نہ تھے انہیں حارث رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی۔

اتفاق سے قباء کے قریب عیاش نے حارث کو دیکھ لیا اور قتل کر دیا۔

لوگوں نے عیاش رضی اللہ عنہ کو ملامت کی اور کہا تم نے برا کیا وہ تو اسلام لا چکا تھا یہ سن کر عیاش رضی اللہ عنہ کو بھی بہت افسوس ہوا آخرش یہ مقدمہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا۔ عیاش رضی اللہ عنہ نے صحیح بات عرض کر دی کہ میں حارث رضی اللہ عنہ کے اسلام سے اصلاً بے خبر تھا۔ اس پر قتل عمد اور خطا کے احکام نازل ہوئے۔ اب چھٹا حکم بیان ہوتا ہے۔

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴿۹۳﴾۔

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور لعنت اور اس کے لئے عذاب عظیم تیار ہے۔

www.waseemziyai.com

مسلمان کو عمداً قتل کرنا سخت گناہ ہے بلکہ اشد کبیرہ۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ عزوجل کے نزدیک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے۔ پھر یہ قتل اگر ایمان کی عداوت سے ہو یا قاتل اس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر ہے۔

خلود کے مشترک المعنی ہونے کی تصریح

اس کا مبداء اشتقاق ضد ہے راغب اصفہانی کہتے ہیں۔

اَلْخُلُوْدُ هُوَ تَبَرِّی الشَّیْءِ مِنَ اعْتِرَاضِ الْفَسَادِ وَاِبْقَائِهٖ عَلَی الْحَالَةِ الَّتِیْ هُوَ عَلَیْهَا وَ کُلُّ مَایَبْطَأُ عَنْهُ التَّغَیُّرُ وَالْفَسَادُ تَصِفُهُ الْعَرَبُ بِالْخُلُوْدِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَ ذٰلِکَ لِطُوْلِ مُکْثِهَا لَا لِدَوَامِ بَقَائِهَا کَمَا قَالَ تَعَالٰی لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ – اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ – وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا – وَلٰکِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ۔

خلود یہ ہے کہ کوئی بگاڑ اور تغیر سے محفوظ رہے اور اپنی اسی حالت پر قائم رہے جس پر وہ تھی اور ہر وہ چیز جو تغیرات اور بگاڑ سے محفوظ ہو اسے عربی لوگ خلود کہتے ہیں (یہاں تک کہ راغب نے کہا) اور یہ دیر تک رہنا ہے نہ کہ ہمیشہ رہنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا "تاکہ تم ہمیشہ رہو۔" "یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں بڑی مدت تک رہیں گے۔" اور فرمایا "یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں بہت مدت رہیں گے۔" اور فرمایا "اور جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے وہ اس میں بڑی مدت رہے۔" اور فرمایا "اور لیکن وہ تو زمین سے چمٹ کر رہ گیا۔"

مفردات اور روح المعانی میں سید محمد آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا اَیْ مَاکِثًا اِلَی الْاَبَدِ اَوْ مُکْثًا طَوِیْلًا اِلٰی حَیْثُ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یا بہت مدت تک رہنے والا ہے جتنی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے اور صاحب روح المعانی نے وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ کے ماتحت یہ بھی کہا ہے کہ وَقَدْ رُوِیَ عِکْرِمَةُ وَابْنُ جُرَیْجٍ وَجَمَاعَةٌ اَنَّهُمْ فَسَّرُوْا مُتَعَمِّدًا بِمُسْتَحِلًّا۔ عکرمہ۔ ابن جریج اور ایک جماعت نے متعمداً کی تفسیر مستحلاً سے کی ہے یعنی مومن کے خون کو حلال جانتے ہوئے اسے قتل کرے۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ خلود مدت دراز کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور قاتل اگر صرف دنیوی عداوت سے مسلمان کو قتل کرے اور اس کے قتل کو مباح نہ جانے جب بھی اس کی جزاء مدت دراز کے لئے جہنم ہے۔ تو خلود کا لفظ مدت طویلہ کے معنی میں آتا ہے تو قرآن کریم میں اس کے ساتھ لفظ ابد مذکور نہیں ہوتا اور کفار کے حق میں جہاں خلود بمعنی دوام آیا ہے تو اس کے ساتھ ابداً بھی ذکر فرمایا گیا۔

آیہ کریمہ کا شان نزول

یہ آیت مقیس بن ضبابہ کے حق میں نازل ہوئی اس کے بھائی قبیلہ بنی نجار نے بحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیت ادا کر دی۔ اس کے بعد باغواء شیطان ایک مسلمان کو بے خبری میں قتل کر دیا۔ یہ فہری تھا اور دیت کے اونٹ لے کر مکہ بھاگ گیا اور مرتد ہو گیا۔ یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مرتد ہوا ارتداد کے بعد اس نے یہ رباعی کہی۔

www.waseemziyai.com

قَتَلْتُ بِهٖ فَهْرًا وَ حَمَّلْتُ عَقْلَهٗ سَرَاةَ بَنِی النَّجَّارِ اَرْبَابَ فَارِعٖ
وَاَدْرَکْتُ ثَارِیْ وَرَجَعْتُ مُؤَسَّدًا وَکُنْتُ اِلَی الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعٖ

میں نے فہری کو قتل کر دیا اور اس کی دیت بنونجار کے سرداروں پر ڈال دی جو گھوڑوں والے ہیں۔
اور میں نے اپنے خون کا بدلہ لے لیا اور بڑے آرام سے واپس آ گیا اور میں بتوں کی طرف سب سے پہلا رجوع کرنے والا ہوں۔ (روح المعانی)

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ مُعَاوِیَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُلُّ ذَنْبٍ مَرْجُوٌّ عَنِ اللّٰهِ اَنْ یَّغْفِرَهٗ اِلَّا لِرَجُلٍ یَمُوْتُ کَافِرًا اَوِ الرَّجُلُ یَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہر ایک گناہ معاف فرما دے گا سوائے اس آدمی کے جس کی موت کفر پر ہو یا جو کسی مومن آدمی کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔

اور خُلُوْد فِی النَّارِ بمعنی دوام کے قائل معتزلہ ہیں۔ (روح المعانی) آگے ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۹۴﴾

اے ایمان والو جب تم چلو اللہ کی راہ میں (جہاد کو) تو تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں تم دنیا کی فراخی کا سامان چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے تو اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

ضَرَبْتُمْ۔ سفر کرو۔ ضرب کے معنی مارنا اور دوسرے معنی سفر کرنا۔ چلنا کے معنی ہیں۔
اَلْقٰی۔ کے معانی ڈالنا ہے۔ کوئی بات کہنا۔
عَرَضَ۔ مال۔ سامان زندگی کی عام ضروریات مراد ہیں۔
مَغَانِمُ۔ غنیمت۔ مفت کا مال ملنا۔
فَتَبَیَّنُوْا۔ تحقیق کر لو۔ چھان بین مراد ہے یعنی جب جہاد کے لئے گھر سے نکلو تو بغیر سوچے سمجھے کوئی کام نہ کرو جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اس کو نہ سمجھو کہ بہانہ کرتا ہے۔

جو السلام علیکم کہہ کر سامنے آئے اور اسے تم نہیں جانتے کہ یہ مرزائی یا کسی مرتد جماعت کا فرد ہے تو بلا وجہ اسے کافر نہ سمجھو جس میں اسلام کی نشانی پاؤ اس سے ہاتھ روکو اور جب تک اس کا کفر ثابت نہ ہو جائے اس کے قتل میں عجلت نہ کرو۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو اسے حکم دیتے کہ اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو وہاں مقاتلہ نہ کرو۔

فقہاء نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی یہ کہے کہ میں مومن ہوں اور وہ معلوم ہے کہ یہ یہودی یا نصرانی یا مرزائی ہے تو اسے مومن نہ مانا جائے گا اگرچہ وہ السلام علیکم کہتا رہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے جب بھی اس

www.waseemziyai.com

کے مسلمان ہونے کا حکم نہ کیا جائے گا کیونکہ اس کے عقیدہ میں ایمان ہی وہ ہے جس پر وہ ہے۔

مرزائی اسی وجہ میں تو بے دھڑک کہہ دیتا ہے کہ میں عقیدہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرتا ہوں اس لئے کہ اس کے نزدیک خاتم النبیین مرزا غلام احمد ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو جانے کو بھی اسی وجہ سے تسلیم کرتا ہے کہ اس کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ وہی مرزا غلام احمد ہے۔

اس بناء پر ارباب عقائد نے تصریح کی کہ محض کلمہ پڑھ لینے سے کسی کو مسلمان ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا جب تک وہ اپنے سابقہ دین سے بے زاری کا اظہار اور اس کے باطل ہونے کا اعتراف نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کفر میں مبتلا ہو خواہ وہ مرزائی ہو یا یہودی یا عیسائی یا رافضی اس کے لئے اس کفر سے بیزاری اور اس کو کفر جاننا ضروری ہے۔ اور

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ۔ کا مفہوم یہ ہے کہ تم بھی تو پہلے اسی کفر میں تھے تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تم پر احسان فرمایا وَعَصَمَ بِذٰلِكَ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ اور تمہارا خون اور مال محفوظ ہوا۔

شان نزول

مرداس بن نہیک رضی اللہ عنہ جو اہل فدک میں سے تھے اور صرف یہی مسلمان ہوئے تھے باقی تمام اہل فدک مسلمان نہ تھے۔ جب ان کی قوم کو خبر ملی کہ لشکر اسلام ان کی طرف آ رہا ہے تو تمام اہل فدک تو بھاگ گئے مگر مرداس ٹھہرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بدیں خیال کہ مبادا کوئی غیر مسلم جماعت ہو پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اتر آئے اور کہنے لگے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ السلام علیکم۔ مسلمانوں نے خیال کیا کہ یہ اہل فدک کا آدمی ہے اور فدک والے تو سب کافر ہیں۔ یہ شخص مغالطہ دینے کے لئے اوپری زبان سے ایسا کر رہا ہے۔ چنانچہ اسامہ بن زید نے انہیں قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اور فرمایا تم نے اس کے سامان کے سبب اسے قتل کر دیا۔ اور صاحب روح المعانی نے اسے یوں بیان کیا ابن جریر سدی سے راوی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر اسامہ بن زید کی سرکردگی میں بنو ضمرہ کی طرف روانہ فرمایا انہیں ایک آدمی ملا جس کا نام مرداس بن نہیک تھا اس کے پاس کچھ بکریاں اور ایک سرخ اونٹ تھا وہ ایک پہاڑ کی غار میں جا چھپا۔ اسامہ نے اس کا پیچھا کیا۔ مرداس نے غار میں اپنی بکریاں چھوڑیں اور خود چلا آیا اور کہا السلام علیکم۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

تو اسامہ نے اس کی بکریوں اور اونٹ کی وجہ سے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور جب اسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تو آپ کی خواہش تھی کہ اس کے متعلق کوئی اچھی خبر سنیں اور ان کے ساتھی ان سے خوش رہیں۔ جب واپس آئے تو آپ نے ان کے متعلق کسی سے نہ پوچھا خود ہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگے۔ کہ اے اللہ کے رسول بھلا دیکھو تو اسامہ نے کیا کیا کہ ایک آدمی اسے ملا اور اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی پڑھا اور پھر بھی اسامہ نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے تو ان کی بات پر دھیان نہ دیا پھر جب زیادہ ہی باتیں ہونے لگیں تو آپ نے اسامہ

www.waseemziyai.com

کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا اے اسامہ تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے کیسے عہدہ برآ ہوگا؟ تو اسامہ نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے تو یہ کلمہ اپنے بچاؤ کے لئے پڑھا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہ پھاڑ کر دیکھ لیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی پھر حضرت اسامہ کو حکم ہوا کہ یہ سب بکریاں مقتول کے اہل کو پہنچا دو۔

مفہوم روایت اولی کا باوجود تغیر الفاظ ایک ہے بہر حال سلام علیک کہنے والے کو بلا تحقیق حقیق کافر کہنا صحیح نہیں اس کے علاوہ اور بھی احادیث باختلاف سند صاحب روح المعانی نے نقل فرمائی ہیں۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ۔

اب اس کے بعد ان لوگوں کا فرق جو جہاد فی سبیل اللہ میں گئے اور وہ جو گھروں میں بیٹھے رہے ظاہر کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾۔

برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں فضیلت دی ہے اللہ نے ان مجاہدوں کو جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کریں بیٹھنے والوں پر از روئے درجہ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ کیا اور فضیلت دی اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ۔ جنہیں کوئی عذر نہ ہو۔ غیر کے معنی ہیں سوا۔ ضرر کے معنی ہیں نقصان یعنی وہ لوگ جو ہٹے کٹے لڑنے کے قابل ہوں کوئی عذر نہ ہو۔

اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے کہ بیٹھ رہنے والے اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے برابر نہیں مجاہدین کے لئے بڑے درجے ہیں اور غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ فرما کر یہ بھی ظاہر فرمایا کہ جو لوگ بیماری یا پیری وضعف وکمزوری یا نابینائی یا ہاتھ پاؤں کے ناکارہ ہونے کے عذر کی وجہ سے جہاد پر نہ جائیں وہ فضیلت سے محروم نہ ہوں گے اس لئے کہ انہیں عذر نے روکا ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجاہدین کے لئے جنت کے سو درجے مہیا فرمائے ہیں ہر درجہ سے دوسرے کا فاصلہ اتنا ہے جتنا زمین وآسمان کا۔

بامحاورہ ترجمہ چودھواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾

وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں۔ اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کن میں تھے۔ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بری جگہ پلٹنے کی۔

www.waseemziyai.com

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾

دبا لئے گئے۔ مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے۔ نہ کوئی راستہ پائیں۔

فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾

تو یہ وہ ہیں قریب ہے کہ اللہ معاف فرمائے انہیں اور اللہ معاف کرنے والا بخشش والا ہے۔

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٠﴾

اور جو ہجرت کرے اللہ کی راہ میں وہ پائے گا زمین میں گنجائش بہت اور وسعت اور جو نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور رسول کے لئے۔ پھر پالے اسے موت تو یقیناً واقع ہو گیا اس کا ثواب اللہ پر اور ہے اللہ بخشش والا مہربان۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جن کو	تَوَفّٰھُمُ۔ فوت کرتے ہیں	الْمَلٰٓئِکَۃُ۔ فرشتے
ظَالِمِیْٓ۔ ظلم کرنے والے	اَنْفُسِھِمْ۔ اپنی جانوں پر	قَالُوْا۔ کہتے ہیں	فِیْمَ۔ تم کس حال میں
کُنْتُمْ۔ جو تھے	قَالُوْا۔ کہتے ہیں	کُنَّا۔ ہم تھے	مُسْتَضْعَفِیْنَ۔ کمزور
فِیْ۔ میں	الْاَرْضِ۔ زمین کے	قَالُوْٓا۔ کہتے ہیں	اَ۔ کیا
لَمْ۔ نہیں	تَکُنْ۔ تھی	اَرْضُ۔ زمین	اللّٰہِ۔ اللہ کی
وَاسِعَۃً۔ فراخ	فَتُھَاجِرُوْا۔ کہ تم ہجرت کر جاتے		فِیْھَا۔ اس میں
فَاُولٰٓئِکَ۔ تو یہ ہیں کہ	مَاْوٰھُمْ۔ ان کا ٹھکانا	جَھَنَّمُ۔ آگ ہے	وَ۔ اور
سَآءَتْ۔ بری ہے	مَصِیْرًا۔ جگہ پھرنے کی	اِلَّا۔ مگر	اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ۔ وہ جو
کمزور تھے	مِنَ الرِّجَالِ۔ آدمیوں سے	وَ۔ اور	النِّسَآءِ۔ عورتوں سے
وَ۔ اور	الْوِلْدَانِ۔ بچے	لَا۔ جو نہیں	یَسْتَطِیْعُوْنَ۔ طاقت رکھتے
ہیں کسی	حِیْلَۃً۔ حیلہ کی	وَّ۔ اور	لَا۔ نہیں
یَھْتَدُوْنَ۔ پاتے	سَبِیْلًا۔ کوئی راہ	فَاُولٰٓئِکَ۔ تو یہ لوگ ہیں	عَسَی۔ قریب ہے
اللّٰہُ۔ اللہ	اَنْ۔ یہ کہ	یَّعْفُوَ۔ معاف کرے	عَنْھُمْ۔ ان کو
وَ۔ اور	کَانَ۔ ہے	اللّٰہُ۔ اللہ	عَفُوًّا۔ معاف کرنے والا
غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	یُّھَاجِرْ۔ ہجرت کرے
فِیْ۔ میں	سَبِیْلِ۔ راہ	اللّٰہِ۔ اللہ کے	یَجِدْ۔ پائے گا

www.waseemziyai.com

فِیْ۔ میں	الْاَرْضِ۔ زمین کے	مُرٰغَمًا۔ جگہ	کَثِیْرًا۔ بہت
وَ۔ اور	سَعَةً۔ فراخی	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
یَّخْرُجْ۔ نکلے	مِّنْۢ بَیْتِهٖ۔ اپنے گھر سے	مُهَاجِرًا۔ ہجرت کرتا	اِلٰی۔ طرف
اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	رَسُوْلِهٖ۔ اس کے رسول کی	ثُمَّ۔ پھر
یُدْرِكْهُ۔ پالے اس کو	الْمَوْتُ۔ موت	فَقَدْ۔ تو بے شک	وَقَعَ۔ واقع ہوا
اَجْرُهٗ۔ اس کا اجر	عَلَی۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	رَّحِیْمًا۔ مہربان

مختصر تفسیر چودھواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۙ﴿۹۷﴾

وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے ان سے کہیں گے (فرشتے) تم کن میں سے تھے۔ کہیں گے ہم زمین میں کمزور تھے کہیں گے فرشتے کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی۔

شان نزول

یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کلمہ اسلام تو زبان سے ادا کیا مگر جس زمانہ میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ بھی گئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اس آیت سے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط ہوئے ہیں۔

۱- جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور اسے یہ اطمینان ہو کہ دوسری جگہ منتقل ہونے سے اپنے فرائض مذہب ادا کر سکے گا اس پر ہجرت واجب ہے۔

حدیث میں ہے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا اگرچہ ایک بالشت بھی کیوں نہ ہو اس کے لئے جنت واجب ہوئی اور بروز قیامت اسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میسر ہوگی۔

۲- محض کمزوری کا بہانہ شرعاً قابل اعتبار نہیں ہے۔

۳- بحد مقدور اپنے دین کی صیانت و حمایت ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ورنہ ملائکہ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا کہہ کر اسے جہنم میں پہنچائیں گے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَی

www.waseemziyai.com

اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۔

مگر وہ جو کمزور و ضعیف ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جائیں تو یہ لوگ وہ ہیں جنہیں قریب ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتا ہوا۔ پھر اسے موت نے آ لیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

شان نزول

اس سے پہلی آیت جب نازل ہوئی تو جندع بن ضمیرہ لیثی نے سنا یہ بہت بوڑھے تھے کہنے لگے کہ میں اس حکم سے مستثنیٰ ہوں یا مجھ پر بھی یہ حکم عائد ہوتا ہے میں اگرچہ ضعیف العمر اور کمزور ہوں مگر میرے پاس اتنا مال ہے جس سے مدینہ پاک ہجرت کر سکتا ہوں۔ میں قسم بخدا اب مکہ ایک رات نہ ٹھہروں گا۔ مجھے لے چلو چنانچہ انہیں چارپائی پر ڈال کر لے چلے۔ مقام تنعیم میں جب وہ آئے تو ان کا انتقال ہو گیا۔ بوقت انتقال انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا الٰہی یہ تیرا اور یہ تیرے رسول کا ہاتھ ہے میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی۔ یہ خبر پا کر صحابہ کرام نے کہا کاش وہ مدینہ پہنچ جاتے تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرکین ہنسے اور کہنے لگے جس مطلب کے لئے جندع بن ضمیرہ نکلے تھے وہ نہ ملا اس پر ہی آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۔

اس امر کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کے فضل و کرم سے سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن بہ طریق استحقاق کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں اس کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے اس سے بھی چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو پورا کرنے سے عاجز ہو جائے اسے اس کا اجر ملے گا۔

۲۔ طلب علم۔ حج۔ جہاد۔ زیارت۔ طاعت۔ زہد و قناعت۔ رزق حلال کی طلب کے لئے ترک وطن کرنا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت ہے اس میں اگر وہ پورا کرنے سے قبل موت کے قبضہ میں آ جائے تو اسے اجر ضرور ملے گا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے لکھوائی۔ آپ کی ران مبارک میری ران پر تھی آپ فرما رہے تھے میں لکھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نے جو نابینا تھے۔ دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھ میں جہاد کی قوت ہوتی تو ضرور میں جہاد میں شریک ہوتا۔ اسی حالت میں وحی نازل ہوئی آپ کی ران مبارک اس قدر وزنی ہوگئی کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ

www.waseemziyai.com

جائے گی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن)

بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں یہ کہ قصر کرو بعض نمازیں اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہیں ایذا دیں گے کافر بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

وَ اِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْیَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْكُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۱۰۲﴾

اور (اے محبوب) جب تم ان میں موجود ہو تو نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں تو جب سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری وہ جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی وہ تمہارے ساتھ اقتداء کرے اور چاہئے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں خواہش کرتے ہیں کافر کہ اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں سے تو یک لخت وہ تم پر جھک پڑیں یکبارگی اور نہیں گناہ اگر تم مینہ کی تکلیف کے سبب یا کسی بیماری کے باعث اپنے ہتھیار کھول دو اور اپنی حفاظت میں ہشیار ہو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے تیار کر رکھا ہے خواری کا عذاب۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

تو جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے تو جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مومنین پر فرض ہے وقت کی بندش سے۔

وَ لَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۰۴﴾

اور نہ ہمت ہارو کافر قوم کی تلاش میں اگر ہو تم دکھ میں تو وہ بھی دکھ پا رہے ہیں جیسے تم دکھ پا رہے ہو اور تم امیدیں رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے وہ جو (کافر) نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ

وَ۔اور
اِذَا۔جب
ضَرَبْتُمْ۔چلو تم
فِی۔میں
الْاَرْضِ۔زمین کے
فَلَیْسَ۔تو نہیں
عَلَیْکُمْ۔تم پر
جُنَاحٌ۔کوئی گناہ
اَنْ۔اس میں کہ
تَقْصُرُوْا۔قصر کرو
مِنَ۔بعض
الصَّلٰوۃِ۔نمازیں
اِنْ۔اگر
خِفْتُمْ۔تمہیں خوف ہو
اَنْ۔یہ کہ
یَّفْتِنَکُمْ۔ایذا دیں گے
الَّذِیْنَ۔وہ جو
کَفَرُوْا۔کافر ہیں
اِنَّ۔بے شک
الْکٰفِرِیْنَ۔کافر
کَانُوْا۔ہیں
لَکُمْ۔تمہارے
عَدُوًّا۔دشمن
مُّبِیْنًا۔کھلے
وَ۔اور
اِذَا۔جب
کُنْتَ۔ہو تم
فِیْهِمْ۔ان میں
فَاَقَمْتَ۔تو قائم کرو
لَهُمُ۔ان میں
الصَّلٰوۃَ۔نماز
فَلْتَقُمْ۔تو کھڑی ہو
طَآئِفَةٌ۔ایک جماعت
مِّنْهُمْ۔ان سے
مَّعَکَ۔تمہارے ساتھ
وَ۔اور
لْیَاْخُذُوْۤا۔ساتھ رکھے
اَسْلِحَتَهُمْ۔اپنے ہتھیار
فَاِذَا۔تو جب
سَجَدُوْا۔سجدہ کرلیں
فَلْیَکُوْنُوْا۔تو ہو جائیں
مِنْ وَّرَآئِکُمْ۔تمہارے پیچھے
وَ۔اور
لْتَاْتِ۔آجائے
طَآئِفَةٌ۔جماعت
اُخْرٰی۔دوسری جس نے
لَمْ۔نہیں
یُصَلُّوْا۔نماز پڑھی
فَلْیُصَلُّوْا۔تو نماز پڑھے
مَعَکَ۔تمہارے ساتھ
وَ۔اور
لْیَاْخُذُوْا۔پکڑے رہے
حِذْرَهُمْ۔حفاظت
هُمْ۔اپنی
وَ۔اور
اَسْلِحَتَهُمْ۔اپنے ہتھیار
وَدَّ۔چاہتے ہیں
الَّذِیْنَ۔وہ جو
کَفَرُوْا۔کافر ہیں
لَوْ۔اگر
تَغْفُلُوْنَ۔غافل ہو تم
عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ۔اپنے ہتھیاروں سے
وَ۔اور
اَمْتِعَتِکُمْ۔اسباب سے
فَیَمِیْلُوْنَ۔تو ٹوٹ پڑیں
عَلَیْکُمْ۔تم پر
مَّیْلَةً۔ٹوٹنا
وَّاحِدَةً۔ایکبارگی
لَا۔نہیں
جُنَاحَ۔گناہ
وَ۔اور
عَلَیْکُمْ۔تم پر
اِنْ۔اگر
کَانَ۔ہو
بِکُمْ۔تم کو
اَذًی۔تکلیف
مِّنْ مَّطَرٍ۔بارش کی
اَوْ۔یا
کُنْتُمْ۔ہو تم
مَّرْضٰۤی۔بیمار
اَنْ۔یہ کہ
تَضَعُوْۤا۔اتار دو
اَسْلِحَتَکُمْ۔اپنے ہتھیار
وَ۔اور
خُذُوْا۔پکڑو
حِذْرَکُمْ۔اپنی حفاظت
اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ نے
اَعَدَّ۔تیار کیا
لِلْکٰفِرِیْنَ۔کافروں کیلئے
عَذَابًا۔عذاب
مُّهِیْنًا۔ذلت کا
فَاِذَا۔تو جب
قَضَیْتُمُ۔پوری کرلو تم
الصَّلٰوۃَ۔نماز
فَاذْکُرُوا۔تو یاد کرو
اللّٰهَ۔اللہ کو
قِیٰمًا۔کھڑے

www.waseemziyai.com

وَ۔اور	قُعُوْدًا۔بیٹھے	وَّ۔اور	عَلٰی۔اوپر
جُنُوْبِكُمْ۔اپنے پہلوؤں کے	فَاِذَا۔تو جب	اطْمَاْنَنْتُمْ۔مطمئن ہوجاؤ	فَاَقِيْمُوا۔تو قائم کرو
الصَّلٰوةَ۔نماز	اِنَّ۔بے شک	الصَّلٰوةَ۔نماز	كَانَتْ۔ہے
عَلٰى۔اوپر	الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کے	كِتٰبًا۔فرض	مَّوْقُوْتًا۔وقت پر
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَهِنُوْا۔سستی کرو	فِیْ۔میں
ابْتِغَآءِ۔ڈھونڈنے	الْقَوْمِ۔قوم کفار کے	اِنْ۔اگر	تَكُوْنُوْا۔ہوتم
تَاْلَمُوْنَ۔تکلیف پاتے	فَاِنَّهُمْ۔تو وہ بھی	يَاْلَمُوْنَ۔تکلیف پاتے ہیں	كَمَا۔جیسے
تَاْلَمُوْنَ۔تم تکلیف پاتے ہو	وَ۔اور	تَرْجُوْنَ۔امید رکھتے ہوتم	مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
مَا۔وہ جو	لَا۔نہیں	يَرْجُوْنَ۔امید رکھتے وہ	وَ۔اور
كَانَ۔ہے	اللّٰهُ۔اللہ	عَلِيْمًا۔جاننے والا	حَكِيْمًا۔حکمت والا

مختصر تفسیر پندرہواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۔

اور جب تم سفر کرو زمین میں تو تم پر گناہ نہیں یہ کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔یعنی چار رکعت والی نمازیں دو رکعت پڑھو۔

تَقْصُرُوْا۔تم کم کرو۔یہ قصر سے ہے اس کے معنی گھٹا دینا۔چار رکعت کی دو رکعت ادا کرنا ہے۔

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ فتنہ میں ڈال دیں گے کافر بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

اس آیت سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید قصر کی اجازت خوف کفار کے موقع پر ہے۔چنانچہ یہ شبہ صحابہ کرام علیہم رضوان کو بھی ہوا۔یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کریں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا مجھے بھی خیال آیا تھا۔میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں چار رکعت والی پوری پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ جو قابل تملیک نہیں اس کا صدقہ اسقاط محض ہے۔اس میں رد کا احتمال نہیں۔

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ ۔آیت کے نزول کے وقت سفر عموماً خالی از اندیشہ نہ ہوتے تھے اس لئے اِنْ خِفْتُمْ فرمادیا جو محض بیان حال ہے نہ کہ ان شرطیہ سے قصر ہو۔

یہی وجہ ہے کہ قرأت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں اِنْ خِفْتُمْ نہیں۔علاوہ بریں صحابہ کرام علیہم رضوان کا تعامل ہمارے لئے صحیح تفسیر آیت ہے۔تو احادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ علیہم رضوان بحالت امن بھی سفروں میں قصر فرماتے تھے اور اگر سفر میں دو کی بجائے چار پڑھی گئیں تو اللہ تعالیٰ عزوجل کا صدقہ اس میں رد ہوگا اور رد صدقہ معصیت ہے بنابریں قصر ضروری ہے البتہ سفر کتنی دور جانے میں محقق ہوتا ہے اس کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

www.waseemziyai.com

مدت سفر

جس سفر میں قصر لازم ہے اس کی ادنیٰ مدت تین رات دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کے متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہیں تو جو مسافت متوسط رفتار سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اس کے سفر میں قصر ہوگا۔

مسافر کے جلدی پہنچنے یا دیر سے پہنچنے کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے کرے خواہ وہ لاہور سے کراچی ڈھائی گھنٹہ میں پہنچے جیسے ہوائی جہاز سے جانے والے جاتے ہیں خواہ کار میں یہ سفر ہو خواہ ریل میں سیکنڈ کلاس میں ہو خواہ فسٹ کلاس بلکہ ایئر کنڈیشن میں بہر حال قصر ہوگا البتہ اس کے برعکس اگر ایک روز کا بعد مسافت تین روز یا اس سے زیادہ میں طے کیا جائے تو قصر نہ ہوگا گویا اعتبار مسافت کا ہے نہ کہ مدت کا۔

اس کے بعد اب دوسرا حکم جہاد میں نماز بجماعت اور اس کے طریقے کا ہے۔

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۔

اور جب ہو تم ان میں (اے محبوب) تو نماز میں ان کے لئے امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں سے ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں تو جب وہ سجدہ کر لیں (یعنی ایک رکعت پڑھ لیں) تو ہٹ کر پیچھے ہو جائیں اور چاہئے کہ دوسری جماعت آئے جو اب تک نماز میں شریک نہ تھی اور تمہاری مقتدی بنے اور چاہئے کہ اپنی پناہ اور ہتھیار لئے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم ابھی غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر یکبارگی ٹوٹنا۔

جہاد کے اندر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب علیہم رضوان کے ساتھ ہوں تو جماعت سے نماز پڑھنے کا قاعدہ بتایا گیا جسے صلوۃ الخوف کہتے ہیں۔

طَآىِٕفَةٌ۔ گروہ۔ فوج کا حصہ۔

وَرَآءَ۔ آگے۔ پیچھے۔

وَدَّ۔ دوست رکھنا۔ وَدَّ۔ دوست رکھا۔ وَدَّ۔ سے محبت کرنا۔ پسند کرنا۔

اَمْتِعَتِكُمْ۔ اپنے سامان سے متاع کی جمع ہے۔

يَمِيْلُوْنَ۔ ٹوٹ پڑیں۔ میل سے بنا۔ ایک طرف جھکنا۔

مُّهِيْنًا۔ ذلت دینے والا۔ اہانت سے بنا۔ اس کے معنی ذلیل۔ رسوا۔

شان نزول

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ علیہم رضوان کی جماعت کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں تشریف لائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام صحابہ علیہم رضوان کے نماز ظہر بہ جماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا

www.waseemziyai.com

کہ ایسے موقعہ کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ورنہ یکبارگی حملہ کر کے سب کو مار دیتے اور ہتھیار اور سامان پر قبضہ کر لیتے۔ یہ گفتگو آپس میں کر رہے تھے کہ ان کے ساتھیوں سے ایک نے کہا فکر کی بات کیا ہے اب ایک نماز اور آ رہی ہے اور وہ نماز ایسی نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر۔ لہٰذا جب مسلمان اس نماز کے لئے کھڑے ہوں تو پوری ہمت اور قوت سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دو۔ یہ سن کر عصر کی انتظار میں بیٹھ گئے۔

حضرت روح الامین علیہ السلام حاضر بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے اور انہوں نے تمام تجویز سے مطلع کر دیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز صلوٰۃ الخوف ہے چنانچہ ارشاد الٰہی عزوجل ہے۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ ایسے حال میں نماز بہ جماعت پڑھائیں تو اپنے مقتدیوں کو دو حصوں میں منقسم کریں ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹا رہے اور دوسرا حصہ آپ کی اقتداء میں کھڑا ہو جائے اور پہلی رکعت دو سجدوں تک ادا کر کے پیچھے ہٹ آئیں اب وہ جو دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے آگے آ کر دو سجدوں سے ایک رکعت پوری کر لیں۔

پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آگے آ کر بغیر قرأت ادا کر کے سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابل چلی جائے تو دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل ڈٹی ہوئی ہے وہ آئے اور اسی طرح اپنی رکعت جو باقی رہی تھی قرأت کے ساتھ پوری کر کے سلام پھیر دیں۔

اس لئے کہ پہلی جماعت لاحق کے حکم میں تھی اور لاحق کو بلا قرأت رکعت ثانیہ ادا کرنی تھی۔ اور دوسری جماعت مسبوق ہے۔ اسے پہلی رکعت ادا کرنے میں قرأت کرنی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور سید عالم ﷺ کا اسی طرح صلوٰۃ الخوف ادا کرنا مروی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام علیہم رضوان صلوۃ الخوف اسی طرح پڑھتے رہے۔

اب چند مسائل سمجھ لینے ضروری ہیں

حِذْرَ۔ سے مراد پناہ ہے اور پناہ میں زرہ خود بکتر وغیرہ ہیں جن سے دشمن کے حملے سے بچا جا سکے ان کا ساتھ رکھنا نماز اور غیر نماز میں بہر حال واجب ہے۔ پھر اسی پر عطف کر کے وَاَسْلِحَتَهُمْ فرمایا گیا یہ مستحب ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھے۔ یہ حکم بحالت سفر اگر خوف حائل ہو تو اس کا ہے۔

اور اگر مقیم کو ایسا معاملہ پیش آئے تو اس کے لئے حکم ہے کہ وہ چار رکعت ہی پڑھائے ہر جماعت دو دو رکعت پڑھ کر اسی طرح دشمن کے مقابل رہے جیسے پہلے طریقہ میں ایک ایک رکعت پڑھ کر آگے پیچھے ہوئے۔ تین رکعت والی نماز میں پہلی جماعت میں دو رکعت ادا کرے اور دوسری میں ایک پھر اسی طرح پوری کرے۔ اس کے بعد اپنے اسلحات سے چاق چوبند رہنے کا حکم ہے۔

اسلحہ کا قانون اور اس میں بقدر ضرورت کچھ تعلیم دی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ۔

بخاری وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ یہ آیت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی

www.waseemziyai.com

جیسا کہ ذکر کیا گیا اور ابو حمزہ اور کلبی ابو صالح رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں محاربہ فرمانے تشریف لے گئے۔ مقابلہ بنی انمجار سے تھا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فتح عطا فرمائی اور غنیمت کافی ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ لشکر کے ایک مقام پر اترے وہاں کوئی دشمن نظر نہ آیا اطمینان سے سب نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ہتھیار کھولے اور قضائے حاجت کے لئے جنگل میں نکلے کہ آسمان سے بوندا باندی شروع ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگل میں ذرا صحابہ علیہم رضوان سے علیحدہ ہوکر سایہ میں تشریف فرما تھے کہ غورث بن الحرث المحاربی نے دیکھا اور کہنے لگا قَتَلَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنْ لَّمْ اَقْتُلْہُ۔ اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل نہ کروں۔ اور پہاڑ سے اترا ہاتھ میں تلوار تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خیال بھی نہ تھا کہ اچانک وہ سر پر تلوار لئے کھڑا نظر آیا اور بولا یَا مُحَمَّدُ مَنْ یَّعْصِمُکَ مِنِّی الْاٰنَ۔ اے محمد اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت دلیرانہ طور سے فرمایا مجھے میرا رب عزوجل بچائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ غَوْرَثَ بْنَ الْحَرْثِ بِمَا شِئْتَ۔ الٰہی غورث بن حرث سے جس طرح چاہے میرے لئے کفایت فرما۔

تو راوی فرماتے ہیں فَانْکَبَّ عَدُوًّا لِلّٰہِ تَعَالٰی لِوَجْھِہٖ۔ تو وہ دشمن خدا اوندھا گرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر اس کی تلوار پکڑی اور فرمایا یَا غَوْرَثُ مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی الْاٰنَ۔ اے غورث اب تجھے مجھ سے کون بچانے والا ہے؟

غورث مایوسی میں عرض کرنے لگا لَا اَحَدَ۔ حضور کوئی نہیں بچا سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَتَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

یہ سن کر غورث نے عرض کی یہ تو نہیں مگر میں یہ عہد کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی مقابلہ نہ کروں گا اور نہ ہی آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کریمانہ سے اسے تلوار واپس دے دی۔ غورث یہ خلق کریم دیکھ کر بولا لَاَنْتَ خَیْرٌ مِّنِّیْ۔ بے شک آپ مجھ سے بہتر اور افضل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا بے شک ہم ایسی چشم پوشیوں کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔

پھر غورث واپس اپنی قوم میں گیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا غورث ہم نے تجھے ان کے سر پر تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑا دیکھا فَمَا مَنَعَکَ مِنْہُ۔ تو کس چیز نے تجھے ان سے روک دیا۔

غورث بولا اللہ نے مجھے معہ میری تلوار نگونسار کر دیا میں نہیں جانتا کہ کس نے میرے دونوں شانے جھنجھوڑے اور میں منہ کے بل گر گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر میری تلوار اٹھالی اور تمام حال جو گزرا سنایا تو اس کی جماعت سے بہت سے ایمان لے آئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگل سے روانہ ہوکر اپنے اصحاب علیہم رضوان میں تشریف لائے اور واقعہ سنایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

www.waseemziyai.com

وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

اور تم پر گناہ نہیں اگر مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کر اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی حفاظت میں دشمن کی گھات سے ہوشیار رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے عذاب خواری کا تیار کر رکھا ہے۔

یعنی اگرچہ ہتھیار کا پاس رکھنا ضروری ہے لیکن اگر تکلیف کے موقعہ پر کھول کر رکھ لو تو گناہ نہیں۔ مگر دشمن کی گھات سے چوکنا رہنا ضروری ہے۔

شان نزول

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ زخمی تھے اور انہیں اس حالت میں ہتھیار رکھنا بار تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تو مورد آیت اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے کہ بحالت عذر ہتھیار کھول کر رکھنے کی اجازت ہے آگے ارشاد ہے جس میں نماز مفروضہ اور ذکر الٰہی عزوجل کا مطلقاً حکم ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

تو جب تم نماز پڑھ چکو (یعنی فریضہ مقررہ ادا کرلو) تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے تو جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت مقررہ پر۔

قَضَيْتُمُ۔ پڑھ چکو۔ قضا کے معنی پورا کرنا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ اللہ کو یاد کرو۔ ذکر کے معنی یاد کے ہیں۔

جُنُوْبَ۔ جب کی جمع ہے یعنی پہلو کروٹ پر لیٹے ہوئے۔

مَّوْقُوْتًا۔ مقررہ وقت وہ عمل جو وقت کی پابندی سے وابستہ ہو۔

یعنی ذکر الٰہی کی مداومت کا حکم نافذ ہوا تا کہ مسلمان اللہ کے ذکر سے کسی وقت اور کسی حال میں بھی غافل نہ ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد معین کی مگر ذکر الٰہی کے لئے کوئی حد نہیں بلکہ مطلقاً فرمایا گیا کہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے کروٹوں پر لیٹے رات اور دن خشکی اور تری کے اندر۔ سفر و حضر میں۔ غنا و فقر کی صورت میں تندرستی و بیماری کی کیفیت میں۔ پوشیدہ اور ظاہر۔

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ نماز مفروضہ کے بعد بالفصل کلمہ پڑھنا جائز ہے۔ مشائخ کرام رحمہم اللہ میں اسی وجہ سے اس کا معمول ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ذکر میں تسبیح۔ تہلیل۔ تکبیر۔ ثناء و دعا سب داخل ہیں البتہ نماز مفروضہ موقت ہے لہٰذا اس کے اوقات کی رعایت لازم ہے۔ (تفسیر احمدی) آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا کہ تمہیں دکھ پہنچتا ہے اور تم اللہ

www.waseemziyai.com

سے امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

شان نزول

یہ آیہ کریمہ بدر صغریٰ کی طرف جانے میں سستی کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یوم احد میں اہل سفیان کے تعاقب پر جانے والوں کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ابوسفیان اور اس کے لشکر کے تعاقب میں حمراء الاسد کی طرف جانے والوں کے حق میں نازل ہوئی اس کے راوی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ احد کی جنگ سے جب ابوسفیان اور ان کے ساتھی واپس ہوئے تو حضور ﷺ نے ان صحابہ علیہم رضوان کو جو احد میں حاضر ہوئے تھے مشرکین کے تعاقب میں جانے کا حکم دیا۔ اصحاب زخمی تھے انہوں نے اپنے زخموں کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور کَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا میں اس امر کی وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہی تمہارے مصالح اور اعمال جانتا ہے جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو یا پوشیدہ لہٰذا تمہیں چاہئے کہ امتثال امر کرتے رہو اس میں تمہارے حق میں عواقب حمیدہ ہیں اور اسی سے تم فائز الی المطلوب ہوگے۔ (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ سولہواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ﴿۱۰۵﴾	بے شک ہم نے نازل کی تمہاری طرف (اے محبوب) کتاب سچائی والی کہ تم فیصلہ کرو لوگوں میں وہ جو تم کو اللہ دکھائے اور نہ ہو خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے۔
وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ﴿۱۰۶﴾	اور اللہ سے بخشش چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۙ﴿۱۰۷﴾	اور نہ جھگڑو ان کی طرف سے جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈال چکے بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اسے جو خائن سیہ کار ہے۔
يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ؕ﴿۱۰۸﴾	چھپاتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ ان میں سوچتے ہیں وہ بات جس میں اللہ راضی نہیں اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہیں۔
هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ؕ﴿۱۰۹﴾	خبردار یہ جو تم جھگڑتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو کون جھگڑے اللہ سے ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان کا وکیل۔

www.waseemziyai.com

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۱۰

اور جو عمل کرے برا یا ظلم کرے اپنی جان پر پھر بخشش چاہے اللہ سے تو پائے گا اللہ کو بخشنے والا اور مہربان۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۱۱

اور جو کرے گناہ تو اس کی کرنی اس کی جان پر ہے اور اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــًٔـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۱۱۲

اور جو کرے خطا یا گناہ پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے یقیناً اٹھایا بہتان اور کھلا گناہ۔

لفظی ترجمہ

اِنَّآ۔ بے شک ہم نے	اَنْزَلْنَآ۔ اتارا	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	الْكِتٰبَ۔ کتاب کو
بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	لِتَحْكُمَ۔ تاکہ تو فیصلہ کرے	بَيْنَ۔ درمیان	النَّاسِ۔ لوگوں کے
بِمَآ۔ جو	اَرٰىكَ۔ تمہیں دکھایا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تَكُنْ۔ ہو تو	لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ۔ خائنوں کیلئے	خَصِيْمًا۔ جھگڑنے والا
وَّ۔ اور	اسْتَغْفِرِ۔ بخشش مانگو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	اِنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے	غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	رَّحِيْمًا۔ مہربان
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُجَادِلْ۔ جھگڑو	عَنِ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو
يَخْتَانُوْنَ۔ خیانت کرتے ہیں	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں سے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
لَا۔ نہیں	يُحِبُّ۔ پسند کرتا	مَنْ۔ اسے جو	كَانَ۔ ہو
خَوَّانًا۔ خائن	اَثِيْمًا۔ سیہ کار	يَّسْتَخْفُوْنَ۔ چھپاتے ہیں	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں سے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يَسْتَخْفُوْنَ۔ چھپا سکتے	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	مَعَهُمْ۔ ان کے ساتھ ہے	اِذْ۔ جب
يُبَيِّتُوْنَ۔ دل میں بات سوچتے ہیں		مَا۔ جو	لَا۔ نہیں
يَرْضٰى۔ پسند کرتا	مِنَ الْقَوْلِ۔ ان کی اس بات کو		وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	بِمَا۔ اس سے جو	يَعْمَلُوْنَ۔ کرتے ہیں
مُحِيْطًا۔ گھیرنے والا	هٰٓاَنْتُمْ۔ خبردار تم	هٰٓؤُلَاۗءِ۔ وہ لوگ ہو	جٰدَلْتُمْ۔ کہ جھگڑتے ہو
عَنْهُمْ۔ ان سے	فِيْ۔ میں	الْحَيٰوةِ۔ زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کے
فَمَنْ۔ تو کون	يُّجَادِلُ۔ جھگڑے گا	اللّٰهَ۔ اللہ سے	عَنْهُمْ۔ ان کے متعلق
يَوْمَ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	اَمْ۔ یا	مَّنْ۔ کون
يَّكُوْنُ۔ ہوگا	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَكِيْلًا۔ وکیل	وَ۔ اور

www.waseemziyai.com

مَنْ۔ جو
يَظْلِمْ۔ ظلم کرے
اللّٰهَ۔ اللہ سے تو
رَّحِيْمًا۔ مہربان
اِثْمًا۔ گناہ
نَفْسِهٖ۔ اپنی جان کے
عَلِيْمًا۔ جاننے والا
يَكْسِبْ۔ کرے
ثُمَّ۔ پھر
فَقَدِ۔ تو بے شک
اِثْمًا۔ گناہ

يَعْمَلْ۔ عمل کرے
نَفْسَهٗ۔ اپنی جان پر
يَجِدِ۔ پائے گا
وَ۔ اور
فَاِنَّمَا۔ تو اس کے سوا نہیں کہ
وَ۔ اور
حَكِيْمًا۔ حکمت والا
خَطِيْٓئَةً۔ گناہ
يَرْمِ۔ تھوپ دے
احْتَمَلَ۔ اٹھایا اس نے
مُّبِيْنًا۔ کھلا ہوا

سُوْٓءًا۔ برے
ثُمَّ۔ پھر
اللّٰهَ۔ اللہ کو
مَنْ۔ جو
يَّكْسِبْهُ۔ کرتا ہے
كَانَ۔ ہے
وَ۔ اور
اَوْ۔ یا
بِهٖ۔ اسے کسی پر
بُهْتَانًا۔ بہتان

اَوْ۔ یا
يَّسْتَغْفِرِ۔ بخشش مانگے
غَفُوْرًا۔ بخشنے والا
يَّكْسِبْ۔ کمائے
عَلٰى۔ اوپر
اللّٰهُ۔ اللہ
مَنْ۔ جو
اِثْمًا۔ غلطی
بَرِيْٓـًٔا۔ اپنی برأت کے لئے
وَّ۔ اور

مختصر تفسیر سولہواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ﴿۱۰۶﴾

بے شک ہم نے نازل فرمائی (اے محبوب) سچی کتاب تمہاری طرف کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح اللہ تمہیں دکھائے اور خائنوں کی طرف سے نہ جھگڑو اور اللہ سے معافی چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تَحْكُمَ۔ تو فیصلہ کرے۔
اَرٰىكَ۔ تجھے سمجھائے۔ اِرَاءَۃ سے نکلا۔ اس کے معنی دیکھنے کے ہیں۔
خَصِيْمًا۔ جھگڑا کرنے والا۔

شان نزول

قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرالی اور اسے آٹے کی بوری میں رکھ کر زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپادی جب زرہ تلاش کی گئی تو طعمہ پر شبہ کیا گیا وہ انکاری ہو گیا حتیٰ کہ اس نے قسم کھالی۔ بوری ایک طرف سے پھٹی ہوئی تھی جب طعمہ ابن سمین یہودی کے ہاں لے جا رہا تھا تو اس پھٹے ہوئے حصہ سے آٹا گرتا گیا جو ابن سمین یہودی کے گھر تک پہنچتا تھا اس سے کھوج لے کر ابن سمین یہودی کے گھر پر چھاپہ ڈالا گیا وہاں بوری میں زرہ بھی مل گئی یہودی نے کہا کہ یہ بوری طعمہ لایا اور میرے یہاں رکھ گیا۔

یہودی کی جماعت نے اس امر کی شہادت دی ادھر طعمہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کر لیا کہ یہودی کو چور ثابت کرنے کے لئے قسم بھی کھالی جائے تو مضائقہ نہیں تاکہ ہماری قوم الزام سرقہ سے رسوا نہ ہو اور وہ سمجھ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com

لازمی طور پر طعمہ کو بری کر دیں گے اور یہودی مجرم ٹھہرے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے طعمہ کے موافق اور یہودی کے خلاف شہادت دی اس واقعہ پر گواہی دینے والوں پر کوئی جرح بھی نہ کی گئی۔

کیونکہ یہودی بہ ظاہر ملزم بن چکا تھا اس کے گھر سے مال برآمد ہو چکا تھا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں طعمہ اور اس کے ساتھیوں کی تکذیب کی گئی اور یہودی اور اس کے گواہوں کی تصدیق فرمائی گئی چنانچہ بارگاہ رسالت پناہ ﷺ سے طعمہ کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا طعمہ یہ فیصلہ سن کر مرتد ہو گیا۔ منافق تو پہلے ہی تھا کہ مکہ معظمہ جا کر کفار سے مل گیا۔ کفار نے بڑی عزت سے اس کو رکھا۔

ایک روز وہاں بھی چوری کی غرض سے نقب لگا رہا تھا کہ ایک پتھر دیوار سے سر میں لگا۔ صبح کفار نے اس کو وہاں سے بھی نکال دیا۔ وہاں سے یہ ایک قافلہ میں شامل ہو گیا۔ رات کے وقت اسی قافلہ کے مسافروں کی چوری کرنے لگا۔ قافلے والوں نے اس کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔ (خازن)

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ۔ میں اس امر کو ظاہر فرمایا کہ واقعہ کی حقیقت اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے نبی رحمت ﷺ پر ظاہر فرما دیتا ہے اور اس واقعہ کا علم عطا فرما کا مطلع کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ علم حقیقی کو قوت ظہور کی وجہ سے رویت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی ہرگز یہ نہ کہے کہ جو اللہ نے مجھے دکھایا اس پر میں نے فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص صرف اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا آپ کی رائے مبارک ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق وحوادث آپ کے پیش نظر کر دیئے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے یا مکاشفات ظنیات کا مرتبہ رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کسی ولی کے مکاشفہ پر شرعی فیصلہ موقوف نہیں مگر نبی کا خواب بھی وحی اور رویت ہے تو رویت ہی ہے اس پر شرعی احکام کا نفاذ کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ صاحب روح المعانی نے اس پر دوسری روایت نقل کی ہے جو بخوف طوالت نقل نہیں کی گئی ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۙ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾

اور ان کی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں بے شک اللہ انہیں محبوب نہیں رکھتا جو بڑا خائن گنہگار ہو۔ آدمیوں سے چھپاتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپا سکتے اور ان کے پاس ہے جب وہ دل میں بات سوچتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اس آیت کریمہ میں گناہوں کے مرتکب ہو کر دھوکہ کرنے والوں اور لوگوں سے دغا بازی میں نہ چوکنے والوں کو زجر و توبیخ ہے اور لوگوں سے چھپانا یعنی حیا کرنا شرما کر بات چھپانا تو ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل سے وہ کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ان کا سب حال جانتا ہے اس سے ان کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا جیسے طعمہ کی طرفداری میں جھوٹی قسم کھا کر طرفداری کرنے والوں نے کہا اور شہادت دی۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ

www.waseemziyai.com

وَكِيْلًا ۝

سنو یہ جو تم ہو دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑ لو تو کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن کیا کوئی ہے جو ان کا وکیل ہو۔

اس آیت میں بھی ایسے لوگوں کو زجر کیا گیا۔ آگے فرمایا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــًٔـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

اور جو عمل کرے برا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا اور جو گناہ کرے تو اس کی کرنی اسی کی جان پر وبال ہوگی اور اللہ علم وحکمت والا ہے اور جو خطا یا گناہ کرے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے یقیناً بہتان اور کھلا گناہ کیا۔

اس میں اول یہ واضح کیا کہ گنہگار اگر توبہ کرے تو اللہ عزوجل معاف فرمادے گا۔

دوسرے یہ فرمایا کہ کسی کو کسی کے گناہ پر عذاب نہیں کیا جاتا صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

تیسرے یہ بتایا کہ اپنی سیہ کاری کسی پر تھوپ دینا کمینہ حرکت ہے یہ گناہ پر دوسرا گناہ ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اسے دوہری سزا ملے گی۔

بامحاورہ ترجمہ سترہواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

اور اگر (اے محبوب) نہ ہوتا فضل الٰہی تم پر اور رحمت تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکہ دے دیں اور وہ نہ دھوکہ دیں گے مگر اپنے کو اور تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور نازل کیا اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اور تمہیں سکھایا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور ہے فضل الٰہی تم پر بہت بڑا۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں مصالحت کرنے کا اور جو ایسا کرے اللہ کی رضا جوئی کے لئے اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

اور جو خلاف کرے رسول کا بعد اس کے کہ حق کھل گیا اور پیروی کرے مومنین کی راہ سے جدا تو ہم اسے ایسی گمراہی پر چھوڑ دیں گے اور پہنچائیں گے اسے جہنم میں اور بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

www.waseemziyai.com

لفظی ترجمہ

وَ۔اور
اللّٰهِ۔اللہ کا
لَهَمَّتْ۔تو آمادہ ہوتا
يُضِلُّوْ۔دھوکہ دے
يُضِلُّوْنَ۔دھوکہ دیتا
مَا۔نہ
وَ۔اور
اَنْزَلَ۔نازل کیا
الْكِتٰبَ۔کتاب
عَلَّمَكَ۔سکھایا تمہیں
تَعْلَمُ۔جانتا
اللّٰهِ۔اللہ کا
خَيْرَ۔بھلائی
مشوروں کے
بِصَدَقَةٍ۔صدقے کا
اِصْلَاحٍ۔مصالحت کا
مَنْ۔جو
مَرْضَاتِ۔رضامندی
اَجْرًا۔اجر
يُشَاقِقِ۔خلاف کرے
مَا۔جو
وَ۔اور
الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کے
وَ۔اور
سَآءَتْ۔بری ہے

لَوْ۔اگر
عَلَيْكَ۔تجھ پر
طَّآئِفَةٌ۔ایک گروہ
نَ۔تمہیں
اِلَّا۔مگر
يَضُرُّوْنَكَ۔نقصان پہنچا سکتا تمہیں
اللّٰهُ۔اللہ نے
وَ۔اور
عَلَيْكَ۔تم پر
فِيْ۔میں
اِلَّا۔مگر
اَوْ۔یا
بَيْنَ۔درمیان
يَفْعَلْ۔کرے
اللّٰهِ۔اللہ کی
عَظِيْمًا۔زبردست
الرَّسُوْلَ۔رسول کا
تَبَيَّنَ۔ظاہر ہوا
يَتَّبِعْ۔چلے لگے
نُوَلِّهٖ۔تو چھوڑ دیں گے ہم
نُصْلِهٖ۔پہنچائیں گے
مَصِيْرًا۔لوٹنے کی جگہ

لَا۔نہ ہوتا
وَ۔اور
مِنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور
اَنْفُسَهُمْ۔اپنی جان کو
مِنْ شَيْءٍ۔کچھ
عَلَيْكَ۔تجھ پر
وَ۔اور
لَمْ۔نہ
كَانَ۔ہے
عَظِيْمًا۔زبردست
كَثِيْرٍ۔بہت سے
مَنْ۔جو
مَعْرُوْفٍ۔اچھی بات کا
النَّاسِ۔لوگوں کے
ذٰلِكَ۔ایسا
فَسَوْفَ۔تو جلدی
وَ۔اور
مِنْ۔اس کے
لَهٗ۔اس کے لئے
غَيْرَ۔غیر
مَا۔اس پر
جَهَنَّمَ۔جہنم میں

فَضْلُ۔فضل
رَحْمَتُهٗ۔اس کی رحمت
اَنْ۔اس پر کہ
مَا۔نہیں
وَ۔اور
مِنْ شَيْءٍ۔کچھ
عَلَيْكَ۔تجھ پر
وَ۔اور
تَكُنْ۔تھا تو
فَضْلُ۔فضل
لَا۔نہیں
مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ۔ان کے
اَمَرَ۔حکم کرے
اَوْ۔یا
وَ۔اور
ابْتِغَآءَ۔چاہتا ہوا
نُؤْتِيْهِ۔دیں گے ہم اس کو
مَنْ۔جو
بَعْدِ۔بعد
الْهُدٰى۔ہدایت
سَبِيْلِ۔راستے
تَوَلّٰى۔جس پر وہ گیا
وَ۔اور

مختصر تفسیر ستر ہواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

www.waseemziyai.com

يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۔

اور اگر نہ ہوتا (اے محبوب) اللہ کا فضل تم پر اور رحمت تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکہ دے دیں اور نہیں دھوکہ دے سکتے مگر اپنی جانوں کو اور نہیں نقصان پہنچا سکتے تمہیں کچھ بھی۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ خطاب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

فَضْلٌ۔ اصطلاح میں وہ عطیہ ہے جو استحقاق سے زیادہ دیا جائے۔

رَحْمَتُهٗ۔ وہ ہے جو بغیر استحقاق کے دیا جائے۔

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ۔ کی تفسیر میں ایک قول تو یہ ہے کہ بِاِعْلَامِكَ بِمَا هُمْ عَلَيْهِ بِالْوَحْيِ وَ يُنَبِّئُكَ بِالْحَقِّ۔ اللہ کا فضل یہ ہے کہ وحی کے ذریعے تمام حالات کا علم ملا اور اعانت حق کے ساتھ ہر بات سے تنبیہ کر دیا گیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لَوْلَا فَضْلُهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَرَحْمَتُهٗ بِالْعِصْمَةِ۔ فضل سے مراد نبوت ہے اور رحمت عصمت الٰہی میں حضور کو لینا ہے۔

ایک قول یہ ہے لَوْلَا فَضْلُهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَرَحْمَتُهٗ بِالْوَحْيِ۔ فضل الٰہی عطاء نبوت اور رحمت نزول وحی ہے۔

ایک قول یہ ہے اَلْمُرَادُ لَوْلَا حِفْظُهٗ لَكَ وَحِرَاسَتُهٗ اِيَّاكَ۔ اگر اللہ عزوجل آپ کی حفاظت نہ فرماتا۔ اور آپ ﷺ کی نگرانی خود نہ کرتا تو

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ۔ هَمَّتْ۔ کا لفظ ہم سے بنا یعنی بہکا دینا۔ دھوکہ دینا۔ اگر آپ پر اللہ کا فضل و رحمت نہ ہوتی تو یہ لوگ آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے۔

شان نزول

میں لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ سے مراد ابیر بن عروہ اور اس کی جماعت ہے۔ ایک واقعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثقیف کے چند شر پسند دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آئے اور کہنے لگے يَا مُحَمَّدُ قَدْ جِئْنَكَ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَّانُكْسِرَ اَصْنَامَنَا بِاَيْدِيْنَا وَعَلٰى اَنْ نَّتَمَتَّعَ بِالْعُزّٰى سَنَةً فَلَمْ يُجِبْهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ ذٰلِكَ مَنَزَلَتْ۔ ثقیف کے لوگ آئے اور عرض کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اس شرط پر کہ اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے ہم نہ توڑیں گے اور ایک سال عزیٰ میں متمتع رہیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ جواب نہ دیا اللہ عزوجل نے ان کی اس چال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عصمت میں لے لیا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد منافقین کی جماعت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے تیاری کر رہی تھی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔

اور اَنْ يُّضِلُّوْكَ سے مراد قضاء حق سے روکنا یا اتباع مَا جَاءَ فِي اَمْرٍ میں قاصر ہونا ہے تو فضل اور رحمت الٰہی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محفوظ و مصئون رہے۔ (روح المعانی)

یہی وجہ ہے کہ عقیدہ اہل سنت میں تمام انبیاء و ملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تو

www.waseemziyai.com

طریق اولے معصوم ومصئون ہوئی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الکل فی الکل ہادی سبل ہیں امام انبیاء ہیں۔ سید الاصفیاء ہیں۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝۱۱۳۔

اور نازل کی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو وہ سب کچھ جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

کتاب وحکمت سے مراد قرآن کریم جو جامع ہے دونوں عنوان کی یعنی تعلیم شریعہ اور سنت سنیہ اور عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کی تفسیر یہ ہے کہ اَیِ الَّذِیْ لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُهٗ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الصُّدُوْرِ۔ یعنی وہ سب چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دی گئیں جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ جانتے تھے۔ مخفی امور اور دلوں میں محفوظ چیزیں اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے کید کائدین کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ابطال کرایا۔

اور امور دین احکام شرع اور خیر وشر تا قیامت بھی حضور ﷺ پر روشن ہیں۔ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَیْ اَخْبَارُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ اخبار اولین وآخرین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہیں۔ (روح المعانی)

اس آیت کریمہ میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع کیا اور یہ فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ اللہ کا زبردست فضل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے آگے ارشاد ہے۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۱۴۔

ان کے اکثر مشوروں کے اندر بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں مصالحت کا اور جو کرے ایسا اللہ کی رضا جوئی میں اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

لَا۔ نفی جنس ہے جس نے خیر کی مطلقاً نفی کردی۔

خَیْرَ۔ سے مراد دین ودنیا کا ثواب ہے۔

نَجْوٰی۔ مشورہ کرنے والی جماعت کو بھی کہا جاتا ہے۔

عربی محاورہ میں نجویٰ مصدر ہے اور یہ واحد اور جمع پر یکساں بولا جاتا ہے فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ۔ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ سوا اس کے نہیں کہ وہ کثیر شیطان کی طرف سے ہے مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ۔ مفردات راغب۔ روح المعانی فرماتے ہیں مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْجَمَاعَةُ اَوْ لِاَمْرٍ ثُبَاتٌ۔ نجویٰ وہ بات ہے جس میں بڑی یا چھوٹی علیحدہ ہو کر مشورہ کرے۔

تو خلاصہ نجویٰ یہ نکلا کہ ایک دوسرے میں مشورہ کرنے والا یا دو چار میں مشورہ کرنا اس میں ان لوگوں میں بھلائی نہیں جو حضور ﷺ کے خلاف مشورہ کریں مگر جو صدقہ دینے والے یا اچھی بات کرنے یا لوگوں میں مصالحت کرانے اور دفع ضرر کے لئے کریں وہ مبارک ہے۔ (روح المعانی) اور جو ایسا کرے اور اس میں رضا جوئی حق مقصود ہو تو اسے اس کا بڑا ثواب ملے گا۔

www.waseemziyai.com

اس کے آگے حضور ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کا انجام بیان ہو رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

اور جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا ہو اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے جہنم میں پہنچائیں گے اور بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

يُّشَاقِقِ۔ مخالفت کرے اس کا مصدر مشاقۃ ہے جو شق سے بنا ہے۔ شق کے معنی جانب اور پہلو ہیں جس جانب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کے خلاف جانب چلے۔

نُوَلِّهٖ۔ ہم اس کو چلنے دیں گے اس کا مصدر تولیت ہے جس کے معنی والی بنانا۔ یہاں اختیار دینے کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس شخص کی سزا کا اعلان ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل نہ کرے مخالفت کرے حالانکہ صداقت واضح ہو گئی۔ لیکن انہوں نے حکم کے خلاف کیا اور اپنا راستہ علیحدہ بنا لیا ایسے شخص کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ وہ دنیا میں جو چاہے راستہ اختیار کرے ایک دن ضرور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو بہت بری جگہ ہے۔ مشرکوں کا راستہ اختیار کرنے والوں کی سزا بیان کی گئی ہے۔

اس آیۃ میں امت کا حجت ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اجماع کو حجت قرار دیتے ہیں۔

مزنی راوی ہیں کہ میں امام شافعی کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آئے۔ صوف کا لباس ملبوس کئے ہوئے اور ہاتھ میں ان کے عصا تھا۔ وہ امام صاحب کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اور سوال کیا کہ دین الٰہی کے لئے کیا کیا حجت ہے۔ امام صاحب نے فرمایا كِتَابُ اللّٰهِ۔ اللہ کی کتاب وہ بولے وَمَاذَا؟ اور کیا ہے تو فرمایا سُنَّةُ نَبِيِّهٖ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور کی حدیث۔

تو وہ بولے اور کیا ہے تو امام صاحب نے فرمایا اِتِّفَاقُ الْاُمَّةِ تو انہوں نے پوچھا مِنْ اَيْنَ هُوَ الْاَخِيْرُ اَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ یہ کہاں سے آپ نے لیا کیا یہ قرآن پاک میں ہے تو امام صاحب نے کچھ سکوت فرمایا تو وہ صاحب الصوف بولے میں دن رات کی مہلت دیتا ہوں۔ اس میں آپ آیت پیش کر سکیں تو فبہا۔

تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے علیحدہ ہو کر ایک دن اپنے گھر میں گوشہ تنہائی میں بیٹھ گئے تیسرے روز ظہر اور عصر کے مابین باہر تشریف لائے دیکھا آپ کے چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا تھا۔

کہ حسب وعدہ وہ شیخ بھی آ گئے اور بیٹھتے ہی بولے حَاجَتِيْ۔ میرا مقصد حل کیجئے امام صاحب نے فرمایا نَعَمْ۔ ہاں اور اَعُوْذُ وَ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۔

آیہ کریمہ سن کر وہ شیخ بولے صَدَقْتَ وَقَامَ وَ ذَهَبَ۔ آپ نے سچ کہا اور کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ اس کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قَرَأْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتّٰى ظَفِرْتُ

www.waseemziyai.com

بھلا۔ میں نے ہر دن میں تین بار اور رات میں تین بار تین دن قرآن پاک کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ نے فتح یاب کیا۔

بامحاورہ ترجمہ اٹھارہواں رکوع۔سورۃ نساء۔پ ۵

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

بے شک اللہ نہ بخشے گا اسے جس نے اس کا شریک ٹھہرایا اور اس کے بغیر جسے چاہے معاف فرما دے اور جو شرک کرے اللہ کے ساتھ وہ یقیناً دور کی گمراہی میں پڑا۔

إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلَّآ إِنٰثًا ۚ وَإِنْ يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾

یہ لوگ نہیں پوجتے اللہ کے سوا مگر عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو۔

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾

جس پر اللہ نے لعنت کی اور کہنے لگا ضرور میں تیرے بندوں میں سے کچھ مفروضہ حصہ لوں گا۔

وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾

اور مجھے قسم ہے میں ضرور گمراہ کروں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں اور ضرور کہوں گا تو وہ بدل دیں گے تخلیق الٰہی کو اور جو پکڑے شیطان کو دوست اللہ کے سوا تو یقیناً وہ کھلے نقصان میں پڑا۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾

(شیطان) انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور وعدہ شیطان کا نہیں مگر فریب۔

أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

یہ وہ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور نہ پائیں گے اس سے بچنے کی جگہ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے قریب ہے کہ انہیں ہم جنت میں داخل کریں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچی بات والا۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

کچھ نہیں تمہارے خیال سے اور نہ کتاب والوں کی ہوس سے جو برا عمل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور نہیں پائے گا اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

اور جو عمل کرے گا نیک مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ داخل کیے جائیں گے جنت میں اور ان پر تل برابر ظلم نہ ہوگا

www.waseemziyai.com

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾

اور کون ہے جس کا دین اس سے بہتر ہو جس نے جھکایا اپنا منہ اللہ کے لئے اور نیک ہے اور تابع ہے دین ابراہیم کا جو ہر باطل سے جدا تھا اور پکڑا اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہے اللہ ہر شے پر محیط۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	يَغْفِرُ۔ بخشے گا
اَنْ۔ یہ کہ	يُّشْرَكَ۔ شرک کیا جائے	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	وَ۔ اور
يَغْفِرُ۔ بخشے گا	مَا۔ جو	دُوْنَ۔ نیچے	ذٰلِكَ۔ اس کے ہیں
لِمَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
يُّشْرِكْ۔ شریک بنائے	بِاللّٰهِ۔ اللہ کا	فَقَدْ۔ تو بے شک	ضَلَّ۔ وہ گمراہ ہوا
ضَلٰلًا۔ گمراہی	بَعِيْدًا۔ دور کی	اِنْ۔ نہیں	يَدْعُوْنَ۔ پوجتے
مِنْ۔ اس کے	دُوْنِهٖ۔ سوا	اِلَّا۔ مگر	اِنٰثًا۔ عورتوں کو
وَ۔ اور	اِنْ۔ نہیں	يَدْعُوْنَ۔ پوجتے وہ	اِلَّا۔ مگر
شَيْطٰنًا۔ شیطان	مَّرِيْدًا۔ سرکش کو	لَّعَنَهُ۔ لعنت کی اس پر	اللّٰهُ۔ اللہ نے
وَ۔ اور	قَالَ۔ بولا	لَاَتَّخِذَنَّ۔ ضرور لوں گا میں	مِنْ عِبَادِكَ۔ تیرے
بندوں سے	نَصِيْبًا۔ حصہ	مَّفْرُوْضًا۔ مقرر	وَّ۔ اور
لَاُضِلَّنَّهُمْ۔ میں ضرور گمراہ کروں گا ان کو		وَ۔ اور	لَاُمَنِّيَنَّهُمْ۔ آرزوئیں دلاؤں
گا ان کو	وَ۔ اور	لَاٰمُرَنَّهُمْ۔ ضرور حکم دوں گا ان کو	
فَلَيُبَتِّكُنَّ۔ تو وہ ضرور چیریں گے	اٰذَانَ۔ کان	الْاَنْعَامِ۔ جانوروں کے	وَ۔ اور
لَاٰمُرَنَّهُمْ۔ ضرور حکم دوں گا ان کو		فَلَيُغَيِّرُنَّ۔ تو وہ ضرور بدلیں گے	
خَلْقَ۔ پیدائش	اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
يَتَّخِذِ۔ پکڑے	الشَّيْطٰنَ۔ شیطان کو	وَلِيًّا۔ دوست	مِّنْ دُوْنِ۔ سوا
اللّٰهِ۔ اللہ کے	فَقَدْ۔ تو بے شک	خَسِرَ۔ خسارہ اٹھایا	خُسْرَانًا۔ خسارہ
مُّبِيْنًا۔ کھلا کھلا	يَعِدُ۔ وعدہ دیتا ہے	هُمْ۔ ان کو	وَ۔ اور
يُمَنِّيْهِمْ۔ آرزوئیں دلاتا ہے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	يَعِدُ۔ وعدہ دیتا
هُمْ۔ ان کو	الشَّيْطٰنُ۔ شیطان	اِلَّا۔ مگر	غُرُوْرًا۔ دھوکے کا

www.waseemziyai.com

أُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ
لَا۔ نہیں
وَ۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کئے
جَنّٰتٍ۔ باغوں میں
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں
اللّٰهِ۔ اللہ کا
اَصْدَقُ۔ زیادہ سچا ہے
بِاَمَانِيِّكُمْ۔ تمہاری خواہشوں پر
اَمَانِيِّ۔ خواہشات
يَّعْمَلْ۔ عمل کرے گا
وَ۔ اور
مِنْ دُوْنِ۔ سوا
لَا۔ نہ
يَّعْمَلْ۔ عمل کرے
اُنْثٰى۔ عورت
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ
لَا۔ نہ
مَنْ۔ کون
اَسْلَمَ۔ جو جھکائے
هُوَ۔ وہ
مِلَّةَ۔ مذہب
وَ۔ اور
خَلِيْلًا۔ دوست
فِي۔ میں
فِي۔ میں
اللّٰهُ۔ اللہ

مَاْوٰىهُمْ۔ ان کا ٹھکانا
يَجِدُوْنَ۔ پائیں گے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
الصّٰلِحٰتِ۔ نیک
تَجْرِيْ۔ کہ چلتی ہیں
فِيْهَآ۔ اس میں
حَقًّا۔ سچا ہے
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
اَهْلِ۔ اہل
سُوْٓءًا۔ برے
لَا۔ نہ
اللّٰهِ۔ اللہ کے
نَصِيْرًا۔ مددگار
مِنَ الصّٰلِحٰتِ۔ نیک
وَ۔ اور
يَدْخُلُوْنَ۔ داخل ہوں گے
يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کئے جائیں گے
اَحْسَنُ۔ بہتر ہے
وَجْهَهٗ۔ اپنا چہرہ
مُحْسِنٌ۔ نیک ہو
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کی
اتَّخَذَ۔ بنایا
وَ۔ اور
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
الْاَرْضَ۔ زمین کے ہے
بِكُلِّ۔ ہر ایک

جَهَنَّمُ۔ دوزخ ہے
عَنْهَا۔ اس سے
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
سَنُدْخِلُهُمْ۔ عنقریب داخل کریں گے ہم ان کو
مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
اَبَدًا۔ دوام
وَ۔ اور
قِيْلًا۔ بات میں
وَ۔ اور
الْكِتٰبِ۔ کتاب پر
يُّجْزَ۔ بدلہ پائے گا
يَجِدْ۔ پائے گا
وَلِيًّا۔ کوئی دوست
وَ۔ اور
مِنْ ذَكَرٍ۔ مرد ہو
هُوَ۔ وہ
الْجَنَّةَ۔ جنت میں
نَقِيْرًا۔ تل برابر
دِيْنًا۔ دین میں
لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے
وَ۔ اور
حَنِيْفًا۔ جو ہر باطل سے جدا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ نے
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
شَيْءٍ۔ چیز کو

وَ۔ اور
الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
وَعْدَ۔ وعدہ
مَنْ۔ کون
لَيْسَ۔ نہیں
لَا۔ نہ
مَنْ۔ جو
بِهٖ۔ اس کا
لَهٗ۔ اپنے لئے
وَّ۔ اور
مَنْ۔ جو
اَوْ۔ یا
مُؤْمِنٌ۔ مومن ہو
وَ۔ اور
وَ۔ اور
مِّمَّنْ۔ اس سے
وَ۔ اور
اتَّبَعَ۔ پیروی کرے
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم کو
مَا۔ جو کچھ
مَا۔ جو
كَانَ۔ ہے
مُحِيْطًا۔ گھیرنے والا

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر اٹھارہواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۱۶﴾۔

بے شک اللہ نہیں بخشے گا اسے جو شریک مانے اس کا اور بخشے گا اس سے ماسوا جسے چاہے اور جو شریک کرے اللہ کا تو تحقیق وہ گمراہ ہوا دور کی گمراہی میں۔

شرک ایسا جرم ہے جسے اللہ عزوجل کبھی معاف نہ کرے گا اگر کوئی اسلام میں داخل رہے اللہ و رسول کی اطاعت کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ صغیرہ و کبیرہ معاف کر دیتا ہے مگر شرک کو۔ مشرک کا راستہ مغفرت اور اس کی رحمت سے دور ہے۔

شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت ایک معمر اعرابی کے حق میں نازل ہوئی اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر آ کر عرض کی حضور میں بوڑھا ہوں اور بے حد سیاہ کار مگر میں نے جب سے اللہ تعالیٰ پر یقین کیا اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کا شریک نہیں مانا اور اس کے سوا کسی کو اپنا حمایتی اور مددگار حقیقی نہ جانا اور جرأت کر کے کبھی گناہ میں مبتلا نہیں ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بھاگ سکتا ہوں۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں اس کی مغفرت چاہتا ہوں فکرمند ہوں کہ یوم حشر میرا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ نص صریح ہے کہ شرک کرنے والا اگر شرک کرتا مر جائے تو بخشا نہ جائے گا۔ البتہ اگر مشرک اپنے شرک سے توبہ کرے اور اس کے بعد مرے تو اس کی توبہ اور ایمان مقبول ہے۔ (روح المعانی، مدارک)

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ؘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۹﴾۔

نہیں پوجتے وہ اللہ کے سوا مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو جس پر اللہ نے لعنت کی اور جس نے کہا قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں سے کچھ حصہ مقررہ لوں گا اور ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپاؤں کے کان چیریں اور ضرور انہیں کہوں گا کہ اللہ کی تخلیق میں تغیر کریں اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو پکڑے گا وہ صریح نقصان و خسران میں پڑے گا۔

ان مشرکوں کی عقل تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ عزوجل قوی و قادر سے منہ موڑ کر پتھروں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور ان کا نام بھی عورتوں کا سا ہے وہ شیطان کے بہکانے میں آ گئے وہ شیطان کو پکارتے ہیں۔

یہاں ان نافیہ ہے اس بناء پر یہاں معنی نفی میں لئے گئے اور اِنٰثًا سے مراد عورت اس بنا پر ہے کہ مشرکین کے بتوں کے نام عموماً مونث ہیں جیسے لات۔ منات۔ ہبل۔ سواع۔ ذوالخلصہ وغیرہ یہ سب مونث ہیں اور عرب کے ہر قبیلے کا جو بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے اس قبیلے کو قبیلہ بنی فلان کہتے تھے علاوہ ازیں اِلَّا اِنٰثًا کو قرأت صدیقیہ میں اِلَّا اَوْثَانًا بھی

www.waseemziyai.com

پڑھا گیا ہے۔ 41

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں اِلا اِنٰثًا بھی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اناث سے مراد بت ہی ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ملائکہ کو بھی بنات اللہ کہا کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ بتوں کو زیور وغیرہ پہنا کر عورتوں کی طرح سجایا کرتے تھے۔ (روح المعانی)

وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا۔ اور نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو اس لئے کہ اس کے بہکانے سے بت پرستی کرتے ہیں۔

تحقیق لفظ یَدْعُوْا

اس کا مبداء اشتقاق دعا ہے۔ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ مفردات میں فرماتے ہیں۔

بمعنی ندا۔ اَلدُّعَاءُ كَالنِّدَاءِ قَالَ تَعَالٰى كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً۔

بمعنی تسمیہ۔ مَثَلًا دَعَوْتُ اِبْنِيْ زَيْدًا - قَالَ تَعَالٰى لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ کبھی یہ لفظ نداء کے معنی دیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔ جیسے وہ جو چیختا ہے ان کے سامنے جو نہیں سنتے مگر آواز اور پکار اور تسمیہ (نام لینا) کے معنی میں آتا ہے جیسے میں نے اپنے بیٹے زید کو بلایا اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر نہ پکارا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہو۔

بمعنی سوال: دَعَوْتُهٗ اِذَا سَاَلْتَهٗ وَاِذَا اسْتَغَثْتَهٗ قَالَ تَعَالٰى قَالُوْا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ اَيْ سَلْهُ۔ سوال کرنے کے معنی میں جیسے "میں نے اسے پکارا"۔ جب تو اس سے سوال کرے اور مدد چاہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہنے لگے ہمارے لئے اپنے رب کو پکار یعنی سوال کر۔

بمعنی فزع وحسرت وتاسف۔ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ - مَعْنَاهُ بَيْنَهَا قَالَ تَعَالٰى اِنَّكُمْ اِذَا اَصَابَتْكُمْ شِدَّةٌ لَمْ تَضَرَّعُوْا اِلَّا اِلَيْهِ - وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا - وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ - لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا۔

اور کبھی گھبراہٹ اور حسرت وافسوس کے معنی دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا بھلا بتاؤ تو اگر آجائے تم پر اللہ کا عذاب یا آجائے تمہارے پاس قیامت کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے یہاں اس کا یہ معنی ہے کہ جب تمہیں کوئی سختی پہنچتی ہے تو تم اسی کے حضور اپنی گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہو اور فرمایا خوف اور امید کے لئے اسی کو پکارو۔ اور فرمایا جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو حسرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور فرمایا۔ تم ایک موت نہ مانگو تم بہت دفعہ موت مانگو گے۔

بمعنی حث یعنی برانگیختہ کرنا۔ آمادہ کرنا۔ كَمَا قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ - وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ - يٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا (یوسف علیہ السلام کا قول) اے میرے رب مجھے قید خانہ بہت ہی محبوب ہے اس فعل بد سے جس کی طرف یہ مجھے دعوت دیتی ہیں۔ اور فرمایا اللہ تمہیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور فرمایا اے میری قوم کیا بات

www.waseemziyai.com

ہے کہ میں تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو آگ کی طرف بلاتے ہو۔

روح المعانی میں ہے وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا وَمَا يَعْبُدُوْنَ بِعِبَادَةِ تِلْكَ الْاَوْثَانِ اِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيْدًا – اِذْهُوَ الَّذِىْ اَمَرَهُمْ بِعِبَادَتِهَا وَاَغْرَهُمْ فَكَانَتْ طَاعَتُهُمْ لَهُ عِبَادَةً۔

اور نہیں پکارتے یعنی نہیں عبادت کرتے ان بتوں کی پوجا کر کے مگر شیطان مردود کی۔ کیونکہ اسی نے ان کو ان بتوں کی عبادت کا حکم دیا اور ان کو آمادہ کیا تو ان کی اطاعت شیطان کی عبادت ہوئی۔

وَقِيْلَ اَلْمُرَادُ مِنْ يَّدْعُوْنَ يُطِيْعُوْنَ فَلَا مُنَافَاةَ اَيْضًا۔ ایک قول یہ ہے کہ پکارتے ہیں کا معنی ہے اطاعت کرتے ہیں تو یہ بھی اس کے منافی نہیں ہے۔

وَالظَّاهِرُ اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الشَّيْطَانِ هُنَا اِبْلِيْسُ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ شیطان سے مراد یہاں ابلیس ہے۔

تو خلاصہ معنی يَّدْعُوْنَ کے يَعْبُدُوْنَ نکلے اور یہی ترجمہ مفسرین نے اختیار فرمایا۔

وَلَاُضِلَّنَّهُمْ – يَعْنِى عَنِ الْحَقِّ۔

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ۔ اَلْاَمَانِىُّ الْبَاطِلُ وَاَقُوْلُ لَهُمْ لَيْسَ وَرَآءَكُمْ بَعْثٌ وَّلَا نَشْرٌ وَّ لَا جَنَّةٌ وَّ لَا نَارٌ وَّ لَا ثَوَابٌ وَّلَا عِقَابٌ فَاعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ۔

یعنی باطل وسوسے اور آرزوئیں ان میں ڈالوں گا اور کہوں گا اس زندگی کے بعد بعث اور نشر من القبور کچھ نہیں ہے اور جنت دوزخ اور ثواب وعذاب کچھ نہیں لہٰذا جو چاہو کرو۔

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ۔ اور انہیں حکم کروں گا تو وہ چوپاؤں کے کان چیریں گے۔

یہ مشرکین کی ایک خاص رسم اعتقادی تھی کہ جب اونٹنی پانچ مرتبہ بیاہ لیتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اس کا دودھ بتوں کے لئے وقف کرتے اس کو بحیرہ کہتے تھے شیطان نے اس فعل کو ان کے دل میں عبادت قرار دیا تھا اس کے کان چیر دیتے تا کہ دیکھنے والے سمجھ لیں کہ یہ اونٹنی پانچ بچے دے کر ہم پر حرام ہو چکی ہے اور

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ۔ مردوں کا عورت کی شکل میں آنا۔ زنانہ لباس پہننا۔ عورتوں کی طرح مثل ہیجڑوں کے گفتگو کرنا۔ جسم گودوانا۔ سرمہ سیندور جسم میں پیوست کرانا۔ نقش ونگار چاند تارا۔ فرضی خال بنوانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی کا کلین کرنا۔ چوٹی مانگ کر کے اس میں رزافشانی کرنا یہ سب کچھ اس میں داخل ہے۔ (روح المعانی)

غرضیکہ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝۔

جو بھی اللہ کے سوا شیطان سے دوستی کرے گا وہ کھلے خسران ونقصان میں پڑے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝۔

انہیں وعدے دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور وہ وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔

شیطان کے وعدے دینا لغو آرزوئیں ڈالنا یہ سب اس کے فریب ہیں مثلاً نصرت وسلامت کا وعدہ۔ فقر وفاقہ سے محفوظ

www.waseemziyai.com

رہنے کا وعدہ۔ دنیا میں زیادہ دن زندہ رہنے کی آرزو۔ عیش و عشرت میں ہمیشہ رہنے کی تمنا۔

تو ایسے لوگ جب جہنم میں بھیجے جائیں گے تو ان کے لئے کوئی محیص نہ ہوگا۔ یعنی مفر نہ ملے گا۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں اَیْ مَعْدَلًا وَ مَهْرَبًا یعنی بھاگنے کی جگہ اور نجات کا مقام نہ ملے گا۔ یہ اسم مکان ہے یا مصدر میمی خاص یحیص فی امر یعسر التخلص منہ یعنی ایسی مصیبت میں پڑنا کہ اس سے مخلصی مشکل ہو۔ آگے ارشاد ہے جس میں مومنین کو بشارت جنت ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے قریب ہے کہ ہم انہیں داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور اللہ سے زیادہ کون ہے سچا۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم الفاظ سے واضح ہے اور خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ کے ساتھ ابدا فرمانے کا یہ فائدہ واضح ہے کہ صرف خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اگر کہا جاتا تو تادیر جنت میں رہنا سمجھ میں آتا مگر جب ابدا بھی ساتھ کہہ دیا تو دوام اور ہمیشگی۔ لا یخرج منها۔ اس سے کبھی نہ نکالے جائیں گے کے معنی مستفاد ہوئے۔ اب یہود و نصاریٰ کے عقیدہ باطلہ فاسدہ کا سدہ کا رد ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

کچھ نہیں تمہارے خیالوں کی حقیقت اور نہ اہل کتاب کی ہوس جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار اور جو اچھے کام کرے گا مرد سے ہو یا عورت سے اور ہو مومن تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور انہیں تل بھر نقصان نہ دیا جائے گا۔

يُّجْزَ۔ سزا دیا جائے گا۔ جزا سے بنا۔ عربی میں جزا بھلائی اور برائی دونوں کے بدلے کو کہتے ہیں۔ یہاں برائی کے بدلے کا ذکر ہے اس لئے سزا ترجمہ کیا گیا۔

نَقِيْرًا۔ ذرا سا۔ عربی میں نقیر اس گہری لکیر کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی کے بیچ میں ہوتی ہے۔ اردو میں کہتے ہیں تل بھر یا ذرا سا۔

اس آیت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اعمال صالح جب ہی مفید ہیں جب پہلے ایمان صحیح ہو۔ ورنہ ہزار ہا ہندو مشرک لاکھوں نصرانی یہودی۔ ہزار ہا مرزائی قادیانی نیک عمل کرنے والے ہیں لیکن جب ایمان نہ ہو ان کی نیکیاں رائیگاں ہیں اس لئے کہ اعمال علیحدہ شے ہیں اور عقیدہ علیحدہ چیز ہے۔ عمل داخل ایمان نہیں ہیں۔

شان نزول

حضرت ابن جریر۔ ابن ابی حاتم نے حضرت امام سدی رحمہم اللہ سے روایت کی کہ ایک دفعہ مسلمانوں اور اہل کتاب میں

www.waseemziyai.com

مناظرہ ہوا۔ یہود بولے ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور افضل ہیں ہماری کتاب توریت تمہاری کتاب قرآن کریم سے پہلے ہے اور ہمارا قبلہ بیت المقدس تمہارے قبلہ سے پہلے ہے لہٰذا ہم جنتی ہیں خواہ کچھ بھی کریں۔ اور یہی بات عیسائیوں نے بھی کہی۔

مسلمانوں نے جواب دیا ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں۔ ہمارا قرآن غیر منسوخ ہے ہمارا قبلہ بیت المقدس سے افضل ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہود و نصاریٰ کا جو گمان ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے بیٹے اور دوست ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں تذکرہ ہے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ اس کا رد فرمایا کہ یہ تمہارے خیال باطل ہیں تم ابناء اللہ نہیں اور کوئی اس کا رشتہ دار یا ابناء اللہ ہو بھی نہیں سکتا لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس کی صفات قدیمہ سے ہے اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں جو جیسا عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اسے اس کا بدلہ ملے گا اور بقدر نقیر بھی اس پر ظلم نہ ہوگا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

اور اس سے بہتر کس کا دین ہے جس نے اپنا منہ اس کے لئے جھکا دیا اور وہ نیک عقیدہ ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو حنیف یعنی ہر باطل سے جدا ہے اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست پکڑا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے۔

اَسْلَمَ۔ جھکا لیا۔ یہ لفظ اسلام سے ہے۔ اسلام کے معنی جھکانا۔ تابعداری کرنا۔

وَجْهَهٗ۔ اپنا چہرہ نیچا کیا عاجزی سے سر جھکایا۔

مُحْسِنٌ۔ احسان۔ نیکی کرنے والا۔

حَنِيْفًا۔ حنف سے بنا اس کے معنی مائل ہونا۔ حنیف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے تمام دینوں کو چھوڑ کر سچا دین اختیار کرنے والا۔

خَلِيْلًا۔ خلت سے ماخوذ ہے۔ خلت صفائے مودت اور انقطاع عن الغیر کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ اوصاف رکھتے تھے اس لئے آپ کو خلیل کہا گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ خلیل اس محبت کو کہتے ہیں جس کی محبت کاملہ ہو اس میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہ ہو یہ صفت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں پائی جاتی تھی۔

اور تمام انبیاء علیہم السلام کے جو کمالات ہیں سب سید انبیاء علیہ التحیہ والثناء کو حاصل ہیں بنا بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے خلیل بھی ہیں یہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے اور حضور حبیب بھی ہیں جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم و قدرت میں ہے۔ احاطہ بالعلم یہ ہے کہ کسی شے کے لئے جتنے وجوہ ہو سکتے ہیں ان میں سے کوئی وجہ علم الٰہی سے خارج نہ ہو۔

www.waseemziyai.com

شان نزول

یہود و نصاریٰ نے کہا اے مسلمانو! تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہم تم دونوں بارگاہ الٰہی میں یکساں ہیں نیکی کریں تو ثواب لیں گے گناہ کریں تو سزا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن)

بامحاورہ ترجمہ انیسواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

اور آپ سے سوال کرتے ہیں عورتوں کے بارے میں فرما دیجئے اللہ فتویٰ دیتا ہے تمہیں ان کے اندر اور وہ جو تم پر پڑھا جاتا ہے کتاب میں یتیم کے حق میں جو عورتیں ہیں ایسی کہ تم نہیں دیتے انہیں جو مقرر ہے ان کے لئے اور منہ پھیرتے ہو اس سے یہ کہ ان سے نکاح کرو اور کمزور بچوں کے بارے میں کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور جو بھلائی کرو تم تو بے شک اللہ اس کا جاننے والا ہے۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾

اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے شوہر سے بے رغبتی کا یا زیادتی کا تو نہیں گناہ دونوں پر اس کا کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے اور دل آیا ہوا ہو لالچ کے پھندے میں اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری تو بے شک اللہ ہی تمہارے عمل جانتا ہے۔

وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾

اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے یہ کہ عدل کرو عورتوں میں اگرچہ تم حرص کرو تو یہ نہیں کہ ایک طرف جھک جاؤ پورا جھکنا اور چھوڑ دو دوسری کو لٹکا ہوا اور اگر تم صلح رکھو اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ سب کو غنی کرے گا اپنی کشائش سے اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے۔

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور بے شک حکم کیا ہم نے انہیں جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور تمہیں بھی حکم کیا کہ اللہ سے ڈرو اور اگر نافرمانی کرو تو بے شک اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہے اللہ غنی سراہا گیا۔

www.waseemziyai.com

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾

اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کارساز۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اے لوگو اور لے آئے اوروں کو اور اللہ کو اس کی قدرت ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾

جو ہے کہ چاہے ثواب دنیا تو اللہ کے پاس ہے ثواب دنیا و آخرت کا اور اللہ ہے سنتا اور دیکھتا۔

لفظی ترجمہ

وَ۔اور
يَسْتَفْتُوْنَكَ۔سوال کرتے ہیں آپ سے
فِي۔میں
النِّسَآءِ۔عورتوں کے
قُلِ۔کہہ دو
اللّٰهُ۔اللہ
يُفْتِيْكُمْ۔فتویٰ دیتا ہے تم کو
فِيْهِنَّ۔ان کے متعلق
وَ۔اور
مَا۔جو
يُتْلٰى۔پڑھا جاتا ہے
عَلَيْكُمْ۔تم پر
فِي۔میں
الْكِتٰبِ۔کتاب کے
فِي۔میں
يَتٰمَى۔یتیم
النِّسَآءِ۔عورتوں کے
الّٰتِيْ۔وہ کہ
لَا۔نہیں
تُؤْتُوْنَهُنَّ۔دیتے ہو ان کو
مَا۔جو
كُتِبَ۔لکھا گیا
لَهُنَّ۔ان کے لئے
وَ۔اور
تَرْغَبُوْنَ۔پسند نہیں کرتے ہو تم
اَنْ۔یہ کہ
تَنْكِحُوْهُنَّ۔نکاح کرو
هُنَّ۔ان سے
وَ۔اور
اَعْفِيْنَ۔کمزور
مِنَ الْوِلْدَانِ۔بچوں کے متعلق
وَ۔اور
اَنْ۔یہ کہ
تَقُوْمُوْا۔قائم ہو تم
لِلْيَتٰمٰى۔یتیموں کے لئے
بِالْقِسْطِ۔انصاف سے
وَ۔اور
مَا۔جو کچھ
تَفْعَلُوْا۔کرتے ہو
مِنْ خَيْرٍ۔بھلائی سے
فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
كَانَ۔ہے
بِهٖ۔اس کو
عَلِيْمًا۔جاننے والا
وَ۔اور
اِنِ۔اگر
امْرَاَةٌ۔کوئی عورت
خَافَتْ۔ڈرے
مِنْ بَعْلِهَا۔اپنے شوہر سے
نُشُوْزًا۔بے رغبتی سے
اَوْ۔اور یا
اِعْرَاضًا۔نفرت سے
فَلَا۔تو نہیں
جُنَاحَ۔گناہ
عَلَيْهِمَآ۔ان پر
اَنْ۔یہ کہ
يُّصْلِحَا۔صلح کرلیں
بَيْنَهُمَا۔آپس میں
صُلْحًا۔کوئی صلح
وَ۔اور
الصُّلْحُ۔صلح ہی
خَيْرٌ۔بہتر ہے
وَ۔اور
اُحْضِرَتِ۔جھکتے ہیں
الْاَنْفُسُ۔دل
الشُّحَّ۔بخل کے ساتھ
وَ۔اور
اِنْ۔اگر
تُحْسِنُوْا۔نیکی کرو
وَ۔اور
تَتَّقُوْا۔پرہیزگاری
فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ
كَانَ۔ہے
بِمَا۔اس سے جو
تَعْمَلُوْنَ۔کرتے ہو تم

www.waseemziyai.com

خَبِيْرًا۔ خبردار
اَنْ۔ یہ کہ
وَ۔ اور
تَوَلَّوْا۔ جھکو تم
هَا۔ اس دوسری کو
تُصْلِحُوْا۔ مصالحت کرو
اللّٰهَ۔ اللہ
وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ
كَانَ۔ ہے
وَ۔ اور
الَّسَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
الَّذِيْنَ۔ ان کو جو
وَ۔ اور
اتَّقُوا۔ ڈرو
تَكْفُرُوْا۔ تم کفر کرو
فِي۔ میں
فِي۔ میں
اللّٰهُ۔ اللہ
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر
النَّاسُ۔ لوگو
وَ۔ اور
ذٰلِكَ۔ اس کے
يُرِيْدُ۔ چاہتا

وَ۔ اور
تَعْدِلُوْا۔ انصاف کرو
لَوْ۔ اگرچہ
كُلَّ۔ پورا
كَالْمُعَلَّقَةِ۔ لٹکی ہوئی
وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے
اِنْ۔ اگر
كُلًّا۔ ہر ایک کو
اللّٰهُ۔ اللہ
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
وَ۔ اور
اُوْتُوا۔ دیئے گئے
اِيَّا۔ خاص
اللّٰهَ۔ اللہ سے
فَاِنَّ۔ تو بے شک
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
وَ۔ اور
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
غَنِيًّا۔ بے نیاز
مَا۔ جو
مَا۔ جو
كَفٰى۔ کافی ہے
يَشَاْ۔ وہ چاہے
وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے
قَدِيْرًا۔ قادر
ثَوَابَ۔ ثواب

لَنْ۔ ہرگز نہیں
بَيْنَ۔ درمیان
حَرَصْتُمْ۔ خواہش کرو تم
الْمَيْلِ۔ جھک جانا
وَ۔ اور
تَتَّقُوْا۔ پرہیزگاری
غَفُوْرًا۔ بخشنے والا
يَتَفَرَّقَا۔ دونوں جدا ہوں
مِنْ سَعَتِهٖ۔ اپنی کشادگی سے
وَاسِعًا۔ فراخی والا
مَا۔ جو کچھ
مَا۔ جو کچھ
لَقَدْ۔ بے شک
وَ۔ اور
الْكِتٰبَ۔ کتاب
كُمْ۔ تم کو بھی
وَ۔ اور
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
وَ۔ اور
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
وَ۔ اور
حَمِيْدًا۔ سراہا گیا
فِي۔ میں
فِي۔ میں
بِاللّٰهِ۔ اللہ
يُذْهِبْكُمْ۔ تو لے جائے تم کو
يَاْتِ۔ لے آئے
اللّٰهُ۔ اللہ
مَنْ۔ جو
الدُّنْيَا۔ دنیا کا

تَسْتَطِيْعُوْا۔ طاقت رکھتے تم
النِّسَآءِ۔ عورتوں کے
فَلَا۔ تو نہ
فَتَذَرُوْهَا۔ کہ چھوڑ دو
اِنْ۔ اگر
فَاِنَّ۔ تو بے شک
رَّحِيْمًا۔ مہربان
يُغْنِ۔ تو بے نیاز کرے گا
وَ۔ اور
حَكِيْمًا۔ حکمت والا
فِي۔ میں
فِي۔ میں
وَصَّيْنَا۔ تاکید کی ہم نے
مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تم سے پہلے
اَنِ۔ یہ کہ
اِنْ۔ اگر
مَا۔ جو
مَا۔ جو
كَانَ۔ ہے
وَ۔ اور
وَكِيْلًا۔ کارساز
اٰخَرِيْنَ۔ دوسروں کو
عَلٰى۔ اوپر
كَانَ۔ ہے
فَعِنْدَ۔ تو پاس

WARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اللّٰہِ۔ اللہ کے ہے	ثَوَابُ۔ ثواب	الدُّنْیَا۔ دنیا کا	وَ۔ اور
الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کا	وَ۔ اور	کَانَ۔ ہے	اللّٰہُ۔ اللہ
سَمِیْعًا۔ سنتا	بَصِیْرًا۔ دیکھتا		

مختصر تفسیر انیسواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

وَ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَ مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ۝۔

اور آپ سے سوال کرتے ہیں عورتوں کے معاملہ میں فرما دیجئے اللہ حکم دیتا ہے ان کے معاملہ میں اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور جو تم بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

یَسْتَفْتُوْنَ۔ اِسْتِفْتَا۔ سے بنا اس کے معنی اجازت ہیں۔

الْمُسْتَضْعَفِیْنَ۔ کمزور ناتواں۔ ضعف سے بنا۔ اس کے معنی کمزوری ہے۔

آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ یتیم لڑکیوں کا ان کے قریبی رشتہ داروں سے ان کا نکاح کرنے کی اجازت چاہتے ہیں اے محبوب ان سے فرما دیجئے کہ تم کو اس کی اجازت ہے پہلے صرف اس لئے روکا گیا تھا کہ تم ان کا حق ادا نہ کرتے تھے ان کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ عزوجل نے کمزور عورتوں اور لاوارث بچوں کے ساتھ عدل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

شان نزول

زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث قرار نہیں دیتے تھے۔ جب یہ حکم نازل ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت اور بچے وارث ہوں گے آپ نے انہیں آیت کریمہ سے جواب دیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحب مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر مال و جمال والی نہ ہوتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسن صورت نہ رکھتی مگر مالدار ہوتی تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے ساتھ بھی نکاح نہ ہونے دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرما کر ان کی یہ رسم بند فرمائی اور ان کی عادت کی اصلاح کی۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝۔

www.waseemziyai.com

اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند کی سختی یا بے رغبتی کا تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح خوب ہے اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں اور اگر تم نیکی پرہیز گاری کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ جو تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

اُحْضِرَتِ۔ حاضر کی گئی ہے۔ احضار مصدر ہے۔ اس کے معنی حاضر کر دینا۔

نُشُوْزًا۔ بے زاری۔ بدسلوکی۔

الشُّحَّ۔ حرص۔ اس کے معنی حرص اور زبردست لالچ کے ہوتے ہیں۔

اس آیت میں عورتوں کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں ہدایات ہیں تاکہ خاوند بیوی کے تعلق آپس میں اچھے ہو جائیں۔ ارشاد ہے کہ اگر بیوی خاوند کی زیادتی دیکھے۔ زیادتی تو یہ ہے کہ اس سے سیدھے منہ بات نہ کرے علیحدہ رہے کھانے پینے میں تنگی دے کچھ نہ دے مارے۔ بدزبانی کرے۔ اور نشوز بھی اس قسم کی بدزبانی زیادتی کے معنی میں ہے تو اس حالت میں باہمی صلح کسی شرط یا مفاہمت پر اگر ہو جائے تو بہتر ہے۔

شان نزول

عمرہ بنت محمد بن مسلمہ جن کو خولہ رضی اللہ عنہا بھی کہا جاتا تھا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جن کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ سعد نے ایک اور نکاح کرلیا اور اس کی طرف بہت مائل ہو گئے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی بے رخی کی شکایت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی) حضرت عمرہ راضی ہو گئی کہ مجھے طلاق نہ دی جائے میں اپنے حقوق کم کرتی ہوں اس پر صلح ہو گئی۔ (روح المعانی)۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے یہ کہ عورتوں میں عدل رکھو چاہے کتنی ہی حرص رکھو تو یہ نہ کرو کہ ایک طرف جھک جاؤ اور دوسری کو آدھ میں لٹکا ہوا چھوڑ دو اور اگر نیکی کرو اور اللہ سے ڈرو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تَسْتَطِيْعُوْٓا۔ تم کرسکو گے۔ استطاعت کے معنی طاقت رکھنا۔

تَمِيْلُوْا۔ جھکو تم۔ میل کے معنی جھکنا۔ مائل ہونا۔

مُعَلَّقَةِ۔ لٹکی ہوئی۔ تعلیق مصدر ہے اس کے معنی لٹکانا۔

تَتَّقُوْا۔ بچو برائی سے۔ پرہیز گاری۔

اسلام سے پہلے کثرت ازواج کا رواج تھا اور اس کی حد نہ تھی۔ شادی کے بعد پھر لاپرواہی برتی جاتی تھی اسلام نے اس رواج کو ختم کر کے عدل وانصاف قائم کیا۔ اور حکم دیا کہ اگر عدل وانصاف تمہارے بس میں نہیں کہ ہر امر میں تم انہیں برابر رکھو اور کسی امر میں کسی کو ترجیح نہ دو۔ میل ومحبت میں۔ خواہش ورغبت میں اختلاط وعشرت میں نظر توجہ اور اظہار مودت میں۔

اس لئے کہ محبت قلبی۔ میل طبعی تمہارے اختیار میں نہیں اور اسی وجہ میں ہماری طرف سے اس کی پابندی کا تمہیں حکم بھی نہیں دیا گیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جہاں تک تمہاری قدرت واختیار میں ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت اختیاری شے نہیں مگر بات چیت کرنا حسن اخلاق سے پیش آنا کھانے پینے پہننے میں مساوات رکھنا رہنے سہنے میں برابر کے حقوق ملحوظ رکھنا یہ تمام

www.waseemziyai.com

امور اختیاری ہیں لہٰذا ان کی پابندی لازمی ہے۔

شان نزول

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں بے مثل عدل و انصاف تھا لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرتی طور پر حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت انس و محبت تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی) ورنہ حکم ہے کہ

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝۱۳۰۔

اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کشائش سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے۔

خاوند بیوی، زن و شوہر باہمی نہ صلح کریں اور وہ علیحدگی کو ہی بہتر جانیں خواہ صلح کے ذریعہ یا مرد کی طرف سے عورت کو طلاق دے کر مہر اور عدت کا خرچہ ادا کر دے تو ایسی صورت میں ہر ایک کو اللہ بہتر بدلہ عطا کرے گا۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝۱۳۱ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲۔

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور بے شک تاکید فرما دی ہے ہم نے انہیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمہیں بھی اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ بے نیاز ہے اور سراہا گیا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم قدیمی ہے تمام امتوں کو اس کی تاکید ہوتی رہی ہے اور یہ حقیقت ہے تمام جہان اس کے فرمانبرداروں سے بھرا ہوا ہے تمہارے کفر کرنے سے اس کی توحید و قدرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اے لوگو اور اوروں کو لے آئے اور اللہ کو اس پر قدرت ہے۔

یعنی مشیت الٰہی اس امر پر قادر ہے کہ تمہیں معدوم کر کے دوسری قوم تمہاری جگہ آباد کرے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۱۳۴

جو دنیا کا ثواب چاہے تو اللہ کے پاس ہے ثواب دنیا اور آخرت کا اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

یعنی جو اپنے عمل سے دنیا کا ثواب چاہے تو اس کی مراد اتنی ہی ہوگی جو اسے اللہ عزوجل دے گا اور ثواب آخرت سے اسے محروم کر دے گا اور جو عمل رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے لئے کرے تو اللہ دنیا و آخرت دونوں میں اس کا اجر دے گا۔

www.waseemziyai.com

بامحاورہ ترجمہ بیسواں رکوع ۔سورۃ نساء۔پ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو قائم ہو جاؤ تم انصاف پر گواہی دیتے اللہ کے لئے اور اگرچہ تمہاری جانوں کو نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا (جس پر گواہی) دو وہ غنی ہو یا فقیر تو اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے تو نہ پیروی کرو ان کی خواہش کی کہ وہ تمہیں حق سے پھیر دیں اور اگر تم پرہیز کرو یا منہ پھیرو تو اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی رسول پر اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ یقیناً دور کی گمراہی میں پڑا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾

بے شک جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ اور نہ انہیں راہ دکھائے گا۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَۙا ﴿۱۳۸﴾

خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے عذاب ہے دردناک۔

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾

وہ جو پکڑیں کافروں کو دوست مومنین کے سوا کیا ان کے پاس عزت چاہتے ہیں تو بے شک عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴿۱۴۰﴾

اور بے شک اتار چکا تم پر کتاب میں کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ تمسخر ہوتا ہے تو نہ بیٹھو ان کے ساتھ جب تک اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ ایسی صورت میں تم بھی ان جیسے ہو بے شک اللہ جمع کرے گا منافقین کو اور کافروں کو جہنم میں سب کو۔

www.waseemziyai.com

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝

وہ جو غور کرتے ہیں تمہاری حالت پر تو اگر ہو تم کو فتح اللہ کی طرف سے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر ہو کافروں کے لئے حصہ تو اسے کہتے ہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا اور روک لیا ہم نے تمہیں مسلمانوں سے تو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن اور ہرگز نہیں دی اللہ نے کافروں کے لئے مومنین پر کوئی راہ۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كُوْنُوْا
اے	وہ جو	ایمان لائے ہو	ہو جاؤ
قَوّٰمِيْنَ	بِالْقِسْطِ	شُهَدَآءَ	لِلّٰهِ
قائم	انصاف پر	گواہی دیتے	اللہ کے لئے
وَ	لَوْ	عَلٰٓى	اَنْفُسِكُمْ
اور	اگرچہ	اوپر	جانوں تمہاری کے
اَوِ	الْوَالِدَيْنِ	وَ	الْاَقْرَبِيْنَ
یا	ماں باپ	اور	رشتہ داروں کا
انصاف ہو	اِنْ	يَّكُنْ	غَنِيًّا
اَوْ	اگر	وہ ہو	غنی
یا	فَقِيْرًا	فَاللّٰهُ	اَوْلٰى
بِهِمَا	فقیر	تو اللہ	زیادہ والی ہے
دونوں کا	فَلَا	تَتَّبِعُوا	الْهَوٰٓى
اَنْ	تو نہ	پیروی کرو	خواہش کی
اس میں کہ	تَعْدِلُوْا	وَ	اِنْ
تَلْوٗا	نافرمانی کرو	اور	اگر
تم پرہیز کرو	اَوْ	تُعْرِضُوْا	فَاِنَّ
اللّٰهَ	یا	منہ موڑو	تو بے شک
اللہ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا	ہے	اس سے جو	تم کرتے ہو
اٰمِنُوْا	يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
ایمان رکھو	اے	وہ جو	ایمان لائے ہو
وَ	بِاللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِهٖ
اور	اللہ پر	اور	اس کے رسول پر
عَلٰى	الْكِتٰبِ	الَّذِيْ	نَزَّلَ
اوپر	کتاب پر	جو	اس نے اتاری
الَّذِيْٓ	رَسُوْلِهٖ	وَ	الْكِتٰبِ
جو	اپنے رسول کے	اور	اس کتاب پر
مَنْ	اَنْزَلَ	مِنْ قَبْلُ	وَ
جو	اتاری	اس سے پہلے	اور
مَلٰٓئِكَتِهٖ	يَّكْفُرْ	بِاللّٰهِ	وَ
فرشتوں	کفر کرے	اللہ سے	اور
رُسُلِهٖ	وَ	كُتُبِهٖ	وَ
رسولوں	اور	کتابوں	اور
فَقَدْ	وَ	الْيَوْمِ	الْاٰخِرِ
تو بے شک	اور	دن	قیامت سے
اِنَّ	ضَلَّ	ضَلٰلًا	بَعِيْدًا
بے شک	گمراہ ہوا	گمراہی	دور کی
كَفَرُوْا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	ثُمَّ
کفر کیا	وہ جو	ایمان لائے	پھر
ثُمَّ	ثُمَّ	اٰمَنُوْا	ثُمَّ
پھر	پھر	ایمان لائے	پھر

www.waseemziyai.com

كَفَرُوْا۔ کفر کیا
لَمْ۔ نہیں
لَهُمْ۔ ان کو
سَبِيْلًا۔ راہ کی
لَهُمْ۔ ان کے لئے
يَتَّخِذُوْنَ۔ بناتے ہیں
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کے
هُمْ۔ ان کے
لِلّٰهِ۔ اللہ کی ہے
نَزَّلَ۔ اتارا اس نے
اَنْ۔ یہ کہ
اللّٰهِ۔ الٰہی کو کہ
يُسْتَهْزَاُ۔ مذاق کیا جاتا ہے
مَعَهُمْ۔ ان کے ساتھ
حَدِيْثٍ۔ بات
مِّثْلُهُمْ۔ ان جیسے ہو گے
الْمُنٰفِقِيْنَ۔ منافقوں
جَهَنَّمَ۔ دوزخ کے
بِكُمْ۔ تمہارا
فَتْحٌ۔ فتح
لَمْ۔ نہیں
اِنْ۔ اگر
قَالُوْا۔ تو کہتے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
فَاللّٰهُ۔ تو اللہ
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
اللّٰهُ۔ اللہ
سَبِيْلًا۔ کوئی راہ

ثُمَّ۔ پھر
يَكُنْ۔ ہے
وَ۔ اور
بَشِّرِ۔ خوشخبری دو
عَذَابًا۔ عذاب ہے
الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو
اَ۔ کیا
الْعِزَّةَ۔ عزت
جَمِيْعًا۔ ساری
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
اِذَا۔ جب
يُكْفَرُ۔ کفر کیا جاتا ہے
بِهَا۔ ان سے
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
غَيْرِهٖ۔ دوسری کے
اِنَّ۔ بے شک
وَ۔ اور
جَمِيْعًا۔ سب کو
فَاِنْ۔ تو اگر
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کی طرف سے
نَكُنْ۔ تھے ہم
كَانَ۔ ہو
اَ۔ کیا
وَ۔ اور
يَحْكُمُ۔ فیصلہ کرے گا
وَ۔ اور
لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو

اِزْدَادُوْا۔ وہ بڑھتے گئے
اللّٰهُ۔ اللہ
لَا۔ نہ
الْمُنٰفِقِيْنَ۔ منافقوں کو
اَلِيْمًا۔ دردناک
اَوْلِيَآءَ۔ دوست
يَبْتَغُوْنَ۔ چاہتے ہیں
فَاِنَّ۔ تو بے شک
وَ۔ اور
فِيْ۔ میں
سَمِعْتُمْ۔ سنو تم
بِهَا۔ ان سے
فَلَا۔ تو نہ
يَخُوْضُوْا۔ مشغول ہوں
اِنَّكُمْ۔ ورنہ تم بھی
اللّٰهَ۔ اللہ
الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَانَ۔ ہو
قَالُوْا۔ تو کہیں
مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ
لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کا
لَمْ۔ نہیں
نَسْتَحْوِذْ۔ قابو تھا ہمارا
نَمْنَعْكُمْ۔ بچا لیا تم کو
بَيْنَكُمْ۔ درمیان تمہارے
لَنْ۔ ہرگز نہ
عَلَى۔ اوپر

كُفْرًا۔ کفر میں
لِيَغْفِرَ۔ کہ بخشے
لِيَهْدِيَهُمْ۔ انہیں ہدایت کرے
بِاَنَّ۔ کہ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
مِنْ دُوْنِ۔ سوائے
عِنْدَ۔ نزدیک
الْعِزَّةَ۔ عزت
قَدْ۔ بے شک
الْكِتٰبِ۔ کتاب کے
اٰيٰتِ۔ آیات
وَ۔ اور
تَقْعُدُوْا۔ بیٹھو
فِيْ۔ میں
اِذًا۔ اس وقت
جَامِعُ۔ جمع کرنے والا ہے
فِيْ۔ میں
يَتَرَبَّصُوْنَ۔ انتظار کرتے ہیں
لَكُمْ۔ تم کو
اَ۔ کیا
وَ۔ اور
نَصِيْبٌ۔ حصہ
نَسْتَحْوِذْ۔ قابو تھا ہمارا
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں سے
يَوْمَ۔ دن
يَجْعَلَ۔ دے گا
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کے

www.waseemziyai.com

مختصر تفسیر بیسواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

اے ایمان والو انصاف پر قائم ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے اگر چہ اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر بہر حال اللہ ان سب سے زیادہ حقدار ہے تو خواہش کے پیچھے نہ لگو کہ حق سے الگ ہو جاؤ اور اگر ہیر پھیر کرو یا منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

قَوّٰمِيْنَ۔ کھڑے ہونے والے قیام قوام کی جمع ہے۔

بِالْقِسْطِ۔ انصاف کے ساتھ عدل وانصاف قائم رکھنے والے۔

عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ۔ تمہارے اوپر نقصان ضرر پہنچانے والے۔

اَقْرَبِيْنَ۔ نزدیکی۔ رشتہ دار۔

تُعْرِضُوْا۔ منہ پھیرو۔

آیۃ کریمہ میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ شہادت میں کسی کی رورعایت اور طرف داری نہ ہو اور عدل وانصاف سے نہ ہٹو اور کسی کے قرابت درشتہ حق گوئی میں مخل نہ ہونے دے اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہ ہو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ عزوجل تمہارے دلی ارادوں تک سے بے خبر نہیں ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اتاری ہے رسول پر اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو کفر کرے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت سے تو وہ یقیناً گمراہ ہوا دور کی گمراہی میں۔

اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو۔

اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ۔ پہلا فعل ماضی دوسرا امر دونوں کا مصدر ایمان ہے۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا اٰمِنُوْا تم ایمان لاؤ۔ زبان سے اقرار دل سے تصدیق یقینی ایمان ہے۔

نَزَّلَ۔ اتارا۔ آہستہ آہستہ اترنا جیسے ۲۳ سال میں قرآن پاک نازل ہوا۔

شان نزول

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اور اسد اور اسید بن کعب اور ثعلبہ بن قیس اور عبداللہ بن سلام کے بھانجوں اور یامین بن یامین کے معاملہ میں نازل ہوئی یہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا حضور ہم آپ پر اور قرآن پر اور موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر اور حضرت عزیر پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے سوا سب

www.waseemziyai.com

سے انکار کرتے ہیں اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بَلْ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَ مُحَمَّدٍ وَ بِکِتَابِہِ الْقُرْاٰنِ وَ بِکُلِّ کِتَابٍ کَانَ قَبْلَہٗ فَقَالُوْا لَا نَفْعَلُ۔ نہیں بلکہ اللہ پر ایمان لاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی کتاب قرآن پر اور تمام کتابوں پر جو پہلے تھیں تو وہ بولے ایسا تو نہیں کریں گے اس پر یہ حکم نافذ ہوا۔ (روح المعانی)

آیہ کریمہ کا منطوق مفہوم واضح کر رہا ہے کہ قرآن پاک پر ایمان لانے کے ساتھ ان تمام کتب پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جو سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہوئیں ان میں سے ایک نبی یا ایک کتاب کا انکار سب کا انکار ہے جیسے مشنی قادیان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کہتا ہے کہ انہیں جو وحی ہوئی وہ سب شیطانی تھیں معاذ اللہ عزوجل آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَہُمْ وَ لَا لِیَہْدِیَہُمْ سَبِیْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَہُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ﴿۱۳۹﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کفر کر بیٹھے۔ پھر کفر میں بڑھے اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا اور نہ راہ دکھائے گا۔ خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت تو عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

یہ اس قوم کے لئے وعید شدید ہے جس کی ردۃ مکررسہ کرر واقع ہوئی ہو اور مصر علی الکفر ہو کر اپنے کفر میں بڑھ گیا ہو۔

مجاہد اور ابن زید رحمہم اللہ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو منافق تھے ایمان ظاہر کرتے پھر مرتد ہو جاتے پھر ایمان کا اظہار کرتے پھر مرتد ہو جاتے حتیٰ کہ ان کی موت کفر پر واقع ہوئی۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وعید کو ہر منافق کے لئے رکھا خواہ وہ بحری ہو یا بری۔ حسن فرماتے ہیں یہ ایک جماعت اہل کتاب کی تھی جو آئے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتی اور بعد میں کہہ دیتی کہ ہمیں یہ شبہ پیدا ہو گیا اس لئے ہم پھر کفر کرتے ہیں پھر آتی اور ایمان لاتی پھر کہہ دیتی کہ ہمیں پھر شبہ ہو گیا اس لئے مرتد ہو گئی اس حال میں رہ کر آخر مری۔

اس ہی طائفہ کے لئے دوسری جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّہَارِ وَاکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾

اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا دن کے ابتداء میں مومنوں کی کتاب پر ایمان لاؤ اور اس کے پچھلے پہر اس کا انکار کر دو تا کہ وہ بھی واپس آ جائیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وعید یہود کے لئے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر پھر بچھڑا پوج کر مرتد ہوئے پھر ایمان لائے پھر عہد عیسیٰ علیہ السلام میں کفر کیا پھر ان کا کفر حضور علیہ السلام کی مخالفت کرنے سے اور بڑھ گیا۔

اور قتادہ، زجاج اور فراء رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے حضرت عزیر علیہ السلام پر پھر کافر ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے انکار سے پھر یہ کفر اور بڑھا ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے۔ (روح المعانی)

www.waseemziyai.com

اس سے واضح ہوگیا کہ کافر زندہ رہتے ہوئے اگر کفر سے تائب ہوجائے تو توبہ قبول ہوگی اور کفر پر مرجائے تو پھر کفر بخشا نہیں جاتا جیسا کہ ارشاد ہے۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ۔ (کافروں سے کہو اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ وہ پہلے کر چکے ہیں وہ ان کو معاف کر دیا جائے گا)۔

آگے نفاق پرستوں کا حال بیان فرمایا جن کے خیالات فاسدہ کا سدہ میں یہ تھا کہ اسلام غالب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کفار کو صاحب شوکت سمجھتے تھے اور اس وجہ ان سے دوستی رکھتے تھے اور ان سے ملے رہنے میں عزت سمجھتے تھے تو اس آیہ کریمہ میں اس خیال فاسد کا ابطال فرما دیا کہ ان سے دوستی ممنوع ہے اور ان سے مل کر عزت ڈھونڈنا جہالت ہے عزت تو صرف اللہ عزوجل اور صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے۔ یا مومنین کے لئے وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (اور عزت صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کی ہے۔)

اور یہ معنی محض ذات باری عزاسمہ کے لئے ہے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ (تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے) آگے ارشاد ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۧ۔

اور بے شک اتار چکا اللہ تم پر کتاب میں کہ جب تم اللہ کی آیتیں سنو کہ ان کا انکار کیا جائے اور ان کی ہنسی بنائی جائے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بے شک اللہ منافقوں اور کافروں کو سب کو جہنم میں جمع کرے گا اور وہ جو تمہاری حالت تکا کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا تو اللہ تم سب میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔

يُسْتَهْزَاُ۔ ہنسی اڑاتے۔ اِسْتِهْزَاءٌ۔ اس کے معنی مذاق کرنا ایسا مذاق جس میں بے عزتی مقصود ہو۔

يَخُوْضُوْا۔ خوض سے ہے اس کے معنی مشغول ہونا۔ یہ سورۃ مدنی ہے منافقین کے طرز عمل کے بارہ میں نازل ہوئی۔ وہ کلام اللہ کی آیات سن کر ٹھٹھا کرتے تھے۔ لہٰذا جب آپ دیکھیں کہ کفار ہماری آیات کے بارے میں بکواس کریں تو ان کو چھوڑ دیں جب تک وہ دوسری بات نہ کریں۔

ان آیات میں واضح کیا گیا کہ منافقین و کفار کے ساتھ ہم نشینی ان کی مجالس کی شرکت ممنوع ہے الا بضرورۃ شاقہ اپنے کسی کام کے لئے جانا کام کرا لینا یہی حکم ہر بے دین اور گمراہ مثل جماعت مرزائیہ وغیرہ کا ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے سے چھوت چھات لگ جائے گی بلکہ ان کے ساتھ یارانہ گانٹھنا ان کی مصاحبت کو اپنے لئے موجب عزت سمجھنا ان

www.waseemziyai.com

کو اپنا راز دار بنانا یہ ممنوع ہے اور ان کے کفر کے ساتھ راضی ہونا بھی بطریق اولیٰ ممنوع بلکہ کفر ہے۔ 50

اور ان کا تمہارے ساتھ یہ حال ہے کہ وہ تمہارے معاملات کی تاک میں رہتے ہیں تاکہ اگر مسلمانوں کو فتح ہو تو مبارک سلامت کہتے آئیں اور اپنے نفاق سے یہ فائدہ اٹھائیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے اور غنیمت میں سے انہیں بھی دو۔

اور اگر کافروں کو فتح کا کچھ حصہ مل جائے تو ان سے جا ملیں اور کہیں کہ مسلمان پوری طاقت سے تمہارے مٹانے کو بڑھے تھے مگر ہم نے انہیں یہ کہہ کر مرعوب کر دیا اور اس طرح انہیں ذرا کر روک دیا اور اگر ہم ان کے ساتھ ہوتے تو ہم بھی تمہیں قتل یا گرفتار کرتے مگر بجائے اس کے ہم نے انہیں انواع و اقسام کے حیلوں سے روکا اور تمہیں ان کے رازوں سے مطلع کیا لہٰذا ہمارے اس سلوک کا بدلہ ہمیں دو۔

بہر حال ان کے نفاق کا یہ حال ہے جس کا فیصلہ قیامت کے دن انہیں دیا جائے گا۔ اور کافر مسلمانوں کو مٹا نہیں سکتے اور اپنے صداقت کے دلائل میں ان پر غالب نہیں آسکتے۔

علماء نے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا سے چند مسائل مستنبط کئے۔

۱- کافر مسلمان کا وارث نہیں خواہ بیٹا ہو یا بیوی۔

۲- کافر مسلمان کے حال پر استیلا پا کر مالک نہیں ہو سکتا۔

۳- کافر کو مسلمان غلام کے خریدنے کا حکومت اسلامیہ میں مجاز نہیں۔

۴- کافر ذمی کے قتل پر مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا۔ (جمل)

بامحاورہ ترجمہ اکیسواں رکوع - سورۃ نساء - پ ۵

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

بے شک منافق اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ انہیں ہلاک کرے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

مذبذب ہیں بیچ میں نہ ادھر کے نہ ادھر کے اور جسے گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہیں پائے گا تو اس کے لئے راہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو کافروں کو دوست سوائے مومنین کے کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت کر لو۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

بے شک منافق نیچے طبقہ جہنم سے ہیں اور تو ہرگز ان کے لئے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

www.waseemziyai.com

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَ سَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۴۶﴾

مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوطی سے تھامی رسی اللہ کی اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کرلیا تو یہ مومنین کے ساتھ ہیں اور عنقریب دے گا اللہ مومنین کو بڑا ثواب۔

مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۷﴾

اور کیا کرے گا اللہ تمہیں عذاب دے کر اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ صلہ دینے والا جاننے والا ہے۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بے شک	الْمُنٰفِقِیْنَ۔ منافق	یُخٰدِعُوْنَ۔ فریب دینا چاہتے ہیں	
اللّٰهَ۔ اللہ کو	وَ۔ اور حال یہ ہے کہ	هُوَ۔ وہ	خَادِعُهُمْ۔ ان کے فریب کا
بدلہ دے گا	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	قَامُوْٓا۔ کھڑے ہوتے ہیں
اِلَی۔ طرف	الصَّلٰوةِ۔ نماز کی تو	قَامُوْا۔ کھڑے ہوتے ہیں	كُسَالٰی۔ سستی سے
یُرَآءُوْنَ۔ دکھلاوا کرتے ہیں		النَّاسَ۔ لوگوں کو	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں	یَذْكُرُوْنَ۔ یاد کرتے	اللّٰهَ۔ اللہ کو	اِلَّا۔ مگر
قَلِیْلًا۔ تھوڑا	مُّذَبْذَبِیْنَ۔ ڈگمگا رہے ہیں		بَیْنَ۔ درمیان
ذٰلِكَ۔ اس کے	لَآ۔ نہ	اِلٰی۔ طرف	هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کی
وَ۔ اور	لَآ۔ نہ	اِلٰی۔ طرف	هٰٓؤُلَآءِ۔ ان کی
وَ۔ اور	مَنْ۔ جسے	یُّضْلِلِ۔ گمراہ کرے	اللّٰهُ۔ اللہ
فَلَنْ۔ تو ہرگز نہ	تَجِدَ۔ پائے گا تو	لَهٗ۔ اس کے لئے	سَبِیْلًا۔ کوئی راہ
یٰٓاَیُّهَا۔ اے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تَتَّخِذُوا۔ پکڑو	الْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں کو	اَوْلِیَآءَ۔ دوست	مِنْ دُوْنِ۔ سوا
الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کے	اَ۔ کیا	تُرِیْدُوْنَ۔ چاہتے ہو	اَنْ۔ یہ کہ
تَجْعَلُوْا۔ بناؤ	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے	عَلَیْكُمْ۔ اپنے اوپر	سُلْطٰنًا۔ حجت
مُّبِیْنًا۔ صریح	اِنَّ۔ بے شک	الْمُنٰفِقِیْنَ۔ منافق	فِی۔ بیچ
الدَّرْكِ۔ طبقے	الْاَسْفَلِ۔ نچلے کے ہوں گے		مِنَ النَّارِ۔ آگ سے
وَ۔ اور	لَنْ۔ ہرگز نہ	تَجِدَ۔ پائے گا	لَهُمْ۔ ان کے لئے
نَصِیْرًا۔ کوئی مددگار	اِلَّا۔ مگر	الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے	تَابُوْا۔ توبہ کی
وَ۔ اور	اَصْلَحُوْا۔ درست ہو گئے	وَ۔ اور	اعْتَصَمُوْا۔ تھام لیا

www.waseemziyai.com

بِاللّٰہِ۔ اللہ کی رسی کو	وَ۔ اور	اَخْلَصُوْا۔ خالص کیا	دِیْنَھُمْ۔ اپنا دین
لِلّٰہِ۔ اللہ کے لئے	فَاُولٰٓئِکَ۔ تو یہ	مَعَ۔ ساتھ	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کے
ہیں	وَ۔ اور	سَوْفَ۔ عنقریب	یُؤْتِ۔ دے گا
اللّٰہُ۔ اللہ	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو	اَجْرًا۔ اجر	عَظِیْمًا۔ بڑا
مَا۔ کیا	یَفْعَلُ۔ کرے گا	اللّٰہُ۔ اللہ	بِعَذَابِکُمْ۔ تمہیں عذاب
دے کر	اِنْ۔ اگر	شَکَرْتُمْ۔ تم حق مانو	وَ۔ اور
اٰمَنْتُمْ۔ ایمان لاؤ	وَ۔ اور	کَانَ۔ ہے	اللّٰہُ۔ اللہ
شَاکِرًا۔ بدلہ دینے والا	عَلِیْمًا۔ جاننے والا		

مختصر تفسیر اکیسواں رکوع۔ سورۃ نساء۔ پ ۵

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝

بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ (اللہ ہی) انہیں (غافل کر کے) ہلاک کرے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھانے کیلئے اور اللہ کی یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ۔ فریب دیتے ہیں۔ خداع کے معنی دھوکہ فریب دینا ہیں۔ منافق بزعم خود اللہ عزوجل کو اللہ عزوجل کے بندوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ خود دھوکہ کھا رہے ہیں مگر محسوس نہیں کرتے۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ۔ سے مراد علامہ حسن اور زجاج رحمہم اللہ کے نزدیک ذات اقدس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ بیعت کے واقعہ میں فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۚ اور وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ ارشاد ہوا۔ ان کی بیعت حضور کے دست حق پرست پر ہوئی تھی لیکن آیہ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا اور جب مٹی پر پڑھ کر سنگریزے اپنے دست اقدس سے کفار پر پھینکے تو اس پھینکنے کو اپنی طرف منسوب کیا۔ (روح المعانی)

اور اگر یہاں لفظی معنی ہی لئے جائیں تو بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو فریب دینا ممکن نہیں بنا بریں یہی معنی مراد ہوں گے جو بیان ہو چکے اور

وَھُوَ خَادِعُھُمْ۔ اس پر صاحب روح المعانی کہتے ہیں۔ ای فاعل بھم ما یفعل الغالب فی الخداع حیث ترکھم فی الدنیا معصوم من الدماء والاموال و اعد لھم فی الاخرۃ درک الاسفل من النار۔ یعنی اللہ عزوجل منافقین کے ساتھ وہ کرے گا جو دھوکہ باز فریبی کے ساتھ ایک غالب ذات کر سکتی ہے اور وہ یہ کہ انہیں دنیا میں ڈھیل دی جائے گی مسلمانوں میں معصوم الدماء والاموال ہوں گے اور آخرت میں انہیں نیچے درجہ میں جہنم کے ڈالا جائے گا۔

اور ایک قول دوسرا نقل فرماتے ہیں۔ و قیل خداع تعالی لھم ان یعطیھم سبحانہ نورا یوم القیمۃ یمشون بہ مع المسلمین ثم یسلبھم ذلک النور ویضرب بینھم سور وروی ذلک عن الحسن ایضا

www.waseemziyai.com

و اختارہ جماعۃ من المفسرین۔ اللہ عزوجل کا خداع ان کے ساتھ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن ایک نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں وہ مسلمانوں کے ساتھ چل رہے ہوں گے کہ یک لخت وہ نور سلب کرلیا جائے گا اور غضب الٰہی ان پر پڑے گا۔ سوء کا ترجمہ صاحب مفردات نے غضب کے بھی کئے ہیں اس کے علاوہ یہ لفظ اور معنی میں بھی مستعمل ہے۔

قَامُوْا كُسَالٰى۔ كُسَالٰى۔ کسلان کی جمع ہے۔ کسل کا بنی سستی کو کہتے ہیں جو سستی کے ساتھ تھکے ماندے مرے دل سے کام کرے۔

قَامُوْا كُسَالٰى۔ ہارے جی سے نمازوں میں لوگوں کے دکھاوے کو شرکت کرنا یہ بھی علامت منافق ہے اس لئے کہ ایمان تو ان میں ہوتا نہیں جس سے ذوق طاعت وحلاوت ایمان کا لطف اٹھا سکیں محض ریاکاری کے لئے آکر

کلید در دوزخ است آں نماز کہ بر پیش مردم گزاری دراز

نماز پڑھتے تھے اور منافق پر نماز بار بھی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے ہی پڑھتا ہے ورنہ اسے نماز سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ پھر کفر واسلام میں مذبذب نہ خالص مومن نہ علانیہ کافر۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں نہ ادھر کے نہ ادھر کے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔

مُّذَبْذَبِيْنَ۔ ذَبْذَبَہ۔ سے بنا اس کے معنی ہیں کبھی ادھر کبھی ادھر جھکنا۔ ان آیات میں منافقوں کی علامات بیان کی ہیں وہ ایمان اور کفر کے درمیان لٹکتے رہتے ہیں نہ تو ایمان دل سے قبول کرتے ہیں نہ کھل کر کفر کا ساتھ دیتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت کرلو۔

سُلْطٰنًا۔ قوت وغلبہ ایسی دلیل جس سے دوسروں کو دبا لیا جائے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار کو دوست بنانا منافقین کی خصلت ہے تم اس سے بچو اور اگر ایسا کرو گے تو اپنے نفاق کی حجت قائم کر کے مستحق جہنم ہو جاؤ گے صاحب روح المعانی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ علیکم سلطانا مبینا ای حجۃ ظاھرۃ فی العذاب و فیہ دلالۃ علی ان اللہ تعالیٰ لا یعذب احدا بمقتضی حکمتہ الا بعد قیام الحجۃ علیہ – یعنی اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطنا مبینا کے یہ معنی ہیں کہ دلیل ظاہر قائم رکھنا اپنے لئے عذاب کی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں دیتا یہ اس کی حکمت بالغہ کا مقتضا ہے مگر بعد اس کے کہ اس پر حجت و برہان قائم ہو جائے۔ چنانچہ آگے فرماتے ہیں۔

فان موالاۃ الکافرین واضح ادلۃ النفاق۔ کافروں سے دوستی ومحبت روشن دلیل نفاق ہے لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اس کے بعد منافقوں کا مقام ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

www.waseemziyai.com

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ منافق کا عذاب کافر سے بھی زیادہ ہے اس لئے کہ وہ دنیا میں اظہار اسلام کر کے مجاہدین کے ہاتھوں سے ہزار ہا اور باوجود کافر ہونے کے مسلمانوں کو مغالطہ دے کر اسلام کا در پردہ استہزاء کرتا رہا صاحب روح المعانی اس کے ماتحت فرماتے ہیں۔ ای فی الطبقة السفلی منها وهو قعرها ولها طبقات سبع تسمی الاولی کما قیل جهنم والثانیة اللظی والثالثة الحطمة والرابعة السعیر والخامسة السقر والسادسة الجحیم وتسمی تلک السابعة الهادیة الطبقات الدرکات متدارکة متتابعة بعضها تحت بعض۔

یعنی نیچے کے طبقہ میں منافق ہوں گے اور وہ جہنم کا آخری گڑھا ہے اور جہنم کے سات طبقہ ہیں پہلا جہنم دوسرا لظی تیسرا حطمہ چوتھا سعیر پانچواں سقر چھٹا جحیم ساتواں ہادیہ اور ہر درجہ کا نام درکہ ہے اس لئے کہ ایک دوسرے سے متدارک اور پے در پے ہیں۔

اس کے بعد جو گڑھا ہے اسے درک اسفل کہا گیا۔ حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منافق کو ایک صندوق میں بند کر کے جو نیچے کا درکہ ہوگا وہ اس درک اسفل جہنم میں ڈالا جائے گا اور یہ اشد عذاب ہے اور کفار کے مقابلہ میں اس وجہ میں کہ وہ کفر میں خفیہ مل کر استہزاء باسلام کرتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ خداع اور فریب کرتا تھا۔ صحیحین میں ایک حدیث ہے جس سے علامات نفاق واضح ہوتی ہیں۔

اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کان فیه خصلة من النفاق اذا اوتمن خان و اذا حدث کذب و اذا وعد عذر واذا خاصم فجر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں یہ ہوں وہ منافق ہے اور جس میں ان چار سے ایک خصلت ہو وہ ایک علامت نفاق کا منافق ہے جب تک کہ وہ خصلت ترک نہ کر دے جب امانت رکھا جائے خیانت کرے جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے جبکہ مخاصمہ میں جائے تو فجور کرے یعنی بے انصافی خلاف شریعت۔ اس کے بعد استثناء فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾

مگر وہ جو توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں اور اللہ کی رسی مضبوط تھام کر اپنا دین خالص اللہ کے لئے کر لیں تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا اجر دے گا۔ اور اللہ کیا کرے گا تمہیں عذاب دے کر اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ اور اللہ (ہر ایک عمل کا) بدلہ دینے والا جاننے والا ہے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ مگر جو توبہ کر لے نفاق سے اور منافق نہ رہے اور جو خرابیاں اس میں تھیں اس سے تائب ہو کر نیت درست کر لے اور احوال نفاق سے مجتنب ہو کر اپنی توبہ پر قائم ہو جائے اور اعتصام باللہ اس طرح کر لے کہ کتاب اللہ کو تھام کر اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے ایسا کر لے کہ اطاعت الٰہی سے سوائے رضا الٰہی قطعاً غیر کا خیال بھی نہ ہو اور لوگوں کو نقصان پہنچانے استہزاء بالدین وغیرہ نہ ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ابی ثمامہ سے مروی ہے۔

www.waseemziyai.com

قال الحواریون لعیسی علیه السلام یا روح الله من المخلص لله قال الذی یعمل لله تعالیٰ لا یحب ان یحمده الناس علیه۔

حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے روح اللہ کون مخلص ہوسکتا ہے خالص اللہ کا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ جو عمل خالص اللہ کے لئے کرے اور کبھی یہ پسند نہ کرے کہ اس کی اس نیکی سے لوگ اس کی تعریف کریں۔

تو ایسا توبہ کرنے والا یقیناً مومنین کے ساتھ جنت کے درجات عالیہ میں جانے کا مستحق ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے لئے رحمت ہی رحمت ہے اور عنقریب ایسے تائب کو مومنین کے ساتھ اللہ تعالیٰ عزوجل اجر عطا فرمائے گا۔

مَایَفْعَلُ اللّٰہُ۔ میں مَا استفہامیہ ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ای شیءٍ یفعل الله سبحانه بسبب تعذیبکم ایتشفی به من بعد ام یدرک به الثار ام یستجلب نفعا او یستدفع به ضررا کما هو شان الملوک و هو الغنی المطلق المتعالی عن امثال ذلک۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ملوک دنیا کی صفات سے بالا ہے وہ جس طرح ادنیٰ غیظ وغضب سے سب کیا دھرا ضائع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل کی یہ شان نہیں اگر تم حق مانو، ایمان لاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ عزوجل اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ (روح المعانی)

نجات کے لئے توبہ۔ اصلاح احوال دین کو خاص طور پر اختیار کرنا اللہ تعالیٰ عزوجل پر یقین رکھنا ضروری ہے۔

الحمدللہ پانچواں پارہ ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری عفی عنہ

اضافات: امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ جنوری ۱۹۷۷ء

www.waseemziyai.com

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145 | شعبہ ناظرہ: 200

درسِ نظامی: 105 | شعبہ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ | شعبہ درسِ نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2 | خادم: 4 | چوکیدار: 2

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:00500025657003 - branchcode:0050

@markazuloloom | waseem ziyai

www.waseemziyai.com



مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com